یا فتاح

تاریخ جہان نما

ایک مکمل اسلامی تاریخ جو جنت آشیان فردوس مکان جان بہادر
ملک جہان خان صاحب ٹوانہ رئیس اعظم جہان آباد ضلع شاہ پور
کی حسن توجہ سے لکھی گئی اور حضرت مرحوم کے نامور فرزند ملک
محمد مبارز خان صاحب ٹوانہ کے ارشاد سے فارسی سے اردو میں ترجمہ ہوکر

مطبع چودھویں صدی راولپنڈی میں
باہتمام کارپردازان طبع ہوکر شائع ہوئی

کو اپنی زبان میں لانے کے واسطے ترس رہے ہیں۔ اور جہاں تک ہمارا علم ہے۔ صرف اسی قریب زمانہ
میں مسلمانان ہندوستان کو اپنی قومی تاریخ کو علم دوست ہندوستان کی زبان میں لکھنے کی طرف
توجہ ہوئی ہے۔ مگر ابھی تک اس ضرورت کا کوئی ایک حصہ بھی پورا نہیں کیا گیا۔ پس مبارک
ہیں وہ لوگ جو اپنی ایسی قیمتی قومی ضروریات کے پورا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔

تاریخ جہان نما درحقیقت مسلمانوں کی تاریخ ہے۔ اور جس قدر اس کا واسطہ ہے اس میں اسلامی
تاریخ کے ساتھ غیر اسلامی تاریخ کے بعض حصص درج کئے گئے ہیں۔ جن کے اعتبار سے گو اس
کو جہان نما کہنا بہت بیجا نہ ہو۔ مگر درحقیقت یہ نام اس مرحوم اور مغفور بزرگ کے نام کی رعایت
سے دیا گیا ہے۔ جن کے علم تاریخ کا شوق اس کے وجود کا باعث ہوا ہے۔ یہ جنت آشیان
اور فردوس مکان بزرگ خان بہادر ملک جہان خان صاحب ٹوانہ۔ رئیس اعظم
جہان آباد ضلع شاہ پور واقع صوبہ پنجاب ہیں۔ گو مرحوم و مغفور بزرگ کی خواہش اصلی ٹوانہ قوم کی
تاریخ مرتب کرانے سے ہو۔ مگر اپنی وسیع ہمت اور فیاضی کے تقاضے سے انہوں نے اس
تاریخ کو حد امکان تک وسیع کرنے میں مضایقہ نہیں کیا۔ اور یہ تاریخ قدیم اسلامی طرز تاریخ نویسی
کے اصول پر مکمل طور پر لکھی گئی ہے۔ یعنے حضرت آدم کے وقت سے لیکر جس طرح تاریخ
بذریعہ روایات کے تاریخوں میں چلی آتی تھی۔ اس کو بہت محنت اور تلاش اور صرف کثیر سے مرتب
کیا گیا ہے۔ اور اسلامی تاریخ کی زنجیر کے ساتھ اس کو ملحق کر دیا گیا ہے۔ اور اس اصل کی
متعدد فروعات جو تکمیل کے واسطے ضروری تھیں لکھی گئی ہیں۔ یہ تاریخ دراصل فارسی زبان
میں لکھی گئی تھی۔ مگر چونکہ اس وقت مسلمانان ہندوستان اپنی قومی تاریخ اردو زبان میں جو
ملک کی زبان ہے لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور اسی میں کتاب کا پڑھنا آسان سمجھا
جاتا ہے اسواسطے ملک صاحب مرحوم مغفور کے فرزند ارجمند عالیجناب ملک محمد مبارز خان صاحب ٹوانہ
رئیس اعظم جہان آباد ضلع شاہ پور نے جو اپنی خصائل حمیدہ اور اوصاف ستودہ اور نیکی اور بلند ہمتی اور قومی
ہمدردی میں ممتاز ہیں۔ اس کتاب کو صرف اردو زبان میں ترجمہ ہی نہیں کرایا بلکہ صرف کثیر سے چھپوا کر
شائع کر دیا ہے۔ تاکہ جو مقصود مرحوم مغفور ملک صاحب کا تھا وہ بوجہ احسن پورا ہو۔ اور دنیا میں انکی
نیکی بھلائی کی ایک یادگار اس شکل میں رہ جائے۔ ہمکو یقین ہے کہ کتاب کے پڑھنے والے اور اس سے
فایدہ اٹھانے والے ان نامور باپ بیٹوں کو دعاے خیر سے یاد فرمائیں گے۔

راقم۔ پبلشر

یا۔ خلق ... (یعنی انس شتاب کار پیدا کیا گیا ہے) پس ...
م علیہ السلام کے تمام بدن میں جب رُوح نے سرایت کی تو اُٹھ
... وہ حلہ بہشتی اُن کو پہنایا گیا اور ایک کرسی پر جو ...
ایا گیا۔ پس فرشتوں کو حکم ہوا کہ اس کو سجدہ کرو۔ تمام ملائکہ نے سجدہ کیا مگر عز... ب ...
ور تکبر سے سجدہ نہ کیا۔ باری تعالے فرماتا ہے وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ
جَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَکَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ (اور جب کہا ہم نے فرشتوں سے
دہ کرو آدم کو پس سجدہ کیا سبنے مگر ابلیس نے انکار کیا اور تکبر کیا اور تھا کافروں سے)
شیطان اس سجدہ نہ کرنے سے مورد عتاب الٰہی ہوا اور باری تعالیٰ نے فرمایا۔ یٰٓاِبْلِیْسُ
منعک اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ (س ص)
ے ابلیس کس نے منع کیا تجھے کہ سجدہ کرے تو اُسے کہ بنایا میں نے اپنے ہاتھ سے کیا تکبر کیا
ے یا تھا تو بلند رتبہ والوں سے) یعنی حضرت آدم علیہ السلام جسکو میں نے اپنے قدرت کے
سے بنایا ہے تو نے غرور و استکبار بدون استحقاق کیا یا تو اصحاب علو و تفوق سے تھا
تجھے آدم پر کیا فوق حاصل تھا کہ اسکے ادب سے سرکشی کی۔
پھر ابلیس نے اس کے جواب میں کہا اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَہٗ مِنْ
طِیْنٍ یعنی آدم کو سجدہ نہ کرنے کا یہ باعث ہے کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے
کیا اور اسکو خاک سے پیدا کیا پس ضرور آگ خاک سے افضل ہے کیونکہ وہ نورانی جوہر ہے
خاک ظلمانی ہے پس نورانی کس طرح ظلمانی کے آگے سجود کرے۔
پس جناب باری تعالیٰ سے اس مردود مطرود کے حق میں خطاب با عتاب بایں طور نازل ہوا
خْرُجْ مِنْہَا فَاِنَّکَ رَجِیْمٌ وَّاِنَّ عَلَیْکَ لَعْنَتِیْٓ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ (اخیر ص س) پس نکل آسمانو
ے بیشک تو مردود ہے اور بیشک تجھ پر لعنت میری ہے دن قیامت تک۔

پس اس روز سے اُس کا نام ابلیس ہوا۔ **سوال** اگر کوئی اعتراض کرے کہ سجدہ خداوند تعالے کے ساتھ مخصوص
ہے اور کسی کے آگے جائز نہیں سو اس سجدہ نہ کرنے سے باری تعالے نے اسکو ملعون کیوں کر دیا اور جنہوں نے
سجدہ ... کیا مقبول جناب الٰہی کیوں ہوئے۔ **جواب** یہ ہے کہ یہ سجدہ تحیت اور تعظیم کا تھا
سجدہ ... اور تحیت کا سجدہ بعض شرائع سابقہ میں بالاتفاق جائز تھا۔ **دوسرا جواب**
... امر اور نہی الٰہی کے دلالت ہے ... ذوالجلال کا امر واجب الانقیاد ...

پس ابلیس لعین نے کہا اے اللہ جو جو میں نے اپنی عمر میں تیرے سجدہ نہ کرنے کے بدلے سب تو نے محو کر دیئے اور حکم مرجومیت اور ملعونیت

بارئ تعالیٰ نے جانتا اپنی ملائکہ سے ایک کاغذ طلب کیا جسمیں عزازیل کے ہاتھ کی یہ عبارت لکھی ہوئی فرشتوں کے پاس موجود تھی کہ جس شخص نے تمام اپنی عمر عبادت الٰہی میں گذاری ہو اور سجدات متبرمات میں مشغول رہا ہو اگر ایک سجدہ فرضی سے انکار کرے اور خداوند کا حکم نہ مانے وہ ملعون ابدی ہوتا ہے اور اسکی توبہ قبول نہ کی جاوے " یہ فتوے عزازیل کے ہاتھ کا لکھا ہوا مسجل و مانوف فرشتوں کے پاس امانت رکھا ہوا تھا ۔ باری تعالےٰ نے شیطان کے آگے رکھا بحکم اَلْمَرْءُ يُؤْخَذُ بِاِقْرَارِهٖ لاجواب ہوا اور باری تعالےٰ کی حجت اسپر تمام ہوئی ۔ باری تعالیٰ کی جناب میں شیطان نے کہا جب تو نے مجھے اپنی جناب سے مردود کر دیا تو اب مجھے قیامت تک فنا سے مہلت عطا فرما ۔ حکم ہوا کہ تجھے مہلت دی جاتی ہے رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۔ قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ۔ کہا اے رب پس مہلت دے تو مجھے اس دن تک کہ اٹھائے جاویں لوگ کہا پس بے شک تو مہلت دیئے گئوں سے ہے دن قیامت تک ۔

پھر شیطان نے کہا فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ پس قسم ہے تیری عزت کی البتہ بہکاؤں گا میں اُن سب کو مگر بندے تیرے اُن میں سے خالص (میرے اغوا سے محفوظ رہیں گے) ۔

جناب باری تعالیٰ سے حکم صادر ہوا لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ البتہ ہم بھر دینگے دوزخ کو تجھ سے اور اُن سے جو تیرے تابع ہیں اُن میں سے سب کے سب ۔

سجدے غیر اللہ کے وارد ہوا ہے اب وہ حرام ہے ۔ جب خود باری تعالےٰ نے اسکے کرنے کا حکم فرمایا تھا تو اُس وقت اُس کا کرنا فرض ہو گیا تھا چہ جائے کہ ممنوع ہو تقبیراً جواب یہ ہے کہ وہ سجدہ اصل خدا اللہ تعالےٰ کو تھا اصل مسجود و معبود باری تعالیٰ کی ذات تھی نہ آدم علیہ السلام جیسا کہ اب نماز میں سجدہ خداوند تعالیٰ کی ذات کو ہوتا ہے اور کعبہ شریف کی ایک سمت مقرر کی گئی ہے ایسا ہی آدم علیہ السلام بجائے کعبہ کے تھے اصل سجدہ خداوند کو کیا گیا تھا آدم مسجود حقیقی نہ تھے جیسا کہ اب بھی اگر کوئی شخص کعبہ کو مسجود حقیقی سمجھے تو کافر ہوتا ہے [illegible] ملائکہ کے [illegible] کوئی اعتراض نہیں ۔ ۱۲

پھر خداوند تعالیٰ نے آدم علیہ السلام ...

...کی طرف راغب ہوتی ہے اپنا ہم جنس نہ ملنے سے آدم علیہ السلام کی طبیعت ملول رہتی ...
... خداوند تعالیٰ نے اُن کی آنکھوں میں خواب کو اس زور سے ڈالا کہ بالکل مست و بیہوش ...
...لئے جبرائیل نے خداوند کے حکم سے آدم علیہ السلام کے بائیں پہلو سے ایک پسلی
...نکالی جو خداوند کے حکم سے وہ اُستخوان حوّا کی صورت پر ہوگئی اور نہایت خوبصورت
...کی شکل زیورات بہشتی سے آراستہ کر کے ایک تخت پر جلوہ عروسانہ میں بٹھا دی حضرت
...علیہ السلام کا وہ زخم بامر الٰہی فی الفور مندمل ہوا اور نیند کا غلبہ اُن سے ہٹایا گیا جب جاگ
...تو کیا دیکھتے ہیں کہ اپنی جنس سے ایک عورت پاس کے تخت پر جلوہ افروز ہے طبیعت
...کو دیکھتے ہی خوش ہوگئی ۔

...جبرائیل نے خداوند تعالیٰ کے حکم سے حوّا کا عقد نکاح حضرت آدم علیہ السلام کے ...
...ا اور خداوند تعالےٰ کی طرف سے یہ خطبہ پڑھا گیا اَلْحَمْدُ ثَنَائِي وَالْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي
...ظْمَةُ إِزَارِي وَالْخَلْقُ كُلُّهُمْ عَبِيدِي وَإِمَائِي وَأَنْبِيَائِي وَرُسُلِي وَأَوْلِيَائِي وَ
...مَّدٌ حَبِيبِي وَرَسُولِي وَخَلَقْتُ الْأَشْيَاءَ لِيَسْتَدِلُّوا بِهَا عَلَى وَحْدَانِيَّتِي
...سَدُوا يَا مَلَائِكَتِي وَسُكَّانَ سَمَاوَاتِي وَحَمَلَةَ عَرْشِي إِنِّي قَدْ زَوَّجْتُ أَمَتِي
...ا بِبَدِيعِ فِطْرَتِي وَصَنِيعِ قُدْرَتِي آدَمَ بِصَدَاقِ تَسْبِيحِي وَتَنْزِيهِي وَ
تَهْلِيلِي وَتَقْدِيسِي وَهِيَ شَهَادَةُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ يَا آدَمُ
... حَوَّاءُ عَلَيْكُمْ سَلَامِي وَرَحْمَتِي (ترجمہ ۔ الحمد میری تعریف ہے اور کبریا ...
...ا ہے اور عظمت میری چادر ہے اور تمام مخلوقات میرے بندے اور غلام ہیں اور
...سول اور اولیاء و محمد میرا حبیب اور میرا رسول ہے میں نے چیزوں کو پیدا کیا تاکہ لوگ
...میری وحدانیت پر دلیل پکڑیں اے میرے فرشتو آسمانوں پر رہنے والو اور میرے
...کے اُٹھانیوالو گواہ رہو کہ میں نے اپنی کنیزک حوّاء کو اپنی عجائب صنعت اور عجیب
...ت آدم علیہ السلام کو نکاح کردی مقابلہ کابین اپنی تسبیح و تنزیہ و تہلیل و تقدیس اپنی کے اور وہ
گواہی اس بات کی ہے کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ واحد لاشریک ہے اے آدم اور اے حوّا تم پر
میری رحمت ہو جیو) ۔

...کی بیشی کا اختلاف بہت ہے لیکن مصنف کی تحقیق سے اسی قدر صحت کو

پہونچا ہے۔ پھر آدم علیہ السلام کو حکم صادر ہوا۔ یَا آدَمُ اسْكُنْ أَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَكُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ الظّٰلِمِينَ اور کہا یعنے اے آدم بسیر کر تو اور تیری بی بی جنت میں اور کھاؤ اُس سے بافراغت جس طرح چاہو اور نہ نزدیک جاؤ اس درخت کے پس ہو جاؤ گے ظالموں سے ❖

تمام مطعومات و میوہ جات و مشمومات بہشتی حضرت آدمؑ اور حواؑ پر حلال و مباح تھے مگر ایک شجر کہ اُس کی تعیین میں اختلاف ہے لیکن قول مشہور گیہوں ہے اور بعضوں کے نزدیک انگور ہے۔ بہت مدت تک آدمؑ اور حواؑ بہشت میں مقیم رہے بہشتی میوہ جات سے متمتع اور بہرہ ور اور خرم و شادان ایک دن خداوند پاک کی جناب سے حکم صادر ہوا۔ يَا آدَمُ إِنَّ هٰذَا عَدُوٌّ لَكَ وَلِزَوْجِكَ فَلَا يُخْرِجَنَّكُمَا مِنَ الْجَنَّةِ فَتَشْقٰى۔ یعنے اے آدم بیشک یہ دشمن ہے تیرا اور تیری زوجہ کا پس نہ نکال دے تم دونوں کو جنت سے تو بدنصیب ہو جائے تو (یعنی ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ (یہ شیطان) تم دونوں کو جنت سے نکلوا دے تو تم محروم و بدنصیب ہو جاؤ) ❖

آدم علیہ السلام نے جب بہشت کے دروازوں کو مقفل دیکھا تو دشمن کے دخول سے مطمئن و بیباک ہوئے ابلیس لعین اسم اعظم پڑھکر پردہ ہائے افلاک کو طیران کر کے بہشت کے دروازہ تک پہونچا اور اندر داخل ہونے کے حیلے سوچنے لگا دیکھا کہ ایک طاؤس بہشتی دیوار بہشت کے کنگرہ پر بیٹھا ہوا ہے بڑی منت و سماجت اور گریہ و زاری و چاپلوسی و مکاری سے اُس کو کہنے لگا میں بھی فرشتوں سے ہوں اور بہشت کے دیکھنے کا مجھے نہایت شوق دامنگیر ہوا ہے طاؤس نے کہا میں تو نظر کا پاسبان ہوں دروازہ کھولنے کا مجھے اختیار نہیں اصل دربان سانپ ہے اُسکو تیری سفارش کروں گا پس طاؤس سانپ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ ایک زاہد فرشتہ بہشت کی سیر کا خواستگار ہے۔ سانپ نے کہا کہ جنت میں داخل ہونے نہیں میں دروازہ ہرگز کھول نہیں سکتا۔ شیطان نے باہر سے سُن لیا اور کہنے لگا کہ مجھے عزیمت یاد ہے کہ اُس کے پڑھنے سے تم موت سے محفوظ رہو گے اور بہشت سے کہ نکالے جاؤ گے اگر دروازہ کھول کر مجھے اندر لیجاؤ تو میں تمکو وہ عزیمت سکھا دوں سانپ طاؤس دونوں طمع سے دھوکہ میں آ گئے سانپ نے کہا کہ کوئی ایسا حیلہ ہو جو نہ نقض سے جناب الٰہی میں کیا جا سکے شیطان نے سانپ کو کہا کہ تو اگر اپنا منہ کھ

ب داخل ہو جاؤں گا پھر تو اندر جا کر مجھے موںھ سے نکال دینا۔ سانپ نے ایسا ہی کیا اور بہشت
ر موںھ کھولا۔ شیطان سانپ کے موںھ سے نکلکر گلزار جنت کی سیر میں مشغول ہوا ٭
ہ ممنوعہ کے پاس جا کر کہنے لگا کہ کیا یہی درخت ہے جو خدا نے آدم اور حوّا کو کھانے سے
ہوا ہے سانپ نے کہا ہاں یہی ہے شیطان زار قطار رونے لگا اور اُس کی آہ وزاری
وہاں آئی اور رونے کا باعث پوچھا شیطان نے کہا خدا نے ارادہ کیا ہے کہ تمکو
ت سے نکالے اسیواسطے تمکو اس شجرہ سے روک دیا ہے جو اس درخت کا پھل
تا وہ کبھی جنت سے نہ نکالا جائے گا مجھے تمہاری نازک حالت پر سخت افسوس آتا ہے
نازپروردہ [illegible] ویران اور وحشت ناک بیابان اور جنگل سنسان میں ڈالے
[illegible] زمانہ تمہارا ختم ہوا اور عیش کے ایام بسر ہوئے۔ الغرض اُس نے
رح لگا کر باتیں کیں کہ حوّا کو یقین آگیا اور وہ بھی غم سے رونے لگی ور افسوس سے ہاتھ
ں شیطان نے کہا کہ تسلی کرو اگر یہاں ابد آباد تک مقیم رہنا چاہتے ہو تو اس شجرہ ممنوعہ
ہا! کبھی یہاں سے نکالے نہ جاؤ گے اور نہ تم پر موت کا تسلط ہوگا۔ پس حوّا نے
[illegible] میں آکر بہشت میں رہنے کے لالچ پر تین دانے شجرہ ممنوعہ سے توڑے ایک
یا اور دو حضرت آدمؑ کے پاس لے گئی۔ حضرت آدمؑ نے انکار کیا کہ اِس میں
نے کی نافرمانی ہوگی۔ اتنے میں شیطان ملعون وہاں پہونچا اور خداوند تعالے کی
نے لگا کہ میں آپ کا خیر خواہ ہوں آپ اس پھل کے کھانے میں کچھ تامل نفرماویں
ی بہتری ہوگی وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ط فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ ط
ھائی اُن سے کہ میں تمہارے لیئے البتہ نصیحت کرنے والوں سے ہوں پھر دلالت
یب سے) ٭

ؑم نے حوّا کے استدعا سے اور شیطان کی دھوکہ دہی سے وہ دو دانے کھا لیئے
دیر بھی کہ لباس بہشتی بدن سے اتر گیا۔ حوّا اور آدم علیہما السلام دونوں برہنہ بدن ہوگئے
ے پتّوں سے بدن ڈھانپنے لگے اور دیوانہ وار سو بسو دوڑنے لگے۔ فَبَدَتْ لَهُمَا
وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَرَقِ الْجَنَّةِ۔ پس ظاہر ہوئی واسطے اُن کے
ن کی اور لگے ڈھانکنے آپ کو جنت کے پتوں سے ٭
[illegible] دا کے حکم سے ہا [illegible] گئے

وَعَصٰی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی اور نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی اور سرکش ہوا *

خداوند تعالےٰ کی جناب سے عتاب خطاب ہوا۔ وَنَادٰهُمَا رَبُّهُمَا اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ

تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَاَقُلْ لَّكُمَا اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ اور

اُنکو اُن کے رب نے کیا نہ منع کیا تھا میں نے تمکو اس درخت سے اور نہ کہا تھا تمسے کہ

شیطان واسطے تمہارے دشمن ظاہر ہے (یعنی ہمنے تمکو اس درخت سے منع نہیں کیا

کیا ہم نے تمکو خبردار نہیں کیا تھا کہ شیطان تمہارا دشمن ہے اُسکے دھوکا میں نہ آجانا

حکم کے خلاف تم اسکے دھوکا میں آگئے) *

پس جبرائیل ع کو حکم ہوا کہ آدم اور حوا اور طاؤس اور سانپ و ابلیس کو ...

پس جب آدم علیہ السلام کو ہبوط کا حکم سنایا گیا تو زار قطار رونے لگے اور ...

روئی ہر ایک مکان سے وداع کرتے اور کمال حسرت سے اُس اعلےٰ ... پورا *

اِهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَلَكُمْ مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ اُترو تم ایک

واسطے ایک کے دشمن ہے اور تمہارے لئیے زمین میں ٹھکانا اور فائدہ ہے ایک وقت تک

پس بہشت سے نکلکر آدم سرندیپ میں اور حوا جدہ میں وارد ہوئی۔ آدم وطن مالوف

فراق سے اور جفت مرغوبہ کی جدائی سے دو سو سال تک روتے رہے اور حوا علیہا

جلتی رہی۔ القصہ دو سو سال کے بعد آدم علیہ السلام حج پر مامور ہوتے اور بیت المعمور

پہونچے کوہ عرفات میں جاکر آرام کیا تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ جدہ کی طرف

حوا جلوہ نما ہوئی ایک دوسرے کو دیکھکر زار زار رونے لگے اور پھر ملاقات حاصل ہوئی

خداوند کی جناب میں سجدہ شکر ادا کیا *

فَتَلَقّٰٓى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّ

پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے کچھ باتیں پھر توبہ قبول کی اُس کی اللہ نے

قبول کرنے والا مہربان ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کی گریہ وزاری پر رحم فرمایا اور

طریقہ یا جن لفظوں سے توبہ کرنا چاہئیے وہ لفظ سکھائے اور توبہ قبول فرمائی۔ تفسیر

میں حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ آدم نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے عفو

درخواست کی ارشاد ہوا کہ تو اسکو کہاں سے جانتا ہے۔ عرض کی کہ یا رب العالمین

[illegible]

خیال کیا کہ محمدؐ سے بڑھکر تیری حضور میں کسی کی عزت نہیں۔ ارشاد ہوا اے آدمؑ وہ ختم الانبیاء اور تمہارے فرزند ہیں وَلَوْ لَاہُوْ مَا خَلَقْتُکَ اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تمہیں پیدا نہ کرتا اور کلمات جو پروردگار کی طرف سے حضرت آدمؑ کو واسطے وسیلہ بنانے قبولیت دعا کے القا ہوئے تھے وہ بقول ابن عباس و قتادہ یہ ہیں رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ اے رب ہمارے ظلم کیا ہمنے اپنی جانوں پر اور اگر نہ بخشے تو ہمکو اور نہ رحم کرے تو ہم البتہ ہو جائیں گے ہم نقصان پانیوالوں سے ۔

پس اس دعا کی برکت سے خداوند تعالےٰ نے اُن کی پیشانی سے داغ عصیان و غوایت دھو ڈالا پس آدم اور حوا مناسک حج کو ادا کرکے وادی عمان میں تشریف لائے اور وہاں رہنے سہنے لگے ۔

پھر آدم اور حوا کو ملک ہندوستان میں سکونت کا حکم ہوا۔ جب ہندوستان میں پہونچے۔ تو جبرائیل علیہ السلام بحکم رب جلیل لوہا اور آگ لایا اور حرفت آہنگری کی تعلیم دی اور اسباب دہقانی کا تیار کرکے بیلوں کو جوتا اور مشت گندم کو زمین میں بیجا۔ الغرض جبرائیلؑ نے کلبہ رانی کا کام سکھایا جب کھیتی پک کر تیار ہوئی تو کاٹ کر خرمن لگایا اور غلہ نکالکر صاف کیا اور حوا نے آٹا پیس کر خمیر کیا جبرائیل کی تعلیم سے تنور تپا کر اُس میں روٹی لگا کر پکائی جب عصر کا وقت ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے شام تک روزہ رکھنے کا مشورہ دیا۔ جب سورج غروب ہوا تو آدھی روٹی حوا نے کھائی اور آدھی سے حضرت آدم علیہ السلام نے روزہ افطار کیا۔ اسی طرح کاشتکاری سے اپنا گذارہ کرنے لگے وہاں ایک سو ستر دفعہ بچے جننے کی نوبت آئی اور ہر ایک دفعہ میں ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ پہلی دفعہ جو لڑکا اور لڑکی پیدا ہوئے بیٹے کا نام قابیل اور لڑکی کا نام اقلیما رکھا اور دوسرے حمل سے جو پیدا ہوئے لڑکے کا نام ہابیل اور دختر کا نام غازہ رکھا۔ جب بالغ ہوئے تو حکم ہوا کہ پہلے حمل کی لڑکی کا دوسرے حمل کے لڑکے سے اور دوسرے حمل کے فرزند کا پہلے حمل کی لڑکی سے عقد کیا جاوے۔ چونکہ اقلیما نہایت خوبصورت تھی اور غازہ ایک معمولی شکل کی عورت تھی قابیل نے اپنی بہن۔ ہابیل کو دینے سے اور اُس کی بہن یعنی غازہ کو اپنے نکاح میں لینے سے انکار کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان دونوں کا فیصلہ اس طور پر فرمایا کہ دونوں قربانی کریں جس کی قربانی قبول ہو اقلیما اُس کے نکاح میں دی جائیگی اور جس کی قربانی نامقبول ہوگی وہ مردود اور اقلیما اُسپر حرام ہوگی جس کا بیان باری تعالیٰ فرماتا ہے وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ ابْنَيْ اٰدَمَ بِالْحَقِّ

اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا اور پڑھ ان پر خبر دو بیٹوں آدم کی سچ سچ جب کی دونوں نے قربانی۔ حضرت آدم علیہ السلام کے حکم سے دونوں نے منا پر جاکر اپنی اپنی قربانی رکھ دینے کی ٹھہرائی اور اُس وقت قبولیت قربانی کا یہ نشان تھا کہ سفید آگ بے دود آسمان سے آکر مقبول قربانی کو جلا جاتی تھی۔ قابیل کسان تھا ایک گوند غلے کی خدا کی نذر کی اور دل میں کہا نذر مقبول ہو یا نہ ہو میں اقلیما کو نہ چھوڑونگا ہابیل بکریاں چراتے تھے وہ بکری لائے اور دل میں ٹھہرائی کہ جو رضائے پروردگار ہے اُسی پر قائم و صابر رہوں گا +

فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ ط پس قبول کی گئی (قربانی) ایک کی اُن دو میں سے اور نہ قبول کی گئی دوسرے سے۔ پس دونوں نے منا پر اپنی اپنی قربانی رکھدی اور آتش سفید بے دود آسمان سے آئی اور ہابیل کی قربانی کو جلا دیا اور قابیل کی قربانی نامقبول ہوئی۔ پس آدم علیہ السلام نے اقلیما کا عقد ہابیل سے کردیا اور قابیل اس غصہ سے جل گیا اور اپنی معشوقہ کے واپس لینے کی تجویزیں سوچنے لگا آخر یہ سوچا کہ ہابیل کو قتل کی دھمکی دوں اگر ڈر کر واپس دیدے تو بہتر ورنہ اسکو مار ڈالوں گا اور اقلیما لیکر کہیں بھاگ جاؤں گا +

قَالَ لَاَقْتُلَنَّكَ ط قابیل نے ہابیل کو کہا کہ میں تجھے ضرور مار ڈالوں گا۔ جب قابیل کا غلہ مردود ہوا تو وہ اُور بھی غضبناک ہوا دل میں اپنا حسد اور کینہ مخفی رکھا۔ جب آدم علیہ السلام مکہ معظمہ کی زیارت کو تشریف لیگئے ایک دن قابیل ہابیل کے پاس آیا ہابیل بکریاں چرا رہے تھے کہا میں تجھے قتل کروں گا۔ ہابیل نے کہا کیوں۔ وہ بولا۔ اس لیئے کہ اللہ نے تیری نیاز قبول کرلی اور میری خوبصورت بہن تجھے مل گئی +

قَالَ اِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللّٰهُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ ہابیل نے جواب میں کہا کہ بات یہ ہے خداوند تعالےٰ (قربانی) پرہیزگاروں سے قبول کرتا ہے (یعنی اللہ تعالےٰ ڈرنے والوں کی نذریں منظور و مقبول فرماتا ہے +

لَئِنْۢ بَسَطْتَّ اِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِيْ مَاۤ اَنَا بِبَاسِطٍ يَّدِيَ اِلَيْكَ لِاَقْتُلَكَ ج اِنِّيْۤ اَخَافُ اللّٰهَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ط یعنی اگر تو بڑھائے گا ہاتھ اپنا کہ مجھے مار ڈالے میں نہیں بڑھانیوالا ہاتھ اپنا تیری طرف کہ تجھے قتل کروں میں ڈرتا ہوں اللہ سے جو پروردگار عالموں کا ہے یعنے تیری قربانی کا نہ قبول ہونا اسی باعث سے ہوا کہ تیرے دل میں خدا کا خوف نہیں اور قربانی تو پرہیزگاروں اور خدا سے ڈرنے والوں کی قبول ہوتی ہے پہلے تو خداوند کا حکم تھا کہ

توام لڑکی ہمشیرہ ہے وہ حرام ہے اُسکے نکاح کا تو نے ارادہ کیا پھر تیری قربانی کس طرح منظور ہوتی دوسرا تواب کہتا ہے کہ میں تجھے مارڈالونگا سو بیگناہ کو مارڈالنے کا ارادہ یہ بھی خداوند تعالےٰ سے نہ ڈرنے والے شخص کی نشانی ہے اور میرا یہ حال ہے کہ اب بھی میں تیرا ادب کرتا اور قطع رحمی سے ڈرتا ہوں تو اگر مجھے مار یگا تو میری طرف سے ہاتھ نہ اُٹھے گا۔ یہ میرے متقی ہونے کی علامت ہے سو متقی کی قربانی کا قبول ہونا اور فاسق بدنیت کی قربانی کا نا منظور ہونا ایک لازمی امر ہے سو تیرا اس سے ناراض ہونا بیجا ہے تو سوچ لے کہ جیسی تیری نیت ہے ویسا تجھے پھل ملا ؀

اِنِّىْۤ اُرِيْدُ اَنْ تَبُوْٓءَ بِاِثْمِىْ وَاِثْمِكَ فَتَكُوْنَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۚ وَذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الظّٰلِمِيْنَ ؕ میں چاہتا ہوں کہ پھرے تو ساتھ میرے گناہ اور اپنے گناہ کے پس ہو جائے تو صاحب آگ کا اور یہ بدلہ ہے ظالموں کا ؀

ہابیل نے سمجھایا کہ اگر تو مجھے قتل کریگا تو میرے گناہ بھی تجھ پر لادے جائیں گے اور تیرے گناہ تو تجھ پر ثابت ہیں اس صورت میں تو جہنمی ہو جائیگا اور میں تو یہی چاہتا ہوں کہ میرے گناہ تجھ پر چلے جائیں یعنی میرے قتل کا یہ لازمی نتیجہ ہوگا کہ میرے گناہ بھی تجھ پر ڈالے جائینگے۔ تجھے ضرور سوچنا چاہیے کہ ایسے بدنتیجہ کا تو کیوں خواستگار ہے ؀

فَطَوَّعَتْ لَهٗ نَفْسُهٗ قَتْلَ اَخِيْهِ فَقَتَلَهٗ فَاَصْبَحَ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ؕ پس رغبت دلائی اُسکو اسکے نفس نے مارڈالنے کی اپنے بھائی کو پس مارڈالا اُسکو پھر ہو گیا نقصان پانے والوں سے (یعنی قابیل کے نفس نے اُسے ہابیل کے مارڈالنے پر آمادہ کیا تاکہ سہ شنبہ کے دن قابیل ہابیل کے پاس پہونچا ہابیل ایک پتھر پر سر رکھکر سویا ہوا تھا قابیل نے اُسکے قتل کرنے کی تجویزیں سوچیں مگر کچھ سمجھ نہ آئی کہ اسکو کس طرح قتل کروں آخر شیطان آدمی کی شکل بن کر آیا اور ایک سانپ کو پکڑ کر اس کا سر ایک پتھر پر رکھا اور اوپر سے دوسرا پتھر مارا سانپ کا سر کچلا گیا تب قابیل کو سمجھ آئی کہ اس طرح قتل کرنا چاہیئے۔ قابیل نے ایک بھاری پتھر لیکر ہابیل کے سر پہ مارا اُس کا سر کچلا گیا پھر متردد و حیران ہوا کہ کیا کرے۔ اور کس طرح اُس کی لاش کو مخفی کرے ؀

فَبَعَثَ اللّٰهُ غُرَابًا يَّبْحَثُ فِى الْاَرْضِ لِيُرِيَهٗ كَيْفَ يُوَارِىْ سَوْءَةَ اَخِيْهِ ؕ قَالَ يٰوَيْلَتٰۤى اَعَجَزْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِثْلَ هٰذَا الْغُرَابِ فَاُوَارِىَ سَوْءَةَ اَخِىْ ۚ فَاَصْبَحَ

مِنَ النّٰدِمِیْنَ ۝ پھر بھیجا اللہ نے کوا کُریدتا تھا زمین میں کہ دکھاوے اُسکو کس طرح ڈھانکتا ہے لاش اپنے بھائی کی کہا افسوس نہ ہوسکا مجھ سے کہ ہو جاؤں مثل اِس کوے کی پھر چھپاؤں لاش اپنے بھائی کی پس ہو گیا شرمندوں سے ؁

اللہ تعالےٰ نے دو کوے بھیجے ایک دوسرے سے لڑا اور اُسے مار ڈالا پھر چونچ سے زمین کُریدی اور دوسرے کوے کو اُس میں ڈال دیا۔ قابیل نے دیکھا اور کہا افسوس میں اس کوے کے برابر بھی عقل نہیں رکھتا (اور اُسے دفن کر دیا) ہابیل کے قتل سے سات دن تک زمین میں زلزلہ رہا۔ پھر زمین نے اُس کا خون پی لیا اور اللہ تعالےٰ نے قابیل سے خطاب فرمایا کہ تیرا بھائی ہابیل کہاں ہے۔ وہ بولا میں کیا جانوں۔ ارشاد ہوا اُس کا خون مجھے زمین سے پکار رہا ہے۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ بعد قتل ہابیل کے درخت بھی کانٹے دار ہو گئے اور کھانے بدمزہ ہو گئے۔ پھل تلخ ہوئے اور پانی کھاری ہو گیا اور زمین غبار آلود ہوئی آدم نے سمجھا بیشک زمین پر کوئی بڑا سخت حادثہ ہوا ہے۔ جب ہند میں آئے تو ہابیل کو نہ پایا اور حیران ہوئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ اُسکو قابیل نے قتل کر دیا ہے۔ پس آدمؑ جبرائیل کی رہبری سے ہابیل کی تربت پر پہونچے وہاں سے نکال کر نئے سر سے موقعہ پر دفن کیا آدم اور حوا نے اُس کی قبر پر اس طرح نوحہ وزاری کی کہ آسمان کے فرشتوں میں بھی واویلا کی صدا بلند ہوئی۔ چنانچہ ایک قصیدہ طویل بزبان عربی حضرت آدم علیہ السلام سے ہابیل کے مرثیہ میں منقول ہے جس کے چند شعر ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔ ؎

تَغَیَّرَتِ الْبِلَادُ وَمَنْ عَلَیْھَا ۔۔۔ وَوَجْہُ الْاَرْضِ مُغْبَرٌّ قَبِیْحٌ

شہروں اور ان میں رہنے والوں کا حال متغیر ہو گیا۔ زمین کا مونھ غبار آلود اور بدصورت ہو گیا

تَغَیَّرَ کُلُّ ذِیْ طَعْمٍ وَّلَوْنٍ ۔۔۔ وَقَلَّ بَشَاشَۃُ الْوَجْہِ الْمَلِیْحِ

ہر ایک کھانے کا مزہ اور رنگ بدل گیا اور ہر ایک خوشنما چہرے کی تازگی کم ہو گئی

فَوَا اَسَفًا عَلٰی ھَابِیْلَ اِبْنِیْ ۔۔۔ قَتِیْلًا قَدْ تَضَمَّنَہُ الضَّرِیْحُ

میرے ہابیل بیٹے کے مقتول ہو جانے پر واویلا اور افسوس ہے جسکو قبر نے اپنی گود میں لیا ہے

وَجَاوَرَنَا عَدُوٌّ لَیْسَ یَفْنٰی ۔۔۔ لَعِیْنٌ لَا یَمُوْتُ فَنَسْتَرِیْحُ

ہمارے پڑوس میں ایک لعنتی دشمن ہے جو فنا نہیں ہوتا اور نہیں مرتا کہ ہم خلاصی پا جاویں ؁

قابیل اپنی بہن اقلیما کو لیکر عدن کی طرف چلا گیا وہاں شیطان آیا اور کہا کہ تیرا بھائی آتش پرست تھا تبھی تو آگ نے اُس کی قربانی قبول کی پھر اُس نے آگ کی پرستش شروع کی اور اُس کی اولاد میں شرک اور بُت پرستی و عصیان عن امر اللہ کی نیو ڈالی گئی ؛

آدم علیہ السلام کو خداوند تعالیٰ نے تمام لغات اور السنہ مختلفہ کی تعلیم دی تھی یعنی فارسی - یونانی - سریانی - عبرانی - افغانی - ترکی - ہندی وغیرہ الف کی تھیں - علم لغات کا پہلا پروفیسر اور تمام جہان کا پہلا اُستاد جس نے لغات کی بھڑائی سے فرشتوں کو شرمندہ کر دیا تھا وہی حضرت ہیں بعض نامور مورخ لکھتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہزار زبان کی تعلیم خداوند تعالےٰ کی طرف سے القا ہوئی تھی ایک ایک چیز کے مختلف نام اور خاصیات اُن کو جتلائے گئے تھے ؛

وَعَلَّمَ آدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِىْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ قَالَ يٰٓاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ فَلَمَّآ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآئِهِمْ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّىْٓ اَعْلَمُ غَيْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ط اور سکھا دئیے آدم علیہ السلام کو نام سب چیزوں کے پھر پیش کیں وہ چیزیں فرشتوں پر پس فرمایا بتا دو تم مجھے نام اُن کے اگر ہو تم سچے بولے فرشتے پاک ہے تو نہیں ہے علم ہمکو مگر جو سکھایا تو نے ہمیں بے شک تو دانا ہے پختہ کار کہا اے آدمؑ بتا دو تم اِنہیں نام اِن کے پس جب بتا دئیے (آدمؑ نے) اُنہیں نام اُن کے فرمایا کیا نہیں کہا تھا میں نے تم سے بے شک میں خوب جانتا ہوں اسرار آسمانوں اور زمینوں کے اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو ؛

راویان شیریں بیان و حاکیان عذب اللسان یوں روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کا ہبوط ہوا اور اولاد پیدا ہونے لگی تو پہلے پہل جس زبان کے ساتھ متکلم ہوئے وہ وہی تھی کیونکہ بہشت میں اِس کے ساتھ متکلم ہوتے تھے - اولاد کو بھی اسی زبان کے ساتھ تعلیم دینے لگے تھے - پھر جب اولاد بڑھی اور اولاد کی اولاد پیدا ہوئی تو ہر ایک ولایت مختلفہ میں جو لوگ متفرق ہو کر جانے لگے اُن کو آدم علیہ السلام نے مختلف بولیوں کی تعلیم دی اور آگے اُس مُلک کی زبان مستقل بن گئی مختلف ولایتوں میں جا کر آدمؑ کی اولاد کے لوگوں نے شہر آباد کیے

اور مختلف حرفے تیار کیئے۔ تجارتیں جاری کیں اور ہر ایک ضروریات پورا کرنے کے لیئے نئے نئے ایجاد شروع کیئے اور روئے زمین پر آبادی بڑھنے لگی۔ کھیتی باڑی اور تجارت جاری ہوئی کسی نے پہاڑوں میں کسی نے جنگلوں میں شہر آباد کیئے۔ جوں جوں لوگ بڑھتے گئے اپنے اپنے مایحتاج وضروریات کے سامانوں میں ترقی کرنے لگے ✣

ہزار سال کے بعد حضرت آدمؑ بیمار ہوئے ایک ان فرزندوں سے میوے طلب کیئے کیونکہ بہشت میں میوے کھانے کے خوگر ہو چکے تھے اور بیماری میں اُن کا جی میووں کے لیئے ترستا تھا۔ تمام فرزند میووں کی تلاش میں جنگلوں اور پہاڑوں میں چلے گئے مگر حضرت شیث علیہ السلام باپ کے پاس بیٹھے رہے۔ جب بہت دیر ہوگئی تو حضرت آدمؑ نے شیثؑ کو فرمایا کہ اس قریب کے پہاڑ میں جاکر میرے لیئے دُعا کرتا خدا مجھے میوہ عنایت کرے حضرت شیثؑ اُس وقت چھوٹی عمر کے تھے۔ پہاڑ پر جاکر دُعا کرنے لگے۔ حضرت جبرائیلؑ خوان گوناگوں میووں سے بھرے ہوئے لائے۔ جن میں ترنج۔ نارنج۔ انار۔ بہی۔ لیموں۔ کھجوریں۔ تربوز و انجیر۔ خربوزے سب بہشت کے میوے تھے حضرت آدم علیہ السلام نے وہ بہشت کے میوے کھائے اور آخری خوراک وہی تھے۔ تمام فرزندوں کو جمع کیا اور وصیتیں فرمائیں اور اِس جہان فانی سے رحلت فرمائی ✣

حضرت آدمؑ کے فوت ہو جانے کے بعد اکثر فرزند مختلف ولائیتوں میں متفرق ہو گئے اور نئی نئی بلاد اور غیر آبادیوں کو جاکر آباد کیا اور مُلکوں کو بسایا ✣

فصل بذکر شیث علیہ السلام

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد شیث علیہ السلام پیغمبری کی مسند پر رونق افروز ہوئے۔ تمام بھائی اُسکے مطیع اور فرماں بردار تھے عشر اور محصول اُن کو پہنچاتے تھے حضرت شیثؑ کا فرزند انوش پیدا ہوا۔ شیث علیہ السلام نے بہت مدت تک دین الٰہی کی دعوت جاری رکھی اور ہدایت حق کی احکام رسانی میں مشغول و متساعی رہے۔ آخر خداوند کے امر سے اِس جہان فانی سے کوچ کیا شیثؑ کے بعد انوش اپنے باپ کے دین میں ساعی رہا اور مدت تک خداوند کی توحید پھیلانے میں زندگی بسر کی۔ اُن کا بیٹا قلتبان نام پیدا ہوا اُس نے بھی اپنی زندگی کے دن مخلوق کی راہنمائی میں کاٹے۔ بعد ازاں قلتبان کا بیٹا مہلائیل پیدا ہوا

یہ مہلائیل نہایت خوبصورت آدمی تھے۔ ان کے حسن و جمال کا اسقدر شہرہ ہوا کہ اطراف عالم و اکناف گیتی سے مخلوقات اُن کے دیکھنے کو آتی۔ جب دیکھتے تو محو ہو جاتے۔ اُن کی شکل دیکھ دیکھ کر آنکھیں سیر نہ ہوتی تھیں۔ پھر جب وعظ و نصیحت فرماتے تو لوگوں کے سنگ دل نرم ہو جاتے تقریر دلپذیر سُنکر لوگوں کے دلوں میں تاثیر ہوتی تھی۔ یہ مہلائیل ایسے بزرگ گذرے ہیں کہ گویا تمام زمانہ کے لوگ ان کے عاشق تھے۔ اردگرد کے شہروں اور دور دست بلاد سے لوگ تحفے اور ہدایا لیکر ان کی زیارت و خوش کلامی کے استماع کے واسطے آتے تھے ان کا وعظ نہایت مؤثر اور دلوں کو ہلا دینے والا ہوتا تھا۔ جب مہلائیل بھی اِس جہان سے گذر گئے تو جو لوگ اُن کی زیارت کو آتے وہ تحفے اور ہدایا جو مہلائیل کی نذر کے لیئے ساتھ لاتے تھے مہلائیل کا مقام خالی دیکھکر پھر واپس چلے جاتے اور وہ تحفے بھی بڑی حسرت سے اپنے ہمراہ ہی واپس لیجاتے۔ مہلائیل کا فرزند ایزاد اور بقول بعض آدمی تھا۔ وہ تحائف کی واپسی سے افسوس کرتا تھا۔ شیطان نے بصورت انسان متشکل ہو کر اُسکو یہ تجویز بتائی کہ اگر مہلائیل کا بُت بنایا جاوے اور جس مقام پر وہ وعظ کرتے تھے وہاں رکھا جاوے تو یہ تحائف جو لوگ واپس لیجاتے ہیں ضائع نہ جاویں اور جو زائر دور دراز ممالک سے آتے ہیں وہ اس کمال حسرت و افسوس سے غمناک اور محزون واپس نہ جاویں میں تمکو مہلائیل کا بُت بنا دیتا ہوں مہلائیل کا بُت سفید پتھر سے کھود اور اوپر سے زرنگار کر کے نہایت خوبصورت بنا کر رکھا۔ زیارت کرنے والے اُس سے تبرک اور تیمن ڈھونڈتے تھے دو قرن گذر گئے اور علوم الٰہی لوگوں کے درمیان سے مفقود ہوئے۔ آیندہ نسلوں نے جہالت کے سبب مہلائیل کے بُت کی پرستش شروع کی اور یہی سمجھا کہ شاید یہی بُت پرستی قدیم سے ہمارے آبا و کرام کا پیشہ اور مذہب چلا آیا ہے اور یہ بُت ہمارا معبود اور ہمارے آبا کا خدا ہے۔ پس رفتہ رفتہ ہر ایک قوم نے ہر ایک بلاد میں بتوں کو تراش کر پرستش اُن کی شروع کر دی یہاں تک کہ تمام جہان میں اُس عمل شنیع کا رواج پھیلا اور اطراف عالم میں بُت پرستی کا مذہب شائع ہو گیا +

فصل حضرت ادریس علیہ السّلام کے بیان میں

دوسرے قرن کے ختم پر ایک بزرگ اخنوخ نام پیدا ہوا جسکو خداوند تعالیٰ کی عنایت سے

پیغمبر بنایا گیا۔ بت پرستی سے مخلوق کو روکتا اور حق پرستی پر ہدایت کرتا تھا۔ رات دن خداوند کی عبادت میں مشغول رہتا اور دوسروں کو عبادت الٰہی کی ترغیب دیتا۔ علوم الٰہیہ و توحید ربانی کا ایک بھاری درس اُس نے شروع کیا صحائف آسمانی کی تدریس کے سبب اور کثرت شغل علم سے اُس کا لقب ادریس مشہور ہو گیا۔ اِبلاغ رسالت و احقاقِ حق میں ادریس علیہ السلام نے نمایاں کامیابی حاصل کی اکثر لوگ اُس کی ہدایت سے راہ راست پر آ گئے اور بت پرستی سے تائب ہو کر سچے موحد بن گئے +

ایک دن حضرت عزرائیل علیہ السلام آدمی کی شکل میں حضرت ادریسؑ کے پاس بطور مہمان کے حاضر ہوا چونکہ ادریس علیہ السلام صائم الدھر رہتے تھے شام کو روزہ افطار کرنے کے وقت مہمان کے آگے طعام حاضر کیا اور آپ بھی ہمراہ کھانے کو بیٹھے لیکن مہمان تو کھانے سے مستغنی تھا اُس نے طعام کی طرف ہاتھ نہ بڑھایا حضرت ادریسؑ حیران و متعجب ہوئے۔ دوسرے دن مہمان کے ہمراہ جنگل کی سیر کو تشریف لے گئے مہمان ایک کھیتی پر گذرا اور کہنے لگا کہ آپ فرماویں تو اِس کھیت سے خوشہ ہائے گندم توڑ کر بریاں کر کے کھا لوں ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے میرے گھر سے حلال کی روٹی تناول نہ فرمائی اور یہاں بیگانہ کھیت سے قوت حاصل کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔ پھر ایک خوش نما باغ میں پہونچے وہاں انگور کے خوشے پکے ہوئے تھے۔ مہمان نے کہا کہ آئیے انگور توڑ کر کھاویں۔ ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ غیر کے مِلک میں دست درازی کرنا حرام ہے۔ الغرض تین روز جنگلوں اور باغوں میں سیر کرتے پھرے اور مہمان نے کچھ بھی نہ کھایا ادریس علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ یہ شخص انسان نہیں بلا ریب فرشتہ ہے۔ اُس سے پوچھا کہ سچ سچ کہدو مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ آسمانی ملائکہ سے ہیں۔ مہمان نے ہنسکر کہا کہ بے شک میں عزرائیل فرشتہ ہوں اور آپ کی زیارت و ملاقات کو آیا ہوں۔ ادریس علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ قابض الارواح ہیں تو میرا روح قبض کریں تاکہ میں سکرات موت کی آزمایش کروں اور مرگ کی تلخی معلوم کر کے ریاضت و عبادت میں چستی حاصل کروں۔ عزرائیل علیہ السلام نے خداوند تعالےٰ کی جناب سے اذن حاصل کر کے ادریسؑ کی جان کو قبض کیا اور پھر روح کو بدن میں داخل کر دیا۔ ادریس علیہ السلام نے آنکھیں کھولیں اور کہا کہ مجھے اب دوزخ دیکھنے کا کمال شوق ہے اگر مجھے وہاں لیجاوے تو کمال ممنونِ منت ہوں گا۔ پس عزرائیل باذن الٰہی اُسکو درکات دوزخ کی سیر کو لیگیا اور تمام سلاسل سجین کے دکھلاتے اور درکات متفرقہ سے گذار کر واپس لایا۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے پھر

آرزو کی کہ اب میں گلشن جنت کی سیر کرنا چاہتا ہوں۔ عزرائیل خداوند کے حکم سے ادریس علیہ السلام
کو سیر جنت کے واسطے لیگیا۔ بہشت میں داخل ہونے کے وقت عزرائیل نے ادریسؑ سے
واپس آنے کا وعدہ لے لیا۔ جب بہشت کا سیر کر چکے تو حضرت ادریس اپنا جوتا طوبےٰ کے
پاس رکھ آئے اور دروازہ پر آکر کہا کہ میرا جوتا اندر رہ گیا ہے اسکو لیکر ابھی آتا ہوں اندر جاکر
ایک تخت پر بیٹھ گئے اور اندر سے کہنے لگے کہ اب میں نے جرعہ جام موت کا بھی چکھ لیا
ہے كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ اور دوزخ کے درکات سے بھی گذر آیا ہوں وَاِنْ مِّنْكُمْ
اِلَّا وَارِدُهَا یعنی تم سے کوئی نہیں جو اُس پر وارد نہ ہوگا۔ سو موت اور دوزخ سے گذر کر آگئے
بہشت کا مقام ہے جس میں اب میں وارد ہو گیا ہوں۔ اور خداوند تعالیٰ کا وعدہ ہے وَمَا هُمْ
مِنْهَا بِمُخْرَجِيْنَ ط یعنی جنت میں داخل ہو کر پھر نہ نکالے جائینگے۔ سو میں اب یہاں سے
نہیں نکلتا *

خداوند تعالےٰ کی جناب سے عزرائیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ میرا بندہ سچ کہتا ہے اسکو
جنت میں رہنے دیجئے وَرَفَعْنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا ط اور بلند کیا ہمنے اُسکو برتر جگہ پر *

نقل ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام اولاد قابیل کے پیغمبر تھے۔ کتابت اور خیاطت
اور علم حساب و نجوم ان کی ایجاد سے ہے *

پس حضرت ادریس علیہ السلام کے فراق مالایطاق سے اُن کی اولاد اور تابعین سخت پریشان
ہوئے۔ شیطان نے ادریسؑ کا بُت پتھر سے تراشا اور ایسی صنعت سے بنایا کہ اُسکے دیکھنے سے
یہی دھوکہ ہوتا تھا کہ بعینہ ادریس علیہ السلام ہیں صرف ایک بات کرنے کا فرق تھا۔ اُس بُت کو
دیکھکر تمام مشتاقوں کے دلوں کو کمال شوق سے اُسکو اُسکی پا بوسی کا دلی جوش پیدا ہوا۔ رفتہ رفتہ
پرستش پر مائل ہوئے اور اقتضائے زمانہ سے یہی رواج ہو گیا کہ اُس بت کے پوجتے پوجتے
دور دراز ممالک میں اُس بت کی نقلیں اُتار کر لیجانے کی حاجت پڑی یہاں تک کہ تمام ملکوں میں
بُت پرستی شایع ہو گئی اور چار سو سال تک کسی نئے پیغمبر کے مبعوث نہ ہونے کے سبب سے
ممالک میں سخت گمراہی کی ظلمت چھا گئی اور کفار اشرار بدکردار سے جہان پُر ہو گیا جو سوائے
بُت پرستی کے دین الٰہی و توحید کا نام تک نہ جانتے تھے *

فصل نوح علیہ السلام کے بیان میں

چار سو سال کے بعد ایک مرد یشکر نام پیدا ہوا جو خداوند کی طرف سے رسالت پر مبعوث ہوا۔ گمراہ قوم کو خداوند تعالےٰ کی اوامر و نواہی تمام اطراف و نواحی میں سُنانے پر کمر ہمت چُست کی۔ چونکہ تمام اقوام کے لوگ بُت پرستی اور شیطنت کے معتاد ہو گئے تھے اُن کو اس شنیعہ فعل کا چھوڑنا اور حق پرستی کا اختیار کرنا ناگوار معلوم ہوتا اور یشکر کا وعظ اُن کے دلوں پر سخت شاق گذرتا تھا۔ بُت پرستی کی مذمت سُن کر جل جاتے تھے اور یشکر کو سخت گالیاں دیتے اور پتھروں سے مارتے یہاں تک کہ اُن کو یقین ہو جاتا تھا کہ اب مر گیا ہے وہ خدا کا بندہ پھر صبح کو اُٹھکر اُن کے مجالس میں حاضر ہوتا اور وہی وعظ و نصیحت شروع کر دیتا تھا اونچے پہاڑوں پر چڑھکر بلند آواز سے پکارتا کہ اے میری قوم کے لوگ بُت پرستی کو چھوڑو اور خداوند کی توحید و عبادت کی راہ اختیار کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے وہ شیطان قوم اُن کو مار مار کر زخمی کر دیتے۔ بدن مبارک سے خون جاری ہو جاتا۔ چونکہ حضرت یشکر بہت گریہ وزاری کیا کرتے اور کمال رقت سے بیحد نوحہ فرماتے اس لیئے اُن کا لقب نوحؑ ہو گیا جیسا کہ باری تعالےٰ فرماتا ہے۔ اِنَّآ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ اَنْ اَنْذِرْ قَوْمَكَ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ یعنی تحقیق ہمنے بھیجا نوحؑ کو طرف اُن کی قوم کے کہ ڈرا قوم اپنی کو پہلے اس سے کہ آوے اُن کے پاس عذاب دردناک۔ قَالَ يٰقَوْمِ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاتَّقُوْهُ وَاَطِيْعُوْنِ ۝ يَغْفِرْ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرْكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ اَجَلَ اللّٰهِ اِذَا جَاۗءَ لَا يُؤَخَّرُ ۘ لَوْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ کہا اے قوم میں تمہارے لیئے ڈرانے والا ہوں ظاہر یہ کہ پوجو اللہ کو اور ڈرو اُس سے اور میری اطاعت کرو بخش دیگا تمہارے گناہ اور مُہلت دیگا تمکو مدت مقرر تک بیشک وعدہ اللہ کا جب آگیا نہیں پیچھے رہتا کاشکے تم جانتے۔

قوم کا تمسخر اور استہزا سے جواب باری تعالےٰ بیان کرتا ہے۔ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ تو کہا اُس گروہ نے کہ کافر تھے نوحؑ کی قوم سے کہ نہیں یہ مگر آدمی مانند تمہارے چاہتا ہے کہ فضل لے جائے تمپر یعنی یہ چاہتا ہے کہ پیغمبری کا دعویٰ کر کے تمپر فوق لیجا کے مقتدا

اور پیشوائے قوم بنے) مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِیْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِیْنَ ط اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰی حِیْنٍ ۔ نہیں سُنا یہ ہمنے اپنے باپوں سے جو پہلے گذر گئے نہیں یہ مگر ایک مرد اُسکے ساتھ جنون ہے پس انتظار کرو اسکا ایک وقت تک یعنی حضرت نوح کو انکی قوم کے شریر لوگ مجنون اور دیوانہ تصور کرتے تھے اور کہتے کہ اسکو دیکھو کیا کہتا ہے اور کیا ہوتا ہے (یعنی بیفائدہ کہہ رہا ہے کچھ نہ سنو اور نہ عمل کرو) +

حضرت نوح علیہ السلام جب وعظ کرتے کرتے تھک گئے تو اُنہوں نے اخیر فیصلہ کیواسطے کفار پر اتمام حجت کے لیے کہا۔ یٰقَوْمِ اِنْ کَانَ کَبُرَ عَلَیْکُمْ مَّقَامِیْ وَتَذْکِیْرِیْ بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَعَلَی اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَکُمْ وَشُرَکَآءَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُنْ اَمْرُکُمْ عَلَیْکُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَیَّ وَلَا تُنْظِرُوْنِ (اے قوم اگر گراں گذرا ہے تمپر رہنا میرا اور وعظ میرا ساتھ آیتوں اللہ کے پس اللہ پر توکل کیا میں نے پس جمع کرو کام اپنے اور شرکا کو اپنے پھر نہ رہے گا کام تمہارا تمپر مخفی پھر فیصلہ کردو طرف میری اور نہ مہلت دو مجھے) یعنی اگر تمکو میرا یہاں رہنا اور وعظ سنانا اچھا نہیں لگتا اور ناگوار گذرتا ہے تو میں اللہ ہی پر بھروسا کیئے ہوئے ہوں تم اپنے سامان تدبیریں۔ ارادے مجتمع کرو اور اپنے معبودوں کو جنھیں حمایتی جانتے ہو اُنہیں بھی جمع کرو پھر تمپر تمہارے کام مخفی وپوشیدہ نہیں یعنے جو تدبیر کرنا ہے کرلو پھر میری نسبت جو کرنا ہو کر گذرو اور مجھے مہلت نہ دو اور کوئی رعایت نہ کرو۔ حضرت نے تحمل کرنے میں دراز زمانے گذار دیئے کافروں نے مار کر اُن کا بدن چُور چُور کر دیا اور بدگوئی میں بھی کوئی کسر باقی نہ رکھی اور تذلیل وتحقیر میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا تو حضرت نے جلالیت کے طور پر یہ فقرے فرمائے جس طرح کوئی بہت تحمل کرتا کرتا تھک جائے تو جلی ہوئی بات مونھ سے نکالتا ہے سو حضرت نے فرمایا کہ جتنا کچھ تم سے میری بُرائی کرنے میں ہو سکتا ہے کرلو مجھے خداوند تعالےٰ پر توکل ہے +

حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو ۹۵۰ سال تک وعظ ونصیحت کرنے میں سعی بلیغ فرمائی مگر چالیس مردوں اور چالیس عورتوں کے سوا کوئی مشرف بدین الٰہی نہوا۔ یہ صرف اسّی آدمی اُن پر ایمان لائے +

فَلَبِثَ فِیْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا ۔ ٹھہرا اُن میں ہزار برس مگر پچاس برس یعنی نوسو پچاس برس اپنی قوم میں رہے اور وعظ سُناتے رہے اور قوم کے لوگ انکار میں

بڑھتے گئے اور انہی لوگوں کے سوا کوئی ایمان نہ لایا۔
جب اُن کو اسقدر دراز عرصہ تک کے وعظ کا اثر نہ ہوا تو وہ یہ طعنہ بھی کرنے کہ تیرے وعظ کا ہمپر اثر نہیں ہوتا اور پھر بھی تو بس نہیں کرتا۔ وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ط
نہیں دیکھتے ہم تجھے کہ پیروی کی ہو تیری مگر اُنہوں نے کہ وہ کمینے ہیں ہمسے ظاہر نظر میں اور نہیں دیکھتے ہم واسطے تمہارے اپنے اوپر کوئی بزرگی بلکہ جانتے ہیں ہم تمکو کاذب ﴿
حضرت نوحؑ نے اُن کے جواب میں کہا يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰى بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ۔ اے قوم خبر دو تم مجھے اگر ہوں میں دلیل پر اپنے رب کی طرف سے اور دی ہو رحمت مجھے اپنے پاس سے پھر چھپائی گئی ہو تمپر کیا چپکا دیں گے ہم تمکو رحمت حالانکہ تم اُس سے ناخوش ہو۔
یعنی اگر میں دلیل قوی پر ہوں اپنے رب کی طرف سے اور اللہ تعالےٰ نے اپنے پاس سے مجھ پر رحمت فرمائی ہو اور وہ دلیل صحیح اور رحمت وسیع تمپر مخفی رہی ہو تو کیا میں زبردستی تمہارے دامن سے وہ رحمت باندھ دوں گا اور ایسی حالت میں کہ تم اُسے ناپسند کر رہے ہو یعنی اگر میں صادق ہوں تو تم رحمت سے محروم رہو گے اور میں بدون خواہش و طلب تمہارے کسی کو نہ راہ پر لا سکتا ہوں اور نہ رحمت الٰہی میں شریک کر سکتا ہوں ﴿
جب ساڑھے نو سو سال تک حضرت نوح اُن میں وعظ کرتے رہے مگر اُن شیطان مزاجوں اور خناس طبیعتوں کو کچھ اثر نہ ہوا اور وعظ کرتے کرتے طویل عمریں گذر گئیں تو آپ اُن کی ہدایت یابی سے مایوس سے ہوئے اور اُمید قبول و صلاحیت ایمان قوم سے نہ پائی گئی تو غیرت الٰہی نے جوش مارا اور اپنے پیغمبر کے غضب کو دُعائے بد پر اُبھارا۔ نوح علیہ السلام نے جناب باری تعالےٰ میں مناجات شروع کی۔ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ دَعَوْتُ قَوْمِيْ لَيْلًا وَّنَهَارًا ۙ فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاۗءِيْٓ اِلَّا فِرَارًا ط کہا اے رب میں نے بلایا اپنی قوم کو رات اور دن پس نہ بڑھایا ان کو میرے بُلانے نے مگر بھاگنا۔ یعنی میرے بلانے سے ان کو انکار و فرار کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوا ﴿
وَاِنِّيْ كُلَّمَا دَعَوْتُهُمْ لِتَغْفِرَ لَهُمْ جَعَلُوْٓا اَصَابِعَهُمْ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ

فَاسْتَغْشَوْا ثِیَابَھُمْ وَاَصَرُّوْا وَاسْتَکْبَرُوْا اسْتِکْبَارًا ۚ اور میں نے جبکہ بلایا اُن کو
تو کہ بخشے تو اُن کو رکھیں اُنگلیاں اپنی کانوں میں اور لپیٹ لیئے کپڑے اپنے اور جم گئے (کفر
اور بُرائی کی بڑائی کرنا +
ثُمَّ اِنِّیْ دَعَوْتُھُمْ جِھَارًا ثُمَّ اِنِّیْ اَعْلَنْتُ لَھُمْ وَاَسْرَرْتُ لَھُمْ اِسْرَارًا پھر
میں نے بلایا اُن کو (حق کی طرف) کُھلم کھلا پھر میں نے ظاہر کیا اُن کے لیئے اور چھپایا
اُن کے لیئے چھپاتا - یعنی اُن کو بازاروں و مجلسوں میں بلایا پھر بدلائل ظاہرہ اور براہین
باہرہ اعلان و اثبات کیا پھر باہستگی و اخفا سمجھایا +
قَالَ نُوْحٌ رَّبِّ اِنَّھُمْ عَصَوْنِیْ وَاتَّبَعُوْا مَنْ لَّمْ یَزِدْہُ مَالُہٗ وَوَلَدُہٗ اِلَّا
خَسَارًا ۚ وَمَکَرُوْا مَکْرًا کُبَّارًا ۚ کہا نوح نے یا رب انہوں نے نافرمانی کی
میری اور تابع ہوئے اُسکے کہ نہ زیادہ کیا اُسکو مال نے اور نہ اولاد نے اُسکے مگر نقصان
اور مکر کیا مکر بڑا +
یعنی ایسے لوگوں کے تابعدار ہوئے جنکے مال اور اولاد نے اُن کو کچھ نفع نہ دیا اُمرا اور
رؤسا کے تابعدار ہوئے جنکو مال و اولاد کا بڑا گھمنڈ تھا لیکن اُن کا مال موجب خیر مآل نہوا اور
نہ اولاد زاد معاد +
اُنہوں نے بُت پرستی کو نہ چھوڑا پر نہ چھوڑا حضرت کی دعوت کو نہ مانا پر نہ مانا آخر مایوس ہوکر
نوح پیغمبر علیہ السلام نے اُن کے حق میں بددعا کی +
وَقَالَ نُوْحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ دَیَّارًا ۚ کہا نوح نے اے رب
نچھوڑ زمین پر کافروں سے (کوئی) بسنے والا +
یعنی ان کافروں خبیثوں سے کوئی متنفس زندہ نہ بچے پھر اس عام بددعا کی وجہ بھی
حضرت نوح نے خود بیان فرمائی اِنَّکَ اِنْ تَذَرْھُمْ یُضِلُّوْا عِبَادَکَ وَلَا یَلِدُوْا
اِلَّا فَاجِرًا کَفَّارًا ۚ بے شک اگر تو چھوڑ دیگا ان کو بہکاوینگے تیرے بندوں کو اور
نہ جنیں گے مگر بدکار کافر +
یعنی یہ بدذات و بداصل ایسے خبیث الباطن ہیں کہ جب تک یہ زندہ رہینگے تیرے بندوں کو
بہکائینگے اور ان کی اولاد سے بھی کسی سعید کے پیدا ہونے کی اُمید نہیں۔ تو سے برس پہلے
آپ کو اللہ تعالےٰ نے بتادیا تھا کہ اب ان میں سے کوئی ایمان نہ لائے گا۔ وَاُوْحِیَ

إِلَىٰ نُوحٍ أَنَّهُ لَن يُؤْمِنَ مِن قَوْمِكَ إِلَّا مَن قَدْ آمَنَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ط اور وحی کی ہم نے طرف نوح کے شان یہ ہے کہ ایمان نہ لائیگا قوم تیری سے (کوئی) لیکن وہ جو ایمان لا چکا پس رنج نہ کر اُس کا جو ہیں کرتے +

پس حضرت کی دعا کا تیر ہدف اجابت پر جا لگا اور حکم ہوا کہ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا إِنَّهُم مُّغْرَقُونَ ط اور بنا کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے اور ہماری وحی سے اور نہ گفتگو کر مجھ سے اُن کے باب میں جنہوں نے ظلم کیا بیشک وہ ڈوبنے والے ہیں +

یعنی ہمارے آگے ان ظالموں کی نسبت سفارش و درخواست ترحم نہ کرنا۔ ان سب شیطانوں پر غرق کا حکم ہو چکا ہے +

حضرت نوح علیہ السلام نے جو قوم کے مظالم برداشت کیئے اور مدت دراز و زمانہ طویل تک برداشت کیئے اُن کے یاد کرنے سے بدن پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اسقدر آپ کو مارتے کہ آپ بیہوش ہو جاتے کپڑے میں لپیٹ کر گھر میں پھینک جاتے اور سمجھتے کہ مر گئے ہیں۔ اللہ تعالے کے فضل سے آپ اچھے ہو جاتے اور پھر دعوت حق شروع کرتے ایک دن ایک بڈھے نے اپنے چھوٹے بچے سے کہا کہ اس بڈھے (یعنی نوح علیہ السلام) کو پہچان رکھ شاید تجھے بہکائے۔ اُس لڑکے نے کہا کہ اپنی لاٹھی مجھے دے۔ پھر باپ کی گود سے اُترا اور حضرت نوحؑ پر لاٹھی ماری آپ نے عرض کی کہ اے رب بصیر دیکھ تیرے بندے مجھ سے کیا سلوک کرتے ہیں اگر تجھے ان پر توجہ ہے تو انہیں ہدایت کر ورنہ مجھے اجازت ملے کہ میں بددعا کروں۔ ارشاد ہوا کہ اب کسی کی قسمت میں ایمان نہیں۔ اب نصیحت و انتظار بے سود ہے۔ بددعا کیجئے کہ انتقام لیا جاوے۔ خداوند تعالے کی طرف سے اتمام حجت ہو چکا +

اُس وقت حضرت کے والدین زندہ تھے باپ کا نام ملک بن متوشلخ تھا اور والدہ کا نام شمخا بنت انوش۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نوح کو کشتی بنانے کا حکم ہوا تو اُنہوں نے عرض کیا کہ اے رب لکڑی کہاں سے لاؤں۔ حکم ہوا کہ درخت بوؤ تو ساگھو کا درخت بویا اور بیس برس تک منتظر رہے۔ جب درخت تیار ہوا تو کاٹا اور سکھلایا۔ اور جب تعلیم الٰہی کشتی بنانی شروع کی۔ جبرائیل تختے بنا کر آپس میں وصل کرتا اور تختوں کے

سرے اور کنارے آہنی میخوں سے اُستوار کرتا تھا کفار پاس سے گذرتے اور دیکھکر تمسخر
اوڑاتے تھے جیسا کہ باری تعالے فرماتا ہے۔ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ط وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَأٌ
مِّنْ قَوْمِهِ سَخِرُوا مِنْهُ قَالَ إِنْ تَسْخَرُوا مِنَّا فَإِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُونَ ط
فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ مَنْ يَأْتِيهِ عَذَابٌ يُخْزِيهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُقِيمٌ ؕ
اور بناتے تھے کشتی اور جب گذرتا اُس پر کوئی سردار اُس کی قوم کا تمسخر کرتے اُس سے۔ کہا
نوحؑ نے اگر ہنستے ہو تم مجھ سے پس میں بھی دل لگی کرتا ہوں تم سے جس طرح تم دل لگی کرتے
ہو اب جان لوگے کون ہے کہ اُسپر آتا ہے عذاب کہ رسوا کرے اُسکو اور دراوے اُسپر
عذاب قائم رہنے والا ؎

کشتی تیس سال تک بنتی رہی۔ طول اُس کا ہزار گز اور عرض اُس کا چارسو گز اور بلندی
ساٹھ گز تھی۔ قوم کے سردار دیکھکر ہنستے ہنستے لوٹ پوٹ ہو جاتے اور کہتے هٰذَا مِنْ
آثَارِ جُنُونِهِ یعنی یہ کشتی بنانا بھی اسکی دیوانگی کے نشانوں سے ایک نشانی ہے ؎

کشتی کے سات طبقے بنائے۔ پہلے طبقہ میں تابوت آدم علیہ السلام اور دوسرے
انبیاء کے رکھے۔ دوسرے طبقہ میں بنی آدم جو حضرت پر ایمان لائے تھے سوار کیئے۔
تیسرے طبقہ میں طیور۔ چوتھے طبقہ میں سباع۔ پانچویں طبقہ میں بہائم۔ چھٹے طبقہ میں
اجناس حشرات۔ ساتویں طبقہ میں ہر چیز کے بیج اور شاخیں اُن درختوں کی جو بے تخم ہیں اور
غلے اور میوہ جات ؎

تفسیر حسینی میں ہے کہ کشتی کے چار درجے بنائے تھے۔ ایک میں چارپائے اور دوسرے
میں طیور اور طبقہ اعلےٰ میں بنی آدم ؎

کشتی تیار ہو چکی تو حضرت نوح علیہ السلام بیت المعمور کی زیارت کو تشریف لے گئے۔
وہاں سے واپس آئے تو حضرت نوح کی زوجہ چاشت کے وقت روٹیاں لگانے کے
واسطے تنور تپا رہی تھی۔ کیا دیکھتی ہے کہ تنور کے نیچے سے پانی کا فوارہ پھوٹ نکلا عورت نے
یہ تعجب خیز بات دیکھکر نوح علیہ السلام کو خبر کی حضرت نوح نے سمجھ لیا کہ آج طوفان موعود کا وعدہ
پورا ہو گیا جلدی سے اپنے تابعداروں کو کشتی پر سوار کر لیا حَتّٰی إِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ
التَّنُّورُ قُلْنَا احْمِلْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ
الْقَوْلُ وَمَنْ آمَنَ ط وَمَا آمَنَ مَعَهُ إِلَّا قَلِيلٌ ط یہاں تک کہ جب آگیا حکم ہمارا اور

جوش مارا تنور نے کہا ہمنے لادلے اُس میں ہر قسم کے جوڑے سے دو اور اپنے اہل کو مگر وہ کہ سابق ہوا اُسپر وعدہ اور جو ایمان لایا اور نہیں ایمان لائے ساتھ اُسکے مگر تھوڑے لوگ ٭

حضرت کے اہل سے سام - حام - یافث یہ تین بیٹے تابعدار تھے ٭

اور تیسرا بیٹا کنعان جو کنار کا ہمراہی تھا وہ کشتی پر نہ چڑھا ٭

وَقَالَ ارْكَبُوا فِيهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖيهَا وَمُرْسٰهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

جب جانور اور آدمی جمع ہوگئے تو حضرت نوح ع نے کہا سوار ہو کشتی میں برکت سے نام خدا کے ہے چلنا اُس کا اور ٹھہرنا اُس کا بیشک رب میرا غفور رحیم ہے ٭

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ قف اور کشتی لے چلی اُن کو موج میں مثل پہاڑ کے

یعنے جب سوار ہوئے تو کشتی نوح اور اُن کے ساتھیوں کو لے چلی ایسی موج میں جو پہاڑ کی طرح بلند تھی ٭

دوسری تاریخ ماہ رجب کی تمام زمین کے چشمے جاری ہوگئے اور زمین چھلنی کی طرح پانی کے سوتے نکال رہی تھی - فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ؗ وَّفَجَّرْنَا الْاَرْضَ عُيُوْنًا فَالْتَقَى الْمَآءُ عَلٰٓى اَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ط پس کھول دیئے ہمنے دروازے آسمان کے پانی برسنے والے سے اور پھاڑ دیئے ہم نے زمین میں چشمے پس مل گیا پانی ایسے کام پر کہ مقدر تھا ٭

چالیس روز تک برابر پانی آسمان اور زمین سے جاری رہا - جب حضرت کے تمام تابعین اور کنبہ کے لوگ کشتی پر سوار ہوگئے تو اپنے بیٹے کنعان کو دیکھا کہ وہ کشتی سے علیحدہ کنار کی طرف جا رہا ہے حضرت نے اسکو بلایا وَنَادٰى نُوْحُ ۨابْنَهٗ وَكَانَ فِيْ مَعْزِلٍ يّٰبُنَيَّ ارْكَبْ مَّعَنَا وَلَا تَكُنْ مَّعَ الْكٰفِرِيْنَ اور پکارا نوح نے اپنے بیٹے کو اور تھا ایک کنارے میں اے میرے چھوٹے بیٹے سوار ہو ساتھ ہمارے اور نہ ہو ساتھ کافروں کے

یعنے بمقتضائے شفقت پدری آواز دی کہ اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہولے اور کافروں کے ساتھ نہ رہ ٭

قَالَ سَاٰوِيْۤ اِلٰى جَبَلٍ يَّعْصِمُنِيْ مِنَ الْمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الْيَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ ۚ وَحَالَ بَيْنَهُمَا الْمَوْجُ فَكَانَ مِنَ الْمُغْرَقِيْنَ ط بیٹے نے کہا اب پناہ لوں گا طرف پہاڑ کی کہ بچا لے مجھے پانی سے کہا نہیں کوئی بچانے والا آج اللہ کے حکم سے

مگر جسپر رحم کیا اور حائل ہوئی درمیان میں دونوں کے موج پس ہو گیا ڈوبنے والوں سے ✦
حضرت نوح علیہ السلام نے جب اپنے بیٹے کنعان کو دیکھا کہ غوطے کھا رہا ہے تو کمال شفقت پدری اور اُمید عفو و ترحم الٰہی سے سمجھے کہ یہ بھی میرے اہل سے ہے نجات کا مستحق ہے۔ عرض کی وَنَادٰی نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِیْنَ ط اور پکارا نوح نے اپنے رب کو پھر کہا اے رب میرے بیشک میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور بیشک وعدہ تیرا حق ہے اور تو بڑا حاکم ہے سب حاکموں پر یعنی جب نوح اور اُن کے بیٹے کنعان کے درمیان میں موجہ آگیا تو نوح بوجہ شفقت پدری چیخ اُٹھے اور عرض کی اے میرے پروردگار میرا بیٹا میرے اہل سے ہے اور بے شک تیرا وعدہ جو میرے ہمراہیوں کے نجات کے باب میں ہے سو اس وعدہ کے ایفا کی اُمید پر عرض کرتا ہوں کہ میرے بیٹے کو غرق سے نجات بخش ✦
قَالَ یٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَیْسَ مِنْ اَهْلِكَ ج اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ ق فَلَا تَسْئَلْنِ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ط اِنِّیْ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجَاهِلِیْنَ ط۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا اے نوح بیشک وہ تیرے اہل سے نہیں تحقیق اُسکا عمل نالائق ہے پس تو ہرگز سوال نہ کر اسکا کہ نہیں تجھے اُسپر علم میں نصیحت کرتا ہوں تجھے کہ ہو جائے تو جاہلوں سے ✦
یعنی تو ہرگز سوال نہ کر اُس چیز کا جسکا تجھے علم نہیں یعنی تم مصلحت الٰہی کو نہیں جانتے تو اسکے متعلق سوال ہی نہ کرو۔ اے نوح ہم تمکو اس بات سے نصیحت کرتے ہیں کہ تم خداوند کے کاموں میں دخل دینے سے جاہل نہ بن جاؤ ✦
القصہ پانی نے زمین کی سطح کو اپنے احاطہ سے گھیر لیا اور پہاڑوں کے اوپر نو نیزے پانی چڑھ گیا۔ طوفان میں کفار تمام غرق ہو گئے۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی گل نیلوفری کی طرح پانی کے اوپر تیرتی تھی۔ دوم ماہ رجب سے دسویں ماہ محرم تک کہ ۶ چھ مہینے اور ۸ آٹھ روز ہوتے ہیں طوفان کا زور رہا۔ آخر دسویں محرم کو پانی گھٹا۔ باری تعالےٰ نے فرماتا ہے وَقِیْلَ یٰاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَكِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَی الْجُوْدِیِّ وَقِیْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ ط اور کہا گیا اے زمین نگل لے پانی اپنا اور اے آسمان باز رہ اور سوکھا یا گیا پانی اور تمام ہو گیا حکم اور ٹھہر گئی کشتی جودی پر اور کہا گیا لعنت ہو واسطے قوم ظالم کے۔

یعنی زمین کو حکم ہوا کہ پانی کو پی جا اور اے آسمان اپنے کام سے باز آ یعنے پانی نہ برسا۔ اس حکم کے ساتھ پانی خشک ہونا شروع ہوگیا اور امر الٰہی جو دربابِ غرق و ہلاک کفار تھا پورا ہوگیا اور کشتی حضرت نوحؑ کی جُودی پہاڑ پر جا ٹھہری (یہ پہاڑ موصل کے پاس ہے)۔

پانی گھٹنے لگا تو پہلے پہاڑوں کی چوٹیاں ظاہر ہوئیں۔ کشتی جودی پہاڑ پر ٹھہر گئی جب پانی تمام خشک ہوا تو خداوند کے امر سے متابعین نوح علیہ السلام کی کشتی سے اُترے اور اُس کشتی کی لکڑیوں اور تختوں کو اُکھاڑ کر جودی پہاڑ کے اوپر ایک مسجد بنائی اور وہاں ایک شہر آباد کیا چونکہ آدمیوں کی تعداد اسی تھی اسواسطے سُوق الثمانین (یعنے اسی آدمیوں کا بازار) کے نام سے وہ شہر نامزد ہوا۔

حضرت نوح علیہ السلام کے تین بیٹوں سے اولاد پیدا ہوئی جو اب تک جہان میں ممالک مختلفہ میں آباد ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو آدم ثانی لقب دیتے ہیں کیونکہ جہان میں نئے سر سے اُن کی اولاد پھیلی اور انہیں کی ذریت سے پھر جہان آباد ہوا۔

عُمر نوح علیہ السلام کی نزدیک بعض کے ایک ہزار اور چالیس سال تھی۔ چالیس سال بعثت سے پہلے اور نوسو پچاس سال رسالت کے بعد اور طوفان سے پہلے اور پچاس سال طوفان کے بعد۔ اور بعض کا قول ہے کہ عمر اُن کی ایک ہزار چار سو سال تھی کیونکہ طوفان کے بعد وہ چار سو دس سال زندہ رہے اور صاحب عین المعانی لکھتا ہے کہ عمر اُن کی ایک ہزار چھ سو ستر سال تھی۔ تین سو ستر سال کی عمر میں مبعوث ہوئے تھے اور نوسو پچاہ سال طوفان سے پہلے اور تین سو پچاہ سال طوفان سے بعد زندہ رہے۔ زیادہ مشہور قول یہ ہے کہ عمر اُن کی ایکہزار پچاس سال تھی۔ چالیس سال بعثت سے پہلے اور نوسو پچاس سال طوفان سے پہلے اور ساٹھ سال طوفان سے بعد گذارے۔ تفسیر حسینی اور قصص الانبیاء میں منقول ہے کہ حضرت نوحؑ سے قبض رُوح کے وقت ملک الموت نے پوچھا کہ اے طویل ترین انبیاء کے ازروئے عمر کے دنیا کو تو نے کسطرح پایا نوح علیہ السلام نے کہا کہ ایک گھر ہے جسکے دو دروازے ہیں۔ ایک دروازے میں داخل ہوا اور دوسرے دروازہ سے نکل گیا اس سے زیادہ مجھے کچھ معلوم نہیں ہوا جس طرح ایک شاعر فرماتا ہے۔ **قطعہ**

گر عُمر ترا چو نوحؑ و لقمان باشد   آخر بروی چنان کہ فرمان باشد
در بودن دنیا و بروں رفتن ازو   یک روز و ہزار سال یکسان باشد

حضرت نوح علیہ السلام کی قبر کوہ لُبنان میں قریب شہر کرک کے ہے ؏

فصل حضرت ھُود علیہ السّلام کے بیان میں

حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کے بعد اُن کے بیٹے حام کی اولاد کے لوگ ہندوستان کی زمین میں جاکر آباد ہوئے اور سام کی اولاد کے لوگ بعضے یمن میں اور بعض کوفہ اور شام میں آباد ہوئے۔ اور بڑے بڑے شہروں کی عمارتیں بنائیں اور بنیادیں ڈالیں اور یافث کی اولاد نے ترکستان میں سکونت اختیار کی۔ وہاں بھی بڑے بڑے شہر آباد ہوئے لیکن زمانہ طویل کے گزر جانے پر احکام شریعت الٰہی کے زمین سے اُٹھ گئے۔ کفر اور بُت پرستی کا رواج ہوا۔ اُس وقت ایک حزایم نام بادشاہ تھا جو طوالت قامت میں چار سو گرہ (ساڑھے پچیس گز) لمبا تھا عرب تمام اُس کے زیر فرمان تھے اور اُسکو حضر موت کے لقب سے پکارتے تھے وہ شجاعت میں بے نظیر اور صاحب لشکر کثیر تھا۔ اُس کے مُلک میں باغات سرسبز اور لہلہاتی ہوئی کھیتیاں اور نہریں جاری تھیں۔ اُسکے لشکر میں بڑے بڑے قدآور جوان اور دلیر و بہادر تھے جنکو دیکھکر شیر اور فیل کا زہرہ پانی پانی ہوجاتا تھا۔ ایسی شدید القوت قوم میں خداوند تعالےٰ نے حضرت ھُود علیہ السّلام کو مبعوث کیا حضرت ھُود ؑ کا نسب یہ ہے۔ ھُود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہ السلام ؏ ان کی قوم عاد اول سے منسوب ہے۔ یہ عاد اول یمن کے ٹیلوں پر بود و باش رکھتے تھے۔ یہ لوگ متکبر جبار اور بت پرست تھے۔ اُن کی قامت کی طوالت میں تفسیروں کی شہادت سے واضح ہوتا ہے کہ قوم عاد نہایت زبردست اور زور آور تھے۔ قد اُن کے ساٹھ گز سے سو گز تک اور سر جیسے گنبد کلاں۔ اِن کے دروازے کا ایک پٹ اس وقت کے پانسو آدمی نہ اُٹھا سکیں۔ اُن کی زور آوری کی بابت لکھا ہے کہ اگر وہ چاہتے۔ تو اپنے زور سے پاؤں زمین میں دھنسا دیتے۔ اُن کی قوت اور زبردستی و صنائع کی نسبت ارشاد ہوا۔ لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ ط یعنی اُن کا مثل مُلکوں میں پیدا نہیں کیا گیا ؏

حضرت ھُود علیہ السلام نے اُن سے کہا۔ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ط یعنی اے قوم اللہ کی عبادت کرو نہیں کوئی واسطے

تمہارے سوائے اُس کے معبود پس کیا تم نہیں ڈرتے (کہ سوائے اُس کے غیروں کو معبود بناتے ہو حالانکہ یہ بُرا کام ہے) ٭

قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَوْمِهِ إِنَّا لَنَرَاكَ فِي سَفَاهَةٍ وَإِنَّا لَنَظُنُّكَ مِنَ الْكَاذِبِينَ ط یعنی کہا سرداروں نے جو کافر ہوئے اُس کی قوم سے ہم دیکھتے ہیں تجھے حماقت میں اور ہم گمان کرتے ہیں تجھے دروغ گو ٭

حضرت هُود ؑ نے اُن کو نرمی سے جواب دیا ٭

قَالَ يَا قَوْمِ لَيْسَ بِي سَفَاهَةٌ وَلَٰكِنِّي رَسُولٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ أُبَلِّغُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَأَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ أَمِينٌ ط حضرت نے کہا اے قوم مَیں بے عقل و نادان نہیں ولیکن میں پیغمبر ہوں پروردگار عالمین کا پہونچاتا ہوں تمکو پیغام اپنے رب کے اور میں واسطے تمہارے خیر خواہ امانتدار ہوں ٭

اُن خبیث باطنوں نے حضرت هُود ؑ کو کہا کہ تم احمق ہو گئے اور جھوٹھ بولتے ہو آپنے جواب میں کہا کہ نہیں میں تو خدا کا فرستادہ اور اُس کا ایلچی بلکہ تمہاری خیر خواہی سے نصیحت کرتا اور تمہاری بھلائی کا خواہاں ہوں مجھے اس نصیحت سے کچھ اپنی غرض متعلق نہیں۔ جب اُس مخبر صادق نے سچی خبر اُن کو سُنائی تو اُنہوں نے اس کی تکذیب کی توحید کو نہ مانا اور بُت پرستی کو نہ چھوڑا تو حضرت ان کو عذاب الٰہی سے ڈراتے تھے۔ وہ غرور اور تکبر سے کہتے کہ مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً یعنے ہم سے زور آور تر جہان میں از رُوئے قوت کے کون ہے وہ قوت اور بہادری کا گھمنڈ دکھاتے اور کہتے کہ ہم زور آوروں کو کوئی عذاب زبردست اور عاجز نہیں کرسکیگا۔ جب حضرت ہُود کہتے کہ خداوند تعالےٰ سب سے غالب تر ہے اُسکے عذاب سے ڈرو تو وہ کہتے فَأْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا إِنْ كُنْتَ مِنَ الصَّادِقِينَ ط یعنی لے آ تو جس کا وعدہ کرتا ہے تو ہم سے (یعنی عذاب) اگر ہے تو سچوں سے ٭

اسی طرح جب نصیحت کرتے کرتے حضرت هُود کو بہت مدت گذری اور کفار کا استکبار وغرور کم نہ ہوا تو خداوند کے اذن سے حضرت ہُود علیہ السلام نے اُن کو عذاب کی خبر سنائی قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ رِجْسٌ وَغَضَبٌ ط أَتُجَادِلُونَنِي فِي أَسْمَاءٍ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا نَزَّلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ط فَانْتَظِرُوا إِنِّي مَعَكُمْ مِنَ الْمُنْتَظِرِينَ ۝ کہا بے شک واقع ہو گیا تم پر تمہارے رب سے عذاب

اور غضب کیا جھگڑتے ہو تم مجھ سے ناموں میں جو رکھ لیئے ہیں تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے نہیں اُتاری اُن پر اللہ نے کوئی سند پس انتظار کرو تم میں بھی تمہارے ساتھ منتظر ہوں ؎

یعنی تم پر بہت جلد عذاب الٰہی نازل ہونے والا ہے۔ تم نے بے دلیل بتوں کو پوجنا شروع کیا اور اُن کے نام خود ہی رکھ لیئے اُن کی عزت و تکریم میں کوئی سند و حجت اللہ نے نازل نہیں فرمائی۔ اب تم عذاب کے منتظر رہو اور ہم بھی انتظار کرتے ہیں وہ عذاب کا وعدہ اب پورا ہوا چاہتا ہے ؎

پس اللہ تعالٰے نے اُن پر قحط ڈالا تین برس تک اِس مشقت میں گرفتار رہے تب اُنھوں نے ستر آدمی مکۂ معظمہ میں بھیجے کہ بارش کے لیئے دعا کریں۔ مکہ ابتدا سے ہر ایک قوم کے لیئے جائے ادب و قابل التعظیم و واجب التکریم چلا آتا ہے قوم عمالیق اُس وقت مکہ میں رہتے تھے اُن کا سردار اُس وقت ابن بکر ایک شخص تھا۔ جب یہ لوگ وہاں گئے تو ابن بکر کے مہمان ہوئے ایک مہینہ تک نائے و نوش میں بے ہوش رہے۔ ابن بکر نے دیکھا کہ قوم تباہ ہوئی جاتی ہے اور یہ پرواہ نہیں کرتے۔ اُس نے گانے والی عورتوں سے کہا کہ ان کو مطلع و ہوشیار کریں اُنھوں نے قوم عاد کی مصیبت اور اس سفارت کی خدمت اور اس بے خبری کی ملامت اشعار میں ظاہر کی۔ تب وہ سردار **قیل** نام جو اِس سفارت کا سرگروہ ہو کر آیا تھا خانہ کعبہ میں آیا اور دُعا کرنے لگا۔ دو شخص اس سفارت کے لوگوں میں مخفی ایمان رکھتے اور خداوند کو واحد اور بُت پرستی کو بُرا جانتے اور حضرت **ھُود** علیہ السّلام کو سچا پیغمبر جانتے اور اپنی قوم کی بیخ کنی چاہتے تھے۔ ایک کا نام **مرثد** اور دوسرے کا نام **لقیم** تھا۔ اُنھوں نے قوم کی بیخ کنی و بربادی کے واسطے دُعا کی اور باقی سب لوگوں نے بارش کے واسطے دُعا مانگی اُسیوقت آسمان پر تین بادل نمودار ہوئے۔ محافظ کعبہ نے کہا دیکھو یہ تین بادل سیاہ۔ سفید۔ سُرخ نمودار ہوتے ہیں۔ جب سب کا دھیان اُن بادلوں کی طرف ہُوا تو غیب سے آواز آئی کہ جسے چاہو پسند کرو۔ قیل نے جو سفارت کا سردار تھا ابر سیاہ اختیار کیا اس لیئے کہ یہ بہت برستا ہے۔ دوسری ندا آئی کہ تو نے ہلاکت و بربادی اختیار کی اور جھٹ پٹ وہ ابر قوم پر چھا گیا وہ دیکھکر خوش ہوئے اور سمجھے کہ ایام مصیبت گذر گئے ایک عورت نے چیخ ماری اور بے ہوش ہو گئی۔ جب ہوش میں آئی تو لوگوں نے سبب پوچھا۔ بولی ابر باول میں ہوائیں آگ کی طرح روشن ہیں اور کچھ مرد اُن کو ہانکتے اور کھینچتے ہوئے

لارہے ہیں ٭

پھر ناگہاں وہ صرصر کا طوفان اُن پر چھا گیا۔ تمام قوم میں اندھیرا ہو گیا اور وہ ہوائے غضب آلہی جسے ریح عقیم اور دبور کہتے ہیں اُن پر لوٹ پڑی فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا پس ہم نے بھیجی اُن پر ہوا تیز اور تند۔ فِیْ یَوْمِ نَحْسٍ مُّسْتَمِرٍّ ط تَنْزِعُ النَّاسَ كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ط بُرے منحوس دن میں جو گذر جانے والی تھی اُکھاڑتی تھی آدمیوں کو گویا وہ پیڑیاں ہیں درخت خلخول کی یعنے برابر بلا امن ہوائے تند چل رہی تھی اور ذرہ بھی آرام نہ کرتی تھی اور آدمیوں کو اس طرح اُکھاڑ کر زمین پر دے مارتی تھی کہ وہ مرے ہوئے دراز قد کافر اس طرح دکھائی دیتے تھے کہ گویا وہ پیڑیاں کھوکھل درختوں کی ہیں۔ اور جگہ باری تعالے فرماتا ہے :-

فَتَرَى الْقَوْمَ فِیْهَا صَرْعٰى كَاَنَّهُمْ اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِیَةٍ ط

پس دیکھے تو لوگوں کو اُن میں پڑے ہوئے گویا کہ وہ کھوکھلے کھجور کے تنے ہیں ٭

چہارشنبہ کی صبح سے دوسرے چہارشنبہ کی شام تک ہوا کا طوفان چلا ٭

سَخَّرَهَا عَلَیْهِمْ سَبْعَ لَیَالٍ وَّثَمٰنِیَةَ اَیَّامٍ حُسُوْمًا ٭

تعین کی خدا نے اُن پر وہ ہوا سات راتیں اور آٹھ دن نہایت نحس ٭

سات رات اور آٹھ دن تک برابر اُنہیں اُلٹ پلٹ کیا۔ مکان ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے درخت جڑوں سے اوکھیڑے۔ اسباب و آلات سب برباد ہو گئے۔ ہوا آدمیوں کو اُٹھاتی اور پہاڑوں پر پٹکتی اور نہایت سختی سے پاش پاش کرتی اسیطرح وہ قوم سب کی سب ہلاک ہو گئی ٭

حضرت ہُود علیہ السلام نے ایک پہاڑ کی چوٹی پر اپنے اردگرد اللہ کا نام پڑھکر ایک دائرہ کھینچ لیا تھا۔ اور اُسکے اندر اپنے تمام تابعداروں اور کُنبہ کے لوگوں کو بٹھلا دیا تھا اور وہ ریح صرصر اُن کے حق میں ہوائے معتدل اور فرحت افزا تھی حضرت ہُود علیہ السلام مع مومنین اُمّت صحیح و سالم رہے جو ہوا کفار پر بلا تھی اُن کی تفریح اور صحت کے لیئے رحمت خدا ہوئی۔ جس کی بابت باریتعالے فرماتا ہے :-

وَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّیْنَا هُوْدًا وَّالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَنَجَّیْنٰهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِیْظٍ۔ جب آ گیا حکم ہمارا نجات دی ہمنے ہُود کو اور اُن کو جو ایمان لائے

ساتھ اُسکے اپنی رحمت سے اور نجات دی ہم نے اُن کو عذاب سخت سے ٭

(ہمارا امر یعنی عذاب موعود آگیا تو صرف حضرت ھُود اور اُسپر ایمان لانے والے ہماری رحمت و فضل سے بچ رہے۔ (صرف دنیا میں نہیں) بلکہ نجات دی ہمنے اُنکو عذاب غلیظ یعنی عذاب نار سے ٭

اور خزیم جو اُن کا بادشاہ تھا وہ سلامت رہا حضرت ھُود نے اُسکے پاس جاکر کہا کہ تو نے میرے خدا کی قوت کو دیکھا اُس نے جواب دیا ہاں دیکھا۔ حضرت ہُود نے فرمایا کہ پھر اُس غالب خُداوند پر ایمان لا جسکی قدرت غالبہ اور قوت لا انتہا کو تو نے آزمالیا کہنے لگا کہ اگر تیرا خدا اِن سب مرے ہوؤں کو پھر زندہ کرے تو ایمان لاؤں گا۔ ورنہ نہیں ہرگز نہیں لاتا۔ یہ کہتا ہی تھا کہ ہوا نے اُس کو اُٹھایا اور بہت ہی اونچا لیجا کر زمین پر دے مارا ہڈیاں چُور چُور ہوگئیں اور مُردار ہوگیا ٭

جب ہُود علیہ السلام کی عمر چار سو سال تک پہونچی تو اس دُنیا سے رحلت فرما ہوئے حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ اُن کو ایک شخص شہر حضر موت کا رہنے والا ملا۔ اُنہوں نے اُس سے پوچھا کہ تو نے سرخ ٹیلا دیکھا ہے جو حضر موت سے اتنے فاصلہ پر ہے اُس نے تعجب سے کہا کہ حضرت کا بیان ایسا ہے جیسا کسی نے بچشم دیکھا ہوا ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا نہیں میں نے دیکھا تو نہیں مگر تجھ سے پوچھتا ہوں اُس نے عرض کی کہ آپ اُس کی کیفیت سے مجھے مطلع فرماویں آپ نے ارشاد فرمایا کہ وہاں حضرت ھُود علیہ السّلام کی قبر ہے ٭

حضرت ہُود کی وفات کے بعد ان کی قوم کے لوگ ایک سو سال تک اُن کے دین پر قائم رہے پھر سُستی اور گمراہی پھیلنے لگی اور عقائد فاسدہ پیدا ہوئے لوگوں نے خداوند کی عبادت سے مونھ پھیر لیا اور بُت پرستی کا رواج شروع ہوگیا ٭

فصل حضرت صالح علیہ السّلام کے بیان میں

جب قوم ثمود کی جہل مطلق میں گرفتار ہوئی تو ہادی برحق و خالق مطلق نے حضرت صالح علیہ السّلام کو مبعوث کیا۔ اُنہوں نے بُت پرستی سے روکنا اور خداوند کی توحید پر

اعتقاد کرنے کا وعظ شروع کیا۔ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ط اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو نہیں تمہارے لیئے کوئی معبود سوائے اُسکے ٭

حضرت صالح علیہ السلام قوم ثمود سے ہیں۔ ثمود بن عابر بن ارم بن سام بن نوح ع قوم عاد دوم سے ان کا نام ثمود اس لیئے ہوا کہ اِن کے مُلک میں پانی کم تھا۔ ثمد کے معنی آب قلیل کے ہیں۔ ان کی بود و باش حجاز اور شام کے درمیان تھی اور نسب آپ کا صالح بن عبید بن آسف بن ماسح بن عبید بن حاذر بن ثمود ہے ٭

جب حضرت صالح علیہ السلام کو وعظ و نصیحت فرماتے مدتیں گذر گئیں اور لوگوں نے کچھ خیال نہ کیا مگر چند کم مایہ مساکین ایمان لائے باقی سب قوم جحود و انکار سے پیش آئی تو حضرت نے اُن کو ایک بھاری مجلس میں بڑے زور سے وعظ کیا۔ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ط میں تمہارے واسطے امانتی رسول ہوں۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ پس اللہ سے ڈرو اور میری تابعداری کرو۔ وَمَا اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ میں اِس نصیحت اور وعظ کا تم سے کوئی اجر اور بدلا نہیں مانگتا یعنے مجھ کو کوئی اپنا طمع نہیں نہ اُجرت نہ مزدوری مانگتا ہوں بلکہ محض تمہاری بہتری و بہبودی مدنظر ہے اور اِس میری جانفشانی و عرقریزی کا بدلہ خداوند کے پاس ہے جس نے مجھے مامور کر کے بھیجا ہے۔ قَالُوْا اِنَّمَا اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِيْنَ مَا اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا فَاْتِ بِاٰيَةٍ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ۔ یعنی کفار نے جواب میں کہا کہ تم تو ایک دیوانہ شخص ہو اور بالکل ہمارے جیسے ہو یعنی ہم پر تمکو کچھ فضیلت نہیں اگر سچے ہو یعنی اس بات میں کہ تم خدا کی طرف سے ہو تو کوئی معجزہ دکھلاؤ ٭

سب قوم نے متفق ہو کر کہا کہ ہم جبتک معجزہ نہ دیکھیں ایمان نہ لاوینگے حضرت صالح نے پوچھا کہ کون معجزہ مانگتے ہو۔ سب نے متفق اللفظ یہ فیصلہ کیا کہ سب لوگ عید کے دن چلیں صالح اپنے خدا سے اور ہم بتوں سے دعا کریں جو حاجت روائی کر سکے میدان اُسکے ہاتھ رہے القصہ عید کے روز تمام قوم کے لوگ میدان میں گئے۔ سب نے اپنے بتوں سے دُعائیں مانگیں حضرت صالح علیہ السلام خاموش بیٹھے رہے پھر سب نے حضرت سے کہا کہ اب تو معجزہ دکھا حضرت صالح ع نے کہا بیان کرو۔ سب نے کہا کہ اس پتھر سے جسکا نام کاثبہ تھا ایک اونٹنی سیاہ پیشانی دراز مُو سفید چشم پورے مہینوں کی

حاملہ نکلے اور قد اُس کا اِس کاتبہ پہاڑی کے برابر ہو اور نکلتے ہی ایسا بچہ جنے جو اُس کے قد کے برابر ہو حضرت صالح علیہ السلام نے نماز پڑھی اور دعا کی۔ کاتبہ پہاڑی نے جنبش کی اور ایسی آواز اُس میں سے پیدا ہوئی جیسے جننے کے وقت جانور کی ہوتی ہے اور اُس میں شگاف ہوا اور اونٹنی بڑی بلند قامت اُس پہاڑی کے برابر نکلی اور باہر آکر چرنے لگی تھوڑی دیر کے بعد اُسکو دردزہ اُٹھا اور اُسی کے قد و قامت کے برابر بچہ پیدا ہوا۔ جندع بن عمر چھ ہزار آدمیوں کے ساتھ ایمان لائے دوسرے سردار شیطان کے فریب میں گرفتار رہے اور حضرت صالح ؑ کو ساحر کہکر اپنے کفر پر اڑے رہے۔ حضرت صالح ؑ نے کہا کہ تم نے بدعہدی کی۔ مگر اِس اونٹنی اور اسکے بچے کو کمال راحت و تعظیم سے رکھو۔ اس کا وجود تمہارے لیئے موجب امان ہے ؞

قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرْبٌ وَّلَكُمْ شِرْبُ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ۚ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابُ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۚ کہا صالح ؑ نے یہ ناقہ ہے (جو آپکی اعجاز سے ظاہر ہوا) اِسکے لیئے ایک حصہ پانی کا ہے اور تمہارے لیئے ایک حِصہ پانی کا مقرر کیے ہوئے دن میں یعنی ایک دن تمہارے لیئے مقرر ہے کہ تم اپنے جانوروں کو پانی پلاؤ اور ایک دن یہ ناقہ پانی پیئے اور خبردار اسے بُرائی سے مس نہ کرنا یعنی ایذا نہ پہونچانا ورنہ تمکو عذاب قیامت کا پکڑ لے گا۔ قوم ثمود میں پانی کا قحط تھا صرف ایک کنُواں تھا جس سے لوگ پانی لیتے تھے حضرت صالح ؑ نے یہ حکم فرمایا کہ ایک دن یہ اونٹنی پانی پیئے گی اور ایک دن تم اپنے جانوروں کو پلاؤ یا آپ پیو جس دن اونٹنی کے پانی پینے کی باری ہوتی تھی اُس دن تمام قوم اُس کا دودھ دودھ کر برتن بھر لیتے اس قدر دودھ نکلتی کہ برتنوں میں نہ سماتا تھا لوگ پی پی کر سیر ہو جاتے تھے ؞

اسی طرح تمام قوم نے اس اُونٹنی کے وجود سے چار سو سال تک برکتیں حاصل کیں۔ یہ اُونٹنی اور اس کا بچہ دونوں جس جنگل میں جاتے اُسے صاف کر دیتے۔ جس چشمے سے پانی پیتے وہ سوکھ جاتا اور ہیبت و جسامت اِسقدر تھی کہ دوسرا جانور قریب نہ آتا جب شام کو شہر میں آتے تو تمام آدمی اُسکے دودھ سے برتن بھر لیتے اُن کا چرنا اور پینا حیوانات کے حق میں قحط سالی اور دودھ آدمیوں کے لیئے ذریعہ فراغ بالی تھا۔ قوم پر یہ گراں گذرا اور حضرت صالح علیہ السلام سے فریاد کی آپ نے فرمایا کہ ایک دن تمہارے جانور اور

ایک دن یہ ناقہ کوہ پیکر کھائیں مٹیں۔ ایک مدت تک یوں بھی کام چلا۔ پھر لوگوں نے چاہا کہ کسی طرح یہ اونٹنی نہ رہے تاکہ جانوروں کو آزادی ملے اسی فکر میں تھے مگر بظاہر کچھ نہ کر سکتے کیونکہ ناقہ اللہ کی ہیبت اور رعب سب پر طاری تھا جب اُس کوہ پیکر کو دیکھتے دل کانپ جاتے تھے۔ صدوقہ اور عنیزہ دو عورتیں کمال صاحب جمال اُس قوم میں تھیں اور باوجود کمال حسن کے بڑی مالدار تھیں۔ صدوقہ پر اُس کے چچے کا بیٹا مصدع ابن مہرج اور عنیزہ پر قدار ابن سالف عاشق تھا۔ یہ دونوں عاشق اپنی اپنی معشوقہ سے طلب وصال میں لجاجت اور منت وزاری کرتے رہتے مگر وہ انکو ٹال مٹول میں رکھتی تھیں۔ ایک دن وہ دونوں عاشق اپنی اپنی معشوقہ کے وصال کی طلب میں بیقرار ہوکر حاضر ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم نے اپنی جانیں تمہارے عشق میں ہتیلی پر رکھی ہیں جو فرماؤ ہم تمہارا حکم بجا لائینگے اور ہم بغیر تمہارے وصال کے اب جاں بلب ہیں۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم تمکو اپنی زوجیت میں اختیار کرکے تمکو وصال دائمی سے ممتاز کرینگی اگر تم صالح ؑ کی اونٹنی کو قتل کرکے اُس کا گوشت ہمارے پاس لاؤ ہمارے مال و اسباب بھی تمہارا ملک ہوجائیں گے۔ یہ بات اُنھوں نے شاید اس لیئے اُن سے کہی کہ وہ ناقہ اللہ کے قتل کرنیکو محال جانتی تھیں۔ اِس محال امر کا حکم اُن عاشقوں سے کردیا کہ یہ کام تو اِن سے ہونے کا نہیں اور ہم سے یہ دُور اور دفع ہوجاوینگے اور مایوس ہوکر بیٹھ رہینگے اور بعض کا قول ہے کہ عنیزہ بڑی مالدار تھی اُسکے مویشی بھوکھ اور پیاس سے تباہ ہوئے جاتے تھے اُس نے سچ مچ اُن عاشقوں سے کہا کہ اگر قتل کرو تو ہم دونوں تمکو وصال سے مسرور کرینگی۔ القصہ قدار ابن سالف اور مصدع ابن مہرج عشق کی ترنگ میں بدست ہوکر ناقہ اللہ کو قتل کرنے پر آمادہ ہوئے اور اپنے دوستوں کو لیکر ایک تنگ گلی میں منتظر وقت بیٹھے مصدع بن مہرج نے جب اونٹنی آئی تو پہلے اُس کی پیشانی پر تیر مارا پھر تلواریں لیکر ٹوٹ پڑے اور قدار بھی پیچھے سے آگیا اور اونٹنی کی کوچیں کاٹ دیں پھر اُسکے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے شہر میں تقسیم کردیا۔ اُس کا بچہ پیچھے تھا۔ یہ حال دیکھکر بھاگ گیا حضرت صالح ؑ نے جب یہ خبر سُنی بہت افسوس کیا اور اہل شہر کو الزام دیا اور فرمایا کہ خیر ہمارے ساتھ چلو اگر اِسکا بچہ ملگیا تو اُمید امن ہے ورنہ عذاب آیا سمجھو۔ کفار ایسی بات کب سُنتے تھے۔ آخر کار حضرت صالح خود گئے۔ بچے نے جب آپ کو دیکھا تین بار

آواز کی اور اُسی پتھر میں جہاں سے ناقہ نکلا تھا دھنس گیا آپ نے فرمایا اب تین ہی دن کی مہلت ہے ؛

قَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلٰثَةَ اَيَّامٍ ط ذٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوْبٍ ٭
کہا کھا پی لو اپنے گھروں میں تین دن ۔ یہ وعدہ ہے نہ جھٹلایا گیا ؛

یعنی چہارشنبہ پنجشنبہ اور جمعہ ۔ یہ تین دن مہلت کے ہیں ۔ شنبہ کے دن عذاب نازل ہوگا پہلے دن تم سب کے مونھ زرد ہوجائینگے دوسرے دن سُرخ تیسرے دن سیاہ ۔ صُبح کو اُن سب کے مونھ زرد ہوگئے ۔ شرارت و غرور نے اَور بھی جوش مارا ۔ کہنے لگے کہ صالح کا کام تمام کرڈالیں پھر جو ہونا ہے ہوتا رہے گا اور وہی قدار اور اُسکے ساتھی کل نو آدمی رات کو پیغمبر کے قتل کرنے کو چلے ۔ آپ مسجد میں تھے ایک درخت نے باآواز بلند کہا ۔ اے نبی صالح ۔ آپ دولتسرا میں جائیں یہاں آپ کے دشمن آپ کے خون کے پیاسے آتے ہیں ۔ جب آپ مسجد میں نہ ملے ۔ یہ شقی مکان پر چلے ۔ راہ میں فرشتے حاضر تھے ایسے پر مارے کہ نور نظر پرواز کرگیا ۔ اندھے اِدھر اُدھر گرتے پڑتے ٹھکراتے ٹھکراتے جہنم رسید ہوگئے ۔ صُبح کو قوم بدنصیب کے لوگوں نے سمجھا کہ یہ کام حضرت صالح کا ہے اور مونھ بھی سب کے لال ہوگئے تھے ۔ گروہ گروہ حضرت صالح سے انتقام پر آمادہ ہوئے کہ جندع بن عمر اپنے ساتھیوں کو لیکر مدد کو آگئے ۔ آخرکار یہ فیصلہ ہوا کہ صالح اس قوم شقی سے نکل جائیں آپ اسے غنیمت سمجھے اور مومنین کو ہمراہ لیکر شہر سے چلے گئے تیسرے دن جب سب روسیاہ ہوگئے تو صلاح کی کہ اپنے سنگین مکانوں میں پناہ گزین ہوں کہ نہ زمین سے بلا پہونچ سکے نہ آسمان سے گزند آئے ؛

فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا صٰلِحًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَمِنْ خِزْيِ يَوْمِئِذٍ ط اِنَّ رَبَّكَ هُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ۔ پھر جب آگیا حکم ہمارا بچا لیا ہم نے صالح کو اور جو ایمان لائے ساتھ اُسکے اپنی رحمت سے اور بچا لیا رسوائی سے اُس دن کی بیشک رب تیرا وُہی قوی ہے غالب ہے یعنی جب آثار عذاب کے بموجب فرمودہ حضرت صالح پورے ہوئے قوم بیدل ہوئی گھبرائی ۔ اپنے اپنے گھروں میں جا چھپے ۔ صبح ہوئی اور حضرت جبرائیل تشریف لائے ۔

وَاَخَذَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ط اور لے لیا اُن کو

جنھوں نے ظلم کیا چیخ نے تو صبح کو ہو گئے اپنے گھروں میں اپنے زانو کے بل پڑے ہوئے۔ جبرائیل ع بکمال ہیبت و جلال سے آسمان و زمین کے درمیان ظاہر ہوئے اور ایسا نعرہ مارا کہ پہاڑ ہل گئے ہوا جنبش میں آئی زلزلہ پیدا ہوا۔ کفار گھبرا کر گھروں میں گھس گئے اور دروازے بند کر لیئے دوسرے نعرے سے پتے پھٹ گئے اور اوندھے زانو کے بل گرے اور وہ بیجان ہو گئے اور کوئی نہ بچا۔ کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْھَا یعنے ایسے معدوم ہو گئے کہ گویا کبھی اُس مقام پر تھے ہی نہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آواز یہ تھا مُوْتُوْا عَلَیْکُمْ لَعْنَۃُ اللّٰہِ یعنے مر جاؤ تم پر خدا کی لعنت ہو جیو۔ اس آواز سے اُن کے مکان فنا ہو گئے چھتیں اُڑ گئیں۔ اُن کے ابدان و اجسام اُس آواز کے صدمہ سے مثل گیاہ خشک کے ریزہ ریزہ ہو گئے۔ فَکَانُوْا کَھَشِیْمِ الْمُحْتَظِرِ پس وہ ہو گئے ریزہ ریزہ جمع کیئے گئے*

حضرت صالح علیہ السلام مع مومنین کرام حضرموت میں تشریف لائے۔ اور یہیں انتقال فرمایا۔ سن مبارک اٹھاون برس کا تھا۔ مسجد جامع کے دائیں طرف حضرت کا مرقد مبارک ہے۔ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ط +

فصل حضرت اِبْرَاھِیْمْ علیہ السلام کے بیان میں

زمانہ طویل کے گذر جانے پر احکام دین کے رسوم جاہلیت میں مختلط ہو گئے اور اس قوم سے ایک بادشاہ نمرود نام جسکا ذکر تیسرے باب میں سلاطین کے بیان میں آویگا پیدا ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا زبردست تھا۔ ہفت اقلیم سے خراج لیتا تھا ایک دن اُس کو نجومیوں نے کہا کہ ہمکو قواعد نجوم سے معلوم ہوا ہے کہ ان تین راتوں میں ایک لڑکا اپنی مادر کے رحم میں آئیگا کہ اُس سے تیری سلطنت کو زوال ہوگا۔ نمرود نے حکم دیا کہ تین راتیں مرد عورتوں سے جُدا رہیں۔ تیسری رات کو نمرود کا پاسبان آذر قضائے حاجت کے بہانہ سے اپنے گھر چلا گیا اور جو کچھ تقدیر میں لکھا تھا وہ ظہور میں آیا۔ صبحکو نمرود نے اہل نجوم سے پوچھا اُنھوں نے نجوم کے قوانین سے بتلایا کہ جو کچھ ہونا تھا ہو گیا اور تقدیر نے اپنا کام پورا کر دیا ہے پس بادشاہ نے حکم دیا کہ اس سال میں جو لڑکا پیدا ہو اُسکو قتل کر دینا چاہیئے۔ اس سال میں کئی ہزار لڑکے تیغ بیدریغ سے قتل کیئے گئے جو لڑکا

پیدا ہوتا فے الفور مارا جاتا۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب پہونچا تو اُن کی والدہ اِس خوف سے کہ شاید لڑکا ہو اور مارا جائے شہر سے باہر جنگل کی طرف چلی گئی ایک پہاڑ میں پہونچی وہاں ایک غار دیکھی اُس غار میں داخل ہو کر بچہ جنا اور اِس خوف سے کہ کسی کو معلوم نہ ہو جائے وہیں چھوڑ کر چلی آئی اور دل میں خیال کیا کہ شاید مر جائے گا۔ دوسرے دن اُس کا حال معلوم کرنے کو گئی تو کیا دیکھتی ہے کہ خداوند کی قدرت سے بچے کی اُنگلیوں سے دودھ جاری ہے اور وہ اپنی اُنگلیوں سے دودھ چوس رہا ہے اسی طرح ہر روز جاتی اور خبر لیکر واپس آتی۔ یہاں تک کہ سات سال کی عمر کا اُسی غار میں ہوا۔ ایک دن اُس کی والدہ ملاقات کے واسطے گئی تو والدہ سے پوچھنے لگا کہ اے والدہ تیرا خدا کون ہے۔ مائی نے کہا کہ میرا رب تیرا باپ ہے کیونکہ ہماری پرورش کرتا ہے۔ پھر لڑکے نے پوچھا کہ میرے باپ کا رب کون ہے۔ والدہ نے کہا کہ تیرے باپ کا رب نمرود ہے جو اُسکو ماہواری تنخواہ دیتا اور پرورش کرتا ہے لڑکے نے پوچھا کہ نمرود کا رب کون ہے۔ مائی نے کہا کہ نمرود کے رب ستارے ہیں جن کی تاثیر سے وہ بادشاہی کرتا ہے۔ لڑکے نے کہا کہ ستاروں کا رب کون ہے جس نے اُن کو اِس قدر نورانی اور چمکتا ہوا پیدا کیا۔ ابراہیمؑ کی والدہ اِس سوال کے جواب میں لاجواب ہوئی اور کچھ کہہ نہ سکی۔ حیران ہو کر گھر چلی آئی اور اپنے خاوند آذر سے تمام حال بیان کیا کہ تیرا لڑکا اس طرح کے سوال کرتا ہے۔ آذر نے کہا کہ بلاشک نمرود کا دشمن یہی شخص ہوگا ؎

روایت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سات سال کی عمر تک غار کے اندر ہی پرورش پاتے رہے والدہ دو وقت کھانا کھلا جاتی۔ وہ ہونہار لڑکا سات سال کا اس طرح معلوم ہوتا تھا کہ جوان ہے۔

رات کے وقت پہلی دفعہ غار سے نکلے ستاروں کو دیکھا کہ آسمان پر چمک رہے ہیں کہنے لگے شاید میرے رب یہی ہیں۔ پھر جب چاند چڑھا تو اُسکو دیکھکر خیال کیا کہ یہ سب ستاروں سے بڑا ہے یہی رب ہوگا۔ جب صبح ہوئی تو آفتاب جہاں تاب پرتو افگن ہوا۔ اُسکو دیکھکر ابراہیم نے کہا کہ یہ سب سے بڑا ہے شاید یہی میرا رب ہے۔ لیکن جب وہ بھی غائب ہوگیا اور اُسکے نور کا زوال دیکھا تو کہنے لگے کہ میں

پست ہوجانے والوں اور زوال پذیروں کو دوست نہیں رکھتا یعنی ابراہیمؑ نے فطرتی عقل سے سوچا کہ یہ تو سب زوال پذیر ہیں ان کا خالق کوئی اور ہے جسکی سلطنت اور خدائی میں زوال کو راہ نہیں ٭

باری تعالےٰ اُن کے اس لڑکپن کے خیال اور کمال عقل کی بات کو قرآن کریم میں بیان فرماتا ہے :-

فَلَمَّا جَنَّ عَلَيْهِ اللَّيْلُ رَأَىٰ كَوْكَبًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ فَلَمَّا رَأَى الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هَٰذَا رَبِّي فَلَمَّا أَفَلَ قَالَ لَئِن لَّمْ يَهْدِنِي رَبِّي لَأَكُونَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّالِّينَ ط فَلَمَّا رَأَى الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هَٰذَا رَبِّي هَٰذَا أَكْبَرُ ط فَلَمَّا أَفَلَتْ قَالَ يَا قَوْمِ إِنِّي بَرِيءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ ط إِنِّي وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ط پھر جب چھاگئی اُس پر رات دیکھا تارا کہا یہ رب ہے میرا جب چھپ گیا کہا نہیں دوست رکھتا میں چھپنے والوں کو جب دیکھا چاند روشن کہا یہ رب ہے میرا پھر جب چھپ گیا کہا اگر نہ دکھاوے راہ مجھے رب میرا البتہ ہوجاؤں گا میں قوم گمراہ سے (یعنی خداوند تعالےٰ کی جناب سے استعانت چاہی اور کہا کہ اگر رب میرا مجھے ہدایت نہ کرے گا تو میں راہ سے بہک جاؤں گا) پھر جب دیکھا آفتاب چمکتا کہا یہ رب میرا ہے یہ بڑا ہے پھر جب چھپ گیا کہا اے قوم میں بری ہوں اس سے کہ تم شریک کرتے ہو۔ میں نے اپنا مونھ متوجہ کیا واسطے اُسکے جس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو طالب حق ہو کر اور نہیں ہوں مشرکوں سے ٭

جب دلائل ختم ہوگئے تو صاف جان لیا کہ یہ ظاہری اشیاء خداوند نہیں کیونکہ یہ سب فانی اور پست ہوجانے والی چیزیں ہیں ان کے پیدا کرنے والی کوئی اور ہستی ہے جسکی ذات کو کوئی زوال نہیں اور وہ کبھی عاجز اور پست ہونے والی ذات نہیں پھر صاف کہدیا اے لوگو میں تو انھیں نہ پوجوں گا اور میں ان سے بیزار ہوں اور میں آسمان و زمین کے خالق کا فرماں بردار ہوں ٭

آخر باپ اور ماں حضرت ابراہیمؑ کو گھر میں لے گئے اور خداوند تعالےٰ کے فضل سے کسی نے معلوم نہ کیا کہ یہ کہاں پیدا ہوا اور کہاں پرورش پائی۔ آزر ابراہیمؑ کا

باپ بُت پرستی کرتا تھا اور بُتوں کو اپنا خدا ٹھہراتا تھا بلکہ بُت تراشی بھی کرتا یعنی بُت بنا کر فروخت کرتا حضرت ابراھیم علیہ لسلام کو ایک دن ایک بُت دیا کہ اسکو بازار میں فروخت کر آؤ۔ حضرت ابراہیم ع نے چونکہ بت پرستی کو ایک فعل شنیعہ سمجھ لیا تھا اور خداوند کے الہام سے اُن پر غیر اللہ کی پرستش کی بُرائی ظاہر ہوگئی تھی۔ اُنھوں نے اس بُت کی ٹانگ میں رسّی باندھکر بازار میں گھسیٹنا شروع کردیا اور بلند آواز سے کہتے تھے کہ کسی شخص نے یہ عاجز خدا خریدنا ہو تو خرید لے جسکے پوجنے سے دونوں جہان کا خُسران نصیب ہوتا ہے۔ اسی طرح اُسکو سارا دِن بازار میں گھسیٹتے پھرے آخر شام کو ذلیل کرکے واپس لائے۔ باپ نے لوگوں سے سُنا کہ تیرا بیٹا بتوں کو اس طرح ذلیل کرتا اور بازاروں میں گھسیٹتا ہے۔ باپ نے ابراھیم علیہ السّلام کو نہایت غصّہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ تو ہمارے معبودوں کی ذلّت کیوں کرتا ہے۔ اُنھوں نے کہا یٰابَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا۔ اے باپ تو کیوں پوجتا ہے اُسے کہ نہ سُنتا ہے اور نہ دیکھتا ہے اور نہ کافی ہوتا ہے تجھے کچھ یعنے کسی کام کا نہیں نہ دیکھتا نہ سنتا اپنی طاقت بھی اُس میں کچھ نہیں انسان کے برابر بھی نہیں کہ انسان تو دیکھتا سنتا ہے اور وہ اتنی طاقت بھی نہیں رکھتا اور نہ کسی کے کام آسکتا ہے یعنی اُس سے کوئی غرض اور کارروائی پوری نہیں ہوسکتی بالکل ناکارہ اور بے سود ہے ؎

یٰاَبَتِ اِنِّیْ قَدْ جَآءَنِیْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ یَاْتِکَ فَاتَّبِعْنِیْۤ اَهْدِکَ صِرَاطًا سَوِیًّا ط اے باپ بے شک آگیا مجھے علم سے جو نہ آیا تیرے پاس تو پیروی کر میری میں راہ دکھاؤں گا تجھے راہ راست ؎

یٰاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّیْطٰنَ ط اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِیًّا ط یٰاَبَتِ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یَّمَسَّکَ عَذَابٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ فَتَکُوْنَ لِلشَّیْطٰنِ وَلِیًّا ط اے باپ نہ پوج شیطان کو بیشک شیطان واسطے رحمان کے نافرمان ہے۔ اے باپ میں ڈرتا ہوں کہ تجھے پہونچے عذاب رحمان سے پس تو ہوجائے شیطان کا ساتھی ؎

پس اس وعظ اور نصیحت سے جو ابراہیم نے اپنے باپ آذر سے کی آذر کو یقین ہوگیا کہ یہ بُتوں کا سخت دشمن ہے۔ کہنے لگا۔

قَالَ اَرَاغِبٌ اَنْتَ عَنْ اٰلِهَتِيْ يٰاِبْرٰهِيْمُ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ لَاَرْجُمَنَّكَ وَاهْجُرْنِيْ مَلِيًّا - کہا کیا نفرت کرتا ہے تو میرے معبودوں سے اے ابراہیم اگر نہ باز آیا تو البتہ سنگسار کروں گا تجھے اور چھوڑ دے مجھے کچھ مدت ؛

یعنی تو میرے معبودوں پر اعتراض کرتا ہے اگر تو باز نہ آیا تو میں تجھے سنگسار کرواؤنگا اور تو مجھے کچھ دنوں کے لیئے چھوڑ دے یعنی میرے سامنے سے ٹل جا تاکہ میرا غصہ فرو ہو یا تیرا خیال متبدل ہو جاوے -

حضرت نے نرمی سے جواب دیا -

قَالَ سَلٰمٌ عَلَيْكَ ۚ سَاَسْتَغْفِرُ لَكَ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِيْ حَفِيًّا

حضرت اِبْرٰهِیْمَ نے کہا تجھپر سلامتی ہو میں تیرے حق میں اپنے پروردگار سے طلب بخشش کروں گا وہ مجھپر مہربان ہے ؛

اس میں حسن اخلاق کی تعلیم ہے کہ بڑوں سے جواب میں نرمی چاہیئے اور بُرے لوگوں سے اچھائی کرنا اخلاق صلحا سے ہے ؛

حضرت اِبْرٰهِیْم علیہ السلام نے جب اپنے والد کے حق میں بہت خیر خواہیاں اور نصیحتیں اور دعائیں کیں مگر سب بے سُود ہوئیں اور اُن کو یقین ہو گیا کہ یہ ہرگز نہیں مانتا اور اُسکے ملنے سے مایوس ہو گئے تو اپنے باپ سے بیزاری ظاہر کی اور کنارہ کش ہو گئے ؛

پہلے آذر حضرت اِبْرٰهِیْم علیہ السلام کو بڑے پیار سے رکھتا تھا - دشمنوں سے بچاتا - جب حضرت ابراہیمؑ نے بتوں کی مذمت شروع کی اور اُن کے پوجنے والوں پر لعنت شروع کی تو نمرود نے یہ احوال مفصل سُن کر حضرت اِبْرٰهِیْم کو بلایا - حضرت ابراھیم علیہ السلام بیخوف گئے اور اُن کے دل میں نمرود سے کچھ خوف نہ آیا - برخلاف اہل روزگار کے نہ نمرود کو سجدہ کیا نہ سر جھکایا نمرود نے نہایت غصہ سے حضرت اِبْرٰهِیْم کو کہا کہ تو نے مجھ کو کس واسطے سجدہ نہیں کیا - اُنہوں نے کہا کہ سوائے پروردگار کے کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں نمرود مردود نے کہا کہ وہ تیرا پروردگار کیسا ہے اور کیا کھاتا ہے ؛

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْ حَآجَّ اِبْرٰهٖمَ فِيْ رَبِّهٖٓ اَنْ اٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ ۘ اِذْ قَالَ

إِبْرَاهِيمُ رَبِّيَ الَّذِي يُحْيِي وَيُمِيتُ قَالَ أَنَا أُحْيِي وَأُمِيتُ ط کیا نہ دیکھا تو نے اُسے جس نے حجت کی ابراہیم سے اپنے رب کے باب میں یہ کہ دیا اُسے اللہ نے ملک جب کہا اِبْرَاهِیمُ نے میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے کہا میں جلاتا ہوں اور مارتا ہوں ۞

نمرود نے حضرت سے کہا کہ ہمیں خبر لی ہے کہ تو کسی اور معبود کی عبادت کرتا ہے اور لوگوں کو بھی ترغیب دیتا ہے بتا وہ کون ہے اور کیسا ہے - آپ نے فرمایا میرا رب جلاتا ہے اور مارتا ہے - بولا یہ کام تو میں بھی کرسکتا ہوں - پھر دو آدمی بلائے جو قابل قتل تھے - ایک کو مار ڈالا اور ایک کو چھوڑ دیا - اور کہا کہ ہمنے بھی ایک کو زندہ کیا اور ایک کو مار ڈالا - ہم ہیں پروردگار اور یہی ہے کام ہمارا - حضرت اِبراہیمؑ نے سمجھا کہ یہ دیوانہ اور نہایت موٹی عقل کا آدمی ہے - اس سے نہایت صاف بات کہنا چاہیئے

قَالَ إِبْرَاهِيمُ فَإِنَّ اللَّهَ يَأْتِي بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَأْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ ط وَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ ط کہا ابراہیمؑ نے البتہ اللہ نکالتا ہے سورج پورب سے پس نکال تو اُسے پچھم سے پھر حیران ہو گیا وہ جو کافر ہوا اور اللہ نہیں ہدایت کرتا قوم ظالم کو ۞

یعنی سخت لاجواب اور ہوش گم صُمٌّ بُکْمٌ متحیر ہو گیا اور ایسی سونگھ گئی اس کو کہ پھر نہ بول سکا اور اُسکے مصاحب اور وزیر سب ساکت و لاجواب ہو گئے - اس معاملہ کو دیکھکر بہت لوگوں کو سمجھ آگئی کہ بت پرستی بُرا کام ہے ۞

بعد اسکے حضرت ابراہیمؑ نے اپنے دل میں پکا عزم کر لیا کہ بُتوں کی عاجزی تمام لوگوں پر ظاہر کی جاوے اور یہ بات عوام کے دلوں میں بٹھائی جاوے کہ ان بُتوں کو کچھ نیک و بد کی خبر نہیں اور ان کے پوجنے میں کچھ نفع و ضرر نہیں - قوم نمرود کی عادت تھی کہ جب عید کا دن آتا تھا تو ہر ایک اپنے آپ کو قیمتی لباسوں سے آراستہ کرتا اور عمدہ عمدہ کھانے اور مٹھائیوں کے ڈھیر بتوں کے آگے لگا کر عیدگاہ کو جاتے تھے اور اُدھر سے پھر کر اس کھانے کو سال آئندہ تک رزق کی فراغت کا سبب جانتے تھے - جب عید کا دن آیا تب سب نے حضرت اِبراہیمؑ کو ساتھ چلنے کا پیغام سُنایا حضرت اِبراہیمؑ نے ستاروں کی طرف دیکھکر کہا کہ میں بیمار ہوں اس واسطے تمہاری

ہمراہی کرنے سے لاچار ہوں - اور بہ آہستگی فرمایا کہ تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ ط یعنی واللہ تمہارے بتوں سے فریب کروں گا اور انکو ذلت دیکر تمکو ناشکیب کروں گا جب لوگ بت خانہ خالی کرکے عید گاہ پہونچے تو بت خانہ میں حضرت اِبْرَاھِیْم علیہ السلام داخل ہوئے اور بتوں سے بطریق خوش طبعی فرمایا کہ کیسی کیسی عجیب مٹھائیوں کے ڈھیر تمہارے آگے پڑے ہیں تم کھاتے کیوں نہیں - چنانچہ باری تعالےٰ فرماتا ہے - فَرَاغَ اِلٰی اٰلِھَتِھِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْکُلُوْنَ ط پس چلے حضرت ابراہیمؑ اُن کے بتوں کی طرف پس کہا تم کیوں نہیں کھاتے دیہ کھانا اور مٹھائیاں جو تمہاری نذر چڑھائی گئی ہیں تم کیوں نہیں کھاتے تم ایسے ناکارہ ہو کہ کھانے کی طاقت بھی تم میں نہیں اور ہماری بیوقوف قوم نے تمہارے آگے ڈھیر لگادئیے ہیں جب وہ حضرت اِبراھیمؑ کے جواب میں کچھ نہ بول سکے تو حضرتؑ نے فرمایا مَالَکُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ط کیا ہی تمکو کہ نہیں بولتے - یعنی تمکو عقل کے اندھوں نے خدا بنا رکھا ہے اور تم میں اتنی طاقت بھی نہیں کہ گویائی کرسکو +

فَرَاغَ عَلَیْھِمْ ضَرْبًا بِالْیَمِیْنِ ط پس چلا ان پر مارتا ہوا اپنے ہاتھ سے - جب حضرت اِبْرَاھِیْم علیہ السلام نے اُن کو بلایا تو وہ کچھ نہ بولے کیونکہ وہاں تو سرا سر عالم تصویر تھا کون بولتا اور کون تقریر کرتا پھر تو حضرت خلیل الرحمن نے تبر لیکر سب کے سر کو توڑا کسی کے ہاتھ کاٹے - کسی کا کان مروڑا - مگر بڑے بت کو بچا کر تبر اُسکے گلے میں ڈالا اور بت خانہ کا دروازہ بند کرکے جلد اپنے تئیں وہاں سے نکالا لوگ جب عید گاہ سے مراجعت کرکے بت خانہ میں داخل ہوئے اور چھوٹے بڑے اُس مکان میں بدستور قدیم واصل ہوتے - دیکھتے کیا ہیں کہ نہ کسی کا ہاتھ ہے نہ کسی کا کان بڑی ذلت سے اوندھے پڑے ہیں کفار سخت حیران اور غضب ناک ہوکر بولے کہ کس ظالم نے ہمکو یہ تماشا دکھلایا اور ہمارے معبودوں کا سر توڑکر ہمکو جلایا حضرت ابراہیم تو ہمیشہ بتوں اور بت پرستوں پر طعن کیا کرتے تھے اور اُن کے شرک و بے ایمانی پر لعن فرمایا کرتے تھے سب کا یقین اُنہیں پر بندھ گیا کہ یہ کام اسی شخص کا ہے تفسیروں میں لکھا ہے کہ جب کافروں نے کہا تھا کہ ہمارے ساتھ عید گاہ پر چلو تو حضرت نے بیاری کا

بہانہ کرکے ساتھ جانے سے پیچھا چھوڑایا اور پھرتے ہوئے نرم آواز سے فرمایا کہ تَاللّٰہِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ یعنی میں تمہارے بتوں پر کوئی داؤں کروں گا تو یہ بات ایک شخص نے سُن لی تھی۔ جب قوم میلے سے پھری اور بسبب دستور اول بتخانے میں آئے اور بتوں کو ٹوٹا پھوٹا ہوا پایا تو اُس شخص نے کہا کہ میں نے ابراہیم کو یہ بات کہتے ہوئے سُنا ہے یہ کام اُسی کا ہے بس یوں بھی لوگ تو اُنھیں پر انگشت نمائی کررہے تھے سب کو یقین ہوگیا کہ اِبْرَاھِیْمؑ نے ہی ہمارے ٹھاکروں کا ستیاناس کردیا ہے فَاَقْبَلُوْا اِلَیْہِ یَزِفُّوْنَ ط لوگ دوڑتے ہوئے اِبْرَاھِیْمؑ کیطرف آئے ؛

جب پجاریوں نے واویلا مچائی اور اپنے ٹھاکروں کے ذلیل ہونے سے اُن پر قیامت آئی تو اپنا استغاثہ نمرود مردود کے پاس لے گئے اور سب قوم نے متفق ہوکر نمرود سے فریاد کی کہ بُت خانہ کی حُرمت ابراھیمؑ نے برباد کردی ہے۔ نمرود نے حضرت کے بلوانے کو آدمی بھیجے اور بڑی طیش اور غُصے سے حضور میں بلوایا نمرود اور قوم نے کہا کہ یہ فعل ہمارے معبودوں سے کس نے کیا ہے۔ ابراھیمؑ نے فرمایا کہ بڑے بُت نے کیا ہوگا۔ کہ تم اسکو واجب التعظیم جانتے تھے۔ تم بڑے بت سے پوچھو وہ تم سے نہیں چھپاوے گا۔ تمہارا بڑا معبود ہے کیا اتنا بھی نہ کرسکے گا ؛

القصہ مشرک اِس بات کو سُن کر لاجواب ہوئے اور سب اِس شرمندگی اور خجالت سے سرفگندہ وبیتاب ہوئے۔ اِبْرَاھِیْمؑ سے کہا کہ تم جانتے ہو کہ یہ بُت ہرگز نہیں بولتے اور کسی نیک وبد میں مونھہ نہیں کھولتے تو حضرت اِبْرَاھِیْمؑ نے اس عام دربار میں کُھلم کھلا فرمایا کہ پھر جاہلو ایسے بتوں کو پوجتے ہو۔ قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ط کہا ابراھیمؑ نے کیا پوجتے ہو تم اُسے جسکو خود تراشتے ہو اور اللہ نے پیدا کیا تمکو اور اُسکو جو کرتے ہو یعنی اُن ذلیل بتوں کو جن کو تمنے خود تراشا ہے پوجتے ہو اور پروردگار نے تمکو پیدا کیا اور تمکو ہر ایک کام کرنے کی طاقت بخشی اُسکو نہیں پوجتے جس کی حق شناسی اور قدردانی تمپر لازم اور ضروری ہے پس ایسے معبودوں کی عبادت سے کیا حاصل ہے جو ان بے زبانوں کو پوجے وہ بڑا جاہل ہے۔ اس معاملہ کو دیکھکر بہت لوگوں کے دلوں میں توحید الٰہی کا یقین ہوا اور بہت لوگ یہ بات سُنکر مستعد بایمان ہوئے۔ نمرود نے اس معاملہ کو دیکھکر حضرت کو قید کا

حکم دیا۔ قَالُوا ابْنُوا لَهٗ بُنْیَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِیْمِ۔ کہنے لگے بناؤ اُسکے لیئے ایک مکان پس ڈالو اُسے آگ میں +

سب کفار نے نمرود کو کہا کہ ابراھیم کو آگ میں جلاؤ۔ پھر دامن کوہ میں ایک سو ساٹھ گز کا مکان بنایا اور ملک ملک سے لکڑیوں کو جمع کر کے وہاں جلایا۔ آگ کا ایک ایک شعلہ اس درجہ پر بلند ہوا کہ رستہ پرندوں کے اڑنے کا اسکے سامنے سے بند ہوا۔ کوئی بنی آدم اس کے سامنے اور نزدیک نہیں جا سکتا تھا اور حضرت ابراھیم کے ڈالنے کی تاب نہیں لا سکتا تھا۔ پھر تو کافر حیران ہوئے اور ان کے آگ میں ڈالنے کی تدبیر میں سرگردان ہوئے۔ شیطان نے تعلیم کیا کہ تم ایک منجنیق بناؤ اور پہاڑ پر دو تین ستون گڑواؤ۔ جھولے کی مانند جھولا کر آگ میں ڈالو اور اپنے دل کی حسرت اس طرح نکالو +

جب حضرت ابراھیم کو طوق زنجیر کر کے منجنیق پر بٹھایا تو آسمان کے فرشتوں نے رو رو کر شور مچایا کہ یا الٰہی تیرے خلیل سے کافر یہ معاملہ کرنے لگے ہیں۔ ہم اس قابل افسوس بات کو دیکھکر مرنے لگے ہیں۔ ہمکو حکم ہو تو ابھی ان کو چھوڑا دیں اور تیرے دوست کو ان دشمنوں سے بچا دیں۔ حکم ہوا کہ اگر تم سے ابراہیمؑ مدد مانگے تو بہت بہتر ہے اسکو مددگاری کرو۔ دو ملائکہ جو ہوا و باران پر متوکل تھے۔ حضرت کے پاس آئے اور بولے کہ اگر حکم کرو تو یہ ہوا اور بارش ایک پل میں اسکو بجھائے۔ حضرتؑ نے ہرگز قبول نہ کیا۔ وہ فرشتے سنکر ملول ہوئے۔ جب وہ سلطان المتوکلین منجنیق پر سوار کیئے گئے تو جبرائیل امین فے الفور ہوا کی فضا میں حاضر ہوئے اور کہا کہ کچھ حاجت ہو تو فرماؤ کہ اس آگ سے ان کافروں کو جلاؤں اور آپکو ان شعلوں سے بچاؤں۔ حضرت ابراھیمؑ نے فرمایا کہ تمسے کچھ احتیاج نہیں اور اگر خدا اسی میں راضی ہے تو کچھ علاج نہیں۔ جبرائیلؑ نے عرض کی کہ اس مصیبت کے واسطے خدا ہی سے سوال کرو۔ حضرت ابراھیمؑ نے فرمایا کہ وہ تو میرے حال سے خوب واقف اور عالم ہے پھر اس سے سوال اور عرض حال کرنے سے کیا حاصل ہے۔ اس کا علم میرے حال پر بدوں میرے سوال کے کافی ہے۔ ملأ اعلےٰ اور تمام مخلوقات میں یہ اضطراب ہی تھا کہ ناگاہ حضرت الوہیت سے فرمان صادر ہوا +

قُلْنَا يَا نَارُ كُونِي بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰى إِبْرَاهِيمَ وَأَرَادُوا بِهِ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْأَخْسَرِينَ

کہا ہم نے اے آگ تو ہوجا ٹھنڈک اور سلامتی ابراہیم پر اور ارادہ کیا ساتھ اُسکے مکر کا تو کر دیا ہم نے اُن کو نقصان پانے والا ٭

یعنی نمرود کی قوم نے چاہا کہ ابراہیمؑ پر داؤ کریں اور آگ میں جلائیں۔ ہمنے اُن کو نقصان میں ڈال دیا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اگر کلمہ سلام ارشاد نہ ہوتا تو آگ کی برودت ابراھیم کو ہلاک کر دیتی اور حضرت ابراہیمؑ کی تخصیص نہ ہوتی تو تمام دنیا میں کوئی آگ گرم نہ رہتی۔ جب آپ آتشخانہ میں پہونچے تو ملک الظل حاضر ہوا اور آپ ہی کی صورت میں آپ کی ہمنشینی کی۔ آپکو قمیص جنت پہنایا۔ فرش پر بٹھایا چشمۂ آب شیریں اور نرگس و گلاب نظر آئے۔ انگاروں سے گلزار پُر بہار شگفتاں ہوا۔ جبرائیل آئے اور باتیں کرنے لگے۔ اور کہا اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ دیکھا ہمارے دوستوں کو آگ ضرر نہیں دیتی۔ حضرت اسرافیلؑ کو حکم ہوا کہ صبح اور شام طعام لذیذ پہونچایا کرے۔ جب سات روز اس ماجرے پر گذرے اور نمرودیوں نے جانا کہ آگ بجھ گئی۔ نمرود ایک اونچے محل پر چڑھکر ہمیشہ دیکھا کرتا تھا اور حضرت اِبْرَاھِیمؑ کے زندہ رہنے کے خوف سے اپنے دل میں ڈرا کرتا تھا کہ اگر وہ اپنے خدا کی مدد سے سلامت آویگا تو مجھ پر اور میرے مُلک پر بڑی آفت لاوے گا۔ جب کبھی یہ بھید اپنے مصاحبوں کے روبرو منھ پہ لاتا تھا تو ہر ایک اُس کی تسلی کے واسطے یہ بات سُناتا تھا کہ اگر سنگ خارا بھی اِس آگ میں ڈالیں تو پگھل جاوے انسان کی تو کیا بُنیاد ہے کہ راکھ ہو کر جل نہ جاوے۔ ایک روز نمرود نے اپنے محل سے خوب غور کرکے دیکھا کہ اِبراھیمؑ کے گرداگرد تو سب گل و ریحان ہے۔ بجائے آتش سوزاں کے تمام گلستان ہے چشمۂ آب شیریں جاری ہے۔ نمرود اس حال بعید از عقل و خیال کو دیکھ کر حیران رہ گیا اور بولا کہ اے اِبراھیم تجھنے ایسی آتش جانگداز سے کس طرح خلاصی پائی۔ حضرت اِبراھیمؑ نے فرمایا کہ یہ اُس قادر بیچون کی قدرت کا ادنےٰ ظہور ہے۔ اُسکے فضل و عنایت کے سامنے ایسا کام کیا دُور ہے۔ نمرود بولا کہ جسکی قدرت کا یہ ادنےٰ نشان ہے وہ خداوند بڑا ہی عالی شان ہے۔ نمرود نے اپنے وزیر کو بُلا کر دکھلایا کہ دیکھ اِبراھیمؑ

وہ آگ اُسکے خدا نے گلزار کردی۔ دونوں کی زبان سے باستعجاب کمال بلا اختیار یہ کلمہ نکلا۔ یَا اِبْرَاھِیْمُ نِعْمَ الرَّبُّ رَبُّکَ یعنی اے ابراہیم تیرا رب کیا ہی خوب ہے ۔

پس جب دونوں اپنے مکان پر واپس آئے تو تین روز تک نمرود ایمان لانے پر متردد رہا۔ چوتھے روز وزیر سے کہا کہ تیری کیا رائے ہے۔ میں ابراہیمؑ کے خدا پر ایمان لاؤں یا نہ لاؤں۔ وزیر نے کہا کہ بیشک ابراھیمؑ کا خدا قادر و ناصر ہے اور خدا ہونے کے لائق تو وہی ہے لیکن اُس پر ایمان لانا اور ابراھیمؑ کی رسالت کو مان لینا تیری خدائی کے دعوئے کے منافی ہے جو تو نے اتنی مدت لوگوں سے کیا۔ اب اگر ابراھیمؑ کی رسالت کو اور اُسکے خدا کی خدائی کو مانیگا تو گویا اپنی نادانی و جہالت کا خود اقرار کرے گا۔ جب رعایا کے لوگ ابراھیمؑ کے خدا کی عبادت کرینگے اور تجھے کاذب اور مفتری خیال کرینگے تو تیری سلطنت میں زوال آجائے گا اور تیری بادشاہی تباہ ہو جائے گی ۔

جب نمرود کے وزیر نے سُنا کہ میرے بادشاہ کا دل ابراھیمؑ کی طرف راغب ہے تو حضرت ابراھیمؑ کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ تجھے جو آگ نے نہیں جلایا اس کا یہ باعث ہے کہ تیرے ہاتھ پاؤں پر بادشاہ کی رسیاں بندھی ہوئی تھیں اُن کی برکت سے تو آگ سے بچ گیا اور آگ بھی ایک دیوتا ہمارے معبودوں سے ہے جسکو چاہے عذاب دیوے جسکو چاہے سلامت رکھے۔ یہ دیوتا ہمارے بادشاہ کا مسخر ہے اسواسطے تیری نجات ہوگئی گویا آگ نے تجھے نمرود کی رعایا تصور کر کے نہ جلایا ورنہ کیا جانتا ہے کہ میں اپنے خدا کی حفاظت سے بچ گیا ہوں۔ وزیر نے جب یہ سخن کہا تو فی الفور ایک شرارہ آگ کا اُسکی آنکھ میں پہونچا اور اُسکے مغز کو جلا دیا۔ زمین پر گرا اور جھٹ پٹ مُردار ہو گیا ۔

نمرود کی ایک لڑکی تھی جو ابراھیم علیہ السلام کو اپنے بلند محل سے دیکھتی رہتی تھی اُن کا آگ سے سلامت رہنا اور آگ کا گلزار ہو جانا اُس نے پہلے ہی دیکھ لیا تھا۔ جب وزیر کا جلکر مرنا اُسنے دیکھا تو دل سے ایمان لائی۔ نمرود جب گھر میں آیا تو بیٹی نے کہا اے باپ تو نے ابراھیمؑ کی کرامت اور اپنے وزیر کی خیانت و ندامت کو دیکھ لیا اب تک تم ضلالت کے گڑھے سے نہیں نکلتے۔ نمرود نے لڑکی کو توبیخ و زجر سے

جھڑ کا لیکن اُسکا دل ایمان کے نور سے بھر گیا تھا۔ موقعہ پاکر وہ حضرت ابراہیمؑ کے پاس حاضر ہوئی۔ نمرود مردود نے سُنا کہ تیری لڑکی ایمان لائی ہے۔ قاتلوں کو حکم دیا کہ جسجگہ ملے اُسکو قتل کردو۔ جب قاتل اُسکے پاس پہونچے تو وہ حضرت ابراہیمؑ کی دعا کی برکت سے نظروں سے غائب ہوگئی۔ پھر کسی نے اُسکو نہ دیکھا ؂

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو فرمایا تو بُرے کاموں سے توبہ کرکے خداوند کی درگاہ میں متوجہ ہو۔ خداوند تعالےٰ نے تجھے چار سو برس سے بادشاہی دی اور واضح و روشن معجزات نے دین حق پر گواہی دی ابتک تو اپنے کفر سے باز نہیں آتا اور اپنی نادانی سے دعویٰ خدائی کا کیئے جاتا ہے اور اُس کا لشکر اندازہ اور نہایت سے باہر ہے اور تیرے غارت کرنے کو اُس کا ایک ادنےٰ لشکر کفایت کرتا ہے نمرود نے کہا میں گمان نہیں کرتا کہ رُوئے زمین پر سوائے میرے دوسرا بادشاہ ہو اور میری بارگاہ کے سوا کوئی اَور بارگاہ ہو۔ اگر آسمان کے بادشاہ کی فوج ہے تو کہو کہ مجھپر بھیجے اور میری لڑائی اور حشمت کا تماشا دیکھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السّلام پر جبرائیل نازل ہوئے کہ نمرود سے کہدو ہماری فوج آتی ہے اپنی فوج کو لیکر مستعد پیکار ہو۔ نمرود نے تین روز کی مہلت میں لاکھوں فوج بُلائی تین سو فرسنگ میں اُس کی ان گنت فوج سمائی۔ چوتھے روز حضرت ابراہیمؑ تن تنہا نمرود کی فوج کے مقابل ہوئے۔ وہ لوگ ان کو اکیلا دیکھکر تعجب سے پوچھنے لگے کہ اے ابراہیمؑ وہ فوج آسمانی کہاں ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ تسلّی کرو کوئی دم میں آتی ہے۔ اِسی گفتگو میں تھے کہ ناگاہ پشّوں کی فوج ظاہر ہوئی۔ آفتاب کی روشنی چھپ گئی اور عقل جاتی رہی۔ یکایک بادل سیاہ آسمان پر چھاگیا۔ نمرود کے لشکر کی آنکھوں میں اندھیرا آگیا۔ نمرود نے حکم دیا کہ نقارے سے بجادیں اور فوج آسمانی کو اس طرح ڈراویں۔ جب مچھروں کی آواز نمرود کے لشکر کے کان میں آئی سب ہوش جاتی رہی تمام فوج گھبرائی۔ پشّوں کی گونج کا شور تمام اطراف میں پھیلا۔ نقارے بجانے بھول گئے ہر ایک چھوٹا بڑا ہیبت الٰہی سے کانپ رہا تھا۔ ایک ایک آدمی پر لاکھوں مچھر لپٹ گئے سر سے پاؤں تک گوشت کی بوٹی اور لہو کی بوند نہ چھوڑی۔ ہزاروں آدمی اور حیوان مر گئے گھوڑوں ہاتھیوں کے ڈھانچ خالی از گوشت صرف اُستخوان ہی نظر آتے تھے۔ نمرود بھاگ کر اپنے محلوں میں جا گھسا اور چھپکر عورتوں میں جا بیٹھا۔ عورتوں نے پوچھا کہ وہ کیا چیز تھی

جس نے تمہارے لشکر کو کھالیا۔ نمرود کے ہاتھ پر ایک مچھر بیٹھا تھا دکھانے لگا کہ یہ جانور تھا اتنے میں اُسی مچھر نے ناک کی راہ داخل ہو کر دماغ میں قرار پایا اور اپنے سونڈ کو اُسکے بھیجے میں جماکر وار پار کیا۔ نمرود کا سونا اور آرام حرام ہوا۔ شب و روز سر پٹکنے سے کام ہوا۔ جب تک اُس کے سر کو کُوٹتے تھے تو کچھ درد کم ہوتا تھا اور بغیر کُوٹنے کے بیقرار ہو جاتا تھا۔ اسطرح نمرود غضب الٰہی میں گرفتار رہا۔ بعد چالیس دن کے اُسی درد سے مُردار ہوا۔

نمرود کے مرجانے کے بعد حضرت ابراھیم علیہ السلام نے بموجب وحی الٰہی کے مُلک شام کی طرف ہجرت کی۔ اثنا راہ میں حضرت کا گذر ایک شہر پر ہوا جسکو خزائن الوجہ کہتے تھے وہاں ایک وسیع میدان میں ایک بڑا بھاری میلہ دیکھا بڑے لوگ اِردگرد سے جمع ہورہے تھے۔ صاحب جمال شاہزادے اور نوجوان رئیس اور صاحب حسن و تجمل خوبصورت سردار اطراف و نواحی سے وہاں اکٹھے ہو کر قرینہ سے ڈیرے لگا رہے تھے اور موقع بموقع اپنے جاہ و جلال دکھا رہے تھے حضرت ابراھیم علیہ السلام نے اُن لوگوں سے پوچھا کہ یہ کیسا میلہ ہے۔ لوگوں نے کہا یہ شہر اس نواحی کا دار الخلافہ ہے یہاں کے بادشاہ کی دختر نوجوان اختر بُرج خوبی و گوہر دُرج محبوبی صاحب کمال حسن و جمال ہے۔ بموجب رسم اِس مُلک کے لڑکی باپ کی طرف سے ماذون ہوتی ہے کہ جس نوجوان کو چاہے اپنے واسطے اختیار کرلے۔ اِن تین دنوں میں جس کسی کو اختیار کرے گی بادشاہ اُسی کو اپنی دامادی سے ممتاز فرماویگا۔ پس اِسی اُمید پر ممالک دُور دراز اور اطراف و نواحی سے شاہزادے و رئیس صاحب حسن و جمال جمع ہورہے ہیں دو روز اُس نے اس مجمع میں گذر کیا ہے ایک ایک شاہزادہ سوار ہو کر اُس کی نظر سے آگے گذرتا ہے۔ آج تیسرا دن ہے دیکھیے کس کی قسمت آج کھلتی ہے اور اُونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ حضرت ابراھیمؑ بھی اُس میلہ اور مجمع کے دیکھنے کے لیئے وہاں ٹھہر گئے۔ چاشت کے وقت بادشاہ کی لڑکی سارہ نام کمال جاہ و جلال سے نکلی اور میدان میں طاؤس کی طرح خراماں خراماں مجمع میں داخل ہوئی۔ شاہزادی کا حسن و جمال آفتاب تاباں کی طرح درخشاں تھا۔ جو کوئی دیکھتا غش کھا جاتا۔ معتبر روایتوں سے مروی ہے کہ مردوں میں حسن و جمال حضرت یوسف علیہ السلام کا مشہور ہے اور عورتوں میں بی بی سارہ کا حسن و جمال بے مثال تھا ایسی خوبصورت عورت پھر کوئی کم گذری ہے ۔

القصہ شاہزادی نے تمام مجمع کے حاضرین شاہزادوں پر نظر دوڑائی جب حضرت ابراھیم علیہ السلام کے پاس سے گذری تو نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کے ناصیہ پر لامع و درخشاں تھا۔ دیکھتے ہی بی بی سارہ کا دل مفتونِ جمال باکمال حضرت ابراھیمؑ کا ہوا۔ ترنج زرین عنبرین مرصّع بجواہر جو شاہزادی کے ہاتھ میں تھی حضرت ابراھیمؑ کے ہاتھ میں دی اور واپس مسند دولت و سریر مملکت پر جاکر دربار سلطانی میں حضرت ابراھیمؑ کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ بادشاہ نے اُسی وقت بموجب رسوم شاہانہ اُس کی شادی سے حضرت ابراھیمؑ کو اپنی دامادی میں پسند فرمایا اور کمال عنایت خسروانہ سے حضرت ابراھیمؑ کو ممتاز و سرافراز کیا۔ کچھ مدت تک حضرت ابراھیمؑ اس بادشاہ کے پاس بعزت تمام واحترام تمام رہے۔ پھر عزم شام کا ہوا۔ سارہ اپنے باپ کے اذن سے ہمراہ ہوئی بادشاہ نے خادم اور نوکر اور اسباب و دولت بے شمار ساتھ دیا۔ اثنائے راہ میں سُنا گیا کہ حاکم مصر نہایت سخت ظالم ہے شہوت پرست اور ہوس باز ہے۔ جس عورت حسینہ جمیلہ کو دیکھتا ہے خواہ وہ کسی قوم سے ہو ہمبستری کے لیئے بُلاتا ہے اگر پسند ہو تو حرم کی زندان میں مقید کرتا ورنہ تیغ بیدریغ لیکر قتل کرڈالتا ہے اور اگر جمیلہ عورت کے ساتھ اُسکا خاوند ہو تو اُس کو ضرور قتل کرتا ہے اور اگر کوئی اَور رشتہ دار مثلاً بھائی یا باپ ہو تو اُن کو کچھ ضرر نہیں پہونچاتا۔ حضرت کو یہ خبر سُنکر اضطراب ہوا لیکن چونکہ وہ راستہ ضروری العبور تھا اور اُسی گذر سے گذرنا ناگزیر تھا توکل بخدا روانہ ہوئے ❊

حاکمِ مصر کو لوگوں نے حضرت سارہ کے حسن و جمال سے آگاہ کیا کہ عالم خوبی میں مانند اُسکے کوئی انسان نہیں اور رُوئے زمین سے فلک تک ایسا ماہ تاباں نہیں۔ تمام جہان میں حضرت یوسفؑ کے حسن جمال کی طرح اس ماہ برج عصمت کے کمال حسن و جمال کا شہرہ تھا بادشاہ کو اس حسن و جمال باکمال کی خبر سُنکر شعلہ محبت و ہوس دل میں افروختہ ہوا ❊

راہ میں اپنے مصاحبوں اور سپاہیوں کو بھیجا وہ بہانہ محصول اسباب کے ہر ایک آدمی کے اسباب کی تلاشی لیتے تھے۔ جب حضرت ابراھیم علیہ السلام کا اسباب دیکھا تمام اسباب کی تلاشی لی تو اُس گوہر دُرج عصمت و ماہ بُرج شرافت کو لیکر اُس مردود حاکم کے پاس لے گئے وہ اُنکا حسن و جمال باکمال دیکھتے ہی حواس باختہ ہوا۔ بی بی کو گھر میں بھیجا اور حضرت ابراھیم علیہ السلام سے پوچھنے لگا کہ اِس عورت سے تیرا کیا رشتہ ہے حضرت نے جانا کہ اگر

کہوں کہ یہ میرا قبیلہ ہے تو یہ مجھے مار ڈالے گا۔ اُنہوں نے فرمایا کہ یہ میری بہن ہے۔ حضرت کی مُراد اِس سے یہ تھی کہ دین کی بہن ہے۔ اور دوسرا یہ کہ اگر ہمشیرہ کا لفظ کہتے تو البتہ کذب و دروغ بنتا۔ حضرت نے ایسا لفظ فرمایا جس کی تاویل ہو سکتی ہے اور خوف و خطر جان کے وقت ایسا تاویلی لفظ کہنا جائز بھی ہے۔ پھر وہ گھر کی طرف روانہ ہوا تو حضرت بھی اُن کے مکان کے باہر بمعہ خادموں اور اسباب کے ٹھہرے۔ خداوند کی قدرت سے اُس مردود کے گھر کی دیوار حضرت اِبراھیم علیہ السلام کی نظر میں آئینہ کی طرح ہو گئی ذرہ ذرہ حالات اندر کے حضرت کو دکھائی دینے لگے جب اُس مردود نے مغلوب العقل ہو کر اس معصومہ پر ہاتھ دراز کیا تو حضرت سارہ کی دُعا سے اُس کے دونوں ہاتھ شل ہوئے اور قوائے بدنی مسلوب ہوئے۔ بولا اے عورت تو نے مجھ پر جادو کیا۔ بی بی نے فرمایا کہ تیری بُری نیت کے سبب سے خدا نے تجھ پر قہر نازل کیا ہے وہ ملعون بولا کہ اگر میں تیری دُعا سے تندرست ہو جاؤں گا تو ہرگز تجھ پر نیت بد سے ہاتھ نہ بڑھاؤں گا حضرت سارہ نے خدا کی جناب میں دعا مانگی۔ خداوند تعالےٰ نے اس مردود کو صحت دی پھر اُن کا حُسن و جمال دیکھکر بے اختیار ہوا اور وُہی ارادۂ اوّل دل میں مستحکم کر لیا۔ خداوند کے حکم سے پھر اُسکے ہاتھ پاؤں اپاہج ہو گئے اور درد سے مثل مرغ نیم بسمل کے پھڑکنے لگا۔ اسی طرح تین بار اُس کافر کی بدنیّتی سے اُسکو تشنّج کی بیماری ہوئی پھر خداوند کے فضل سے بدُعائے بی بی صاحبہ آرام ہوا۔ پھر تو دِل کے اخلاص سے بُری نیت سے دست بردار ہوا۔ صبح کو حضرت اِبراھیم ؑ سے معافی کا خواستگار ہوا۔ اور ایک اپنی کنیزک ھاجرہ نام اُن کی نذر کی۔ جب حضرت سارہ نے آن کر حضرت اِبراھیم ؑ سے چاہا کہ گذشتہ واقعہ رات کا بیان کریں تو حضرت اِبراھیم علیہ السلام بولے کہ اُس وقت قادر ذوالجلال نے میری نظروں کے سامنے سے تمام حجاب اُٹھا دیئے تھے اور جو معاملے تجھ پر گذرے وہ سب مجھ کو دکھلا دیئے۔ اللہ تعالےٰ اپنے دوستوں پہ مہربان ہے اور ہر حال میں ہمارے عزت و ناموس کا نگہبان ہے۔ وہاں سے حضرت اِبراھیم ؑ نے ارادۂ مُلک شام کا کیا اور دمشق کے علاقہ میں دیار فلسطین میں آرام کیا +

حضرت اِسماعیل علیہ السلام کی پیدایش کا بیان

حضرت ابراھیم علیہ السلام نے جب شام میں ڈیرے لگائے پروردگار نے اُن کو مال و دولت کثیرہ سے متمول کر دیا۔ دواب اور انعام گوسفندوں کے ریوڑ سامان و زراعت بے شمار سے اُن کو مالامال کیا لیکن بسبب نہ ہونے فرزند نور بصر کے جو وارث منصب نبوت اور رسالت ہو غمگین رہا کرتے تھے اور زبان مبارک اولاد کی طلب میں مدام سائل تھی۔ بعد ایک سال کے مائی ھاجرہ کے بطن سے حضرت اسمٰعیلؑ پیدا ہوئے اور حضرت ابراھیم علیہ السلام اُن کے جمال باکمال کو دیکھکر شیدا ہوئے۔ اور اللہ تعالےٰ وہب العطایا کی جناب میں بہ شکر گذاری رطب اللسان رہتے اور فرماتے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَهَبَ لِيْ عَلَى الْكِبَرِ اِسْمَاعِيْلَ ط یعنی خداوند کا شکر و احسان ہے جس نے مجھے بڑھاپے کی حالت میں اسمٰعیل فرزند بخشا +

حضرت اسمٰعیل اور اُس کی والدہ سے نہایت پیار کرتے۔ حضرت سارہ کا دل بباعث رشک کے ملول ہوا کہ اس کنیزک کو یہ قُرب نصیب ہوا۔ اور مَیں اس نعمت اولاد سے ابھی تک خالی ہوں بحکم الضَّرَّةُ تَتَضَرَّرُ بِضَرْعِ ضَرَّتِهَا سوت اپنی سوت کے پستان سے ضرر پاتی ہے۔ یعنی جب ایک سوت کو اولاد ہو اور پستان اُس کے سے شیر جاری ہوکر پرورش اولاد ہونے لگے تو دوسری سوت جو اولاد سے خالی ہو اُس کی اس اولاد کی نعمت کو دیکھکر رنجیدہ خاطر و پریشان ہوتی ہے +

سارہ نے ھاجرہ مع اسمٰعیلؑ کی جلاوطنی کی درخواست حضرت ابراھیمؑ سے کی اور کہا کہ آپ ان دونوں کو کسی میدان لق و دق میں ڈال آؤ۔ ان کے حق میں حکم الٰہی ہوا کہ سارہ جو کچھ کہتی ہے اس کا کہنا ماننا تم پر ضروری ہے کیونکہ اسمیں خداوند کا ایک بھید مخفی ہے تب حضرت خلیل علیہ السلام ان دونوں کو بادل بیتاب و چشم پُرآب لے چلے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے راہبر ہوکر ایک شتر پر بی بی ہاجرہ و اسمٰعیل کو سوار کیا اور ایک اونٹ پہ حضرت ابراھیمؑ خود سوار ہوئے۔ بعد طے کرنے منزلوں کے ایک میدان میں جا اُترے جس جگہ آجکل چاہ زمزم ہے اس مقام میں جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ حکم الٰہی یوں ہے کہ ان ماں بیٹوں کو اس مقام میں چھوڑ دو۔ حضرت نے وہاں تن تنہا بی بی فی امان اللہ کہہ کر چھوڑا۔ بی بی نے نہایت صبر و شکیب سے بچے گلعذار کو گود میں لیا اس دشت پُرخار اور مکان ویران کو دیکھکر بے اختیار روتی تھیں حضرت ابراھیمؑ سے

وداع کے وقت کہا کہ آپ کو ہمارے حال پر کچھ رحم نہ آیا بچہ معصوم اور میں ضعف سے نزار و نزار اور یہ دشت پُر خار ہے ہمکو اس ویرانہ جنگل میں کس کے سپرد کیئے جاتے ہو حضرت ابراھیم علیہ السلام کی آنسو جاری ہوئیں اور رو کر فرمایا کہ جہان کا نگہبان خداوند لاشریک تمہارے حال کا متکفل ہے اور اُس نگہبان حقیقی کے حوالہ کر کے چلا ہوں جس کی حفاظت اور خبرگیری تمکو کافی ہوگی - بی بی هاجرہ بولیں وَحَسْبِيَ اللّٰهُ وَ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اور اللہ مجھے کافی ہے اور اسی پر میں نے بھروسا کیا حضرت ابراہیم نے نہایت حسرت سے شام کی راہ لی - حضرت نے ایک مشک پانی کی اور ایک انبان تمر اُن کے حوالہ کی اور اعلائے مکہ تک پہونچکر نظر ان دونوں پر ڈالی اور اُن کی تنہائی پہ دل جلا کر یہ دُعا موںھ سے نکالی *

رَبَّنَا اِنِّيْ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِيْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِيْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ

اے ہمارے پروردگار میں نے اپنی اولاد کو ویرانہ جنگل میں تیرے مکرم گھر کے پاس بسایا *

رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِيْٓ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝

اے رب ہمارے تا قایم رکھیں نماز سو لوگوں کے دل اُن کی طرف کھینچ لا اور روزی دے اُن کو میووں سے شاید وہ شکر کریں *

جب چند روز میں اُن کا پانی اور طعام تمام ہوا تو ہاجرہ کا دل اُس بچے کی تشنگی دیکھکر بے آرام ہوا - بی بی نے جانا کہ بغیر جان دینے کے کوئی تدبیر نہیں وہاں سے دوڑ کر کوہ صفا پر آئیں اور پانی کی تلاش میں چاروں طرف نظریں دوڑائیں - ایک لحظہ وہاں توقف فرمایا اور کوئی فریادرس وہاں نظر نہ آیا - پھر وہاں سے دوڑ کر وادی سے گذر کر کوہ مروا پر آئیں اور العطش العطش کہہ کر جناب باری میں چلائیں وہاں بھی ایک لحظہ توقف کیا اور پانی کا نشان نہ پایا اُسی وقت دل میں اس پیارے بچے کا دھیان آیا سات بار بستور سعی و کوشش آتی جاتی تھیں ہر بار اُس شہزادہ عالم کو دیکھکر چھاتی سے لگاتی تھیں ایسا نہ ہو کہ کوئی درندہ اسکو کھا جاوے اسمٰعیلؑ اکیلے اُس میدان میں گرمی اور پیاس سے جلتے تھے اور لڑکوں کے دستور سے اپنی ایڑیاں ملتے تھے - ارحم الراحمین نے اُن کے قدموں کے نیچے سے ایک چشمہ پانی کا نکالا

جب بی بی صاحبہ پہاڑ سے واپس آئیں تو دیکھا کہ معصوم کے قدموں کے نیچے سے چشمہ پانی کا پھوٹ نکلا ہے۔ خداوند تعالےٰ کی جناب میں شکر بجا لائیں۔ غیب سے ندا آئی کہ میں اس تیرے فرزند کو ایک قوم بناؤں گا۔ خداوند نے تیرے دکھ کو سنا اور تیری دعائیں قبول کیں۔ یہ پانی رحمت الٰہی ہے۔ تجھ کو اور تیرے قرۃ العین کو اس چشمہ سے محظوظ کیا۔ قیامت تک لوگ اس سے فائدہ اٹھائینگے اور اس کا پانی دور دور تک لیجائیں گے۔ یہاں بیت اللہ تعمیر کیا جاوے گا اور تمام عالم حج اور طواف سے فیض پاوے گا۔ مائی ہاجرہ اس مژدہ کو سن کر خوش و خرم ہوئیں اور خداوند تعالےٰ کی جناب میں شکرگزاری کرنے لگیں۔

بیان قبیلہ جرھم کے آنے کا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے پرورش پانے کا

قبیلہ جرھم ولایت یمن میں رہا کرتے تھے اور مکے کی راہ سے تجارت کے لیئے شام کو جایا کرتے تھے۔ اتفاقاً جرھم کے قافلہ نے مکہ کے میدان میں قیام کیا اور رات کی رات اس منزل میں آرام کیا۔ اس قوم نے دیکھا کہ خلاف معمول پرندے پرواز کرتے ہیں گویا پانی کی خوشی سے اڑتے ہیں اور آواز کرتے ہیں ایک اعرابی نے آن کر دیکھا کہ ایک چشمہ مثل آبحیات مصفا ہے اور ایک بی بی پاک دامن اور صاحبزادہ گل پیراہن بیٹھا ہے وہ اعرابی اس صحرا میں ان کو دیکھکر حیران ہوا اور پوچھا کہ تم از قسم جن ہو یا نوع انسان سے۔ بی بی نے فرمایا کہ فضل الٰہی سے یہ فرزند مجھ کو عنایت ہوا اور اسکے طفیل سے یہ چشمہ خوشگوار رحمت ہوا۔ اس اعرابی نے قوم کو جا کر یہ مژدہ سنایا اور رئیس اس قوم کا بی بی صاحبہ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو ہماری قوم یہاں آ کر آباد ہو اور آپ کی بھی وحشت تنہائی مبدل بانس ہو جاوے۔ بی بی نے فرمایا کہ اگر تولیہ میرا اس چشمہ پر تمکو قبول ہو تو جاؤ اور اپنے عیال و اطفال کو لیکر آؤ وہ قوم چند روز میں مع عیال و اطفال اور مواشی حاضر ہوئے اور حضرت بی بی کی طفیل سے رہے اور آسودہ خاطر ہوئے اس مقام شریف میں عمارت عالیشان بنائی اور رعایت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی

اپنے ذمہ پر واجب ٹھہرائی۔ قبیلہ جرہم کو وہاں رہنے سے جمعیت تمام حاصل ہوئی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی پرورش کے واسطے والدہ ماجدہ اونٹوں کی پشم کات کر اسکی مزدوری سے گذارہ کرتی تھیں اور حضرت ابراھیم خلیل اللہ گاہ گاہ شتر سوار ہوکر فرزند سعادتمند کے دیدار سے آنکھوں کا نور اور دل کا سرور حاصل کرتے تھے۔ یہاں تک کہ نو سال ایسی سوال پر منقضی ہوئے۔ ایک رات حضرت ابراہیم شام میں سارہ کے پاس ہمخواب تھے کہ رؤیا صادقہ میں جو پیغمبر کے حق میں حکم وحی کا رکھتی ہے حضرت کو بڑی قربانی کا حکم ہوا صبحکو اٹھکر دو سو اونٹ قربانی کردیئے۔ پھر دوسری رات کو وہی حکم دوبارہ ہوا صبح کو اٹھکر پھر دو سو اونٹ قربانی کیئے تیسری رات پیغمبر اولوالعزم نے اس خواب کو وضاحت سے دیکھا یعنی یہ حکم ہوا کہ ذبح عظیم سے مراد فرزند کی قربانی ہے۔ تجھے چاہیئے کہ اپنے ہاتھ سے متولی اس کام کا ہووے۔ صبحکو اٹھکر حضرت شام سے متوجہ فرزند کی جانب ہوئے وہاں جاکر دیدہ گریاں و سینہ بریاں سے فرزند کو گلے لگایا اور ھاجرہ کو فرمایا کہ میرے فرزند کی زلفوں کو دھوکر کنگھی سے صاف کر آنکھوں میں سرمہ لگا زرین کلاہ سر پر رکھکر خلعت زیبا پہنا کر میرے ہمراہ بھیج کر ایک کریم کی دعوت پر ہم دونوں کو جانا ہے۔ ھاجرہ نے بموجب حکم حضرت کے فرزند جلیل القدر کو نہلا دھلا کر صاف کپڑے پہنا کر باپ کے ہمراہ کردیا جب دونوں باپ بیٹا روان ہوتے تو شیطان بصورت انسان متشکل ہوکر مائی ہاجرہ کے پاس آیا اور کہا کہ تجھے معلوم نہیں تیرا خاوند تیرے فرزند کو ذبح کرنے کے واسطے لیگیا ہے بی بی صاحبہ نے حاشا للہ کہا۔ شیطان بولا کہ اسکو خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے پس ہاجرہ نے کہا کہ اگر یہ بات ہے تو ایک بیٹا کیا اگر ہزار بیٹے ہوں تو اس امر حقیقی کے نام پر قربان کیئے جاویں۔ پس لعین شرمندہ ہوکر حضرت اسمعیل علیہ السلام کے پاس گیا وادی صفا و مروہ کے پاس جاکر حضرت اسمٰعیل کو کہا کہ تجھے معلوم ہے کہ باپ تجھے کس طرف لیئے جاتا ہے۔ اس نے کہا کیا ہے۔ لعین نے کہا تجھے ذبح کرے گا۔ اسمٰعیل بولا کہ میں نہیں مانتا شیطان نے کہا کہ خدا کا حکم ہے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر خداوند کا حکم ہے تو میری جان اس کے حکم پر فدا ہے ٭

القصہ جب ذبح کے مقام پر پہونچے تو باپ نے بیٹے کو کہا کہ میں بامر الٰہی تجھے ذبح کرنے کے واسطے لایا ہوں۔ حضرت اسمٰعیل نے عرض کیا کہ مجھے ہزار خواہش سے منظور ہے

اگر میری جان قربانی پر منظور ہو تو اسمیں میری خوشی اور میرا سرور ہے۔ پس ابراہیم علیہ السلام نے بغلوں سے رسّی اور چھری نکالی۔ حضرت اسمٰعیلؑ نے کہا کہ میرے ہاتھ اور پاؤں کو مت باندھیو۔ سَتَجِدُنِیْ اِنْشَاءَ اللّٰہُ مِنَ الصَّابِرِیْنَ ط

خدا چاہے تو تو مجھے صابروں سے پاوے گا۔

یعنی میں ہرگز نہ تڑپوں گا اور نہ اضطراب کروں گا نہایت صبر سے اور کمال استقلال سے جان دوں گا۔ ہاتھ اور پاؤں باندھکر عاصی کو دربار شاہی میں لیجاتے ہیں اور مطیع لوگ باصد ارحکم سلطانی خود بخود جناب میں دوڑے آتے ہیں سو اللہ کے فضل سے میں مطیع ہوں نہ عاصی۔ پس بیٹے نے باپ کے پاؤں چومے اور باپ نے بیٹے کی آنکھوں کو بوسہ دیا اور بغل میں لیکر دونوں زار زار روئے۔ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے محبوب کی جدائی پر کیا اچھا شعر کہا ہے

بگذار تا بگریم چوں ابر در بہاراں
کز سنگ نالہ خیزد روز وداع یاراں

القصہ ابراھیم علیہ السلام نے اپنی آنکھیں کپڑے سے باندھ لیں اور بیٹے کو خاک پر پیشانی کے بل اوندھا لِٹا دیا اور گردن پر تکبیر کہتے ہوئے کار، وزور سے چلائی۔ چھری نے کچھ کام نہ کیا۔ ہرچند کہ تُند چلاتے تھے کُند ہوتی تھی۔ ناگاہ بحر رحمت الٰہی نے جوش مارا اور سروش نے خروش سے پکارا کہ اے ابراہیم بس کر ہمنے تجھے آزمایش میں پورا پایا۔

وَنَادَیْنٰهُ اَنْ یّٰاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ

اور ہمنے پکارا اُسے کہ اے ابراہیم تو نے اپنی خواب کو سچا کر دکھایا ہم ایسا ہی نیک بدلہ دیتے ہیں احسان کرنے والوں کو۔

یعنی بیٹے کو ذبح ہونے سے بچا دیا اور اُس کی جگہ بہشت سے دُنبہ بھیجکر بجائے اسمٰعیل ذبح کرا دیا جب اسمٰعیل نے آنکھیں کھولیں تو دیکھا کہ دُنبہ ذبح ہوا پڑا ہے اور فرزند دلبند زندہ پاس موجود ہے۔ سجدہ شکر خداوندی بجالائے اور گوسفند مذبوح کو مساکین میں بانٹ دیا۔ اُس دُنبہ کے سینگ کعبہ شریفہ کی بنا کے بعد کعبہ پر مدتوں تک آویزاں رہے۔ حکم ہوا کہ یہ تیری سُنت ہمیشہ تک تیرے بعد جاری رہے گی۔

قطعہ

نامی و ما دم از بجر صراف نقد ما　　معیار امتحاں بیلا ما رسد بتو
مردانہ چوں خلیل زرت راعیار دار　　تا ز ابتلا اماں بیلا ما رسد بتو

حضرت ابراهیمؑ نے نمرود کے قتل ہونے کے بعد بیت المقدس میں جاکر اولاد سام بن نوحؑ کی ہمراہی سے بیت المقدس کو نئے سر سے تعمیر کیا تھا ؂

حضرت کی سوانح عمری سے کئی ایک باتیں نہایت ہی تعجب خیز ہیں جن کو پروردگار نے بار بار قرآن شریف میں بیان کیا۔ نمرود جیسے عالیشان بادشاہ کے ہاتھ سے خصوصاً ایسی جلتی ہوئی آگ سے رہائی پا جانا پھر نمرود کا قتل کرنا پھر اپنے بیٹے کو ایسی حالت میں کہ ایک ہی بیٹا تھا اور وہ بھی پچھلی عمر میں پیدا ہوا جو نہایت ہی پیارا اور جان سے عزیز تھا ذبح کرنے پر آمادہ و مستعد ہو جانا۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ دنیا بھر میں کسی ایک ہی آدمی کا دل و گردہ ہوتا ہے جو ایسا امر الٰہی پر استقلال کمال سے قدم مارتا ہے۔ اور کئی ایک نشان حضرت کے دنیا پر رہ گئے ہیں جو قیامت تک اُن کے یادگار رہیں گے مثلاً تعمیر بیت المقدس اور بنائے خانہ کعبہ ؂

بیان بنائے بیت اللہ شریف

حضرت جبرائیلؑ حضرت ابراهیم علیہ السلام کی خدمت میں تشریف لائے اور حکم الٰہی اس طرح لائے کہ تم اور اسمٰعیل خانہ کعبہ کی عمارت کرو اور اہل عالم کو واسطے طواف بیت اللہ کے دعوت کرو حضرت ابراهیمؑ شام سے مکہ کو چلے۔ مکہ میں پہونچکر حضرت ابراهیمؑ اور اسمٰعیلؑ سے جبرائیل امین نے مکہ شریف زادہا اللہ عظمتہا کے مکان کی پیمایش کردی اور طول و عرض اُس کا جبرائیل کی تعلیم سے حضرت کی خاطر میں آیا ؂

اسمٰعیلؑ پتھر پہونچاتے تھے اور حضرت ابراهیم علیہ السلام دیوار بناتے تھے جب دیواریں بلند ہوئیں تو ایک بڑا پتھر منگوایا اُس پر حضرت ابراهیمؑ نے اپنا قدم جمایا کہ آسانی سے کام جاری ہو اور خانہ کعبہ کی جلد تر تیاری ہو۔ اس وقت اِس مقام کے واسطے دُعائیں مانگیں جو پروردگار اپنی کلام پاک میں بیان فرماتا ہے ؂

وَ اِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَ اِسْمٰعِیْلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اور جب بلند کیں ابراهیم نے بُنیادیں اُس گھر کی اور اسمٰعیل نے کہا اُنہوں نے اے

پروردگار ہمارے قبول کر ہم سے البتہ تو ہی ہے سُننے والا جاننے والا ۞

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا أُمَّةً مُسْلِمَةً لَكَ ۠ وَأَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ط

اے پروردگار ہمارے اور کر ہمکو فرمانبردار اپنے لیئے اور ہماری اولاد سے ایک گروہ فرمانبردار واسطے اپنے اور دکھا ہمکو طریقے عبادت ہماری کے اور متوجہ برحمت ہو ہمپر تحقیق تو ہے توبہ قبول کرنے والا مہربان ۞

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ط

اے پروردگار ہمارے بھیج ان میں ایک رسول انہیں میں سے جو پڑھے اُن پر تیری آیتیں اور سکھلاوے اُن کو کتاب اور علم اور پاک کرے اُن کو تحقیق تو ہی ہے غالب حکمت والا ۞

مفسرین بیان کرتے ہیں کہ یہ پتھر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جبرائیل کی راہنمائی سے کوہ بوقبیس سے نکال لائے تھے اور جبرائیل نے کہا کہ یہ دو پتھر حضرت آدم علیہ السلام بہشت سے لائے تھے اور حضرت نوح علیہ السلام نے طوفان کے وقت کوہ بوقبیس میں امانت رکھے تھے۔ ایک حجر اسود۔ دوسرا جو دیوار کعبہ میں لگایا گیا جسکو آجکل مقام ابراھیم کہتے ہیں وہ بموجب حکم خداوندی مقام ابراہیم واجب التعظیم ہوا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى ۞

بعد اُس کے جبرائیل علیہ السلام نے قاعدے حج اور عرفات اور طواف کے سب سکھائے اور حضرت اسمٰعیل و ابراھیم موافق تعلیم کے عمل میں لائے۔ بعد فراغت کے تعمیر سے دعائیں مانگیں کہ یا اللہ لوگوں کے دلوں کو اس مقام مبارک کی طرف کھینچ لا۔ خداوند تعالیٰ نے اُن کی تمام دعائیں قبول فرمائیں۔ روز قیامت تک ہفت اقلیم کی خلقت ہر سال وہاں جمع ہوتی رہیگی حضرت ابراھیم بعد فراغت تعمیر خانہ کعبہ کے کمال خوش و خرم ہوئے کہ خداوند تعالیٰ نے ایسا امر عظیم میرے ہاتھوں سے کروادیا حضرت جبرائیل علیہ السلام پیغام ربانی لائے کہ اے ابراہیم ایک بھوکے آدمی کا پیٹ بھرنا اور ایک پیاسے کا پانی سے سیراب کرنا اور ایک ننگے کا کپڑوں سے بدن ڈھانپنا بنانے

خانہ کعبہ کا ثواب رکھتا ہے۔ پھر حضرت نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ سوائے مہمانوں کے روٹی نہ کھاتے تھے۔ مہمان نوازی ابراھیمؑ کی آج تک ضرب المثل ہے۔ ایک مہمان سرا بنا رکھی تھی۔ خاص و عام کو طعام دیتے تھے۔ ایک دن ایک فرشتہ حضرت کی زیارت کو حاضر ہوا اور اثنائے گفتگو میں کہا کہ خداوند تعالیٰ تمہارے بعد ایک پیغمبر کو پیدا کرے گا جس کے ہاتھ سے مُردے زندہ ہوں گے (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) حضرت ابراھیم علیہ السلام کو اُس دن سے احیار موتی کا خیال دل میں جاگزین ہوا۔ پس ایک دن کمال استعجاب سے جناب باری میں عرض کیا رَبِّ اَرِنِیْ کَیْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰی اے پروردگار میرے مجھے دکھا کس طرح زندہ کرتا ہے تو مُردوں کو۔

قَالَ اَوَلَمْ تُؤْمِنْ ط خداوند کی جناب سے حکم ہوا کہ کیا تو احیائے موتیٰ اور ہماری قدرت کاملہ پر ایمان نہیں رکھتا اور مشکل و ناممکن خیال کرتا ہے۔ قَالَ بَلٰی وَلٰکِنْ لِّیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ ہاں ایمان تو رکھتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ میرے دل کی تسلی و اطمینان ہو جاوے۔

قَالَ فَخُذْ اَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا ط وَاعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ط

فرمایا خداوند تعالیٰ نے پس پکڑ چار پرندوں سے پس صورت پہچان رکھ طرف اپنی پھر کر دے اوپر ہر پہاڑ کے اُن میں سے ایک ٹکڑا پھر بلا اُن کو چلے آویں گے تیرے پاس دوڑتے اور جان یہ کہ اللہ ہے غالب حکمت والا۔

چار جانور اجناس مختلف سے لیئے۔ اُن کے تعین میں اختلاف ہے۔ بقول اکثر خروس اور طاؤس و زاغ و کرگس تھے پس ذبح کر کے چاروں کو ہاون میں مع پر و بال و استخوان و گوشت و دیگر اجزا باہم کوٹ کر اس طرح کہ اُن کے اجزاء میں کچھ تمیز باقی نہ رہے چار قلولے کر دیئے اور ہر ایک غلولہ ایک ایک پہاڑ پر ڈال دیا اور چاروں جانوروں کے سر اپنے پاس رکھے۔ جب اُن کو آواز کر کے بلایا تو چاروں پرندوں کے اجزاء چاروں پہاڑوں سے متمایز ہو کر اپنے اجزار کے ساتھ آن چمٹے اور پر و بال نکال کر حضرت کے پاس آ کر اپنے اپنے سروں سے اُن کے بدن ملاصق ہو گئے۔ حضرت

ابراہیم علیہ السلام اس قدرت کاملہ کو دیکھکر سر بسجدہ گر پڑے اور خداوند کی تسبیح تقدیس میں رطب اللسان ہوئے کہ اسی طرح وہ قادر ذوالجلال روز قیامت میں سب کو اٹھاویگا اور چاروں طرف سے سب کے اجزا کو جمع کرکے زندہ کرے گا ٭

حضرت اسمعیل علیہ السلام کا سن مبارک جب پندرہ سال کا ہوا تو بی بی ہاجرہ نے دار فانی سے عالم جاودانی کو انتقال فرمایا اُن کے جسم اطہر کو حجر اسود کے پاس مدفون کیا اور در د ہجر نے حضرت اسمٰعیل کی خاطر کو محزون کیا۔ جب حضرت اسماعیل وہاں رہنے سے برخاستہ خاطر ہوئے رئیس اس قوم کے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوکر بڑی منت سماجت سے اُن کو ٹھہرایا اور اشراف قوم میں ایک لڑکی سے آپکا عقد نکاح بندھوایا طبیعت حضرت اسمٰعیل کی شکار پر راغب رہتی تھی اور مدام کوہ و صحرا میں صید طیور اور وحوش میں شاغل رہتے تھے۔ اتفاقاً ایک روز حضرت ابراھیمؑ مکے میں تشریف لائے بی بی ہاجرہ کی وفات کی خبر سن کر آب دیدہ ہوئے اور زار زار روئے دروازہ پر جاکر انکی منکوحہ سے پوچھا کہ اسمٰعیل کہاں ہے۔ وہ بی بی حضرت ابراھیمؑ سے واقف نہ تھی اُن کی کچھ تعظیم و توقیر نہ کی اور ضیافت و مہمانداری کی کچھ تدبیر نہ سوچی۔ حضرت ابراھیمؑ نے پوچھا کہ تمہارا گذارہ کیسا ہے۔ کہنے لگی گوشت پر رات دن گذران ہے۔ طعام غلہ کا نہیں ملتا اس لئیے نہایت تنگی رہتی ہے حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ اسمٰعیل شکار سے آوے تو میرا سلام کہنا کہ ایک بوڑھا شتر سوار شام سے آیا تھا اور وہ کہہ گیا ہے کہ تیرے دروازے کی دہلیز خوب نہیں اس کو بدل ڈالنا چاہیئے۔ حضرت ابراھیم یہ فرماکر رو بسمت شمال ہوئے ٭

حضرت اسمٰعیلؑ شام کو شکار سے واپس آئے بی بی نے سب حال ظاہر کیا جو کچھ گذرا تھا تمام واضح بیان کیا حضرت اسمٰعیل نے سن کر فرمایا کہ وہ شتر سوار پیر روشنضمیر میرا باپ تھا اور میرے گھر کی دہلیز تو ہے۔ دہلیز بد سے مراد یہ ہے کہ تو اس گھر میں رکھنے کے لائق نہیں ہے اس لئیے تجھ کو طلاق ہے۔ بعد اُس کے بموجب ایمائے والد بزرگوار ایک دوسری بی بی جمیلہ سے نکاح کیا۔ دوسری بار حضرت ابراہیم علیہ السلام مکے میں تشریف لائے۔ درحالیکہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام شکار کو گئے ہوئے تھے اُس بی بی عاقلہ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نہایت تعظیم کی اور جو کچھ طعام حاضر تھا پیش کیا حضرت

سواری پر ہی طعام تناول فرمایا اور پوچھا کہ تمہارا گذارہ کس طرح ہے۔ بی بی نے عرض کیا کہ حضرت بہت ہی اچھی گذران ہے۔ طعام خداوند کے فضل سے ہمکو وہ ملتا ہے جس کا نام سیّد الطعام ہے یعنی گوشت۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے چلتے وقت فرمایا کہ اسمٰعیل جب شکار سے واپس آوے تو اُسکو میرا سلام کہنا اور یہ پیغام دینا کہ ایک بوڑھا شتر سوار آیا تھا جس کے چہرہ سے نور چمک رہا تھا وہ کہہ گیا ہے کہ تیرے گھر کا آستانہ بہت مناسب ہے خداوند تعالےٰ اس میں تجھے برکت نصیب کریگا۔

جب اسمٰعیل شام کو شکار سے واپس آئے تو بی بی نے تمام حال بیان کیا۔ اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا وہ میرے باپ حضرت ابراھیم علیہ السلام قابل التعظیم تھے اور گھر کی چوکھٹ تو ہے تیرے حق میں نیک سفارش فرما گئے ہیں۔

تولدِ حضرت اسحاقؑ

جب خالق الارواح نے حضرت اسمٰعیل جیسا نورانی چاند بی بی ھاجرہ کو عنایت کیا اُسی روز سے بی بی سارہ فرزند کی طلب میں بیقرار رہتی تھیں۔ اور خداوند کی جناب سے نور چشم کی خواستگار رہتی تھیں۔ لیکن جب بہت مدت گذر گئی اور سن شریف حضرت ابراھیمؑ اور مائی صاحبہ کا نہایت پیرانہ سالی تک پہنچ گیا تو اولاد سے مایوس ہو گئے۔ ایسے حال میں باری تعالےٰ نے اپنی کاملہ قدرت کا اظہار چاہا۔ ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام اور کئی فرشتے خوبصورت نوجوانوں کی صورت سے متشکل ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے گھر آئے حضرت اُن کو آدمی جان کر بطور ضیافت اُن کے واسطے گوسالہ بھون کر لائے۔ ہرچند ابراھیم علیہ السلام نے تاکید سے فرمایا پر اُنھوں نے اُس کھانے سے ایک لقمہ بھی نہ کھایا۔ اور اُس زمانے میں یہ دستور تھا کہ جو کوئی کسی کو ایذا پہونچانا چاہتا تھا تو وہ شخص اُس کے گھر کا کھانا نہ کھاتا تھا۔ فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چہرہ اوداس دیکھکر فرمایا کہ ہم ملائک ہیں اس واسطے آپ کا کھانا نہیں کھایا اور ہم قوم لوط کو عذاب دینے کے لیئے آئے ہیں اور آپ کے واسطے دو بیٹوں کے پیدا ہونے کی خوشخبری لائے ہیں۔ ایک کا نام اسحاق اور دوسرے کا نام یعقوب ہوگا۔ بی بی سارہ نے تعجب سے فرمایا کہ معاملہ عجیب ہے۔ بانجھ عورت اور بوڑھے مرد سے اولاد کا پیدا ہونا نہایت

تعجب خیز ہے۔ ملائک نے کہا کہ جو قادر ذوالجلال باکمال آدم کو بغیر ماں باپ کے پیدا کرے اُس سے کیا عجب ہے کہ بانجھ عورت اور پیر مرد سے اولاد پیدا کرے۔ بعد سات روز کے حضرت سارہ کو حمل ہوا۔ نو مہینے کے بعد حضرت سارہ کو درد شروع ہوا۔ حضرت اسحاقؑ کا ستارہ عالم میں طلوع ہوا۔ حضرت ابراہیمؑ کی عمر سو ۱۰۰ برس کی تھی اور حضرت سارہ کی عمر ننانوے ۹۹ سال تھی۔ حضرت ابراہیمؑ نے خوش ہو کر فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ وَهَبَ لِیْ عَلَی الْکِبَرِ اِسْمٰعِیْلَ وَاِسْحَاق ۔

حضرت اسحاقؑ دو سال کے ہوئے تو مائی سارہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہمراہ حج خانہ کعبہ کو آئے۔ حضرت اسمٰعیل نہایت خاطرداری و خدمتگزاری سے مہانداری میں مشغول ہوئے۔ مائی سارہ نہایت راضی و خوشدل ہوئیں اور کچھ مدت وہاں رہکر پھر واپس شام کی طرف تشریف لے گئیں۔ پھر جب حضرت اسحاق بڑے ہوئے تو ہر سال طواف خانہ کعبہ کو تشریف لاتے اور ملاقات ذبیح اللہ سے حظ اُٹھاتے تھے۔ جب حضرت ابراہیم کی مدت عمر آخر ہوئی اور ضعف و نقاہت کی علامتیں بدن پر ظاہر ہوئیں عزرائیل واسطے قبض روح مبارک کے آیا تب حضرت ابراہیمؑ نے ملک الموت سے یوں فرمایا کہ رب الجلیل سے عرض کرو کہ کبھی کسی دوست نے دوست کو بے جان کیا ہے جو آپ نے میری جان لینے کا حکم دیا ہے۔ حکم ہوا کہ میرے خلیل سے کہو کہ تو نے سُنا ہے کہ کسی دوست نے کسی دوست کی مُلاقات سے انکار کیا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سُنتے ہی عزرائیل سے فرمایا کہ حکم الٰہی بجالاویں۔ ملک الموت نے روح مقدس کو جسم مطہر سے نکالا۔ صلوات اللہ علیٰ نبیّنا وعلیہ صلواۃً دائمۃً الیٰ یوم القیامۃ ۔

فصل ذکر لوط علیہ السلام

اکثر اہل تاریخ نے حضرت لوط علیہ السلام کا بیان حضرت ابراہیمؑ کی سرگذشت کے درمیان میں ملا دیا ہے لیکن ملانا ایک قصّے کا دوسرے قصّے میں بے ربط ہوتا ہے اس واسطے یہاں علیحدہ ذکر کیا جاتا ہے ۔

اہل تفسیر نے لکھا ہے کہ مؤتفکات پانچ شہر تھے بلاد شام کے۔ اور ہر ایک

شہر میں لاکھ لاکھ مرد بڑا بھاری رہتا تھا۔ ملک اُن کا نہایت آباد اور کھیتیاں سرسبز۔ نہریں جاری تھیں۔ فراخیِ معاش سے ہر ایک آدمی دلشاد رہتا تھا۔ یہ قوم بُت پرستی کے سوا لڑکوں سے فعل حرام کرتے تھے اور شب و روز اس فعل شنیعہ پر قایم تھے۔ اِس بُرے کام کا رواج اُن میں پہلے پہل شیطان نے پھیلایا اور اس کام کے شروع ہونے کا یہ بیان ہے کہ ابلیس ایک خوبصورت لڑکے کی صورت بنکر ایک باغ میں آیا کرتا تھا اور ہمیشہ اُس کے پھل اور بوٹے نقصان کر جاتا تھا۔ جب باغ کا مالک اُس کے پکڑنے کو جاتا تھا تو وہ بھاگ کر غائب ہو جاتا۔ جب اُسکے باغ میں بہت نقصان ہوا اور مالک اُس کے پکڑنے سے حیران ہوا تو ایک روز ابلیس نے کہا کہ اگر تو چاہتا ہے کہ میں اس باغ میں نقصان نہ کروں تو مجھ کو اپنے تصرف میں لاکر یہ کام کر۔ صاحب باغ اس کام پر آمادہ ہوا اور اُس مفعول کو اپنے تصرف میں لایا۔ ابلیس نے ہر ایک باغ میں یہ معمول جاری کیا۔ تمام باغبانوں کو اس بُرے کام کا چسکا پڑ گیا۔ جب شیطان نے سمجھا کہ یہ لوگ اس بُری عادت کے عادی ہو گئے ہیں تو وہ خود غائب ہو گیا پھر اُن بدقسمتوں کو یہ بُرا کام ایسا بھایا کہ ہر ایک بے ریش لڑکے کو اپنا مفعول بنایا۔ رفتہ رفتہ وہ مفعول بھی فاعل ہوتے گئے۔ اسیطرح بتدریج تمام قوم میں یہ بُرا کام رائج ہو گیا اُن کو عورتوں سے رغبت کم ہو گئی اور لڑکوں پر فریفتہ ہونا اُن کا شیوہ بن گیا۔ اس فعل شنیعہ کے دُور کرنے کے لیئے حضرت لُوط علیہ السلام کو خداوند تعالےٰ نے مبعوث کیا اور اُنہوں نے اس طرح وعظ شروع فرمایا۔

اَتَاْتُوْنَ الذُّكْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَكُمْ رَبُّكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ۝

کیا دوڑتے ہو تم جہان کے مردوں پر اور چھوڑتے ہو جو تمہارے واسطے بنائیں تمہارے رب نے جوروئیں تمہاری بلکہ تم ہو حد سے بڑھنے والے۔

قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰلُوْطُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِيْنَ ۝

بولے اگر نہ چھوڑے گا تو اے لُوط (اس وعظ کو) تو تو نکالا جاوے گا۔

حضرت لوط علیہ السلام جس قدر اُن کو اس فعل قبیحہ اور شیوہ شنیعہ سے منع کرتے وہ کافر زیادہ تر اس میں اصرار کرتے ہر چند کہ ان کو وعدہ و عید کیا پر وہ زیادہ تر اس کام پر بجد اور اس خباثت پر مستعد ہوتے اور کہنے لگے۔ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝

یعنی اگر تو سچا ہے تو عذاب ہمپر لا ہمکو تیری نبوت پر یقین نہیں ؂

حضرت لُوطؑ اُن کی نصیحت و دعوت سے باز نہ آتے تھے اور کافر اُن کی ایک نہ مانتے تھے۔ حضرت لُوطؑ اپنے چچا حضرت ابراھیم علیہ السلام کے طریق پر مہمانداری کرتے تھے۔ جب اُن کافروں نے حضرت لُوطؑ کے مہمانوں کو ستایا اور اُن کا آنا جانا اُن کے گھر سے بند کرایا تب اُس جناب نے لاچار ہو کر جبار و قہار کی جناب میں دُعا کی اور اُن کافروں پر قہر نازل ہونے کی تمنا کی تب حکم الٰہی سے جبرائیل امین فرشتوں کی فوج ہمراہ لیکر مُوتفکات کے شہروں میں آئے اور بصورت خوبصورت لڑکوں کے حضرت لُوط علیہ السلام کے گھر میں اُترے حضرت لوط قوم کے خوف سے اُن کی مہمانی میں تاخیر کرتے تھے اور نہایت دلتنگی سے اور شرم سے بار بار اُن سے یہ تقریر کرتے کہ میں اِس قوم کے ہاتھوں سے لاچار ہوں اور اُن کے بدفعلوں سے نہایت بیزار ہوں۔ جب دیکھا کہ یہ مہمان میرے گھر رہا چاہتے ہیں اور ایماء و اشاروں سے نہیں جاتے تو شام کے وقت اُن کو لا کر گھر کے اندر چھپا دیا اور اپنی بی بی سے ضیافت کی تیاری کے لیئے فرمایا اور تاکید اً کہا کہ ان مہمانوں کا حال کسی سے نہ کہنا اور ان کی خبر سے کسی شخص سے قیل و قال نہ کرنا۔ بی بی کافرہ نے بہانے سے نکلکر قوم کو خبردار کیا اور جا کر کہا کہ ہمارے گھر ایسے خوبصورت لڑکے آئے ہوئے ہیں جن کے حُسن کی تعریف و توصیف نہیں ہوسکتی ایسا حسن و جمال باکمال تم نے آج تک نہ دیکھا نہ سُنا ہوگا۔ کافر اس خبر کو سُنتے ہی حضرت لُوطؑ کے گھر دوڑے آئے اور آتے ہی باہر کے دروازہ کھٹکھٹا کر اندر داخل ہوئے۔ حضرت لُوطؑ نے اُس خبیث قوم کو دیکھتے ہی نہایت عجز سے فرمایا کہ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَلَا تُخْزُوْنِ فِيْ ضَيْفِيْ اَلَيْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِيْدٌ ط یہ میری بیٹیاں حاضر ہیں یہ پاک ہیں تمکو اُن سے سو ڈرو تم اللہ سے اور مت رسوا کرو مجھ کو میرے مہمانوں میں کیا تم میں ایک مرد بھی نہیں نیک راہ والا ؂

یعنی تم میں سے ایک مرد بھی سمجھدار اور نیک نہیں جو اِس بُرے فعل سے تارک ہو۔

لطیفہ۔ رَشِیْد کا لفظ خداوند تعالےٰ نے اُس شخص پر بولا ہے جو ایسے بدکاموں سے تارک ہو اور آجکل علاقہ پشاور میں ایسے بدکار اپنے لیئے رشید کا لفظ تجویز کرتے ہیں ع

برعکس نہند نام زنگی کافور

اُنھوں نے جواب میں کہا۔ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِيْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ وَاِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا

نُرِیْدُ ط یعنی تو تو جان چکا ہے کہ ہمکو تیری بیٹیوں سے کچھ حاجت اور سروکار نہیں اور تجھ کو تو معلوم ہے جو ہم ارادہ کرتے ہیں۔

یعنی ہمکو عورتوں سے تو کچھ خواہش نہیں بلکہ ہماری پوری خواہش اور دلی شوق لڑکوں سے ہے ۔

حضرت لوط علیہ السلام اُن بدکرداروں کی باتیں سُن کر نہایت گھبرائے اور سخت متفکر ہوئے ۔

جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت لُوط علیہ السلام کو نہایت بے قرار پایا تو آہستہ سے اُن کے کان میں یہ مژدہ سُنایا ۔

اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ يَّصِلُوْٓا اِلَيْكَ - اے لُوط ہم بھیجے ہوئے ہیں تیرے رب کے ہرگز نہ پُہنچ سکینگے کافر تجھ تک ۔

حضرت لوط علیہ السلام اس مژدہ کو سُن کر بہت محظوظ ہوئے ۔ جبرائیل نے دروازہ سے نکلکر اپنے پروں کی ہوا اُن کی آنکھوں سے لگائی خدا کی قدرت سے سب کی آنکھوں سے بینائی جاتی رہی ۔ تمام کافر اندھے ہوکر اپنے گھروں کو بھاگے اور گرتے پڑتے گھر کو پہونچے کوئی آگے کوئی پیچھے ۔ حضرت لوط نے اپنے چلنے کی تیاری کی ۔ تمام مومن حضرت کے ہمراہ تیار ہوئے ۔ جبرائیل نے کہا کہ کوئی تم میں سے پیچھے نگاہ نہ کرے اور نہایت جلد ہی ان شہروں کی حد سے نکل جاؤ ۔ تمام اہل ایمان جو حضرت لوط علیہ السلام کے ساتھ تھے کسی نے پیچھے پھر کر نہ دیکھا ۔ مگر عورت حضرت لوط کی جو دل سے کافر تھی وہ بار بار پیچھے پھر کر دیکھتی تھی ۔ ناگاہ آسمان سے ایک پتھر اُس کے سر پر پڑا اور اُس کا دماغ چور چور ہو گیا ۔

جبرائیل نے اُس زمین کا قطعہ اُکھاڑ کر اپنے پروں پر اُٹھایا جس میں وہ مؤتفکات کے چاروں شہر شامل تھے اور آسمان کے قریب تک لیجا کر اوندھا کر دیا اور ملائک نے پتھروں کا مینھ اُن پر برسایا آن کی آن میں سب ہلاک و برباد ہو گئے اور وہ زمین اُن کے وجود کی آلایش سے پاک ہو گئی ۔ سب کافروں پر غضب الٰہی نازل ہوا اور اُن کا نام و نشان باقی نہ رہا ۔ حضرت لوط علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جا کر مقام کیا اور سات سال تک وہاں قیام کیا ۔ دسویں تاریخ ربیع الاول کی دنیائے فانی کو چھوڑا اور اس عالم ناپائدار سے رشتہ تعلق توڑا ۔ صَلَوٰتُ اللّٰہِ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ ۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السّلام کا ذکر

بعد وفات حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حضرت اسمٰعیلؑ نے دین الٰہی کی دعوت شروع کی۔ اہل مغرب جو بُت پرست تھے اُن میں جا رہے اور پنجاہ سال تک وہاں اُن کو وعظ و نصیحت کرتے رہے۔ چنانچہ تمام اہل مغرب اُن کی راہنمائی سے مشرف با سلام ہوتے۔ حضرت اسمٰعیل کے بارہ بیٹے ہوئے۔ پس شام میں اپنے باپ کے مزار شریف کی زیارت کو گئے۔ اپنے بھائی اسحٰق سے ملاقات کی اور اپنی دختر نسیمہ کا عقد نکاح اپنے بھتیجے عیص سے کیا۔ پھر واپس مکّہ شریفہ میں تشریف لائے۔ جب آخر عمر میں نشان ضعیفی کا بدن مبارک میں پایا تب بڑے بیٹے کو عہدہ ولی عہدی کا عنایت فرمایا۔ پھر بعد ایک سال کے اس جہان فانی سے رحلت کی اور مکہ شریفہ میں اپنی والدہ ماجدہ کی قبر شریفہ کے پہلو میں مدفون ہوئے اُن کی اولاد سے دو فرزند ثابتؔ اور قیدؔار مکہ شریفہ میں رہے باقی سب عرب کے علاقوں میں منتشر ہوئے اور جہاں کسی کے سینگ سمائے وہیں جا رہے ؛

حضرت اسحٰق علیہ السلام بعد وفات والدین کے کنعان کے مُلک میں تشریف لے گئے اور امر الٰہی سے کنعان کے لوگوں کو دعوت دین الٰہی کی شروع کی۔ اسحاق علیہ السّلام کے دو فرزند تھے۔ ایک عیص جس کی شادی حضرت اسمٰعیل کی لڑکی نسیمہ کے ساتھ ہوئی تھی دوسرا حضرت یعقوب علیہ السّلام ؛

حضرت اسحاق اپنے بڑے بیٹے عیص کو زیادہ پیار کرتے تھے اور چھوٹے بیٹے سے محبت کم رکھتے تھے۔ اسحاق علیہ السلام جب ایک سو ساٹھ سال کے ہوئے اُن کی آنکھیں جاتی رہیں۔ عیص بہادر مرد بڑا شکاری تھا۔ ایک دن حضرت اسحاق علیہ السلام نے عیص کو بُلا کر فرمایا کہ بیٹا شکار کا گوشت لاؤ اور کباب کرو تاکہ تمہارے واسطے پیغمبری اور برکت اولاد کی دُعا مانگوں۔ حضرت اسحاق کی بی بی جو اپنے چھوٹے بیٹے حضرت یعقوب سے زیادہ پیار رکھتی تھی اُس نے یہ بات سُن لی۔ عیص جب شکار کو چلا گیا تو والدہ نے چُپکے سے یعقوبؑ کو بُلایا اور کہا کہ اے بیٹا فربہ دُنبہ ذبح کر کے جلدی سے کباب تیار کر کے لا اور اپنے والد ماجد سے دُعائے برکت کا خواستگار رہو۔ یعقوبؑ نے ایک فربہ دُنبہ ذبح کر کے جلدی جلدی کباب تیار کیئے ؛

حضرت اسحاقؑ کو جب کباب کی بُو معلوم ہوئی تو عورت سے پوچھا کہ یہ کباب کون لایا ہے۔ زوجہ نے عیص کا نام لیا حضرت اسحاق علیہ السلام نے فرمایا کہ یا اللہ تو مالک اور دانا توانا اور کارساز و بندہ نواز ہے اس کباب لانے والے میرے فرزند کو پیغمبری عطا کر اور اِسکے خاندان میں بہت پیغمبر عالی شان پیدا ہوں۔ اور حضرت یعقوب اور اُن کی والدہ نے آمین آمین کہا۔ آثار قبولیت ظاہر ہوئے اور جناب باری تعالےٰ لا میں حضرت یعقوب علیہ السلام کے خاندان میں پیغمبری کی وراثت جیسا کہ تقدیر میں لکھا تھا ہو گئی ✤

کچھ دیر کے بعد عیص شکار سے واپس آیا اور شکار کا گوشت کباب کرکے باپ کی خدمت میں پیش کیا۔ جب باپ نے معلوم کیا کہ عیص اب آیا ہے اور پیش ازیں یعقوبؑ تھا جس کے حق میں دُعا کی گئی۔ تو حضرت اسحاق علیہ السلام نے عیص سے فرمایا کہ تیری دُعا یعقوب لے گیا اور جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ عیص نے یہ سُن کر نہایت غصہ ظاہر کیا۔ اور کہنے لگا کہ یعقوب کو ہرگز نہ چھوڑوں گا۔ ضرور مار ڈالوں گا۔ یعقوب یہ سُن کر سخت خوف زدہ ہوا اور والدہ کی اجازت سے شام میں اپنے ماموں کے پاس بھاگ کر چلا گیا۔ حضرت اسحاق علیہ السلام فوت ہوئے اور ان کی مزار مبارک کنعان میں ہے ✤

حضرت یعقوب علیہ السلام جب اپنے ماموں کے پاس شام میں گئے تو ماموں نے اُن کی بہت عزت کی۔ اُن کو مردم چشم کی طرح عزیز رکھا۔ ماموں اُن کا گوسفندوں کے ریوڑ بے شمار رکھتا تھا۔ اِن سے گوسفندوں کی گلہ بانی کی خدمت لینے لگا۔ سات سال تک حضرت یعقوبؑ نے بکریاں چرائیں۔ ان کے ماموں کے گھر دو بیٹیاں تھیں۔ بڑی کا نام لیبا تھا اور چھوٹی کا نام راحیل۔ چونکہ اُس وقت کی شریعت میں دو بہنیں ایک آدمی کے نکاح میں جائز تھیں اس لئے اُن کے ماموں نے پہلے لیبا کا نکاح حضرت یعقوب سے کر دیا۔ پھر چند روز کے بعد راحیل کا نکاح بھی یعقوب علیہ السلام سے کیا گیا۔ یعقوب علیہ السلام شام میں ہی رہنے سہنے لگے ✤

لیبا کے بطن اشرف سے چھ بیٹے پیدا ہوئے۔ روبیل۔ شمعون۔ یہودا۔ لاوی۔ زبالون۔ یشجر ✤

اور راحیل سے دو بیٹے تولد ہوئے۔ یوسف اور بنیامین ✤

حضرت یعقوب علیہ السّلام کی دو کنیزکیں تھیں۔ اُن سے بھی دو دو بیٹے پیدا ہوئے ٭
ایک سے دانؔ اور نفتالیؔ ٭
دوسری سے جادؔ اور آشرؔ ٭
یہ تمام بارہ بیٹے ہوئے اور ریوڑ گوسفندوں کے حضرت یعقوب کے پاس اس قدر بکثرت بڑھے کہ جنگلوں میں اُن کی سمائی نہ تھی اور کوئی اُن کا شمار نہ کر سکتا تھا۔ کچھ مدت کے بعد حضرت یعقوب علیہ السّلام کے دل میں کنعان اور اپنی والدہ شریفہ کی قدمبوسی کا شوق دامنگیر ہوا۔ تمام کنبہ اور مویشی کو ہمراہ لیکر کنعان کی طرف چل پڑے۔ جب کنعان کے جنگل میں پہونچے تو عیص اُن کا بڑا بھائی بھی اُسی جنگل میں شکار کر رہا تھا۔ اُس نے جب اس قدر بے انتہا ریوڑ دیکھے تو ایک آدمی کو بھیجا کہ معلوم کرو یہ کون شخص ہے جس کے اتنے مویشی اور ریوڑ ہیں۔ اُس آدمی نے جا کر حضرت یعقوب علیہ السّلام سے پوچھا کہ آپ کا نام کیا ہے۔ عیص آپ کا حال پوچھتا ہے ٭
حضرت یعقوب علیہ السّلام نے کہا جا کر کہو کہ آپ کا ایک غلام جو یہاں سے چلا گیا تھا وہ واپس آیا ہے اور نام اُس غلام کا یعقوب ہے ٭
عیص نے جب یعقوب کا نام اور یہ عاجزی کا سخن سُنا تو اُس کا دل نرم ہوا اور دوڑ کر حضرت یعقوب سے بغلگیر ہوا۔ دونوں بھائی آپس میں ملکر دیر تک روتے رہے۔ پھر والدہ کی خدمت میں مشرف ہوئے ٭
پھر حضرت یعقوب علیہ السّلام نے کنعان میں اپنی سکونت اختیار کی اور عیص چونکہ ایک بہادر اور وجیہہ آدمی تھا اُس نے کنعان سے باہر جا کر ملک روم میں شہر آباد کیے اور اُسکا بیٹا روم نام تھا۔ اُسی کے نام پر شہر روم آباد ہوا اور روم کی سلطنت اُسی رُوم کے نام سے ہے جو اب تک موجود ہے ٭

فصل حضرت یوسف علیہ السّلام کے ذکر میں

جب یعقوب علیہ السّلام کنعان میں تشریف لائے تھے اُس وقت حضرت یوسفؑ ایک سال کے تھے۔ دوسرے سال میں بنیامین پیدا ہوا اور حضرت یوسف کی والدہ راحیل

انتقال کیا۔ پس بنیامین کو لَیَا راحیل کی بڑی بہن پرورش کرنے لگی اور حضرت یوسفؑ کو حضرت یعقوبؑ کی بہن پرورش کے واسطے لے گئی۔ چونکہ حضرت یعقوب علیہ السّلام کو ابتدا سے ہی یوسفؑ کے ساتھ نہایت محبت اور پیار تھا۔ اپنی بہن سے واپس مانگنے لگے اُسکو بھی حضرت یوسف کے ساتھ بہت محبت ہوگئی تھی اور اپنے پاس سے جُدا نہ کرنا چاہتی تھی اس لیئے اُس نے یہ حیلہ اُٹھایا کہ ایک کمربند حضرت ابراہیم عم کا جو اُسکو ورثہ میں ملا تھا۔ حضرت یوسف کے کمر میں کپڑے کے نیچے باندھ دیا اور یوسف کو جو اُس وقت بالکل نادان تھے حضرت یعقوبؑ کے پاس بھیجا۔ اور خود بھی پیچھے سے دوڑتی ہوئی آئی۔ اور اُس کمربند کی چوری حضرت یوسف علیہ السلام پر لگائی۔ کمربند اُن کی کمر سے کھولا۔ اور کہا کہ یوسف میرا چور ہے۔ اُس وقت کی شریعت میں یہ حکم تھا کہ جب صاحب مال چور سے اپنے مال کو پالیوے تو وہ چور مدت العمر صاحب مال کا غلام ہو جاتا تھا۔ پس اس حیلے سے وہ یوسف کو اپنے گھر واپس لے گئی +

کچھ مدت کے بعد وہ غمخوار عمہ وفات پاگئی اور حضرت یوسفؑ کو حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے پاس لے گئے۔ اس وقت حضرت یوسف سات سال کے تھے۔ ایک رات اُنہوں نے خواب میں دیکھا کہ میں ایک پہاڑ پر کھڑا ہوں۔ اور وہاں ارد گرد باغ لہراتے ہیں اور نہریں جاری ہیں۔ گیارہ ستاروں اور سورج و چاند نے میرے آگے سجدہ کیا۔ جب خواب سے بیدار ہوئے تو چہرہ مانند آفتاب کے چمکتا تھا اور خوشی و فرحت کے آثار نمایاں تھے حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کہ اس قدر خوشی آج کیوں ہے۔ حضرت یوسف نے عرض کیا کہ آج رات میں نے ایک عجیب خواب دیکھا ہے۔ کہ میں ایک پہاڑ پر ہوں اور گرد اُس کے آب رواں ہے۔ اور بہت سبزی و اشجار مثمرہ اور پھولوں کی کثرت سے گویا وہ پہاڑ بوستان ہے۔ ناگہاں گیارہ ستارے اور چاند و سورج آسمان سے اُترے اور مجھ کو سجدہ کیا۔ حضرت یعقوب نے اسکی تعبیر میں سوچا کہ پہاڑ اونچا اس کا تخت بلند ہے۔ یہ بادشاہ ہوگا اور چشمہ آب شیریں اُس کا بخت ارجمند اور سبزہ و باغ نشانِ سعادت ہے۔ اور آفتاب و ماہتاب باپ اور ماں اور گیارہ ستارے گیارہ بھائی ہیں جو اس سلطان دنیا اور دین کے فرماں بردار ہوں گے اور پیشانی عاجزی کی اُس کے آگے جھکاوینگے حضرت یعقوب علیہ السلام نے بھائیوں کے حسد سے اندیشہ کر کے حضرت یوسفؑ سے

فرمایا کہ اگر اس خواب کا احوال تیرے بھائیوں پر روشن ہوگا تو ہر ایک بھائی اس کو جھوٹ سمجھ کر تیرا دشمن ہوگا۔ بھائی تھوڑے دنوں میں حضرت یوسفؑ کے احوال سے خبردار ہوئے۔ اور مارے حسد کے ایذا دینے پر تیار ہوئے۔ اور سب جمع ہو کر روبیل کے پاس جو سب میں دانا تھا حاضر ہوئے کہ راحیل کا بیٹا جھوٹی خوابیں بنا کر باپ کو سناتا ہے اور ایسے فریبوں سے باپ کا دل اپنی طرف لبھاتا ہے۔ روبیل نے کہا کہ ایسی صورت جھوٹ بولنے کے لایق نہیں۔ کیا بعید ہے کہ اس کے اقبال کا ستارہ ہویدا ہو اور پردہ غیب سے علامت سعادت پیدا ہو۔ سب بھائی روبیل کی بات سے اور یوسف کی خواب سے حیران رہتے اور اُن کے دل آتش حسد سے جلتے۔ جب زیادہ مہربانی باپ کی یوسف کے حال پر دیکھی تو بے قرار ہو کر یوسف علیہ السلام کی قتل پر کمر باندھی اور چند مصلحت کے سبب اپنے پدر بزرگوار کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ اگر یوسف کو سیر کے واسطے [illegible] لہو ولعب میں مشغول ہوں گے اور بیابان سے بھائی کا دل خوش کر کے واپس لے آئیں گے۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میری دلبستگی اس فرزند سے جانتے ہو جب کہ ایک لحظہ میرے پاس سے جدا ہو تو میرا دل مغموم ہو جاتا ہے میں ڈرتا ہوں کہ جنگل بیابان و درندوں کا خوف ہے اگر تم اس کے حال سے غافل ہوئے تو اسے کوئی بھیڑیا ایذا نہ پہنچائے اگر یہ مجھ سے جدا ہو گیا تو مجھ پر زندگی وبال ہو جائے گی۔ بیٹوں نے کہا کہ بھیڑئے کی کیا مجال ہے جو یوسف کو ایذا پہنچائے اگر شیر بھی ہو تو ہم گیارہ بہادر مردوں کے سامنے اس کی کیا طاقت ہے کہ مقابلہ پر آسکے حضرت یعقوب علیہ السلام کا دل اس جگر گوشہ کی جدائی کا نام سن کر بے تاب ہوتا تھا۔ اور ہمراہ بھیجنے سے خوف زدہ و لرزاں تھے۔ اس کا باعث اہل تفاسیر نے یہ بیان کیا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک خواب دیکھا تھا (اور حالانکہ نبی کا خواب وحی کے برابر ہوتا ہے) کہ ایک جنگل میں میرا نور چشم قرۃ العین یوسفؑ ہے اور چند بھیڑئیے اُسکے اِرد گرد موتھ کھولکر اُسکے مارنے اور قتل کر ڈالنے پر مستعد ہیں۔ اس واسطے انکار کرتے اور ہمراہ بھیجنے سے ڈرتے تھے۔ بھائی نا اُمید ہو کر اُٹھ گئے اور آپس میں مصلحت کرنے لگے کہ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ ہمارے کہنے کی باپ کے دل میں تاثیر ہو ٭

آخر کچھ عرصہ گذر جانے کے بعد جب نسیم بہار خوشگوار نمودار ہوا تو بھائیوں نے

یوسف علیہ السلام کو علیحدہ ملکر میٹھی میٹھی باتوں اور چرب لسانی سے دھوکہ دیکر اپنا گرویدہ بنالیا۔ جنگل کے سیر پر مستعد و آمادہ کیا۔ پھر ان کو اس ارادہ پر مستحکم کرکے باپ کے پاس لے گئے اور بکر باپ سے رخصت چاہی اور یوسف ؑ نے روکر باہر سب بھائیوں کے ہمراہ جانے کا شوق ظاہر کیا اور اس بات پر بہت اصرار کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام کی طبیعت بیقرار دیکھکر خود بھی نہایت بیقرار اور مجبور ہی اجازت دینے پر مجبور ہوئے۔ آخر آبدیدہ ہوکر ان کو رخصت کیا اور یہود اسے فرمایا کہ میں یوسف کو تجھے سونپتا ہوں اس کی نگہبانی کیجیو اور کسی طرح کی تکلیف اس کو پہونچنے نہ دیجیو۔ پھر حضرت یوسف کو چھاتی سے لگایا اور وصیت میں اس طرح فرمایا کہ اے فرزند دلبند اگر جُدائی کا زمانہ دراز ہوجاوے تو اپنے باپ کو مت بھولیو کہ وہ جب تک تیرا مونھ نہ دیکھیگا کسی سے نہ ہنسے گا۔ چند قدم کنعان سے باہر رخصت کرنے کو آئے۔ جس وقت واپسی کا ارادہ کیا تو دو چار قدم چلکر بے ہوش ہوکر گر پڑے۔ سب بیٹے دوڑکر جمع ہوئے۔ جب ہوش میں آئے تو یوسف کو سینے سے لگاکر آہ بھر کر فرمایا کہ مجھے فراق کی بو آتی ہے اور اتنا روئے کہ یوسف کا پیراہن تر ہوگیا۔ جبتک حضرت یعقوب علیہ السلام کی نظر مبارک حضرت یوسف علیہ السلام پر پڑتی تھی تب تک بھائی نہایت عزت اور حرمت سے لیجاتے تھے۔ جب باپ کی نظر سے غائب ہوئے تو شفقت کا بچھونا لپیٹا اور ظلم کی چادر بچھائی۔ کبھی طمانچوں سے یوسف کو آواز دیتے تھے اور کبھی نہایت ذلت سے اپنے آگے دوڑاتے تھے۔ جب نہایت گرمی سے گلاب سا چہرہ حضرت یوسف علیہ السلام کا افسردہ ہوا اور نہایت پیاس مزاج پر غالب ہوئی تو بڑی عاجزی اور الحاح و منت سماجت کرکے بھائیوں سے پانی مانگا انہوں نے بے مروتی سے پانی نہ دیا اور نہایت بھوک سے بھائیوں سے کھانا مانگا تو جواب بھی نہ دیا۔ سخت کانٹوں میں گھسیٹتے اور مونھ پر طمانچے مارتے تھے۔ جب یوسف نے بیحد اور بیرون از طاقت تکلیف دیکھی تو بمقتضائے عمر طفلی رونے اور چلانے لگے۔ ایک بھائی بولا کہ اے جھوٹی خواب والے وہ ستارے جو خواب میں تیری خدمت میں حاضر ہوکر سجدہ کرتے تھے اُن سے تجھے اب مدد مانگنا چاہیئے ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے رخصت کے وقت کچھ پانی ایک آفتابے میں ڈالکر شمعون کو دیا تھا کہ جب یوسف پیاسا ہو تو اس کو پلائیو۔ جب یوسف ؑ کو پیاس غالب ہوئی

توشمعون کی طرف ہاتھ بڑھا کر وہ آفتابہ مانگا شمعون نے وہ پانی زمین پر بہا کر کہا کہ پیاس سے کیا رہا ہے۔ ابھی تیری زندگی کا رشتہ انتقام کی مقراض سے کاٹا جائیگا اور تو ایک قطرہ پانی بھی نہ پائیگا۔ جب یوسف نے قتل کا لفظ سُنا تو کانپ گئے اور خداوند تعالے کی جناب میں مناجات کی کہ اے ارحم الراحمین فریاد رس میری عاجزی اور ناچاری پر رحم کر اور مجھکو ہلاکت سے خلاص بخش۔ پھر روبیل سے کہا کہ اے بھائی تو اور بھائیوں سے میرے حال پر زیادہ مہربانی کیا کرتا تھا ایک چُلّو پانی سے میری پیاس کی آگ بجھاوے۔ اُس نے پانی کے عوض جواب تلخ دیا۔ پھر فریاد کا ہاتھ یہودا کے دامن میں مار کر کہا کہ باپ نے تجھکو تیری شفقت کے بھروسے پر سونپا تھا۔ بھلا تو ہی کہہ میری کیا تقصیر ہے۔ یہودا کو یوسف کی درماندگی دیکھکر رحم آیا اور غصہ سے بھائیوں کو منع کیا۔ اور یوسف سے کہا کہ جبتک میں جیتا ہوں کوئی تیری جان کا قصد نہ کرسکے گا۔ جب بھائیوں نے یہودا کا غصہ دیکھا تو بولے کہ تم یوسف کے بارہ میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ یہودا نے کہا کہ میں یوسف کے قتل سے راضی نہیں ہوں اس واسطے کہ بے گناہ کا قتل کرنا گناہ عظیم ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ پھر چلو اور باپ کی امانت باپ کو سونپ دو۔ بھائیوں نے کہا کہ اگر باپ کے پاس لیجائینگے تو بے شک ہمارے ظلم باپ سے بیان کرے گا اور ہمکو سخت ندامت اُٹھانی پڑے گی پھر یہودا نے بعد تامل کے کہا کہ مصلحت یہ ہے کہ اسکو کنوئیں میں ڈالدیں یا تو خود بخود مرجائیگا یا کوئی اِس کو نکالکر دوسرے ملک میں لے جائیگا۔ لیکن اس کا مار ڈالنا مناسب نہیں ہے۔ سب بھائیوں نے یہ بات پسند کی اور کنعان سے تین فرسنگ ایک کنواں تلاش کیا وہ کنواں سام بن نوحؑ کے وقت کا تھا۔ چارسو گز گہرا اور پانی اُس کا نہایت کھاری جب یوسف کو کنوئیں میں لے گئے اور اس میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو یوسف کبھی تو بھائیوں کی بزرگی کو شفیع لاتے تھے اور کبھی اپنی خردسالی اُن کے روبرو بیان کرتے تھے۔ اُنھوں نے مطلق یوسف کی عاجزی پر رحم نہ کیا اور پیراہن اس کے تن نازنین سے کھینچا اور ہاتھ پانوں بالوں کی رسّی سے باندھے اور اُس ماہرو کو اُس اندھیرے کنوئیں میں لٹکایا اور آدھے راہ سے رسّی کاٹی۔ خداوند کے حکم سے جبرائیل امین طرفۃ العین میں پہونچے اور اُن کو اُٹھا کر ایک سفید پتھر پر جو پانی کے اوپر نمودار تھا رکھدیا کنوئیں کے حشرات کو حکم ہوا کہ ہرگز اپنے مکانوں سے باہر مت نکلیو کہ ایک معصوم بے گناہ تمہارے درمیان آیا ہے۔ جب تک یوسف کنوئیں میں

رہے سب تک کوئی خزندہ اپنے مکان سے نہ ہلا ۔

جب بھائی کنوئیں کے سر پہ ایک پتھر رکھ کر گئے یوسف اس حال کو دیکھکر زندگی سے مایوس ہوئے ۔ حضرت جبرائیل امین نے وہ کرتا جو حضرت ابراھیم علیہ السلام نے نمرود کی آگ میں خداوند تعالیٰ کے حکم سے پہنا تھا اور حضرت یعقوب نے اُسکو تعویذ بنا کر یوسف کے بازو میں باندھا تھا نکال کر بدن مبارک میں پہنا دیا اور مژدہ خوشی کا اُن کو پہونچایا کہ جلد تیرے غم کی رات خوشی کے نور سے بدلے گی اور مسند سلطنت پر بیٹھے گا اور یہ بھائی تیرے سامنے باادب کھڑے ہوں گے اور تو ان کے ظلم ان کے روبرو بیان کرے گا اور وہ اپنی خطاؤں پہ اقرار کرینگے ۔

نقل ہے کہ جب بھائیوں نے یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا تو ایک بکری کے بچے کو ذبح کر کے اُس کے کُرتے کو خون سے آلودہ کیا اور شام کے وقت گھر کو روانہ ہوئے جب آفتاب غروب ہوا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کا دل مبارک نہایت بے قرار ہوا پھر صفرا نام لونڈی کو ہمراہ لیکر بیٹوں کے استقبال کو گئے کہ شاید میری بیقراری رفع ہو پر شہر سے جا کر دیر تک انتظار کرتے رہے اور جب انتظار حد سے گذرا اور اندھیرا ہو گیا تو حضرت نے صفرا سے کہا کہ میرے فرزندوں کو پکار کہ تمہارا باپ رنج انتظار کھینچتا ہے۔ جلد آؤ ۔ صفرا نے بموجب حکم حضرت کے پکارا ۔ سب بھائی اپنے گریبانوں کو چیرتے اور **وایوسفا وامصیبتا** کہتے ہوئے دوڑے آئے ۔ حضرت یعقوب علیہ السلام یہ نالہ جانگداز سُن کر بے ہوش گر پڑے ۔ بیٹوں نے باپ کو خاک پر دیکھا تو یہودا نے سر مبارک حضرت کا زانو پر رکھا اور بھائیوں سے کہا کہ یہ کیا کام تم نے کیا اور بے مروتی کی خاک اپنے سروں پر چھائی اور باپ کو یہ خبر ناخوش سُنائی کون ایسا کام دنیا میں کرے گا جو تم نے کیا ۔ وہاں سے باپ کو اُٹھا کر گھر میں لائے صبح تک حضرت یعقوب علیہ السلام بے ہوش رہے ۔ جب باد صبا چلی اور حضرت یعقوب کو ہوش ہوا تو فرمایا کہ اے عزیزو میرا نور چشم کہاں ہے ۔ سب نے متفق اللفظ ہو کر کہا کہ ہم تو یوسف کو اسباب پر چھوڑ کر آگے گئے تھے ۔ اُسکو تو بھیڑیا کھا گیا ۔ حضرت یعقوب یہ سُن کر پھر بے ہوش ہو گئے ۔ پھر جب ہوش میں آئے تو روبیل نے آگے آکر کہا کہ اے پدر عزیز خدا تجھ کو یوسف کی طرف سے صبر جمیل دیوے ۔ جب پیراہن یوسف کا طلب کیا تو دیکھکر فرمایا کہ عجب بھیڑیا تھا جس نے یوسف کو کھایا اور پیراہن کو نہ چیرا ۔ پھر بیٹوں سے فرمایا

کہ یہ کام تمہارے نفس امارہ نے کیا ہے۔ پھر وہاں سے جنگل میں گئے اور فریاد کی اے یوسف قرۃ العین تجھ کو بھائیوں نے کس کنوئیں میں ڈالا اور کون سے دریا میں غرق کیا یا کس تلوار سے قتل کیا اور کس زمین میں گاڑا۔ اس بیقراری کی حالت میں جبرائیل نازل ہوئے اور کہا کہ اے یعقوب آسمان کے فرشتوں کو تم نے رولایا اور ملائکہ مقدس کو بیقرار کر دیا سب کام صبر سے درست ہوتے ہیں اور بے صبری انبیا کے حال سے مناسب نہیں ہے۔ حضرت یعقوب نے فرمایا فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ؂

القصہ حضرت یوسف علیہ السلام تین دن رات کنوئیں میں رہے اور جبرائیل امین اُنکے محافظ رہتے تھے اتفاقاً ایک قافلہ سوداگروں کا مدائن سے مصر کو جاتا تھا عین اُن کا رستہ بھول کر جنگل میں حیران پھرتا تھا۔ جب کنوئیں پر پہونچے تو مالک کے حکم سے وہاں مقام کیا صبح کو مالک نے دو غلاموں کو واسطے پانی لانے کے بھیجا۔ ایک کا نام بشیر اور دوسرے کا بُشریٰ تھا۔ جب بشیر نے ڈول کنوئیں میں ڈالا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے جانا کہ بھائی مجھ کو کنوئیں سے نکالا چاہتے ہیں۔ حضرت جبرائیل نے فی الفور آسمان سے نازل ہو کر حق تعالےٰ کی طرف سے پیغام پہونچایا کہ اے یوسف اُٹھ اور اس ڈول میں بیٹھ۔ ہمنے اس قافلے کو تیرے واسطے بھیجا ہے۔ وہ ماہرو بموجب حکم الٰہی اُس بُرج دَلو میں بیٹھا اور اللہ کے حکم سے رسّی کو ہاتھ میں پکڑا تو حضرت جبرائیل نے بشیر کی مدد ڈول کھینچنے میں کی۔ بشیر نے جب ڈول کھینچکر باہر نکالا تو یوسف کو دیکھا اور بے اختیار خوشی سے پکارا۔ يَا بُشْرٰى هٰذَا غُلَامٌ ؕ

تفسیروں میں مروی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے ایک شخص خبردار کنوئیں کے نزدیک مقرر کیا تھا کہ جب کوئی اِن کو نکالے تو ہمکو خبر کیجیو۔ جب جاسوس نے کنعان میں جاکر یہ خبر بھائیوں کو پہونچائی تو بھائی اِس خبر کے سُنتے ہی بدحواس ہو کر ایک آن کی آن میں آن پہونچے اور قافلہ والوں سے منازعہ شروع کیا کہ چند روز سے یہ ہمارا غلام بھاگا ہوا تھا ہم اس کی تلاش میں تھے۔ سوداگروں نے کہا معاذ اللہ کہ یہ غلام ہو۔ یہ بزرگ تو موتی کان شرافت کا معلوم ہوتا ہے۔ بولے کہ اس نے خاندان پیغمبری میں تربیت پائی ہے لیکن چند روز سے شیوہ بے وفائی کا اختیار کر کے بھاگ آیا ہے۔ یوسف یہ باتیں سُنتے تھے لیکن مارے ڈر کے دم نہ مارتے تھے۔ پھر بھائیوں نے کاروانیوں سے کہا کہ ہم اس غلام کو اس عیب سے بیچتے ہیں اگر خرید تے ہو تو لو اور نہیں تو ہمارے حوالے

کرو۔ سوداگروں کو حضرت کے چپ رہنے سے گمان ہوا کہ شاید یہ ان کا غلام ہی ہے اور جب حضرت یوسف علیہ السلام سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ میں بے شک اِن کا خادم اور غلام ہوں۔ یہ سچ کہتے ہیں۔ جب مالک نے قیمت پوچھی تو بھائیوں نے کہا کہ ہم تجھ سے کچھ مضائقہ نہیں کرتے جو دیگا سو لے لیں گے۔ مالک نے کئی درم کھوٹے دیکر خریدا۔ بھائیوں نے یوسف کا ہاتھ پکڑکر مالک کے حوالہ کیا۔ جب مشتری نے بیعنامہ طلب کیا تو شمعون نے بیعنامہ لکھ دیا اور اُس میں یہ شرط لگائی کہ اس کو مصر تک قید سے مت چھوڑیو ۞

حضرت یوسف حیران ہوکر بھائیوں کو دیکھتے تھے اور اُن کی بیرحمی پر روتے تھے پھر سوداگروں نے اُن کو اونٹ پر بٹھایا اور مصر کا راستہ لیا۔ جب مصر کے نزدیک پہونچے اور ایک چشمہ پر اترے وہاں حضرت یوسفؑ کو غسل دیا اور نیا لباس پہنایا۔ جب کاروانیوں نے حضرت کا حسن و جمال باکمال دیکھا تو حیران رہ گئے۔ قافلہ کے مصر پہونچنے سے پہلے حضرت یوسف علیہ السلام کے جمال باکمال کا شہرہ مصر میں شہرہ ہوگیا تھا اور اہل مصر کے زبان زد ہوگیا کہ مالک تاجر ایک غلام لایا ہے جس کا ثانی حسن و جمال میں کوئی نہیں شہر کے لوگ دیدار پر انوار کے واسطے چشم براہ ہو چکے تھے اور ہر ایک کو یہی تمنا تھی کہ کس وقت اس غلام کا دیدار پاویں گے ۞

حضرت یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالے نے ایسا جمال بخشا تھا کہ جس طرف توجہ کرتے تھے یہی معلوم ہوتا تھا کہ گویا آفتاب نکلا اتفاقاً جس روز مصر میں داخل ہوئے اُس دن دنیا کے چہرے پر ابر کا نقاب تھا۔ جب نور اُن کے چہرے کا منور و تاباں ہوا جہان کو مانند آفتاب کے روشن کیا۔ شہر کے لوگ استقبال کو نکلے اور بادشاہ مصر نے بھی وزیر کو جسے عزیز مصر کہتے ہیں روانہ کیا جب عزیز مصر کاروان میں پہونچا اور یوسف کی خریداری کا ذکر آیا تو مالک نے کہا کہ ہم تین دن کے بعد رنج سفر سے آرام کرکے شہر میں آویں گے چنانچہ دسویں تاریخ محرم کو نہایت حشمت و احترام سے مصر میں آئے۔ ایک کرسی پر حضرت یوسفؑ کو بٹھایا اور شہر والوں کو یہ اشتہار سنایا کہ کون لیتا ہے۔ اس غلام لبیب کو اور کون خریدتا ہے اس غلام حبیب کو۔ یوسف نے منادی والے کو کہا کہ تجھے اِس طرح پکارنا چاہیئے کہ کون لیتا ہے اِس غلام مسکین کو اور کون خریدتا ہے اِس غریب غمگین کو ۞

القصہ خریدار ساعت بساعت زیادہ ہوتے تھے اور مشتری لحظہ بلحظہ قیمت بڑھاتے

تھے حضرت یوسف نے اس حالت کو دیکھکر غمگینی سے سر جھکایا - جبرائیل امین نے پیغام رب العالمین پہونچایا کہ اے یوسف غم مت کھا- عنقریب غلامی کا داغ تیری پیشانی سے دھوڈالوں گا - اور اہل مصر تمام تیری غلامی میں مقید ہوجائینگے ؛

کتب تواریخ میں لکھاہے کہ قطفیر نام ایک شخص خازن بادشاہ مصر کا تھا اُسکو عزیز کہتے تھے اُس کی عورت داعیل نام مشہور بہ زلیخا تھی جو طیموس شاہِ مغرب کی بیٹی تھی - جب قیمت حضرت یوسف کی درجہ اعلٰے کو پہونچی تو زلیخا نے جو یوسف کے حسن و جمال کی مشہوری سُن کر غائبانہ عاشق ہوگئی تھی عزیز کو خریداری کی رغبت دلائی - اُس نے کہا کہ میرا نقد اور جنس اُس کی قیمت کو کفایت نہیں کرتا - زلیخا نے ایک ڈبہ جواہرات کا جو اپنے باپ کے پاس سے لائی تھی اور قیمت اُس جواہرات کی خراج مصر سے کئی حصے زیادہ تھی عزیز کو دیا اور سب خریداروں سے دونا بڑھا کر اُس جان جاناں کو خرید لیا - حضرت یوسفؑ نے مالک سے وہ قبالہ جو بھائیوں نے بیچنے کے وقت اُسکو لکھدیا تھا لے لیا کہ وقت ضرورت کام آئے گا - مالک وہ قبالہ دیکر اور مال و زر بے انتہا لیکر حضرت یوسفؑ سے رخصت ہوا - عزیز مصر یوسف کو گھر لیگیا اور زلیخا سے کہا کہ اسکو نہایت عزت و حرمت سے رکھیو اور اچھی جگہ اُتاریو ہم اس کو فرزندی میں قبول کرینگے ؛

حضرت یوسف علیہ السلام جب جوانی پر پہونچے تو اللہ تعالٰے نے اُن کو زیور علم اور حکمت سے اور حلم و عصمت سے آراستہ کیا - زلیخا تو جان و دل سے اُن کی خدمت میں حاضر تھی لیکن عزیز مصر کی وصیت کو بہانہ کرکے فی الفور البسہ رنگارنگ و اقمشہ قیمتی اُس کی خاطر تیار و مہیا کیئے - تاج مرصع شاہانہ ترتیب دیکر اُن کے سر مبارک پر رکھا اور رات دن یوسف کی محبت میں سرگرم تھی - جب یوسف کے عشق کی آگ زلیخا کے دل میں مشتعل ہوئی تو سوائے تمنائے وصال کے کوئی اور خواہش و آرزو نہ تھی حضرت یوسف اس بات سے خبردار ہو کر اُس کی صحبت سے کنارہ کرتے تھے - زلیخا کا چہرہ اس غم سے مانند ہلال کے اور سرو قد مانند خلال کے ہوا جب دایہ نے زلیخا سے حال پوچھا تو زلیخا نے اپنی عاجزی اور یوسف کا کمال استغنا بیان کیا اُس نے نہایت تعجب کیا کہ تمام اہل مصر تیرے دیدار کے آرزومند ہیں اور ایک غلام کنعانی تجھ پر نگاہ

نہیں کرتا۔ زلیخا نے رو کر کہا کہ باوجود اس حسن و جمال کے یوسف ہرگز میری طرف نظر نہیں کرتا اور اس چہرۂ قمر طلعت پر دھیان نہیں دھرتا۔ آخر دائی کی تعلیم سے ایک محل بنایا اُس کے در و دیوار پر تصویر یوسف اور زلیخا کی منقش کی اور تمام سامان و اسباب موافق ہر ایک مکان کے مہیا کیئے ؛

زلیخا ایک روز فرصت پاکر تخت پر بیٹھی اور یوسف کو بہانہ سے طلب کیا اور اپنے پاس بٹھا کر نہایت بیقراری سے بمقتضائے بشریت اپنی تمنا ظاہر کی ؛

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ عزیز مصر میرا مربّی اور محسن ہے۔ میں اپنا دامنِ عصمت لوثِ شہوت سے کس طرح آلودہ کروں۔ میں اولوالعزم جلیل اسرائیل کا فرزند اور حضرت ابراھیم خلیل کے شجر کا پھل ہوں۔ ایسے محرمات اور منہیات پر کس طرح دلیری کرسکتا ہوں۔ زلیخا نے یہ عذر سنے اور از روئے بے پرواہی اپنا عشق و درد ہجر و سوز جگر بیان کرتی ہوئی بزور بغلگیر ہوئی۔ اور اُس کے اشارہ سے کنیزوں نے باہر کے دروازے بند کردیئے۔ ابلیس نے تلبیس کا دام پھیلایا۔ فی الجملہ بمقتضائے لَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ وَهَمَّ بِهَا زلیخا نے یوسف کا ارادہ کیا۔ اور حضرت یوسف نے اُس کا قصد کیا لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ ط اگر وہ (یوسف علیہ السلام) خدا کی طرف سے دلیل کامل نہ دیکھتا (تو ایسی مشکل جگہ سے کبھی نہ بچ سکتا) حضرت کو بمقتضائے بشریت رغبت طبیعت میں پیدا ہوئی اور شیطان بھی اِس علت کا مددگار رہا۔ لیکن جسکو خداوند کی حمایت و حفاظت مددگار ہو اُسپر شیطان اور نفس کا تسلط نہیں ہوسکتا اُس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت اُن کو نظر آئی اور فرمایا کہ اے بیٹا تیرا نام دفتر انبیاء میں مکتوب ہے اور تو نور دیدۂ خلیل و فرزند یعقوب ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تیرا نام نبوت کے دفتر سے مٹ جاوے اور بقول بعض حضرت یوسف کی نظر اُس خلوت میں ایک پردہ پر پڑی۔ پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ زلیخا بولی کہ یہ میرا معبود ہے اسواسطے میں نے اسپر پردہ باندھا ہے کہ میری بے حیائی کو نہ دیکھ لے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ سُبحان اللہ۔ تو صنم سے شرماوے اور میں اپنے خالق صمد سے نہ شرماؤں۔ وہیں اپنے آپ کو زلیخا کے ہاتھ سے چھڑایا اور دوڑ کر باہر کا ارادہ کیا۔ باہر کے دروازے بند اور قفل لگے ہوئے تھے۔ خداوند کے فضل و کرم سے خود بخود وہ دروازے کھلتے گئے

حضرت چھ دروازوں سے باہر نکل گئے کہ زلیخا اُٹھکر پیچھے دوڑی اور ساتویں دروازے پر یوسف کا پیراہن پیچھے سے پکڑ کر کھینچا۔ پیراہن ٹکڑے ٹکڑے ہوا اور دروازے سے باہر نکلتے ہی عزیز مصر سامنے سے آیا۔ زلیخا نے نہایت کھسیانی ہوکر شور کیا کہ کیا سزا ہے اُس شخص کی جو تیرے قبیلے سے ارادہ بدکاری کا رکھے۔ عزیز نے کہا ایسے شخص کی یہی سزا ہے کہ قید کیا جاوے یا عذاب دردناک اور دُکھ کی مار اُسکو پہونچائی چاہیے حضرت یوسف علیہ السلام نے لاچار اپنی بے گناہی اور زلیخا کی رغبت اور زیادتی بیان کی۔ عزیز مصر نے غصہ میں آکر قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھکر چاہا کہ یوسف بیگناہ کو زندان عدم میں پہونچاوے کہ یکایک قادر ذوالجلال نے ایک سات مہینے کے لڑکے کو قوت گویائی کی بخشی۔ اُس نے بکلام کمال فصیح یوسف کی بے گناہی و طہارت پر گواہی دی کہ اگر پیراہن یوسف کا آگے سے پھٹا ہے تو زلیخا سچی ہے۔ اور یوسف دروغگو۔ اور اگر پیراہن پیچھے سے چاک۔ ہے تو زلیخا جھوٹی اور یوسفؑ سچا ہے۔ جب بعد امتحان کے زلیخا کی بے باکی اور یوسف کی پاکی ظاہر ہوئی تو عزیز مصر بولا اِنَّہٗ مِنۡ کَیۡدِکُنَّ۔ یہ تہمت جو تونے یوسف پر لگائی یہ تم عورتوں کے مکروں سے ایک فریب اور جلسازی ہے اِنَّ کَیۡدَکُنَّ عَظِیۡمٌ ط ضرور تمہارے فریب بڑے بھاری ہیں۔ یوسف کو کمال شفقت سے وصیت کی کہ اس عورت سے کنارہ کرو اور یہ راز کسی سے مت کہنا کہ مصر میں شہرت پاکر بدنامی کا باعث نہ ہو اور زلیخا کو تنبیہہ کرکے استغفار کی دلالت کی وَاسۡتَغۡفِرِیۡ لِذَنۡبِکِ اِنَّکِ کُنۡتِ مِنَ الۡخٰطِئِیۡنَ ط یعنی اے زلیخا تجھے اپنے گناہ سے استغفار کرنی چاہیئے تو ضرور خطا کاروں سے تھی۔ لیکن عشق و مشک چھپ نہیں سکتے۔ یہ بات چند روز میں شہرۂ آفاق ہوئی اور مصر کی عورتوں نے زلیخا پر زبان طعنہ کی دراز کی کہ اپنے غلام سے عشقبازی کرتی ہے۔ اور طرفہ یہ کہ وہ اُسے خاطر میں نہیں لاتا تب زلیخا نے چاہا کہ اس آگ کو بجھاوے۔ خوان دعوت کا سجاکر سب کو بُلاوے اور یوسف کے حُسن کا تماشا سب کو دکھلاوے اور اسی پردے میں اپنی مجبوری و بے قصوری ظاہر کرے۔ ارکان و اعیان کی بیٹیاں خصوصاً ساقی اور بادشاہی باورچی اور سپہ سالار و حاجب کی بیٹیاں محفل ضیافت میں حاضر ہوئیں اور مسند دیبا و حریر کی آراستہ کی اور مغنیات سرود ساز و ارغنون نواز کو حاضر کیا۔ جب طعام کھانے سے

فارغ ہوئیں تو زلیخا نے ہر ایک ملامت کرنے والی کے ہاتھ میں ایک چھری اور ایک ترنج خوش رنگ دیا اور ادھر سے اس ماہ تمام کو اُن کے روبرو آنے کے لیے بلایا ۔

بنمائے رُخ کہ خلقے واله شوند و حیران
بگشائے لب کہ فریاد از مرد و زن برآید

جب حضرت یوسف علیہ السلام ہاتھ میں آفتابہ لیے ہوئے رُخ مبارک ... آئے ہوئے اُن کے روبرو مانند شمس تاباں کے ظاہر ہوئے تو ان کی ہوش جاتی رہی ... ترنج کاٹنے کے عالم بے اختیاری میں سب نے اپنے ہاتھ کاٹے اور بیہوش ہو کر زمین پر گر پڑیں ۔ جب ہوش میں آئیں تو سب نے اپنی انگلیاں اور ہاتھ کٹے ہوئے پائے ... بالاتفاق بولیں ۔ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۔ پاکی ہے اللہ کو نہیں یہ شخص آدمی یہ تو کوئی فرشتہ ہے بزرگ ۔

زلیخا نے اُن کو ملامت کر کے کہا کہ جس کی محبت میں تم مجھے ملامت کرتی تھیں وہ فتنہ یہ ہے ۔

ہر کس کہ دید روئے تو بوسید چشم من
کاریکہ کرد دیدۂ من بے نظر نکرد

سب نے کہا کہ ہمکو اپنی ملامت سے سو طرح کی ندامت ہے ۔ زلیخا نے اُن کو کہا کہ جب تم نے مجھے اسکی محبت میں معذور پایا تو اب تمکو میری غمخواری کرنی چاہیے اور کوئی ایسی تدبیر سوچنی چاہیے کہ یوسف میرے دام میں پھنس جاوے ۔ سب بیبیاں اپنے اپنے گھروں کو واپس گئیں مگر دو عورتیں جو شوخ چشم و شیریں سخن و چرب زبان تھیں اس بات کی ذمہ دار ہوئیں کہ ہم دونوں وصل کے دروازے کھول دیں گی اور عشرت کا فرش بچھا دیں گی اور اس بات سے غافل تھیں کہ یوسف وہ شاہباز اوج عصمت ہے کہ دنیا اور ہوا و ہوس کے دام میں کبھی گرفتار نہ ہوگا ۔ پھر ان دونوں میں سے ایک نے یوسفؑ کے پاس جا کر مکر کا جال پھیلا کر کہا کہ اے سعادتمند زلیخا کو اس بند جدائی میں مت پسند کر اور رضامندی اُس کی اپنا بہبود جان کر اُس کو خوان وصل سے محروم نہ رکھیو اور اپنے لطف سے مایوس نہ کیجیو وہ بیگم ہے اور تو شاہ ۔ تو شمس تاباں ہے اور وہ تابندہ ماہ ۔ یوسف نے اسکے جواب میں ایسی نصیحت آمیز باتیں فرمائیں کہ وہ حیران ہو گئی اور دم بخود ہو کر پھر آئی ۔ دوسری

بی بی نے جا کر طریقہ تہدید اور دھمکانے کا شروع کیا کہ اگر اس قسم کے بہانے پیش لاوے گا تو
لا بد فقط قید خانے میں بھیجا جاوے گا۔ یوسفؑ نے فرمایا کہ نبوت کے جنگل کا شیر
لومڑی کے فریب سے فریفتہ نہ ہوگا اور میدان قرب الٰہی کا شہسوار چڑیوں کے دام تزویر
میں نہیں پھنسیگا۔ پھر اُن کی باتوں سے نہایت تنگ ہو کر جناب الٰہی میں مناجات
کی کہ یا الٰہ مجھے اس فریب خانہ سے قید خانہ محبوب ہے اور غم تنہائی اس گلستان بے سرو
سامان سے زیادہ مرغوب ہے۔ وہ دونوں عورتیں جو کہ در پردہ خود بھی طالب وصال
یوسفؑ کی تھیں ایسی باتیں سُن کر زلیخا کے پاس گئیں اور احوال ظاہر کیا کہ مصلحت
یہ ہے کہ یوسف کو چند روز قید خانہ میں بھیجو تب اُس گوشۂ حرمان میں اس گلستان
کی قدر جانے اور اس زاویہ پُر وحشت میں تنہائی کا دُکھ اُٹھا کر دل و جان سے تیرا طالب ہو
زلیخا کو یہ بات پسند آئی اور عزیز مصر سے کہا کہ اس غلام عبرانی نے مجھ کو تمام خلق میں
رسوا کیا۔ اب اس کو قید خانہ میں بھیجنا چاہیئے تب لوگ جانیں کہ میرا دامن اس گناہ کے
لوث سے پاک ہے۔ عزیز بے تمیز نے اپنے خواص سے مشورت کی۔ سب نے
زلیخا کی رائے کی تائید کی اور اُس بے گناہ کو طوق و زنجیر کر کے قید خانہ میں بھجوایا ؎

چو آں دل زنک در زنداں در آمد
بہ تن زندانیاں را جاں در آمد

اس محبس میں جس قدر قیدی تھے حضرت یوسف علیہ السلام کے دیدار پُر انوار سے
مستفید ہو کر نہایت خوش و خرّم ہوئے اور اُن کی تکلیف مبدل بعیش و خرمی
ہو گئی۔ ؎

درآں محنت سرا افتادہ جوشے — برآمد زآں گرفتاراں خروشے
شدند از مقدم آں شاہِ خوباں — ہمہ زنجیریاں زنجیر کوباں
بشادی شد بدل اندوہِ ایشاں — کم از کاہے غمِ چوں کوہِ ایشاں
بلے ہر جا رسد حورا سرشتے — اگر دوزخ بود گردد بہشتے
بہر جا یار گل رخسار گردد — اگر گلخن بود گلزار گردد

زلیخا نے داروغہ کو حکم کیا کہ طوق و زنجیر اُتار کر ایک مکان معقول میں ان کو
رکھو اور اس مکان کو مشک و عنبر سے معطر کر دو۔ حضرت یوسفؑ وہاں ہر وقت

عبادت الٰہی میں مصروف رہتے۔ جب عبادت سے فراغت پاتے تو قیدیوں کو وعظ و نصیحت فرماتے اور اُن کی خوابوں کی تعبیریں بیان فرماتے تھے۔ درماندوں کو نجات کی اُمیدیں دیتے اور شیریں زبانی اور خوش کلامی و مواعظ حسنہ سے اُن کا دل خوش رکھتے۔ تمام اہل زندان اُن کی صحبت سے خوش و خرم تھے اور اُن کو قید خانہ کی تکلیف بالکل بھول گئی تھی ٭

نقل ہے کہ بادشاہ روم نے اپنا ایک ایلچی مصر میں بھیجا تھا اور مال و جواہرات بے شمار اور قدرے زہر قاتل اس کو دیا تھا کہ بادشاہ مصر ملک ریّان کے مصاحبوں کو مال سے فریفتہ کر کے بادشاہ کو کسی طریق سے زہر کھلوا دے چنانچہ اُس ایلچی نے خوان سالار اور بادشاہ کے ساقی کو اپنا دوست بنا کر بعد تاکید اور قسم کے یہ احوال ظاہر کیا۔ ساقی نے تو انکار کیا اور خوان سالار جواہر آبدار کے لالچ سے راہ راست سے پھرا۔ یہ خبر بادشاہ کو پہونچی۔ لیکن ان دونوں میں سے کسی کا گناہ ثابت نہ ہوتا تھا اس لیے بادشاہ نے دونوں کو قید خانہ میں بھیجدیا۔ جب یہ دونوں اُس منزل دلگیر میں اسیر و پابزنجیر ہو کر پہونچے تو اِن دونوں نے یوسف کی صلاحیت و صداقت دیکھکر اُس کی خوش کلامی و معجز بیانی پر گرویدہ ہو گئے۔ چونکہ حضرت یوسف کو تعبیر کا علم دیا گیا تھا جس قیدی کو کوئی خواب دکھائی دیتی وہ علے الصباح اُن سے تعبیر پوچھتا اور جیسی تعبیر حضرت فرماتے وہی وقوع میں آتی۔ کچھ مدت کے بعد اُس ساقی اور باورچی نے بھی ایک رات ایک خواب دیکھی۔ جب وہ حضرت کی تعبیر کی سچائی اور کمال صداقت کا تجربہ کر چکے تھے وہ بھی اپنی خواب بیان کرنے اور تعبیر پوچھنے کے لیے حضرت یوسف کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک نے بیان کیا کہ میں نے رات کو عالم رؤیا میں دیکھا ہے کہ میرے سر پر روٹیوں کا خوان ہے۔ اور کوّے و کرگس اور چیلیں اُس سے چونچیں اور پنجے مار مار کر لیجاتے اور کھاتے ہیں۔ اور دوسرے نے کہا کہ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں بادشاہ کے واسطے شیرہ انگور کا نچوڑتا اور شراب تیار کرتا ہوں۔ پس یوسف علیہ السلام نے جواب میں پہلے کو فرمایا کہ تین دن تک تجھے بادشاہ سُولی پر کھینچیگا اور چیلیں و کرگسیں اور کوّے تیرا دماغ کھائیں گے اور دوسرے کو پھر بادشاہ کے ساقی ہونے کی خوشخبری سنائی اور کہا کہ تو جب بادشاہ کا مقرب

ہوگا۔ تو مجھے بھی وہاں یاد کرنا اور میری سفارش کر کے کہنا کہ ایک مسکین بے گناہ تیرے قیدخانہ میں محبوس ہے۔ پس موافق تعبیر حضرت یوسف علیہ السلام کے باورچی پھانسی دیا گیا اور ساقی پھر اپنے کام پر لگایا گیا۔ مگر حضرت یوسفؑ کی سفارش کرنا اُس کو بھول گیا۔ خمر خرمی کے خمار سے ایسا مخمور ہوا کہ اسکو یوسف کی وصیت کئی سال تک یاد نہ آئی ؛

القصہ جب مدت تکلیف کی تمام ہوئی اور مصیبت کے دن گذر چکے تو بادشاہ ملک ریان نے خواب میں دیکھا کہ سات گائیں فربہ خوش رنگ ظاہر ہوئیں اور انکے پیچھے سات دُبلی گائیں نکلیں۔ اور اُن سات موٹی گایوں کو حملہ کر کے نگل گئیں اور اُن دُبلی گاؤں کے پیٹ اُن کے کھانے سے کچھ آگے سے نہ بڑھے بلکہ ویسی ہی دُبلی کی دُبلی رہیں۔ پھر سات خوشے سبز دانہ دیکھے کہ سات خوشے خشک اُن پر لپٹے اور اپنی طرح اُن کو بھی خشک اور بیدانہ کر دیا۔ بادشاہ بیدار ہو کر ملول اور متفکر ہوا۔ تمام ساحروں اور کاہنوں کو بُلا کر تعبیر پوچھی۔ سبھوں نے کہا کہ خواب پریشان اور وہم بے معنی ہے اس کی کوئی تعبیر نہیں ہوسکتی۔ ان باتوں کے سُننے کے وقت ساقی کو حضرت یوسف علیہ السلام کی سچی تعبیریں بتانے کا تجربہ یاد آگیا۔ اِن درباری معبّروں کی عاجزی اور بے علمی دریافت کر کے بادشاہ سے عرض کی کہ ان معبّروں کا قول باطل اور اِن کی بات خرافات ہے۔ بادشاہان اولوالعزم کی خواب بے شبہ بڑی تعبیر رکھتی ہے۔ یہ جاہل لوگ ہیں اور باعث اپنی جہالت کے جھک مارتے اور جھوٹ بولتے ہیں۔ مجھے اب یاد آیا ہے کہ آپ کی مجلس میں ایک بیگناہ قیدی ہے وہ تعبیر کا بڑا فاضل ہے اُس کی تعبیروں کی سچائی کا میں نے خود تجربہ کیا ہے۔ باورچی کی خواب اور اپنی خواب کی تعبیر کا تجربہ مفصل بیان کیا۔ اگر اُس شخص کو آپ بُلاویں تو حضور کی رویا صادقہ کی ایسی تعبیر بیان کرے گا کہ یہ لوگ جو اپنے آپ کو معبّر جانتے ہیں اُس کے آگے اُلو کی طرح حیران رہجائیں گے ؛

بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کا حال پوچھا۔ ساقی نے کہا اُس کا قصہ طویل ہے۔ میں تفصیل سے واقف نہیں۔ مگر اتنا جانتا ہوں کہ کوئی شخص بزرگوں

کی اولاد سے ہے اور کمال صورت ولطیف سیرت سے آراستہ ہے۔ اور عزیز بے تمیز نے اپنی عورت کے کہنے سے اُسکو بے گناہ زندان میں محبوس کر دیا ہے۔ بادشاہ نے ساقی کو زندان میں بھیجا۔ ساقی نے بادشاہ کی خواب کا مضمون اور معبّروں کی عاجزی بیان کر کے کہا کہ تم اُس کی تعبیر بیان کرو جو میں بادشاہ سے بیان کروں اور تمہاری قدر و منزلت دربار بادشاہی میں واضح ہو اور تم اس زندان سے مخلصی پاؤ۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے زبان الہام ترجمان سے بیان فرمایا کہ سات گائیں موٹی اور سات خوشے سبز سات برس پُر نعمت اور زراعت سے مُراد ہے کہ مخلوق کو آسودگی اور رفاہیت ہوگی۔ غلہ ارزاں ہوگا اور کھیتیاں بہت بہت پھل دیں گی اور پھر ان کے بعد سات دوسرے سال ہوں گے کہ اُن میں بارش ہرگز نہ ہوگی۔ زراعت اور سبزہ نظر نہ آئے گا اور اہل زمین پر تنگی اور بھوکھ بدرجہ کمال ہوگی۔ کہ بہت لوگ بھوک سے مر جائیں گے ؛

ساقی نے جاکر بادشاہ سے خواب کی تعبیر بیان کی۔ تمام اہل دربار اور معبّر سُن کر حیران رہ گئے اور تعبیر کرنے والے کی طبع رسا پر آدین آفرین پکار اُٹھے ؛

بادشاہ نے پھر ساقی کو زندان میں بھیجا کہ آئندہ قحط سالی اور سات سال کی تنگی کی بابت کوئی چارہ جوئی اور حیلہ سازی اُسی فاضل معبّر سے پوچھ آوے۔ ساقی دوبارہ حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور آئندہ کی قحط سالی کا حیلہ پوچھا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کی تدبیر یہ ہے کہ سات برس کھیتی بڑی محنت سے لوگ کریں اور خوشوں کو دانوں سمیت محفوظ رکھیں۔ مگر تھوڑا بقدر خرچ ضروری صرف کریں اور تھوڑا تخم کے واسطے رکھیں۔ پھر بعد سات برس ارزانی کے جب قحط کا زمانہ آوے تو اُس ذخیرہ ہفت سالہ سے بقدر حاجت ہر کسی کو دیا جاوے ؛

ساقی نے پھر بادشاہ کے آگے جب یہ تجویز جاکر بیان کی تو اُسے نہایت پسند آئی اور سوچا کہ ایسی مہم عظیم پر ایسا ہی دانا منتظم کافی ہوگا۔ پس بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف کو بڑے اعزاز و اکرام و احترام سے اور نہایت شان و شوکت سے سوار کر کے لاویں اور میرے پاس دربار میں حاضر کریں۔ ساقی نے زندان میں آکر حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ میرے ساتھ بادشاہ کے دربار میں چلو حضرت یوسف نے

کہا کہ جب تک میرا انصاف نہ ہوگا قید خانہ سے باہر نہ نکلوں گا۔ ساقی نے پوچھا آپ کا وہ کیا انصاف ہے۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے کہا کہ زلیخا اور زنان کف بریدہ کو دربار عام میں بُلا کر پوچھیں کہ جب وہ مجھے بلاتی تھیں تو مجھ سے انہوں نے کیا سُنا اور کیا دیکھا۔ پس ساقی نے بادشاہ کو زلیخا اور اُن عورتوں کو جنہوں نے حضرت یوسف کو دیکھکر ہاتھ کاٹے تھے دربار میں بلاکر استفسار حالِ یوسف کے لیئے کہا۔ بادشاہ نے زلیخا اور اُن عورتوں کو دربار میں بُلاکر پوچھا کہ یوسف جو قید میں مدت سے محبوس ہے وہ کِس گناہ سے قید کیا گیا تھا۔ کیا تم عورتوں پر اُس نے کچھ بدکاری کا ارادہ کیا یا ہاتھ بڑھایا۔ وہ باتفاق بولیں :۔

حَاشَ لِلّٰہِ مَا عَلِمْنَا عَلَیْہِ مِنْ سُوْٓءٍ ۔

یعنی ہم نے اُس سے سوائے بے گناہی کے کچھ نہ دیکھا۔ وہ بڑا پاکباز باعصمت شخص ہے ۔

بادشاہ نے کہا تو پھر وہ قید کِس گناہ سے ہوا۔

قَالَتِ امْرَاَۃُ الْعَزِیْزِ الْئٰنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّہٗ عَنْ نَّفْسِہٖ وَاِنَّہٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ۔

کہا زلیخا نے میں اس کو اپنے نفس پر رجھاتی اور بدکاری پر رغبت دلاتی اور ہمیشہ اِس کام پر بُلاتی تھی۔ یہ سب گناہ میرا ہے۔ جو کچھ کیا میں نے کیا۔ وہ تو صادقوں سے ہے اُس نے ہرگز بُرائی کا ارادہ نہ کیا اور نہ اُس کا کوئی گناہ ہے ۔

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ جب زلیخا نے حضرت یوسف علیہ السلام کی برئیت اور اپنی تقصیر کا اقرار دربار شاہی میں کیا تو عزیز مصر جو وہاں دربار میں حاضر تھا نہایت خجالت اور نہایت شرمندگی سے غرق بعرق ہوا اور زلیخا کو گھر سے نکال کر خود گوشہ تنہائی میں چھپ گیا۔ پھر اُس نے کسی کو مونھ نہ دکھایا۔ یہاں تک کہ اندر سے اُس کا مُردہ ہی باہر آیا ۔

جب عصمت و طہارت حضرت یوسف علیہ السلام کی مثل فلق صبح کے روشن ہوئی تب ایک مقربانِ درگاہ سے بموجب حکم بادشاہ کے حضرت یوسف علیہ السّلام کے پاس گیا اور پیغام بادشاہ کا پہنچایا کہ آپ کی عصمت ظاہر ہوگئی اور زلیخا نے اپنی خطا کا

اقرار کیا۔ آپ متوجہ دربارشاہی ہوویں۔ یوسف علیہ السلام نے زندانیوں کو دعائے خیر کی اور نکلتے وقت زندان کے دروازے پر لکھا:۔

هٰذَا قَبْرُ الْاَحْیَاءِ وَبَیْتُ الْاَحْزَانِ وَشَمَاتَةُ الْاَعْدَاءِ ❁

یہ قبر ہے زندوں کی اور گھر ہے غموں کا اور دشمنوں کے خوش ہونے کا ❁

بعد اُس کے غسل اور حمام کر کے لباس فاخرہ پہن کر بادشاہ کے خاص گھوڑے پر سوار ہو کر متوجہ بارگاہ سلطانی ہوئے۔ جب آنکھ بادشاہ کی اور ارکان دولت کی یوسف پر پڑی سب بے اختیار ہو کر بولے کہ یہ روح مصوّر یا فرشتہ مجسّم یا جنس بنی آدم سے ہے کہ کسی نے ایسا نہ دیکھا نہ سُنا ❁

بادشاہ نے مکان مناسب میں حضرت یوسف علیہ السلام کو بٹھلایا اور واسطے دریافت کرنے حکمت و بزرگی کے امتحان میں کوشش کی۔ حضرت کو جمیع کمالات میں کامل پایا اور نہایت خوش ہوا۔ اپنے تمام خزائن کی کنجیاں حضرت یوسف علیہ السلام کے سپرد کیں اور کاروبار انتظام سلطنت کا حوالے کر کے وزیر اعظم مقرر کیا ❁

القصہ حضرت یوسف علیہ السلام نے مہمات امور سلطنت میں ایسی پیش بینی و دور اندیشی سے کارروائی شروع کی کہ رعیت اپنی جگہ پر ممنون احسان اور مسرور ہوئی اور خزائن بادشاہی بھی معمور و موفور ہونے لگے۔ سات سال کا غلہ تمام ملک سے جمع کرا کر انبار ہائے سلطانی میں جمع کرا دیا اور خرچ ضروری لوگوں کو دیتے رہے۔ پھر جب قحط پڑا تو یوسف کی تدبیر سے امیر و فقیر ملک مصر کے قحط کی تنگی سے بے خبر تھے۔ اور نواحی کے تمام لوگ مصر سے غلہ خرید کر لیجاتے تھے۔ چنانچہ قحط کے زور شور میں ایک سیر غلہ دو دینار سے بکنے لگا اور انبار شاہی میں غلہ بے شمار پڑا تھا۔ لوگوں نے نقد اور سونا چاندی روپیہ اشرفی۔ زیور۔ فرش فروش باسن اقمشہ و البسہ فروخت کر کے غلہ خریدا۔ پھر چارپائے۔ غلام اور مکانات فروخت کر کے غلہ خریدتے رہے۔ آخر سب نے اپنی غلامی کے خط لکھ دیئے۔ جب قحط عام ہوا اور ظہور اثر گرانی کا عراق و شام ہوا تو ایک طائفہ اہل کنعان کا غلبہ آتش جوع سے بے صبر ہو کر مصر جانے کو تیار ہوا۔ حضرت

یوسف علیہ السلام کے بھائی بھی باپ سے اجازت حاصل کر کے مصر کو روانہ ہوئے صرف ایک بنیامین حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں رہا اور ایک ایک بھائی نے ایک ایک اونٹ غلّہ کے واسطے ہمراہ لیا ۔

اِن دنوں میں حضرت یوسف علیہ السّلام بادشاہ مستقل ہو چکے تھے اور ہمایک ریّان نے انتظام سلطنت کی باگ حضرت یوسف علیہ السلام کے ہاتھ میں دیکر اور خود فارغ البال ہو کر گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی ۔ جب کنعان کا کاروان پہونچا تو حضرت یوسف علیہ السّلام نے پہچان لیا کہ یہ میرے بھائی ہیں اور اسواسطے کہ حضرت یوسفؑ برقع پوش رہتے تھے وہ حضرت یوسف علیہ السّلام کو شناخت نہ کرسکے حضرت یوسف کے بھائیوں نے حضور میں حاضر ہو کر قحط کی لاچاری اور عیال و اطفال کی بیقراری عبرانی زبان میں بیان کی ۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے اُن کو اُسی زبان میں جواب دیا اور پوچھا کہ تم کس مُلک اور شہر کے باشندے ہو اور کس قوم کے آدمی ہو ۔ اُنھوں نے کہا کہ ہم کنعان سے آئے ہیں ۔ اور حضرت یعقوب علیہ السّلام کے بیٹے ہیں ۔ حضرت یوسف علیہ السّلام نے پوچھا ۔ تمہارا باپ کیا کام کرتا ہے اُنھوں نے کہا خدا کا پیغمبر ہے اور اب ایک فرزند کے فراق میں جس کا نام یوسف تھا اور اُس کو بھیڑیا کھا گیا تھا رات دن روتا ہے ۔ اور روتے روتے نابینا ہو گیا ہے اور اُس کے ایک سگے بھائی کو جس کا نام بنیامین ہے اپنے پاس رکھتا ہے اور ہم دس بھائی علاتی یوسف کے کارخانہ مال وغیرہ میں رہتے ہیں ۔ حضرت یوسفؑ نے اپنے ملازموں کو حُکم دیا کہ فی آدمی ایک ایک صاع اِن کو بلاقیمت ناپ کر دیویں اور باقی قیمت سے غلّہ دیویں ۔ اور غلّہ تولنے والے کو کہہ دیا کہ ان کی قیمت بلااطّلاع وآگاہی اِن کے غلّہ میں پوشیدہ ڈال دیویں ۔ اور اُن کو رُخصت کے وقت فرمایا کہ تم اپنے آپ کو پیغمبروں کی اولاد کہتے ہو اگر تمہارا بھائی **بنیامین** جو گیارھواں بھائی کہتے ہو تم اسکو دوبارہ اپنے ہمراہ لاؤ گے تو فی آدمی ایک صاع بلاقیمت تمکو مُفت دیا جاوے گا ۔ اور اگر اُس علاتی بھائی کو ہمراہ نہ لاؤ گے تو تم سے اس غلّہ کی قیمت بھی لی جاوے گی ۔ اُنھوں نے اقرار کیا کہ ضرور اپنا گیارھواں بھائی ہمراہ لاویں گے اور پکّا وعدہ کر کے رخصت ہو گئے ۔ جب اُنھوں نے گھروں میں جاکر

غلہ کے بوجھ کھولے تو اپنا نقد بعینہ غلہ سے نکلا ٭

حضرت یعقوب علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کی دُعا برکت سے بادشاہِ مصر نے ہم سے بہت اچھا سلوک کیا۔ فی آدمی ایک صاع بلاقیمت عنایت کیا اور جو نقد ہم نے اداء کیا تھا وہ بھی ہمارے غلہ کے بوجھ میں داخل کر دیا اور اب کہا ہے کہ آیندہ اگر اپنے بھائی بنیامین کو ساتھ لاؤ گے تو تمہارے ساتھ پھر اسی طرح کا سلوک کیا جاوے گا ورنہ پھر تمکو غلہ نہ ملیگا۔ اور اگلی قیمت بھی مجرا ئی جاوے گی ٭

باپ نے فرمایا کہ کیا اب تم یہ چاہتے ہو کہ جس طرح یوسف کو مجھ سے جُدا کیا اسی طرح بنیامین سے بھی جُدا کر کے مجھے زیادہ غمگین و دردناک بناؤ۔ چونکہ وہ یوسف کا حقیقی بھائی اور اُس کا ہمشکل ہے میں اُس کی صورت سے اپنے دل کو تسکین دیتا ہوں تمہارے ساتھ میں ہرگز نہ بھیجوں گا ٭

تمام بیٹوں نے متفق اللفظ ہو کر ہزار ہزار سوگندیں اُٹھائیں اور سخت مواعید سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل کو تسکین و تسلی دی کہ اس بھائی کو ہم سلامت آپ کے پاس واپس لائیں گے ٭

آخر یعقوب علیہ السلام راضی ہوئے اور بنیامین کو ہمراہ بھیجنے کی اجازت دی اور فرمایا کہ شہر مصر میں ایک دروازہ سے داخل نہ ہونا بلکہ منتشر ہو کر مختلف دروازوں سے شہر کے اندر جانا۔ پس بیٹوں نے اپنے باپ کے فرمودہ پر عمل کیا اور مختلف دروازوں سے شہر میں داخل ہوئے۔ شہر کے دربان نے حضرت یوسف علیہ السلام کو اطلاع دی کہ آج گیارہ جوان کنعانی شہر میں داخل ہوئے ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے سمجھا کہ آج میرا سگا بھائی بنیامین بھی آگیا ہے۔ دل میں خوش ہوئے اور اُن کو دربار خاص میں آنے کا حکم دیا۔ جب گیارہ وں بھائی بادشاہ کے دربار خاص میں داخل ہوئے تو بنیامین نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی دستار مبارک جو باپ نے اُن کو واسطے پیشکش کرنے شاہِ مصر کے دی تھی حضرت یوسف علیہ السلام کے آگے بطور ہدیہ کے پیش کی۔ یوسف نے برقع سے بنیامین کو اور اپنے والد بزرگوار کی دستار مبارک کو پہچانا تو برقع کے اندر

زار زار رونے لگے۔ پس طعام لانے کا حکم دیا۔ ہر ایک خوان پر دو دو آدمی بٹھائے گئے۔ جب بنیامین اکیلا رہ گیا تو یوسف نے اُسکو خلوت میں لیجا کر اپنے ہمراہ شریک طعام کیا۔ جب بنیامین نے حضرت یوسف کا ہاتھ دیکھا تو بے خود ہوکر آہ جگر سوز اور دم سرد کھینچکر رونے لگا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا تو کیوں روتا ہے۔ کہنے لگا بات کرنے کی طاقت نہیں۔ حضرت یوسف ع نے بڑے دلاسا اور مدارات سے تسلی دی اور کمال دلجوئی و محبّت سے پیار کر کے کہا کہ بلا خوف کہدو کہ اس غمناکی کا کیا باعث ہے۔ بنیامین نے کہا کہ میرا عینی بھائی یوسف نام تھا جو گُم ہو گیا اُس کے ہاتھ سے آپ کا ہاتھ بالکل مشابہ بلکہ بعینہ ہے۔ سو اُس کے یاد آنے سے مجھے اس قدر غم و الم رُونما ہوا پس حضرت یوسف علیہ السلام نے برقع سو منھ سے اُٹھا دیا ناگاہ حضرت کے رُخسار پُر انوار کے چمکارنے مانند ماہ تاباں کے دامن برقع کے افق سے درخشاں ہوکر بنیامین کی آنکھوں کو پُر نور و بیحد مسرور کیا۔ جب بنیامین نے حضرت یوسف علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر نظر ڈالی تو دیکھتے ہی بیہوش ہوگیا۔ حضرت یوسف ؑ نے اُس سے بغلگیر ہوکر بڑے پیار سے فرمایا کہ یوسف تیں ہی ہوں۔ پس بنیامین ہوش میں آیا اور کہنے لگا۔ ع

بہ بیداریست یارب یا بخواب است

پھر کمال فرحت و سرور سے آپس میں گرمجوشی کی باتیں ہوئیں اور کھانا تناول کرلیا یوسف ع نے بنیامین کو کہا کہ یہ بھید ابھی بھائیوں کے آگے ظاہر نہ کرنا کہ اس میں ایک بڑا راز پوشیدہ ہے ۞

پس اپنے بھائیوں کو حضرت یوسف علیہ السلام نے تین دن بڑی خاطر و مدارات سے رکھا چوتھے دن گیارہ بوجھ گندم کے اُن کو لدا کر دیئے اور تولنے والے اپنے ملازم کو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ بادشاہی پیمانہ جو کہ جواہرات سے مرصّع اور بے بہا تھا بنیامین کے غلّہ میں مخفی ڈال دے۔ اُس نے ایسا ہی کیا اور بھائیوں کو رُخصت کر دیا۔ جب مصر سے ایک منزل دُور چلے گئے تو پیچھے سے بادشاہی سوار اُن کے تعاقب میں پہونچے اور اُن کو کہا کہ کھڑے ہو جاؤ بادشاہی پیمانہ جو بڑا قیمتی تھا۔ گم ہو گیا ہے اور تم پر گمان ہے۔ تمہارے بوجھ کھولکر

دیکھتے ہوں گے۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم پیغمبروں کی اولاد ہیں۔ ہم سے چوری نہیں ہوسکتی۔ اور ہم کنعان سے چوری کے واسطے نہ آئے تھے۔ سواروں نے کہا کہ اگر تمہارے پاس سے پیمانہ نکل پڑے تو کیا سزا ہو گی۔ اُنہوں نے کہا کہ ہماری شریعت میں قانون الٰہی کے موافق یہ حکم ہے کہ جس کے بوجھ سے پیمانہ بادشاہی نکلے وہ شخص اپنی تمام زندگانی صاحبِ مال کا قید رہے۔ گویا اُس کا ہمیشہ کے لیئے غلام ہوجائے گا ۔

پس سواروں نے ایک ایک کے بوجھ کھول کر دیکھنے شروع کیئے۔ آخر وہ پیمانہ بادشاہی بنیامین کے غلّہ سے نکلا۔ پس سواروں نے بنیامین کو گرفتار کر کے حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں حاضر کیا۔ دوسرے بھائی حضرت یوسفؑ کی خدمت میں بڑی الحاح و سماجت کرتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ اس بنیامین کا ایک بھائی یعنی یوسف نام تھا اُس نے بھی چوری کی تھی۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ خدا بہتر جانتا ہے۔ پس بھائیوں نے نہایت عاجزی سے کہا کہ اے عزیز تو کریم الوجہ ہے۔ اس بنیامین کا ایک بوڑھا باپ ہے جو اُس کے ہی اپنے فرزند یوسف کے غم سے جس کو بھیڑیا کھا گیا تھا رات دن گریہ و زاری اور اضطراب و بیقراری میں مثل ماہی بے آب تپاں رہتا ہے۔ اور اس قدر رویا کہ نابینا ہو گیا ہے اب اس فرزند کے سبب کسی قدر اُس کے دل کو تسکین رہتی ہے کیونکہ اسکا آواز مشابہ یوسفؑ کے ہے۔ اگر اسے بھی ہم اپنے ساتھ نہ لے جائیں گے تو خوف ہے کہ تڑپ کر غم سے مر نہ جائے۔ اُس بوڑھے بزرگ کے حال پر آپ کو ترحم فرمانا چاہیئے۔ ہم دس جوانوں سے اس کے بدلہ میں ایک آدمی جس کو آپ چاہیں اپنی خدمت میں رکھ لیں اور اُس پیر مبارک کی خاطر اس ہمارے بھائی سے دست بردار ہو جائیں کیونکہ یہ اُس پیر غمگین کے دلِ حزین کا سہارا اور اُس کی تسکین کا باعث ہے ۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ مجرم کو چھوڑنا ظلم عظیم اور بے گناہ کو اس کی جگہ گرفتار کرنا یہ اَور بھی ظلم پر ظلم اور بے انصافی ہے جو مجھ سے کبھی بھی نہ ہوگی ۔

آخر بھائی نا اُمید و مایوس ہو کر بنیامین کو وہیں چھوڑ کر کنعان کو روانہ ہوئے
جب پدر اشرف کی خدمت شریف میں مشرف ہوئے تو بنیامین کے وہاں رہجانے
کا حال ظاہر کیا اور کہا کہ اُس نے بادشاہی پیمانہ کی چوری کی تھی۔ اس لیئے بادشاہ
نے اُس کو بند دوام میں گرفتار کر لیا ہے اگر ہمارے کہنے پر اعتبار نہیں تو دوسرے
کنعان کے کاروانیوں سے دریافت فرماؤ جو ہمارے ہمراہ آئے ہیں ٭

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کمال صبر و تحمل سے اس کمال غم کا بوجھ بڑے
استقلال سے برداشت کیا۔ اور براہ اُمید و رجا اپنے ایک بیٹے کو کاغذ و قلم دوات
لانے کا امر فرمایا۔ جب کاغذ وغیرہ لایا گیا تو آپ عبارت فرماتے گئے اور بیٹا
لکھتا گیا۔ خط کا مضمون یہ تھا ٭

مِنْ يَعْقُوْبَ ابْنِ اِسْحَاقَ صَفِيِّ اللهِ اَخِ اِسْمَاعِيْلَ ذَبِيْحِ اللهِ
ابْنِ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللهِ اِلٰى عَزِيْزِ الرَّيَّانِ اَمَّا بَعْدُ
فَاِنَّ اَهْلَ بَيْتِنَا يُوْقَعُ بِالْبَلَآءِ اَمَّا جَدِّيْ اِبْرَاهِيْمُ
فَابْتَلَاهُ اللهُ تَعَالٰى بِالنَّارِ وَاَنْجَاهُ وَاَمَّا عَمِّيْ اِسْمٰعِيْلُ
فَابْتَلَاهُ بِالذَّبْحِ وَاَمَّا اَنَا فَكَانَ قُرَّةُ عَيْنِيْ لِيْ مِنْ
جَمِيْعِ اَوْلَادِيْ يُوْسُفَ فَابْتَلَانِيْ فِيْ مُفَارَقَتِهٖ وَاَبْكَانِيْ
حَتّٰى عَمِيْتُ وَكَانَ لَهٗ اَخٌ وَهُوَ مَحْبُوْسٌ بِشَامَتِ نَفْسِهٖ
عِنْدَكَ بِتُهْمَتِ السَّرِقَةِ فَاعْلَمْ اَنَّا لَا نَكُوْنُ سَارِقِيْنَ
فَاِنْ فَضَّلْتَ بِرَدِّهٖ فَلَكَ الْاَجْرُ وَالثَّوَابُ بِيَوْمِ
الْحِسَابِ ٭

ترجمہ۔ یعقوبؑ کی طرف سے جو اسحاق صفی اللہ کا بیٹا ہے اور وہ اسحاق جو اسمٰعیل ذبیح اللہ کا

بھائی اور ابراہیم خلیل اللہ کا فرزند تھا۔ بادشاہ مصر کے عزیز کی طرف۔ بعد اسکے (واضح ہو) کہ ہمارے خاندان کے لوگ اکثر مصیبتوں میں ڈالے جاتے ہیں۔ میرا دادا بزرگوار حضرت ابراہیم علیہ السلام اُن کو خداوند تعالے نے آگ میں مبتلا کیا اور پھر آگ سے خلاصی بخشی (اور برد و سلامت ہوگئی) اور میرا چچا اسمٰعیل پس وہ ذبح کے حکم سے آزمایا گیا اور مَیں پس تمام اولاد سے میری آنکھ کی ٹھنڈک یوسف میں تھی پس خداوند نے مجھے اُس کی جُدائی میں مبتلا کیا اور مجھے آتنا رُلایا کہ مَیں روتا روتا نابینا ہوگیا اور اُس کا بھائی تھا سو وہ اپنی نفس ہی شامت سے چوری کی تہمت سے تمہارے پاس قید ہوگیا (لیکن) جان لو کہ ہم لوگ چور نہیں ہوتے۔ پس اگر تو اُس کے واپس دینے کی عنایت کرے تو تجھے اجر اور ثواب قیامت کے دن حاصل ہوگا ÷ ۱۲

جب خط لکھا گیا تو حضرت یعقوب علیہ السّلام نے فرمایا کہ یہ میرا خط عزیز مصر کو پہونچاؤ اور اس کا جواب لیکر آؤ خداوند کی رحمت سے نااُمید نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اُس کی رحمت سے مایوس ہونا حرام ہے۔ پس وہ سارے دسوں جوان اپنے مخدوم کے فرمان واجب الاتیان کے موافق مصر میں جا پہونچے اور حضرت یعقوبؑ کا خط حضرت یوسفؑ کے دربار میں پہونچایا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے باپ کا خط دیکھکر برقع کے اندر چوما اور زار زار روتے ہوئے پڑھا۔ پھر قلم دوات لے کر جلدی سے اُس کا جواب لکھا اور سربمہر کرکے بھائیوں کے حوالے کیا۔ بھائی لیکر بڑی تیزی سے کنعان میں جا پہونچے۔ اور حضرت یعقوب علیہ السّلام کی خدمت مبارک میں خط حاضر کیا۔ جب کھولا گیا تو لکھا ہوا تھا۔

قَدْ وَصَلَ اِلَيْنَا كِتَابُكُمْ وَفَهِمْنَا مِمَّا وَصَفْتُمْ مِنْ مَحَاسِنِ آبَائِكُمْ وَابْتِلَائِكُمْ بِفِرَاقِ وَلَدِكُمْ فَعَلَيْكُمْ بِالصَّبْرِ الْجَمِيْلِ فَاِنَّ مَنْ صَبَرَ ظَفَرَ كَمَا اَنَّ آبَاءَكُمْ صَبَرُوْا فَظَفِرُوْا فَاِنْ صَبَرْتُمْ ظَفِرْتُمْ ÷

ترجمہ۔ تحقیق تمہارا خط پہونچا اور جو کچھ آپ نے اپنے بزرگوں کی خوبیاں بیان کیں اور

اپنے بیٹے کے فراق میں مبتلا ہونے کا حال بیان کیا سب کچھ مندرجہ حالات سے اطلاع پائی۔ پس تمکو بڑا صبر اختیار کرنا چاہیئے کیونکہ جو صبر کرے وہ کامیاب ہوتا ہے جیساکہ آپ کے بزرگوں نے صبر کیا اور کامیاب ہوئے۔ پس (ایسا ہی) اگر آپ بھی صبر کرو گے تو کامیاب ہوجاؤ گے ٭ ۱۴

پس حضرت یعقوب علیہ السلام نے خط کو سُن کر نہایت خوشی اور سرور سے باآواز بلند تکبیر پکاری اور فرمایا کہ اِس خط کا لکھنے والا سوائے یوسفؑ کے کوئی اور معلوم نہیں ہوتا۔ فی الحال بیٹوں کو حکم دیا کہ مصر میں جاکر عزیز مصر سے بنیامین کے واپس دینے کی بابت عجز و نیاز سے عرض کرو۔ اللہ نے چاہا تو تمکو کامیابی ہوگی۔ بیٹوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے امر کی تعمیل پر مصر میں عزیز مصر کے پاس حاضر ہوکر عجز و نیاز اور کمال الحاح و آرزو کرنی شروع کی۔ خداوند تعالیٰ کی جناب سے حکم صادر ہوا کہ اب بھائیوں سے پردہ اُٹھانا چاہیئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کو کہا کہ اے یوسف کے بھائیو تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف کے ساتھ کیا کیا ظلم کیئے۔ لیکن خداوند کریم ہے ٭

اُنہوں نے جواب میں کہا کہ شاید آپ ہی یوسف ہیں۔ حضرت یوسف نے فرمایا کہ ہاں مَیں ہی یوسف ہوں اور بنیامین میرا بھائی ہے۔ خداوند تعالیٰ نے مجھ پر اپنے فضل و کرم سے احسان کیا ٭

جب بھائیوں نے یہ سُنا تو شرمسار ہوئے اور سخت ڈرے کہ اگر چاہے تو ہم سے انتقام لے سکتا ہے۔ ایکبار تمام ہمزبان ہوکر بولے کہ ہم تیرے مجرم ہیں۔ خداوند پاک نے تجھے ہم پر برگزیدہ و حاکم کیا اگر تو عقوبت کرے اور سزا کو پہونچانا چاہے تو ہم سزاوار ہیں۔ اور اگر رحمت فرماوے اور معاف کرے تو خداوند پاک تجھے قیامت کو جزائے خیر دیوے گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اُن کی خطائیں معاف کیں اور اُن کے گناہوں کی معافی جناب باری عزّ اسمہٗ سے مانگی۔ پھر احوال اُس مقیم بیت الاحزان حضرت یعقوب نبی الرحمان کا دریافت کیا۔ جب حقیقت مفصل دریافت ہوئی تو اپنے بھائیوں سے فرمایا کہ علے الصباح میرے بدن کا پیراہن باپ کے پاس پہونچاؤ۔ اُس کی آنکھوں پر رکھو۔ تاکہ اُسکو خداوند تعالیٰ

بینائی نصیب فرماوے اور تمام کُنبہ کو ہمراہ لیکر میرے پاس پہونچے۔ یہودا نے کہا کہ یہ خدمت مجھ کو ملے کہ میں نے اوّل تمہارا پیراہن خون آلودہ باپ کے پاس لیجا کر اُن کے دل کو آزردہ کیا تھا شاید اس خدمت کی برکت سے مجھ پر راضی ہو جاویں۔ کہتے ہیں کہ جب یہودا پیراہن لیکر مصر سے باہر نکلا تو اُس وقت یعقوب علیہ السلام کنعان میں اپنے اہل بیت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ پیراہن کی خوشبو حضرت کے دماغ میں پہونچی۔ اور فرمایا کہ یہ دیکھو مجھے یوسف کی بو آرہی ہے۔ گھر کے لوگوں نے آپس میں کہا کہ آج تو بباعث پیری وضعف دماغی کے مجنونانہ باتیں کر رہے ہیں۔ جب یہودا پہونچا اور پیراہن حضرت کی آنکھوں پر رکھا اُسی وقت یعقوب علیہ السّلام کی آنکھوں میں بینائی آگئی اور فرمانے لگے کہ دیکھا میری بات سچی نکلی۔ میں جانتا تھا جو بات تم نہ جانتے تھے ؛

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام نے پوچھا کہ یوسف کا مذہب کیا ہے۔ یہودا نے کہا دین حق اور توحید جو تیرا مذہب اور تیرے آبائے کرام کا ہے۔ حضرت یعقوبؑ نے سجدے شکر کے ادا کیئے اور مصر کو جانے پر کمرِ ہمت چُست کی۔ دوسرے دن حضرت یوسف علیہ السلام کے قاصد پہونچے اور ایک سو اُونٹ کوہ پیکر صبا رفتار اور بیس گھوڑے تازی تیز رفتار حضرت یعقوب علیہ السلام کے حضور میں گذرانے حضرت یعقوب علیہ السلام تین روز میں تہیّہ اسباب کر کے بہ عیال و اطفال و اتباع ومتعلقین کے متوجہ مصر کے ہوئے۔ جب نزدیک مصر کے پہونچے یہودا نے تنازن کو واسطے بشارت وصول یعقوب کے آگے بھیجا۔ حضرت یوسف ؑ نے ملک ریّان سے اجازت چاہی کہ آج مصر سے باہر واسطے استقبال حضرت قبلہ والد مکرم کے جاؤں گا ملک ریّان نے کہا کہ میں بھی چلوں گا۔ حضرت یوسف کمال اجلال و حشمت سے استقبال کو نکلے ؛

جب حضرت یعقوب علیہ السّلام کی نظر مبارک اُس باعظمت گروہ پر پڑی تو یہودا سے پوچھا کہ شاید ملک ریّان مصر کا بادشاہ ہے جو نمود ہوا۔ اُس نے عرض کیا کہ نہیں آپ کا نورِ چشم فرزند سعادتمند یوسف عزیزِ مصر حضور کے استقبال کو آیا ہے۔ حضرت یوسف ؑ کا نام سُن کر حضرت یعقوب علیہ السلام گھوڑے سے اُترے اور یہودا کے کاندھے پر ہاتھ رکھکر روانہ ہوئے۔ جب حضرت یوسف ؑ

کی نظر یہودا پر پڑی اور ایک پیر ضعیف باہیبت واجلال نظر آئے تو یقین جانا کہ حضرت یعقوب ہیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام گھوڑے سے اُترے اور بادشاہ مصر بھی پیادہ ہوا۔ حضرت یوسف معہ بادشاہ سبقت کر کے باپ کے پاس پہونچے حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرزند عزیز کو سینے سے لگا کر فرمایا:۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مُذْهِبَ الْاَحْزَانِ وَیَا مُزِیْلَ التَّعَبِ وَالْهَوَانِ ؎

(تجھ پر سلام ہو اے غموں کے دُور کرنے والے اور ماندگی و ہلاکت کے زائل کرنے والے) ؎

اور ایسا روئے کہ دونوں بے ہوش ہوگئے۔ ریّان نے بھی شکوہ سلطنت کو بالائے طاق رکھکر حضرت یعقوب علیہ السلام کے قدم چومے۔ پھر باعظمت تمام شہر میں آئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے اوّل بھائیوں کو اور باپ کو اپنے گھر اُتارا اور حضرت یعقوبؑ و مائی لیبیا کو جو حضرت یعقوب کی بی بی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ تھیں تخت پر بٹھلایا اور آپ بحرمت تمام اُسی تخت پر اُن کے سامنے بیٹھے اُس وقت حضرت یعقوب علیہ السلام اور لبیا اور گیاروں بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ تحیت کیا اور حضرت یوسف نے فرمایا:۔

یَآ اَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ؎

یعنی اے میرے باپ یہ تعبیر میرے خواب کی ہے جو آگے دیکھا تھا) ؎

بعض مورخین نے لکھا ہے کہ ملک ریان ببرکت صحبت حضرت یعقوبؑ کے دین الٰہی میں داخل ہو کر کفر سے تائب ہوا۔ حضرت یوسف ؑ نے ہر ایک بھائی کے واسطے مکان دِلکُشا معین فرمایا اور وجہ معاش ہر ایک کی بوجہ احسن مقرر کی معاش بنی اسرائیل کی بفراغ بال و خوش احوال ہونے لگی ؎

کچھ زمانہ کے بعد ملک ریان تاج شاہی حضرت یوسف کے سر پر رکھکر بالاستقلال بادشاہ مقرر کر کے دارنا پایدار سے کوچ کر گیا ؎

زلیخا کو جب عزیز مصر نے گھر سے نکال دیا تھا اور خود شرمندگی سے مرگیا اُس وقت سے وہ آوارہ دشت حرمان پھرتی رہی اور حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت میں سرگردان رہی۔ آخر بوڑھی ضعیف ناتوان ہوگئی۔ ایک راہ پر

جہاں سے حضرت یوسفؑ کی سواری کا گذر ہوتا تھا اُس نے ایک جھونپڑی بنائی اور وہاں بیٹھی رہتی۔ جب یوسف علیہ السّلام کی سواری گذرتی تو اُن کو دُور سے دیکھ دیکھ کر خوش ہوتی۔ اونچی آواز سے پکارتی۔ مگر لشکر کے شور و غوغا میں اُس کا آواز کسی کو سُنائی نہ دیتا تھا۔ ایک دن لڑھکتی ہوئی حضرت یوسف کے راہ میں ہاکر لیٹ گئی۔ جس وقت خاص سواری کا گھوڑا حضرت یوسف کا پہونچا تو زلیخا نے اُٹھ کر لگام کو پکڑا اور کہنے لگی پاکی ہے اُس خداوند عالمین کو کہ جس نے غلاموں کے سر پر تاجِ شاہی رکھا اور بادشاہوں کو خاک مذلت میں پامال کیا۔ میرے پیارے زرخریدہ غلام تیرے کان تک میری صدا پہونچنی مشکل ہوگئی۔ تو آج مصر کا بادشاہ ہے۔ نظر بد دُور میرے حال پر نظر رحمت فرمانی چاہیئے ؎

حضرت یوسف علیہ السّلام کے دل میں اُس کی کلام کا اثر ہوا اور حاجب دربار کو حکم دیا کہ اس ضعیفہ کو ہمارے دربار خاص میں پہونچانا۔ جب وہ پیرزال حضور میں پہونچی تو حضرت یوسف نے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیرا نام کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ میں وُہی عزیز کی عورت ہوں جس نے تجھے مال و زر سے خریدا تھا اور میرا نام زلیخا ہے ؎

حضرت یوسف علیہ السّلام نے جب زلیخا کا نام سُنا تو کانپ گئے اور خداوند لایزال کی بے پرواہی کو یاد کر کے زار زار روتے اور پوچھا کہ وہ تیری عظمت اور تیرا دبدبہ و اجلال و صولت و اقبال کہاں گیا۔ اور وہ تیرا بخت باکمال اور مال و حسن و جمال کیا ہوا۔ کہنے لگی کہ وہ مال تیرے خیال میں برباد کر دیا اور جمال تیرے درد و سوز و گداز میں قربان ہو گیا ؎

حضرت یوسف علیہ السلام کو اُس کے حال پر کمال رحم آیا اور اُسکی خدمتیں یاد پڑیں تو فرمانے لگے کہ مانگ جو کچھ مانگتی ہے۔ میں تیرا حق ادا کروں گا ؎

زلیخا نے کہا میں چاہتی ہوں کہ جیسا میرا حُسن و جمال تھا وہ میرا وقت تو نے دیکھا ہوا ہے۔ تیرا خدا مجھے پھر وہ حُسن و جوانی نصیب کرے اور تیرے وصال کا احسان مجھ پر ثابت و قائم ہو ؎

حضرت یوسف علیہ السّلام نے خدا کی جناب میں مناجات کے واسطے ہاتھ

اُٹھائے۔ اُن کے ہاتھ اُٹھانے کی دیر تھی کہ اجابت جناب باری سے استقبال کو آئی اور خداوند تعالٰے نے اُسکو جوانی نئے سرسے عطا فرمائی ؎

بعض مورخین تحریر فرماتے ہیں کہ اُس سے اولاد بھی ہوئی اور بعض اُسکے جوان ہونے اور پھر حضرت یوسفؑ کے نکاح میں آنے سے انکار کرتے ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃِ الحالِ ؎

کچھ زمانہ کے بعد حضرت **یعقوب** علیہ السلام اس جہان فانی سے رہگرائے عالم جاودانی ہوئے۔ اور منصب نبوت کا حضرت **یوسف** علیہ السلام کی ذات مبارک سے مستقر ہوا۔ حضرت یعقوب علیہ السّلام کے بعد چوبیس سال تک حضرت یوسف علیہ السلام زندہ رہے۔ پھر اس دنیائے ناپائدار سے رحلت فرمائے خلدبریں ہوئے ؎

ںظ

نہ یوسفؑ ماندو نے یعقوبؑ باقی
نہ ماند کس بجز ذاتِ خداوند

حضرت یونس علیہ السلام کے بیان میں

حضرت **یونس** علیہ السلام اولاد حضرت **ھُود** علیہ السلام سے تھے اور شہر دمشق میں آل ثمود میں مبعوث ہوئے۔ چالیس سال تک دعوت دین حق کی فرمائی۔ مگر ایک آدمی بھی ایمان نہ لایا۔ پس مایوس و نا اُمید ہوئے۔ باری تعالٰے کی جناب سے وحی نازل ہوا کہ ان پر آگ کی بارش کا عذاب نازل ہوگا اور وہ سب جل کر خاکستر ہوجائیں گے۔ پس حضرت یونس علیہ السّلام نے قوم کو یہ وعید سُنا دیا قوم کے لوگوں نے کہا کہ ہمکو عذاب منظور ہے۔ مگر ایمان لانا منظور نہیں۔ پس حضرت یونس علیہ السلام نے نزول عذاب کی درخواست جناب باری میں کی۔ حکم ہوا کہ ہمارے سب کام وقت مقررپہ ہوتے ہیں۔ جب وہ وقت آئے گا عذاب نازل ہوگا۔ پس عذاب کے نہ نازل ہونے سے کفار شوخ چشم ہوکر حضرت یونس کو طعنے مارتے اور منسوب بکذب کرتے تھے کہ جس عذاب کا تونے وعدہ کیا تھا

وہ کہاں ہے شاید تیرے خدا نے تیری بات کو نہ مانا اور وہ تیرا قول رد ہو گیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اُن کی تکذیب و استہزا سے تنگ ہو کر ایک طرف کو چل نکلے۔ آگے ایک نہر جاری تھی۔ حضرت کے ساتھ دو چھوٹے فرزند تھے۔ ایک کو کاندھے پر اُٹھا کر پایاب پانی سے پار جا اُتارا۔ خدا کی قدرت۔ ایک طرف کا لڑکا بھیڑیا اُٹھا کر لے گیا اور دوسری طرف جو فرزند تھا اُسکو نہنگ خونخوار گرفتار کر کے دریا میں کود گیا۔ حضرت یونس علیہ السلام اُس نہر کے وسط سے دونوں گرفتار لڑکوں کو دیکھ رہے تھے۔ جب دونوں لڑکے نظر سے غائب ہو گئے تو حضرت نے سمجھا کہ مجھ پر عتاب الٰہی بباعث وعدہ سُنانے عذاب کے کفار کو بلا اذن باری تعالےٰ کے نازل ہوا۔ وہاں سے چل کر ایک سمندر پر پہونچے اور جہاز میں سوار ہوئے۔ جب جہاز وہاں سے روانہ ہوا تو ایک عظیم الجثہ مچھلی مانند ابر سیاہ یا ایک پہاڑ کے جہاز کے آگے نمودار ہوئی اور جہاز کو روک لیا۔ ملاحوں نے کہا کہ اس جہاز کا ہمیشہ سے ہم نے تجربہ کیا ہوا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے مالک سے بھاگ کر اس میں سوار ہو تو اسی طرح ایک عظیم مچھلی اس کو آن کر روک لیتی ہے اب اگر اس میں کوئی ایسا غلام اپنے مالک سے بھاگا ہوا ہے تو وہ خود کہدے تاکہ اُس کو دریا میں ڈالا جاوے اور اُس کی شامت سے تمام اہل جہاز تباہ نہ ہو جاویں۔

حضرت یونس علیہ السلام بول اُٹھے کہ میں اپنے مالک سے بھاگا ہوا غلام ہوں سب نے کہا معاذ اللہ۔ آپ کی نورانی پیشانی اس بات پر شاہد ہے کہ آپ کسی عالی خاندان کے آدمی اور کوئی بڑے دیانتدار اور صادق مرد ہیں۔ آپ کسی کے غلام نہیں اور نہ آپ سے یہ قصور سرزد ہوا۔ آخر سب نے یہ مشورہ کیا کہ قرعہ ڈالنا چاہیئے۔ جب قرعہ ڈالا گیا تو تین دفعہ حضرت یونسؑ کے نام پر ہی نکلا۔ آخر بمجبوری حضرت کو دریا میں ڈالا گیا اور وہ مچھلی جو مونھ پسارے کھڑی تھی اُس نے حضرت یونس علیہ السلام کو مونھ میں لے لیا۔ اور چالیس دن آپ اُس کے پیٹ میں رہے اور وہاں مچھلی کے پیٹ میں خداوند تعالےٰ نے اُن کو ہلاکت سے محفوظ رکھا آپ وہاں اس آیۃ کریمہ کا ذکر فرماتے رہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَکَ

اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط ٭

حضرت یونس علیہ السلام جب اپنی قوم سے روانہ ہوکر بیٹوں کو ساتھ لیکر چلے تو پیچھے یہ حال گذرا کہ آتش سخت آسمان کی طرف سے شعلہ زن نمودار ہوئی۔ قوم کے لوگوں نے سمجھا کہ یونسؑ سچا تھا۔ وہ تمام خوف الٰہی سے ڈر گئے اور تمام جمع ہوکر سر سے ننگے خداوند کی جناب میں گرے اور پورے صدق سے رجوع بجناب باری لاکر ایمان یونسؑ کی رسالت پر لائے۔ خداوند تعالےٰ نے وہ عذاب اُن سے روک لیا اور وہ قوم بصلاح آراستہ ہوئی۔ اور حضرت یونس علیہ السّلام کا ایک لڑکا جو بھیڑیا لے گیا تھا اُسکو کسی بادیہ نشین نے چھڑالیا اور صحیح سلامت اپنے شہر میں لے گیا۔ وہاں کے سردار نے جب معلوم کیا کہ یہ ایک پیغمبر کا فرزند ہے جس کی قوم پر اُس کی دعا سے آگ برسنے لگی تھی اور توبہ سے دُور ہوئی۔ تو اُس نے اُس لڑکے کو اپنے گھر میں بڑی عزت سے رکھا ٭

اور دوسرا لڑکا جس کو نہنگ لے گیا تھا اُسکو ایک دھوبی نے دریا سے پکڑا خدا کے حکم سے نہنگ نے اُس کو کچھ نقصان نہ پہونچایا۔ اور اُس لڑکے کو دھوبی نے بڑے احترام سے اپنے گھر باحفاظت رکھا ٭

حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں برکت آیت کریمہ نہایت امن سے محفوظ و مامون رہے۔ چالیسویں دن اُن کو خداوند تعالےٰ نے مچھلی کے پیٹ سے خلاصی بخشی۔ جب مچھلی کے پیٹ سے باہر نکلے تو نہایت ضعیف اور نازک جسم ہو گئے تھے۔ بدن مانند گلے ہوئے جسم کے نحیف تھا۔ سمندر کے کنارے پر خداوند تعالےٰ نے کدو کا درخت پیدا کیا تاکہ حضرت کے بدن پر مکھیاں جمع ہوکر ضرر نہ پہونچائیں اور ہرنی کو حکم ہوا کہ حضرت یونسؑ کے پاس حاضر ہوکر اُن کو دونوں وقت دُودھ پلا جاتی تھی۔ چالیس دن تک حضرت یونس علیہ السلام کے بدن میں طاقت آگئی اور اصلی قوت بدن میں عود کر آئی ٭

قوم کے لوگ حضرت یونس علیہ السلام کی تلاش میں بیقرار پھرتے تھے چالیسویں دن جبرائیل امین جناب باری تعالےٰ کے حکم سے نازل ہوئے اور پیغام لائے کہ آپ اپنی قوم میں تشریف لے جاویں۔ پس آپ اپنی قوم کی طرف روانہ ہوئے

راستہ میں اُس دھوبی کے مکان پر گذر ہوا جس کے پاس حضرت کا صاحبزادہ تھا اُس نے وہ لڑکا حضرت کے حوالے کیا۔ پھر آپ اُس شہر سے گذرے جس میں دوسرا لڑکا آپ کا ایک رئیس کے پاس تھا۔ وہاں اُس نے وہ لڑکا حضرت کی خدمت میں حاضر کیا۔ پھر آپ اپنی قوم میں جا پہونچے۔ قوم کے لوگ بڑے اعزاز و اکرام سے استقبال کو نکلے اور کمال عقیدت و حسن ارادت سے قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور انقیاد تام و اعتقاد تمام سے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اپنی قوم میں اکتیس سال کامل ہدایت راہ حق کی فرماتے رہے۔ بتیسویں سال اس جہان فانی سے رہگرائے عالم جاودانی ہوئے۔ صلوات اللہ و سلامہٗ علیہ و علیٰ نبیّنا الیٰ یوم القیام ؎

حضرت ایوب علیہ السلام کے بیان میں

حضرت ایوب علیہ السلام کا لقب سلطان الصّابرین ہے۔ یہ عیص کی اولاد سے تھے رحمت دختر افراہیم بن یوسف علیہ السلام ان کی منکوحہ تھیں۔ حضرت ایوب نہایت آسودہ حال اور صاحب مال تھے۔ سات بیٹے اور سات بیٹیاں اور تین ہزار اونٹ اور ہزار بکریاں اور پانچسو ہل اور پانسو غلام اُن سب کے قبیلے اور اولاد تھی اور ہمیشہ خدا کی شکر گذاری میں قیام فرماتے تھے۔ عبادات فوق الطاقت اور ریاضات شاقہ میں مصروف رہتے تھے۔ بندگی اور خیر اُن کی اگلے پیغمبروں سے زیادہ تھی اور شیطان کو اُن کے حضور میں کسی طرح مجال وسواس اور اغوا کی نہ تھی۔ اسواسطے حسد کا شعلہ اُسکے دل میں مشتعل ہوا۔ عداوت کرنی شروع کی۔ جناب کبریائی سے شیطان کو ندا ہوئی کہ اے شیطان لعین۔ ایوب بندہ صالح و شاکر ہے۔ اُسپر تیرا اغوا اثر نہ کرے گا۔ شیطان ملعون نے کہا کہ تو نے اِس کو ثروت و فراغت عنایت کی ہے اور آنکھیں اُس کی اولاد کے دیدار سے روشن ہیں۔ کیونکر شکر تیرا بجا نہ لاوے گا۔ اگر تو یہ نعمتیں اُس سے لے لیوے گا تو کبھی سجدہ بھی نہ کرے گا اور بندگی سے بیزار ہوگا خطاب باری ہوا کہ اے ابلیس یہ تیرا گمان میرے بندہ مخلص کے حق میں برخلاف

ہے۔ شیطان نے کہا کہ اگر مجھ کو اُس کے مال اور اولاد پر تسلط بخشے تب معلوم ہو کہ کیسی بندگی کرتا ہے اور کس طرح شکر گذار رہتا ہے ؛

جناب بے نیاز نے فرمایا کہ ایوب کے مال و اولاد پر تجھ کو تسلط دیا۔ جب تو ابلیس نے خوش ہو کر اپنے ذریات اور توابعین کو جمع کر کے صورت حال ظاہر کی بعضے ذریات نے اُس کے حکم سے گوسفندوں کے ریوڑ اور تمام مواشی حضرت ایوب کے پانی میں غرق کر دئیے۔ اور شیطان نے گوالی کی صورت میں مواشی کے ڈوب جانے کا حال حضرت کی خدمت میں آن کر بیان کیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا کہ شکر ہے اُس خدا کا جس نے اپنے فضل سے دیا تھا اور عدل سے لے لیا۔ شیطان مایوس ہو کر پھرا اور اپنے ذریات کو لیکر زراعت اور خرمنوں میں آگ لگا دی اور آپ اُن کے وکیل کی صورت بن کر بولا کہ تو نماز میں مشغول ہے اور تمام کھیت وخرمن جلکر خاکستر ہو گئے۔ حضرت ایوب علیہ السلام نے وہی جواب سابق دیا اور عبادتِ الٰہی میں بدستور سابق بغیر اضطراب بکمال دلجمعی مشغول ہوئے۔ شیطان ملعون محزون پھر گیا ؛

اسیطرح ہر ایک اسباب کے ہلاک ہونے کی خبر کرتا تھا اور حضرت ایوب علیہ السلام وہی جواب دیتے تھے اور وہ کافر خائب وخاسر پھر جاتا تھا۔ پھر اُس پُر تلبیس نے اُس مکان کو جہاں حضرت کے فرزند سعادتمند تعلیم میں مشغول تھے چھت سے گرا دیا اور سب لڑکے معہ اُستادوں کے مکان کے نیچے آ کر دب گئے۔ پھر ملعون نے حضرت ایوب علیہ السلام سے اِس واقعہ جانکاہ کی خبر دی۔ اُس نبی صابر نے بدستور سابق کمال استقلال سے توکل وصبر کو اپنے ہاتھ سے نہ دیا اور مطلق تغیر مزاج عالی پر نہ آیا ؛

پھر اُس خبیث نے حضور رب العالمین میں عرض کی کہ الٰہی ایوب جانتا ہے کہ تو اُسکو اس مال و اولاد کے بدلے بسبب صبر کے دوچند عنایت کرے گا۔ اسواسطے مضطرب نہیں ہوتا۔ اگر تو مجھ کو اُسکے جسم پر تسلط اور اختیار دیوے۔ تب اُس کی بندگی اور شکر گذاری معلوم ہو۔ جناب باری سے حکم ہوا کہ ہم نے تجھ کو اُس کے جسم پہ سوائے زبان اور دل اور کان کے مسلط کیا۔ ابلیس نے فرصت پا کر بصورت

مرد ساحر کے آکر اُن کے ناک میں ہوا پھونکی۔ حرارت اُس کی تمام مزاج پر غالب ہوئی اور خارش شدید تمام بدن میں پیدا ہوئی۔ گوشت اور پوست پھٹنے لگا۔ اعضائے شریف میں ایسی کھجلاہٹ شروع ہوئی کہ ٹھیکریوں اور سخت چیزوں سے بدن کو کھجلاتے اور آرام نہ پاتے تھے حتیٰ کہ تمام بدن پر بڑے بڑے آبلے پیدا ہو گئے اور پیپ اُن میں سے جاری ہوئی۔ چند روز میں اُن آبلوں میں کیڑے پڑ گئے اور بدبو آنے لگی گھر والوں نے بستی سے باہر ایک جھونپڑی بنا دی اور کسی بندہ خدا نے اُن کی خبر گیری نہ کی۔ چار عورتیں تھیں تین تو گریز کر گئیں۔ مگر ایک حضرت یوسف علیہ السلام کی پوتی مائی رحمت اُس کی ہمت پر خدا کی رحمت ہو اُس نے کمر ہمت کو چست باندھا اور جو کچھ اُس کے پاس تھا سب اُن کے معالجہ میں صرف کیا۔ پھر مزدوری کرنی شروع کی۔ جو کچھ مزدوری سے ملتا اُن کے واسطے طعام خرید کر لاتی اور کچھ خدا کے واسطے اُن کی تندرستی کے لیئے صدقہ کرتی تھیں ؛

شیطان ملعون بی بی صاحبہ کو راہ میں ملتا تو کہتا کہ تو ایسی صاحب جمال ہے تم کس واسطے مزدوری کرتی ہے۔ اپنی جوانی ایسے شخص کی خدمت میں برباد کرتی ہے جس پر خدا کی نظر غضب ہے۔ وہ اُس لعین کے سخن پر مطلق توجّہ نہ فرماتی تھیں۔ ایک دن کوئی مزدوری کا کام بی بی صاحبہ کو نہ ملا۔ عصر کے وقت تنگ دل ہو کر ایک کافرہ عورت کے پاس گئیں کہ آج مجھے ایک آدمی کا کھانا دو۔ فردا میں کوئی مزدوری کر کے تمہارا حق ادا کر دوں گی۔ اُس کافرہ عورت کو بی بی صاحبہ کے بال جو نہایت خوش نما تھے پسند لگے اور کہنے لگی کہ اگر یہ بال کتر کر مجھے دیدے تو میں تجھے کھانا دوں گی۔ بی بی صاحبہ نے انکار کیا لیکن وہ کافرہ اسی بات پر ضد کرتی رہی۔ آخر لاچار ہو کر بی بی صاحبہ نے سر کی زلفیں اُس کو کاٹ دیں اور طعام حاصل کیا۔ شیطان نے اس بات پر اطلاع پا کر بصورت مرد متشکل ہو کر حضرت ایوب کے پاس جا کر بیان کیا کہ تیری بی بی کو لوگوں نے بدفعلی سے پکڑا ہے اور اُس کے سر کے بال کتر ڈالے ہیں۔ حضرت نے عہد کیا کہ جب میں تندرست ہو جاؤں گا تو اُس کو سو دُرّہ کی ضرب ماروں گا ؛

ایک روز شیطان بصورت طبیب حاذق کے بی بی صاحبہ کو راہ میں ملا اور

پوچھنے لگا کہ تیرے خاوند کا کیا حال ہے اُنہوں نے بیماری کی شدت بیان کی اُس نے کہا کہ اس مرض کا علاج گوشت خوک اور شراب انگور ہے سوائے اسکی کسی دوا سے صحت نہو گی بی بی صاحبہ نے باُمید تندرستی مزدوری کر کے دونوں چیزیں بہم پہونچائیں اور حضور میں عرض کی کہ یہہ دوا ایک طبیب حاذق نے بتائی ہے حضرت ایّوب نے نہایت غصّہ سے فرمایا کہ تو نہیں جانتی کہ پیغمبروں پر یہہ چیزیں حرام ہیں بی بی صاحبہ باوجود ملامت کے خدمتگزاری میں کسی طرح قصور نکرتیں اور شب و روز باخلاص تمام خدمت میں حاضر رہتیں حضرت ایّوب اس شدّت اور مصیبت میں صبر اور تحمل فرماتے تھے اور ایک لحظہ وظائف عبادت سے تساہل و سُستی نکرتے۔ چنانچہ ملائک افلاک اور ساکنان خطۂ خاک اس حال سے حیران ہوتے تھے ✦

جب ابلیس لعین کا کوئی مکرو فریب پیش رفت نہوا اور حضرت ایّوب کے صبر و استقلال میں ذرہ بھی قصور واقع نہوا اور کسیطرح کا تغیر اُنکے اطاعت و عقیدہ میں نہ آیا تو آتش حسد سے اُس ملعون کا دل جل گیا۔ پس جب زمانہ مصیبت کا گذرا اور وقت عافیت و راحت کا پہونچا تو اُسوقت بقول بعض بارہ سال اور بقول بعض سات سال منقضی ہو چکے تھے۔ ایکدن کیڑوں نے بدن کو بڑے زور سے کاٹنا شروع کیا اور درد بدرجہ کمال ہوا ایّوب علیہ السلام اُسدن روئے کہ ایسا کبھی نہ روئے تھے اور مناجات شروع کی رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ ط اے میرے پروردگار مجھے دُکھ نے ستایا اور تو سب رحم کرنیوالوں سے زیادہ مہر کرنیوالا ہے۔ جبرائیل امین اُسیوقت پہونچا اور کہا کہ داہنا پاؤں زمین پر مار و جب حضرت نے قدم زمین پر مارا تو چشمہ آب صاف کا پھوٹ نکلا اور جبرائیل کے اشارہ سے اُسمیں غسل کیا تمام مرض ظاہر بدن کی دور ہوئی پھر جبرائیل کے کہنے پر دوسرا پاؤں زمین پر مارا اور ایک چشمہ سرد خوشگوار نکلا اُس میں سے آبحیات نوش جان فرمایا تمام علّت اور زحمت باطنی دفع ہوئی حضرت جبرائیل حضرت ایّوب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ کہ بی بی صاحبہ مزدوری کر کے آئیں اور اُن دونوں کو تندرست و صحیح سالم دیکھکر حیرت سے پوچھا۔ کہ یہاں میرا بیمار پڑا تھا سو کہاں ہے جبرائیل نے کہا کہ اگر تو اسکو دیکھے تو پہچان لیگی۔ حضرت ایّوب ہنسے اور بی بی صاحبہ نے پہچان کر خداوند کا شکر کیا۔ حضرت جبرائیل کی تعلیم سے خوشہ خرمائے تر سو شاخوں کا لیکر حضرت ایّوب نے اُنپر ایک بار مارا اور اپنے

عُہدہ قسم سے برآئے اور قدیم گھر کو گئے حق تعالے نے اپنے فضل و احسان سے اُنکو معاشی اور مال و زر و اولاد کثیر و غلام و اسباب بے حد پہلے سے دو چند عنایت کیا بعد صحت اہل روم کی طرف واسطے دعوت کے تشریف لے گئے اور اُسی ملک میں وفات پائی۔ صَلَوَاتُ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَعَلٰی نَبِیِّنَا ؕ

ذکر حضرت شُعَیبُ علیہ السّلام کا

حضرت شعیب علیہ السلام کا لقب خطیبُ الانبیاء ہے اسلیئے کہ فصاحت زبان اور بلاغت بیان میں درجہ اعلےٰ رکھتے تھے اہل مدین اور اصحاب الایکہ کی طرف مبعوث ہوئے تھے۔ یہ لوگ باوجود بُت پرستی کے کیل اور وزن میں انصاف نکرتے تھے اور کھوٹے روپے اور اشرفیاں چلاتے تھے اور راہوں میں مسافروں کو لوٹ لیتے تھے حضرت شعیب ہرچند اُنکو ایسے بد افعال سے منع کرتے تھے وہ ہرگز باز نہ آتے جن لوگوں کی قسمت میں سعادت مقدر تھی وہ ایمان لائے اور جو شقی ازلی تھے وہ گمراہ رہے اور افعال بد سے باز نہ آئے جب حضرت شعیب کی دعوت کا شہرہ عالم میں ہوا تو ملک شام اور دوسرے اطراف کے لوگ کمال رغبت سے واسطے تحصیل سعادت کے روانہ ہوئے اُنکی قوم کے لوگ بر سر راہ بیٹھکر لوگوں کو اُنکی متابعت سے مانع ہوتے تھے حضرت شعیب اُنکو وعظ و نصیحت فرماتے کہ تم خود گمراہ ہوئے ہو دوسروں کو کس لئے گمراہ کرتے ہو اور اُنکی اضلال کا وبال اپنی گردن پر لیتے ہو اگر تم خدا کے غضب سے نہ ڈروگے تو سخت عذاب اور قہر الٰہی سے مروگے اور جو عذاب الٰہی اگلی اُمتوں پر نازل ہوا ہے اسیطرح تمپر بھی ہوگا اُسوقت کچھ تدارک نہ ہوسکے گا۔ قوم نے جواب دیا۔ کہ مال و اسباب ہمارا ملک ہیں کمی بیشی کرنے کے ہم مختار ہیں تو ہمارے مال کا کیوں معترض ہوتا ہے اور بُت پرستی ہمارے قدیم بزرگوں کا شیوہ ہے ہم اسکو کس طرح چھوڑیں ہم اپنے ہمقوم لوگوں کو تیری تابعداری میں نہ آنے دینگے اور جو لوگ تجھپر ایمان لائے ہیں اُنکو جنون ہوا ہے اگر تیرے اعتقاد سے نہ پھرینگے تو ہم اُنکو اپنے ملک سے نکال دینگے حضرت شعیبؑ نے دعا کی جن لوگوں کو اللہ تعالے نے کفر سے نجات دی

اور ایمان عنایت کیا وہ دین حق سے طرف باطل کی ہرگز رجوع نکرینگے۔ تم نے باطل کی تائید و تائید میں حق و توحید کو ترک کیا قریب ہے کہ وہ خداوند قہار جو سب کا خالق و مالک ہے تمپر اپنا قہر و عذاب نازل کریگا *

القصہ جب کفر اور بدراہی اُس قوم کی حد سے زیادہ ہوئی اور بطریق استہزاء کے حضرت شعیب سے عذاب مانگنے لگے کہ اگر تو سچا ہے تو ہمپر عذاب نازل کر حضرت شعیب نے دعا مانگی اور خداوند کی جناب سے نشان آسمانی کے طلبگار ہوئے اسی عرصہ میں سات دن رات اس طرح کی گرمی ہوئی کہ کفار شدت حرارت کی تاب نہ لاکر گھروں سے نکلکر معہ اہل و عیال و چارپائوں کے باغوں میں جارہے۔ خداوند نے باغوں میں اُن گمراہوں پر ایسی بادِ سموم بھیجی کہ جس سے چشموں اور کنوؤں کا پانی اور انسانوں حیوانوں کے بدن کا خون مانند دیگ کی جوش کرنے لگا اور پاؤں کے چمڑے گلگر گرنے لگے اس عرصہ میں ایک ابر سیاہ نے اُس زمین پر سایہ ڈالا وہ لوگ دوڑتے ہوئے اُس سایہ میں گئے جب سبھوں نے اُس سایہ کے نیچے آرام پکڑا تو ایک ایسی آگ اُس ابر سے نازل ہوئی کہ تمام وضیع و شریف اور قوی و ضعیف جلکر راکھ ہوگئے اور جو شہر میں باقی تھے حضرت جبرائیل کے نعرہ سے جہنم رسید ہوئے اُنکی نجاست سے جہان پاک ہوا حضرت شعیب نے اُنکی شرارت سے نجات پائی جو لوگ حضرت شعیب پر ایمان لائے تھے اُنکی تعداد اسوقت ایکہزار سات سو تھی جو جبرائیل علیہ السلام کے نعرہ کے وقت بحکم الہی مدین سے باہر ایک فرسنگ پر چلے گئے تھے پھر حکم آلہی نازل ہوا کہ حضرت شعیب معہ مسلمانوں کے مدین میں رہیں اور اطراف کے لوگوں کو دین حق سکھاویں حضرت شعیب عشق آلہی میں اسقدر روئے تھے کہ نابینا ہوگئے اور قوم کی ہلاکی کے بعد بارہ سال زندہ رہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام جب اُنکی خدمت میں پہونچے تو اُنکے ہمراہ بقیہ زندگی بسر کی جیسا کہ آگے حضرت موسیٰ ہو کے ذکر میں بیان ہوگا

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ذکر

حضرت یوسف علیہ السلام کی وفات کے بعد قابوس نام ایک کافر مصر کا بادشاہ ہوا جس کا لقب فرعون اول ہوا وہ بنی اسرائیل کو بباعث اختلاف

مذھبی کے نہایت تنگ کرتا اور سخت سخت کام اُنکو بتاتا تھا۔ بنی اسرائیل اُسکی بادشاہی
میں بڑی تکلیف میں رہے جب یہہ جہنم رسید ہوا تو اُسکا بھائی ولید بن مصعب
جو فرعون ثانی تھا یہ تخت نشین ہوا۔ یہہ پہلے فرعون سے نہایت بڑھکر ظالم اور ستمگار تھا
اس خبیث نے تمام بنی اسرائیل کے مردوں جوانوں اور ضعیفوں بلکہ عورتوں پر بھی
خراج مقرر کردیا جب اُس نے خدائی کا دعوی کیا تو تمام بنی اسرائیل کو جمع کرکے کہا کہ اگر
تم میری بندگی قبول کروگے تو میں تمہیں سب تکلیفوں سے آزاد کردونگا ورنہ زیادہ عذاب
الیم میں گرفتار کروں گا۔ بنی اسرائیل نے انکار کیا اور اپنے باپ دادا کی شریعت پر
قایم رہے فرعون نے ایک عالیشان محل بنوانا شروع کیا۔ بنی اسرائیل کے جوانوں
سے پہاڑ کے پتھر منگواتا اور ضعیفوں پر مقرر کیا کہ دن بھر مزدوری کریں اور آفتاب ڈوبنے
سے پہلے اُجرت مزدوری کی لاکر فرعون کے خزانہ میں داخل کریں جو کوئی تاخیر کرتا اُسکے
ہاتھ میں طوق ڈالتا اور ہمیشہ ہمت نامبارک کو بنی اسرائیل کی اہانت اور تذلیل میں مصروف
رکھتا اسی عرصہ میں فرعون نے متواتر خوابیں دیکھیں۔ پہلے ایک خواب میں دیکھا کہ ایک
آگ شام کی طرف سے پیدا ہوئی اور تمام قلعے اور حویلیاں قبطیوں کی جلائیں اور شہر
وگاؤں کا اثر باقی نہ رکھا۔ اس خواب کے دیکھنے سے کانپ اُٹھا اور نہایت متفکر وحیران
ہوا پھر دوسری رات خواب میں دیکھا کہ جو درخت فرعون کے دربار کے آگے تھے ایک
مرد بنی اسرائیل سے آیا اور اُس نے اُن درختوں کو بیخ سے اُکھاڑا۔ پھر وہ درخت
اُس اسرائیلی کے ہاتھ میں اتنے بلند ہوئے کہ تمام جہان اُسکے سایہ کے نیچے آگیا فرعون
نے اس خواب کو دیکھکر نہایت ہیبت سے کاہنوں اور معبروں کو طلب کیا اُنہوں نے
تعبیر بیان کی کہ ایک شخص بنی اسرائیل میں پیدا ہوگا کہ بیخ اور بنیاد قبطیوں کی سلطنت کی
اُکھاڑیگا اور خود مقتدائے عالم ہوگا اور وہ ان تین راتوں میں اپنی والدہ کے پیٹ
میں مستقر ہوگا۔ پس فرعون نے تدبیر کو تقدیر کی ڈھال بناکر حکم دیا کہ ان تین راتوں میں
کوئی شخص اسرائیلی اپنی عورت کے پاس نہ جاوے آخر تیسری رات جس میں نجومیوں
نے مقرر کیا تھا کہ آجکی رات اُس شخص کا نطفہ جو تمہارا دشمن ہے ماں کے رحم میں قرار
پاویگا فرعون نے حکم دیا کہ شہر میں منادی کریں کہ تمام مرد بنی اسرائیل کے آج شہر سے
باہر جمع ہوویں۔ بنی اسرائیل تمام شہر سے باہر چلے گئے۔ فرعون بڑی خوشی سے اپنے

گھر میں آیا اور عمران جو حضرت موسےٰ کے باپ تھے اور فرعون کے بڑے مقرب تھے
اُنکو واسطے محافظت اپنے محل کے مقرر کیا۔ رات کو جو عورتیں فرعون کے محل کے
پاس جمع ہوئی تھیں حضرت موسیٰ کی والدہ بھی اُن عورتوں میں تھیں۔ عمران نے چپکے
سے اپنے قبیلہ کو بلا لیا اور وہیں فرعون کے محل میں رات کو اپنے پاس رکھا اور حضرت
موسیٰ علیہ السلام والدہ کے پیٹ میں آگئے ✦

ابن عباس سے روایت ہے کہ جو پیغمبر باپ کی پشت سے جدا ہوتا ہے تو
ستارہ اُسکا اُسی شب آسمان پر نمودار ہوتا ہے۔ نجومیوں نے جو اُس ستارہ کو دیکھا
تو نہایت بلند آواز سے شور مچانا شروع کیا چنانچہ اُنکی آواز فرعون کے کان میں پہونچی۔
اور ایک رعب اُسکے دلپر غالب ہوا اور مارے خوف کے تمام رات نیند نہ آئی۔ صبح کو
فرعون نے نجومیوں کو بلایا اور رات کے شور و غوغا کا حال پوچھا اُنھوں نے کہا کہ تقدیر تدبیر پر
ہنستی ہے تقدیر کے تیر نے تدبیر کی ہوا سے خطا نہ کیا اور ٹھیک نشانہ پر جالگا جو کچھ ہونا تھا
ہو گیا۔ پھر فرعون نے اپنی بیہودہ سرائی سے باز نہ آکر یہ تدبیر سوچی کہ موکلوں کو بنی
اسرائیل کے لڑکے مارنے پر مقرر کیا اور حکم دیا کہ دائیاں اُنکے گھروں میں پھرتی رہیں
جو لڑکا اُنکا پیدا ہو فی الفور قتل کیا جاوے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ پر کچھ آثار حمل کے
نمودار نہ ہوئے اسلئے کوئی دائی اُنپر مقرر نہ ہوئی۔ ایک دن مائی صاحبہ تنور تپا رہی تھیں کہ
درد زہ کا معلوم ہوا اندر جا کر لڑکا جنا اور باہر فرعون کے موکلوں کا آواز سنا جو پکار رہے
تھے کہ اس محلہ میں کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے یا نہیں۔ فی الفور والدہ نے موسیٰ کو لیکر جلتے
تنور میں پھینک دیا موکلوں اور دائیوں نے وہاں سے آکر دیکھا اور آگے چلے گئے والدہ نے
جب تنور میں نگاہ کی تو لڑکا آگ کے انگاروں سے کھیل رہا ہے اور اسکے بدن کو ذرہ بھر
آگ کی تاثیر نہ ہوئی۔ سمجھا کہ یہی شخص ہے جس کے واسطے ہزاروں بنی اسرائیل کے لڑکے
بارِ یچہ شمشیر فنا ہو گئے ✦

پس اُسکے مارے جانے کے خوف سے نہایت ڈری اور چاہا کہ اگر کوئی صندوق
ملے تو اُس میں ڈالکر دریائے نیل میں چھوڑ آؤں ✦
روایت ہے کہ حضرت موسیٰ کی والدہ ایک درودگر کے پاس گئی اور لڑکے کے
ڈالنے کا قصہ بیان کر کے صندوق بنوانے کی طالب ہوئی اسکے بنانیکے عوض پر فرعون کے

موکلوں پر یہ راز اظہار کر دینے کا ارادہ کیا اور وہاں سے اُٹھکر موکلوں کے پاس گیا۔ اُسوقت قادر ذوالجلال کی قدرت کاملہ سے اُسکی زبان گونگی ہو گئی اور ایک لفظ بھی بول نہ سکا۔ جب وہاں سے واپس آیا تو زبان کو صحت ہو گئی پھر اُسی طرح پر گیا اور گونگا ہو گیا اسی طرح تین چار دفعہ گیا اور آیا آخر سمجھا کہ یہ مولود کوئی بڑا اولوالعزم پیغمبر ہوگا دل سے ایمان لایا اور صندوق کی ترتیب پر مشغول ہو گیا۔ جب تابوت بن گیا تو والدہ نے حضرت موسیٰ کو دودھ پلا کر آنکھوں میں سُرمہ لگا کر تابوت میں روئی بچھا کر حضرت موسیٰ کو اُس میں ڈالا۔ اور تابوت کی درزیں روغن قیر سے مضبوط کرکے دریائے نیل میں ڈال دیا ❖

نقل ہے کہ فرعون کی بیٹی بعلت مرض برص مبتلا تھی اور سب طبیب اُسکے علاج سے عاجز ہو گئے تھے۔ آخر نجومیوں نے خبر دی تھی کہ ایک جانور دریا سے نکلے گا۔ اُسکے مُنہ کا لعاب اس مرض کا علاج ہے ❖

حضرت موسیٰ کی والدہ نے اُس بحر رحمت کا صندوق نیل میں ڈالا پانی نے اُسکو فرعون کے محل کے برابر درمیان درختوں کے پہونچایا لونڈیاں صندوق کو پکڑ کر فرعون اور آسیہ کے پاس لے گئیں جب صندوق کو کھولا گیا تو ایک لڑکا صاحب جمال نکلا جو اپنے انگوٹھوں سے دودھ چوس رہا تھا۔ فرعون کی لڑکی نے تھوڑا لعاب اُسکا اپنے برص پر لگایا فی الحال مرض جاتا رہا اُنہوں نے اُسکا نام موسیٰ رکھا کیونکہ اُنکی زبان میں مُو پانی کو اور سا درختوں کو کہتے تھے یعنے درختوں اور پانی سے ملا ہوا لڑکا مقلب القلوب نے حضرت موسیٰ کی محبت فرعون اور آسیہ کے دل میں ڈالی اُسکے دودھ پلانے والی دائی ڈھونڈنے لگے۔ آسیہ نے بہت دائیاں طلب کیں۔ مگر موسیٰ نے کسیکا دودھ نہ پیا۔ آخر حضرت موسیٰ کی والدہ کو بلا لائے تو لڑکے نے فی الفور بکمال رغبت سے دودھ پینا شروع کیا آسیہ نے ملازمت دودھ پلانے کے مواجب معقول سے مقرر کرکے حضرت موسیٰ کو اُسکے حوالہ کیا اور کہا ہفتہ میں ایک بار قصر دولت میں لایا کر۔ ایک برس کے بعد آسیہ حضرت کو فرعون کے پاس لے گئیں۔ فرعون نے اپنی گود میں ایک بار بٹھایا اور پیار کرنے لگا حضرت موسیٰ نے وہ سب کچھ بالکے فرعون کی داڑھی پکڑ کر کھینچی اور کئی بال اُکھیڑ کر نہایت خوشی سے کھیلنے لگے فرعون کو نہایت درد ہوا اور غضب میں آکر حضرت

موسیٰ کے قتل کا حکم دیا۔ بی بی آسیہ نے عرض کیا کہ نادان بچوں سے افعال میزان عقل میں وزن نہیں رکھتے مناسب ہے کہ اسکا امتحان کرو اگر یہ فعل قصداً صادر ہوا ہو تو سزا دیجئے ورنہ معاف کیجئے امتحان کے لیئے ایک طشت یاقوت کا اور ایک انگاروں کا منگایا گیا اور حضرت موسیٰ کے آگے رکھے گئے حضرت موسیٰ تو چاہتے تھے کہ طشت یاقوت میں ہاتھ مبارک ڈالیں لیکن جبرائیل امین نے اُن کا ہاتھ آگ کے طشت میں ڈالا اُنہوں نے آگ کا انگارہ ہاتھ میں لیکر مُنہ میں رکھا چنانچہ تھوڑی سی زبان مبارک جل گئی اور گرہ پڑ گئی فرعون نے جب یہہ حال دیکھا تو انتقام سے درگذرا اور دائی کے حوالہ کیا ✤

جب سن مبارک ستّرہ برس کا ہوا تو آسیہ اُنکی تربیت میں مصروف ہوئیں۔ اور چارسو غلام زریفتی لباس اور تاج مرصّع اور طوق زرّیں کے حضرت موسیٰ کی ملازمت میں رکھے جس وقت نہایت حشمت اور تجمّل سے سوار ہوتے تھے تو لوگ گمان کرتے تھے کہ فرعون کا بیٹا ہے ✤

حضرت موسیٰ بسبب جنسیّت کے بنی اسرائیل پر ہمیشہ رحم فرمایا کرتے تھے اور قبطیوں کی تکلیف دینے سے ہمیشہ ملول رہتے تھے لیکن فرعون کے خوف سے دم مارنیکا یارانہ تھا اس واسطے ہمیشہ آزردہ خاطر رہتے کبھی کبھی اپنا غم بہلانے کے لیئے تنہا جنگل کو نکل جاتے اتفاقاً ایک دن ایک قبطی ایک بنی اسرائیل پر ظلم کر رہا تھا۔ حضرت موسیٰ نے غضب میں آکر اسکو ایک طمانچہ مارا پیغمبر کا طمانچہ غضب سے کافر کو لگے تو پھر اُسکا بچنا ممکن نہیں ہوتا فی الفور جہنّم کو سدھارا مگر اُسوقت کسی نے نہ دیکھا حضرت گھر چلے آئے فرعون کو قبطی کے مارے جانے کی خبر پہونچی تفتیش کے واسطے آدمی دوڑائے اور بڑی تحقیقات ہونے لگی کیونکہ مقتول فرعون کا باورچی اور بڑا مقرب تھا۔ ابھی قاتل کا کوئی پتہ نہ لگا تھا کہ دوسرے دن حضرت موسیٰ پھر ایک موقعہ پر گذرے کہ اُسی مرد اسرائیلی کو (جس کے چھڑانے پر حضرت نے پہلے ایک شخص قبطی کو طمانچہ سے مارا تھا) پھر قبطی لوگ گرفتار کرکے تنگ کر رہے تھے موسیٰ پھر اسکے چھڑانے کو متوجہ ہوئے تو اُس بیوقوف نے بیساختہ کہہ دیا کہ اے موسیٰ پھر کیسکو طمانچہ مارنا تیرا طمانچہ آدمی کی جان نکال دیتا ہے قبطیوں نے یہ بات فرعون کو پہونچائی فرعون تو قاتل کی تلاش میں تھا اور حضرت موسیٰ کو بھی ہلاک کرنا چاہتا تھا اسی بہانہ قصاص حضرت موسیٰ کے حاضر کرنے کا حکم دیا ✤

کہتے ہیں کہ جس شخص نے صندوق حضرت موسیٰ کا بنایا تھا اور اُن کا علو شان آزمایا تھا اور دل سے اُنپر اعتقاد لایا تھا اُس نے حضرت موسیٰ کو خبر دی کہ اب اگر نکلنا ہو تو نکل جاؤ ورنہ مارے جاؤ گے حضرت موسیٰ بے زاد و راحلہ تن تنہا وہاں سے بھاگے اور جنگل کی راہ لی۔ سات دن تک قطع مسافت کرتے ہوئے بھوکے پیاسے شہر مدین میں جا پہونچے شہر کے باہر ایک کنواں تھا وہاں ایک درخت کے نیچے آرام کیا۔ بعد ایک ساعت کے گوالے ہزاروں بکریاں لیکر کنوئیں پر پہونچے۔ کنوئیں کا ڈول اتنا بڑا تھا کہ چالیس مرد ملکر کھینچتے تھے۔ لوگوں نے اپنی اپنی نوبت پر ملکر پانی کنوئیں سے نکالا اور اپنی اپنی گوسفندوں و مویشیوں کو پلایا۔ جب سب لوگ پلا چکے تو ایک بھاری پتھر چالیس مردوں نے ملکر کنوئیں کے دہانہ پر رکھا اور چلے گئے پیچھے دو لڑکیاں اپنی ضعیف و نحیف بھیڑیں لیکر بیٹھی تھیں اُنہوں نے کچھ خراب گندہ اور گدلا پانی جو لوگوں کے مویشیوں سے بچ رہا تھا۔ بھیڑوں کو پلانا شروع کیا مگر پھر بھی اُنکی بھیڑیں پیاسی رہیں حضرت موسیٰ نے اُن سے پوچھا کہ تم کون ہو اُنہوں نے کہا کہ ہم شعیب پیغمبر کی بیٹیاں ہیں۔ ہمارا باپ بوڑھا ضعیف اور نابینا ہے ہم بھیڑیں چراتی ہیں اور پانی کا یہاں قحط ہے لوگ ہماری بھیڑوں کو پانی نہیں دیتے اسلئے ہماری بھیڑیں نہایت ضعیف اور نحیف ہو گئی ہیں۔ حضرت موسیٰ کو اُنکے حال پر نہایت رحم آیا۔ کنوئیں کے دہانہ پر جو بڑا بھاری پتھر رکھا تھا اُسکو تن تنہا اُٹھا کر علیحدہ رکھ دیا اور جس ڈول کو چالیس جوان بتکلیف کھینچا کرتے تھے اکیلے کھینچکر پانی نکالا اور اُنکی بھیڑوں کو سیراب کیا۔ وہ لڑکیاں خوش ہو کر گھر چلی گئیں اور حضرت موسیٰ نے پھر وہ پتھر جو کنوئیں کا سرپوش تھا چاہ کے دہانہ پر رکھ دیا ۔

صاحبزادیوں نے حضرت شعیب سے جا کر بیان کیا کہ آج ہماری بھیڑیں پانی سے خوب سیراب ہوئی ہیں حضرت نے باعث پوچھا اُنہوں نے کہا کہ کنوئیں پر کوئی پردیسی وجیہ صورت آیا بیٹھا ہے۔ جب سب لوگ پانی پلا کر چلے گئے تو اُسنے ہمپر رحم کرکے تن تنہا دہانہ کا پتھر اُٹھا کر ڈول کھینچا اور ہماری بھیڑوں کو سیراب کیا۔ حضرت شعیب اُس مسافر کی کمال قوت اور فتوت و مروت کا حال سنکر اُسکے دیدار کے مشتاق ہوئے اور فرمانے لگے کہ اُس شخص سے مجھے آشنائی کی بو آتی ہے۔ بڑی لڑکی کہ جو صفورہ نام رکھتی تھی حضرت موسیٰ کے بلانے کو بھیجا۔ صفورہ نے جا کر کہا کہ میرا باپ آپ کو بلاتا ہے۔ حضرت موسیٰ

صیفورہ کے آگے آگے روانہ ہوئے اور فرمایا کہ جس طرف تمہارے لوچہ کا راہ ہو مجھے اشارہ کر دینا جب حضرت شعیب کے پاس پہونچے تو اُنہوں نے حضرت موسیٰ کی نہایت تعظیم کی اور پردیس میں نکلنے کا باعث پوچھا۔ حضرت موسیٰ نے اپنی پرورش کا حال فرعون کے پاس اور قبطی کا ایک طمانچہ سے مارا جانا اور فرعون کا گرفتاری کے لئے حکم دینا بیان کیا۔ حضرت شعیب نے تسلّی دی اور فرمایا کہ اللہ کا شکر کرو آپنے ظالموں کافروں کے ہاتھ سے نجات پائی ہے۔ چند روز اچھی طرح ضیافت و خدمتگزاری کی پھر فرمایا کہ آپ میری دختر صیفورہ کو نکاح میں قبول کرو۔ حضرت موسیٰ نے کہا میں مسافر اور مفلس آدمی ہوں۔ مہر کہاں سے ادا کروں گا۔ حضرت شعیب نے فرمایا کہ آٹھ برس خدمت شبانی کی آپکا مہر ہوگا اور اگر دس پورے کروگے تو تمہارا احسان ہوگا حضرت موسیٰ نے بخوشی خاطر قبول کیا۔ حضرت شعیب نے فرمایا کہ اندر گھر میں جاکر ایک لاٹھی اُن لاٹھیوں میں سے جو پیغمبروں سے ہمکو میراث میں ملی ہے لے آؤ۔ جب حضرت موسیٰ گھر میں گئے تو اندھیری رات میں حضرت آدم علیہ السلام کی لاٹھی جو وہ بوقت ہبوط جنّت سے لائے تھے خود بخود حضرت موسیٰ کے ہاتھ میں آئی جب حضرت شعیب نے بسبب ضعف بصارت اُسکو ہاتھ سے چھُوا تو فرمایا کہ دوسری لاٹھی لاؤ۔ غرض کہ سات بار گئے اور وہی لاٹھی ہر بار ہاتھ میں آتی تھی۔ حضرت شعیب نے جانا کہ یہہ شخص خلعت نبوّت سے اور شرافت رسالت سے مشرّف ہوگا۔ فرمایا کہ اس لاٹھی سے غافل مت ہوجیو یہ تم کو بڑے بڑے کام دیگی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام آٹھ سال تک اپنے خسر بزرگوار حضرت شعیب علیہ السلام کا ریوڑ چراتے رہے +

اصل مصنّف کتاب ہذا نے یہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے بذریعہ اُس عصا کے جو اُنکو حضرت شعیب نے عنایت کیا تھا ایک بڑے اژدہا کے مارے جانے کا ذکر کرکے فرمایا ہے کہ یہ روایت میرے نزدیک پایہ اعتبار سے ساقط ہے +

ان آٹھ سالوں میں ایک اور کرامت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جس سے اُنکے وجود باجود کا پربرکت ہونا ثابت ہوا اور آیندہ اُنکے خلعت نبوّت سے مشرّف ہونے کی استعداد و لیاقت ثابت ہوئی یہ تھی (اس روایت کو فاضل مصنّف و ام مجدہٗ چھوڑ گئے ہیں) کہ حضرت شعیب نے پہلے سال اُنکی آزمایش و امتحان کے لئے وعدہ کیا کہ اب کے

موسیٰ اس سال جس قدر بھیڑوں اور بکریوں کے بچے برنگ سیاہ پیدا ہوں وہ تیرا مِلک ہونگے۔ خدا کی قدرت اُس سال سارے بچے سیاہ رنگ کے ہی پیدا ہوے دوسرے سال فرمایا جس قدر سفید رنگ پیدا ہوں وہ میرے ہوں گے اُس سال تمام سفید رنگ پیدا ہوئے تیسرے سال فرمایا جس قدر ابلق بچے پیدا ہوں وہ تیرا مِلک ہوں گے۔ اُس سال سارے ابلق پیدا ہوئے اس طرح حضرت موسیٰ کا ریوڑ علیحدہ بن گیا۔ اُن تین سالوں کے بچے بہ یُمن و برکت حضرت موسیٰ کے اسقدر بڑھے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے ریوڑ سے حضرت موسیٰ کا ریوڑ سہ چند ہو گیا۔ اسی طرح آٹھ سالوں میں حضرت شعیب کی بھیڑوں بکریوں سے حضرت موسیٰ کی بھیڑیں اور بکریاں تعداد میں زیادہ بڑھتی گئیں۔ حتےٰ کہ حضرت شعیب کا ریوڑ اگرچہ تعداد میں بہت تھا۔ لیکن بہ نسبت ریوڑ موسیٰ علیہ السلام کے بہت ہی قلیل تھا۔

موسیٰ علیہ السلام نے آٹھ برس تک بموجب شرط کے خدمت شبانی کی پھر دو برس زیادہ اپنی طرف سے خدمت میں حاضر رہے بعد ازاں حضرت شعیب سے رخصت چاہی اُنھوں نے رخصت دی تو بمعہ صیفورہ اپنے قبیلہ کے اپنی گوسفندوں کو لیکر روانہ ہوئے پانچ منزلیں طے کیں چھٹے روز وادی سینا میں پہونچے۔ وہاں جنگل میں ایک مقام پر ڈیرہ کیا اندھیری رات تھی اور ابر سیاہ ظاہر ہوا۔ سردی کا موسم تھا۔ بوندیں پڑنے لگیں اور سخت اندھیرا ہو گیا کہ ہاتھ دکھائی نہ دیتا تھا۔ سردی کی شدت سے ہرچند چقماق جھاڑی آگ نہ نکلی۔ گنبد فلک سے رعد کی گرج اور بجلی کی چمک نمودار ہوئی۔ اُس اندھیرے میں درندوں کا خوف بھی ریوڑ کے لئے غالب تھا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے چاروں طرف نظر دوڑائی مگر کہیں آگ نظر نہ آئی بعد کچھ دیر کے دائیں طرف نگاہ کی۔ تو طور سینا کی طرف سے روشنی دکھائی دی لاٹھی لیکر آگ لینے کو روانہ ہوئے اور اپنے اہل سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو شاید میں تمہارے واسطے آگ لاؤں گا یا آگ کے پاس کسی رہبر کو پاؤں گا۔ کہتے ہیں کہ وہ آگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرودگاہ سے بارہ فرسنگ تھی۔ جب حضرت موسیٰ اپنی قوت روحانی اور کشش رحمانی سے جلد اُسکے نزدیک پہونچے دیکھتے کیا ہیں۔ کہ آتش شعلہ زن ایک سبز درخت کی شاخوں سے نکلکر آسمان کی طرف بلند ہو رہی ہے ہر لحظہ بلحظہ آگ کی روشنی اور درخت کی سبزی اور تازگی زیادہ ہوتی جاتی تھی حضرت موسیٰ

علیہ السلام حیران کھڑے دیکھ رہے تھے اور اس فکر میں تھے کہ کس طرح میں تھوڑی سی آگ اس سے لوں۔ آخر کئی لکڑیاں سوکھی لیکر انکو باندھا جب درخت کے پاس لکڑیاں سلگانیکو متوجہ ہوئے تو آگ اوپر کو چلی گئی۔ اسیطرح کئی بار ہوا آخر ایک آواز سُنی کہ کوئی کہتا ہے یَا مُوسٰی۔ حضرت موسیٰ نے جواب میں کہا لَبَّیْکَ لَبَّیْکَ یعنی میں حاضر ہوں حاضر ہوں۔ پھر اِدھر اُدھر دیکھا مگر کوئی نظر نہ آیا۔ جب تین بار متواتر آواز سُنی تو کہا کہ اے منادی تو کون ہے کہ تیری آواز سُنتا ہوں اور تجکو نہیں دیکھتا۔ پھر ایک آواز سُنا کہ اِنِّیْ اَنَا اللّٰہُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ میں خدا جہانوں کا پروردگار ہوں۔ حضرت موسیٰ سجدے میں گرے۔ پھر حکم ہوا اے موسیٰ آگے آؤ۔ اس بات کے سُننے سے خوف اور بیم حضرت کلیم کی مزاج پر غالب ہوا اور سب اعضائے کانپنے لگے۔ زبان بیحرکت ہوئی اور مُرغ ہوش نے آشیانہ دماغ سے پرواز کیا۔ بہزار حیلہ عصائے مبارک ہاتھ میں لیکر کھڑے ہوئے اُسوقت ایک فرشتہ نے بموجب حکم الٰہی موسیٰ کی مدد کرکے درخت تک پہونچایا۔ جب قریب درخت کے پہونچے تو حکم ہوا اِنِّیْ اَنَا رَبُّکَ فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًی یعنی میں تیرا رب ہوں پس تو اپنی جوتیاں اُتار ڈال تحقیق تو وادی مقدس میں ہے جس کا نام طویٰ ہے اُسوقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پاؤں سے جوتیاں اُتاریں ✝ اور اُن کے مفاصل بباعث خوف وہیبت جلال وجبروت ربانی سخت لرزاں ہو رہے تھے اسلئے حکیم مطلق نے اپنی حکمت بالغہ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوف دور کرنے اور اُنکا اُنس بڑھانے کے لئے فرمایا وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يَا مُوْسٰی کیا ہے تیرے ہاتھ میں اے موسیٰ۔

✝ حاشیہ۔ جوتیاں اُتارنیکا سبب اس کتاب کا مصنف بیان کرتا ہے کہ یا تو یہ تھا کہ جوتیاں گدھے کے کچے چرم سے تھیں مگر یہ روایت غیر معتبر ہے یا یہ سبب تھا کہ مائی صفورہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کوہ سینا کی طرف جانیکے وقت کہا تہا کہ ہوشیار رہیو جانا اس زمین میں کانٹے اور کژدم اور سانپ بکثرت ہیں حضرت موسےٰ نے جواب میں کہا کہ جوتی پاؤں میں ہے اور عصا میرے ہاتھ میں ہے کچھ خوف نہیں اسلئے خداوند تعالیٰ نے اُنکے پاؤں سے جوتیاں اُتروائیں اور عصا سانپ بن گیا تاکہ پھر جوتیوں اور عصا پر تکیہ نکریں یا جوتیاں اُتارنیکا حکم محض واسطے ادب اُس پاک مقام کے تھا اور یہاں اُن لوگوں کی تردید ہے جو جوتیوں سمیت مسجد میں نماز پڑھنا جایز سمجھتے ہیں کیونکہ مسجد مقام مناجات اور واجب التعظیم ہے اور نماز مومن کا معراج ہے جیسا کہ کوہ سینا موسیٰ کا معراج تھا۔ ۱۲

حضرت موسیٰ نے عرض کی هِیَ عَصَایَ اَتَوَکَّؤُا عَلَیْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰی غَنَمِیْ
وَلِیَ فِیْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰی یہ میری لاٹھی ہے اسپر تکیہ کرتا ہوں اور اپنے ریوڑ کے لئے
اس سے درختوں کے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے لئے اسمیں کئی اور بھی حاجتیں اور مطالب
ہیں۔ اس دوستانہ کلام اور مہربانی کے الفاظ سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوف
جاتا رہا اور لرزہ اندام کا دور ہوا پھر جناب الٰہی سے خطاب ہوا اَلْقِهَا یٰمُوْسٰی یعنی
اپنی لاٹھی پھینک دے اے موسیٰ۔ جب عصا کو ہاتھ سے پھینکا تو وہ ایک اژدہا نہایت
مہیب صورت بنکر ہر طرف حرکت کرنے لگا اور اسکا آواز مثل آواز اونٹ کے تھا فَلَمَّا
رَاٰهَا تَهْتَزُّ كَاَنَّهَا جَآنٌّ وَّلّٰی مُدْبِرًا وَّلَمْ يُعَقِّبْ جب موسیٰ علیہ السلام نے
اُس عظیم الجثہ اژدہا کو حرکت کرتے ہوئے دیکھا گویا وہ ایک دیو ہے تو خوف زدہ ہوگئے اور پیٹھ
دیکر بھاگے اور پیچھے پھر کر نہ دیکھا پھر ارشاد ہوا خُذْهَا وَلَا تَخَفْ سَنُعِيْدُهَا سِيْرَتَهَا
الْاُوْلٰی۔ اب اس اژدہا کو پکڑ لے اور مت ڈر ہم پھیر دینگے اُسکو پہلے حال پر۔

اس خطاب کو سُنکر حضرت موسیٰ کا دل قوی ہوا اور واپس آکر اُس اژدہائے عظیم
کے دُم کو پکڑا وہ بدستور لاٹھی ہوگئی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خلعت رسالت و علم معرفت عطا ہونے لگا تو پہلے خطاب
میں باریتعالیٰ نے انکو ارشاد فرمایا اَنَا اخْتَرْتُكَ فَاسْتَمِعْ لِمَا يُوْحٰى میں نے تجھے برگزیدہ کیا
اب تجھے پیغمبری کی نعمت عطا کی اور رسالت کا شرف بخشا پس سُن جو (تجھے) وحی کیجاوے
اب چونکہ فرعون کے پاس انکا بھیجنا اصل مقصد تھا اور انکو معجزات روشن اور
کرامات عالیہ عنایت ہونے لگے تو اُن معجزات کا طریق عمل وہیں انکو سکھاتا اور اُن سے تجربہ
کرانا ضروری تھا کہ انکی طبیعت عادی ہوجائے اور اُنکے دل کا خوف دور ہو اسلئے عصا کو سانپ
بنا کر دکھلایا اور پھر اُسکے پکڑنے کا حکم دیا تاکہ اُنکے دلکو تسکین ہوجاوے اور قوی القلب ہوکر فرعون
کے پاس اس معجزہ کے طریق عمل کو برتیں ایسا نہ ہو کہ خود ہی اُس سے ڈرنے لگ جائیں پھر
دوسرا معجزہ عنایت کیا اور فرمایا وَاَدْخِلْ يَدَكَ فِيْ جَيْبِكَ تَخْرُجْ بَيْضَآءَ اور ڈال ہاتھ
اپنا اپنے گریبان میں نکلے گا سفید۔

جب ہاتھ کو جیب میں ڈالکر نکالا تو روشنی اسکی آفتاب کے نور سے غالب ہوئی پھر
حسب جیب میں ڈالا تو وہ روشنی جاتی رہی اب یہہ دونو معجزے عنایت فرما کر جناب باری

سے حکم صادر ہوا کہ فرعون کے پاس جا کر دعوت حق کی کر حضرت موسیٰ نے عرض کیا کہ میری زبان میں لکنت ہے اور میرا بھائی مجھ سے فصیح اللسان ہے اسکو میرے ساتھ شریک کر اور میرا وزیر بنا کہ میری کمر اس سے محکم ہو اور میری زبان کی گرہ کھولدے حکم ہوا کہ تیری دعا قبول ہوئی ہارون کو بھی ہم نے شرافت رسالت کی دی اور تیرے کام میں شریک و مددگار کیا ۔

حضرت موسیٰ نے اُسوقت چار سوال کئے ایک[۱] یہ کہ میرا سینہ کھول یعنی میرا حوصلہ بڑھا۔ دوسرا[۲] یہ کہ میری زبان کی لکنت دُور کر تیسرا[۳] یہ کہ میری مشکلیں آسان کر چوتھا[۴] یہ کہ میرے بھائی کو بھی میرے کام میں شریک کر تاکہ اس خطیر کام میں میرا ظہیر (پشت پناہ) ہو ۔

اب ان چار سوالوں کے قبول ہونے کے بعد یہ خیال آیا کہ میں نے اُنکا ایک آدمی قتل کیا تھا شاید وہ اُسکے قصاص میں مجھے گرفتار کریں تو اب پھر عرض کی رَبِّ اِنِّیْ قَتَلْتُ مِنْهُمْ نَفْسًا وَّاَخَافُ اَنْ يَّقْتُلُوْنِ ؁ اے میرے پروردگار میں نے اُنکا ایک آدمی قتل کیا ہوا ہے۔ اور میں ڈرتا ہوں کہ اُسکے عوض میں وہ مجھے قتل کرینگے حکم ہوا کہ خاطر جمع رکھ اور دل میں تسلی کر ہم نے تجھے برگزیدہ کیا ہے تو اور تیرا بھائی اور تم دونوں کے تابعدار فرعونیوں پر غالب ہونگے۔

پھر حکم ہوا کہ تم دونوں بھائی جاؤ اور رسالت کا پیغام بجالاؤ کلام نرم اور گفتگو سے ملائم سے فرعون کو نصیحت کرو شاید وہ نصیحت کو قبول کرے اور اُسکا دل ڈرے اور اُسکو کہو کہ بنی اسرائیل کے ظلم سے ہاتھ کوتاہ کرے اُنکو قید سے نکالے اور تمہارے ساتھ کردے۔

پس موسیٰ علیہ السلام شرف رسالت سے مشرف ہو کر اپنے ریوڑ کے پاس واپس آئے صیفورہ کو اُس رات میں خداوند تعالیٰ نے فرزند صاحب جمال عنایت کیا تھا وہاں پہونچکر فرزند کو دیکھا اور صیفورہ کو تمام حقیقت نعمت نبوت کے حاصل ہونے اور باریتعالےٰ سے ہمکلام ہونے کی بیان کی اور خداوندی جناب سے واسطے دعوت فرعون کے مامور ہونے کا حال ظاہر کیا۔ صیفورہ نے کہا کہ خداوند کا پیغام اور الٰہی رسالت ادا کرنے میں نہایت جلدی کرو۔ پس حضرت موسےٰ نے اپنے ریوڑ و سامان کو معہ صیفورہ اور فرزند کے حافظ حقیقی کے حوالے کیا اور مصر کو روانہ ہوئے چنانچہ پہر رات گئی اپنے گھر میں پہونچے۔ دروازہ بند تھا والدہ اور بھائی گھر میں سوئے ہوئے تھے۔ دروازہ کا زنجیر کھٹکھٹایا والدہ نے آواز دیا کہ باہر کون ہے حضرت موسیٰ نے کہا کہ آپکا مہمان ہوں۔ والدہ نے دروازہ کھولا اور ڈیوڑھی میں چارپائی بچھا کر طعام ماحضر پیش کیا مگر بسبب عدم شناخت کے کوئی اجنبی آدمی سمجھا ہوا تھا کہ حضرت ہارون پر خداوند کی طرف سے وحی نازل

ہوئی اور خبر دی کہ تجھے رسالت سے مشرف کیا جاتا ہے دیکھ تیرا بھائی موسیٰ ہمارا اکرم رسول باہر ڈیوڑھی میں تمہارے گھر آیا ہوا ہے - ھارون جلدی سے اُٹھے اور والدہ کو بلند آواز سے کہا کہ مہمان جو ہمارے گھر آیا ہوا ہے میرا بھائی موسیٰ ہے والدہ فرط خوشی سے دوڑی اور فرزند کو گلے لگا کر زار زار روئی اور دونوں بھائی نہایت پیار سے ملے اور بڑی خوشی سے باتیں کرنے لگے -

(اسوقت عمران حضرت موسیٰ کا والد فوت ہوچکا تھا) حضرت موسیٰ نے بھائی سے مشورہ کیا کہ خداوند نے مجھے اور تجھے فرعون کی دعوت پر مامور فرمایا ہے ھارون نے کمر اطاعت کی باندھکر اقامت دعوت پر مستعدی ظاہر کی ÷

صبح کو دونوں بھائی فرعون کے دربار میں حاضر ہوئے - دیوار کے دروازہ بیرونی پر دو شیر فرعون کے پالے ہوئے بیٹھے رہتے تھے جنکو دو وقت گوشت ملتا تھا اور کسی اجنبی کو اندر نہ آنے دیتے تھے - حضرت موسیٰ اور ہارون کو دیکھکر سر بسجدہ گرے اور نہایت تعظیم بجا لائے حضرت موسیٰؑ نے شیروں کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا اور دونوں دربار کے اندر داخل ہوئے اب دربار سے کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو حضرت موسیٰؑ کی آمد سے فرعون کو خبر کرے - درباری لوگ پوچھتے تھے تمہارا کیا کام ہے وہ کہتے کہ خداوند ربّ العلمین کا پیغام فرعون کو پہونچانا ہے وہ ہنستے اور موسیٰؑ و ہارونؑ کو منتہم بجنون کرتے اور اُن کا پیغام پہونچانے سے انکار کرتے اسی طرح تین سال گذر گئے اور کسی کو جُرأت نہ ہوئی کہ احوال اُنکا فرعون کے حضور میں ظاہر کرے - آخر ایک شخص جو فرعون کا مسخرہ تھا اُس نے اُن سے پوچھا کہ تم جانتے ہو یہ کیا جگہ ہے موسیٰ و ہارون نے کہا ہاں جانتے ہیں یہ فرعون کا محل ہے پھر اُس نے کہا کہ تم کون ہو اُنہوں نے کہا ہم خداوند خالق و مالک زمین و آسمان کے بندے ہیں پھر پوچھا کہ تم یہاں کسواسطے آئے ہو اُنہوں نے جواب میں کہا کہ ہمکو خداوند تعالیٰ نے فرعون کے پاس بطریق رسالت بھیجا ہے ÷

اُس مسخرے نے فرعون سے جا کر کہا کہ آج میں ایک سخن عجیب لایا ہوں جُرأت عرض کرنے کی نہیں فرعون نے کہا وہ کیا ہے بولا کہ دو شخص تمہارے محل کے دروازے پر جو دربار کا بیرونی دروازہ ہے وہاں دو تین سال سے بیٹھے ہیں وہ کہتے ہیں کہ تمہارے سوا کوئی اور خدا ہے جو زمین و آسمان کا خالق ہے اور پروردگار عالم وہی ہے - فرعون نے نہایت غضب میں آکر اُنکے حاضر کرنے کا حکم دیا جب دربار میں حاضر ہوئے تو فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا پشمینہ پوش ہاتھ میں عصا غریب صورت دیکھتے ہی پہچانا اور کہا اَلَمْ نُرَبِّكَ فِيْنَا وَلِيْدًا

وَلَبِثْتَ فِيْنَا مِنْ عُمُرِكَ سِنِيْنَ۔ کیا ہمنے نہیں پالا تجکو اپنے پاس لڑکا اور رہا تو ہم میں اپنی عمر میں سے کئی برس وَفَعَلْتَ فَعْلَتَكَ الَّتِىْ فَعَلْتَ وَاَنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ط یعنی علاوہ اس کے تو ایک ایسا کام کرکے بھاگا کہ تو ہی خوب جانتا ہے اور تو نے کفران نعمت و ناشکری کی۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ میں نے اُس شخص کو ایک گھونسا تادیباً مارا تھا یہ نہ معلوم تھا کہ مر جاویگا اس طرح کے مارنے پر تو قصاص لازم نہیں آتا مگر تم نے میرے مارنے کا حکم صادر کیا تھا اور مجھے تمہارے مقابلے کی تاب نہ تھی لہذا بھاگ گیا فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَوَهَبَ لِيْ رَبِّيْ حُكْمًا وَّجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ط پس بھاگا میں تم میں سے جب تمہارا ڈر دیکھا پھر بخشا مجکو میرے رب نے حکم اور کردیا مجکو رسولوں سے۔ پس فرعون نے کہا وَمَا رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ط اور کیا ہے جہانوں کا پروردگار یعنی تو جو کہتا ہے کہ ایک خدا ہے جہانوں کا پروردگار اسکے کیا معنے ہیں۔ حضرت موسیٰ نے کہا رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ط صاحب آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اُنکے بیچ ہے اگر ہو تم یقین کرنیوالے ❖

پھر فرعون نے اپنے وزیروں اور درباریوں اور مقربوں کی طرف نظر کی قَالَ لِمَنْ حَوْلَهٗۤ اَلَا تَسْتَمِعُوْنَ ط یعنی فرعون نے اپنے گرد والوں کو کہا کیا تم نہیں سنتے ہو یہ کیا کہہ رہا ہے ان درباریوں سے حضرت موسیٰ نے فرمایا رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ (صاحب تمہارا اور صاحب تمہارے اگلے باپ دادوں کا وہی ایک خدا ہے جو جہانوں کا پروردگار ہے)۔ فرعون نے نہایت تعجب سے کہا اِنَّ رَسُوْلَكُمُ الَّذِىْۤ اُرْسِلَ اِلَيْكُمْ لَمَجْنُوْنٌ تحقیق جو رسول تمہاری طرف بھیجا گیا البتہ دیوانہ ہے ❖

فرعون نے بار بار تعجب سے یہی پوچھا کہ کیا ایک خدا سب جہان کے لئے کافی ہو سکتا ہے تو حضرت موسیٰ نے بڑے زور سے بار بار یہی جواب دیا کہ آسمان زمین اور تمام دنیا و مافیہا کا وہی پروردگار ہے وہی ہر ایک کی حفاظت اور پرورش کے لئے کافی ہے۔ تو اُس نے آخر اپنی کچہری کے لوگوں کو مخاطب کرکے اسکو تمسخر میں اُڑایا اور حضرت موسیٰؑ کو دیوانہ کا خطاب دیا اسلئے کہ قبطیوں کے خیال میں ہر ایک علاقہ اور ہر ایک گاؤں کے لئے ایک خدا مقرر شدہ تھا جنکو وہ اپنا محافظ اور پرورش کرنے والا تصور کرتے تھے اور فرعون کا دعوے یہ تھا اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى یعنی میں تمہارا بڑا رب ہوں اُن سب پروردگاروں سے بڑھکر میرا رتبہ ہے اب اُن لوگوں کے خیال سے مخالف حضرت موسیٰ م کا قول کہ تمام جہان کا ایک خدا ہے۔ بلکہ

آسمان وزمین اور تمہارے باپ دادوں کا بھی وہی خدا ہے۔ اُنکو سخت ناگوار گذرا اور فرعون نے حضرت موسیٰ کو دیوانگی کی طرف منسوب کیا تو حضرت موسیٰ نے کہا رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا بَيْنَهُمَا إِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُونَ یعنی وہ خدا مشرق اور مغرب کا پروردگار اور جو کچھ اُسکے درمیان ہے (یعنی سارے جہان کا پروردگار وہی ہے) اگر تم عقل رکھتے ہو (تو اُسی کو سارے جہان کا پروردگار سمجھو) قَالَ لَئِنِ اتَّخَذْتَ إِلَٰهًا غَيْرِي لَأَجْعَلَنَّكَ مِنَ الْمَسْجُونِينَ۔ فرعون نے نہایت غضبناک ہوکر کہا اگر تو میرے سوا کسی اور کو خدا بنائیگا تو البتہ میں تجھے قید میں ڈالونگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے نرمی سے فرمایا أَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُبِينٍ یعنی کیا اگر میں تجھے ظاہر معجزہ دکھاؤں (تو بھی تو نہ مانیگا اور منکر ہی رہیگا۔ فرعون نے کہا اگر میں تیرے خدا کو مان لوں تو مجھے کیا ملیگا۔ حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ پہلے تجھے جوانی ملیگی بوڑھا نہ ہوگا۔ دوسرا تیری سلطنت شرق سے غرب تک ہوجائیگی اور تمام جہان میں تیرے سوا کوئی بادشاہ نہ ہوگا۔ تیسرا تیری زندگانی ایک سو سال اور زیادہ ہوجائیگی اور تو نازو نعمت سے پرورش پاتا رہیگا۔ فرعون نے کہا کہ آج رات کو اپنے وزیر اعظم سے مشورہ کرونگا اور فردا تمکو خبر دونگا حضرت موسیٰ و ہرون وہاں سے اپنے گھر کو تشریف لیگئے۔ فرعون نے رات کو وزیر اعظم ھامان شیطان کو بلاکر حضرت موسیٰ کے وعدے خبر دی کہ جوانی اور سلطنت اور زیادتی عمر کا وعدہ اُنہوں نے بشرط قبول کرنے توحید خدا کی مجھ سے کیا ہے۔ ہامان نے کہا کہ اب تک تو نے الوہیت کا دعویٰ کیا اب عبودیت و ذلت اختیار کرنا زیبا نہیں۔ اب تک لوگ تیری عبادت کرتے ہیں اور اب تو کسی اور خدا کو مانیگا اس میں تیری سخت حقارت ہے۔ فرعون نے کہا کہ جوانی اور سلطنت و درازی عمر یہ بھی تو بڑی نعمتیں ہیں۔ ہامان نے کہا جوان تو میں تجھے آج ہی رات ہی میں بنا دونگا اور سلطنت تیری کو کوئی زوال نہیں اور عمر کی زیادتی کے لئے اطبائے حاذقین جو تیرے دربار میں ملازم ہیں اُنکی تدبیریں کافی ہیں جو قیام صحت کی تجویزیں تیرے واسطے رات دن سوچ رہے ہیں *

ہامان نے اُسی رات میں اُسکی سفید داڑھی میں سیاہ خضاب لگایا صبح کو دیکھا تو بال سیاہ مانند اصلی بالوں کے ہوگئے تھے فرعون نے سمجھا کہ اب جوانی عود کر آئی ہے اور سچ مچ میں جوان ہوگیا ہوں اسباب پر مغرور ہوکر حضرت موسیٰ کے سب وعدوں سے لاپرواہ ہوگیا اور وہی کفر و عناد اُسکے دل میں جوش زن ہوا اس موقعہ پر فاضل مصنف نے خضاب سیاہ

کے لگانے پر بحث طویل لکھی ہے اور جواز غیر جواز پر طول کلامی فرمائی ہے جو مناسب اس مقام کے نہیں ہم صرف اُسکا خلاصہ بیان کرتے ہیں خضاب سرخ و زرد تو جایز بلکہ مسنون لکھا ہے اور سیاہ کی بابت عدم جواز کی دلایل بیان کر کے اخیر فیصلہ یہ کیا ہے کہ غازی کے واسطے جایز ہے اور جس شخص کو شیب غیر طبعی یعنی بوڑھاپا بیوقت آگیا ہو جیسا کہ بعض لوگوں کی چھوٹی عمر میں بال سفید ہو جاتے ہیں اور عورت گھر کی جوان ہوتی ہے اور وہ اُسکو چشم حقارت و نفرت سے دیکھتی ہے تو وہاں بھی جایز بلکہ بلا کراہت جایز ہے اور شیب طبعی میں جو بعض کے نزدیک ساٹھ سال اور بعض کے نزدیک پینسٹھ سال ہیں بشرطیکہ علامات پیری بظاہر ظہور پا چکے ہوں جیسا کوز پشتی اور فتور حواس اور دانتوں کا گر جانا اور ہاتھ پاؤں کا رعشہ اور تغیر رنگ چہرے کا اور سستی بدن کی۔ تو خضاب سیاہ حرام ہے اور جو وعید اور حرمت احادیث و اقوال علما میں وارد ہوئی ہے وہ اِسی حالت کے لئے ہے جیسا کہ ایک بزرگ فرماتا ہے ؎ موئے سفید اندو گیل اله + کس نہ کند روئے و کیلاں سیاہ۔ اور بلبل شیراز حضرت سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ؎ پیر زنے موئے سیاہ کردہ بود + گفتمش اے مامک دیرینہ روز + موئے بتلبیس سیاہ کردہ گیر + راست نخواہد شدن ایں پشت کوز +

مترجم خاکسار کہتا ہے کہ فاضل مصنف نے بہت ہی اچھا فیصلہ کیا ہے جو نہایت قابل قدر ہے اور میرے نزدیک جو بوڑھے بوالہوس سیاہ خضاب لگاتے ہیں اُنکو خضاب سرخ پر کفایت کرنا چاہیئے اور خضاب سیاہ کی حُرمت سے ڈرنا چاہیئے والسلام +

القصہ فرعون نے دوسرے دن حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ مجھے تیرے خُدا سے کچھ حاجت نہیں تیرے خدا پر اور تیری رسالت پر میں ایمان نہیں لاتا حضرت موسیٰ نے فرمایا اَوَلَوْ جِئْتُكَ بِشَيْءٍ مُّبِينٍ یعنی کیا اگر میں معجزہ روشن و دلیل ظاہر اپنی رسالت کی دکھاؤں تو بھی ایمان نہ لائیگا قَالَ فَأْتِ بِهِ إِن كُنتَ مِنَ الصَّادِقِينَ فرعون نے کہا کہ پس لا تو وہ معجزہ اگر تو صادقوں سے ہے یعنے اگر تو سچا ہے تو وہ معجزہ جلدی دکھا۔ فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ پس حضرت موسیٰ نے عصا ڈالدیا پس ناگاہ وہ ایک بڑا اژدھا بن گیا اُسکی آنکھیں مشعل کی مانند روشن تھیں اور مُنہ سے آگ کے شعلے نکلتے تھے اُسکے دانت چھینے کی ہیبت آواز سے لوگوں کا پتا پانی ہوا جاتا تھا۔ شیر مست کی مانند غرانے

لگا اور جس چیز پر گذرتا تھا اُسکے ٹکڑے کر دیتا تھا جس چیز پر اُسکا دم پہونچتا تھا وہ جل جاتی تھی۔ جو لوگ قریب تھے وہ دیکھتے ہی کمال ہیبت سے مر گئے اور بعض دیکھتے ہی بیہوش ہو گئے۔ اور اکثر بھاگ گئے فرعون ہیبت کے مارے تخت سے گر پڑا اور تخت کا پایہ پکڑکر فریاد کرنے لگا کہ اگر تو اس بلا کو دفع کریگا تو میں تیری باتوں کو قبول کر لونگا اور بنی اسرائیل پر تعدی کرنا چھوڑ دونگا حضرت موسیٰ نے اُس اژدھا کے مُنہ میں ہاتھ ڈالا تو بدستور عصا بن گیا حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ ایک دوسری حجت روشن اور معجزہ ظاہر اپنی رسالت پر رکھتا ہوں۔ فرعون نے کہا وہ کیا ہے۔ وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنَّاظِرِينَ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ہاتھ جیب میں ڈالکر باہر نکالا اُسکی روشنی سے سب کی آنکھیں خیرہ ہوئیں کوئی تاب ید بیضا کے دیکھنے کی نہ لاسکا کیونکہ شعاعیں اُسکی آفتاب پر فوق رکھتی تھیں سب نے امان چاہی حضرت موسیٰ نے پھر جیب میں ہاتھ ڈالا جیسا کہ تھا ویسا ہی ہوگیا قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هَٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ ۞ يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ کہا فرعون نے اپنی اردگرد کی جماعت کو تحقیق البتہ یہہ جادوگر ہے دانا ارادہ کرتا ہے یہہ کہ نکالے تمکو تمہاری زمین سے اپنے جادو کے زور سے پس اب مجھے کیا اصلاح دیتے ہو +

یعنی ارکان دولت کو بُلاکر کہا کہ یہ شخص اپنے جادو کے زور سے ہمارا ملک لینا چاہتا ہے اور ہمکو نکال دینا اسکا مقصود ہے اب تمہاری کیا صلاح ہے اور اُسکے دُور کرنے کی بابت کیا مشورہ دیتے ہو چونکہ اُسوقت سحر و جادوگری کا بکثرت رواج تھا اور ملک میں شعبدہ بازی بہت پھیلی ہوئی تھی حضرت موسیٰ ؑ کے معجزات بھی اُنہوں نے جادو سمجھے اب چونکہ اُنکے خیال میں وہ جادو تھا تو اُنہوں نے جانا کہ اسکے جادو پر کسی اَور ساحر کا جادو غالب ہوگا اور وہ اسکو مغلوب کرکے ذلیل کریگا تب یہہ ہمارا پیچھا چھوڑیگا۔ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ ۞ يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ اُنہوں نے کہا کہ موسے اور اُسکے بھائی کو مہلت دے اور بھیج شہروں میں نقیب تاکہ جمع کرلاویں تیرے پاس ہر ایک بڑے جادوگر دانا کو یعنی سب نے کہا کہ ابھی اُنکو مہلت دے تیرے ملک میں جادوگر بہت ہیں سب کو بُلاویں اور موسیٰ سے مقابلہ کراویں جب وہ غالب ہو جاوینگے تو موسیٰ خود بخود نادم ہوکر چلا جائیگا +

پس فرعون نے حضرت موسیٰ سے چھ ماہ کی مہلت طلب کی وہ اپنے گھر جاکر عبادت میں مشغول ہوئے فرعون نے ملک میں چاروں طرف سوار دوڑائے اور ملک سے جادوگر جمع

کرائے چنانچہ بہتر ہزار جادوگر جو ہر ایک اپنے آپ کو اُستاد کامل جانتا تھا اور فن شعبدہ بازی
میں بڑے ماہر تھے فرعون کے دربار میں جمع ہوئے۔ فَجُمِعَ السَّحَرَةُ لِمِيقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُومٍ
پس اکٹھے کئے گئے جادوگر واسطے میعاد دن مقرر کے (چھ ماہ تک تمام جادوگر اپنے آلات
شعبدہ بازی کے اور سامان سحرسازی کے مہیا کرکے لائے۔ فرعون نے اُنکی بڑی عزت کی۔
شہر مصر اور تمام علاقہ میں چھ ماہ سے اُس بڑے بھاری مقابلہ کی شہرت ہو رہی تھی۔ مخلوقات
میں ایک دھوم مچگئی اور اس تماشا دیکھنے کی ہر ایک کے دل میں گدگدی لگ گئی وَقِيلَ
لِلنَّاسِ هَلْ أَنتُم مُّجْتَمِعُونَ لَعَلَّنَا نَتَّبِعُ السَّحَرَةَ إِن كَانُوا هُمُ الْغَالِبِينَ اور
کہا گیا واسطے لوگوں کے کیا ہو تم جمع ہونے والے تو کہ ہم پیروی کریں جادوگروں کی اگر ہو جاویں
وہی غالب۔

فرعون کے حکم سے تمام علاقوں میں منادی کرائی گئی اور ڈھنڈورے پھیرے گئے
کہ فلاں یوم فلاں مقام جمع ہو جاویں کہ جادوگروں کا موسےٰ سے مقابلہ ہوگا اور جادوگر غالب
ہونگے تو اُنکو بڑے انعام ملیں گے اور اُنکی پیروی کیجاویگی +

فرعون کے محل کے آگے ایک بڑا وسیع میدان تھا وہ مقام مقابلہ کے لئے معین ہوا
اور تمام علاقہ میں اعلان ہو گیا کہ بروز عید تمام علاقہ کے لوگ وہاں جمع ہوویں فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ
قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ پس جب آئے جادوگر تو اُنہوں نے
فرعون سے کہا کیا ہمیں کچھ انعام ملیگا اگر ہو گئے ہم (موسیٰ پر) غالب۔ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا
لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ فرعون نے کہا ہاں اور ضرور تم اُس وقت میرے مقربین میں سے ہو جاؤ گے فرعون
نے اُنکو نوازش خسروانہ سے اُمیدوار کیا اور مخلوقات کمال دلبستگی سے اس مقابلہ کو دیکھنے پر
جمع ہونے لگی جب مقابلہ کا دن آیا تو اسقدر مخلوقات جمع ہوئی کہ ازدحام انبوہ سے صحرا اور پہاڑ
آدمیوں سے بھر گئے۔ ہزار در ہزار مخلوقات میدان کے اردگرد جمع ہوئی پیادے اور اسوار بے شمار
اکٹھے ہوئے۔ موسیٰ علیہ السلام پشمینہ کے لباس پہنے ہوئے عصا ہاتھ میں لئے آن کھڑے ہوئے
فرعون اور ہامان جین نظارہ کیلئے قصر محل کے آگے ایک بلند تخت پر بیٹھ گئے۔ جادوگروں نے
حضرت موسیٰ کو دیکھکر کہا إِمَّا أَن تُلْقِيَ وَإِمَّا أَن نَّكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ اے موسیٰ یا تو
ڈال یا ہم ڈالتے ہیں یعنے تجھے اختیار ہے چاہے تو پہلے تو اپنا جادو ڈال اور یا ہمکو اجازت دے
کہ ہم اپنا جادو ڈالیں قَالَ لَهُم مُّوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنتُم مُّلْقُونَ حضرت موسیٰ نے اُنکو

کہا ڈالو جو کچھ تم نے ڈالنا ہے فَاَلْقَوْا حِبَالَهُمْ وَعِصِيَّهُمْ وَقَالُوْا بِعِزَّةِ فِرْعَوْنَ
اِنَّا لَنَحْنُ الْغَالِبُوْنَ ـ پس ڈالیں انہوں نے اپنی رسّیاں اور لاٹھیاں اور کہنے لگے قسم ہے
عزت فرعون کی تحقیق البتہ ہم ہی ہیں غالب ٭

پس بیاشت کے وقت جب آفتاب کی تپش غالب ہوئی تو ساحروں نے رسّیوں کے
انبار اور لاٹھیوں کے گٹھے جو بیچ سے کھوکھلی کی ہوئی تھیں اور انہیں سیماب بھرا ہوا تھا کھولکر
میدان میں بکھیریں جادو کے زور سے وہ تمام رسّیاں اور لاٹھیاں لوگوں کو سانپ دکھائی
دینے لگیں اور سیماب کے زور سے جب اُنکو آفتاب کی گرمی سے حرکت دی تو چلنے لگ پڑیں
اور لوگ اُنکو سچ مچ زندہ سمجھکر ڈرنے اور بھاگنے لگے فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً
مُّوْسٰى ـ پھر موسیٰ اپنے جی میں خوف پانے لگا یعنی اُن بیشمار سانپوں کو دیکھ کر حضرت موسیٰ
بھی ڈر گئے ٭

پس حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جبرئیل نازل ہوئے اور کہا خداوند تعالیٰ
فرماتا ہے لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى وَاَلْقِ مَا فِيْ يَمِيْنِكَ تَلْقَفْ مَا صَنَعُوْا
مت ڈر ضرور تو ہی رہیگا غالب اور ڈال جو تیرے داہنے ہاتھ میں ہے کہ نگل جاوے جو
انہوں نے بنایا ـ یعنی انکی رسّیاں وغیرہ جو سانپ مصنوعی ہیں تو اپنے ہاتھ کا عصا پھینک کر
کہ ان سب کو نگل جاوے ـ فَاَلْقٰى مُوْسٰى عَصَاهُ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ پس
ڈالا موسیٰ نے عصا اپنا پس ناگاہ وہ نگل گیا اُن چیزوں کو جو اُنہوں نے جھوٹ موٹ بنائی
تھیں حضرت موسیٰ نے جب بحکم ملک العلام اپنے عصا کو پھینکا تو وہ اژدہائے عظیم بن گیا ـ
اور شیر کی طرح اُس میدان میں دھاڑنے لگا لوگوں کے دل اُسکے آواز سے کانپ گئے منہ
کھولکر اُن ستر ہزار شعبدوں کو ایسا نگل گیا کہ اُن کا نام و نشان باقی نہ رہا ـ رعد کی مانند گرجتا
تھا پتھر او اینٹ جو کچھ سامنے آتا چبا جاتا تھا بعد اُسکے مونہہ پھیلا کر فرعون کے محل کی طرف متوجہ
ہوا فرعون اُسکی ہیبت سے بھاگا اور خلقت ایک دوسرے پر گرنے لگی اس صدمہ سے پچیس ہزار آدمی
پائمال ہوکر مر گئے اور قیامت کا شور اُس صحرا میں برپا ہوا جس چیز پر پہونچتا تھا نابود کر دیتا تھا ـ
حضرت موسیٰ کو حکم ہوا کہ اب اِسکو پکڑلو جب موسیٰ نے پکڑا تو وہ عصا ہو گیا جادوگروں نے
دیکھا کہ پہلے یہ ایک لاٹھی تھی پھر اژدہائے عظیم بن گیا اور جو کچھ اُس نے کھایا سب معدوم ہو گیا
پھر موسیٰ کے پکڑنے سے لاٹھی کی لاٹھی رہ گئی تو ضرور یہ جادو اور نظر بند و شعبدہ بازی کے

شایبہ سے پاک اور خداوند کی طرف سے ایک کامل نشان اور برحق مرسل کا معجزہ ہے فَاُلْقِیَ السَّحَرَۃُ سٰجِدِیْنَ ۔ قَالُوْا اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ رَبِّ مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ ط پس ڈالے گئے جادوگر سجدہ کرتے ہوئے بولے ایمان لائے ہم ساتھ رب جہانوں کے جو رب موسیٰ اور ہارون کا ہے۔ جب موسیٰ اور ہارون کا صدق جادوگروں پر روشن ہوا تو بے توقف سجدہ میں گرے اور ایمان لائے ۔

جب فرعون انکے ایمان سے مطلع ہوا تو انکو بلا تنبیہہ کی قَالَ اٰمَنْتُمْ لَہٗ قَبْلَ اَنْ اٰذَنَ لَکُمْ اِنَّہٗ لَکَبِیْرُکُمُ الَّذِیْ عَلَّمَکُمُ السِّحْرَ کہا تم ایمان لائے موسیٰ پر پہلے اسکے کہ اذن دوں میں تمکو تحقیق وہ بڑا تمہارا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا۔ یعنی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ تمہارا استاد ہے اسواسطے تم اسکے مقابلہ سے ہار گئے اور اسکے دین پر مائل ہوگئے ۔ فَلَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ لَاُقَطِّعَنَّ اَیْدِیَکُمْ وَاَرْجُلَکُمْ مِّنْ خِلَافٍ وَّلَاُصَلِّبَنَّکُمْ اَجْمَعِیْنَ پس شتاب جان لوگے البتہ کاٹوں گا میں ہاتھ تمہارے اور پاؤں تمہارے الٹی جانب سے اور البتہ سولی پر چڑھاؤں گا میں تم سب کو۔

لیکن تصدیق ایمانی ان سچے مومنوں کے دل میں ایسی جاگزین ہوگئی تھی کہ ہرگز وہ فرعون کی زجر و توبیخ سے نہ ڈرے قَالُوْا لَا ضَیْرَ اِنَّا اِلٰی رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ط بولے کچھ زیاں نہیں تحقیق ہم طرف اپنے پروردگار کی پھرنے والے ہیں ۔ اِنَّا نَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لَنَا رَبُّنَا خَطٰیٰنَا اَنْ کُنَّا اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ ط تحقیق ہم امید رکھتے ہیں کہ ہمارا رب ہمارے گناہوں کو بخش دے بسبب اس کے کہ ہوئے ہم پہلے ایمان والے ۔

پس فرعون نے ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر ان کو سخت عذاب سے مروا ڈالا ۔ حضرت موسیٰ و ہارون دونوں مناجات میں مشغول ہوئے کہ یا اللہ تو اچھی طرح جانتا ہے۔ یہ خبیث النفس فرعون سنگ دل ہے ایمان نہ لائیگا۔ جب تک اس پر کوئی سخت عذاب نازل نہ ہو حکم صادر ہوا کہ تم اپنی دعوت کے کام میں مشغول رہو اور صبر کرو جو کچھ ہونا ہے ہو رہیگا۔ پس چالیس سال تک دعوت میں مشغول رہے۔ چالیس سال کے بعد فرعون نے وزیر کو کہا کہ میرے لیے ایک اونچا منار بنا کر تا کہ میں موسیٰ کے خدا کی طرف چڑھائی کروں ۔

وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰٓاَيُّهَا الْمَلَاُ مَا عَلِمْتُ لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرِيْ فَاَوْقِدْ لِيْ يٰهَامٰنُ عَلَى الطِّيْنِ فَاجْعَلْ لِّيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْٓ اَطَّلِعُ اِلٰٓى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ط

اور کہا فرعون نے اسے کچہری والو نہیں جانتا میں نے تمہارے لیئے کوئی معبود اپنے سوا پس آگ جلا میرے لیئے اسے ہامان مٹی پر (یعنی اینٹیں پختہ تیار کر) اور میرے لیئے ایک محل بنا تاکہ میں موسے کے خدا کی طرف چڑھ جاؤں تحقیق میں ظن کرتا ہوں اس کو جھوٹوں میں سے۔

تفسیروں میں لکھا ہے کہ خشت پختہ کی تجویز پہلے فرعون نے ہی نکالی تفسیر عالم میں ہے کہ پچاس ہزار کاریگر اس بلند مینار کی تعمیر کے واسطے بلائے گئے معماروں کے سوا مزدور اور چونہ جلانے والے اور اینٹیں پکانے والے کئی لاکھ آدمی تھے متواتر کام کرنے میں کئی سال خرچ ہوئے اور وہ بلند مقام اتنا اونچا بنایا گیا کہ طبقہ زمہریر تک پہونچ گیا۔

آگے کام کرنے والوں نے کہا کہ اب زیادہ اس سے تعمیر ممکن نہیں کسی بادشاہ نے کسی زمانہ میں اتنا بلند مقام کبھی نہیں بنایا۔ جب محل بالکل تیار ہو گیا تو فرعون تیراندازوں کو لیکر اس پر چڑھا۔ جب انتہیر پر پہونچا تو حکم دیا کہ آسمان کی طرف تیر پھینکو خدا کی قدرت سے تیر خون آلودہ واپس آتے تھے۔ فرعون نے کہا کہ میں نے موسیٰ کا خدا قتل کر دیا اب میرے سوا کوئی خدا نہیں جب وہ ملعون نیچے اوترا اور خوشی کرتا ہوا اپنے گھر داخل ہوا تو خداوند کے حکم سے جبرائیل نازل ہوا اور ایک پر مار کر اس محل کے تین ٹکڑے کئے۔ ایک ٹکڑا مغرب میں اور ایک مشرق میں پھینکا۔ تیسرا ٹکڑا فرعون کے لشکر میں گرا دس لاکھ آدمی اس کے نیچے آکر پس گیا۔ اور جن آدمیوں نے اس محل میں کام کیا تھا ان میں سے ایک بھی نہ بچا سب فنا ہو گئے۔

فرعون کو اسی گمراہی اور شیطنت میں بیس سال اور گذر گئے۔ ایک دن مائی آسیہ فرعون کی بی بی جس نے حضرت موسے کو چھوٹی عمر میں پالا تھا اور در اصل وہ بنی اسرائیل میں سے تھی اپنے بالوں کو کنگھی کر رہی تھی۔ ناگاہ کنگھی ہاتھ سے گر پڑی اور اس کی زبان سے بیساختہ نکل گیا اَللّٰهُ اَكْبَرُ فرعون پاس سنتا تھا اس نے کہا اللہ کون ہے

مائی صاحبہ نے کہا کہ جو رب تمام جہان کا اور رب موسیٰ وہارون کا ہے فرعون نے کہا کہ اگر تو اس عقیدہ سے باز آجاوے تو بہتر ورنہ تجھے سخت عذاب سے ماروں گا آسیہ نے کہا میں چالیس سال سے دل میں ایمان رکھتی ہوں آج ظاہر ہو گیا جو تیری مرضی ہے میرے ساتھ کریں ہرگز اس عقیدہ رشیدہ سے نہ پھروں گی فرعون کے حکم سے اُس کو برہنہ بدن کر کے ہاتھ اور پاؤں میں میخیں گاڑ کر سخت عذاب سے مار ڈالا گیا وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوا امْرَاَتَ فِرْعَوْنَ ط اِذْ قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِيْ عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَنَجِّنِيْ مِنْ فِرْعَوْنَ وَعَمَلِهٖ وَنَجِّنِيْ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ط

اور بیان کی اللہ نے ایک مثال واسطے ایمان والوں کے فرعون کی عورت کی جب اُس نے کہا اے پروردگار میرے بنا کر میرے لئے اپنے پاس گھر جنت میں اور خلاصی بخش مجھ کو فرعون سے اور اُس کے کام سے اور نجات دے مجھ کو قوم ظالموں سے ۔

نظم

اہلِ تفسیر نے کیا ارقام — زنِ فرعون تھی جو آسیہ نام
جب ہوئی وہ مشرفِ اسلام — اُس کو فرعون نے زجر تمام
کر کے چومیخہ دھوپ میں ڈالا — ظلم اوس پر کیا ز حد بالا
یوں ہوا حکم حق فرشتوں کو — سایہ گستر باجنحہ تم ہو
اور وہ فرعون سنگدل بے مہر — اُس کے حق میں تھا آسیا سپہر

کہ بیک سنگ داب کر مارا
سنگ دل نے اوسے بہ یک بارہ

زیرِ سنگ آئی جب وہ نیک سرشت — چاہنے گھر لگی بخلد وبہشت
اور لگی چاہنے نجاتِ زن — یعنی فرعون و قوم سے ہمہ تن

پھر فرعون ملعون بنی اسرائیل پر زیادہ شدت کرنے لگا بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو کہا کہ ہم کو تم پر بڑی امید تھی کہ تمہارے طفیل سے خدا ہمیں اس شیطان کی قید سے رہائی دے گا مگر تمہارے آنے سے ہم زیادہ سختیاں ہونے لگیں اب ہم کو تحمل کی طاقت نہیں حضرت موسیٰ نے اُن کو دلاسا دے کر

فرمایا کہ عن قریب تمہارے دشمن ہلاک ہوں گے اور خدا تم کو زمین کا مالک بنا
دے گا۔ جب حضرت موسیٰ فرعون کی ہدائیت سے مایوس ہوئے تو دلی جوش سے
بد دعا کی۔ خداوند تعالےٰ نے اس قوم پر متواتر بلائیں نازل کیں۔ پہلے تین سال قحط
پڑا۔ پھر طوفان آیا۔ پھر وبائے طاعون نازل ہوئی۔ جس سے سات روز کے عرصہ
میں ستر ہزار قبطی ہلاک ہو گئے۔ پھر سات روز تک لشکر ملخ کا ان کے کھیتوں پر
مسلط ہوا کہ میوہ اور کھیت اور پوست درخت سب کھا گئی ہر بار جب آفت نازل
ہوتی تو توبہ کرتے اور حضرت موسےٰ کے پاس التجا لے جاتے۔ جب حضرت موسےٰ
کی دعا سے وہ بلا دفع ہوتی تو پھر کفر کی راہ پر قایم ہو جاتے۔ بعد اس کے قمل
کی بلا میں پھنسے جو تمام مکان اور فرش اور برتن و طعام و لباس میں اور آنکھوں اور
مونھ میں داخل ہوتی تھی ہر ایک مکان میں ان گنت اور بیشمار محیط ہو رہی تھی
اس مصیبت کے دور ہونے کے بعد پھر سرکشی میں زیادہ ہوئے تو اللہ تعالےٰ نے
دریائے نیل کا پانی قبطیوں پر خون کر دیا۔ چنانچہ ایک پیالہ میں جب بنی اسرائیل
پیتا تھا تو آب صاف تھا اور قبطی کی طرف خوناب تھا۔ نقل ہے
کہ ایک قبطن ایک بنی اسرائیل کی عورت سے منت بولی کہ اے بہن میں پیاس
سے مرتی ہوں تو اپنے مونھ میں کلی لے کر میرے مونھ میں ڈال۔ جب پڑوسن
نے کلی اس کے مونھ میں ڈالی تو فی الفور خون خالص ہو گیا۔ نعوذ باللہ من
غضبہ۔

حضرت موسیٰ کے پاس تمام قبطی گڑگڑاتے ہوئے کمال عجز و نیاز سے حاضر ہوئے
کہ اب تو ہم مر چلے ہیں اب اگر پانی ہمارے لئے صاف ہو جاوے تو ضرور تجھ پر
ایمان لاویں گے جب حضرت موسےٰ نے دعا کی تو پانی صاف ہو گیا پھر فی الفور
سرکش ہو گئے اور انکار پر قایم پھر اللہ تعالےٰ نے چھوٹی مینڈکوں کا لشکر دریائے
نیل سے بھیجا کہ فرش اور کپڑے کھانا لباس خوابگاہ سب میں مینڈک ہی مینڈک
نظر آتے تھے پھر عاجزی کر کے حضرت موسےٰ سے دعا کروائی اور اللہ تعالےٰ
نے ان کی یہ آفت دور کی تو آگے سے بھی زیادہ منکر ہو گئے۔

اخیر کی بلا جو قبطیوں پر نازل ہوئی بقول مصنف اس کتاب کے طمس کی آفت

تھی یعنی زیور نقود اور تمام اسباب گھر کا پتھر ہو گیا۔ کھانا پتھر۔ پانی پتھر۔ جس چیز کو دیکھیں سب پتھر ہی پتھر تھا کھانے پینے اور تمام کاروبار سے بند ہوئے مویشیوں کے تھنوں کو ہاتھ لگائیں کہ دودھ نکال کر پیویں تو پستان بھی پتھر نظر آتے تھے اس سخت تنگی سے تنگ آکر پھر موسےٰ علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اُن کی دعا سے یہ بلا بھی دور ہوئی تو پھر بھی ایمان نہ لائے بلکہ زیادہ ایذا پر مستعد ہوئے جب خداوند تعالےٰ نے بنی اسرائیل کی رہائی اور قوم فرعون کی ہلاکت چاہی تو حضرت موسیٰ کو حکم صادر ہوا جیسا باری تعالےٰ نے فرمایا ہے۔

وَاَوْحَیْنَآ اِلٰی مُوْسٰۤی اَنْ اَسْرِ بِعِبَادِیْٓ اِنَّکُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ط

اور وحی کیا ہم نے موسیٰ کی طرف کہ راتوں رات لے چل میرے بندوں کو تحقیق تم تعاقب کیے جاؤ گے حضرت موسے کو حکم ہوا کہ تم اپنی تمام قوم کو مصر سے باہر لیجا کر دریائے نیل پر مقام کرو۔ جب بنی اسرائیل واسطے تیاری اسباب سفر کے مشغول ہوئے تو اکثر زیور قبطیوں کا شادی کے حیلہ سے عاریتاً مانگا مال کثیر بے مشقت اُن کے ہاتھ لگا اور آدہی رات کے وقت مصر سے باہر نکلے تمام مال اسباب اور اہل و عیال ہمراہ لیا اور ایک منزل پر جاکر مقام کیا۔ صبح کو قبطی خواب سے اُٹھے تو ایک بنی اسرائیل کا بھی اثر نہ پایا اور اپنے مال کے ضائع ہونے سے دیوانوں کی طرح شور و غل مچانے اور واویلا کرنے لگے صورت حال فرعون سے جاکر عرض کی۔ فرعون نے تمام لشکر کو جمع کرنے کا حکم دیا۔

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ۚ اِنَّ ھٰٓؤُلَآءِ لَشِرْذِمَۃٌ قَلِیْلُوْنَ ۙ

پس فرعون نے شہروں میں نقیب بھیجے کہ تحقیق یہ لوگ (بنی اسرائیل) تھوڑا سا گروہ ہیں۔

وَاِنَّھُمْ لَنَا لَغَآئِظُوْنَ ۙ وَاِنَّا لَجَمِیْعٌ حٰذِرُوْنَ ۙ۔

اور تحقیق وہ ہم کو غصہ دلانے والے ہیں اور ہم تو جماعت ہتھیاروں والی جنگی لشکر ہیں۔

فرعون کو بنی اسرائیل کا مصر سے چلا جانا نہایت ناگوار گذرا اور تمام فوجوں کو جمع ہونے کا حکم دیا بنی اسرائیل کو جو اس وقت چھ لاکھ ستر ہزار تھے اس نے

جماعت قلیل سمجھا کیونکہ اوس کی فوج ساڑھے دس لاکھ تھی اور ایک ہزار شہر مصر
کے دارالسلطنت سے متعلق تھا اُن میں فوجیں علیحدہ تھیں جو اُس نے بلا بھیجیں
جیسا باریتعالے فرماتا ہے ۔

فَاَرْسَلَ فِرْعَوْنُ فِی الْمَدَآئِنِ حٰشِرِیْنَ ۔

یعنے اپنے نقیب شہروں کی فوج جمع کرنے کے واسطے بھیجدیئے کہ اُنہوں
نے ہم کو بباعث بلا اجازت بھاگ جانے اور ہماری قوم کا زیور دھوکا سے لیجانے
کے سخت غصہ دلایا ہے ہم بہت ہیں اور ہمارے پاس ہتھیار ہیں وہ تھوڑے اور بے ہتھیار
ہیں۔ ہم اُن کو گرفتار کرکے سخت سزائیں دیں گے ۔ دوسرے دن دسویں تاریخ
محرم کی فرعون لشکر جرار لے کر حضرت موسٰے کے پیچھے روانہ ہوا جب چھ ساعت
دن چڑھا تو مقدمہ لشکر فرعون کا موسٰے کے نزدیک پہونچا ۔ باری تعالےٰ اپنے
کلام پاک میں فرماتے ہیں ۔

فَاَتْبَعُوْهُمْ مُّشْرِقِیْنَ پس وہ (فرعونی لوگ) اُن کے تعاقب میں
اشراق کے وقت پہونچے ۔

فَلَمَّا تَرَآءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰۤی اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ ط پس جب
دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو حضرت موسٰے کے یاروں نے کہا
بس ہم اب پکڑے گئے ۔

بنی اسرائیل نے نہایت بیقراری سے کہا کہ یا نبی اللہ دشمن قریب آ پہونچا
بے شک ہم گرفتار ہوں گے ۔ اِس واسطے کہ پیچھے سے تو آتش شمشیر ہے اور آگے
دریائے مواج ہے ۔

قَالَ كَلَّا اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ما موسٰے نے کہا یہ ہرگز نہیں تحقیق میرے
ساتھ میرا رب ہے شتاب راہ نمائی کرے گا مجھ کو ۔ یعنے ایسا ہرگز نہ ہوگا کہ
ہم فرعون کی فوج سے گرفتار ہو جائیں ۔ خداوند تعالےٰ نے مجھے راہ دکھلائے گا اور
اُن کے ہاتھ سے بچنے کی تجویز فرمائے گا اور وہ مسبب الاسباب ہماری حفاظت
اور بچاؤ کا سبب بنائے گا ۔ اللہ تعالےٰ نے مجھ کو نصرت کا وعدہ دیا ہے وعدہ
اُس کا سچا ہے تم غمگین مت ہو عنقریب کشائش ہوگی اور تمام خوف دور ہو جاینگے

فَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْبَحْرَ ط پس وحی کیا ہم نے طرف موسیٰ کی یہ کہ مار لاٹھی اپنی دریا کو۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حق تعالےٰ سے دعا مانگی اور بعد اس کے عصا سے دریا کو مارا۔

فَانْفَلَقَ فَكَانَ كُلُّ فِرْقٍ كَالطَّوْدِ الْعَظِيْمِ ط پس دریا پھٹ گیا اور ہو گیا ہر ایک ٹکڑا مانند بڑے پہاڑ کی۔

حضرت موسےٰ نے جب عصا دریا پر مارا تو قادر ذوالجلال کے حکم سے فی الفور دریا ٹھیر گیا اور بارہ کوچے بشمار اسباط بنی اسرائیل کے بن گئے۔ پانی مانند بارہ طاقوں کے درمیان ہوا کے قائم ہوا۔ خداوند کی عنایت سے دریا کی تہ میں ایسی ہوائے یابس چلی کہ فی الفور کیچڑ کو خشک کر کے رستہ محکم بنا دیا۔ بنی اسرائیل ہر ایک سبط ایک ایک کوچہ سے داخل ہوئے اور بسبب لطافت پانی کے نہایت صفائی سے ہر ایک سبط دوسروں کا حال دیکھتے اور باتیں کرتے جاتے تھے۔ حضرت موسیٰ دریا کے کنارہ پر اتنا کھڑے رہے کہ تمام صغیر و کبیر دریا کے اندر آ پہونچے بعد اس کے حضرت موسےٰ بھی روانہ ہوئے اور بقدر چار ساعت نجومی کے اس بحر ہائل سے ساحل نجات پر پہونچے۔ پس فرعون بمعہ لشکر دریا کے کنارہ پر پہونچا۔ دریا میں بارہ کوچے اور خشک سرکیں دیکھ کر حیران ہوا اور اس بات سے ڈرا کہ شاید میرے لشکر موسےٰ کا یہ معجزہ دیکھ کر ایمان لا دیں اور مجھ سے روگردان ہو جاویں۔ لشکریوں کی طرف خطاب کر کے کہنے لگا کہ آج مجھے یقین ہو گیا کہ موسےٰ پورا جادوگر ہے۔ پھر سوچنے لگا کہ دریا میں آگے پیچھے جاؤں یا واپس مصر کو جانا چاہیئے۔ انہیں سوچوں میں تھا کہ حضرت جبرائیل ایک اسپ مادہ پر سوار ہو کر فرعون کے گھوڑے کے آگے سے گذرے اور دریا میں داخل ہوئے فرعون سے گھوڑے نے باگ چھوڑائی اور وہ بھی بزور دریا میں کود پڑا پس جب لشکریوں نے فرعون کا داخل ہونا دریا میں دیکھا تو سب نے گھوڑے دریا میں ڈال دیئے۔ جب تمام لشکر فرعون کا ان کوچوں میں داخل ہو چکا تو پانی جو فقط بوند کی قدرت سے ہوا میں معلق تھا یکبارگی فرعونیوں پر ٹوٹ پڑا اور سب کے سب غرق ہو گئے اور ہوا نے خداوند کے حکم سے لاشوں کے مردے جمع کر کے جس کنارہ پر بنی اسرائیل کھڑے تھے وہاں ڈال دیئے۔ کہتے ہیں کہ ایک مرد اسرائیلی نے

فرعون کی داڑھی کاٹ کر اپنے گھوڑے کی باگ بنائی تھی۔ ہامان کا مُردہ ڈھونڈا مگر نہ ملا وہ شیطان آیا تھا مگر پانی معلق ہوا دیکھکر مصر کو واپس چلا گیا۔ جب موسیٰ علیہ السلام مصر میں واپس گئے تو فرعون کے محلوں میں اُترے اور اُس کے خزائن و اسباب و اموال پر متصرف ہوئے۔ باری تعالےٰ فرماتے ہیں۔

فَاَخْرَجْنٰهُمْ مِّنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ وَّكُنُوْزٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ كَذٰلِكَ ط وَاَوْرَثْنٰهَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ط

پس نکالا ہم نے فرعونیوں کو باغوں اور چشموں اور خزانوں اور مقام عمدہ سے اور وارث بنایا ہم نے ان چیزوں کا بنی اسرائیل کو تمام مصر کے گھر ویران اور خالی پڑے تھے۔ باغ اسباب اور خزانے سب اسرائیلیوں کے ہاتھ آئے کہتے ہیں کہ فرعون کے پاس زر و دولت اس قدر وافر تھی کہ جب تخت پر بیٹھتا تھا تو اُس کے آگے تین سو سونے کی کرسیاں بچھائی جاتی تھیں جن پر امیر کبیر اور معزز لوگ بیٹھا کرتے تھے اور چاندی کی کرسیوں کا تو کچھ شمار ہی نہ تھا۔ یہ تمام نعمتیں اُن سے ایک دم میں لی گئیں اور مظلوم قوم بنی اسرائیل کو دی گئیں۔

ہامان کو خداوند تعالےٰ نے ایسا ذلیل کیا کہ نابینا ہو گیا اور بنی اسرائیل کے دروازوں پر گداگری کرتا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی والدہ اور بھائی کو اپنے پاس آباد کیا اور صیفورہ کے شکم مبارک سے دو فرزند پیدا ہوئے۔

بنی اسرائیل حضرت موسیٰ علیہ السلام سے خواستگار ہوئے کہ خداوند تعالیٰ کی جناب میں مناجات کرو تاکہ ہم کو کتاب و شریعت ملے جس کے موافق ہم عمل کریں۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں مناجات کی تو حکم ہوا کہ کوہ طور پر آؤ اور تیس دن روزے رکھو جب تمہاری خواہش میسر ہوگی۔ حضرت موسیٰ نے قوم کو نصیحت کی اور حضرت ہارون کو اپنا خلیفہ مقرر کیا کہ میرے آنے تک قوم کو نصیحت کرتے رہنا اور تعلیم عبادات میں مشغول رہنا میں امید کرتا ہوں کہ خداوند

نئی شریعت عطا کرے گا۔ بعد اُس کے جو موسےٰ علیہ السلام قوم سے جُدا ہو کر ستر آدمی روساے بنی اسرائیل کے ہمراہ لے گئے اور کوہ طور میں معتکف ہوئے اور ایک مہینے تک روزے رکھے پھر حضرت جبرائیل نازل ہوئے اور حکم دیا کہ دس اَور روزے رکھو جب وعدہ سے زیادہ دن گذرے۔ بنی اسرائیل مضطرب ہوئے اور آپسمیں تجویز کرنے لگے۔ سامری نے کہا کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام تم سے رنجیدہ ہو کر گئے ہیں تم اُن کے حکم سے برخلاف قبطیوں کی لاشوں پر سے مال اوتار کر متصرف ہوئے اور اُن کے منع کرنے سے باز نہ آئے اس واسطے کنارہ کیا۔ کہ تمھاری بے فرمانی کی شامت سے عذاب نازل ہو تم مال سے دست بردار ہو جاؤ تو شاید تم سے خوش ہوں۔ اُنھوں نے جو مال لایق جلانے کے تھا سو جلایا اور جو گلانے کے لایق تھا سو سامری کے حوالے کیا کہ وہ زرگری کے ہنر سے واقف تھا سامری نے تمام سونا چاندی گلا کر ایک گوسالہ یعنے گائی کا بچہ ڈھال کر بنایا اور حضرت جبرائیل کی گھوڑی کے قدم کی خاک جو فرعون کے ڈوبتے وقت اُس نے لی تھی۔ وہ گوسالہ کے پیٹ میں ڈال دی۔ اُسی وقت وہ گوسالہ آواز کرنے لگا سامری نے کہا کہ یہ تمھارا اور موسےٰ کا خدا ہے تم اس کی عبادت کرو اور اُس سے حاجت مانگو۔ وہ بیوقوف اُس کی بات پر دھوکا کھا کر گوسالہ کو پوجنے اور سجدہ کرنے لگے۔ مگر بارہ ہزار آدمی اس حرکت بد سے اُن کو منع کرتے تھے۔ اور حضرت ہارون نے ہر چند نصیحت کی مفید نہ پڑی اور حضرت موسےٰ علیہ السلام کو اس بات سے خبر نہ تھی جب چالیس دن پورے ہوئے تو حضرت موسےٰ علیہ السلام نے کوہ سینا پر مناجات شروع کی کہ۔

رَبِّ اَرِنِیۡ اَنۡظُرۡ اِلَیۡكَ ۔ یعنے اے میرے پروردگار مجھ پر اپنا جمال لازوال ظاہر کر تا کہ میں تجھے دیکھ لوں حکم ہوا۔

لَنۡ تَرٰىنِیۡ ۔ تو مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گا۔

وَلٰكِنِ انۡظُرۡ اِلَی الۡجَبَلِ ۔ فَاِنِ اسۡتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوۡفَ تَرٰىنِیۡ ۔

اور لیکن پہاڑ کو دیکھ اگر وہ میرے جلوۂ جمال سے اپنے مکان پر قایم رہا تو تو بھی مجھے دیکھ سکے گا۔

فَلَمَّا تَجَلّٰی رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۔ پھر جب نمود ہوا رب اس کا پہاڑ کی طرف کیا اس کو زمین سے برابر (یعنے فنا) اور گر پڑا موسے بے ہوش ۔

فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَیْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ پھر جب ہوش میں آیا بولا ۔ تیری ذات پاک ہے میں نے توبہ کی تیرے پاس اور میں سب سے پہلے یقین لایا ۔

پھر ایک ابر تاریک پیدا ہوا اور حضرت موسے نظر سے غائب ہوئے اللہ تعالے نے ان کو اپنے کلام سے مشرف کیا اور دس تختے تورات کے عنایت کئے جب حجاب اٹھ گیا تو قوم نے کہا ہم نے تو یہ مشقت اس واسطے کی تھی کہ ہم بھی کلام الٰہی سنیں اور سب قوم کے روبرو گواہی دیں ۔ پھر حضرت موسے نے عرض کی تو اسی وقت ایک بادل رقیق پیدا ہوا اور حضرت موسے کو مع ستر آدمیوں کے چھپا لیا اور ان سب نے کلام الٰہی سنا جب پردہ اٹھا تو آپس میں جھگڑنے لگے کہ ہم فقط کلام سننے سے ایمان نہ لائیں گے جب تک کلام کرنے والے کو نہ دیکھیں گے حضرت ان کی بدگمانی اور بداعتقادی سے تعجب اور حیران ہوئے ۔ اسی وقت ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور زلزلہ شروع ہوا اور بجلی کڑکنے لگی ۔ سب طالبان دیدار فی الفور ہلاک ہو گئے ۔ حضرت موسے نے دعا مانگی ۔ خداوندا تو ہی گمراہ کرنے والا ہے اور تو ہی ہدایت دینے والا ہے اگر تو نے ان کو طمع کلام سنانے کا نہ دیا ہوتا ۔ تو وہ جرأت دیدار کی نہ کرتے اور اب اگر میں تنہا قوم میں جاؤں گا تو ان کے خون کی تہمت مجھ پر لگائیں گے ۔ اللہ تعالے نے حضرت موسے کی دعا قبول کر کے ان کو پھر زندہ کیا سب نے اپنے گناہ سے استغفار کیا اور موسے کی نبوت پر تصدیق کی وہاں سے رخصت ہو کر جو قوم میں پہونچے تو یہاں عجب تماشا دیکھا کہ گوسالہ کے آگے ڈھول بجاتے اور لوگ ناچتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں ۔ حضرت موسے پر جو غصے نے غلبہ کیا تو لوحیں تورات کی ڈال دیں ۔ اور بھائی پر عتاب کیا اور ان کی داڑھی اور سر کے بال کھینچے ۔ انہوں نے بہت عذر کیا کہ بھائی مجھ پر جگ ہنسائی مت کرو اور میری داڑھی اور سر کے بال نہ کھینچو میں نے ان کی نصیحت میں کچھ قصور نہیں کیا

انہوں نے مجھ کو ضعیف سمجھ کر میری نصیحت نہیں مانی اور قریب تھا کہ مجھ کو مار ڈالیں
جب حضرت موسے علیہ السلام کا غصہ تھما تو وہ صحیفے توریت کی اوٹھالیں اور گوسالہ
پرستوں سے کہا کہ خدا نے تجھ کو کتاب عنایت کی اور اپنا عہد نیک لیا اور تم برخلاف
حکم اور نہی کے عمل میں لائے سب نے کہا کہ ہم کو سامری نے گمراہ کیا جب سامری
سے پوچھا تو وہ بولا کہ میرے نفس امارہ مجھ کو اس بات پر لایا۔ حضرت نے فرمایا کہ میں تجھکو
جان سے مارتا لیکن جب تک تو اس جہان میں رہیگا کسی سے تیری آشنائی نہ
ہوگی اور کوئی بندہ تیرے ساتھ مصاحبت نہ کریگا اور عاقبت میں خدا تعالے
عذاب جہنم تجھ کو نصیب کرے گا۔ حضرت موسے علیہ السلام نے بعد تہدید شدید
سامری سے پوچھا کہ اس فتنہ کی باریک تدبیر تو نے کس طرح سوچی اُس نے کہا کہ میں نے
جبرائیل کو اسپ مادہ پر سوار دیکھا جس جگہ اوس کی گھوڑی پاؤں رکھتی تھی وہاں
سبزہ نمودار ہوجاتا تھا میں نے وہاں سے ایک مٹھی خاک کی لی اور نگاہ رکھی جب
گوسالہ بنا کر اس کے قالب میں وہ مٹی ڈالی تو آواز کرنے لگا۔ وہی آواز باعث
گمراہی قوم کا ہوا۔ حضرت موسے نے جناب باری تعالے میں عرض کی کہ یا اللہ
سامری کے دل میں یہ باریک تجویزیں کس نے ڈالیں کہ پہلے سے ہی مٹھی خاک
کی لے کر محفوظ رکھی پھر گوسالہ کے قالب میں ڈالی پھر گوسالہ بولنے لگا اور قوم کا
دل اُس کی طرف راغب ہوا یہ کسی کا وسوسہ نہیں۔ ہدایت اور گمراہی سب تیری جناب
سے ہے۔

اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ تَفْعَلُ بِهَا مَا نَشَاءُ الخ ۔

پھر بنی اسرائیل نے حضرت سے عفو قصور چاہا تو حکم الٰہی ہوا کہ توبہ تمہاری یہ ہے
کہ جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے سب دوزانو بیٹھ جائیں اور جنہوں نے گوسالہ
پرستی نہیں کی وہ اُن کو قتل کریں اس حکم کو سُنکر سب بےقرار ہوئے اور بہت
لوگ منکر ہوئے کہ ہم نے تو پرستش گوسالہ نہیں کی ہم کاہے کو اپنے تئیں ہلاک
کریں حکم الٰہی ہوا کہ اس گوسالہ کو برادہ کر کے اُس کی خاک بنا کر دریا میں پھینک دو
اور سب لوگ پانی اُس دریا کا پیویں سب نے پانی پیا۔ جنہوں نے گوسالہ نہیں پوجا
تھا اُن پر کچھ علامت ظاہر نہ ہوئی اور گوسالہ پوجنے والوں کی زبان پر زرین نقطے

پیدا ہو گئے اور رنگ سب کا زرد ہو گیا جب ان سب نے کفن پہنے اور وصیتیں کیں
اور قتل گاہ کو روانہ ہوئے عجب اُس وقت کا عالم تھا کہ ایک جہان درہم برہم تھا
نالہ و شور و گریہ زاری بنی اسرائیل میں شروع ہوئی اور ایک ابر سیاہ پیدا ہوا کہ ایک
دوسرے کو نہ دیکھیں اور باپ بیٹے پر اور بیٹا باپ پر رحم نہ کرے جب قتل عام ہوا
اور ہزاروں آدمی قتل ہو گئے حضرت موسیٰ و ہارون نے جناب الٰہی میں عاجزی کی
تب توبہ قبول ہوئی اور قتل سے امان ہوا۔

قارون کے خسف یعنی زمین میں دھنسنے کا حال

کہتے ہیں کہ قارون حضرت موسیٰ علیہ السلام کے چچا کا بیٹا تھا اور ایسا حسین
تھا کہ لوگ اُس کو منور کہتے تھے اوس نے حضرت موسیٰ سے علوم عجیب سیکھے
تھے ایک اُن میں سے علم کیمیا تھا جب یہ علم اوس کو ملا تو کثرت اوس کے مال کی
اس درجے کو پہونچی کہ چالیس خچر اُس کے خزانے کے صندوقوں کی کنجیاں کھینچتے تھے
جب موسیٰ علیہ السلام نے اُس کو زکوٰۃ کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہزار دینار سے ایک دینار
زکوٰۃ دیا کرو یہ بھی اُس پر شاق گذرا اور مجادلہ شروع کیا اور موسیٰ علیہ السلام کی تابعداری
سے نکل کر طریقہ سرکشی کا شروع کیا اور سواری کے وقت ہزار جوان بلباس عمدہ
اور جواہرات مرصع اور تین لونڈیاں ماہرو عنبر مو ساتھ لباس قیمتی کے خلخال اور تاج
مرصع کے ہمرکاب چلتی تھیں اور لوگ اُس کا تجمل دیکھ کر کہتے تھے کہ اسے کاشکے
وہ ہمارے تئیں ملتا جو قارون کو ملا ہے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے
واسطے ادائے زکوٰۃ کے تاکید کی تب اُس نے بنی اسرائیل کے جاہلوں کو جمع
کر کے کہا کہ تم سب باتوں میں تابعداری موسیٰ کی کرتے ہو اور اُس کا حکم تم پر
جاری ہے اب وہ چاہتا ہے کہ زکوٰۃ کے بہانے سے تمہارا مال لیوے اور تم کو
فقیر کر دے تم کیوں چپکے بیٹھے ہو جواب نہیں دیتے وہ سب بولے کہ تو ہمارا

سردار ہے جو کچھ تیری رائے میں آوے سو کر ہم سب تیری تابع ہیں - قارون نے
حضرت موسٰے کو ذلت دینے کے واسطے مصاحبوں سے مشورت کی اور ایک
عورت فاحشہ زناکار کو تلاش کیا اور ایک طباق زر وجواہر کا اس کو دے کر یوں مقرر
کیا کہ جس وقت موسے علیہ السلام مجلس میں وعظ کو بیٹھیں اور مجمع بنی اسرائیل کا ہو
تب مجلس میں آن کر حضرت موسے علیہ السلام کے زنا کرنے کا اپنے ساتھ اقرار
کرے کہ بنی اسرائیل حضرت موسٰے سے بے اعتقاد ہو جاویں - کہتے ہیں کہ حضرت
موسٰے علیہ السلام ہر ہفتہ میں ایکبار وعظ کیا کرتے تھے - جب لوگ اُس دن جمع ہوئے
قارون بھی نہایت تجمل اور شوکت سے حاضر ہوا اور حضرت موسے کے مقابلے پر
بیٹھ کر استہزا اور ہنسنا شروع کیا اور وہ فاحشہ بھی آکر مجلس کے گوشے میں بیٹھی جب
مجلس گرم ہوئی اور دریاے بھید کے حضرت موسٰے کے سینے سے جوش مارنے
لگے - اُس عورت نے چاہا کہ قارون کی تعلیم کے موافق بہتان کرے اور حضرت
موسے علیہ السلام کے دامن کو تہمت سے آلودہ کرے - حضرت مقلب القلوب نے
اُس کی زبان کو پھیرا اور باواز بلند بولے کہ اے بنی اسرائیل قارون حضرت موسٰے
کا دشمن ہے اور کل مجھ کو اپنے گھر لے جا کر ایک طبق زر وجواہر کا دیا اور کہا کہ مجلس
عام میں حضرت موسے علیہ السلام پر بہتان کرے اور موسے کے زناہ کرنے کا اپنے
ساتھ گواہی دے - لیکن میں اب گواہی دیتی ہوں کہ موسے علیہ السلام پیغمبر خدا کا
ہے اور نبی برحق ہے اور جو برائیاں کہ میں نے کی تھیں سب سے توبہ کرتی ہوں
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُوسٰے کَلِیْمُ اللّٰہِ بنی اسرائیل نے حیران ہو کر
قارون کو ملامت کرنا شروع کیا پھر بحر غضب موسوی شور میں آیا اور اُسی وقت
منبر سے اُترے اور خاک پر سر رکھا اور خدا سے عرض کی کہ خدایا تیرے دشمن نے
میرے ایذا کا قصد کیا اور چاہا کہ میرے تئیں فضیحت کرے اگر میں تیرا رسول ہوں
تو اُس پر اپنا غضب نازل کر اور مجھ کو اُس پر مسلط کر دے - الفور حضرت جبرائیل نازل
ہوئے اور فرمایا کہ اے موسے علیہ السلام سر کو اُٹھایئے - اللہ تعالے نے تمہاری دعاء
قبول فرمائی ہے اور زمین کو تمہارے حکم میں کیا جیسا چاہو ویسا کرو حضرت موسٰے
نے سر اُٹھایا اور فرمایا کہ اے بنی اسرائیل جیسے مجھ کو خدا تعالے نے فرعون

پر مسلط کر کے ظفر دی تھی ویسے ہی اب مجھ کو قارون پر بھیجا ہے جو کوئی اُس کا پیرو ہے ہوا س کے ساتھ رہے اور جو کوئی میرا تابعدار ہے اُس سے دور ہو جاوے بنی اسرائیل نے کنارہ کیا اور بیزار ہوئے مگر دو آدمی کہ بڑے مصاحب تھے وہ رفیق رہے - اُس وقت حضرت موسےٰ نے فرمایا یَا اَرْضُ خُذِیْہِ اے زمین لے اُس کو - زمین نے ٹخنوں تک قارون کو پکڑا وہ بے وقوف تمسخر سے بولا کہ اے موسےٰ یہ کیا سحر ہے پھر جب بار دیگر حضرت موسےٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا گھٹنوں تک زمین میں دھنس گیا اُس بار نہایت ڈرا ہر چند امان مانگی مفید نہ پڑی - کہتے ہیں کہ ستر بار حضرت موسےٰ علیہ السلام نے زمین کو حکم دیا اور ہر بار وہ عاجزی کرتا رہا حضرت موسےٰ نے التفات نفرمایا - آخر بالکل زمین میں دھنس گیا - بنی اسرائیل کے عار... لوگ کہتے تھے کہ موسےٰ علیہ السلام نے مال کی طمع سے قارون کو امان نہ بخشی یہ بات حضرت موسےٰ علیہ السلام نے سُنی پھر دعا مانگی زمین کو حکم دیا کہ تمام اسباب و مال فرش فروش نقد و جنس سب اپنے اندر دھسالے -

یَا اَرْضُ ابْلَعِی الْقَارُوْنَ وَاَمْوَالَہٗ - تمام خزاین اور محل و قصور عالیشان اُس کے ہمراہ زمین میں دھنس گئے - باریتعالےٰ فرماتا ہے -

فَخَسَفْنَا بِہٖ وَبِدَارِہِ الْاَرْضَ - یعنے ہم نے قارون کو اور اُس کے گھروں اور حویلیوں کو زمین میں دھنسا دیا -

ذکر حضرت موسےٰ علیہ السلام کے شام کی طرف جانیکا اور بنی اسرائیل کے بیابان تیہ میں گرفتار ہونے کا

حضرت موسےٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ حکم الٰہی یوں ہے کہ تیاری لشکر کی کرو اور بیت المقدس کو جباروں اور عمالقہ کے ہاتھ سے چھڑاؤ چنانچہ بعد انتظام اور ترتیب لشکر کے روانہ ہوئے جب اُس ملک کے نزدیک

پہونچے بارہ نقیب یعنے بارہ سردار ہر ایک سبط کا ایک ایک آدمی مقرر کیا کہ عمالقہ کے ملک میں جا کر بطریق جاسوس اُن کا حال اور کیفیت دریافت کر کے جلد پھر آؤ۔ جب بارہ نقیب جباروں کے دار الملک میں پہونچے عوج بن عنق کہ جسامت اور قوت میں کوئی اُن جباروں میں اُس کے برابر نہ تھا اتفاقاً اُن سے دوچار ہوا اور اُن کو آگے سے خبر پہونچی تھی کہ مصر کی طرف سے لوگ ہمارے مقابلے کو آتے ہیں۔ اس واسطے عوج نے اُن بارہ نقیبوں کو اپنے آستین میں یا دامن میں ڈال کر بادشاہ کی حضور میں لیجا کر بکھیر دیا اور کہا کہ یہ لوگ ہمارے مقابلہ کو آئے ہیں بادشاہ نے حکم دیا کہ ان کو زندہ چھوڑ دو تاکہ یہ جا کر ہمارے طول قامت اور جسامت اپنے لشکر میں بیان کریں گے تو رعب اور ہیبت سے اُن کا عزم سست ہو جاوے گا کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے نقیبوں کا قد چھ گز سے اور پنج گز سے کم نہ تھا۔ لیکن بہ نسبت قدوں عمالقہ کے مانند چڑیا کے دکھلائی دیتے تھے۔ جب نقیب وہاں سے پھر کر بنی اسرائیل کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں آپس میں اقرار کیا کہ ہرگز جباروں کے قد و قامت کا احوال اپنے لشکر میں مت ظاہر کیجیو سوا سے حضرت موسےٰ علیہ السلام اور ہارون کے دوسرے سے مت کہیو اس واسطے کہ بنی اسرائیل خفیف العقل اور قلیل الہمت ہیں جب یہ حال سنیں گے تو بیشک لڑائی سے باز رہیں گے جب لشکر میں پہونچے تو دس آدمیوں نے عہد شکنی کی اور عمالقہ کی شوکت اور جسامت کا احوال بنی اسرائیل سے ظاہر کر دیا مگر یوشع بن نون اور کالب بن یوقنا نے اس بھید کو چھپایا لشکر مارے ڈر کے اُن کی شوکت سُنکر لڑائی سے بیٹھ رہا ہر چند موسےٰ علیہ السلام اور ہارون نے نصرت الٰہی کا وعدہ کیا اور فتح مندی کی اُمیدی دی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا اور سب متفق اللفظ ہو کر بولے کہ ہمارے تئیں اُن کے مقابلے کی طاقت نہیں ہم کو اُس ملک کا طمع نہیں اگر تم کو اُس کے لینے کی تمنا ہے تو تم اور تمھارا خدا جاؤ اور لڑو ہم تو یہیں بیٹھے ہیں حضرت موسےٰ علیہ السلام اُن کے تمرد سے غصہ ہوئے اور سربسجدہ ہو کر دعا مانگی کہ یا الٰہی میرا اختیار سوا اپنے نفس اور بھائی کے اوروں پر نہیں جدائی کر درمیان ہمارے اور اُن فاسقوں کے اس غصہ میں ایک ابر سیاہ پیدا ہوا اور آواز صریح اُس میں سے آئی کہ اے موسےٰ علیہ السلام

یہ گروہ بنی اسرائیل کہاں تک نافرمانی کریں گے اور ظاہر معجزوں سے منکر ہوویں گے
اتنا نہیں جانتے کہ طرفۃ العین میں سب کو ہلاک کر دوں گا اور اُن سے دو چند
لوگ پیدا کر دوں گا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے عرض کی یارب اگر تو اپنی تلوار ہی
سے اس قوم کو ہلاک کرے گا تیرے ملک میں تو کچھ نقصان نہ ہوگا لیکن جو اُمت
میرے بعد پیدا ہوگی کہے گی کہ موسےٰ نے اپنی قوم کو بددعا سے ہلاک کروا دیا تیرا
صبر بڑا ہے اور احسان بہت ہے بخش دے اُن کو اور ناگاہ مت ہلاک کر پھر حکم
ہوا کہ میں نے تیری دعا قبول کی اور اُن کو تیری خاطر سے بخش دیا لیکن تو نے اُن کو
فاسق کہا ہے اس واسطے مجھ کو اپنی عزت وجلال کی قسم ہے کہ سوائے تم دو بھائیوں
کے اور یوشع اور کالب کے سب کو اس بیابان میں حیران و پریشان رکھوں گا بعد
اس حکم کے اُن دس آدمی بھید کھولنے والے کے بدن سے کوڑھ ٹپکنے لگا۔ اور
اعضا اُن کے گل گئے اور فنا ہو گئے اور باقی بنی اسرائیل بنفرمانی کے وبال سے
گرفتار ہو کر اُس جنگل میں مقید ہو گئے۔ حضرت موسےٰ اور ہارون اور یوشع اور کالب
تو عمالقہ کی طرف تشریف لے گئے تو اتفاقاً اوّل عوج بن عنق سے ملاقات ہوئی
کہتے ہیں کہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی لاٹھی دس گز کی تھی اور دس گز اوچھلے
تب لاٹھی کا سر عوج بن عنق کے ٹخنے پر لگا۔ عوج مانند پہاڑ کے گر گیا اور اُسی ایک
زخم سے اپنی جان کو بڑی ذلت سے مالک دوزخ کو سونپا جب حضرت موسےٰ ع
بنی اسرائیل کی طرف پھرے تو اُن کو اُسی منزل میں پایا اور کولھو کے بیل طرح تمام
رات دوڑتے تھے اور فجر کو پھر منزل اوّل میں موجود ہوتے تھے۔ حضرت موسےٰ ع
کو ہنوز اُن کی گرفتاری کا حال معلوم نہیں ہوا تھا اسواسطے فرمایا کہ اے لوگو میں
وہاں گیا اور اُن میں سے ایک شخص کو میں نے مارا کہ اللہ تعالےٰ نے روئے زمین
پر ایسے جسامت اور قد و قامت کا دوسرا شخص نہیں پیدا کیا لیکن بغیر تمہارے
میری طبیعت نے نہ چاہا کہ اُس مُلک میں جاؤں اب ہمت باندھو اور غزا کو چلو
خدا تعالےٰ فتح نصیب کرے گا۔ جب بنی اسرائیل نے اپنی سرگردانی کا حال
عرض کیا تب حضرت موسےٰ علیہ السلام بہت ملول ہوئے اور خدا تعالےٰ کے وعدے
کے جلد ظاہر ہونے سے حیران ہوئے خطاب آیا کہ اے موسےٰ ایسے فاسقوں کے

واسطے غمگین مت ہو پھر جب خرچ تمام ہوا اور ذخیرہ نہ رہا تب حضرت موسٰے علیہ السلام
سے بھوک کی فریاد وزاری کرنے لگے۔ پھر حضرت موسٰے نے دعا مانگی تب خوان
احسان الٰہی سے اس طرح پر راتب مقرر ہوا کہ شب کو ترنجبین برف سے سفید اور شہد
سے شیریں درختوں پر گرتا اور عصر کے وقت لاکھوں پرند مانند کبک کے ان کے
لشکر میں خود بخود دبیٹھ جاتے۔ حکم یوں تھا کہ ہر شخص حاجت سے زیادہ نہ لیوے
اور ان کا ذخیرہ نہ کرے مگر شنبہ کے روز یکشنبہ کے واسطے ذخیرہ کریں لیکن بنی
اسرائیل تو کثرت حرص سے زیادہ حاجت سے ذخیرہ کرتے تھے پر فجر کو اس گوشت
میں کیڑے پڑجاتے تھے اور زیادہ ترنجبین لینے والوں کو دوسرے روز کچھ نہ ملتا
تھا اور پانی کی یہ سبیل ٹھہری کہ حضرت موسٰے کا جب مقام ہوتا تھا تو اپنی لاٹھی ایک
پتھر پر مارتے تھے تو بارہ سبطوں کے واسطے بارہ چشمے خوشگوار مانند آبحیات کے
جاری ہوجاتے تھے۔ پھر جب کپڑے پھٹ گئے تب حکم ہوا کہ پرانے کپڑوں
کو پتھر کے چشموں میں ڈبولو تو نئے ہوجاویں گے اور اگر کپڑے میلے ہوجاویں تو
آگ میں ڈال دو میل سب جل کر صابون سے زیادہ سپید ہوجاویں گے اور
قدرت کاملہ الٰہی سے جب لڑکا پیدا ہوتا تو قمیص سمیت وجود میں آتا اور جس قدر
لڑکیوں کو نشو ونما ہوتی وہ قمیص بھی قد کے موافق بڑھتا جاتا اور صفائی وشفافی و
ملائمت اس قمیص کی ایسی ہوتی تھی کہ ململ اور خاصہ اور تن زیب اس کے آگے
بے زیب تھا جب چند مدت اس طرح گذر گئی۔ بنی اسرائیل تو اپنی وضع اصلی اور
عادت جبلی سے باز نہ آتے تھے اور کفران نعمت کے خوگر ہو رہے تھے کہنے لگے
کہ رات اور دن ترنجبین اور پرندوں کے گوشت لذیذ کھانے سے ہمارے مونہہ کا مزہ
بے مزہ ہوگیا ہے ہم سے تو ایک نوع کے طعام پر صبر نہیں کیا جاتا تم دعا کرو کہ اللہ
تعالٰے ہم کو مسور کی دال اور لسن اور پیاز اور ساگ بھاجی دیوے تو ذرہ مونہہ سوندھا
ہو حضرت موسے علیہ السلام ان لوگوں کی سمجھ بوجھ سے نہایت ملول ہوئے اور
فرمایا کہ عجب قوم جاہل ہو کہ ساگ بھاجی کو خوان آسمانی پر تفضیل دیتے ہو اور خوراک
حیوانی کو خوان نعمت رحمانی پر ترجیح کرتے ہو نرے بے عقل وبے شعور کیوں نہ ہو
جیسے روح ویسے فرشتے اور چاہا کہ ان جاہلوں کو چھوڑ کر باہر نکل جاویں لیکن جسم

کیا اور منتظر امر الٰہی کے رہے اور چالیس برس کے عرصے میں اوس جماعت نافرمان میں سے کوئی باقی نہ رہا سب فنا ہو گئے مگر یوشع اور کالب رہے اور اس مدت میں جتنے ہلاک ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی نسل سے اتنے ہی پیدا کیے چنانچہ بروقت نکلنے تیہ کے جتنے داخل ہوئے تھے اتنے ہی موجود تھے بغیر زیادہ نقصان کے اور یہ قوم اس تیہ کی گرفتاری اور قید سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی حیاتی میں نکلنے نہیں گئے بلکہ تینتیس سال حضرت موسے علیہ السلام کی حیاتی میں وہاں مقید رہے اور بعد وفات حضرت موسےؑ کے سات سال حضرت یوشع بن نون کی رسالت میں مقید رہے پھر ان کو حضرت یوشع نے وہاں کی قید سے نکالا جیسا کہ آگے ذکر آوے گا۔

ذکر حضرت موسے علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے ملنے کا

جب موسے علیہ السلام مصر پر غالب ہوئے اور قبطی ہلاک ہوئے موسےؑ اکثر مجلس میں وعظ و نصیحت فرماتے تھے ایک روز حق تعالیٰ سے سوال کیا کہ الٰہی تیرے بندوں میں کوئی مجھ سے زیادہ عالم ہووے تو مجھ کو بتا حق تعالیٰ نے وحی نازل کی کہ میرا ایک بندہ ہے تجھ سے زیادہ تر عالم ہے میں نے اپنے علم کے اسرار اس کے سینے میں رکھے ہیں دریا کے کنارے پر ہی جہاں مچھلی گم ہو گی وہاں تم کو ملے گا۔ حضرت موسےؑ نے یوشع کو ساتھ لیا اور کئی روٹیاں اور کئی مچھلیاں بھونی ہوئی لے کر مجمع البحرین کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب مجمع کے قریب ایک چشمہ پر پہونچے وہاں آرام کیا۔ حضرت موسے علیہ السلام بسبب ماندگی کے سو رہے اور یوشع نے اس چشمہ سے وضو کیا جب چند قطرے پانی کے اس بھونی ہوئی مچھلی پر گرے اس مچھلی نے زندہ ہو کر دریا کی راہ لی جب وہاں سے آگے چلے تب حضرت موسے علیہ السلام نے یوشع سے کھانا مانگا انھوں نے

احوال مچھلی کا دریا میں چلے جانے کا بیان کیا کہ پانی کے قطرے اس پر گرے تو وہ
زندہ ہوکر دریا میں چلی گئی اور جہانتک اس نے سیر کی وہاں تک ایک راہ پانی
میں بن گئی۔ حضرت موسے علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ وہی بات ہے جس کو ہم
طلب کرتے تھے یعنے گم ہونا مچھلی کا حضرت خضر کی ملاقات کی جگہ ہے وہاں
سے اُلٹے پھرے اور حضرت کو صحرا میں پایا کہ عبادت آلہی میں مصروف تھے
بعد فراغت عبادت کے حضرت موسے علیہ السلام سے احوال پوچھا انہوں نے
فرمایا کہ مقصود اس سفر سے یہ ہے کہ چند روز تمہاری صحبت میں مشرف رہوں اور وہ
علم کہ خدا نے تم کو بخشا ہے سیکھوں۔ حضرت خضرؑ نے کہا کہ آپ کی التماس تو قبول
ہے لیکن رفاقت ہماری مشکل ہے اسواسطے کہ شاید میں ازروے علم باطن کے
ایک کام کروں کہ ظاہر اُس کا کراہت ہو اور انجام اس کا خیریت اور کرامت ہو اور بغیر
حقیقت ظاہر ہونے کے تم سے صبر نہ ہوسکے اور عذر و انکار سے پیش آؤ اسواسطے
مصاحبت کی گرہ ٹوٹ جاوے گی اور رفاقت کا رشتہ بند ہوجاوے گا حضرت
موسے علیہ السلام نے کہا کہ انشاء اللہ تعالے میں صبر کروں گا اور تمہارے حکم
سے بے فرمانی نہ کروں گا۔ حضرت خضرؑ نے کہا کہ اگر تم میری مصاحبت چاہتے
ہو تو جب تک میں نہ کہوں تب تک تم سوال مت کیجیو بعد اس قول و اقرار کے وہ
دونوں دریا میں ایک کشتی پر سوار ہوئے۔ حضرت خضرؑ نے مالکوں سے پوشیدہ
دو تین تختے کشتی کے اوکھاڑ کر دریا میں پھینکدیئے اور صاحبان کشتی سے کہا کہ جلد
اپنی کشتی کا بند وبست کرو نہیں تو ڈوب جاؤ گے لوگ دوڑے اور جلد لکڑیوں کے
ٹکڑے جوڑ کر کشتی کو درست کیا لیکن صاحب کشتی کا دل کشتی کے معیوب ہونے
سے ٹوٹ گیا۔ حضرت موسے علیہ السلام نے فرمایا ایسی مضبوط کشتی میں تین سوراخ
کرنا اور اتنے لوگوں کے غرق ہونے کا خیال نہ کرنا نہایت ظلم اور خلاف شرع ہے
حضرت خضرؑ نے فرمایا میں نے تجھے نہ کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہ کرسکو گے
حضرت موسے علیہ السلام نے عذر کیا کہ میں نے بھولنے سے یہ بات کہی پھر میں
نہ بولوں گا جب کشتی سے اُترے ایک شہر کے پاس پہونچے وہاں کئی لڑکے کھیل
رہے تھے اُن میں سے ایک حسین و ملیح لڑکے کو پکڑ کر گرایا اور اُس کا گلا چھری سے

کاٹا۔ حضرت موسے علیہ السلام نے فرمایا کہ بے گناہ کا قتل کرنا خصوصاً معصوم کا کسی دین وملت میں جائز نہیں تونے کیا غضب کیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ میں آگے ہی کہہ چکا تھا کہ تو صبر نہ کرسکے گا پھر حضرت موسے علیہ السلام نے عذر کیا اور فرمایا کہ اگر اب کی بار بولوں تو مجھ کو اپنی مصاحبت میں مت لیجو پھر وہاں سے آگے چلے رات کو ایک گانوں میں پہونچے موسم بھی سردی کا تھا اُس گانوں والوں سے ضیافت مانگی۔ اُنھوں نے کھانا نہ دیا بھوکے پیاسے پڑ رہے صبح کو اُسی بستی میں ایک دیوار ٹھیڑی گرنے کے قریب تھی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے اُس کو بغیر مزدوری کے درست کردیا۔ حضرت موسے علیہ السلام نے فرمایا کہ اس گانوں کے لوگوں نے بے مروتی سے طریقہ مہمان نوازی سے مُنھ موڑا مناسب تو یہ تھا کہ اُن سے مزدوری لیتے اور بھوک کا غلبہ دفع کرتے ایسے بیمروتوں سے مروت کرنا مناسب نہیں ہے حضرت خضر نے فرمایا هٰذا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ اب جدائی کی تیاری کیجئے اور رفاقت سے اُمید قطع کیجئے لیکن بگوش ہوش متوجہ ہوکر اسرار اُن فعلوں کی جو بصورت خلاف شرع معلوم ہوتے ہیں سُن لیجئے اور آشنا عیب لیجائیے۔ کشتی کے توڑنے کا سبب تو یہ تھا کہ رستہ اُس کشتی کا ایک بادشاہ ظالم کے شہر پر تھا اور وہ مضبوط کشتیوں کو چھین لیتا تھا اسواسطے میں نے اُس کو توڑا کہ بسبب عیب غصب سے بچے گی اور ان غریب مالکوں کی گذران نہ چلے گی۔ اور لڑکے کے قتل کرنے کا سبب یہ تہا کہ ماں باپ اُس کے نیک بخت اور مسلمان تھے اور لڑکے سے سوائے کفر اور عصیان وفساد کے کچھ وجود میں نہ آتا میں ڈرا کہ اثر اُس کے کفر وفساد کا ماں باپ کو پہونچے گا۔ اور وہ اُس کی بدی میں گرفتار ہوں گے اور خدا اُس کے ماں باپ کو فرزند صالح عنائت کرے گا۔ جس کی نسل سے ستر پیغمبر پیدا ہوں گے اس موقعہ پر مصنف کتاب ہذا نے اطفال مردہ کے ثواب وعذاب میں ایک طویل بحث تحریر فرمائی ہے اور لکھا ہے کہ بقول بعض اطفال مومنوں اور کافروں کے علی العموم مغفور ہیں کیونکہ وہ گناہوں اور سرکشی وکفران سے معصوم ہیں اور بعض کے نزدیک اہل اعراف سے ہوں گے کیوں کہ اگرچہ اُنھوں نے گناہ نہیں کیئے

لیکن اعمال نیک بھی نہیں کیئے جو موجب حصول درجات کے ہیں اور بعض کے
نزدیک اطفال تابع والدین کے ہیں اطفال مومنین کے متنعم اور اطفال کفار کے
معذب ہوں گے اور جس کے والدین مختلف مذہب کے ہوں یعنے ایک کافر اور
ایک مومن تو وہ تابع خیرالابوین ہوگا۔

اتنے اقوال بیان کر کے اخیر پر فیصلہ یہ کیا ہے کہ جب ہم کو ان کا یقینی علم
نہیں تو اُن پر حکم دوزخ یا بہشت کا لگانا ہمارا حق نہیں۔ قطعی حکم ہم کوئی لگا نہیں
سکتے۔ لہذا اس مسئلہ میں سکوت ہی بہتر ہے اور اِس کا عِلم خداوند کو سونپنا بہت
ہی پُرامن طریق ہے۔ اور حضرت مقتدا العرب والعجم الامام الاعظم سراج الامتہ
وابتہاج الملتہ رئیس المجتہدین شمس فلک الاجتہاد بالیقین حضرت ابو حنیفہ رحمتہ اللہ
علیہ نے بھی اطفال کے حکم میں سکوت اختیار کیا ہے۔ کیوں کہ یقینی علم خداوند
عالم الغیب کے پاس ہے۔

مترجم کہتا ہے۔ فاضل مصنف نے اچھا فیصلہ کیا ہے اور ہم بھی اس رائے
صائب کے مؤید ہیں۔ جزاہ اللہ خیر الجزاء۔

پھر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ فایدہ دیوار بنانے کا یہ ہے کہ وہ دیوار
دو یتیموں کی ہے باپ اُن کا مرد صالح اور متقی تھا اور اُس کے نیچے خزانہ تھا اگر
وہ دیوار اب گرتی تو وہ یتیم اس خزانہ سے بے نصیب رہتے اس واسطے میں نے
بموجب الہام ربّانی کے اس دیوار کو بنایا کہ بعد اُن کے بالغ ہونے کے اگر گرے
گی تو خزانہ اُن کے ہاتھ لگے گا۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے رخصت چاہی
اور رخصت ہوئے ہمارے رسول اکرم مخدوم عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے کہ اگر حضرت موسےٰ علیہ السلام صبر کرتے تو عجائب اسرار الٰہی اور غرائب امور
نامتناہی بیان میں آتے اور اللہ تعالےٰ اُن سب کی خبر دیتا۔

ذکر وفات موسےٰ علیہ السلام

جب زمانہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کی رحلت کا نزدیک پہونچا تو فرمایا کہ تمام بنی

اسرائیل کا شمار کرو اور اُن لوگوں کو جو مصر سے نکلنے کے وقت حاضر تھے تلاش کرو نقیبوں نے عرض کی کہ سوائے یوشع بن نون اور کالوب کے اُن میں سے کوئی باقی نہیں رہا پھر سب کو جمع کیا اور وصیت کی۔ حضرت یوشع بن نون جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خواہرزادہ تھا اُس کو اپنا خلیفہ مقرر کیا۔ اور کاتبوں کو جمع کرکے توراۃ کے نسخے لکھوائے اور ایک نسخہ اپنے ہاتھ مبارک سے لکھ کر جبرائیل کے ساتھ مقابلہ کیا اور باقی نسخے اُس نسخہ سے مقابلہ کیئے اور اسباط یعنے قبیلوں میں تقسیم کئے اور حضرت یوشع کو قوم کی تربیت کا اور بنی اسرائیل کو حضرت یوشع کی فرمانبرداری کا بڑی تاکید سے حکم دیا۔ پھر کوہ سینا پر تشریف لے گئے اور جناب رب العزت سے آخری کلام کی اور اپنی قوم کو خداوندتعالیٰ کے حوالہ کرکے واپس آرہے تھے کہ راستہ میں دیکھا کہ ملائکہ ایک قبر کھود رہے ہیں وہاں کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ کس کی قبر ہے۔ حضرت جبرائیل نے بہشت کا سیب سونگھایا اُسی وقت طائر روح قفس بدن سے بفرط شادی اور کمال شوق ربانی سے جنت کی طرف پرواز کرگیا۔ بدن مبارک کو جبرائیل اور چند ملائکہ نے غسل دے کر کفن پہنایا اور جنازہ پڑھکر دفن کردیا۔ اسواسطے حضرت موسےٰ کی قبر کسی کو معلوم نہیں کہ کہاں ہے۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام کی وفات کی بابت جو یہ روایت مشہور ہے کہ اُن کا روح قبض کرنے کے لیئے ملک الموت آیا اور انھوں نے غضبناک ہوکر ملک الموت کے مونہہ پر طمانچہ مارا اُس کی ایک آنکھ نکل پڑی اور اب تک عزرائیل اُس طمانچہ کے صدمہ سے یک چشم ہے یہ بالکل واہیات و بیہودہ خرافات سے ہے بالکل اس کا کوئی اصل نہیں ایسے افتراؤں سے خدا کی پناہ اور جو بعض نے کہا ہے کہ بعد فتح دیار جبارین کے حضرت موسےٰ علیہ السلام فوت ہوئے یہ بھی بالکل پوچ ہے۔

حضرت یوشع بن نون کا ذکر

حضرت موسٰے علیہ السلام کے بعد سات سال قوم نے جنگل میں گذار کر چالیس سال پورے کیئے اور حکم کے منتظر ہوئے کہ یوشع ابن نون کو پیغمبری کا درجہ ملا اور حکم ہوا کہ قوم کو جنگل سے لیجا کر جباروں کی قوم سے جنگ کرو اور شام کو فتح کر کے پھر مصر میں داخل ہو جاؤ پس یوشع بن نون نے اپنی قوم کو خداوند کا حکم سُنایا اور قوم کو ساتھ لے کر شام کی طرف متوجہ ہوئے۔ جاتے ہی چند گاؤں فتح کیئے پھر بڑے بڑے شہر متواتر فتح کرتے ہوئے دارالسلطنت شہر بلقا کو متوجہ ہوئے شام کا بادشاہ اُن کے مقابلہ کے واسطے لشکر کرار اور جیش بیشمار لے کر نکلا ہر چند اُن کی مدافعت میں کوشش کی کچھ بن نہ پڑا اسواسطے آخر لاچار و عاجز ہو کر قلعہ گیر ہوا۔ حضرت یوشع نے قلعہ کا محاصرہ کیا اور تھوڑے دنوں میں اُن کو نہایت تنگ کر دیا۔ شام کا بادشاہ نہایت تنگ ہوا اُس علاقہ میں ایک ولی بڑا زاہد عابد مستجاب الدعوات رہتا تھا جس کا نام بلعم بن باعور تھا شام کے بادشاہ نے اُس کے پاس آدمی بھیجا کہ ہمارے واسطے دعا کر اور یوشع بن نون کے لشکر کی ہزیمت خدا سے مانگ کہ ہم نہایت تنگ آ گئے ہیں۔ بلعم نے جواب میں کہا کہ یہ قوم میرے خدا کی بھیجی ہوئی ہے میں ان کے حق میں بددعا نہ کروں گا تم کو چاہیئے کہ موسٰے علیہ السلام کا دین قبول کرو اور یوشع جو اللہ کی طرف سے رسول ہیں اُن کی متابعت کرلو یہی تمھارے حق میں بہتر ہوگا۔ بادشاہ نے کہا کہ ہم موسٰے کا دین قبول نہ کریں گے اور تو اگر ہماری بہتری کی دعا نہ کرے گا تو تجھے سولی پر کھینچیں گے۔ اور مخفی طور پر بادشاہ نے بلعم کی عورت کو کئی ہزار اشرفیوں کے توڑے اور عجیب عجیب تحفے اُس کے پاس بھیجکر کہلا بھیجا کہ بلعم کو ہمارے لیئے سفارش کرتا کہ وہ یوشع کے حق میں بددعا کرے اور ہماری فتح کے واسطے خدا سے سوال کرے۔ بلعم کی عورت نہایت خوبصورت تھی اور وہ اُس پر فریفتہ و شیدا و دل و جان سے قربان تھا اس عورت

راہزن ایمان نے دولت و مال دیکھ کر طمع شیطانی سے بلعم کو یوشع علیہ السلام
کے حق میں بد دعا کرنے پر انگیختہ کیا۔ عاجزی سے کہا ناز سے کہا ہر طرح سے
اُس کو مجبور کیا کہ تجھے یہ دعا ضرور کرنی پڑے گی۔ بلعم نے کہا یوشع علیہ السلام
خدا کے رسول ہیں اور رسول کے حق میں بد دعا کرنا موجب وبال دارین ہوتا
ہے۔ مگر عورت نے ہرگز نہ مانا اور اپنے ہٹ پر قایم رہکر بار بار اُس کو اُسی دعا
پر مجبور کیا جب بلعم نے اُس کی بات کو نہ مانا تو عورت نے سخت ناراضی ظاہر
کی اور کہا کہ یا مجھے طلاق دے یا بد دعا کر۔ آخر الامر بلعم ناچار و مجبور ہوا اور اُس
محبوبہ ماہ لقا کی مخالفت اتنی نہ کر سکا کہ وہ اُس سے جُدا ہو جاوے۔ آخر بد دعا
کرنے پر آمادہ ہو کر ایک خچر پر سوار ہوا اور ایک صومعہ کو چلا جو پہاڑ پر اُس کی
عبادت کا مقام تھا۔ اثنائے راہ میں آثار قدرت الٰہی جو اِس دعا سے مانع
تھے اُس کو دکھلائے گئے۔ مگر وہ اغوائے شیطانی سے ہرگز رُک نہ سکا
اور عبادت گاہ میں آکر اسم اعظم کے وسیلہ سے جس کے ساتھ دعائیں اُسکی
مستجاب ہوتی تھیں دعا مانگی حضرت یوشع کے لشکر کو ہزیمت ہوئی انھوں
نے جناب باری میں عرض کی حکم ہوا کہ یہ ہزیمت اسم اعظم کی برکت سے
ہوئی ہے جو بلعم نے تمھارے حق میں بوسیلہ اسم اعظم بد دعا کی ہے۔ حضرت
یوشع علیہ السلام نے سجدہ میں سر رکھ کر بلعم کے حق میں بد دعا کی کہ یا اللہ ایسے
موذی کا ایمان سلب ہو اور اسم اعظم اُس کے سینہ سے محو ہو جاوے۔ خدا
کے امر سے ایسا ہی ہوا۔ پھر بلعم ہرچند دعائیں کرتا کرتا تھک گیا مگر ایک
بھی منظور نہ ہوئی اور یوشع علیہ السلام کے لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا اور خداوند
کے فضل سے شہر بلقا فتح ہو گیا۔ بادشاہ کو گرفتار کر کے سولی پر چڑھایا گیا اور
تمام رعیت تابع فرمان یوشع علیہ السلام کے ہو گئی۔ اُس وقت بلعم حضرت یوشع
کی خدمت میں حاضر ہوا اور رو رو کر عاجزی کرنے لگا کہ مجھ سے آپ ناراضی
دور فرما دیں۔ حضرت یوشع علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا ایمان مسلوب ہے تو
کفار اہل نار سے ہے مگر تین دعائیں تیری قبول ہوں گی جو چاہے مانگ لے
بلعم خوش ہوا کہ پہلی دعا یہ مانگوں گا کہ قیامت میں مجھے عذاب نہ ہو لیکن جو

تقدیر میں لکھا ہو وہ کبھی ٹل نہیں سکتا وہ خوشی سے عورت کے پاس آیا اور بیان کیا کہ میری تین دعائیں قبول و منظور ہوں گی عورت نے کہا کہ پہلے ایک دعا تو میرے لیئے مانگ کہ خداوند تعالے مجھے ایسا حسن و جمال بخشے کہ کوئی عورت دُنیا بھر میں میرے برابر خوبصورت نہ ہو اُس بیوقوف تابع عورت نے اُسکے کہنے پر عمل کیا اور اُس کے حسن و جمال باکمال کی دعا مانگی وہ فی الفور ایسی خوبصورت ہو گئی کہ کسی آنکھ نے ایسا حسن نہ دیکھا ہو اور کسی کان نے ایسا نہ سُنا ہو عورت کو جب اس قدر حسن و جمال نصیب ہوا تو سخت مغرور ہوئی اور کمال تکبر سے بلعم کو حقیر سمجھنے لگی مخفی طور پر کسی خوبصورت جوان سے وصال کی طالب ہوئی۔ ایک دن بلعم پر یہ حال واضح ہوا اور عورت کو ایک غیر مرد کے ساتھ گھر میں دیکھا سخت غضبناک ہوا اور عورت کے حق میں بددعا کی کہ خدا نے اُس کو سیاہ رنگ کتے کی شکل میں بنا دیا۔ جب کتے کی شکل ہو گئی تو بال بچے رونے چلانے لگے اور لوگ بھی بلعم کے پیچھے پڑ گئے کہ اگرچہ یہ بدکار ہے مگر پھر بھی تیری عورت ہے اس کے حق میں دعا کر کہ اصلی صورت پر آجاوے پھر مجبوری اُس کو دعا کرنی پڑی وہ اُس کی دعا سے اصلی صورت پر آگئی۔ پس تینوں دعائیں بلعم کی ختم ہو گئیں۔ اور وہ محروم کا محروم ہی رہ گیا۔

پھر حضرت یوشع علیہ السلام قوم کو لے کر شہر میں داخل ہونے لگے بعض کے نزدیک وہ شہر ایلیا تھا اور بقول ابن عباس اُس شہر کا نام اریحا تھا جس میں قوم عمالقہ آباد تھی۔

وَإِذْ قُلْنَا ادْخُلُوا هَٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ وَسَنَزِيدُ الْمُحْسِنِينَ ط۔

اور جب کہا ہم نے داخل ہو جاؤ اس گانؤں میں پس کھاؤ اُس سے جہاں سے چاہو بافراغت اور داخل ہوؤ شہر کے دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے اور کہو معافی تا بخش دیں ہم تمھارے لیئے گناہ تمھارے اور زیادہ دینگے ہم نیکو کاروں کو۔

یہ شہر فتح کر کے حضرت یوشع نے قوم کو حکم دیا کہ شہر میں داخل ہو جاؤ اور جہاں سے چاہو کھاؤ کیوں کہ کفار شہر کو چھوڑ کر بھاگ گئے تھے اور تمام اشیائے خوردنی یوں ہی گھروں میں چھوڑ گئے تھے لیکن شہر میں داخل ہوتے وقت حطّۃ کا لفظ زبان سے بولو یعنے یا اللہ ہمارے گناہ معاف کر دے اور شہر کے دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو۔ اُنہوں نے تمسخر و استہزا سے لفظ حطّۃ کی جگہہ حنطۃ حنطۃ کہا یعنے ہم کو گیہوں ملے اور بجائے سجدہ کے سر اونچا کر کے دروازہ سے داخل ہوئے۔

فَبَدَّلَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَیْرَ الَّذِیْ قِیْلَ لَھُمْ ۔

پس بدلایا اُن لوگوں نے جو ظالم تھے بات کو سوائے اُس کے جو کہا گیا تھا اُن کو۔

فَاَنْزَلْنَا عَلَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا کَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ؕ

پس اُتارا ہم نے اُن لوگوں پر جو ظالم تھے عذاب آسمان سے بدلے اُس کے جو بدکاری کرتے تھے بباعث اُن کی مسخری و استہزا کے امر الٰہی سے اُن پر طاعون و وبا نازل ہوئی اور دو پہروں میں ستر ہزار آدمی مر گئے (خداوند کے حکم سے استہزا کرنے کا ایسا بد نتیجہ ہوا کرتا ہے اعاذنا اللہ)

پس اہل صیہون اور یارق و ردی عالم اسلم نے حضرت یوشع علیہ السلام کے ساتھ جنگ کیا اور نصرت الٰہی سے یوشع علیہ السلام کو فتح نصیب ہوئی پھر مصر میں آئے اور اطراف و نواحی میں احکام تورات کے جاری کیے۔

کچھ زمانہ کے بعد حضرت یوشع اس جہان فانی سے رحلت کر گیے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ بنی اسرائیل ساٹھ سال کے بعد مصر میں واپس آئے چالیس سال جنگل میں رہے اور بیس سال فتوحات ملکی میں گذرے۔

ذکر حضرت کالوب و حزقیل علیہما السلام کے

بیان میں

حضرت یوشع علیہ السلام کی وفات کے بعد کالوب علیہ السلام قوم بنی اسرائیل میں مبعوث ہوئے اور تھوڑے زمانہ میں اجراے احکام الٰہی کر کے راہ گرائے عالم جاودانی ہوئے۔

اُن کے بعد حضرت حزقیل علیہ السلام پیغمبری سے مشرف ہوئے یہ پیغمبر بھی بڑا عالیشان گذرا ہے۔ خداوند تعالےٰ نے اُن کو عالی مرتبہ نصیب فرمایا تھا۔ قرآن شریف میں ان کا نام ذوالکفل آتا ہے اور عالیشان پیغمبروں میں ان کا شمار کیا گیا ہے۔ جب ان کو کفار سے جہاد کرنے کا حکم صادر ہوا تو قوم بنی اسرائیل کو اُنہوں نے حکم الٰہی سُنایا سب نے انکار کیا۔ خداوند تعالےٰ کے غضب سے اُنپر وبائے طاعون اُتری جب تمام شہر میں وبا منتشر ہوگئی تو لوگ شہر سے بھاگ کر جنگل میں چلے گئے وہاں اُن پر آسمان سے آگ نازل ہوئی اور آتش غضب الٰہی سے تمام جل گئے۔ جنگل میں مردوں کے انبار جمع ہوگئے کوئی اُن کے دفن کرنے کی طاقت نہ رکھتا تھا کیوں کر سخت تعفن و بدبو سے اُن کے قریب جانا ممکن نہ تھا۔ حضرت حزقیل علیہ السلام نے اہل ایمان کو جمع کر کے اُن مُردوں کے اردگرد ایک دیوار بنائی پس گوشت و پوست اُن کا گل کر فنا ہوا اور صرف ہڈیاں رہ گئیں۔ ایک دن حضرت حزقیل علیہ السلام اُن ہڈیوں کے پاس سے گذرے اور دیکھ کر رحم آیا۔ خداوند کی جناب میں دعا کی۔ خداوند تعالےٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے پھر سب کو زندہ کیا اور شہر میں آکر آباد ہوئے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْیَاهُمْ۔

کیا تو نے نہ دیکھے وہ لوگ جو نکلے اپنے گھروں سے اور وہ ہزاروں تھے

موت کے ڈر سے۔ پھر کہا اُن کو اللہ تعالےٰ نے مر جاؤ۔ پیچھے اُن کو جلا دیا۔

کہتے ہیں کہ جو کوئی اُن کی نسل سے زندہ رہا اب تک اُن کے پسینے سے مُردوں کی بو آتی ہے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کا ذکر

جب حضرت حزقیل علیہ السلام نے وفات پائی اور بادشاہی بنی اسرائیل کی ملک شام میں متفرق ہوگئی ہر ایک مذاہب باطلہ اختیار کیے اور احکام توریت بالکل نسیاً منسیا کر دیئے منجملہ اُن مشرک بادشاہوں کے بادشاہ بعلبک کا تھا جو ایک بڑا بُت طول میں بیس گز رکھتا تھا نام اس بُت کا بعل تھا شیطان اُسکے پیٹ میں جا کر لوگوں کو امر و نہی کرتا تھا اور چار سو خادم اوس بت کی خدمت میں رہتے تھے۔ لوگ اُس بُت کو خدا سمجھکر پوجتے تھے۔ جب گمراہی اُن کی حد سے زیادہ ہوئی تو اللہ تعالےٰ نے الیاس بن محاص بن عیر بن ہارون بن عمران کو پیغمبر کرکے اُن کی ہدایت کے واسطے بھیجا وہ لوگوں کو نصیحت کرتے تھے۔

اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ۔ یعنے اے لوگو تم بعل کو خدا جانتے ہو اور اُس سے حاجتیں مانگتے ہو اور خداوند تعالےٰ احسن الخالقین کو چھوڑتے ہو۔

فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ۔ پھر اُس کو (اُنہوں نے) جھٹلایا سو وہ پکڑے آتے ہیں۔

حضرت الیاس اُن کے ایمان لانے سے مایوس ہوئے اور اُن کے حق میں بددعا کی خداوند تعالےٰ نے اُن پر سخت قحط مسلط کیا بارش باران اُن سے روکی گئی تین سال تک ایک قطرہ بارش کا نہ برسا لوگ سخت بدحال ہوئے مگر ایمان ایک شخص بھی نہ لایا تین سال کے بعد حضرت الیاس بادشاہ کے دربار میں تشریف لے گئے اور اُس کو توحید کی دعوت کی۔ بادشاہ نے کہا کہ جس دن سے تو نے

ہم کو اپنے خدا کی طرف بلانا شروع کیا ہے اُسی دن سے مُلک میں قحط پڑ گیا تیرا قدم ایسا منحوس ہے کہ تیرے آنے سے بارش بھی بند ہو گئی ہے۔ پس تیرا خدا بھی ایسا ہی ہو گا۔ اس کو میں کس طرح قبول کروں۔ حضرت الیاس نے فرمایا کہ یہ قحط بسبب نافرمانی تمھاری کے ہے اور یہ نحوست و شومی تمہارے انکار و کفر کی ہے اگر آج ہی خدا پر ایمان لاؤ تو تمام قحط فی الفور دور ہو جائے گا۔ بادشاہ نے کہا کہ ہم کو یقین نہیں آتا۔ حضرت الیاس نے کہا کہ یقین لانے کا طریقہ میں تم کو بتاتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم اپنے بعل وغیرہ معبودوں سے بارش کی دعا مانگو۔ اگر تمھاری دُعا سے بارش نازل ہوئی تو تم سچے ہو جاؤ گے۔ اور اگر نہ ہوئی تو پھر میں اپنے خدا سے دُعا مانگوں گا۔ اگر اُس نے بارش نازل کی تو تمہیں جان لینا چاہیئے کہ بارش کا نازل کرنا میرے خدا کے ہاتھ میں ہے۔ پس بادشاہ نے اس فیصلہ کو منظور کر کے بعل کے بُت خانہ میں تمام پجاریوں کو جمع کیا اور خود بھی اُن کے ہمراہ سجدہ میں سرنگوں ہوا کتنے دن بعل کی پرستش میں اور اُس سے دعا مانگنے میں جھک مارتے رہے مگر بارش کا ایک قطرہ بھی آسمان سے نازل نہ ہوا۔ پھر عاجز ہو کر بادشاہ نے حضرت الیاس علیہ السلام کو کہا تو اب اپنے خدا سے دُعا مانگ اگر تیری دعا سے بارش نازل ہوئی تو ہم ضرور ایمان لائیں گے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے اُسی مقام دربار عام بادشاہی میں اُن سے وعدہ لیا کہ اگر بارش ہو تو ایمان لاؤ گے اُنہوں نے بار بار اقرار کیا حضرت نے اوسی دربار میں ہاتھ کھڑے کیئے اور فرمایا کہ یا اللہ یہ عاجز بتوں سے دعائیں مانگ چکے ہیں تو ہی قادر و توانا ہے ان پر بارش نازل فرما کہ ان کا یقین تیری ذات پر اور تیری قدرت کاملہ و رحم شاملہ پر مستحکم ہو حضرت الیاس علیہ السلام کے موںھ سے یہ لفظ نکلے اور آسمان سے موسلا دھار بارش شروع ہوئی مُلک سے قحط جاتا رہا۔ اور فارغ البالی حاصل ہوئی۔ سوائے چند آدمیوں کے کوئی ایمان نہ لایا۔ بقول بعض وزیر بادشاہ کا بھی مخفی ایمان لایا تھا۔ پھر بعل کے پجاریوں نے بادشاہ کو بھڑکایا اور سخت غصہ دلایا کہ بعل سے آواز آئی ہے کہ الیاس کو جلدی قتل کرو ورنہ میں تم پر سخت ناراض ہو جاؤں گا۔ بادشاہ نے الیاس کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اور ادہر سے اُس کا بیٹا سخت بیمار ہو گیا۔ چونکہ بادشاہ کا ایک ہی بیٹا

اور نہائیت عزیز تھا اِس لئیے اُس کو حضرت الیاس علیہ السلام کی طرف سے خیال ہٹ گیا وہ گرفتاری کا حکم سُنکر پہاڑوں میں جا چھپے اور آٹھ برس تک ایک غار میں مخفی رہے۔ بادشاہ کے بیٹے کے علاج سے تمام طبیب عاجز ہوئے۔ بادشاہ اور اُس کا قبیلہ بعل کی بندگی کو اپنے بیٹے کی تندرستی کا وسیلہ جانتے تھے ہر وقت اوس کے آگے ناک رگڑتے اور ناصیہ سائی کرتے تھے مگر اثر شفا کا خاک بھی ظاہر نہ ہوا تب بعل کے پُجاریوں نے بادشاہ سے کہا کہ بعل تم سے ناراض ہے کیونکہ تم نے بعل کی فرمایش کے مطابق عمل نہ کیا اور الیاس کی تلاش چھوڑ دی جب تک الیاس زندہ رہے گا تب تک بعل بات نہ کرے گا۔ بادشاہ نے کہا میرا دل ہر وقت فرزند عزیز کی بیماری میں مشغول ہے ایک دم قرار و آرام نہیں اگر یہ تندرست ہوگا تو دلجمعی سے الیاس علیہ السلام کی تلاش کر کے اُس کو قتل کر ڈالوں گا بُت خانہ کے خادموں نے کہا بہتر یہ ہے کہ مُلک شام کے اور بُتوں سے رجوع کر کے اپنے بیٹے کی تندرستی مانگو۔ جب بعل کا غصہ اُترے گا تب تم اپنی حاجتیں اس کے پیش کیجیو۔ بادشاہ نے بموجب کہنے اُن پُجاریوں کے چارسو ملاعین بے دین کو تیار کر کے مُلک شام کو بھیجا کہ وہاں کے بُتوں سے میرے بیٹے کی تندرستی مانگیں یہ لوگ وہاں سے روانہ ہوئے راستہ میں اُس پہاڑ میں مقام کیا جس میں حضرت الیاس علیہ السلام مقیم تھے اُس وقت حضرت الیاس علیہ السلام بالہام الٰہی پہاڑ سے اُترے اور اُن لوگوں سے فرمایا کہ بادشاہ کو جا کر میرا پیغام دو کہ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے کہ میں ہی خالق مالک و محیی و ممیت ہوں تو اپنی بدبختی سے اور جہالت سے میرا شریک بتوں کو بناتا ہے اور عاجز پتھروں سے دعائیں مانگتا ہے اور اپنے بیٹے کی تندرستی اُن سے چاہتا ہے اور میں جو تمام جہان کا خالق و مالک ہوں مجھ پر ایمان نہیں لاتا تو مجھے اپنے جلال کی قسم ہے کہ عنقریب تیرے بیٹے کو مار کر تیرا دل دردمند کر دوں گا۔ بادشاہ کے رفیقوں نے جب یہ باتیں سُنیں تو خوف سے کانپنے لگے اور ایسا رُعب اُن کے دلوں پر طاری ہوا کہ بیخود وں کی مانند وہاں سے اپنے مُلک کو واپس ہوئے اور پیغام کا مضمون بادشاہ کو پہونچایا۔ بادشاہ کو پیغام سُنکر سخت غصہ بھڑکا اور حضرت الیاس علیہ السلام کے قتل کا ارادہ کر کے پچاس بہادر آدمی اُن کی تلاش کو بھیجے جب

وہ حضرت الیاس علیہ السلام کے پاس پہونچے تو حضرت الیاس علیہ السلام نے اُنکے
حق میں بد دعا کی وہ پچاسوں آدمی آسمانی آگ سے جل گئے۔ اِسی طرح کئی بار اُس
ملعون نے اُن کے قتل کو ایک ایک گروہ کثیر بھیجا مگر حضرت الیاس علیہ السلام کی بددعا
سے ہلاک ہوتے رہے آخر جب قوم نے کفر سے توبہ نہ کی اور راہ راست پر نہ آئے
تو حضرت الیاس علیہ السلام نے دعا کی کہ الٰہی میں اس قوم سے بیزار ہوں چاہتا ہوں
کہ پھر ان کا موںھ نہ دیکھوں اسی اثنا میں ایک جماعت عظیم بادشاہ کی طرف سے
معہ وزیر کے جو باطن میں اہل ایمان تھا حضرت الیاس علیہ السلام کے پاس پہونچی
حضرت الیاس علیہ السلام کو الہام ہوا کہ اب تم بے تکلف ان کے ساتھ جاؤ تم کو
کوئی ضرر نہ پہونچا سکے گا۔ اسواسطے حضرت الیاس علیہ السلام اُن لوگوں کے ساتھ
شہر بعلبک میں پہونچے۔ اُس روز بادشاہ کے بیٹے کا مرض بہت شدت پر تھا
کسی کو حضرت الیاس علیہ السلام کے مزاحم ہونے کی مجال نہ ہوئی۔ وہ قوم سے
روپوش ہو کر بالہام الٰہی الیسع کے گھر پہونچے۔ الیسع بن اخطوب بنی اسرائیل سے
تھے اور زراعت کا پیشہ رکھتے تھے۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے الیسع کو بحکم
الٰہی اپنی خلافت حوالے کرنے کے واسطے کہا۔ الیسع حضرت الیاسؑ کے ہمراہ ہوئے
دونوں علیہمؑ جا کر عبادت میں مشغول ہوے۔ ایک دن پہاڑ کی طرف دونوں جا
رہے تھے کہ ایک گھوڑا خوبصورت برق شتاب معہ زین نمودار ہوا حضرت علیہ السلام
نے پائے مبارک رکاب میں رکھا اور الیسع کو اپنی خلافت کی وصیت کی اور اپنی چادر
اُن کے اُپر ڈالی اور آپ فی الفور نظروں سے محجوب ہو گئے۔ کہتے ہیں کہ ابتک زندہ
ہیں اور خداوند کے ذکر میں شاغل ہیں اور نفخہ صور اولے تک زندہ رہیں گے۔

حضرت الیاس علیہ السلام کے غائب ہو جانے کے بعد حضرت الیسع کو نبوت
کی نعمت عطا ہوئی اور قوم کو خداوند کی طرف دعوت کرنے لگے لیکن کسی نے قبول نہ
کیا۔ اُن کے معجزات سے چند معجزے بہت مشہور ہیں ایک کنوئیں کا تلخ پانی میٹھا
ہو گیا اور ایک دمشق کا بادشاہ جس کو برص کا مرض تھا اور طبیب اُس کے علاج سے
مایوس ہو گئے تھے۔ اُن کی دعا سے شفایاب ہوا۔ ایک دفعہ بنی اسرائیل میں قحط پڑا
غلہ نہایت گراں ہوا اور دشمنوں کے لشکر نے اطراف وجوانب سے بنی اسرائیل کو

محاصرہ کیا۔ حضرت الیسع علیہ السلام نے فرمایا کہ کل اس قدر غلہ ارزان ہوگا کہ لوگ عجب کریں گے اور طعام کی چنداں قیمت نہ رہے گی۔ بادشاہ کے حاجب نے تمسخر سے کہا کہ اگر اللہ تعالےٰ آسمان کا روزن کھولے گا۔ اور غلہ برساوے گا تب بھی ایسا ارزان نہ ہوگا۔ حضرت الیسع علیہ السلام نے فرمایا کہ تو دیکھے گا کہ غلہ ارزان ہوگا مگر تو اس میں سے نہ کھاوے گا اتفاقاً رات کو دشمنوں کے لشکر میں گھوڑوں کی آواز اور ہتھیاروں کی صدا پڑی اور اس قدر رعب وخوف اُن کے دلوں میں غالب ہوا کہ سب کچھ چھوڑ کر یک دفعہ بھاگ گئے۔ بنی اسرائیل محاصرہ سے نکل کر میدان میں آئے اور تمام غلہ وطعام دشمنوں کا تصرف میں لائے اور یہاں تک نوبت پہونچی کہ کوئی غلہ کی طرف التفات بھی نہ کرتا تھا۔ بنی اسرائیل اُس حاجب کو تمسخر کرتے تھے کہ دیکھ تو نے الیسعؑ سے تمسخر کیا اب خدا نے تجھے تمسخر کرایا۔

حضرت الیسع علیہ السلام کے اور بھی بہت سے معجزات ہیں جو کتب معتبرہ میں مندرج ہیں۔ حضرت الیسع علیہ السلام جب اس جہان فانی سے رحلت فرمائے عالم جاودانی ہوئے تو سات سو سال تک کوئی پیغمبر مبعوث نہ ہوا مگر علماء اُمت موسیٰ سے شریعت کے حکم پہونچاتے مگر گمراہی بڑہتی گئی اور ضلالت کا اندہیرا چھایا تو حضرت حنظلہ کو خداوند تعالےٰ نے رسالت پر مامور کیا۔

ذکر حضرت حنظلہ علیہ السلام

سات سو سال کے بعد حنظلہ نام ایک جوان قوم بنی اسرائیل سے رسالت پر مبعوث ہوئے قوم کو ہدایت اور دعوت الی الحق کرتے مگر کوئی نہ مانتا تھا آخر عداوت سے حضرت حنظلہ علیہ السلام کے قتل کرنے پر آمادہ ہوئے۔ حضرت حنظلہ علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر دعوت حق کی قبول کرو تو تم کو مغفرت ہوگی ورنہ کل تک مرگ مفاجات کا عذاب تم پر نازل ہوجائے گا۔ دوسرے دن علی الصباح لوگوں پر مرگ مفاجات آگئی اور ناگہانی موت سے مرنے لگے۔ سینکڑوں آدمی اچھے بھلے چلتے پھرتے موت کے پنجہ سے ہلاک ہوگئے۔ ایک دم میں کئی ہزار مُردے کوچوں اور

راہوں میں پڑے ہوئے دکھائی دینے لگے۔ پس لوگوں نے اپنے بادشاہ کو جس کا نام طیفور ابن طغیا نوش تھا خبر پہونچائی کہ اس طرح لوگ موت ناگہانی سے مر رہے ہیں اُس نے موت کے خوف سے ڈر کر اپنے دروازے پر پاسبان مقرر کیئے اور دروازوں کو خوب بند کیا اور حکم دیا کہ کسی کو اندر نہ آنے دیویں۔ ناگاہ ایک شخص مُہیب صورت اندر آیا۔ بادشاہ نے کہا تو کون ہے۔ اُس نے کہا میں ملک الموت ہوں۔ بادشاہ نے نہایت ڈر کر منت و لجاجت کہا کہ مجھے ایک دن کی مُہلت عنایت کیجیے۔

چونکہ اس کی حیاتی سے ابھی ایک دن باقی تھا۔ اس لیئے فرشتہ اُس دن چلا گیا۔ بیوقوف بادشاہ نے باہر آکر پاسبانوں اور چوب داروں کو ڈانٹا کہ تم نے فرشتہ کو کیوں اندر آنے دیا۔ پھر گھر کی تمام دیواروں کو غور سے دیکھا۔ ایک جگہ سوراخ تھا اُس کو بند کرایا اور کہا کہ اسی جگہ سے فرشتہ اندر گیا۔ سکونتی مکان کی دیواریں لوہے کی پختہ تعمیر کرائیں اور سوراخوں کو تانبے اور قلعی سے بند کرایا اور دلجمعی اور اطمینان سے بیٹھ رہا تاکہ دوسرے دن پھر وہی ملک الموت مُہیب شکل سے اندر آگیا دیکھ کر پوچھا کہ تو کہاں سے اندر داخل ہوا ملک الموت نے کچھ جواب نہ دیا اور فی الفور اس کا روح قبض کیا اور چار ہزار غلاموں کو بھی فی الفور ہلاک کیا تمام محل کے لوگ دم کے دم میں مر گئے۔ تمام کنوئیں خشک ہوگئے اور پانی نابود ہوگیا۔ قوم بنی اسرائیل کے لوگ حضرت حنظلہ کے پاس جمع ہوئے اور کہا کہ تجھ سے پہلے ہم آسودہ حال تھے تیرا آنا ہم میں ایسا منحوس ہوا کہ بلا پر بلا نازل ہو رہی ہے یہ سب تیرے وجود کا فساد ہے اور حضرت کے قتل کرنے پر حملہ کیا۔ وہ اُن کے درمیان سے بھاگ کر جنگلوں اور پہاڑوں میں چلے گئے اور تھوڑے دنوں میں جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ بنی اسرائیل پر بباعث نافرمانی رسول کے قہر نازل ہوا۔ تمام قوم عمالقہ قوم کے ہاتھ سے مقہور اور خوار و ذلیل ہوئی اور نہایت ذلت و خواری میں عمر بسر کرتے تھے۔

کچھ مدت کے بعد ایسا ہوا کہ ایک شخص اسرائیلی کے نکاح میں عورتیں تھیں ایک عورت کا ایک فرزند تھا اور دوسری بے اولاد تھی اس بیٹے والی عورت نے

بے اولاد عورت سے کہا کہ مجھے خدا نے فرزند بخشا اور تو ایسی بدبخت ہے کہ تجھے
اب تک کوئی فرزند نہیں ہوا۔ اُس نے کمال عجز و نیاز سے جواب دیا کہ یہ کام
خداوند لاشریک احکم الحاکمین کے ہاتھ میں ہے۔ جس کو چاہتا ہے بلا سوال فرزند
بخش دیتا ہے اور جس کو نہیں چاہتا ہزار خواہش و آرزومندی سے بھی نہیں
بخشتا۔ مگر میں بھی نا امید نہیں اُس کے فضل و رحمت کی امیدوار ہوں کہ اپنے فضل
سے مجھے بھی ایک فرزند عنایت کرے اُس کی یہ عاجزی خداوند کی جناب میں
قبول ہوئی اور اُس کو ایک بیٹا عنایت ہوا جس کا نام اشمویل رکھا گیا۔

ذکر حضرت اشمویل علیہ السلام

جب حضرت اشمویلؑ چالیس سال کے ہوئے تو اُن کو خداوند تعالےٰ نے نعمت
نبوت کی عنایت کی جب دعوت اُن کی آشکارا ہوئی۔ تو بنی اسرائیل ایمان لائے
قوم عمالقہ کے ہاتھ سے جو ذلتیں بنی اسرائیل نے اُٹھائی تھیں اُن کا ہمیشہ خیال رہتا
تھا کہ اگر کوئی ہمارا بادشاہ مقرر ہو تو ہم قوم عمالقہ سے قتال کریں شاید خداوند تعالےٰ ہمکو
ذلت کی پستی سے اوج عزت پر چڑھا دے۔

جب اشمویل علیہ السلام نے رسالت کا دعوےٰ کیا تو اُنھوں نے حضرت اشمویل
کی خدمت میں عرض کی کہ آپ جناب باری تعالےٰ میں دعا فرماویں کہ ہم کو کوئی ایسا
آدمی نصیب کرے جو ہمارا بادشاہ ہو اور ہم اُس کے ساتھ ہو کر عمالقہ سے جنگ
کریں۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الْمَلَاِ مِنْ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰی اِذْ قَالُوْا لِنَبِیٍّ
لَّھُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِکًا نُّقَاتِلْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ط

کیا نہیں دیکھا تو نے طرف ایک گروہ کی بنی اسرائیل سے موسےٰ کے بعد
جب کہا اُنھوں نے اپنے پیغمبر کو کہ کھڑا کر ہمارے واسطے بادشاہ تا کہ ہم کریں
اللہ کے راہ میں۔

قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَنْ لَّا تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَا اَنْ لَّا نُقَاتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ۔

حضرت شمویل نے کہا کہ شاید تم جب قتال فرض ہوجاوے تو ایسے ہوجاؤ کہ) تم قتال نہ کرو اُنہوں نے کہا کہ کیا ہوا ہے ہم کو کہ قتال نہ کریں اللہ کے راہ میں ۔ اور حال یہ ہے کہ ہم اپنے گھروں سے نکالے گئے اور فرزندوں سے جدا کیئے گئے (مصر اور فلسطین کے درمیان جو قوم عمالقہ کے بادشاہ تھے اُنہوں نے بنی اسرائیل کو نہایت تنگ کر رکھا تھا ۔ اُن کے مال و اسباب لوٹ لے جاتے اور اُن کے فرزندوں کو چھین کر اپنا غلام بناتے ۔ چار سو چالیس لڑکا اُن کا لیجا کر غلام بنایا ۔ توراۃ کے قلمی نسخے سب چھین لیئے گئے اور بنی اسرائیل کو اپنی رعیت بنا کر ان سے جزیہ لیتے اور ہزاروں طرح کی ایذائیں اور دکھ شدید پہونچاتے تھے ان کے مکانات چھین کر ان کو گھروں سے نکال دیتے تھے القصہ کوئی دقیقہ ایذا رسانی کا اوٹھا نہ رکھتے تھے سو بنی اسرائیل نے اپنے پیغمبر سے جب اُس نے کہا کہ خدا تم کو ایک لائق بادشاہ دیوے تو تم اُس کی تابعداری کا وعدہ کرو اور جہاد میں دل و جان سے کوشش کرو ۔ اُس کے حکم سے خلاف نہ کرو ۔ وعدہ مستحکم کیا ۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ

اور کہا ان کے لیئے اُن کے پیغمبر نے تحقیق اللہ نے کھڑا کیا ہے تمہارے واسطے طالوت بادشاہ ۔

جب شمویل علیہ السلام نے خداوند کی جناب میں عرض کی کہ یا اللہ بنی اسرائیل کے لیئے کوئی بادشاہ مقرر کر تو اُنکو ایک پیمانہ بڑا طویل دیا گیا اور وحی کے ذریعہ سے حکم صادر ہوا کہ جس شخص کے قد کے برابر یہ پیمانہ ہوگا وہ تمہارا بادشاہ ہوگا اور ایک پتھر جبرائیل نے دیا کہ جس وقت وہ شخص تمہارے پاس پہونچے اس پتھر سے ایک تیل ٹپکے گا پس یہ پختہ علامت اُس شخص کی ہے فی الفور اُس کو اپنا بادشاہ بنالیویں بنی اسرائیل میں ایک شخص طالوت نام تھا ۔ جو لوگوں کی گائیں چراتا تھا ایک دن ایک شخص کی گائے اُس سے کھوئی گئی اور وہ گائے والا اُس سے گائے کی قیمت مانگتا اور تنگ

کرتا تھا اس لیئے اُنہوں نے آپس میں جھگڑتے ہوئے یہ مقرر کیا کہ چلو حضرت اشموئیل کے پاس جو اس وقت کا پیغمبر ہے ۔ وہ جس طرح فیصلہ کرے گا ہم کو منظور ہے پس طالوت حضرت اشموئیل علیہ السلام کے پاس حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ اس گائے کے مالک سے میری سفارش کریں یہ مجھ سے گمشدہ گائے کی قیمت وصول نہ کرے کیونکہ میں غریب آدمی ہوں میرے پاس قیمت ادا کرنے کے لیئے کچھ بھی نہیں ۔ حضرت شموئیل نے جب اُس کی طوالت قامت پر دھیان کیا تو خیال کیا کہ شاید یہی وہ شخص ہے جس کے بادشاہ بنانے کا حکم ہوا ہے ۔ ادھر تیل نکال کر دیکھا تو اس سے تیل ٹپک رہا تھا اور وہ پیمانہ نکال کر اُس کا قد ماپا تو ٹھیک برابر ہوا حضرت اشموئیلؑ نے تمام قوم بنی اسرائیل کو جمع کر کے حکم سُنایا کہ یہ شخص ہے جس کے بادشاہ بنانے کی بابت خداوند تعالٰے نے تم کو حکم دیا ہے ۔

قَالُوْٓا اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ

کہا اُنہوں نے کس طرح ہوگی اُس کو بادشاہی ہم پر اور ہم لائق تر ہیں ساتھ بادشاہی کے اس سے اور وہ نہیں دیا گیا فراخی مال سے ۔

بنی اسرائیل میں دو خاندان اشراف مشہور تھے ایک سے بادشاہ ہوتے تھے اور ایک سے پیغمبر خاندان نبوت لاوی بن یعقوب علیہ السلام سے تھا جس کی اولاد سے حضرت موسےٰ و ہارون ہوئے ۔

اور سلطنت کا خاندان یہودا ابن یعقوب علیہ السلام کی اولاد سے تھا جن کی ذریات سے حضرت داؤد و سلیمان ہوئے ۔ طالوت بھی بنی اسرائیل سے تھا مگر ان دونوں خاندانوں سے نہ تھا بنیامین کی اولاد سے تھا اور گڈریا و تنگ دست دیکھ کر اُنہوں نے کہا کہ یہ کمینہ شخص ہمارا بادشاہ کس طرح بنے گا جو ادائے قیمت ایک گائے سے عاجز ہے ۔ پس ہم میں سے ایک کو بادشاہی پر سرفراز کر کہ ہر ایک ہم میں سے بادشاہی کی لیاقت رکھتا ہے ۔

قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ

حضرت شمویل علیہ السلام نے کہا کہ خدا نے برگزیدہ کیا ہے اُس کو تم پر اور اُس کے علم اور جسم میں فراخی زیادہ کی یعنے اُس کو علم اور قوت تم سب سے زیادہ بخشی اور یہ اُس بادشاہ حقیقی کے اختیار میں ہے جس کو چاہے لیاقت سلطنت کی نصیب کرے اور بادشاہی اوسی کی ہے جس کو چاہے عنایت کرے وہ بڑی رحمت والا اور بڑا دانا ہے۔ ہمارے ناقص عقول اُس کی کاملہ حکمتوں کے ادراک سے عاجز ہیں۔ قوم نے اپنے ظنوں سے شکوک اور شبہات اُٹھائے اور کہا کہ اگر یہی شخص خداوند تعالےٰ کی طرف سے ہے تو اِس کی بادشاہی کی کوئی علامت ہونی چاہیئے۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ آيَةَ مُلْكِهِ أَنْ يَأْتِيَكُمُ التَّابُوتُ فِيهِ سَكِينَةٌ وَبَقِيَّةٌ مِمَّا تَرَكَ آلُ مُوسَىٰ وَآلُ هَارُونَ تَحْمِلُهُ الْمَلَائِكَةُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۚ

اور کہا اُن کو اُن کے پیغمبر (حضرت شمویل علیہ السلام) نے البتہ اُس کی بادشاہی کا نشان یہ ہے کہ آوے گا تمھارے پاس ایک صندوق جس میں دل کا آرام ہے تمھارے رب کی طرف سے اور بقیہ اُس چیز سے جو چھوڑی موسیٰ اور ہارون نے اوٹھاویں گے اُس کو فرشتے۔ البتہ اس میں نشان ہے تمھارے لیئے اگر ہو تم ایمان والے۔

حضرت شموئیل نے طالوت کی بادشاہی کا یہ نشان قوم کے آگے بیان کیا کہ وہ تابوت سکینہ جو تمھارے ہاتھ سے گم ہو گیا ہوا ہے جس کی برکت سے خداوند تم کو دشمنوں پر فتح نصیب کرتا تھا وہ اس کے ذریعہ سے پھر تمہیں ہاتھ لگے گا۔ تابوت سکینہ کی بابت بہت اقوال ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ حضرت آدم کو وہ صندوق عنایت ہوا تھا طول میں تین گز اور عرض میں دو گز تھا۔ اُس میں اسمار تمام پیغمبروں کے مرقوم تھے پشت بہ پشت پیغمبروں کو وراثت میں ملتا آیا۔ جب حضرت موسےٰ علیہ السلام کے پاس پہونچا تو اُنھوں نے تبرکات اُس میں بڑھائے۔ توریت کی لوحوں کے ٹکڑے اور وہ طشت جس میں قلوب انبیا کے دھوئے جاتے تھے اور لباس حضرت ہارون کا اور دستار اپنی یہ سب چیزیں اُس میں زیادہ کیں اُس کو بند زرین سے محکم کیا اور بنی اسرائیل کے سپرد کیا جب کوئی حادثہ بنی اسرائیل پر آتا یا کوئی بلا نازل ہوتی

تو اس تابوت کو باہر نکالتے تو اللہ تعالےٰ ان کی بلا کو دفع کرتا اور جب کسی دشمن غالب سے لڑائی پیش آتی تو میدان جنگ میں اُس کو ہمراہ لے جاتے خداوند تعالےٰ اُس کی برکت سے دشمنوں پر فتح نصیب کرتا وہ تابوت بڑی عزت سے بادشاہی خزانوں میں رکھا رہتا تھا۔ حضرت حنظلہ کی وفات کے بعد جب قوم عمالقہ کے لوگ بنی اسرائیل پر غالب ہوئے تو تابوت سکینہ کو لوٹ کر لے گئے اور بت خانہ میں بتوں کے قدموں کے نیچے رکھا صبح کو جو عمالقہ نے دیکھا تو تابوت بتوں کے سر پر دھرا ہے پھر اُس کو آگ میں جلایا تو وہ نہ جلا پھر توڑنے لگے تو نہ ٹوٹا پھر اسکو پلید جگہ میں دفن کیا اور اُس کے اُوپر پیشاب کرنا شروع کیا جو شخص وہاں پیشاب کرتا تھا وہ ناسور کی مرض میں گرفتار ہو جاتا تھا اور ایسے دکھ میں مبتلا ہوتا کہ اُس کا کوئی علاج نہ ہو سکتا اور لاعلاج مرض سے مر جاتا۔ آخر عمالقہ نے لاچار ہو کر صندوق سکینہ کو ایک گاڑی پر لادا اور دو بیل اُس میں جوت کر گاڑی کو اپنی ولایت سے باہر نکالا۔ اور گاڑی یونہیں بیلوں سمیت جنگل میں چھوڑ کر چلے گئے۔ ملائکہ نے اُس گاڑی کو سیدھا بنی اسرائیل کے مُلک میں پہونچایا۔ طالوت کو حضرت اشمویل نے حکم دیا کہ جنگل میں جاکر تابوت کو تلاش کرو خداوند تعالےٰ تم کو کامیاب کرے گا۔ طالوت واسطے تلاش کرنے تابوت کے جنگل کی طرف روانہ ہوا جنگل میں پہونچا تو دیکھا ایک گاڑی کو دو بیل کھینچتے ہوئے لا رہے ہیں طالوت نے علامتوں سے پہچانا اور بے تکلف گاڑی پر سوار ہو کر معہ تابوت حضرت اشمویل کے حضور میں حاضر ہوا۔ بنی اسرائیل نہایت تعجب اور بے حد خوش ہوئے اور ملک نے طالوت کی فرمان برداری میں کمر باندھی اور سر اطاعت خم کیا۔ طالوت نے حضرت اشمویلؑ سے اجازت حاصل کر کے جالوت بادشاہ کے محاربہ پر جو عمالقہ کا بادشاہ تھا۔ اسّی ہزار ایک سو بہادر غازی ہمراہ لیکر چڑھائی کی چڑھائی کے وقت حضرت اشمویل پر وحی نازل ہوا اور یہ حکم پہونچایا کہ تم کو راہ میں ایک آزمایش ہو گی خبردار رہنا اور باری تعالےٰ کے حکم سے روگردانی نہ کرنا جیسا کہ باریتعالےٰ فرماتا ہے۔

فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوتُ بِالْجُنُودِ قَالَ إِنَّ اللَّهَ مُبْتَلِيكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَمَنْ لَمْ يَطْعَمْهُ فَإِنَّهُ مِنِّي إِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ

غُرۡفَةً بِيَدِهٖ -
پس جب جدا ہوا طالوت (یعنے شہر سے باہر نکلا) ہمراہ لشکروں کے تو کہا تحقیق تم کو آزمانے والا ہے اللہ ساتھ ایک نہر کے پس جو کوئی پیئے گا اُس سے پس نہیں وہ مجھ سے اور جو نہ چکھے گا وہ مجھ سے ہے مگر جو اُٹھا وے ایک چلو بھر پانی ساتھ ہاتھ اپنے کے - حضرت شموئیل علیہ السلام نے طالوت کو حکم سُنا دیا اور اُس نے اپنی فوج کو سُنایا کہ راہ میں ایک نہر آئے گی وہاں خدا کی آزمائش ہے جو شخص اُس سے سیر ہوکر پانی پئے گا وہ خدا کا نافرمان ہے اور میں اُس سے بیزار ہوں اور جو شخص بالکل اُس پانی کو نہ چکھے یا ایک چُلو پانی پر کفایت کرے وہ میرا تابعدار اور خداوند کے امر کا فرمان بردار ہوگا تم سب کو چاہیئے کہ وہاں سے صبر کرکے گذر و اور اُس نہر سے پانی نہ پیو - جب لشکر بیابان میں پہونچا تو باعث موسم گرما کے اُن پر پیاس غالب ہوئی - اور شدت عطش کے مارے ہونٹھوں پر پپڑیاں جمنے لگیں - آخر جب فوجی لوگ نہر پر پہونچے تو بے اختیار ہوکر پانی پر گری ہرچند پانی پیا مگر سیراب نہ ہوئے اور پیٹ اُن کے پھول گئے چلنے کی طاقت نہ رہی اور تنگی سانس کی لاحق ہوئی -
فَشَرِبُوۡا مِنۡهُ اِلَّا قَلِيۡلًا مِّنۡهُمۡ - پیا اُنہوں نے اُس نہر سے پانی مگر تھوڑے اُن سے ایسے تھے جنہوں نے پانی نہ پیا یا چلو بھر پانی پر کفایت کی اُن کو کوئی دُکھ عارض نہ ہوا بلکہ پیاس بھی جاتی رہی اور دل محکم ہوا جنہوں نے بہت پانی پیا تھا اُن کے ہونٹ سیاہ ہوگئے اور پیٹ مشکیزوں کی طرح پھول گئے بصد مشکل اُس نہر سے پار گذرے اور وہ جو قلیل رہ گئے تھے اُن کی تعداد تین سو تیرہ تھی موافق تعداد اصحاب بدر کے -
فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ قَالُوۡا لَا طَاقَةَ لَنَا الۡيَوۡمَ بِجَالُوۡتَ وَجُنُوۡدِهٖ -
پس جب گذرا طالوت اور جو مومن اُس کے ساتھ تھے نہر سے تو بولے ہمکو جالوت اور اُس کے لشکر سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں - جب کہ اسی ہزار آدمی سے صرف تین سو تیرہ رہ گئے اور اُدہر جالوت ایک لاکھ آدمی تیغ زن لیکر

میدان میں نکلا تو وہ سیر ہوکر پانی پینے والے بولے کہ ہم کو اس کے مقابلہ کی طاقت نہیں۔ چونکہ اُن پر بباعث نافرمانی امر ربانی کے بزدلی اور نحوست چھا گئی تھی اور پیٹ پھولنے کے سبب ناطاقت اور مُبتلا سے ور دہو رہے تھے ہارے دل سے بولے کہ ہم مقابلہ نہیں کر سکتے۔

قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوا اللّٰهِ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً ۢ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

کہا اُن لوگوں نے جو جانتے تھے کہ وہ اللہ کو ملنے والے ہیں کئی تھوڑی گروہیں بڑی گروہوں پر اللہ کی اذن سے غالب ہوجاتی ہیں یعنی وہی تین سو تیرہ آدمی دلیر ہوکر بولے کہ اے طالوت فوج جالوت کی کثیر ہے تو کچھ مضائقہ نہیں اللہ چاہے تو تھوڑی گروہ کو بڑی گروہ پر غالب کردیتا ہے ہم تیار ہیں مقابلہ سے ہارنا بہتر نہیں۔ جب جالوت نے صف آرائی کی تو اُدھر سے قلیل آدمیوں کو دیکھ کر طالوت کی طرف مراسلہ بھیجا کہ مجھے اس قدر عالیشان فوج لے کر اس قلیل جماعت کے ساتھ مقابلہ کرنے سے عار آتی ہے تو میرا مطیع اور فرمان بردار ہوجا اور مجھ سے امان مانگ لے اس اندک فوج سے مجھ غالب بادشاہ کے ساتھ تیری کیا پیش جاسکے گی یا ایسا کر کہ واپس جاکر میرے مقابلہ کے لایق فوج جمع کرکے لا ورنہ تجھے سخت ذلت اُٹھانی پڑے گی۔ طالوت نے کہا کہ میں خداوند کے امر سے آیا ہوں اگر میں فتح مند ہوا تو غازی کہلاؤں گا اور اگر مارا گیا تو شہید اس مقابلہ سے واپس جانا میرا کام نہیں۔ پس جالوت جو بڑا دلیر بہادر بلند قامت نہایت زور آور بہیبت جوان تھا سوار ہوکر تلوار کو حمائل کرکے زرہ پہنکر خود سر پر ڈال کر میدان میں نکلا اور بلند آواز سے کہا کہ میں جالوت عمالقہ کا بادشاہ ہوں بنی اسرائیل میں سے جس کو اپنی موت پسند ہو میرے مقابلہ پر نکلے۔ طالوت نے دیکھا کہ کوئی شخص جالوت سے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا اور اُس کے للکارنے پر کوئی مقابلہ پر نہیں آتا اپنی فوج میں بلند آواز سے پکارا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے گا میں اُس کو آدھی بادشاہی اور اپنی دختر اُس کے نکاح میں دوں گا اس آواز پر بھی کوئی نہ نکلا۔ ناگاہ ایک شخص قوی بدن چھوٹا قد سر پر کلاہ اور صوف کا لباس پہنا ہوا چراگاہ سے طالوت

کے پاس حاضر ہوا اور سلام کے بعد کہا کہ میں جالوت سے لڑائی کرنے کو آیا ہوں۔ طالوت نے پوچھا تو کون ہے۔ اُس نے کہا میں قوم بنی اسرائیل سے ہوں میرا نام داؤد ہے اور اس چراگاہ میں بکریاں چراتا ہوں یہ کہکر جالوت کے مقابلہ میدان میں گیا اُس کے ہاتھ میں صرف ایک پتھر تھا جالوت نے کہا کہ جنگ کے ہتھیار کہاں ہیں میرا مقابلہ کس طرح کرے گا۔ داؤد نے کہا کہ ہتھیار انسانوں کے مقابلے کے واسطے درکار ہوتے ہیں تو کتا ہے سو کتوں کے واسطے پتھر کافی ہوتا ہے پھر اللہ کا نام لے کر پتھر جالوت کو مارا اُس پتھر لگنے زور سے جالوت کا سر معہ خود کے پھٹ گیا۔

فَهَزَمُوهُم بِإِذْنِ اللَّهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ جَالُوتَ ۔

پس بھگا دیا اُن کو ساتھ اذن اللہ کے اور قتل کیا داؤد نے جالوت کو۔

جب جالوت بادشاہ کا سر پھٹ گیا اور گھوڑے سے گر پڑا تو تمام لشکر بیدل ہوکر بھاگ گئے اور کفار کو سخت ہزیمت ہوئی۔ جب طالوت جنگ سے فتح پاکر واپس گیا تو بنی اسرائیل نے وہ وعدہ یاد دلایا جو اُس نے جالوت کی قاتل کے حق میں کیا تھا یعنے نصف بادشاہی اور دختر کا نکاح کر دینا اور اس وعدہ کے وفا کرنے پر اُس کو مجبور کیا اور نہایت اصرار سے اُس کے دامنگیر ہوئے طالوت نے نصف بادشاہی اور اپنی دختر کو ایک غیر معروف اور ناشناس آدمی کے نکاح میں دینے سے انکار کیا بنی اسرائیل کو اس بے وفائی اور وعدہ خلافی سے سخت انکار طالوت کی بابت دل میں جاگزین ہوا کیونکہ وعدہ کا وفا نہ کرنا مخالف رتبہ بادشاہی کے ہے۔ اس غصہ سے طالوت کی اطاعت سے سرکشی کرنے لگے۔ حضرت داؤد نے بنی اسرائیل کو سمجھایا کہ آپ لوگ میرے لیئے اپنے بادشاہ سے سرکشی نہ کریں۔ کیونکہ بادشاہ سے باغی ہونا اچھی بات نہیں میں نے اپنا کام خدا کو سونپا اُس کی رضا پر میں راضی ہوں۔ یہ کہکر ایک پہاڑ کی غار میں جاکر عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے۔ بنی اسرائیل کا دل حضرت داؤد کی طرف راغب ہوا اُس غار میں اُن کی زیارت کو جاتے اور اُن کی صحبت سے فیض اُٹھاتے یہانتک کہ ستر زاہد اُن کے فیض صحبت میں مستفیض ہوکر

اُن کی خدمت میں رہنے لگے اور کئی گروہ اُن کی خدمت میں آتے جاتے تھے۔
طالوت نے جب بنی اسرائیل کا دل حضرت داؤد کی طرف راغب دیکھا تو خوف
زدہ ہوا کہ شاید لوگ اسی کی تابع داری اختیار کرلیں اور اُسی کو اپنا بادشاہ بنالیں
اور میری سلطنت کو زوال پہونچائیں۔ لیکن جب تک حضرت اشمویل علیہ السلام
زندہ تھے اوس کو مجال دم مارنے کی نہ تھی۔ جب حضرت اشمویل اس جہان فانی
سے رحلت کرگئے تو طالوت نے ایک لشکر بھیجا کہ داؤد اور اُس کے تابعین کو
قتل کرڈالیں جب لشکر وہاں پہونچا تو ایسی ہیبت اور رُعب اہل لشکر کے دل پر
طاری ہوا کہ سب کے سب وہاں سے بھاگ کر طالوت کے پاس پہونچے پھر طالوت
نے دوبارہ لشکر بھیجا کہ رات کو اندھیرے میں حملہ کرکے داؤد اور اُس کے ہمراہیوں
کو قتل کردیں لیکن اتفاق سے حضرت داؤد علیہ السلام اُس رات غار سے کہیں باہر
چلے گئے تھے صرف زاہد لوگ وہاں مقیم تھے لشکریوں نے تمام زاہدوں کو قتل کیا
مگر حضرت داؤد کو خدا نے بچا لیا۔ جب یہ خبر طالوت کو پہونچی کہ نشتر زاہد بے گناہ
قتل ہوگئے اور داؤد بچ گیا تو اُس کو افسوس ہوا حضرت داؤد کی تلاش میں
آدمی بھیجے مگر وہ کہیں سے نہ ملے۔ آخر طالوت نے ایک جنگ کے واسطے چڑھائی
کی جنگ میں گھوڑے سے گرا اور اُس کی گردن کا مُہرہ ٹوٹ گیا اور مرگیا حضرت
داؤد اس خبر کو سنکر بنی اسرائیل میں تشریف لائے لوگوں نے اُن کو بڑی خوشی
سے اپنا بادشاہ بنایا۔

حضرت داؤد علیہ السلام کا بیان

بنی اسرائیل میں جیسا کہ پہلے بیان ہوا دو خاندان تھے ایک قبیلہ سے نبی
ہوتے تھے اور ایک سے بادشاہ مگر حضرت داؤد رسالت اور سلطنت کے جامع
ہوئے جب خلافت اُن کی مستقل ہوئی تو حق تعالےٰ نے اُن پر زبور نازل فرمائی
جو وعظ و نصائح اور حکمت و جلال و جبروت ربانی کے ذکر کو مشتمل تھی خداوند تعالےٰ
نے داؤد علیہ السلام کو ایسا خوش آواز عنایت کیا تھا کہ جس وقت زبور پڑھتے تھے

تو وحوش اور طیور چار پائے اور درندے اُن کے اِرد گرد جمع ہوتے تھے اور ایک سے دوسرے کو ضرر نہ پہونچتا تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام بڑے عابد اور نرم دل تھے۔ اپنا قوت اپنے ہاتھ کی محنت سے پیدا کرتے تھے۔ چنانچہ صنعت زرہ سازی کی کرتے اور خداوند تعالیٰ نے اُن کو یہ معجزہ دیا تھا کہ سرد لوہا اُن کے ہاتھ میں نرم ہوجاتا تھا۔ اور وہ اس سے زرہ بناکر فروخت کرتے اور اُس کی قیمت سے اپنا قوت حاصل کرتے تھے۔ اپنے کاموں کو تین روزوں پر تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک دن اپنی معاش کا کام کرتے اور ایک دن زبور کی قرأت اور وعظ فرماتے اور ایک دن اپنے صومعہ میں جو بالاخانہ پر تھا جاکر دروازہ بند کرکے عبادت الٰہی میں سارا دن گذارتے۔

عدالت حضرت داؤد علیہ السلام کی بے شمار نظیریں ہیں جن میں سے ایک بیان کی جاتی ہے۔ ایک روز ایک شخص نے ایک اشراف بنی اسرائیل پر دعوےٰ کیا کہ اس نے میرا بیل چھین لیا اور نہیں دیتا۔ مدعا علیہ نے انکار کیا۔ حضرت داؤد نے مدعی سے گواہ مانگے وہ غریب گواہ دینے سے عاجز ہوا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے قلب پر اس مدّعی کے صدق دعوےٰ نے اثر کیا لیکن بغیر گواہوں کے حکم نہ دے سکتے تھے۔ رات کو حضرت داؤدؑ نے خواب میں دیکھا کہ مدّعی سچا ہے مدعا علیہ واجب القتل ہے اُس کو قتل کرو۔ دوسرے دن جب بیل دلانے کا حکم حضرت داؤد نے دیا تو مدعا علیہ نے عرض کی کہ یہ کس شرع میں جائز ہے کہ بغیر اثبات دعوےٰ کے مال مدعی کو دلاتے ہو اور شہر کے آدمی بھی اس حکم سے تعجب کرتے تھے کہ یہ تو صرف ظلم ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تیرے حق میں یہی بہتر ہے کہ بیل بھی دے اور اپنا سب مال بھی دے۔ اس حکم سے لوگوں کو زیادہ تر حیرت ہوئی مدعا علیہ پھر واویلا کرنے لگا کہ آپ پیغمبر ہوکر مجھ پر ظلم کرتے ہو تیسرے دن حکم دیا کہ اپنا مال و متاع اور عورت اور بیٹی بیٹا سب مدعی کو دے اور تجھ کو قتل کروں گا۔ تمام شہر کے لوگ دانتوں میں انگلیاں پکڑتے تھے اور اس معاملے کو صریح ظلم جانتے تھے آخر کار حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعا علیہ کو پا بزنجیر کیا اور شہر میں منادی

کی کہ کل سب لوگ شہر سے باہر آویں اور اس مدعا علیہ کے انصاف کا حال دیکھیں غرض دوسرے دن بموجب حکم کے ایک عالم شہر سے باہر جمع ہوا حضرت داؤد نے مدعا علیہ کو سولی کے نیچے کھڑا کیا اور خود بنفس نفیس ایک درخت کی جڑ میں کھودنے لگے وہاں مدعی کا باپ مقتول مدفون تھا اور اس کی چھری کہ جس پر نام مقتول کا کندہ تھا اس کے ساتھ نکلی۔ حضرت داؤد نے فرمایا کہ یہ مدعا علیہ مدعی کے باپ کا غلام تھا۔ اس نے اپنے مالک کو قتل کیا اور اس کا مال اسباب لیکر خود قابض ہو گیا اب یہ بے انصاف اپنے مالک کے بیٹے کو جس کا سب مال تھا ایک بیل دینے پر بھی راضی نہ ہوا۔ اس واسطے بموجب حکم الٰہی ہم اس کی قصاص میں اس کو سولی پر کھینچتے ہیں اور یہ سب مال مدعی کو دلواتے ہیں۔ پس مدعا علیہ کو سولی دیا گیا اور تمام مال و اسباب کو مدعی کے حوالہ کیا گیا۔ اس معاملہ کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کی ہیبت لوگوں کے دلوں میں اس درجہ پر غالب ہوئی کہ مقدور نہ تھا کہ خلوت میں بھی خلاف شرع بات کر سکیں۔

وَاٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ۔ یعنی ہم نے حضرت داؤد کو پیغمبری کے علاوہ کمال عدل سے فیصلہ کرنے کا طریقہ بھی سکھا دیا تھا کہ ان کا فیصلہ نہایت ناطق اور با کمال عدالت موصوف ہوتا۔ مثنوی مولانا روم میں اس قصہ کو بہت طویل اور نہایت ملاحت سے بیان کیا گیا ہے۔

ذکر ابتلاء حضرت داؤد علیہ السلام

ایک دن اپنے محراب عبادت میں زبور پڑھ رہے تھے کہ ناگاہ ایک مرغ خوش رنگ ظاہر ہوا کہ جسم اس کا سونے کا منقار یاقوت کی اور آنکھیں زمرد کی اور پاؤں فیروزہ کے تھے ایک روزن سے نکل کر حضرت داؤد کے سامنے بیٹھا وہ اس کے حسن و لطافت سے متعجب ہوئے اور خیال کیا کہ اس مرغ کو پکڑ کر اپنے چھوٹے بچے کو دوں تو وہ خوش ہو گا جب اس پر ہاتھ ڈالا تو وہ تھوڑا سا دور ہو گیا۔ حضرت داؤد علیہ السلام زبور پڑھنے سے غافل ہو کر اس مرغ کی طرف

متوجہ ہوئے وہ کبوتر روزن سے نکل گیا حضرت داؤد سطح پر چڑھ کر
اودہر اودہر دیکھتے تھے۔ کہ وہ پنچھی کہان گیا سطح کے کنارے آن کر دیکھا
تو حضرت کی نظر ایک باغ مین پہونچی جہان ایک عورت صاحب جمال باکمال
ایک حوض مین غسل کرتی تھی اوس عورت نے جب مرد کی صورت کا عکس
پانی مین دیکھا تو اپنے بالون کو بکھیر کر اپنے بدن پر ڈالا اور تمام بدن اپنا بالون
سے چھپایا۔ حضرت داؤد کی خاطر شریف مین میل تمام اوس کے نکاح کا آیا
وہ باغ اوڑریا نام ایک شخص کا تھا جو حضرت داؤد علیہ السلام کا ملازم ایک
فوجی افسر تھا تو معلوم ہوا کہ یہہ عورت ماہ طلعت بھی اسی کی منکوحہ ہے
تو حضرت داؤد کے دل مین خیال گذرا کہ اوڑریا کو کسی مہم پر بھیجا جاوے۔ وہ
جب قتل ہو جاویگا۔ تو اس عورت کو نکاح مین لائینگے۔ القصہ اوڑریا ایک
قلعہ کے فتح کرنے پر بھیجا وہان قتل ہو گیا بعد گذرنے عدت کے حضرت نے
اوسکو پیغام نکاح کا بھیجا اوسنے کہا کہ اس شرط پر قبول کرتی ہون۔ کہ اگر بیٹا مجھہ
سے تولد ہو تو اوسی کو ولی عہد کرین۔ حضرت داؤد راضی ہوئے۔ اور اس
عفیفہ کو نکاح مین لائے۔ اُس کے پیٹ مبارک سے حضرت سلیمان پیدا ہوئے
اوڑریا کی عورت جو حضرت داؤد علیہ السلام کے نکاح مین آئی اس کا
نام بطشاع تھا۔ اس سے پہلے حضرت داؤد کے نکاح مین ننانوین عورتین
تھین جب اسکو نکاح مین لیا تو پورے تنسو ہو گئین۔ اسبات پر کچھہ مدت
گذری ایک دن حضرت داؤد اپنے بالاخانہ پر دروازہ بند کر کے زبور
پڑھرہے تھے۔ نیچے کئی ہزار محافظ و دربان تھے۔ مقدور نہ
تھا۔ کہ کوئی پرندہ بھی وہان پر مار سکے۔ ناگہان دو آدمی عبادت
خانہ کے محراب مین دیکھے دل مین ڈرے کہ بلا اجازت ایسے چوکی پہرے
مین انکا یہان آنا کس طرح ہوا شاید یہہ دشمن ہے اونہون نے اپنا ایک
مقدمہ پیش کیا اور فیصلہ بانصاف چاہا حضرت اون کی طرف
متوجہ ہوئے۔ ایک نے اُن مین سے کہا کہ اس میرے بھائی کی ننانوین
بکریان ہین اور میری ایک بکری بھی اسنے زبردستی سے لے لی حضرت داؤد

نے فرمایا کہ اس نے تجھپر ظلم کیا کہ تیری ایک بکری اپنی ننانوین بکریون مین ملالی جب حضرت داؤد حکم سے فارغ ہوگئے تو وہ دونون ایک دوسرے کی طرف دیکھکر ہنسے اور کہا قضی الرجل علی نفسہ یعنی اس شخص نے اپنے نفس پر حکم کیا اور فی الفور نظر سے غائب ہوگئے حضرت داؤد سمجھا کہ یہ دونون فرشتے تھے جو میری لغزش پر مجھے تنبیہ کرکے غائب ہوگئے چالیس دن تک حضرت داؤد سجدہ مین پڑے رہے سوائے نماز اور وضو کے سجدہ سے سر نہ اٹھایا اور اتنا روئے کہ اونکی چشم کے پانی سے گھانس پیدا ہوا جناب الٰہی سے خطاب ہوا کہ مین نے تیرا گناہ معاف کیا لیکن تو اوڑیا کی قبر پر جا اور اوس سے معافی مانگ اوسکو تیری خاطر سے زندہ کرونگا جب اوس کی قبر پر گئے اور اوسکو نام لیکر پکارا تو وہ بولا کہ یا نبی اللہ آپ کس لئے تشریف لائے ہین حضرت داؤد نے فرمایا کہ جو کچھ مجھسے تیرے حق مین گناہ صادر ہوا تو مجھے بخشدے اوڑیا نے کہا آپ کی بدولت مین نے بہشت برین پائی اور اعلی علیین مین پہنچا مین نے معاف کیا حضرت داؤد اوس کی قبر سے خوش ہوکر پھرے پھر جناب الٰہی سے حضرت داؤد کو خطاب ہوا کہ ای داؤد مین حاکم عادل ہون اور معاف کروانے مین قول مجمل کافی نہین تفصیل حال اوڑیا سے کرکے معافی مانگو پھر حضرت داؤد دوبارہ اوڑیا کی قبر پر گئے اور پکارا اوسنے جواب دیا حضرت داؤد نے فرمایا کہ مین نے اسی ارادہ پر تجھکو جنگ مین بھیجا تھا کہ تو شہید ہوجائیگا تو مین تیری قبیلہ کو نکاح مین لاؤنگا جب تو شہید ہوا تو مین نے تیری عورت سے نکاح کیا یہ سنکر وہ خاموش ہوگیا تین بار حضرت داؤد نے پکارا مگر اوڑیا نے کچھ جواب نہ دیا اور حضرت داؤد واویلاہ وامصیبتاہ کہتے ہوئے اور زار قطار روتے ہوئے گھر کی طرف واپس آئے اور کہتے تھے کہ یا الٰہی جب مظلومون کی داد ظالمون سے دلوائی جائیگی تو میرا کیا حال ہوگا پھر جناب الٰہی سے حکم ہوا کہ مین نے تیرا گناہ بخشا حضرت داؤد نے عرض کی کہ تو تو رحیم و کریم ہے لیکن اوڑیا معاف نہین کرتا خطاب ہوا کہ روز قیامت مین اوڑیا کو اتنی نعمتین اور حور و قصور بخشونگا کہ وہ خوش ہوکر تیرا قصور معاف کریگا حضرت داؤد خوش ہوئے

اور ہزار ہزار سجدات شکر الٰہی بجا لائے۔
جس مدت مین کہ حضرت داؤد علیہ السلام گریہ و زاری مین مشغول تھے بعض گناہ
ہوا اوسکے [illegible] لیے لوگ سنیچر کے دن مچھلی کا شکار جو حضرت داؤد کی شریعت
مین حرام تھا کرنے لگے تفسیرون مین اوس شہر کا نام ایلہ لکھا ہے جسکے لوگ اس
ممنوع فعل کے مرتکب ہوئے تھے قصہ کی تفصیل یون ہی کہ سنیچر کے دن
مچھلی کا شکار حرام تھا اور اسی دن مچھلیان دریا کی سطح پر آجاتی تھین اور تمام
کنارے دریا کے مچھلیون سے بہر جاتے تھے لوگون کو اس قدر کثرت مچھلیون
کی دیکھکر حسرت آتی تھی کہ اگر آج شکار منع نہ ہوتا تو کس قدر مچھلیان ہاتھ
لگتین پھر خداوند کے امر سے اتوار کو ایک مچھلی بھی نظر نہ آتی اور جمعہ تک
سب غائب رہتین ایلہ کے لوگون نے حیلہ سوچے کہ کسی طرح یہ مچھلیان بھی
پکڑی جاوین اور سنیچر کے دن کا شکار بھی نہ ہو۔ بعض نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ
جمعہ کے دن دریا کے کنارے جالیان لگاتے سنیچر کے دن جب مچھلیان زور
شور سے آتین تو تمام جالیان مچھلیون سے پر ہو جاتین اور بعض نے
یہ حیلہ نکالا کہ دریا کے کنارہ سے نالیان کھود کر حوضون مین پہونچائین
سنیچر کے دن جب مچھلیان پانی کی سطح اور کنارہ دریا پر جمع ہوتین تو
اون کو لاٹھیون سے اشارہ کرتے وہ نالیون سے گذر کر حوضون مین جمع
ہو جاتین یہان تک کہ سنیچر کے دن حوضون کو مچھلیون سے بھر لیتے پھر
اتوار کو بڑی آسانگی سے اون جمع شدہ مچھلیون کو پکڑ کر لیجاتے
بہت مدت تک انہون نے یہ حیلہ کیا۔ اور باعث نہ آنے عذاب
کے دلیر ہوتے گئے۔ باری تعالی سورہ اعراف مین اون کی خبر دیتے
ہین

وَاسْأَلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِي كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ إِذْ يَعْدُونَ
فِي السَّبْتِ إِذْ تَأْتِيهِمْ حِيتَانُهُمْ يَوْمَ سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَيَوْمَ
لَا يَسْبِتُونَ لَا تَأْتِيهِمْ كَذَٰلِكَ نَبْلُوهُمْ بِمَا كَانُوا
يَفْسُقُونَ ط اور سوال کر یا محمدؐ اون گانون والے لوگون کے حال سے جو

پاس دریائے قلزم کے جب ایک مدت گذر گئی پھر ہفتہ کے دن آتی تھین مچھلیان انکو پانی پر
سنیچر کے دن نمایان ہو کر اور جب سنیچر نہ ہوتا تو اون کے ہاتھ نہ آتین
نہ آتین ایسا ہی آزمایا ہم نے اُن کو بسبب اوسکے جو تھے بے حکمی کرتے -
جب اُن کا خوف اُتر گیا اور کچھ عذاب نہ آیا تو تمام تجارت شروع کی بکثرت
مچھلیون کا گوشت خشک کر کے دور دور تک فروخت کیا واسطے نصیحت
شہر ایلہ کے لوگ جو ستر ہزار تھے تین فرقے ہو گئے ایک وہ تھے جو مچھلیان
پکڑتے اور اس تجارت مین سرگرم تھے - دوسرے وہ جو خود بھی یہ کام
نہ کرتے اور کرنے والون کو بھی منع کرتے اور سخت تاکید سے نصیحت سناتے
کہ یہ حیلہ جو تم نے خود نکالا اور حکم الٰہی کو ٹال دیا ایکدن اس کا مزہ پاؤگے
اور پچھتاؤ گے - اور تیسرا فرقہ ساکت تھے جو خود اس فعل ممنوعہ کے
مرتکب نہ ہوئے اور ان شکاریون کو منع بھی نہ کیا بالکل خاموش رہے
منع کرنے والے بارہ ہزار آدمی تھے جو گمراہون کو منع کرتے کرتے اور نصائح
سناتے سناتے تھک گئے - آخر ان سے علیحدہ ہوگئے اپنے مکانون
اور اُن کے مکانون کے درمیان ایک دیوار بنالی کہ پھر اُن کی شکل بھی
نہ دیکھین

وَإِذْ قَالَتْ أُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُونَ قَوْمًا اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ أَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا قَالُوا مَعْذِرَةً إِلَىٰ وَلَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ - اور جب بولا ایک فرقہ اُن مین سے کیون نصیحت
کرتے ہو ایسے لوگون کو کہ اللہ اون کو ہلاک کرنے والا یا عذاب کرنے والا
ہے عذاب سخت بولے الزام اُتارنے کو تمہارے رب کے آگے اور شاید
وہ ڈرین - یہ جو لوگ خود مچھلیان نہ پکڑتے اور پکڑنے والون کو نصیحت
بھی نہ کرتے تھے اُنہون نے ناصحون کو کہا کہ نصیحت بیفائدہ ہے
ناصحون نے جواب دیا کہ ہم نے واسطے اتمام حجت کے نصیحت کی
اور اون کی خیرخواہی کے لیے

فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ أَنجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ

وَاَخَذْنَا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِیْسٍ بِمَا كَانُوْا یَفْسُقُوْنَ ○ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِیْنَ ○

پس پھر جب بھول گئے جو ان کو سمجھایا تھا بچالیا ہم نے ان کو جو منع کرتے تھے برے کام سے اور پکڑا ہم نے گنہگاروں کو برے عذاب میں بدلا ان کی بے حکمی کا پھر جب بڑھنے لگے جس کام سے منع ہوا تھا ہم نے حکم کیا ہو جاؤ بندر پھٹکارے ہوئے۔

جب نیک اور برے لوگ علیحدہ علیحدہ ہو گئے تو حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کا حال سنا اور ان سرکشوں پر جو خداوند کی نافرمانی میں اصرار کر رہے تھے لعنت کی پس ان پر خداوند کا غضب اترا علی الصباح جب نیک لوگوں نے اپنے گھروں کے دروازے کھولے تو ان نافرمانوں کے دروازے بند تھے وہ اپنے اپنے کام کو چلے گئے جب شام کو واپس آئے تو پھر بھی ان کے دروازوں کو بند ہی پایا انہی دیواروں پر چڑھ کر ان کے گھروں اور صحنوں میں نگاہ کی تو معلوم ہوا کہ وہ بندر بنے پڑے ہیں بعض تفسیروں میں لکھا ہے کہ جوان بندر اور بوڑھے خنزیر بن گئے تھے ان نصیحت کرنے والوں کے پاؤں پر سر رکھ کر روتے اور اشاروں سے عاجزی کرتے اسی طرح تیسرے دن تک سارے مر گئے۔

مسئلہ حلت و حرمت خرگوش کا

جاننا چاہیئے کہ فرقہ شیعہ شنیعہ خرگوش کی حرمت پر یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ یہ بھی انسان کی صورت سے مسخ شدہ ہے۔ اسی واسطے اس کو خون حیض کا آتا ہے۔ یہ فی الحقیقت انسان کی اولاد سے ہے اور انسان حرام ہے پس خرگوش جو انسان سے مسخ شدہ ہے وہ بھی حرام ہوا۔

مصنف علام اس کا جواب دیتے ہیں کہ جو حدیث مشکوٰۃ میں وارد ہے کہ صحابہ نے خرگوش کا شکار کر کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیہ

بھیجا اور آنحضرتؐ نے اس ہدیہ کو قبول کیا واسطے حلیت خرگوش کے دلیل کافی ہے اور کوئی اہل اسلام اس سے انکار نہیں کر سکتا کیوں کہ شارع علیہ السلام کا ہدیہ قبول کرنا اور صحابہ کو اس کے شکار سے منع نہ کرنا خرگوش کے حلال ہونے پر صریح دلیل ہے باقی رہا یہ کہ موجودہ خرگوش مسخ شدہ انسانوں کی اولاد سے ہیں یہ بات بھی ان کی جہالت پر مبنی ہے۔ تفسیر عزیزی پارہ اول میں لکھا ہے کہ جو قوم جس حیوان کی شکل پر مسخ ہوتے تھے بعضے پہلے دن اور بعض دوسرے دن اور بعض تیسرے دن تک ضرور مر جاتے تھے مسخ شدہ لوگوں سے کوئی نسل جاری نہیں ہوئی پس یہ خرگوش انسانوں کی نسل سے نہیں اور بر تقدیر تسلیم اس امر کے کہ یہ خرگوش موجودہ انہیں مسخ شدہ انسانوں کی نسل سے ہے حرمت پر دلیل قائم نہیں ہو سکتی بلکہ حلیت ثابت ہوتی ہے کیونکہ انسان فی ذاتہ حرام نہیں بلکہ حلال اور پاک ہے اس کی حرمت محض عزت و حرمت کے لیے ہے جب کسی حیوان کی شکل پر مسخ ہوا تو انسانی حرمت سے باہر ہو گیا پس اب دیکھا جائے گا کہ اگر حرام اور پلید حیوانات کی شکل پر مسخ ہوا تو حرام ہوگا مثلاً بوزنہ یا خوک اور اگر حلال حیوان کی شکل پر مسخ ہوا تو حلال ہے جیسا کہ خرگوش۔

مترجم کہتا ہے مصنف مدظلہ نے شیعہ شنیعہ کو دندان شکن جواب دیا ہے جزاہ اللہ خیراً خصوصاً آخری جواب تو حضرت کا ہی طبع زاد ہے جس پر ہمارا بھی صاد ہے اور اہل ایمان و ایقان کے لیے موصل الی المراد ہے۔

اس موقع پر یعنی کہ قوم بنی اسرائیل نے ایک حیلہ سے حرام کام یعنی سنیچر کے دن مچھلی کا شکار جائز کر لیا تھا حیلہ کا مسئلہ اس کتاب کے مصنف نے چھیڑا ہے اور طول کلامی سے کام لیا ہے۔ چونکہ یہ تاریخ کی کتاب ہے اور اس قدر طویل مسائل کی متحمل نہیں لہٰذا ہم مختصر کلام پر قطع کلام کرتے ہیں کہ احکام الٰہی اور نصوص قطعی کے آگے حیلے اٹھانا بہتر نہیں اور حیلہ گری سے حرام کو حلال بنا لینے کا وہی نتیجہ ہے جو بنی اسرائیل کو بھگتنا پڑا۔

اوریا کی عورت کے مانگنے کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام ہمیشہ بہت نوحہ

رہتے اکثر شہر سے باہر نکل جاتے اور لوگوں کو جمع کرتے تھے اور زبور پڑھ کر اپنے گناہ کا نوحہ کرتے بعض مجلسوں میں بسبب خوبی آواز و دلسوزی و جان گدازی کے کئی آدمی مر جاتے تھے۔ غرض اس مصیبت کے سبب سے اکثر انتظام سلطنت کا بگڑ گیا۔ آخر الامر حضرت داؤد علیہ السلام نے حضرت سلیمان کو جو ولی عہد تھے وصی کیا اور خود جوار رحمت الٰہی میں رونق افروز ہوئے۔

حضرت لقمان علیہ السلام کا ذکر

حضرت لقمان نوبہ علاقہ حبش کے رہنے والے تھے ابتدا میں ایک شخص کے غلام تھے۔ اس نے تین مثقال طلا سے ان کو خریدا تھا وہ مرد بنی اسرائیل سے تھا پس ایک دن ان کے مالک نے اپنے تمام غلاموں کو باغ میں سے میوہ توڑنے کو بھیجا۔ تمام غلاموں نے میوے توڑ کر کھا لیئے مگر حضرت لقمان نے جو میوے توڑے محفوظ رکھے اور ایک دانہ بھی نہ کھایا غلاموں نے حضرت لقمان سے مخالف ہو کر مالک کے پاس آن کر کہا کہ لقمان تمام میوے کھا گیا ہے حضرت لقمان نے کہا کہ میں نے جو میوہ توڑا ہے وہ میرے پاس ہے اور یہ جھوٹ کہتے ہیں انہوں نے جو میوہ توڑا تھا سب کھا لیا۔ مالک نے نہ مانا حضرت لقمان نے کہا اگر آپ کو یقین نہیں آتا تو پانی گرم کر کے ہم سب کو پلاؤ اور میدان میں دوڑاؤ جس کے اندر سے میوے نکلیں وہ ملزم ہوگا مالک نے ایسا ہی کیا جب وہ غلام دوڑے تو انکی قے سے تمام میوے نکل پڑے اور حضرت لقمان کی قے سے صاف پانی نکلا پہلی حکمت لقمان کی یہ تھی جو ان سے ظاہر ہوئی پس مالک نے ان کو آزاد کر دیا اور آپ اکثر اوقات حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں رہتے تھے ان کی خدمت سے دل کی صفائی حاصل کی اور علم حکمت کمال کو پہونچایا۔ ہادی تعالیٰ نے ان کی حکمت کی خبر دیتا ہے۔

وَاٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِکْمَۃَ ۔ اور ہمنے لقمان کو حکمت عنایت کی

ایک دفعہ کسی گاؤں کے رئیس نے حضرت لقمان سے کچھ روپیہ قرض لیا
چندسال کے بعد ادا کا وعدہ کیا جب وعدہ قریب آیا تو لقمان نے روپیہ
کے لیئے اپنے بیٹے کو مدیون کے پاس بھیجا اور روانگی کے وقت یہ وصیت کی
کہ اول تیرے رستہ میں سر راہ ایک درخت آئے گا جس کے نیچے پانی کا
چشمہ جاری ہوگا۔ اس مقام پر اگر تجھکو شب باشی کی ضرورت بھی ہوجاوے تو
بھی وہاں نہ رہنا کہ جان کا خطرہ ہے۔ دوسرے فلاں گاؤں میں جب تو پہونچیگا
تو وہاں کا رئیس تیرے ساتھ مدارات پیش آئے گا اور راضی ہوگا کہ اپنی
لڑکی تیرے نکاح میں دے۔ پس اس کی لڑکی کے ساتھ ہرگز نکاح نہ کرنا اور
اس بات پر کبھی رضامند نہ ہونا۔ تیسرے جب مدیون کے گھر پہونچے گا تو وہ تجھکو
ایسے مکان میں فرودگش کرے گا جو نہر کے کنارہ پر ہے خبردار وہاں نہ رہنا۔
چوتھے رستہ میں ایک ضعیف مرد سفر کا رفیق تیرے ساتھ ہوگا تجھکو چاہیئے
کہ ہر ایک امر میں اس کی متابعت کرے کسی امر میں اس کے حکم سے انحراف
نہ کرے۔ یہ چار وصیتیں باپ کی سنکر لڑکا سفر کو روانہ ہوا تھوڑی ہی دور
گیا تھا کہ ایک مرد ضعیف سفید ریش مقبول صورت نیک سیرت اس کو
ملا اور ہمراہ ہولیا۔ دونوں ایک دوسرے کے اتفاق سے تمام دن چلے شام کو
اسی درخت کے پاس پہونچے جس کے نیچے چشمہ جاری تھا اور لڑکے کو باپ
کی طرف سے وہاں شب باشی کی ممانعت تھی۔ پیر مرد نے وہاں ہی رات
کو رہنے کی تجویز کی لڑکے نے باپ کی وصیت کی بموجب انکار کیا پھر پیر مرد
نے جواب دیا کہ تم کو یہ بھی تو ارشاد ہے کہ پیر مرد کے حکم کے برخلاف کوئی
امر نہ کرنا پس تم میرے حکم سے یہاں ہی رات کو ٹھیرو اور دل میں کچھ
اندیشہ نہ لاؤ۔ ناچار لڑکا وہاں ہی شب باش ہوا لڑکا تو سو رہا اور پیر مرد بدیدۂ بیدار
خدا کی عبادت میں مشغول ہوا آدھی رات گذری تو ایک مہیب سانپ درخت
سے اترا اور چاہا کہ لڑکے کو ہلاک کرے۔ پیر مرد نے سانپ کو لاٹھی سے
قتل کرکے سر سانپ کا کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا دوسرے روز شام دونوں

کے سفر کے بعد شام کے وقت دونوں کا گذر ایک گاؤں میں ہوا گاؤں کے رئیس
نے جب لقمان کے بیٹے کے آنے کی خبر سنی تو اپنے گھر لے گیا خاطر و مدارات
سے پیش آیا اور چاہا کہ اپنی لڑکی کے ساتھ اس کا نکاح کر دے لڑکے نے
باپ کے فرمانے کے بموجب انکار کیا مگر پیر مرد نے اجازت دی اور کہا کہ
ایک سانپ کا سر میں تجھکو دیتا ہوں نکاح کے بعد مباشرت سے پہلے
اس سر کو جلا کر دھواں اس کا عورت کی اندام نہانی میں پہونچانا جب تک یہ
جل نہ چکے مباشرت کا مرتکب نہ ہونا نکاح کے بعد لڑکے نے اُسی طرح عمل
کیا۔ سانپ کے سر کا دھواں جب عورت کی اندام نہانی میں پہونچا وہ ایک
چیخ مار کر بیہوش ہوگئی اور اُس کی رحم سے ایک لمبا کرم سانپ کی سی شکل
کا مرا ہوا نکل آیا لڑکا وہ کرم اُٹھا کر پیر مرد کے پاس لے گیا اور حال واقعہ اس کے
گوش گذار کیا اُس نے جواب دیا کہ یہ کرم اس عورت کے رحم میں تھا مباشرت
کے وقت مرد کے آلہ تناسل کو کاٹتا اور وہ اس کے زہر کے صدمہ سے مرجاتا
تھا اسی طرح پہلے چند شوہر اس کے مباشرت کے وقت ہلاک ہو چکے تھے
اب یہ عورت صحیح الجسم ہوگئی ہے کوئی صدمہ اس کے خاوند کو نہ پہونچیگا وہاں
سے رخصت ہو کر دونوں رفیق مدیوں کے گھر پہونچے اُس نے بظاہر ان کے
بہت خدمت کی مہمان داری کا سامان سب مہیا کیا مگر دلی ارادہ اُس کا یہ تھا
کہ رات کے وقت لقمان کے بیٹے کو نہر میں ڈال دے اس ارادہ پر اس نے لقمان
کے لڑکے کو اپنے اُس مکان میں جو نہر کے کنارے پر تھا اتارا لڑکے نے انکار کیا
مگر پھر پیر مرد کے کہنے پر وہیں اُترا اور وہیں رات کو سویا آدھی رات کے وقت پیر
مرد اُٹھا اور لقمان کے بیٹے کی چارپائی جس مقام پر تھی وہاں سے اُٹھا کر دوسرے
مقام پر لے گیا جہاں اس کا بیٹا سوتا تھا اور اُس کے بیٹے کی چارپائی وہاں لے آیا
جہاں لقمان کا بیٹا سوتا تھا اتنے میں وہ رئیس اپنا ارادہ پورا کرنے کی خاطر آیا
اور اپنے بیٹے کو لقمان کا بیٹا تصور کر کے پوشیدہ اُٹھایا اور نہر میں ڈال دیا۔
جب صبح ہوئی تو اصل حال سے اطلاع پا کر بہت گھبرایا اور پچھتایا اور قرضہ لقمان
کا دے کر اُس کے بیٹے کو رخصت کیا وہ بوڑھا اور لقمان کا بیٹا بعہ منکوحہ کے

اپنے گھر کو روانہ ہوئے جب لقمان کا شہر قریب آیا تو بوڑھے نے کہا کہ۔ هٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ط یعنی میری اور تیری الوداع ہے۔ لڑکے نے کہا کہ میں نے آپ کی صحبت سے بڑے فائدے حاصل کئے ہیں آپ اپنا نام تو فرما جاویں بوڑھے نے کہا میرا نام خضر ہے اپنے باپ کو میرا سلام کہنا اور الوداع کہکر رخصت ہوا اور اس کتاب کے مصنف نے لکھا ہے کہ وہ بوڑھا نیک نیتی حضرت لقمان کی تھی جو بوڑھے کی شکل پر مجسم ہو کر لڑکے کے ہمراہ محافظت کے واسطے خدا نے بھیجی تھی۔ نصائیں اور کلمات حکمت لقمان کے بے شمار ہیں یہاں ان کی گنجائش نہیں اور خداوند کا شکر ہے کہ ہم ان کے ذکر سے محروم نہ رہے۔

ذکر حضرت سلیمان علیہ السلام کا

حضرت سلیمان کا تولد بطناع اُوریا کی عورت کے شکم سے ہوا جو حضرت داؤد کے نکاح میں آئی تھی ایام طفولیت سے اُن کی پیشانی مبارک پر آثار بزرگی کے ظاہر تھے۔

بالائے سرش ز ہوشمندی ‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌‌ میتافت ستارہ بلندی

اور صغر سن سے احکام عجیب حضرت سلیمان سے ظہور میں آئے جو حیرت افزاے عالم تھے حضرت داؤد لڑکپن میں ہی بڑے بڑے فیصلوں میں اُن سے مشورت کرتے تھے منجملہ اُن کے وہ فیصلہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں وارد ہوا ہے۔

وَدَاوُدَ وَسُلَيْمٰنَ اِذْ يَحْكُمَانِ فِي الْحَرْثِ اِذْ نَفَشَتْ فِيْهِ غَنَمُ الْقَوْمِ وَكُنَّا لِحُكْمِهِمْ شَاهِدِيْنَ فَفَهَّمْنَاهَا سُلَيْمَانَ ۔

اور داؤد و سلیمان کو یاد کر جب فیصل کرنے لگے کھیتی کا جھگڑا جب روند گئیں تھیں رات کو بکریاں ایک قوم کی اور روبرو تھا ہمارے اُن کا فیصلا اور سمجھا دیا ہم نے وہ فیصلہ سلیمان کو۔

یہ دو شخص تھے ایک کا نام یوحنا دوسرے کا نام ایلیا یوحنا کی بکریوں نے
ایلیا کا کھیت کھایا جب حضرت داؤد علیہ السلام کے حضور میں یہ مقدمہ پیش ہوا
تو قیمت کھیت کی نقصان کے برابر قیمت تمام بکریوں کی تجویز میں آئی حضرت داؤد
علیہ السلام نے تمام بکریاں یوحنا کی ایلیا کی زراعت کے نقصان میں ویدیں جب
ایلیا محکمہ عدالت سے روتا ہوا باہر نکلا اور حضرت سلیمان نے حکم حضرت داؤد کا
سُنا تو فرمایا کہ جناب نے بہت اچھا انصاف کیا۔ لیکن مجھ کو اگر اس مقدمہ میں
حکم کرتے تو میں ایسا فیصلہ کرتا کہ فریقین راضی ہوجاتے۔ کہتے ہیں کہ اُس وقت
حضرت سلیمان کی عمر سات سال کی تھی۔ سچ ہے۔ "بزرگی بعقل است نہ بسال"
حضرت داؤد علیہ السلام کو یہ خبر پہونچی۔ فرزند ارجمند کو بلا کر پوچھا تو اُنھوں نے عرض
کیا کہ بکریاں کھیت والے کے حوالہ فرماویں تاکہ وہ دُودھ اور پشم اور بچوں سے
منفعت حاصل کرتا رہے اور بکریاں والے کو ارشاد ہو کہ کھیت کو پانی دے اور
پرورش کرے جب زراعت بحالت اول پہونچے تو مدعی کا کھیت دے کر اپنی بکریاں
اُس سے واپس لے۔ حضرت داؤد نے حکم اوّل کو منسوخ کر کے مطابق تجویز سلیمان
کے حکم دیا فریقین خوش ہو کر دعائیں دیتے چلے گئے۔

خداوند تعالے نے اُن کی تسخیر میں ہوا اور جنات اور وحوش وطیور کو کر دیا تھا
لغات جملہ حیوانات کا علم اُن کو بخشا تھا کہ سب کی باتیں سمجھتے تھے۔ حضرت سلیمان
نے جنات کو حکم دیا کہ ایک تخت بقدر طول وعرض لشکر کے تیار کریں اور جس چیز
کی کارخانہ سلطنت میں احتیاج ہو سب مہیا کر کے تخت پر رکھیں جب عزم سیر کرتے
تو باد کو حکم ہوتا کہ اس تخت کو کمال احتیاط سے بلا نشیب وفراز اٹھا کر مع لشکر منزل
مقصود کو اُڑے۔ جب صبح کے وقت ملک شام سے روانہ ہوتے تو چاشت کے
وقت بقدر ایک مہینہ کی راہ کے ملک اصطخر میں پہونچتے اور عصر کے وقت اصطخر
سے روانہ ہوتے تو شام کا کھانا کابل میں نوش جان فرماتے۔

غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ۔ صبح کی منزل اُس کی ایک مہینے
کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ۔

رَبِّ اغْفِرْ لِي وَهَبْ لِي مُلْكًا لَّا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ مِّنْ بَعْدِي إِنَّكَ

اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔

اے رب میرے معاف کر مجھ کو اور بخش مجھ کو وہ بادشاہی کہ نہ چاہیئے کسی کو پیچھے میرے بیشک تو ہے سب کا بخشنے والا ۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيحَ تَجْرِي بِأَمْرِهِ رُخَاءً حَيْثُ أَصَابَ ۔

پھر ہم نے تابع کی اُس کے ہوا چلتی اُس کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچا چاہتا ۔

وَالشَّيَاطِينَ كُلَّ بَنَّاءٍ وَغَوَّاصٍ وَآخَرِينَ مُقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ط

اور تابع کیے (ہم نے) شیطان سارے عمارت کرنے والے اور غوطہ لگانے والے اور کئی بندھے ہوئے زنجیروں میں ۔

خداوند تعالےٰ نے اسم اعظم سکھلایا کہ اس کو اپنے نگین پر نقش کریں حضرت سلیمان نے ایسا ہی کیا پس اسم اعظم کی تاثیر سے تمام وحوش طیور اور جنات اور آدمی مسخر ہو گئے ۔

وَأَسَلْنَا لَهُ عَيْنَ الْقِطْرِ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ ۔

اور بہا دیا ہم نے اوس کے واسطے چشمہ پگھلے تانبے کا اور جنوں میں سے کتنے لوگ جو محنت کرتے اُس کے سامنے ۔

بعضے دیو دربانی کرتے تھے اور بعض تعمیر مکانات میں مشغول تھے اور بعض پہاڑوں میں کانیں سونے اور چاندی کی تلاش کر کے سونا چاندی نکال لاتے بعض دریاؤں سے غواصی کر کے موتی نکالتے بعض پرانے خزانے مدفونہ معلوم کر کے نکال کر حضرت کے خزانہ میں داخل کرتے ۔

کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان کے مطبخ سے ہر روز ہزار اونٹ پنکھیوں کے بالوں کے لد کر باہر ڈالے جاتے تھے اور ہزار اونٹ کا بار نمک روزانہ خرچ مطبخ کا تھا ۔

تمام جہان کی مہمانی کی روایت ضعیف ہے جو حضرت مصنف بھی لائے

ہیں پیغمبروں سے ایسی دلیری جناب باری میں ممکن نہیں یہ من گھڑت قصہ ہے جو
ہم نے ترک کر دیا ۔

اور وادی نمل کا قصہ جس کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے اس طرح ہے کہ
لشکر حضرت سلیمان کا اس وادی میں اترا ۔

حَتّٰی اَتَوْا عَلٰی وَادِ النَّمْلِ قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا
مَسٰكِنَكُمْ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ [illegible] لَا یَشْعُرُوْنَ

یہاں تک کہ جب پہونچے چیونٹیوں کے [illegible] نے اسے
چیونٹیو گھس جاؤ اپنے گھروں میں تاکہ نہ پیس ڈالے [illegible] سلیمان اور لشکر اس کے
اور ان کو خبر نہ ہو ۔

حضرت سلیمان نے ان کی یہ بات [illegible] ہے چنانچہ باری تعالے
[illegible] ا ہے ۔

فَتَبَسَّمَ ضَا[illegible]

[illegible] کر ۔

پھر اس [illegible] نے موروچوں کو کیوں کہا کہ تم اپنے
گھروں میں [illegible] ان کو [illegible] سے ڈرایا گیا تو مجھے ظلم
کی طرف منسوب [illegible] سمجھا اس [illegible] سے صاحب سریر والا
[illegible] صاحب [illegible] با عدل ہے لیکن جب
مجھے [illegible] نے ان موروچوں پر [illegible] بخشی ہے اور ان کو میرا محکوم
[illegible] مجھے ان کی پاسداری [illegible] ذمہ پر تھا میں نے
کیا اس میں میرا کیا قصور ہے حضرت سلیمان نے [illegible] نے دانائی کہاں سے
[illegible] نے کہا کہ اے بادشاہ روے زمین [illegible] دانش اسی خدا نے ایک
[illegible] نے تمام کو پیدا کیا ۔ حضرت سلیمان نے کہا کہ مجھے کوئی ایسی نصیحتیں بتا
[illegible] پر عمل کرنے سے بہتری حاصل ہو ۔ موروچوں کے بادشاہ نے کہا کہ آپ جانتے ہیں
کہ اس انگشتری میں جو آپ کو دی گئی اور تمام جہان اس کا مسخر و فرمان بردار کیا گیا
اس میں کیا بھید ہے حضرت سلیمان نے کہا میں نہیں جانتا اس نے
کہا کہ خداوند تعالے نے آپ کو یہ جتلایا ہے کہ آپ کی سلطنت کا قدر باری جناب

میں ایک نگین سنگین کے برابر ہے اس پر مغرور نہ ہونا چاہیئے - پھر پوچھا کہ یا حضرت یہ ہوا جو آپ کے فرمان کے تابع کی گئی ہے اس میں کیا اشارہ ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں اوس نے کہا کہ اس میں یہہ اشارہ ہے کہ جس طرح تخت آپ کا باد پر چلتا ہے اسی طرح یہ برباد ہو جائے گا اور اس جہان سے آپ کے ہاتھ باد ہی رہ جائے گی پس اس باد پر مغرور نہ ہونا چاہیئے اور جب آپ کو خداوند تعالے نے تمام اپنی مخلوق سے برگزیدہ کیا اور بہتری تمام جہان کی بخشی تو آپ کو لازم ہے کہ رعیت پر شفقت اور رحمت نازل کریں اور مظلوموں کو ظالموں کے ہاتھ سے مخلصی بخشیں اور جہان فانی پر اپنا دل نہ لگاویں کہ دنیا چند روزہ ہے -

پس حضرت سلیمان اُس کے [illegible] فصاحت و طلاقت لسانی سے حیران ہوے اور اُس کو خصہ [illegible] ہو رخصت کیا ہے جو لکھا ہے کہ اُس مورچوں کے بادشاہ نے حضرت [illegible] مقابلہ کیا اور حضرت کے لشکر کو شکست ہوئی [illegible] گرفت [illegible] بعض نجیب اصحاب نے تو [illegible] سے یہ بزدلی ہے کہ [illegible] شین قوہ کا ہے اور [illegible] ت تھی بس سے حضرت [illegible] علیہ السلام نے یہ باتیں کہیں اور [illegible] باتیں سنکر خوش ہوئے [illegible] کو ہو کا بادشاہ ہو یا کسی [illegible] کا رئیس ہو حضرت سلیمان [illegible] تنگ نہیں ہوا اور نہ اُس کے [illegible] سے حضرت سلیمان کو شکست [illegible] واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

بیان بنائے بیت المقدس کا

حضرت داؤد علیہ السلام نے بنیاد بیت المقدس کی ڈالی تھی لیکن تمامیت اُس کی بموجب وحی الٰہی کے حضرت سلیمان علیہ السلام پر موقوف تھی اسواسطے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی عہد و دولت میں استادان چابکدست کو

جمع کیا اور بنیاد ایک شہر کی ڈالی کہ جس کی بنا سنگ سپید سے کی اور بارہ برج
بنائے۔ پھر دیووں کو معدنوں میں بھیجکر لعل و یاقوت و فیروزہ و زمرد و چاندی
و سونا نکلوانا شروع کیا اور بعضے جنوں کو دریا میں موتی نکالنے کے واسطے مقرر
کیا اور ایک فوج اُن کی پتھر لانے کو معین ہوئی جب سامان تیار ہوا تب
سنگ تراشوں نے سپید اور سبز اور زرد پتھر ترتیب مناسب سے لگا کر چار دیواری
مسجد تیار کی اور ستون اُس کے شفاف پتھروں کے منصوب کئے اور دیواروں
کی چھت کو موتی اور جواہر آبدار سے مرصع کیا کہ اُن کی روشنی اور براقی سے
وہ عبادت خانہ شب تاریک میں مانند روز روشن کی منور رہتا تھا اخیار
بنی اسرائیل کو حکم دیا کہ جو یہ گھر خالصاً لوجہ اللہ بنا ہے چاہیے کہ ایک ساعت
علمار ربانی اور اولیار حقانی سے خالی نرہی ایک مدت تک یہی کارخانہ جاری
رہا۔ جب بخت نصر ملک شام پر مسلط ہوا تو اوس نے [illegible]
موتی اور جواہر مسجد سے اوکھیڑ کر اپنے دار الملک [illegible] القصہ جب
حضرت سلیمان محکمہ عدالت پر بیٹھے تو حضرت [illegible] اعظم تخت کی سامنے
کرسی پر بیٹھ کر فیصد معاملات کا کرتے [illegible] دست راست پر اور چار ہزار
خواص اور چار ہزار [illegible] میں اور پرندے اُس اہل مجلس
پر اپنے پروں کا [illegible] زوال تک عدالت میں رہتے
بعد اُس کے [illegible] اندر ہوتے [illegible] خانہ [illegible]
گاڑی [illegible] رنگ برنگ کے سالن [illegible] لوگوں کو کھلاتے
تھے اور خود [illegible] زنبیل بنا کر اوس کو بیچ جو کی روٹی مسکینوں کے ساتھ
کھاتے۔

بیان بلقیس کا

حضرت سلیمان نے ہر ایک پرندے کو ایک ایک مہم کے واسطے مقرر
کیا تھا ان میں ہدہد واسطے دریافت کرنے پانی کے مقرر تھا۔ اور واسطے

کہ وہ پانی کو زمین کے نیچے ایسا دیکھتا تھا کہ جیسے آدمی شیشے میں روغن کو
دیکھتا ہے ایک روز سلیمان اپنے تخت رواں پر سے نماز کے واسطے اترے
اور لشکر کو حکم دیا کہ کھانا پکاویں ہدہد نے خیال کیا کہ جب تک حضرت سلیمان
مشغول ہیں تب تک تو اوڑ کر اس ملک کے طول و عرض کو معلوم کر لوں
اس خیال میں اوڑا ایک شہر میں پہونچا کہ تمام نہروں اور باغوں سے آباد
تھا اور عمارت خوش نما تھی ایک باغ میں اُترا اور ایک ہدہد سے ملاقات
کی اُس ملک کا حال پوچھا اُس نے کہا کہ اس شہر کا نام شہر سبا ہے اور
بادشاہ یہاں کی ایک عورت ہے جس کا نام بلقیس ہے اور بارہ سردار ہیں
ہر ایک سردار کے حکم میں ایک لاکھ مرد مقاتل جنگی ہیں اور بادشاہ و رعیت
آفتاب پرست ہیں ہدہد یہ حال دریافت کر کے پھر حضرت سلیمان علیہ السلام
[illegible] ہدہد کو نہ پایا تب گرگس سے پوچھا اوس نے عرض کی کہ
مجھ کو معلوم نہیں [illegible] اور ہدہد موجود نہ تھا جو پانی کا ٹھکانا بتلاوے
[illegible] واسطے حضرت [illegible] ہوے اور فرمایا کہ اگر حجت روشن نہ
بیان [illegible] ہدہد [illegible] یا ذبح کر ڈالوں گا اور عقاب اُسکی
تلاش کے واسطے بھیجا [illegible] ہدہد کو اُس کو شہر سبا کی
طرف سے آتا دیکھا پکڑ کر حضور [illegible] حاضر [illegible] حضرت سلیمان نے ہاتھ
[illegible] ہدہد کا سر پکڑا ہدہد نے کہا یا نبی اللہ اس دن کو یاد کر تم بھی خدا عادل کے
سامنے [illegible] ہوگے حضرت سلیمان علیہ السلام اس بات کی ہیبت سے کانپنے
لگے اور اسکو چھوڑ کر پوچھا تو کہاں گیا تھا۔ ہدہد نے کہا کہ ایک خبر لایا ہوں کہ تم کو
اُس کی خبر نہیں ہے اور احوال بلقیس کا جیسا دیکھا تھا مفصل عرض کیا
اور کہا کہ حق تعالے نے تمام اسباب حشمت کا بلقیس کو دیا ہے اور ایک
طلائی احمر کا تخت جڑاؤ جواہرات کا ہے کہ جوانب اُس کے یاقوت [illegible]
کے ہیں اور تیس گز کا طول اور بیس گز کا ارتفاع۔ حضرت نے ہدہد سے کہا
دیکھیں تو سچا ہے یا جھوٹا ہے اور آصف سے ایک خط لکھوایا [illegible]
کا۔ اِنَّہٗ مِنْ سُلَیْمَانَ وَاِنَّہٗ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلَّا تَعْلُوْا عَلَیَّ

تَوَّنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۔

یعنی خط سلیمان کی طرف سے ہے ساتھ نام اللہ کے بلندی مت کرو مجھ پر اور آؤ میرے پاس مسلمان ہوکر اور مہر لگا کر ہدہد کو روانہ کیا جب وقت ہدہد شہر سبا میں پہونچا بلقیس اپنے محل میں آرام فرماتے تھے اور محل کے ساتوں دروازے بند تھے ہدہد نے روزن میں سے جاکر بلقیس کے سینہ پر خط رکھ دیا جب بلقیس جاگے اور خط دیکھا اور دروازے بند تھے تو تعجب کیا کہ کون خط لایا ہے ادہر اُدہر دیکھا تو سوائے ہدہد کے کوئی نہ پایا گمان کیا کہ یہی لایا ہے بعد اُس کے جب نظر مہر سلیمان پر پڑی تو ہیبت سے کانپنے لگے اور خط کو پڑھ کر اعیان دولت کو بلایا اور مضمون بیان کر کے مصلحت پوچھی کہ کیا تمہارے صلاح ہے سب نے عرض کی کہ فوج اور دولت اور سامان مہیا ہے اور ہم تابع حکم کے ہیں۔ پھر ملک نے اپنا سلیمان کیسا آدمی ہے۔ بولی کہ بادشاہ عالیجاہ ہے۔ لوگوں کو [illegible] کی دعوت کرتا ہے اور جن وانسان اور دیو و پری [illegible] مسخر ہیں۔ بلقیس نے کہا کہ بادشاہ جس [illegible] ہیں اور عزیزوں کو ذلیل کرتے [illegible] اس [illegible] توسوائے اسلام کے راضی [illegible] ساتھ مقابلہ نہ کروں گی اور اگر بادشاہ ہے تو ہدیہ قبول کر [illegible] دولت نے یہ صلاح پ[illegible] سو غلام بلباس زنانہ [illegible] بلباس مردانہ اور ایک ایک حقے میں رکھکر [illegible] پر لگایا اور دو اینٹیں سونے کی اور چاندی مرصع واسطے [illegible] تیار کیں اور منذر بن عمر کو جو بڑا دانا تھا واسطے رسالت کے مقرر کر کے کہا جب تو [illegible] سلیمان میں پہونچے تو اُس سے التماس کیجیو کہ ان میں سے [illegible] کو مردوں سے جُدا کر دو اور پوچھیو کہ اس حقے میں کیا ہے اور بتا دے [illegible] پر نیکی درخواست کیجیو اگر سب باتیں اُس نے بیان کیں تو جانیو کہ [illegible] سب ہدیہ دے کر آیو واپس چلا آیو اور اگر تکبر و غرور سے باتیں کرے تو جانیو [illegible] بادشاہ ہے ہرگز مت ڈریو دلیرانہ بات کیجیو اور اگر لطف و مہربانی سے [illegible] تو جانیو کہ پیغمبر ہے ادب سے گفتگو کیجیو یہ سب سمجھا کر اُسکو رخصت

گیا حضرت جبرائیل امین نے حضرت سلیمان کو اس حال سے مطلع کیا اور مشکلات حل
کرنے کا رستہ بتایا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے جنات کو حکم کیا کہ ایک میدان
[illegible] میں [illegible] طرف سے وکیل آتا ہے فرش سونے اور چاندی کی اینٹوں کا
بچھا دیں اور چار اینٹوں کی جگہ خالی چھوڑ دیں اور بنی آدم اور جنات جدا جدا صف
باندھ کر کھڑے ہو دیں اور فرش کے کنارے پر بری اور بحری حیوانات کو باندھیں
بعد اس تیاری کے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنا تخت اس فرش پر بچھایا
اور چار ہزار کرسی زرین سیدھی طرف تخت کے اور اتنی ہی الٹی طرف بر ترتیب
رکھوائی اور عظماے بنی اسرائیل اور علماے اسباط اس پر درجہ بدرجہ بیٹھے اور
اس تمام لشکر پر پرندوں نے اپنے پروں کا سایہ ڈالا تب بلقیس کے رسولوں
کو طلب فرمایا وہ اس جاہ و حشمت سلیمانی کو دیکھ کر حیران ہو گئے اور اس اینٹوں
کے فرش کو دیکھکر ان کو ہدیہ نہایت حقیر نظر آیا مارے شرم کے وہ چار اینٹیں
تو اس چار جگہ میں جو قصداً خالی چھوڑی گئی تھی رکھدیں جب جنات کی صف
پر پہونچے اور شکلیں عجیب طرح صورتیں مہیب دیکھیں تو مارے رعب کے قدم
آگے نہ اٹھتا تھا جنوں نے کہا [illegible] خاطر جمع رکھو کہ عدل سلیمانی ایسا نہیں
کہ ہم تم جیسوں سے تعرض [illegible] سے فوج انسانی اور گروہ حیوانی پر گذرتے
ہوئے حضور [illegible] جناب نبوت [illegible] خوش اخلاقی اور ملایمت سے
پیش آئے اور [illegible] نہایت تواضع اور ادب سے نامہ بلقیس کا
[illegible] موافق فہمایش ملکہ کے اپنا عرض حال کر چکا تب
حضرت سلیمان علیہ السلام نے نور نبوت سے مردوں کو عورتوں سے جدا کیا
اور فرمایا کہ اس حقہ میں ایک یاقوت ناسفتہ ہے اور تم چاہتے ہو کہ اس کو پرادوں
فی الفور ایک دیو نے پرو دیا اور وکیلوں کے دل سے زنگ شکوک کو دھویا اور ہدیہ
ان کا رد کر کے فرمایا کہ تم چاہتے ہو کہ مال سے میری مدد کرو حق تعالیٰ نے مجھکو
تم سے بہتر عنایت کیا ہے پھر منذر سے فرمایا کہ جا کر اسے کہو کہ جلد تر ایمان لاویں
والا ایسا لشکر جرار بھیجوں گا کہ تم اس کے مقابلے سے عاجز ہو جاوگے منذر نے
جب ملکہ کے حضور میں یہ کیفیت مفصل بیان کی وہ بولی کہ سلیمان فقط بادشاہ

نہیں ہے بلکہ سلطنت اوس کے زیور نبوت سے مزین ہے اور مجھ کو اوس کے
مقابلے کی طاقت نہیں پھر حضور میں جانے کی تیاری کی اور اپنے تخت کو ساتویں
محل میں رکھکر سب کے دروازے مقفل کئے اور جماعت کثیر کو اوس کی محافظت
کو معین کرکے ایسے حشمت اور تجمل سے روانہ ہوئی کہ آسمان کی آنکھیں اوس کے
دیکھنے سے خیرہ ہوتی تھیں اور منزل بمنزل طے کرکے لشکر سلیمان سے ایک
فرسنگ پر آکر ڈیرہ کیا حضرت سلیمان نے جب ملکہ کے تشریف لانے کی خبر
پائی تو اہل مجلس سے فرمایا کہ کون ہے تم میں سے جو بلقیس کے تخت کو اوس کے
آنے سے پہلے میرے پاس لاوے ایک دیو عفریت نے عرض کی کہ
میں اوس کو لاؤں گا آگے اوس سے جو حضور اس مقام سے اوٹھیں حضرت سلیمان
نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ اوس سے بھی جلد پہونچے جب آصف ابن برخیاہ جو
وزیر اعظم تھے اور اسم اعظم جانتے تھے بولے کہ میں لاؤں گا آگے اوس
پلک [illegible] اور پھر آنکھ [illegible] حضرت نے منظور فرمایا۔ پھر حضرت [illegible] نہیں
کا اپنے رو برو دیکھ [illegible] میرے پروردگار کا فضل [illegible] مجھکو ازمانا ہے
کہ میں شکر کرتا ہوں یا [illegible] علیہ بدولت جنات
نے فی الفور جواہرات سبز [illegible] بدلے کہ ان سے
جڑدیے کہ گویا اصل [illegible] بلقیس کی ٹھہری اوس
حضرت سلیمان علیہ السلام [illegible] میں آئی ایسی مجلس
کا نشان نہیں دیتا جب بلقیس سریر سلیمانی کی پابوسی سے مشرف ہوئی جناب
رسالت مآب نے اوس کے ناموس اور عزت کا خیال کرکے اپنے تخت کے
کنارے اوس [illegible] بعد بیٹھنے کے دمبدم گوشۂ چشم سے اپنے تخت کی طرف
نگاہ کرتی [illegible] حضرت عصف نے پوچھا کہ یہ تخت تمہارا ہے کہا گویا کہ میرا ہی ہے
یعنے بسبب تغیر جواہرات کے اپنے مکانوں سے حکم یقینی نہ کیا اس واسطے حضرت
سلیمان علیہ السلام اوس کی دانائی سے خوش ہوئے اور بلقیس کو اپنی ہمشیر صاحبہ
پاس اوتارا تب حضرت سلیمان کی خواتین اہلبیت اور بیبیاں حرم سرا کو خبر ہوئی
کہ حضور اوس کو اپنے نکاح میں لاویں گے تو سب نے رشک سے عرض کیا کہ اوسکی

ساتھہائے سیمین بالوں کی کثرت سے سیاہ ہیں اس قسم کی سیپیاں کب لائق حضرت رسالت کی ہیں غرض یہ تھی کہ حضرت کی خاطر کو اُن سے نفرت ہو اور ہماری طرف زیادہ اُلفت حضرت سلیمان علیہ السلام نے واسطے تجربہ کے دیوؤں کو حکم کیا کہ تمام صحن گھر کا مانند حوض کے کھود کر صاف پانی بھر دیں اور مچھلیاں رنگ برنگ کی اُس میں چھوڑ کر تمام صحن کے موتھ پر سپید براق کانچ جاویں کہ جو شخص باہر سے آوے اُسکو پانی سمجھے وہاں تو حکم کی دیر تھی فوراً صحن اس طرح پر تیار ہوا اور حضرت نے اپنا تخت ایسے مکان پر رکھا کہ جو کوئی حضور میں آوے اُس صحن سے گذر آوے بلقیس کو اُسی مکان میں طلب کیا بلقیس نے اُس کو پانی تصور کرکے اپنی ساق بلورین کو کھولا تاکہ پاؤں پانی میں رکھ کر حضور میں جاؤں حضرت سلیمانؑ نے فرمایا کہ یہہ پانی نہیں کانچ ہے اُس پر قدم رکھکر چلے آؤ۔ بلقیس نہایت شرمائی اور حضور میں آکر ایمان لائی۔ پھر حضرت سلیمان نے اُس کے ساتھ نکاح کیا بعد اُس کے پنڈلیوں کے بال دور کرنے کی مشورت کی دیوؤں نے حمام کا بنانا اور نوری کا لگانا بتلایا اور اس حکمت سے اُسکی ساق سیمین کو بلورین بنایا چونہ و ہرتال و چونہ صدف ہر سہ مساوی میں کہ اگر لگایا جاوے تو بال گر جاتے ہیں۔

روایت ہے کہ بلقیس نے ایک جزیرہ کے سیر کا ارادہ کیا حضرت سلیمانؑ نے بلقیس کو تخت پر بیٹھایا اور تخت ہوا میں اُڑ کر روانہ ہوا جب تخت اُس جزیرہ میں پہونچا تو دیوؤں نے کہا کہ سندون نام ایک دیو نہایت قوی جو قوت اور شجاعت میں اپنا ثانی نہیں رکھتا اور تمام دیوؤں کا سردار ہے آپکی اطاعت سے باغی ہوکر اس دریا کی تہ میں چھپا رہتا ہے حضرت سلیمان نے حکم دیا کہ اُس کو پکڑ کر حاضر کرو دیوؤں نے کہا کہ اُس کے پکڑنے کی تو ہم کو طاقت نہیں لیکن کسی اور باریک تدبیر سے اُس کو آپ کے پاس لاسکیں گے پس دیوؤں نے یہ فریب کیا کہ اُس دریا کے کنارہ پر جاکر بڑی خوشی سے کھل کھلا کر ہنسنے لگے اور زور زور سے تالیاں بجانے لگے اور بلند آواز سے پکار پکار کر کہتے تھے کہ خدا کا شکر ہے کہ حضرت سلیمان فوت ہوگیا اور ہم لوگ اُس کے قید اطاعت سے خلاصی پائی سندون نے قعر دریا میں یہ ترانہ شادی سنا اور خوشی سے نکل کر دیوؤں سے ملا اور پوچھا کہ

[illegible] حضرت [illegible] گیا انہوں نے [illegible] کہ ان [illegible] [illegible]

[illegible] میں آکر اُن کے ہمراہ چلا دیووں نے اپنے تمام

لشکر جمع [illegible] گرفتار کرکے حضرت سلیمان علیہ السلام کے حضور میں لائے

جب اُس نے حضرت سلیمان کے ہاتھ میں انگشتری دیکھی تو اُن کی اطاعت

قبول کی اور حضرت سلیمان علیہ السلام نے اُس کی بہت عزت کی اور اُس کو زرنگار

کی کرسی پر بٹھایا اور اُس کے ساتھ ہر ایک قسم کی باتیں کرنے لگے چوں کہ وہ بڑا

سیاح تھا حضرت سلیمان نے اُس سے پوچھا کہ جہان کی عجائبات سے جو کچھ

تونے دیکھا ہو ہمارے پاس بیان کر اُس نے کہا کہ دریائے مغرب میں ایک جزیرہ

ہے جب میں اُس کے سیر کو گیا تو وہاں ایک عظیم شہر دیکھا کہ دنیا بھر میں ایسی عظمت

کا شہر آج تک نہ دیکھا تھا بادشاہی قلعہ کی نیو سنگ رخام سے سو گز بلند تھی اس قلعہ

میں بارہ برج تھے ہر ایک برج میں ایک طبل اور ایک علم تھا اور قلعہ کا میدان نہایت

فراخ تھا اُس میدان میں ایک محل سنگ مرمر کا بنا ہوا تھا جس میں ایک منارہ [illegible]

نہایت بلند سر بہوا بنا کیا گیا تھا اوس منارہ کے اوپر دو شیر سنگ [illegible]

تھے اور عقاب سونے کے بیشمار اُس پر بیٹھے ہوئے [illegible] میں گیا

تو دیکھا کہ چار ہزار کنیزیں صاحب جمال [illegible] ایک پری ماہ

جبین ایک مسند پر بیٹھی ہے ایک [illegible] اور اُن کنیزوں کے

ہمراہ باہر آئی میں نے ایک کنیز سے [illegible] شہر کا نام

صیدون ہے اور یہ [illegible] بادشاہ کی لڑکی ہے [illegible]

ہوئے ہیں جب [illegible] اس شہر میں آتا ہے تو خود بخود [illegible]

لگ جاتے ہیں [illegible] جان لیتا ہے کہ کوئی دشمن یا چور شہر کے قریب آیا ہے

پس [illegible] میں مشغول ہوتا ہے اور یہ عقاب ہماری عبادت کے وقت

آواز [illegible] نے پوچھا کہ تمہاری عبادت کیا ہے اُس نے کہا کہ اپنے بادشاہ

[illegible] ہیں اور یہ سنگ مرمر کے شیر ہمارے پاسبان ہیں رات کو بادشاہی گھر

میں اگر کوئی چور آوے تو آواز کرکے اُس کو پکڑوا دیتے ہیں اور دوسرا ان کا یہ فائدہ

ہے کہ جب ہمارے بادشاہ کے پاس کوئی مقدمہ آتا ہے تو مدعی اور مدعا علیہ کو ان شیروں

کے پاس بھیجا جاتا ہے جو اُن سے ناحق پہنچتا ہے اُس کو شہر بد کیا جاتا ہے۔ پس اس شہر اور ملک میں کوئی شخص جھوٹا دعوے نہیں کرتا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے یہ بات سُنی تو آدمیوں اور جنوں اور پریوں اور دیووں کے لشکر اپنے تخت پر سوار کیے اور شہر صیدون کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب صیدون نظر آنے لگا تو ہر طرف سے نقاروں کی آواز بلند ہوئی۔ بادشاہ نے سمجھا کہ کوئی دشمن پہنچا ہے اور فوج کو ہتھیاروں سے مسلح کر کے شہر کے دروازے پر آیا دیکھا کہ لشکر ہوا میں آتا ہے۔ حیران ہوا آخر جنگ شروع ہوا اور جنگ عظیم کے بعد وہ بادشاہ جس کا نام عنکود تھا مارا گیا اور شہر تاراج ہوا۔ حضرت سلیمان نے عنکود کی دختر کو گرفتار کیا اور بہت سے لشکر اور غنیمتوں کے مظفر و منصور ہو اپنے وطن کو تشریف لائے۔ وطن پہنچ کر عنکود کی دختر کو ایمان لانے کے واسطے حکم فرمایا۔ اُس نے کہا کہ مجھ سے میرے باپ کی ملاقات کراؤ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ تیرا باپ مارا گیا ہے اُس نے افسوس سے کہا کہ اُس کا سر مجھے دکھلاؤ جب دکھایا گیا تو نوحہ وزاری کرتی رہی پھر ایمان لائی اور حضرت سلیمان کے نکاح میں آئی۔ ایک دن شیطان بصورت انسان اُس کے پاس آیا اور کہا کہ تجھے اپنے باپ کا بُت بنا کر اُس کی پرستش کرنی چاہیئے تاکہ تیرے دل کو تسکین ہو تیرے باپ کی روح کو تجھ سے رضامندی ہو۔ حضرت سلیمان کی شریعت میں بُت بنانا منع نہ تھا اُس بی بی نے حضرت سلیمان سے اجازت لیکر اپنے باپ کا بُت بنایا اور پوشیدہ طور پر اُس کی پرستش کرتی تھی اُس بُت پرستی کی شامت سے حضرت سلیمان پر تکلیف نازل ہوئی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام قضائے حاجت کے وقت اپنی انگشتری جرینہ نام ایک خادمہ کو دیکر بیت الخلا میں جاتے تھے کیوں کہ اُس انگشتری پر اسم اعظم کندہ تھا پس ایک دن حسب عادت معہود انگشتری جرینہ کو دیکر بیت الخلا میں گئے۔ اور صخر نام ایک دیو حضرت سلیمان کی صورت بن کر جرینہ کے پاس آیا اور انگشتری لے کے اپنے ہاتھ میں ڈالی اور تخت پر بیٹھ گیا اور مملکت اُس کے زیر فرمان ہو گئی۔ جب حضرت سلیمان بیت الخلا سے تشریف لائے تو چوں کہ انگشتری کے اثر سے تمام مملکت اصطخر کی مطیع ہو چکی تھی۔ اُن کی طرف کسی نے دھیان بھی نہ کیا اور جب اُنھوں نے کہا کہ میں

سلیمان ہوں تو دیو نے ان کو شہر سے نکال دیا حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس
میں جا کر تین دن مسجد میں پڑے رہے چوتھے دن فاقہ سے ناطاقت ہو کر بازار
کو تشریف لے گئے اور کسی مزدوری کی تلاش میں پھرنے لگے مگر سارا دن کوئی کام
نہ ملا پانچویں دن نہایت ناطاقت ہو کر دریا کے کنارے پر پہونچے وہاں ماہی گیر
مچھلیاں پکڑ رہے تھے انہوں نے ان کو مزدوری پر لگا لیا پس ہر روز صبح سے شام
تک ان کا کام کرتے شام کو دو مچھلیاں اُن کو ملتیں ایک کو بازار میں فروخت
کر کے جو کی روٹی خریدتے اور ایک مچھلی کو بھون کر روٹی کے ہمراہ کھاتے جب
اسی حال پر ایک مہینہ گذر گیا تو ماہی گیروں کا سردار حضرت سلیمان کو ملا اُن کی صحبت
اُس کے پسند خاطر ہوئی اور اُن کی محبت خدا نے اُن کے دل میں ڈالی اپنے
گھر لایا اور حضرت سلیمان سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا۔

جاننا چاہیئے کہ جب اصطخ دیو نے انگشتری یمنیہ سے لے کر تخت پر قبضہ [illegible]
تو اُس کے حرکات و سکنات اور افعال و اقوال سے جو مخالف شرع [illegible]
تھے لوگوں کے دل میں شک ہوا کہ شاید یہ سلیمان نہیں تمام اہل [illegible]
بن برخیا کو کہا تو اُس نے بھی کہا کہ میرے دل میں بھی [illegible] [illegible] حف نے
یمنیہ سے جا کر پوچھا تو اُس نے کہا کہ بہت دنوں سے [illegible] علیہ السلام گھر
میں تشریف نہیں لائے۔ تمام خاتونیں اور [illegible] اصف کو یقین ہوا
کہ یہ سلیمان نہیں تخت کے ارد گرد توریت [illegible] اصطخ نے
تورات کے سننے کی تاب نہ لا کر تخت [illegible] لیا۔ دیا
کو دریا میں ڈالا اور [illegible] اس انگشتری کو ایک مچھلی نے کھا لیا [illegible]
نے جب مچھلیاں [illegible] تو وہ مچھلی بھی پکڑی گئی۔ حضرت سلیمان کو ماہی گیر کی
لڑکی سے نکاح کرنے پر دس روز منقضی ہو گئے تھے خدا کے امر سے تکلیف کے
دن تمام ہوئے اور وہی مچھلی حضرت سلیمان کے حصہ میں آئی سلیمان نے وہ
مچھلی زوجہ کو دی کہ اس کو صاف کر کے پکا دے اور خود بازار طعام لینے کو گئے۔
جب عورت نے مچھلی کا شکم چیرا تو ایک انگشتری بے بہا اس کے پیٹ سے نکلی
جب حضرت سلیمان بازار سے واپس آئے تو اُس عورت نے اُن کے حوالے کی

اور کہا کہ یہ مچھلی کے پیٹ سے نکلی ہے حضرت سلیمان نے لے کر جہاں [illegible]
شکر کا ادا کیا اور جناب باری تعالےٰ میں عرض کی کہ یا اللہ یہ [illegible] مجھ پر کس [illegible]
کی شامت سے ہوا ہے حکم ہوا کہ دختر عنکود کی [illegible] پھر اُسی وقت دیو
اور جنات اور وحوش و طیور اور آدمی مطیع و فرمان بردار ہوئے [illegible] کی دختر
کو لے کر دار السلطنت میں تشریف لائے اور دختر عنکود کو [illegible] کھینچا کہتے ہیں کہ
عنکود کی دختر اپنے باپ کے کتب خانہ سے جادوگری کی کتابیں لائی تھی اور
اُس کے سولی پر کھینچنے کے بعد حضرت سلیمان نے تخت کے نیچے دفن کرادیں
جو بعد وفات حضرت سلیمان کے جنوں نے نکالیں اور علم سحر کا جہان میں رواج
دیا جیسا کہ وما کفر سلیمان ولکن الشیاطین کفروا یعلمون الناس السحر سے مفہوم
ہوتا ہے لیکن مصنف اس کتاب کا اس روایت کو منسوب بافترا کرکے فرماتا ہے
کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے زمانہ میں دیووں اور شیطانوں نے علم سحر کی کتابیں
مرتب کرکے ایک صندوق میں ڈال کر حضرت سلیمان علیہ السلام کے تخت کے نیچے
دفن کردیا بعد وفات حضرت سلیمان کے جنوں نے اُس صندوق کو نکالا اور
[illegible] رواج دیا اور کہا کہ حضرت سلیمان اُسی علم کے زور پر بادشاہی
کر گئے ہیں

ذکر حضرت سلیمان علیہ السلام کی وفات کا

جب حضرت سلیمان علیہ السلام ہمیشہ عبادت خانہ کے طاعت الٰہی میں مصروف
رہتے تھے ہر روز اس عبادت خانہ میں ایک درخت جمتا تھا اور اپنی خاصیتیں
بیان کرتا تھا کہ میں فلانی مرض کی دوا ہوں اور میرا یہ اثر ہے اور حضرت سلیمان
اُس کو لکھواتے تھے ایک روز ادنی دستور سے عبادت میں مصروف تھے
ایک درخت زمین سے نکلا اُس نے بعد سوال کے عرض کیا کہ میرا نام خروب ہے
اور میری خاصیت یہ ہے کہ میرے ملک اور سلطنت کی خرابی ہوگی بعد اس کے
خدا تعالےٰ نے وحی بھیجا کہ اب تمہارا وقت رحلت کا نزدیک آگیا ہے اب
آخرت کی تیاری کرو جب حضرت سلیمان نے وصیت کی اور جو چیزیں لکھواتے

کی تھیں سو لکھوائیں بعد اس کے جناب الٰہی میں عرض کیا کہ میری وفات کا حال
ایک برس تک جنوں اور سلطانوں پر پوشیدہ رہے کہ اس عرصہ میں جو کام میں نے
ان کو سونپے ہیں تیار ہو جاویں بعد اس کے غسل کر کے لباس پاکیزہ پہنا اور عبادتخانہ
میں تشریف لائے اور اس لاٹھی پر جو ماندگی کے وقت تکیہ کرتے تھے تکیہ کیا۔ قابض
ارواح نے روح مقدس کو قبض کر کے روضہ رضوان میں پہونچایا جب حضرت
سلیمان عبادت خانہ میں آتے تھے اور عبادت میں مشغول رہتے تھے تو اس
مدت میں گماشتے حضرت کے مہمات ملک سنبھالتے تھے اور شیاطین ان کی
ہیبت سے بندگی کے وقت سامنے نہیں دیکھ سکتے تھے۔ جب آنکھ ان کی
بے اختیار حضور پر پڑتی تھی تو گمان کرتے تھے کہ آپ عبادت خانہ میں کھڑے
ہیں محنت شاقہ کرتے تھے جب ایک سال پورا ہوا تو دیمک نے لاٹھی کی جڑ
کھائی اور حضرت گر پڑے۔ جب دیوؤں کو ان کی رحلت کا حال ظاہر ہوا اور
خبر موت کی عالم میں مشہور ہوئی تب لوگوں کو یقین ہوا کہ جن جو دعوے علم
غیب کا کرتے تھے جھوٹے ہیں۔ بہر حال سلیمان علیہ السلام جیسے بادشاہ بھی دار
فانی سے ملک بقا کو پہونچے۔ بعضوں کے نزدیک حضرت سلیمان کی قبر نہیں
بنائی گئی۔ بلکہ ایک غار میں تخت پر دراز ہیں اور انگشتری ہاتھ میں ہے اور خداوند
کے حکم سے اس غار کا دروازہ لوگوں کی نظروں سے مفقود اور غائب کیا گیا ہے
اور بعض کے نزدیک حضرت سلیمان علیہ السلام کی قبر مبارک بیت المقدس میں
ہے اور مصنف اس کتاب کا اسی روایت ثانی کو ترجیح دیتا ہے۔

حضرت عُزیر علیہ السلام کا بیان

عزیر بنی اسرائیل سے رسالت پر مبعوث ہوئے یہ ایک گانوں میں رہتے تھے
جس کا نام عنب تھا اور شہر ایلیا سے دو فرسنگ دور تھا۔ جب بخت نصر نے
بیت المقدس کو خراب کیا تو حضرت عزیر کو بھی بنی اسرائیل کے ساتھ قید کر کے
بابل کو لے گیا اور اس زمانے میں کوئی ان سے بڑا عالم اور حافظ توراۃ کا نہ تھا

جب بخت نصر کی قید سے خلاصی پائی اور اپنے وطن کی طرف روانہ ہوئے گذر
اُن کا ایک ویران گانوں پر ہوا اوس گانوں کے باغ میں ایک درخت کے تلے
اُترے اور اُن کے پاس کچھ انجیر اور شیرہ انگور کا تھا اپنے مرکب سے اُترے
سامان آگے رکھ کر مرکب کو مضبوط باندھا اور اُس گانوں کی گری ہوئی دیواروں پر
اور پرانی ہڈیوں پر نظر کر کے کہا کہ خدا تعالیٰ اُن کو کیوں کر زندہ کرے گا۔ بعد
موت کے اسی خیال میں حضرت عُزیر سو گئے اور اللہ تعالیٰ نے خواب میں اُنکی
روح قبض کر کے اُن کے جسم کو نظروں سے غایب کر دیا اور وہ طعام اور شیرہ
بدستور تازہ رہا اور مرکب بھی ہلاک ہو گیا اور کئی برس کے بعد حضرت عُزیر کو زندہ
کیا ایک فرشتے نے اُن سے پوچھا کہ تم نے یہاں کتنی درنگ کی ہے اُنھوں نے
فرمایا ایک دن یا کم ایک دن سے فرشتے نے کہا نہیں بلکہ تم نے سو برس
یہاں درنگ کی ہے اب تم اپنے طعام و شراب کو دیکھو ابھی بدبو دار و متغیر نہیں
ہوا اور نظر کرو اپنے گدہے مرے کی طرف کہ کس طرح ہم اُس کو گوشت اور پوست
پہناتے ہیں جب حضرت عُزیر نے اپنے گدہے کی طرف نظر کی تو کیا دیکھتے ہیں کہ
وہ گلی ہوئی ہڈیاں آپسمیں ملجاتی ہیں اور گوشت اور رگیں جستا جاتا ہے پھر اس پر قادر
نے پوست پہنا کر زندہ کیا پھر حضرت عُزیر علیہ السلام اپنی چارپائی پر بیٹھ کر اپنے
گھر آئے کہتے ہیں کہ جب حضرت گانوں میں آئے تو کسی نے اُن کو نہ پہچانا اور
اپنے گھر کی وضع ترتیب اول پر نہ پائی ایک بڑھیا کو دروازے پر دیکھا پوچھا کہ یہ
گھر عُزیر کا ہے اُس نے کہا ہاں تو کون ہے جو مدت کے بعد میرے میاں کا
نام لیتا ہے جواب دیا کہ عُزیر میں ہوں لونڈی نے کہا سبحان اللہ وہ برس سے
وہ غائب ہے اُس کا کچھ پتہ نہیں ملتا اگر تو سچا ہے تو دعا کر میری آنکھیں بینا ہو جاویں
تو میں تجھ کو پہچانوں اس واسطے کہ حضرت عُزیر علیہ السلام مستجاب الدعوات تھا
حضرت عُزیر نے دعا کی اور ہاتھ اپنا آنکھوں پر رکھا خدا تعالیٰ نے اُس کو بینا
کیا وہ دیکھ کر بولی کہ میں گواہی دیتی ہوں کہ تو عزیر ہے غائب ہونے کے وقت
سے اب تک کچھ تفاوت تیرے چہرہ میں نہیں ہوا ایک بیٹا اُن کا عمر ایک سو
دس برس کا اور پوتے پروتے بھی سپید ہو گئے تھے لونڈی نے مجلس میں

جا کر حضرت کی اولاد اور بنی اسرائیل سے یہ حال عجیب سنایا وہ لوگ تکذیب کرنے لگے اُس نے کہا میں وہی لونڈی نابینا ہوں اُس کی دعا سے خدا نے مجھ کو آنکھیں بخشی ہیں سب لوگ دوڑ کر آئے حضرت عُزیر کے بیٹے نے کہا ہمارے باپ کے دونوں شانوں میں ایک خال تھا حضرت عُزیر نے پیٹھ ننگی کی بیٹے نے علامت سے پہچانا اور تصدیق کیا لیکن قوم نے کہا ہم کو تب باور ہوگا کہ توریت ہم کو سناوے اس واسطے کہ بعد حضرت موسیٰ کے کسی کو عزیر سے بہتر توریت حفظ نہ تھی اور بخت نصر کے حادثہ میں سب دفتر توریت کے ضائع ہو گئے ہیں حضرت عزیر نے تورات کو سر سے شروع کیا اور لوگوں نے لکھنا شروع کیا جب سب لکھی گئی تو ایک نسخہ توریت کا جو بعضے علماے بنی اسرائیل نے چھپا کر رکھا ہوا تھا پیدا کیا اور دونوں کا مقابلہ کیا ایک حرف کا بھی تفاوت نہ ہوا جب قوم نے تصدیق کی اور سب معتقد ہوئے لیکن زیادتی اعتقاد سے گمراہی میں پڑے اور کہا کہ عزیر خدا کا بیٹا ہے۔ القصہ عزیر بعد اُس کے پچاس برس اور جیے اور ہدایت خلق میں مصروف رہے آخر کل من علیہا فان کا جام ناگوار نوش فرمایا اور عالم قدس کو رونق بخشی۔

ذکر حضرت ذکریا علیہ السلام کا

حضرت ذکریا کے باپ کا نام باذان تھا اور حضرت مریم کے قبلہ گاہ کا نام عمران تھا اور عمران کی ایک بیٹی پیدا ہو کر پھر اولاد نہیں ہوئی تھی اور بی بی اُن کی بسبب بڑھاپے کے اولاد ہونے سے نا اُمید تھیں ایک روز بی بی نے ایک مرغ کو دیکھا کہ اُس نے اپنے بیضے کو توڑا اور اس میں سے بچہ پیدا ہوا اُن کو بہت تمنا اولاد کی ہوئی اور خدا سے دعا مانگی اُس کی قدرت کاملہ سے حمل رہ گیا بعد ظہور حمل کے اُنہوں نے نذر کی کہ اگر خدا تعالےٰ مجھ کو بیٹا دے تو میں اُس کو محرر کروں گی یعنے دنیا کے کاموں سے بچا کر واسطے عبادت خالق کے بیت المقدس کی مجاوری میں رکھوں گی جب حضرت مریم پیدا ہوئیں تو اُن کی والدہ غمگین ہوئیں اور دعا مانگی کہ الٰہی یہ

تو بیٹی ہے اور بیٹی لائق خدمت بیت المقدس کے نہیں اور میں نے اس کا مریم نام
رکھا تھا تو اس کو اور اسکی اولاد کو شیطان سے اپنی پناہ میں رکھیو بہرحال والدہ ان کی
مریم کو ایک خرقہ میں لپیٹ کر بیت المقدس کے علما اور احبار کے پاس لے گئیں
اس زمانے میں پیغمبر تھے ان سب کے حضرت زکریا تھے ہر ایک نے چاہا کہ میں اسکی
پرورش کروں گا حضرت زکریا نے فرمایا کہ ان کی خالہ میری بیوی ہے میں ان کا
واسطے تربیت کے اولے ہوں۔ القصہ سب اجماع کیے قرعہ ڈالنا قرار پایا اور
لوہے کی قلموں پر جس سے توراۃ لکھتے تھے ہر ایک کا نام لکھ کر یوں ٹھہرایا کہ قلم
پانی میں ڈالو جس کا نام پانی میں نہ بیٹھے اور تیرتا رہے وہ کفالت اور تربیت مریم
کی کرے تین بار قرعہ ڈالا ہر بار حضرت زکریا کا قلم تیرتا رہا لاچار ہو کر سب لوگ حضرت
زکریا کی کفالت پر راضی ہوئے۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کو پرورش کیا جب
بی بی مریم بڑی ہوئیں تو تب فرمایا کہ میں مسجد کی خدمت اور عبادت کے لایق
ہوں جب حضرت ان کو مسجد میں لائے اور ایک حجرہ مسجد میں بنا کیا کہ بغیر زینہ
کے کوئی جا نہ سکتا تھا۔ جب حضرت زکریا آتے تو میوہ گرمی کا موسم سردی میں اور
پھل سردی کے گرمی میں ان کے پاس دیکھتے اور پوچھتے کہ اے مریم یہ میوہ بیوقت
تیرے پاس کہاں سے آیا وہ کہتی تھی من عند اللہ یعنی اللہ کے پاس سے جب زکریا
علیہ السلام نے یہ بات دیکھی تو انہوں نے دعا مانگی کہ خداوندا تو ایسا قادر ہے کہ مریم
کو غیر موسم میں میوہ پیدا کر کے دیتا ہے تو مجھ کو بھی بڑھاپے میں فرزند دے سکتا
ہے حق تعالیٰ نے دعا ان کی قبول کی اور ایک روز محراب میں عبادت کرتے
تھے تو ملایک نے پکارا کہ اے زکریا اللہ تعالیٰ تم کو مژدہ دیتا ہے بیٹے کا جسکا
نام یحییٰ ہے انہوں نے کہا کہ کیوں کر میرا بیٹا ہوگا قبیلہ میرا عقیم ہے اور میں بوڑھا
ضعیف ہوں ملائک نے کہا کہ وہ خدا قادر ہے اور علامت اس کے حمل رہنے کی
یہ ہے کہ تو تین دن تک لوگوں سے باتیں نہ کر سکے گا مگر رمز و اشارہ سے القصہ
حضرت یحییٰ تولد ہوئے باپ کی آنکھیں ان کے دیدار سے روشن ہوئیں۔ اور
حق تعالیٰ نے یحییٰ کو ایام طفولیت میں نبوت بخشی ایک روز چار برس کی عمر
میں لڑکوں پر گذرے کہ کھیل رہے تھے لڑکے بولے کہ آؤ باہم کھیلیں آپ نے

فرمایا کہ مجھکو خدا نے کھیلنے کے واسطے پیدا نہیں کیا ہے اور چھوٹی عمر میں لباس رہبانوں کا پہنا اور اکثر اوقات بیت المقدس میں عبادت کرتے تھے اور بہت روتے تھے اور جب دوزخ کا ذکر سنتے تو بیہوش ہو جاتے تھے۔ جب رونا اُن کا حد سے زیادہ ہوا تو باپ نے کہا کہ بیٹا ہمنے تم کو اپنے دل کی خوشی کے واسطے خدا سے مانگا تھا اب تو تمھارے رونے سے ہماری عیش تلخ ہوتی ہے۔ حضرت یحییٰ نے عرض کی کہ آپ نے فرمایا تھا کہ بہشت اور دوزخ میں ایک بیابان آتش کا ہے کہ وہ سوا سے آنکھوں کے پانی کے نہیں بجھتا ہے پھر کیوں منع کرتے ہو

ذکر حضرت ذکریا علیہ السلام کے قتل کا

کہتے ہیں کہ جب مریم کو حمل رہا اور سوا سے حضرت ذکریا کے اُن کے پاس کوئی نہ جاتا تھا یہود نامسعود جن کی طبیعتوں میں افترا اور بہتان بھرا ہوا تھا حضرت ذکریا کو زنا کی تہمت سے متہم کیا اور ارادہ قتل پر مستعد ہوئے جب حضرت کو ارادہ اُن کا معلوم ہوا تو قوم سے نکل کر بھاگنے کا قصد کیا رستے میں ایک بڑا درخت دیکھا اُس میں سے آواز سنی کہ یا نبی اللہ مجھ میں آجا جب حضرت ذکریا اُدہر متوجہ ہوئے تو وہ درخت بیچ میں سے پھٹا اور ذکریا اُس میں بیٹھ گئے پھر درخت کے اجزا بدستور لاحق مل کر متصل ہو گئے مگر شیطان رجیم نے اُن کی چادر کا کونا پکڑا وہ درخت سے باہر رہ گیا جب بنی اسرائیل ڈھونڈتے آئے تب شیطان نے بصورت انسان ہو کر کہا کہ میں نے ایسا بڑا جادوگر نہیں دیکھا کہ اپنے جادو کے زور سے درخت کو چیر کر اُس میں چھپ گیا قوم نے اوسکو جھٹلایا تب بولا کہ دامن اُس کا باہر رہ گیا ہے سو میرے سچ پر دلیل ہے قوم نے چاہا کہ درخت کو آگ لگادیں اس ملعون نے صلاح دی کہ آرے سے چیر ڈالو جب آرہ حضرت ذکریا علیہ السلام کے سر مبارک پر پہونچا تو ساکنان عرش بریں اور ملایک آسمان و زمین میں کھلبلی پڑ گئی مگر اُس بادشاہ بے پرواہ کی بے نیازی کو دیکھکر لب نہ کھولتے تھے اور سوا آنسے مگر آہ کے کچھ بات نہ بولتے تھے۔ حضرت ذکریا نے چاہا کہ آہ کروں حکم ہوا کہ اگر آہ تو نے

نکالی تو نام تیرا دفتر نبوت سے مٹا دوں گا [illegible]

آرے چلتے ہیں اور وہ دم نہیں مارتے اور دشمن [illegible] چیرتے ہیں [illegible]

ہیں اور کفران کر رہے ہیں کسی کی مجال چون و چرا کی نہیں [illegible]

حکم اور اسی کا اختیار ہے اس استقامت سے اس نبی عالی شان نے جان شیریں

کو سونپا اور گروہ ان اللہ مع الصابرین میں پہنچا -

ذکر حضرت یحییٰ علیہ السلام کا

حضرت یحییٰ کے زمانے میں ایک بادشاہ تھا اور اس کے قبیلہ میں دوستی کی

کو انبیا و علما سے دشمنی تھی اور اس کی ایک بیٹی تھی وہ جب جوان ہوئی تو اس ملکہ

کا خاوند چاہتا تھا کہ اس اپنی بیٹی کو نکاح میں لاوے کیوں کہ ملکہ بوڑھی ہو گئی تھی

وہ ملکہ بھی یہی چاہتی تھی کہ میرا خاوند میری بیٹی کو ہی نکاح کرے چوں کہ لڑکی نہایت

خوب صورت تھی تمام قوم اسی پر راضی تھی کہ یہ اسی بادشاہ کے لائق ہے اور کسی

کے لائق نہیں ملکہ اور اس کے خاوند بادشاہ نے حضرت یحییٰ کے پاس آدمی

بھیجا کہ اس لڑکی کا نکاح بادشاہ سے کر دیویں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ

دختر کا نکاح باپ سے ہرگز جائز نہیں جب یہ بات بادشاہ اور ملکہ نے سنی تو حضرت

یحییٰ کی گرفتاری کے لیئے آدمی بھیجے اور ان کے گلے میں رسا ڈال کر حضور میں

حاضر کیا - حضرت یحییٰ کے پاس حضرت جبرائیل حاضر ہوا اور کہا اگر فرماؤ تو قوم کو

کو فی الحال نابود کر دوں حضرت یحییٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ -

رَضِیْتُ بِقَضَاءِ اللّٰہِ تَعَالٰی - یعنے میں اللہ کی تقدیر پر راضی ہوں -

بادشاہ نے حضرت یحییٰ کو قتل کر دیا اور باپ کا نکاح بیٹی کے ساتھ باندھا گیا

رات کے وقت سخت ہوا چلی چنانچہ وہ بادشاہ اور وہ لڑکی محل سے نیچے گر کر فنا

ہوئے اور تمام قوم کے لوگ چھتوں سے گرے اور فنا ہوئے - جب تک حضرت

یحییٰ علیہ السلام کی لاش مبارک سے خون جاری رہا قوم کے لوگ مرگ مفاجات

سے مرتے رہے نعوذ باللہ من غضب الجبار -

جرجیس علیہ السلام کا بیان

شہر فلسطین میں ایک بُت پرست بادشاہ تھا جس کا نام دادیانہ تھا حضرت
جرجیس اُس کی ہدایت کے لیئے خداوند کی طرف سے مبعوث ہوئے جب اُس کو
تبلیغ کی دعوت کی تو اُس نے اُن کو سولی پر کھینچا خداوند تعالےٰ نے اُن کو پھر
زندہ کیا پھر وہ اُس کے پاس حاضر ہوئے اور دین حق کی دعوت کی کافر بادشاہ
نے اُن کو آگ میں جلوا کر اُن کی خاکستر کو دریا میں ڈالدیا پھر خداوند تعالےٰ نے
اُن کو زندہ کر دیا - پھر تانبا گلا کر اُس میں حضرت جرجیس کو ڈالا جب گل کر تانبے
کے ساتھ [illegible] مل گئے تو دریا میں ڈالا - پھر خداوند تعالےٰ نے اُن کو زندہ کیا - اور
[illegible] بیعت میں شامل ہوئے - قوم سے چار ہزار آدمی ایمان لائے مگر اُس
[illegible] بادشاہ نے اُن سب کو آگ میں جلادیا - کہتے ہیں کہ ہزار بار حضرت جرجیس
مارے گئے اور پھر زندہ ہوئے مگر ستر دفعہ کی روایت صحیح ہے سات سال
تک یہی حال رہا آخر حضرت جرجیس نے دعا مانگی کہ یا اللہ جو میرے ساتھ ایمان
لاتا ہے وہ بھی مارا جاتا ہے اور مجھے بھی ہر روز نئی مصیبت درپیش رہتی ہے مجھے
اب جام شہادت دائمی نصیب ہو دوسرے دن قوم نے حضرت جرجیس سے معجزہ
طلب کیا اور لڑکا اپاہج اور نابینا اور گونگا اور بہرا پیش کیا کہ اس کو شفا ہو جاوے دوسرا
ہمارے بُت تیری رسالت پر گواہی دیویں تب ہم ایمان لاویں گے حضرت جرجیس
نے اُس لڑکے کو بلایا اُس نے لبیک کہا یعنے حاضر ہوں اُس کی بے زبانی دور
ہوئی پھر اُس کو کہا کہ یہ میرا عصا پکڑ اور بتوں کے پاس جا کر میرا پیغام پہونچا کہ جرجیس
تم کو بلاتا ہے اُس کے تمام اعضا تندرست ہو گئے آنکھوں سے دیکھنے لگا اور پاؤں
سے چلنے لگا کانوں سے سننے لگا اور زبان سے بالفاظ فصیح بولتا تھا عصا لے کر
بُت خانہ میں پہونچا اور بتوں کو کہا کہ حضرت جرجیس تم کو اپنی شہادت پر بلاتے
ہیں وہ تمام سرنگوں ہو کر حضرت کی خدمت میں پہونچے اور مجمع عام گفتار میں شہادت
دی کہ -

تشہد اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ جرجیس رَسُوْلُ اللّٰہِ۔
کفار نے بشقاوت ازلی کہا کہ جرجیس رئیس جادوگروں کا ہے ناگاہ آسمان سے ایک عظیم آگ نازل ہوئی۔ جب قوم پر پہونچی تو سب کو یقین ہوا کہ عذاب پہونچا حضرت جرجیس کو شہید کردیا بعد شہادت حضرت جرجیس کے آگ برسنے لگی اور تمام قوم کو جلاکر خاکستر کردیا۔ نعوذ باللّٰہ مِنْ غَضَبِ اللّٰہِ تعالےٰ۔

حضرت شمعون علیہ السلام کا ذکر

دریائے روم کے کنارہ پر عموزیہ نام ایک شہر تھا اُس میں فوطی نام ایک کافر بادشاہ تھا۔ خداوند تعالےٰ نے اُس کی ہدایت کے لیئے ایک بہادر مرد شجاع شمعون نام کو خلعت رسالت عنایت کرکے بھیجا اقوام عموزیہ نے انکار کیا اور حضرت سے بہ تعدی پیش آئے۔ حضرت شمعون وہاں سے چلے گئے ایک اور شہر میں جاکر سکونت اختیار کی چھ ماہ تک عبادت کرتے اور پھر شہر عموزیہ میں آکر کفار سے جنگ کرتے اکیلے اُن تمام کفار سے مقابلہ کرتے۔ اکثروں کو قتل کرڈالتے اور بہتیروں کو مجروح کرکے پھر واپس اپنے وطن کو تشریف لیجاتے کوئی تیر تفنگ تلوار حضرت شمعون کے بدن پر کارگر نہ ہوتا تھا۔ کفار کے میدان میں تن تنہا تلوار لیکر جب اللّٰہ اکبر کہتے تھے سب کی جانیں کانپ جاتی تھیں اکثر تو اُن کا نعرہ ہی سُنکر مرجاتے اور اکثر بیہوش ہوجاتے تھے کفار عموزیہ ان کے ہاتھ سے نہایت تنگ آگئے اور مخفی طور پر حضرت شمعون کی عورت کو پیغام بھیجا اور مال و دولت کثیر دے انعام خزانہ کا اُمیدوار کیا کہ اگر تو شمعون کو نیند کے وقت زنجیروں سے مقید کرے تو ہم زنجیر تیرے پاس بھیجتے ہیں۔ عورت نے بطمع زر اس کام کا سرانجام اپنے ذمہ پر لیا بادشاہ فوطی نے اس کے پاس زنجیر نہایت قوی بھیجدیئے عورت نے رات کے وقت جب حضرت شمعون بستر استراحت پر نیند میں تھے زنجیروں سے اُن کو جکڑ دیا بادشاہ کے پیادے پہونچے اور اونٹ پر سوار کرکے حضرت شمعون کو بادشاہ کے پاس

پہونچایا۔ فوطی نے حضرت کو بلند قلعہ سے ایک عمیق خندق میں پھینکا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے رستے سے حضرت کو ہاتھوں پر اُٹھایا اور آرام سے زمین پر رکھا حضرت نے زنجیر کھول دیئے اور اُدھر جس محل پر بادشاہ بیٹھا تھا اُس کے ستون اور دیواریں جبرائیل علیہ السلام نے گرا دیں فی الحال بادشاہ معہ امیروں اور وزیروں کے فنا ہوگیا۔ حضرت شمعون اپنے گھر پہونچ کر عبادت میں مشغول ہوئے اور کچھ مدت کے بعد اس جہان سے رحلت فرمائی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر

حضرت مریم کا حمل حضرت زکریا کے قتل ہونے کا سبب ہوا اور کیفیت حمل رہنے کی یوں ہے کہ ایک روز حضرت مریم اپنی خالہ یا بہن کے گھر غسل کرنے گئیں اور پردہ لٹکایا جبرائیل ایک بے ریش جوان خوبرو و نجر مو کی صورت میں ظاہر ہوئے۔ حضرت مریم نے دیکھا کہ ایک شخص نامحرم میری طرف متوجہ ہے تو نہایت خشمگین ہوکر فرمایا کہ میں پناہ مانگتی ہوں تجھ سے ساتھ اللہ کے۔ اگر تو پرہیزگار ہے۔ جبرائیل نے کہا میں وہ شخص نہیں ہوں جس سے تو ڈرتی ہے میں اللہ کا رسول ہوں تجھ کو پاکیزہ بیٹا بخشنے کو آیا ہوں۔ حضرت مریم نے کہا کیوں کر مجھ کو بیٹا ملے گا حال آن کہ کسی بشر نے مجھ کو چھوا نہیں اور میں بدکار بھی نہیں ہوں جبرائیل نے کہا سچ ہے تو ایسی ہی ہے لیکن تیرے اللہ نے فرمایا ہے کہ مجھ پر باپ کے سوا بیٹا پیدا کرنا آسان ہے بعد اُس کے جبرائیل نے مریم کے جیب و گریبان میں حضرت عیسیٰ کی روح مبارک کو پھونک دیا فی الفور حمل رہ گیا کہتے ہیں کہ یوسف نجار جو حضرت مریم کے ماموں کا بیٹا تھا بیت المقدس میں عبادت کرتا تھا اور کبھی کبھی حضرت مریم کو ان کی خالہ کے گھر پہونچانے کو جاتا تھا جب حمل کے حال سے واقف ہوا تو نہایت غمگین ہوکر پوچھا کہ اب تو مجھ کو تمہاری پرہیزگاری میں بہت شک ہے اگر حکم ہو تو پوچھوں۔ حضرت مریم نے رخصت دی۔

اُس نے پوچھا کہ کوئی درخت بغیر تخم کے یا کوئی تخم بغیر درخت کے ہوتا ہے حضرت
مریم نے کہا کہ حق تعالیٰ نے پہلا درخت کس تخم سے کیا ہے اور پہلا تخم کس
درخت سے لگایا۔ پھر یوسف نے پوچھا کہ کوئی فرزند بغیر باپ کے ہوتا ہے
حضرت مریم نے جواب دیا کہ بغیر ماں کے بھی ہوتا ہے آدم حوا کون سے ماں
باپ سے پیدا ہوئے تھے یوسف نے تصدیق کر کے کہا کہ سوال میرا بطریق
حکمت کے تھا میرا قصور معاف کیجیے۔ جب ولادت حضرت عیسیٰ کی نزدیک
ہوئی تو حضرت مریم کو ندا آئی کہ اس شہر سے باہر جا اگر قوم تم کو اس وضع پر دیکھے
گی تو تمھارے فرزند کو قتل کر ڈالے گی۔ حضرت مریم یوسف نجار کو ہمراہ
لے کر بیت المقدس کی طرف روانہ ہوئی اور جبرئیل رہبر ہوئے جب دو
فرسنگ راہ قطع کی تو ایک گاؤں میں جس کو بیت اللحم کہتے ہیں پہونچے اور
بسبب شدت درد کے مرکب سے اتریں اور پشت مبارک ایک خرما کے سوکھے
درخت سے لگا کر بیٹھی اور فرمایا کہ کاش میں اس حال سے آگے ہی مر جاتی
اور نَسْيًا مَّنسِيًّا ہو جاتی حق تعالیٰ نے ملایک کو بھیجا اور اپنے فضل و کرم سے
وہاں ایک چشمہ پانی کا ظاہر کیا ملائک نے حضرت عیسیٰ کو چشمہ میں غسل
دیا اور حضرت جبرائیل نے بحکم رب الجلیل ندا کی کہ اے مریم غمگین مت ہو کہ اللہ
تعالیٰ نے تیرے واسطے نہر جاری کی اور سوکھے خرمے کو سرسبز کیا پھر حضرت
مریم نے جبرائیل سے پوچھا کہ اگر لوگ مجھے کہیں گے کہ بچہ تو کہاں سے لائی
ہے تو میں کیا جواب دوں گی حضرت جبرئیل نے کہا کہ اگر کسی کو دیکھے تو اشارے
سے کہیو کہ میں نے واسطے اللہ کے نذر کی ہے کہ نہ آدمی سے آج بات نہ کہوں
گی اور اُس زمانہ میں جیسے طعام و آب سے روزہ رکھتی تھی ویسے ہی باتوں سے
بھی روزہ رکھتی تھی جب بنی اسرائیل نے حضرت مریم کے چلے جانے کی خبر
پائی تو اُن کے پیچھے روانہ ہوئے جب مسافت کر کے آپ کے پاس پہونچے
کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے اور سر پر خاک ڈالنے لگے اور بولے کہ یہ کیا کار
بد کیا تو نے اے ہارون کی بہن یعنے تو مانند ہارون کے عبادت کرتی تھی
تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور تیری ماں بھی بدکار نہ تھی۔ حضرت مریم نے اشارہ

طرف عیسیٰ علیہ السلام کے کیا کہ اس سے پوچھو سب خفا ہو کر بولے کہ تو ہم سے
مسخری کرتی ہے کیونکر ہم بات کریں لڑکے سے جو گہوارہ میں ہے حضرت
عیسیٰ علیہ السلام حکم خداوند سے بولے کہ بندہ خدا ہوں اور خدا نے مجھ کو کتاب
دی ہے اور مجھ کو نبی کیا ہے جب یہود نے یہ معجزہ دیکھا تو زبان طعن سے بند کی
اور جانا کہ یہ وہ پیغمبر ہے جو اگلے پیغمبروں نے اس کے آنے کی بشارت دی ہے
اور مریم پر جو ظن بد کرتے ہیں وہ بہتان ہے پھر تو حضرت مریم کو کمال عزت اور
حرمت سے ساتھ لے کر آئے اور بڑی تعظیم و توقیر سے رکھا جب حضرت عیسیٰ
علیہ السلام بالغ ہوئے تب حکم الٰہی آیا کہ بنی اسرائیل کو دعوت اپنے دین کی کریں
ہر چند عیسیٰ علیہ السلام نے دعوت کی مگر وہ ہرگز ایمان نہ لاتے اور کہنے لگے کہ توریت
میں صاف حکم ہے کہ جب تک الیا آسمان سے نہ آوے مسیح ہرگز نہ آوے گا
سو الیا اب تک آیا نہیں ہم کس طرح کتاب خدا کی تکذیب کریں حضرت عیسیٰ
نے فرمایا کہ الیا سے مراد یحییٰ ہے سو وہ آگیا ہے مگر اس تاویل کو وہ ہرگز نہیں
مانتے تھے حضرت عیسیٰ دل تنگ ہو کر شہر سے نکلے ایک جماعت دھوبیوں
کی دیکھی جو کپڑے دھوتے تھے ان سے فرمایا کہ تم کپڑے پاکیزہ کرتے ہو
کس واسطے دلوں کو پاک نہیں کرتے کہا کس چیز سے پاک کریں فرمایا
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ عِیسٰی رَسُولُ اللّٰہِ سے سب ایمان لائے اور حضرت عیسیٰ کے
کے انصار یعنی مددگار ہوئے اور کپڑے مالکوں کو دے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام
کے ہمراہ ہوئے۔ ایک دن دریا کے کنارے صیادوں پر پہنچے کہ مچھلیوں کا شکار
کرتے تھے ان کو دعوت کی سب ایمان لائے پھر [illegible] کہ ہر پیغمبر کا
معجزہ ہوتا ہے تمہارا معجزہ کیا ہے فرمایا کہ تم چاہتے ہو لاؤ کہ ایک لڑکا ماں
کے پیٹ سے نابینا پیدا ہوا ہے اس کو بینا کروں عیسیٰ علیہ السلام نے اس کی
آنکھوں پہ پھونکا فی الحال بینا ہو گیا۔ پھر دوسرا معجزہ چاہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے تھوڑی مٹی ہاتھ پر رکھی اور شکل مرغ کی بنائی اس میں بھی پھونکا وہ بھی جاندار
ہو کر اڑ گیا بعد اس کے نصیبین کو مع اپنے حواریین کے گئے اور نصیبین ایک شہر
تھا کہ وہاں کا بادشاہ بڑا متکبر اور جبار تھا جب متصل اس شہر کے پہنچے تو حضرت

عیسیٰ علیہ السلام نے حواریوں میں سے کہا کہ تم میں سے کون شخص ہے کہ شہر کو جاوے
اور وعظ و پند کرے کہ عیسیٰ علیہ السلام تمھارے شہر کو آنا چاہتے ہیں ان میں سے
ایک شخص نے کہا کہ میں جاؤں گا نام اُس کا یعقوب تھا بعد اُس کے دوسرے
حواری نے کہ جس کا نام ثوبان تھا یعقوب کی رفاقت چاہی اُس کو بھی رخصت فرمایا
اور کہا کہ اے ثوبان تقدیر الٰہی یوں ہے کہ عنقریب تو بلا میں گرفتار ہوگا بعد اُس کے
شمعون نے کہا کہ یا روح اللہ اگر اجازت ہو تو میں بھی جاؤں وہ بھی رخصت ہوا
شمعون نے تو شہر کے باہر توقف کیا کہ تم جا کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا حکم بجا لاؤ
اگر تم کو کچھ ضرر پہونچے تو میں کچھ تدبیر کروں گا اور اُن کے پہونچنے سے آگے دشمنوں
نے حضرت مریم اور عیسےٰ کا احوال بُری طرح سے مشہور کیا تھا یعقوب اور ثوبان
نے آ کر شہر میں آواز دی کہ اے لوگو عیسےٰ روح اور کلمۃ اللہ اور رسول اللہ تمھارے
شہر میں آنا چاہتے ہیں لوگ سُنکر بہت جمع ہوئے اور پوچھا کہ کس نے تم میں سے
یہ بات کہی یعقوب تو منکر ہوا اور ثوبان نے اقرار کیا کہ میں نے کہی ہے اُس کو
جھٹلایا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مریم کو بیہودہ باتیں کہیں ثوبان کو بادشاہ
کے پاس لے گئے بادشاہ نے کہا ان باتوں سے باز آ نہیں تو تیرے قتل کا حکم
دوں گا ثوبان اپنے قول پر ثابت رہا بادشاہ نے اُس کے ہاتھ پاؤں کٹوا کر آنکھوں
میں سلائی پھروا کر گاؤں سے باہر ڈلوا دیا شمعون یہ حال سُنکر شہر میں آئے اور
بادشاہ کے ملازموں سے مل کر ملازمت پیدا کی اور فرصت میں عرض کی کہ اُمید
کرم شہریار سے یہ ہے کہ اگر حکم ہو تو اُس مبتلا جراحت سے چند باتیں پوچھنے میں
آویں بادشاہ نے اجازت دی شمعون نے بُلا کر اس کو پوچھا تو کیا بات کہتا تھا
اُس نے کہا عیسےٰ رسول اللہ اور کلمۃ اور روح اللہ ہے شمعون نے کہا کہ اس بات کے
صدق کی کیا دلیل ہے جواب دیا کہ جذام اور برص کو صحت دیتا ہے شمعون نے
کہا یہ بات تو طبیبوں سے بھی ہو سکتی ہے اور کچھ دلیل بھی ہے ثوبان نے کہا کہ جو
کچھ لوگ اپنے گھروں کھاتے ہیں یا ذخیرہ اور پونجی رکھتے ہیں اس کی خبر دیتا ہے
شمعون نے کہا یہ فعل کاہنوں کا اور نجومیوں کا ہے کچھ اور علامت بھی ہے کہا کہ مٹی
سے مرغ بنا کر اس میں پھونکتا ہے وہ ہوا میں اُڑ جاتا ہے شمعون نے کہا یہ فعل تو

یا دو گواہوں کا معلوم ہوتا ہے کوئی اور حجت بھی ہے ۔ توبان نے کہا خدا کے حکم
سے مردے کو زندہ کر دیتا ہے شمعون نے بادشاہ سے کہا کہ اب یہ مسکین قابو میں
آیا ہے اُس نے امر عظیم کا دعوے کیا کہ یہ کام سوا سے خدا کے یا اُس کے رسول
کے دوسرے سے نہیں ہو سکتا ہے ۔ اب صلاح یہ ہے کہ عیسے کو بلا دیں
اگر اُس نے اس بات سے انکار کیا تو اُس شخص کو اس سے زیادہ عذاب فرمائیں
اور اگر عیسے مُردے کو زندہ کر دے اگرچہ یقین تو نہیں تب اُس پر ایمان لاویں
اس واسطے کہ مُردوں کا زندہ کرنا دلیل قاطع ہے کہ وہ نبی ہے بادشاہ کے
تئیں شمعون کی بات پسند آئی اور حضرت عیسے کے بلانے کا حکم دیا اور شمعون
سے کہا کہ تم حضرت عیسے علیہ السلام کے ساتھ باتیں کرو ۔ شمعون نے حضرت
عیسے علیہ السلام سے کہا کہ یہ آدمی تیرا بھیجا ہوا جو ہمارے بادشاہ کے غضب
میں گرفتار ہے گواہی دیتا ہے کہ تو رسول خدا کا ہے ۔ کہا سچ کہتا ہے پھر شمعون
نے کہا کہ یہ گمان کرتا ہے کہ تو مجذوم اور مروص کو تندرست کر دیتا ہے حضرت
عیسے نے فرمایا کہ یہ بھی درست ہے پھر شمعون نے کہا کہ بات یوں مقرر پائی
ہے کہ اگر تم یہ باتیں جو توبان نے کہیں ہیں نہ کر سکو گے تم کو تمہارے یاروں
سمیت ہم ہلاک کریں گے ۔ حضرت عیسے علیہ السلام نے فرمایا اچھا شمعون
نے کہا پہلے تو اپنے یاروں کو تندرست کر دے ۔ حضرت عیسے علیہ السلام
نے توبان کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے بند بند ملا کر ہاتھ اپنا اوپر پھیرا ۔
خدا کی قدرت سے جیسا تندرست تھا ویسا ہی ہو گیا اور آنکھیں بھی اچھی بینا
ہو گئیں شمعون نے کہا کہ اے بادشاہ یہ ایک نشانی پیغمبری کی نشانیوں میں
سے ہے پھر شمعون نے حضرت عیسے سے التماس کی کہ بتاؤ کہ اس مجلس
کے لوگوں نے رات کو کیا کھایا ہے حضرت عیسے نے ایک ایک کو بیان
کر دیا کہ تو نے رات کو فلانی چیز کھائی ہے اور فلانی چیز ذخیرہ کر رکھی ہے پھر
شمعون نے کہا کہ تیرا بھیجا ہوا آدمی کہتا ہے کہ تو مٹی کا مرغ بناتا ہے اور وہ اُڑ جاتا
ہے ۔ حضرت عیسے علیہ السلام نے کہا کہ سچ کہتا ہے تم کو کونسا مرغ مطلوب ہے
سبھوں نے کہا کہ خفاش حضرت عیسے نے مٹی کی خفاش بنائی اور اُس میں

پھونکا وہ اُن کے روبرو ہوا میں اُڑ چلا بعد اُس کے بھاری بھاری مرضوں کے مریض اُن کے دم مبارک سے تندرست ہوئے سب نے التماس کی کہ اب مُردے کو زندہ کرو حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جس مُردے کو تم مُقرر کرو میں خدا کے فضل سے اُس کو جِلاؤں گا سب نے کہا کہ سام بن نوح کو جو ہمارا تمہارا دادا ہے زندہ کرو پھر سب لوگ جمع ہو کر سام کی قبر گئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے دو رکعت نماز پڑھی اور خدا سے دعا کی تب قبر اُس کی پھٹی اور ایک سفید ریش سفید سر باہر آیا اور کہا لبیک یا روح اللہ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے سام سے پوچھا کہ تمہارے عہد میں تو بال سفید نہیں ہوئے تھے اب کیوں سفید ہیں اُس نے کہا جب میں نے تیری آواز سُنی تو مجھکو گمان ہوا کہ قیامت قایم ہوئی اُس کی ہیبت سے میرے بال سفید ہوگئے - پھر حضرت عیسےٰؑ نے فرمایا کہ تم کو کتنے برس ہوئے کہ تم نے وفات پائی بولے کہ چار ہزار برس پھر حضرت عیسےٰ نے دعا کی وہ بدستور قبر میں تشریف لے گئے اور زمین برابر ہوگئی اور اس معجزے کی برکت سے تمام لوگ یقین کے حضرت عیسےٰ علیہ السلام پر ایمان لاتے -

بیان مائدہ کے نازل ہونے کا

کیفیت اُس کی یوں ہے کہ اکثر اوقات حوارین خاص اصحاب حضرت عیسےٰ کے ہمراہ رہتے تھے اور دوسرے آدمی بھی ہمرکاب سعادت اندوز تھے ایک روز لوگ سفر میں بھوکے ہوئے اور حوارین سے کہا کہ تم حضرت عیسےٰ علیہ السلام سے عرض کرو کہ حق تعالےٰ خوان آسمان سے نازل کرے حوارین نے عرض کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دعا کی حق تعالےٰ نے فرمایا میں تم پر نازل کروں گا - لیکن جو کوئی کفران نعمت کریگا اُس کو ایسا عذاب کروں گا کہ کسی کو عالم میں ایسا عذاب نہ کیا ہوگا بعد اُس کے ایک خوان سب کے روبرو آسمان سے زمین کی طرف متوجہ ہوا کہ نیچے اوپر اُس کے دو ٹکڑے ابر کے تھے آہستہ آہستہ

اُتر کر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے روبرو ٹھہرا اور اُس کی خوشبو سے لوگوں کے دماغ معطر ہو گئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بسم اللہ خیر الرازقین کہکر سرپوش اُٹھا اور ایک عالم نظارہ کرتا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا بسم اللہ کر کھاؤ غنی اور فقیر تندرست و مریض اوس پر حاضر ہوئے جس بیمار نے کھایا وہ تندرست ہوا۔ اور جس نابینا نے کھایا وہ بینا ہوا ہزاروں سیر ہوئے اور طعام جتنا تھا کچھ کم نہ ہوا پھر آسمان کو اُٹھ گیا۔ بعد اُس کے ہر روز صبح کے وقت اُترتا تھا اور زوال کے وقت اُٹھ جاتا تھا اور اطراف وجوانب کے لوگ آتے تھے بعد اُس کے حکم نازل ہوا کہ غریب اور یتیم و مسکین و مریض کھاویں غنی ہرگز نہ کھاویں یہ بات غنیوں پر سخت گذری بعضے بولے کہ یہ خوان خدائی نہیں اور بعضے بولے کہ آسمانی نہیں ہے حق تعالےٰ نے وحی بھیجا کہ میں اہل انکار کو بموجب وعدے اپنے کے عذاب نازل کرتا ہوں حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے اُن کو خبر دی صبح کو جو اپنے بچھونوں سے اُٹھے تو چار سو یا سات سو آدمی سور کی شکل ہو گئے اور گلی کوچوں میں مارے مارے پھرتے تھے اور گوہ کھاتے تھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے روبرو آکر سر زمین پر رکھتے تھے اور آنسو آنکھوں سے بہاتے تھے لیکن وقت علاج کا گذر چکا تھا اس پشیمانی نے فایدہ نہ دیا اور تین دن کے بعد جہنم کی راہ لی۔ نعوذ باللہ من غضب اللہ۔

بیان حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے آسمان پر تشریف لیجانے کا

راویان معتمد نے روایت کی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے زمانے میں ایک بادشاہ گردن کش ظالم سرکش تھا حضرت نے جب اُسکو دعوت کی تو علمائے یہود نے اُس کو کہا کہ یہ شخص کافر ہے حکم توریت کو بدلاتا ہے اس کو دار پر کھینچا چاہیئے اور اس حکم سے مراد علما یہود کی یہ تھی کہ توراۃ میں صاف حکم تھا کہ

جو شخص دعوے نبوت کا کرے اور پھر دار پر کھینچا جاوے تو وہ ملعون ہوتا ہے
اور رفع الی اللہ اس کی مثل اور ابرار کی نہیں ہوتی یعنے اس کا روح مثل ابرار کے
باعزت وحرمت طرف اللہ کی اٹھایا نہیں جاتا اسواسطے علما یہود نے یہ حیلہ
کیا کہ جب یہ صلیب پر کھینچا جاوے گا تو ہم کو ایک عذر کامل اس کے انکار سے
ہاتھ لگ جاوے گا کیوں کہ توریت میں صاف حکم ہے کہ بعد دعوت نبوت
کے جو صلیب پر کھینچا جاوے وہ ملعون ہوتا ہے یعنے خدا تعالے سچے نبی کو صلیب
پر کھینچنے نہیں دیتا اگر عیسے سچا نبی ہوتا تو کیوں صلیب پر کھینچا جاتا الغرض حضرت
پوشیدہ ایک مکان میں ہو رہے ایک حواری جو منافق تھا اس نے تبا دیا بادشاہ
کے لوگوں نے حضرت کو گرفتار کرلیا اور ایک مکان میں قید کردیا اور چاروں طرف
سخت چوکی رکھی صبح کے وقت حضرت کے واسطے ایک سولی کھڑی کی اور
یہود و علما یہود جمع ہوئے ۔ حق تعالے نے جبرائیل کو بھیجا وہ اس مکان کے
چھت توڑ کر حضرت عیسے علیہ السلام کو آسمان پر لے گئے جب آفتاب نکلا
تو یہودیوں نے ایک شخص کو اس مکان کے اندر حضرت کے نکالنے کو بھیجا تو
اس نے حضرت عیسے کو وہاں نہ پایا اور اللہ تعالے نے اس کی صورت مانند
حضرت عیسی کی کردی اس نے کہا کہ مینے تو عیسے کو بہت ڈھونڈھا مگر ہرگز نہ پایا
لوگوں نے کہا کہ عیسے تو ہے وہ ہرچند قسمیں کھاتا تھا مگر کسی نے اس کی بات
نہ سنی فی الفور سولی پر حلقہ سے لٹکا دیا پھر آپس میں بولنے لگے کہ اگر یہ شخص
عیسے ہے تو ہمارا یار کہاں ہے اگر یہ ہمارا یار ہے تو عیسے کدھر ہے الغرض یہ شبہہ
ان کا قیامت تک نہ مٹے گا ۔

نسب شریف حضرت صلے اللہ علیہ وسلم معد ابن عدنان تک متفق علیہ اور

صحیح ہے۔ مگر اس قدر کہ وہ حبیب رب العزت اولاد اسماعیل سے ہیں اور ابراہیمؑ و نوحؑ و ادریس علیہ آپ کے اجداد سے ہیں۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ حضرت اپنی نسب شریف کا ذکر کرتے تو معد ابن عدنان پر ٹھیر جاتے اور آگے نہ گذرتے کہ کذب النسابون۔ یعنے نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ بولا ہے اور سہیلی نے یہ روایت ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ عمر و عروہ نے کہا ہے کہ نہیں پایا ہم نے نسب بیان کرنے والوں کو کہ ٹھیک ٹھیک بلا کم و کاست بیان کر سکے عدنان سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تک اور حضرت آدم علیہ السلام تک تو اختلافات بیشمار ہیں اور بعضوں نے عدنان سے حضرت اسماعیل تک تیس ۳۰ پشتیں بیان کی ہیں کہ اُن اشخاص کے پورے حالات معلوم نہیں اور بعض نے کم و بیش بھی ذکر کیئے ہیں اور روضۃ الاحباب میں بھی عدنان سے اُپر حضرت آدم علیہ السلام تک الانساب ابن جزری سے تیس پشتیں بیان کی ہیں۔ مگر یہ بات اقوال علما سے مخالف ہے اس لئے ہم نے اس کا ذکر چھوڑ دیا۔ کذا فی مدارج النبوۃ

پس جاننا چاہیئے کہ عدنان کے دو بیٹے سعد اور معد تھے معد کا ایک بیٹا ہوا جس کی دو آنکھوں کے درمیان نور چمکتا تھا اُس کا نام نزار رکھا گیا۔ نزار کے معنے قلیل ہیں یعنے یہ پسر قلیل الوجود و نایاب زمانہ ولاثانی ہے۔ اُس کی کنیت ابو ربیعہ تھی اس کا ایک بیٹا تھا مضر نام جس کی طرف قبیلہ مضر کی نسبت مشہور ہے۔ یہ شخص اپنے زمانہ میں مشہور خوش آواز اور ازروے عزت قبایل میں ممتاز تھا دین ابراہیمی رکھتا تھا اور باطل دینوں سے بیزار تھا اس کا بیٹا تھا الیاس نام یہ پہلا شخص ہے جس نے اونٹوں کو بیت المقدس میں ہدیہ کے طور پر بھیجا۔ اس سے ایک بیٹا ہوا جس کا نام مدرکہ رکھا تھا اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک دن اُس نے خرگوش کو دوڑ کر پکڑ لیا اس لیئے اس کا نام مدرکہ ہوگیا یا اس لیئے کہ تمام قبائل کے ممتاز مردوں کی خوبیوں کا پانیوالا تھا اس کا مدرکہ رکھا گیا۔ اس کا بیٹا تھا خزیمہ اور اس کا بیٹا تھا کنانہ اور اس کا نضر نام تھا جو نضر بن کنانہ مشہور ہے پھر نضر سے مالک پیدا ہوا اور اس سے

فہر - اہل تواریخ کا ایک گروہ اس بات کا قائل ہے کہ اسی فہر کا لقب قریش ہے - جو شخص فہر کی اولاد سے نہ ہو اس کو قریشی نہیں کہتے بلکہ کنانی کہتے ہیں اور اکثروں کا قول ہے کہ قریش لقب نضر بن کنانہ کا ہے - اور اسی کی اولاد کو قریشی کہتے ہیں - قریشی کی وجہ تسمیہ کئی طرح پر ہے مشہور یہ ہے کہ قریش نام ایک جانور کا ہے جو دریا میں رہتا ہے اور مچھلیوں کو کھاتا ہے تمام دریائی جانوروں پر وہ غالب ہے کوئی چیز سمندر کی اس پر غالب نہیں اور چوں کہ تمام اقوام عرب پر قوم قریش غالب تھی اسی غلبہ کے سبب سے ان کا نام قریش رکھا گیا - اور بعض کا قول ہے کہ قریش لوگ چوں کہ تجارت پیشہ اور صاحب حرفت تھے اور کسب کو قرش کہتے ہیں لھذا ان کا نام قریشی ہو گیا اور بعض نے کہا کہ قرش لغت میں جمع یعنے اکٹھا ہونے کو کہتے ہیں اور قریشی لوگ امکنہ متفرقہ سے حرم میں جمع ہوئے تھے اس لیئے ان کا نام قریش رکھا گیا اور بعض نے کہا کہ تقرش کے معنے تفتیش و تجسس کے ہیں چوں کہ قریشی لوگ مسافروں کے حال کی تفتیش کرتے چنانچہ ان کی مہمان نوازی ضرب المثل ہے لھذا ان کا نام قریشی ہوا -

فہر سے کعب پیدا ہوا یہ کعب بڑا خوش تقریر اور شاعر تھا رسول اکرم مخدوم عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں پیشین گوئی کرتا تھا کہ اس شہر مکہ معظمہ میں ہماری قوم سے ایک رسول پیدا ہوگا اور جمعہ کے دن قوم قریش کو جمع کر کے اس رسول معظم کی تابعداری و اتباع کی وصیت کرتا اور اس امر میں تاکید شدید سے وعظ سناتا چنانچہ یہ شعر اس کا اب تک مشہور ہے - ؎

یَا لَیْتَنِیْ شَاهِدًا فَحْوَاءَ دَعْوَتِهٖ
اِذَا قُرَیْشٌ تَبْغِی الْحَقَّ خِذْلَانًا

یعنے افسوس ہے کہ میں بھی اس وقت حاضر ہوتا جب کہ اس رسول عظیم الشان کا زمانہ ہوگا اور وہ حق کی طرف دعوت کرے گا - جبکہ قریش سرکشی سے سچی بات کا انکار کریں گے -

کعب سے مرہ پیدا ہوا - اور مرہ سے کلاب - اہل تاریخ نے لکھا ہے کہ

کِلاب لقب ہے اور اصل نام اس کا حکیم ہے اس سے قصیّ پیدا ہوا جس کا لقب مجمع ہے یہ شخص بڑا منتظم اور رئیس قوم گذرا ہے ۔ کہتے ہیں کہ مکہ معظمہ پر قوم خزاعہ نے غلبہ کر لیا تھا اور قبائل عرب کو وہاں سے نکال دیا تھا قریش پردیس میں مارے مارے پھرتے تھے چنانچہ قصیّ بھی پردیس میں تولد ہوا اس کی والدہ فاطمہ نام جب یہ پیٹ میں تھا ایک دوردست بلاد میں ایک غیر قوم کے پاس اکیلے رہ گئی اور قریش سب وہاں سے متفرق ہو گئے اسلیئے اس کا نام قصیّ رکھا گیا یعنے دور قوم سے ۔ جب یہ تولد ہوا تو اس کی والدہ کا کوئی خبر گیر نہ تھا ۔ پھر اس کا باپ کِلاب وہاں پہونچا اور فاطمہ کو ہمراہ لایا ۔ جب قصیّ جوان ہوا تو اُس نے اپنی قوم قریش کو جمع کیا قوم خزاعہ کو مکہ سے نکالا اور تمام قبائل عرب کو جمع کیا اس لیئے اس کا لقب مجمع ہوا اسی نے مکہ میں دار الندوہ بنایا جہاں قوم قریش جمع ہو کر جنگ وغیرہ کا مشورہ کرتے اور جو مہم پیش آتی اس کے بارہ میں وہاں بیٹھ کر بات چیت وصلاح مشورہ کرتے تھے ۔ دار الندوہ کا معنی یہی ہے مشورہ کا گھر ندوہ کہتے ہیں بات چیت کرنا اور مجلس کو ندی و نادیہ کہتے ہیں ۔

قصیّ سے عبد المناف پیدا ہوا اس کا اصل نام مغیرہ ہے اور کنیت ابو عبد الشمس اس کے چار بیٹے ہوئے ۔ پہلا ہاشم جو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا دادا تھا اور عبد الشمس جو جد اعلیٰ بنو امیّہ کا ہے اور نوفل جو جبیر ابن مطعم کا دادا تھا اور مطلب جو حضرت امام شافعی کا جد اعلیٰ ہے ۔

کہتے ہیں کہ ہاشم اور عبد الشمس توام پیدا ہوئے تھے اور بقول بعض انکی پیشانیاں آپس میں متصل تھیں اور بعض کا قول ہے کہ دونوں کی پیٹھیں جُڑی ہوئی تھیں آخر تلوار سے کاٹ کر ان کو جدا کیا گیا ۔ اسی واسطے اُن کی اولاد میں عداوت پڑ گئی اور ہمیشہ تلوار چلتی رہی ۔ چنانچہ اولاد ہاشم اور بنو امیّہ کے معرکے مشہور ہیں انہیں معرکوں سے واقعہ کربلا کا ہے ۔

ہاشم کا اصلی نام عمر ہے اور ہشم لغت میں روٹی کو ٹکڑے کر کے مہمان کے آگے رکھنے کو کہتے ہیں ۔ چونکہ یہ نہایت مہمان نواز تھا اس لیئے اس کا لقب

ہاشم رکھا گیا۔ اور چونکہ کمال صاحب جمال اور جاہ و جلال تھا اس کو عمر العلی بھی کہتے تھے۔ ہاشم نے عبد المطلب پیدا ہوا اصل نام اس کا شیبہ ہے کیوں کہ شیبہ کہتے ہیں سفید بالوں کو اور تولد کے وقت اس کے سر میں سفید بال تھے اور نیز اس کو شیبۃ الحمد بھی کہتے تھے کیوں کہ بہ سبب افعال حمیدہ لوگ اسکی تعریفیں کیا کرتے تھے۔

اس کی کنیت ابوالحارث ہے۔ کیوں کہ اس کا بڑا بیٹا حارث تھا۔

عبد المطلب کا چچا مطلب کعبہ شریفہ کا متولی اور مکہ کا سردار تھا ہاشم مدینہ میں رہتا تھا۔ ہاشم نے بوقت وفات اپنے بھائی مطلب کو یہ بیٹا سونپا اور کہا کہ اس عبد کی خبر گیری رکھنا۔ اس لیئے اس کا لقب عبد المطلب ہوا اور مکہ معظمہ میں اپنے چچا کے پاس رہتا تھا۔ بعد وفات مطلب کے مکہ کی ریاست عبد المطلب کے حوالہ ہوئی اور کلید بیت اللہ کی اس کے سپرد کی گئی اور اہل مکہ سب اس کے مطیع و منقاد ہوئے۔ چوں کہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی پیشانی پر تابان تھا جس دعا کے لیئے اس کو کہتے تھے فی الفور مقبول ہوتی تھی۔ اہل مکہ بلکہ تمام بلاد عرب کے لوگ حوادث میں اس سے دعائیں کراتے تھے خوف اعدا کے وقت اور قحط پڑ جانے پر اس نے بارہا دعائیں کیں اور فی الفور وہ مصیبتیں دور ہوئیں اس لیئے لوگوں میں اس کا بڑا قدر ہوا اور کمال عزت کو پہونچا۔ پہلے اس نے قبلہ نام ایک عورت سے شادی کی اس سے حارث پیدا ہوا پھر قبلہ کی وفات کے بعد ہند بنت عمر سے شادی کی۔ اس کے وقت اصحاب الفیل کا واقعہ ہوا۔ جس کی تفصیل یوں ہے کہ اس زمانہ میں ملک یمن کی سلطنت حبشیوں کے قبضہ میں تھی نجاشی وہاں کا بادشاہ تھا۔ جس کا مذہب ترسائی تھا۔ اس نے جب کعبہ معظمہ میں کی تعظیم دیکھی کہ لوگ جوق جوق اسکی زیارت کو جاتے اور کمال عقیدت سے تحائف و ہدایا پہونچاتے ہیں تو اسکو حسد ہوا اور کمال عناد سے چاہا کہ کعبہ کے مقابلہ پر ایک اور کعبہ بنانا چاہیئے اور لوگوں کو اس کی تعظیم کے لیئے بلانا چاہیئے۔ چنانچہ شہر صنعا میں ایک مقام

عالیشان مثل خانہ کعبہ سنگ مرمر و رخام سے تیار کیا - دیواروں پر زرنگاری کرائی - اور چھت پر جواہر تابدار اور موتی آبدار لگا کر مزین کیا اس کا نام قلیس رکھا اور اپنی رعیت کے لوگوں کو اس کے طواف اور زیارت پر مجبور کیا اور ایک شخص ... یا اس مقام کی حفاظت کے واسطے نوکر رکھا جو بنی کنانہ سے تھا اس محافظ نے اس مصنوعی کعبہ کے اندر پاخانہ کیا دیواروں پر نجاست لگائی اور ستونوں پر گندگی پھیلا کر وہاں سے غائب ہو گیا اور بعض کے نزدیک ایک شخص قوم قریش سے اس مصنوعی کعبہ کا محافظ رہا - اندر سے جواہرات ... اور مال و اسباب چرا کر بھاگ گیا اور زینت ناک مکان پر پاخانہ و گندگی پھیلا گیا - اتفاقاً اس کے بھاگ جانے کے بعد عرب کے تاجر وہاں سے گذرے اور اس مقام کے مقابل پر رات گذاری کھانا پکانے کے لیئے آگ جلائی اور آگ جلتی چھوڑ کر رات کو کوچ کر گیئے پیچھے تیز ہوا چلی اور آگ کی چنگاریاں اڑ کر اس مقام کے اندر پڑیں زرین پردوں زربفتی و منقش غلافوں کو آگ لگ گئی تمام زیب و زینت خاک میں مل گئی - عالیشان مکان کا ستیاناس ہو گیا - بادشاہ اصحمہ نجاشی کو خبر پہونچی کہ عرب کے لوگوں نے مقام کعبہ جدید کو جلا دیا اور دیواروں سے پاخانہ و گندگی لیپ کر چمپت ہو گیئے ہیں سنکر سخت غصہ سے دانت پیسے اور ابرہہ اپنے امیر کبیر و سردار لشکر کو فیل سواروں کا لشکر دیا کہ مکہ میں جا کر کعبہ قدیمہ کا انہدام و استیصال کریں اور خود ابرہہ ایک فیل کلان سفید رنگ پر سوار ہو کر لشکر کا پیشوا ہوا اس ہاتھی کا نام محمود تھا - کعبہ سے دو فرسنگ دور اترے ابرہہ کے حکم سے فوجیوں نے قریشیوں کے ریوڑ اور اونٹ غارت کر لیئے جن میں عبد المطلب کے بھی چار سو اونٹ تھے جب عبد المطلب کو یہ خبر پہونچی تو قریش کے ساتھ سوار ہوئے اور جبل ثبیر پر چڑھ گیئے پس نور محمدی صلے اللہ علیہ وسلم عبد المطلب کی پیشانی پر مثل ہلال کی نمودار ہوا اور بیت الحرام پر اس کے پرتو سے ایسی روشنی ہوئی جیسے چراغان کی ہوتی ہے - عبد المطلب نے اس نور کو دیکھا اور کہا کہ اے قریش مبارک ہو کہ بیشک تمھاری یہ مشکل آسان ہو گئی ہے - قسم ہے خدا کی کہ یہ نور

میری پیشانی پر اُسی وقت چمکتا ہے جب ہماری فتح ہونے والی ہوتی ہے تسلی کرو اور آرام سے بیٹھو خداوند دشمنوں کی شر سے بچائے گا۔

ابرہہ نے ایک شخص کو مکّہ میں بطور جاسوس بھیجا تھا وہ جب مکہ مکرمہ میں آیا اور عبدالمطلب کے چہرے پر اُس کی نظر پڑی تو زمین پر بیہوش ہو کر گر پڑا جب ہوش میں آیا تو عبدالمطلب کو سجدہ کیا اور اُن کی عظمت اس کے دل میں بیٹھ گئی۔ چوں کہ عبدالمطلب کے اونٹ ابرہ کی فوج کے لوگ لوٹ لے گئے تھے لہذا یہ اس کے پاس گیئے جب ابرہہ کی نظر عبدالمطلب پر پڑی تو نام پوچھا۔ جب انہوں نے نام بتایا تو اٹھ کر تعظیم کی اور کہنے لگا کوئی خدمت فرمائیے اور ارشاد کیجئے عبدالمطلب نے کہا میرے چار سو اونٹ تمھارے لشکری غارت میں لائے ہیں اُن کی واپسی کے واسطے آیا ہوں ابرہہ نے کہا کہ تو نے کعبہ کی امان مجھ سے کیوں نہ مانگی اور اونٹ مانگنے آیا کیا اونٹ تجھ کو کعبہ سے عزیز تر ہیں عبدالمطلب نے کہا کہ اس گھر کا حافظ پروردگار ہے وہی اسکی نگہبانی کرتا ہے۔ ہم اُس کے حافظ نہیں ہیں بل کہ ہم تو اس گھر اور گھر والے کے حفظ میں ہیں۔ یہ باتیں سُنکر ابرہہ نے عبدالمطلب کو اونٹ واپس دیئے وہ اونٹ لے کر مکّہ میں پہونچے اور مکّہ کے تمام لوگوں کو حکم دیا کہ یہاں سے سب نکل کر چلے جاؤ۔ اور پہاڑوں میں چھپ کر بیٹھ رہو لوگوں نے ایسا ہی کیا اور عبدالمطلب اکیلا کعبہ میں رہا۔

جب ابرہہ کا لشکر کعبہ میں پہونچا تو عبدالمطلب کعبہ کے دروازے پر زنجیر کو پکڑ کر جناب باری میں زاری کر رہے تھے اور بیقراری سے اضطراری حالت میں یہ اشعار زبان پر جاری تھے۔

یَا رَبِّ لَا اَرْجُو سِوَاکَا ؎

یَا رَبِّ فَامْنَعْ مِنْهُمْ حِمَاکَا ؎

اِنَّ عَدُوَّ الْبَیْتِ مَنْ عَدَاکَا

اِمْنَعْهُمْ اَنْ یُّخَرِّبُوْا فِنَاکَا

یعنی اے میرے پروردگار میں تیرے سوا کسی کی امید نہیں رکھتا اے

رب میرے اپنی حمایت اُن سے روک لے ۔ تحقیق تیرے گھر کا دشمن تیرے دشمنوں سے ہے ۔ اُن کو اپنے گھر کی خرابی سے روک دے ۔

پس محمود ہاتھی کعبہ کے مقابلہ پر آیا عبدالمطلب کے موٹھ پر دیکھا اور سجدہ میں سرنگوں ہوا ۔ ہرچند ابرہہ نے اُس کے سر پہ چوٹیں لگائیں آگے نہ ہوا اور اُٹھ کر کعبہ شریف سے موٹھ پھیرا بس میدان میں تمام لشکر ہاتھی سواروں کا جمع تھا اُن کے سر پر خداوند تعالے نے ابابیل کا لشکر بھیجا تین تین سنگ ریزے بقدر دانہ مسور ہر ایک پنکھی کے پاس تھے ایک چونچ میں اور دو پنجوں میں ۔ محاذی لشکر ابرہ کے ہوا میں صفیں آراستہ کرکے فیل سواروں کے سروں پر سنگریزوں کی بارش برسانے لگے چنانچہ وہ سنگریزہ جس شخص زرہ پوش اور صاحب خود کے سر پر پڑتا تھا ۔ توپ کی مار کرتا ہاتھی گھوڑے آدمی کو زمین میں دھنسا دیتا تھا اُس کی چوٹ ایسی کارگر تھی کہ جس پر پڑتا تھا اُس کو چُور چُور کر دیتا تھا ۔ باری تعالے اس قوم کی ہلاکت کی خبر قرآن شریف میں اس طرح دیتے ہیں ۔

فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ ط ۔ پس کر دیا اُس رمی حجارہ یعنی سنگریزوں کی چوٹ نے اُن کافروں کو مثل کھائی ہوئی جگالی کے جس طرح گائے بیل جگالی کرتے اور گھاس پات کو دانتوں سے پیس ڈالتے ہیں اس طرح وہ اصحاب الفیل معہ ہاتھیوں کے پس گئے اور غضب الٰہی کی چوٹ سے اُن کا ستیاناس ہو گیا ۔ نعوذ باللہ من غضبہ

اہل مکہ پہاڑوں کی چوٹیوں سے اُن کا حال دیکھ رہے تھے کہ طرفۃ العین میں فنا اور تباہ ہو گئے اور لشکر غضب ربانی اور قہر یزدانی نے اُن کی بیخ اُکھاڑ دی مگر فیل محمود جو کعبہ کے دروازہ پر سجدہ میں گرا تھا بچ رہا اور اُس کا سوار ابرہہ بھی سلامت رہا ۔ وہاں سے ہاتھی کو دوڑا کر بھاگا اور نجاشی کے دربار میں جا پہونچا ۔ اور تمام حال وہاں بیان کیا ۔ ایک ابابیل اُس کے سر پہ ہوا میں چلا گیا تھا اور وہ سنگریزہ جس سے اُس کی موت مقدر تھی اُس کی چونچ میں تھا ۔ جب ابرہہ نجاشی کو خبر سنانے سے فراغت پا چکا تو اسی دربار عام

میں پائیہ سریر نجاشی کے آگے اُس ابابیل کا سنگریزہ اُس کے سر پر پڑا وہیں گر کر فنا ہوگیا اور اپنے لشکر کے ساتھ ملحق ہوا۔
اصحاب الفیل کا واقعہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے بقول بعض بارہ سال اور بقول بعض بیست سال۔ اور بقول بعض چالیس سال گذرا۔

ذکر ولادت عبد اللہ والد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم

جب حق تعالےٰ جلشانہ نے عبد المطلب کو ابرہ کے شر سے بچایا اور اس پر فتح یاب کیا تو ایک روز عبد المطلب نے ایک ہیبت ناک خواب دیکھا۔ کہ ترسان اور لرزان بیدار ہوئے پس اس خواب کے قصے کو کاہنوں کے سامنے بیان کیا کاہنوں نے کہا کہ اگر تمہارا یہ خواب ٹھیک ہوگا تو تمہاری پشت سے ایک ایسا شخص پیدا ہوگا کہ جس پر تمام اہل آسمان و زمین ایمان لائیں گے پس عبد المطلب نے فاطمہ سے عقد کیا اور فاطمہ کو عبد اللہ ذبیح کا حمل رہا جو رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد تھے اور عبد اللہ کا ذبیح نام ہونا مشہور ہے اور سبب اس نام کا عبد المطلب کا چاہ زمزم نئے سر سے کھودنا اور عبد اللہ کی قربانی کا امر ہونا ہے جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قصہ بیان ہوا۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ حضرت اسماعیل کی وفات کے بعد اُن کا بڑا بیٹا ثابت اُن کے قایم مقام ہوا۔ بعد مدت دراز کے درمیان اولاد اسماعیل علیہ السلام اور قوم جرہم کے فساد اور جنگ واقع ہوا اور صلح نہ ہوئی یہاں تک کہ حضرت اسماعیل کی بہت سی اولاد مکہ معظمہ سے باہر چلی گئی اور عرب کے گرد نواح میں رہنے لگی۔ اور حکومت مکہ شریفہ کی قوم

جرہم کے قبضہ میں ہوگئی اسی طرح بہت زمانہ گذرا ۔ پھر جب اُن میں عمر بن حارث حاکم ہوا تو قوم جرہم کے لوگوں نے سخت ظلم وفساد اختیار کیا اور شہر کے رہنے والوں کو اور مسافروں کو ستانے لگے اور جو ہدیئے کہ لوگ خانہ کعبہ کے واسطے لاتے تھے یا بھیجتے تھے وہ قوم جرہم کے لوگ اپنے واسطے اُٹھا لیے جاتے تھے ۔ عرب کے قبائل جو مکہ شریف کے گرد وپیش میں رہتے تھے اُن کے ہلاک کرنے کے واسطے آمادہ ہوئے ۔ قوم جرہم میں اُن کے ساتھ مقابلہ اور برابری کرنے کی طاقت نہ رہی ۔ آخر کو بھاگ گئے ۔ اور یمن کی طرف چلے گئے اور عمرو بن حارث نے جو ان کا حاکم تھا حجر اسود کو اُس کے مقام پر سے کھود ڈالا اور دو سونے کے بت جو مرصع اور ہرنی کی شکل پر تھے اور اسفندیار فارسی نے بطریق ہدیہ کے کعبہ شریف میں بھیجے تھے اور اُن کو غزال الکعبہ کہتے تھے معہ چند ہتھیاروں کے جو خانہ کعبہ میں تھے اِن سب چیزوں کو چاہ زمزم میں چھپا دیا اور چاہ زمزم کو خاک سے بھر کر پاٹ دیا اور بالکل بند اور اُس کا نشان معدوم کر دیا حتّٰے کہ زمین میں چاہ زمزم کا پتہ نہ لگتا تھا اور ظلم و گناہوں کی شامت سے کہ حرم مکہ شریف میں کئے تھے ۔ حق تعالےٰ نے ایک وبا کہ اُس کو عرب عدسہ کہتے ہیں اُن پر بھیجی بعضے ہلاک ہوئے اور بعضے وہاں سے بھاگ گئے ۔ اُس وقت پھر اولاد اسمٰعیل کی مکہ شریف میں آئی اور چاہ زمزم اُس زمانہ تک پوشیدہ اور ناپیدا تھا ۔ جب ریاست مکہ شریف کی عبد المطلب کے قبضہ میں آئی ۔ اور ارادہ آلٰہی چاہ زمزم کے ظاہر کرنے کا ہوا ۔ تو عبد المطلب کو خواب میں دکھایا گیا کہ زمزم کو ظاہر کرنا چاہیئے ۔ مقام اُس کا مشتبہ تھا اور یہ تحقیق نہ تھا کہ کہاں ہے ۔ پس عبد المطلب نے علامات اور نشانیوں سے اُس کو دریافت کیا اور چاہا کہ اُس کو کھود دیں ۔ قریش اس سے مانع ہوئے کیوں کہ زمزم کے مقام میں دو بت تھے ۔ اساف اور نائلہ قریش نے نہ چاہا کہ ان دونوں بتوں کے درمیان میں کنواں کھودا جائے ۔ عبد المطلب کہ اُس زمانہ میں ایک فرزند رکھتے تھے ۔ جس کا نام حارث تھا ۔ اُس کے ساتھ قریش پر غالب

آگئے اور زمزم کے کھودنے میں مشغول ہوئے۔ جب تھوڑی زمین کھودی تو پتھر اور نشان ظاہر ہونے لگے۔ اور وہ تھیا اور دو مورتیں آہو کی جو اُس کے اندر تھیں نکل آئیں۔ پانی نکل آیا۔ اس کے سبب سے قریش میں عبدالمطلب کی منزلت و عزت زیادہ ہوئی۔ پس عبدالمطلب نے نذر مانی کہ اگر حق تعالےٰ مجھ کو دس بیٹے دے اور وہ حد بلوغ کو پہونچیں اور میرے معین و مددگار ہوں تو ایک کو اُن میں سے خدا کی راہ میں قربانی کروں اور جب حق تعالےٰ نے اُن کو دس بیٹے دیئے اور وہ حد بلوغ کو پہونچے۔ تو ایک رات کو عبدالمطلب کعبہ شریف کے نزدیک سو رہے تھے۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ کہنے والا کہتا ہے کہ اے عبدالمطلب اس کے پروردگار کے لیئے اپنی نذر کو وفا کر۔ پس عبدالمطلب ترسان و لرزان بیدار ہوئے اور چوں کہ اس مقدمہ میں ویر کرنا اُن کے نفس پر دشوار تھا فوراً ایک دُنبہ ذبح کیا اور فقیروں و مسکینوں کے لیئے اُس کو پکا کر تقسیم کیا پھر سوئے تو دیکھا کہ وہی شخص کہتا ہے۔ کہ اس سے بڑھ کر قربانی کر۔ پس جاگے اور ایک گائے کو قربانی کیا۔ بعد اس کے پھر سوئے اور دیکھا کہ وہی شخص کہتا ہے کہ اس سے بڑھ کر قربانی کر۔ پس اونٹ کو قربانی کیا۔ بعد اس کے پھر خواب میں دیکھا کہ کوئی غیب سے امر کرتا ہے کہ اس سے بھی بزرگ تر قربانی کر عبدالمطلب نے پوچھا کہ اس سے بڑھ کر زیادہ کیا چیز ہے۔ کہا کہ اپنے بیٹوں میں سے ایک بیٹا قربان کر کہ جس کے ذبح کرنے کی تو نے نذر کی تھی۔ پس عبدالمطلب غمگین ہوئے اور اپنے بیٹوں کو جمع کیا اور خواب کی سب کیفیت اُن سے بیان کی۔ لڑکوں نے کہا کہ تم مختار ہو۔ اگر ہم سبھوں کو ذبح کرو تو ہم راضی ہیں۔ عبدالمطلب بیٹوں کی اطاعت سے شاد ہوئے اور کہا کہ قرعہ پھینکا جاوے۔ جب قرعہ پھینکا تو عبداللہ کے نام پر نکلا اور وہ باپ کے نزدیک سب اولاد سے زیادہ پیارے تھے اس وجہ سے کہ نور محمدی اُن کی پیشانی پر چمکتا تھا اور وہ بہت شکیل اور جمیل اور شجاع اور پہلوان اور تیرانداز تھے۔ پس عبدالمطلب نے عبداللہ کا

ہاتھ پکڑا اور چھری لی اور اساف اور نائلہ کے قریب کہ وہ دو بُت نزدیک
کعبہ شریف کے تھے۔ اور اُن کے قریب قربانی کی جاتی تھی۔ لائے اور جب
قوم قریش اس حال سے واقف ہوئی تو مانع ہوئے اور عبد المطلب کو نہ
چھوڑا کہ وہ یہ کام کریں خصوصًا اُن لوگوں نے جو عزیز اور رشتہ دار تھے اور
عبد المطلب کو ایک عورت کاہنہ کا جو حجاز میں تھی پتہ دیا اور وہ عورت عقل
اور دانائی میں اور کاہنوں سے ممتاز تھی اور اُس وقت تک جن آسمان تک
جاتے۔ اور وہاں کی باتیں سُننے سے باز نہیں رکھے گئے تھے۔ اور کہا کہ اُس
کاہنہ کے پاس جاؤ اور یہ قصّہ اُس کے آگے بیان کرو۔ دیکھو وہ کیا کہتی ہے
پس عبد المطلب اُس عورت کے پاس گئے۔ اور تمام قصّہ بیان کیا
اُس عورت نے کہا کہ آج تو جاؤ کل آنا کہ میں دیکھ لوں۔ جو جن میرا ہم نشین
ہے۔ اِس قصّہ کے باب میں کیا اشارہ کرتا ہے۔ دوسرے دن جب عبد المطلب
کاہنوں کے پاس گئے تو اُس نے پوچھا کہ آدمی کی دیت تمھارے نزدیک
کتنے اونٹ ہیں اُنہوں نے کہا کہ دس اونٹ ہیں اُس کاہنہ نے کہا کہ
دس اونٹ اُس لڑکے کے مقابلہ میں کھڑے کرو۔ اور اُس کے اور اونٹوں
کے درمیان قرعہ پھینکو۔ اگر قرعہ اونٹوں کے نام پر نکلے تو اونٹوں کو قربانی
کرو اور اگر لڑکے کے نام پر نکلے تو اور دس اونٹ بڑھاؤ اور اسی طرح
سے قرعہ پھینکتے جاؤ جب تک اونٹوں کے نام پر قرعہ نکلے۔ اور جس وقت
اونٹوں کے نام پر قرعہ نکل آئے تو جان لو کہ پروردگار راضی ہوا کہ وہ اونٹ
اُس کے فدیہ واقع ہوئے اور تمھارے لڑکے نے خلاصی پائی پس عبد المطلب
اور تمام قریش مکہ معظمہ کو پھر آئے اور عبد اللہ کو قربانی کے مقام میں کہ
جہاں اساف اور نائلہ دونوں بُت تھے لائے اور دس اونٹ عبد اللہ
کے مقابلے پر کھڑے کیے اور قرعہ پھینکا یہاں تک کہ شمار اونٹوں کا سو تک
پہونچا اُس وقت اونٹوں کے اوپر قرعہ نکلا۔ لیکن اُس وقت تک عبد المطلب
کے دل کو قرار نہ ہوا اور پھر مکرر اونٹوں کے نام پر قرعہ پھینکا اور برابر اُنہیں
کے نام پر قرعہ نکلا۔ پس عبد المطلب کو اطمینان حاصل ہوا۔ خدا تعالیٰ کی حمد

کی عبداللہ نے ذبح ہونے سے خلاصی پائی۔ پھر اُن سو اونٹوں کو ذبح کیا اور خاص و عام پرندوں چرندوں کو سیر کر دیا اور عرب میں بعد اُس کے دیت آدمی کی سو اونٹ ہو گئی۔ اور جب اسلام کا دور ہوا تو شارع نے بھی وہی امر مقرر رکھا اور اسی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

اَنَا ابْنُ الذَّبِیْحَیْنِ ۔ یعنے میں بیٹا دو ذبیحوں کا ہوں اور دو ذبیحوں سے عبداللہ اور اسماعیل علیہ السلام کو مراد رکھا ہے۔

چوں کہ عبداللہ حسن اور جمال میں شہرۂ آفاق تھے اور یہ قصہ اُن کی ذبح اور فدیہ کا اور اُن کی شہرت کا باعث ہوا۔ قریش کی عورتیں اُن کے جمال اور حسن پر فریفتہ ہو گئیں اور اُن کے وصال کی طالب اور شایق ہوئیں اور اُن کے راستہ پر آکر کھڑی ہوتی تھیں اور اُن کو اپنے پاس بلاتی تھیں اور حق تعالےٰ عفت اور عصمت کی وجہ سے اُن کو محفوظ رکھتا تھا اور اہل کتاب بعضے اُن علامتوں کے دریافت ہونے سے کہ پیغمبر آخر الزمان عبداللہ کی پشت سے پیدا ہوگا دشمن ہو گئے تھے اور ہلاک کرنے پر آمادہ رہتے تھے اور قتل کرنے کی قصد سے مکے کے گرد پیش میں آتے تھے اور عجیب و غریب امور دیکھتے تھے اور ذلیل و خوار ہو کر پھر جاتے تھے ایک روز عبداللہ شکار کھیلنے گئے تھے کہ ایک جماعت کثیر اہل کتاب کی تلواریں کھینچے ہوئے اُن کے قتل کے لیئے پہونچے اور وہب بن مناف باپ حضرت آمنہ کے جو والدہ ماجدہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تھیں اُس جنگل میں موجود تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ کچھ سوار جو یہاں کے لوگوں سے مشابہت نہ رکھتے تھے۔ دفعتاً غیب سے ظاہر ہوئے۔ اور اُس گروہ کو عبداللہ کی جانب سے دفع کیا۔

وہب بن مناف نے جو یہ حال دیکھا۔ تو اپنے گھر میں آئے اور اپنی بی بی سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آمنہ کو کہ وہ اُن کی بیٹی تھیں عبداللہ بن عبدالمطلب کو دوں۔ چنانچہ اپنے ایک دوست کے وسیلے سے عبدالمطلب کو اس بات کی اطلاع دی اور عبدالمطلب بھی چاہتے تھے کہ عبداللہ کا

عقد کریں - اور ایسی عورت کہ جو بزرگی اور نسب اور حسب اور عفت میں ممتاز ہو - ڈھونڈھتے تھے تاکہ عبداللہ کا اُس کے ساتھ عقد کر دیں - جب آمنہ کو ان صفتوں کے ساتھ موصوف پایا تو عبداللہ کا اُن کے ساتھ نکاح کر دیا -

اور نقل کرتے ہیں کہ عبداللہ ایک عورت کی طرف جو قبیلہ اسد سے تھی گذرے کہ وہ کعبہ شریفہ کے نزدیک کھڑی ہوئی تھی اور نام اُس کا رقیقہ تھا جو بیٹی نوفل کی تھی - اور ایک روایت میں قُتیلہ قاف کے ساتھ ہے عبداللہ کے چہرہ پر جو اُس کی نظر پڑی تو اُن کے حسن و جمال پر عاشق ہو گئی اور کہا کہ جو سو اونٹ تمھارے فدیہ میں دیئے گئے ہیں تم کو دیتی ہوں تم میرے گھر ایک رات رہ جاؤ پس عبداللہ کو عفت اور حیا دامن گیر ہوئی - اُس سے انکار کیا اور ور گذر کی دوسرے روز ایک عورت نے جو قبیلہ خثعمیہ سے تھی - اور کہانت کے علم میں مہارت تمام رکھتی تھی اور بہت دولت مند تھی - عبداللہ سے وہی بات چاہی اور دولت اور مال کا فریب دیا - لیکن عبداللہ نے وہی بات کہی جو پہلی عورت سے کہی تھی اور فریب میں نہ آئے اور اُس سے بہانہ کیا کہ میں کسی کام کو گھر جاتا ہوں پھر آؤں گا - جب گھر میں آئے تو حضرت آمنہ سے صحبت کی اور نور محمدی اُن سے آمنہ کی طرف منتقل ہو گیا اور آمنہ پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے حمل سے بارور ہو گئیں اور یہ منا کے دنوں میں واقع ہوا تھا جیسا کہ آئے گا - دوسرے وقت عبداللہ اُس عورت کی طرف گذرے - اُس نے جو نور محمدی عبداللہ کے چہرہ پر نہ پایا تو کہا کہ یہاں سے جا کے کسی عورت کے ساتھ تو نے صحبت کی تھی عبداللہ نے کہا کہ ہاں اپنی بی بی آمنہ کے ساتھ جو بیٹی وہب کی ہیں - اُس عورت نے جو قبیلہ بنی خثعم سے تھی کہا کہ مجھ کو اب تم سے کچھ سروکار نہیں ہیں نے ایک نور تمھاری پیشانی میں دیکھا تھا چاہتی تھی کہ وہ میری طرف منتقل ہو جائے اور دوسرے کو نصیب نہ ہو اور ایک روایت میں ہے کہ وہ عورت جو اپنے آپ کو عبداللہ کے حوالہ کرتی تھی وہ بہن ورقہ کی اور بیٹی نوفل کی تھی جو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

کے چچیرے بھائی تھے ۔ اور ایک روائیت میں اور بھی عورت مذکور ہے کہ جس کا نام لیلی عدویہ تھا یہ بات ہو سکتی ہے کہ سب عورتوں سے ایسا امر ظہور میں آیا ہو ۔

جاننا چاہیئے کہ دلائل نبوت ختم الانبیا مخدوم عالم صلے علیہ وسلم تین قسم پر ہیں ۔ ارہاصات جو قبل ولادت ظہور میں آئیں اور ارہاقات جو وقت ولادت سے زمانہ بعثت تک ظاہر ہوئیں اور معجزات جو زمانہ بعثت سے آخر تک رونما ہوئیں ۔

پس ارہاصات بھی دو قسم ہیں ۔

ایک وہ جو کتب سماویہ سابقہ میں ثابت و مرقوم ہیں ۔

دوسرے وہ جو زمانہ عبدالمطلب سے تا زمان ولادت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تک ظاہر ہوتی ۔ جو ارہاصات کتب سماویہ میں ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے جو جزو ثانی سفر خامس توارت میں وارد ہے ۔

اِنّی مقیمٌ لَھُم نبیًّا مِن بنی اَخوانِھِم مِثلک وَاجرِی فِیہِ قَولِی وَیَقُولُ مَا آمُرُہٗ بِہٖ وَالرَّجُلُ الَّذِی لَا یَقبَلُ قَولَ النَّبِیِّ الَّذِی یَتَکَلّمُ بِاِسمِی فَاِنِّی اَنتَقِمُ مِنہُ ۔

یعنے میں کھڑا کرنے والا ہوں ایک نبی اُن کے بھائیوں میں سے تیری مانند اور جاری کروں گا میں اُس میں اپنا قول اور کہے گا جو میں امر کروں گا اُس کا اور جو شخص نہ قبول کرے گا اُس نبی کی بات کو جو بولے گا میرے نام سے پس میں اُس سے انتقام لوں گا ۔

پس اس پیشین گوئی سے سوائے حضور علیہ السلام کے کوئی دوسرا شخص ہو نہیں سکتا کیوں کہ صاحب شریعت جدید اور مانند موسٰے کے یہی ہوئے ہیں اور بنی اخوانھم کا لفظ بھی ظاہر بتلاتا ہے کہ کسی اور کے حق میں یہ پیشین گوئی ہرگز صادق نہیں آتی ۔

دوسری پیشین گوئی توارت کے آخر جزو میں جہاں پہ توارت ختم ہو جاتی ہے ۔ لکھا ہے ۔

جَاءَ اللّٰہُ مِنْ سَیْنَا وَ اَشْرَقَ عَلٰی سَاعِیْرَ وَ اسْتَعْلَنَ مِنْ جَبَلِ فَارَانَ -

یعنے خدا سیناسے آیا اور ساعیر سے نکلا اور پہاڑ فاران سے اُس کا ظہور ہوا - پس پہاڑ فاران کوہ مکہ کا نام ہے جس سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا - حبقوق نبی اپنی کتاب میں خداوند سے الہام پاکر فرماتے ہیں -

جَاءَ اللّٰہُ بِالْبَیَانِ عَنْ جَبَلِ فَارَانَ وَامْتَلَأَتِ السَّمٰوٰاتُ مِنْ تَسْبِیْحِ اَحْمَدَ وَ اُمَّتَہٗ یَحْمِلُہٗ خَیْلُہٗ فِی الْبَحْرِ کَمَا یَحْمِلُ فِی الْبَرِّ یَاْتِیْنَا بِکِتَابٍ جَدِیْدٍ وَیُعْرَفُ بَعْدَ خَرَابِ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ -

یعنے خداوند تفصیل احکام کے ساتھ جبل فاران سے آیا اور آسمان تسبیح احمد اور اُس کی اُمت سے بھر گئیے اور اُٹھاسے گا اُس کی سواری کو دریا جیسا کہ بیابان اُٹھاتا ہے لائے گا ہمارے پاس نئی کتاب جو ناسخ ادیان سابقہ کی ہوگی اور اُس کی تعریف یہ ہے کہ بعد خراب بیت المقدس کے آئیگا -

اس سے بھی پُر ظاہر ہے کہ حضرت علیہ السلام کے حق میں یہ پیشین گوئی ہے اور بالکل ظاہر ہے منجملہ اُن کے کلام اشعیا پیغمبر میں واقع ہے -

رَاَیْتُ رَاکِبَیْنِ اَضَاءَ لَھُمَا الْاَرْضُ اَحَدُھُمَا عَلٰی حِمَارٍ وَ الْاٰخَرُ عَلٰی جَمَلٍ -

یعنے میں نے دو سوار دیکھے کہ زمین اُن کے نور سے روشن ہوگئی - ایک اُن سے گدھے پر سوار ہے اور دوسرا اونٹ پر - گدہے کا سوار حضرت عیسےٰ علیہ السلام ہیں اور اونٹ کے سوار حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم -

پھر وہی پیغمبر فرماتا ہے -

اِنِّیْ رَاَیْتُ صُوْرَۃً تَامَّ رَاکِبَ الْبَعِیْرِ یُضِیْٓئُ کَضَوْءِ الشَّمْسِ -

یعنے میں نے ایک صورت اونٹ پر سوار دیکھی جو سورج کی طرح چمکتی تھی پس منصف مزاج آدمی سوچ سکتا ہے کہ یہ پیشین گوئی کس کے حق ہے -

حضرت موسے علیہ السلام اپنے وصایا میں فرماتے ہیں -
سَیَاتِیْ نَبِیٌّ مِنْ بَنِیْ اَخَوَاتِکُمْ فَلَہٗ صَدِّقُوْا وَمِنْہُ فَاسْمَعُوْا -
یعنے بنی اسرائیل میں سے ایک نبی نکلیگا پس اُس کی تصدیق کرواور جو کچھ اُس سے سنو اوس پر عمل کرو -
اسی طرح بہت سی پیشین گوئیاں کُتب سابقہ میں ہیں جن سے حضرت کے ظہور کی بشارت واضح طور پر معلوم ہوتی ہے - حضرت عیسےٰ علیہ السلام انجیل میں فرماتے ہیں -
اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی اَبِیْ لِاُرْسِلَ لَکُمْ فَارْقَلِیْطًا -
یعنے میں باپ کے پاس جاتا ہوں تاکہ تمہارے لیئے فارقلیط بھیجوں سو فارقلیط کے معنے احمدؐ کے قریب قریب ہیں -
منجملہ اُن کے کعب بن لوی بن غالب جس کا زمانہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پانچ سو ساٹھ سال پہلے تھا حضرت کے حق میں پیشین گوئی کرتا ہے - اور ایک شعر عربی میں لکھتا ہے - ؎
عَلٰی غَفْلَۃٍ یَاْتِی النَّبِیُّ مُحَمَّدٌ
فَیُخْبِرُ اَخْبَارًا صَدُوْقًا خَبِیْرُھَا
یعنے ناگاہ ایک نبی آئے گا جس کا اسم شریف محمدؐ ہوگا - پس وہ سچی خبریں اور بہتر بیان کرے گا -
اور مالک بن نضر جو جدِّ اعلیٰ تمام قریش کا ہے حضرت کے حق میں پیشین گوئی کرتا ہے - ؎
اِذَا الْعَبْثُ الْمَبْعُوْثُ مِنْ اٰلِ غَالِبٍ
بِمَکَّۃَ فِیْمَا بَیْنَ زَمْزَمَ وَالْحَجَرِ
ھُنَالِکَ فَابْغُوْا نَصْرَہٗ بِبِلَادِکُمْ
بَنِیْ عَامِرٍ اِنَّ السَّعَادَۃَ فِی النَّصْرِ
یعنے جب ایک نبی آل غالب سے مبعوث ہوگا - مکہ میں درمیان زمزم اور حجر کے اُس وقت وہاں تم کو اے بنی عامر چاہیئے کہ اپنی ولایت

سمیت اس کی مدد کو اُٹھ کھڑے ہو کیوں کہ تحقیق سعادت اُس کی نُصرت میں ہے۔

جاننا چاہیئے کہ قرار پانا نطفہ پاک مصطفویہ کا اور سپرد ہونا محمدیہ کا رحم آمنہ میں حج کے دنوں میں واقع ہوا تھا اور قول صحیح یہ ہے کہ درمیان تشریق کے دنوں کے روز جمعہ واقعہ ہوا تھا۔

روائیت ہے کہ اس رات کو ملک اور ملکوت میں پکار دیا گیا کہ تمام عالم کو انوار قدس سے روشن کر دیں۔ اور فرشتے زمین اور آسمان کے بہت بشرت اور خوشی میں آئے اور بہشت کے خازن کو حکم ہوا کہ فردوس بریں کے دروازے کھول دے۔ اور تمام عالم کو خوشبوئی سے معطر کر دے اور تمام آسمانوں کے طبقوں اور زمین کے بُقعوں میں خوشخبری دی گئی۔ کہ آج کی رات نور محمدی نے حضرت رحم مبارک میں قرار پایا۔ اور مروی ہے کہ اس شب کی صبح کو تمام روئے زمین کے بت اوندھے گر پڑے اور شیطان آسمان پر جانے سے روک دیا گیا۔ اور کوئی تخت کسی بادشاہ دنیا کا ایسا نہ تھا۔ جو اوندھا نہ ہوا اور اس شب میں کوئی مکان ایسا نہ تھا کہ جو روشن نہیں ہوا اور کوئی جانور ایسا نہ تھا جو حمد الٰہی کے ساتھ گویا نہیں ہوا اور اس نے خوش خبری نہیں دی۔ پہلے قحط کی نہائیت شدت تھی۔ عرب میں سبزہ نظر نہیں آتا تھا۔ چارپائے بھوکوں سے مر چلے تھے۔ خداوند تعالیٰ نے مینہ برسایا۔ اور سب درختوں کو سبز و شاداب کیا اور خوشی اور سرور و بہجت و نعمت نے ظہور کیا یہانتک کہ اس سال کا نام سنۃ الفتح والابتہاج رکھا گیا۔

حضرت آمنہ سے منقول ہے کہ مجھے حمل کا ثقل کچھ محسوس نہ ہوتا تھا جیسا کہ حاملہ عورتوں کو ہوتا ہے۔ صرف اتنی بات تھی کہ حیض منقطع ہو گیا تھا۔

ابو نعیم نے عباس سے یہ بھی روایت کی ہے کہ حضرت آمنہ کو رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے حاملہ ہونے کی ایک یہ بھی دلیل تھی کہ قریش کے

جتنے چارپائے تھے وہ اُس رات کو گویا تھے اور سب نے کہا کہ قسم ہے
پروردگار کعبہ کی کہ آمنہ کے حمل میں رسول آیا ہے جو تمام دنیا کا امام اور
اُس کے اہل کا چراغ ہے ۔

حضرت آمنہ کہتی ہیں کہ مجھ کو ایک آواز آئی اور میں کچھ سوتی تھی اور
کچھ جاگتی تھی کہ کوئی کہتا ہے کہ اے آمنہ تجھ کو وضع حمل ہونے کو ہے
اور میں نہ جانتی تھی کہ مجھے وضع حمل ہوگا پھر کہا تجھ سے اس امت کا بہتر
پیدا ہوگا اور ایک روایت میں ہے کہ تمام خلق سے جو بہتر ہے وہ پیدا ہوگا
اُس روز مجھے معلوم ہوا کہ مجھ سے لڑکا پیدا ہونے والا ہے ۔ اور حضرت
آمنہ کہتی ہیں کہ حمل کے ہر ایک مہینے میں آسمان اور زمین سے ایک آواز
میرے کان میں آتی تھی کہ تجھکو بشارت ہو کہ اب وہ وقت پہونچا ہے
کہ ظاہر ہوا چاہتا ہے ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم جو مبارک اور نیک ہو
اور یہ بھی حضرت آمنہ فرماتی ہیں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میرے شکم
میں تھے کہ میں نے ایک واقعہ دیکھا کہ ایک نور مجھ سے جُدا ہوا جس سے
تمام عالم منور ہوگیا ۔ اور میں نے بصرے کے محلوں کو دیکھا ۔

ولادت شریف بارھویں ربیع الاول کی روز دوشنبہ کو واقع ہوئی
تھی ۔ بوقت صبح صادق آفتاب کے طلوع سے پہلے ۔ ابو نعیم نے حسان
بن ثابت سے نقل کیا وہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی ولادت کے وقت میں طفل تھا میری عمر سات یا آٹھ برس کی تھی
اور سُنا کہ ایک یہودی اپنی قوم کے آگے فریاد کرتا ہے ۔ پس قوم نے
اُس کو کہا کہ تو کیوں فریاد کرتا ہے اُس نے کہا کہ احمد کے ستارہ نے طلوع
کیا ہے آج کی رات ۔

عثمان بن عاص اپنی ماں سے روایت کرتا ہے کہ اُنھوں نے بیان
کیا کہ میں رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کے وقت
حاضر ہوئی میں نے دیکھا کہ ایک نور سے تمام گھر اور مکان روشن ہوگئے
اور میں نے دیکھا کہ ستارے یہاں تک زمین کے قریب ہوگئے کہ

مجھے گمان ہوا کہ مجھ پر گرے پڑتے ہیں اور گھر تمام نور سے بھر گیا اور مشہور و صحیح حدیثوں میں آیا ہے کہ بی بی آمنہ نے کہا کہ جس شب میں کہ میرا وضع حمل ہوا تو میں نے ایک نور ایسا دیکھا جس سے شام کے قصر روشن ہو گئے اور میں نے اُن قصروں کو یہاں سے دیکھ لیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دائی حلیمہ سے مروی ہے۔ کہ بی بی آمنہ نے مجھ سے کہا کہ باہر آیا میرے اندام سے ایک ستارہ ایسا روشن کہ اُس سے زمین یہاں تک روشن ہو گئی کہ دیکھا میں نے شام کے قصروں کو اور وہ پیدا ہوا مجھ سے ایسا پاک صاف کہ چرک نہ تھی ساتھ اُس کے۔

حضرت کے تولد سے پہلے اُن کے والد فوت ہو چکے تھے۔ جس رات حضرت نے تولد پایا۔ صبح کے وقت ایک کاہن نے تمام قریش کو پکار کر کہا کہ گذشتہ شب ایک عالیشان رسول موعود کے تولد کی رات تھی جس کا باپ فوت ہو چکا ہے۔ جان لو کہ نبوت بنی اسرائیل سے منتقل ہو کر اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں آگئی اور رسول آخر الزمان پیدا ہوا اور رسالت ختم ہو گئی۔

عبدالرحمان بن عوف نے روایت کی ہے کہ کہا میری میری والدہ نے جس کا نام شفا تھا کہ جس وقت بی بی آمنہ کو حمل وضع ہوا اُس وقت مولود میرے ہاتھ میں پڑا جو ختنہ شدہ تھا اور چھینکا تب سُنا میں نے کہ کوئی شخص کہتا ہے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ ۔ شفا نے یہ کہا ہے کہ اُس وقت روشن ہوا ما بین مشرق اور مغرب کا یہاں تک کہ دیکھے میں نے شہر شام کے بعض قصروں کو اُس نور سے۔

اور بی بی آمنہ سے روائت ہے کہ جب مدت حمل میری چھ مہینے کو پہونچی۔ تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی کہتا ہے اے آمنہ تیری اُمید کا درخت بارور ہوا ہے ساتھ بہتری اہل عالم کے جس وقت وہ تجھ سے تولد پاوے تب نام اُس کا محمد رکھنا اور اپنے حال کو پوشیدہ رکھنا۔ اور نیز وہ کہتی ہیں کہ جب مجھ کو درد زہ شروع ہوا تو میں اُس وقت تنہا گھر میں تھی امد

عبد المطلب طواف میں تھے۔ میں نے ایک آواز سنی جس نے مجھے ہیبت میں ڈالا بعد اس کے دیکھتی ہوں کہ ایک طائر سفید میرے بازو کی طرف ہے جو میرے دل کو ملتا ہے اور دور ہوا مجھ سے وہ درد اور وہ خوف بعد اس کے دیکھتی ہوں کہ میرے نزدیک پیالہ شربت سفید رنگ کا رکھا ہوا ہے۔ اس سے میں نے پیا تو مجھے قرار اور سکون حاصل ہوا پھر دیکھتی ہوں کہ نور بلند میرے نزدیک سے اٹھا اور اپنے نزدیک عورتیں بلند قامت دیکھتی ہوں گویا وہ بلند بالا عورتیں عبد المناف کی بیٹیاں ہیں جو میرے پاس کھڑی ہیں۔ مجھ کو تعجب پیدا ہوا کہ یہ کہاں سے آگئیں تب ان عورتوں میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ میں آسیہ فرعون کی اہلیہ ہوں دوسری نے کہا کہ میں مریم عمران کی بیٹی ہوں اور یہ دوسری عورتیں حوریں بہشت کی ہیں اور حال مجھ پر دشوار ہوا اور ہر ساعت ایک آواز مہیب سنتی تھی جیسی پہلی سنی تھی اتنے میں دیکھتی ہوں کہ دیبائے سفید ہے جو دراز کھچا گیا درمیان آسمان اور زمین کے اور دیکھتی ہوں مردوں کو کہ آسمان اور زمین کے بیچ میں کھڑے ہیں اور ان کے ہاتھوں میں آفتابی اور ابریق چاندی کے ہیں بعد اس کے دیکھتی ہوں کہ طائروں نے اپنے پروں سے میرے حجرے کو پوشیدہ کیا جن کی منقاریں زمرد کی تھیں اور بازو ان کے یاقوت کے اور خداوند تعالیٰ نے میری نظر سے پردہ اٹھا دیا کہ میں نے مشارق اور مغارب ارض کو دیکھ لیا پھر پیدا ہوئے سردار عالم میں نے اس مولود مسعود کو دیکھا کہ سجدہ میں پڑا تھا اور دونوں انگشت مسبحہ کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھا جس طرح کوئی تضرع درازی میں ہو اور جناب باری کی پرستش و ستائش کر رہا تھا۔

پھر دیکھا کہ ایک ابر سفید نے اس کو پوشیدہ کر لیا اور میری نظر سے نہایت کر لیا اس حال میں سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے کہ اس کو مشرقوں اور مغربوں میں پھراؤ اور معلوم کرو کہ اس کا نام ماحی ہے یعنی محو کرنے والا آثار کفر و شرک کو اور وہ تمام اخلاق گذشتہ رسولوں کا محیط ہوگا۔ اور پھر وہ بادل کھل گیا تو یہ مولود مسعود

ایک سبز حریر کے پارچہ میں لپٹا ہوا ہے - اور اس حریر سے پانی ٹپکتا ہے کوئی گوئندہ کہتا ہے کہ بھیجا گیا رسول خاتم الانبیا دُنیا پر جس کے قبضہ اقتدار میں تمام خلقت ہوگی -

پھر میں نے اُس کے مُونھ منوّر پر دیکھا تو ایسا روشن تھا جیسا چودھویں رات کا چاند ہے اور اُس کے دہن مبارک سے خوشبوئے مشک اذفر کی نکلتی تھی - پھر تین مَردوں کو دیکھا کہ ایک کے ہاتھ میں ایک آفتابہ ہے چاندی کا اور ایک کے ہاتھ میں ایک لگن ہے زمرد سبز کی اور تیسرے شخص کے ہاتھ میں سفید حریر ہے - اُس وقت ایک نے ایک خاتم باہر نکالی جو نہایت تابدار تھی اُس انگوٹھی کو سات مرتبہ پانی سے دھوکر اس سرور عالم کے دونوں شانوں کے مابین مہر کی اور اُس حریر میں لپیٹ کر اپنی گود میں اُٹھا لیا اور اپنے بازوں سے ایک ساعت لگا کر مجھے سونپ دیا -

عبدالمطلب سے منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ سرور عالم کی شب ولادت میں مَیں کعبہ کے نزدیک تھا - جب آدھی رات گذری تب دیکھتا ہوں کہ کعبہ معظم مقام ابراہیم کی طرف مائل ہوا اور سجدہ میں گیا اور اُس سے یہہ آوازہ تکبیر کی آئی -

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ رَبُّ مُحَمَّدٍ الْمُصْطَفٰی - اَلَا اَنْ قَدْ طَھَّرَنِیْ رَبِّیْ مِنْ اَنْجَاسِ الْاَصْنَامِ وَاَرْجَاسِ الْمُشْرِکِیْنَ -

یعنے خدا بزرگ ہے خدا بزرگ ہے محمد مصطفے کا تحقیق یہ بات ہے کہ دھو ڈالیں مجھ سے میرے رَب نے نجاستیں بُتوں کی اور پاک کیا مجھ کو مشرکوں کی پلیدیوں اور بدعملیوں سے - اور غیب سے آواز پیدا ہوئی کہ قسم ہے کعبہ کے خدا کی کہ کعبہ خدا نے قبلہ اور جائے سکون رسول معظم محمد کا بنایا اُس وقت جتنے بُت خانہ کعبہ کے گرد تھے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے تھے اور اُن بُتوں میں جو بڑا بُت تھا جس کو ہبل کہتے تھے اوندھا گر پڑا تھا اور ندا آئی کہ پیدا ہوا آمنہ سے محمدؐ اور اُترا اُس پر سحاب رحمت خاص - اور ختنہ شدہ و ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے -

اُن آیات و کرامات سے غیر محدود سے عجیب تر و مشہور تر جنبش میں آنا اور کانپنا کسرے کے ایوان کا اور گرنا اُس ایوان پر سے چودہ کنگروں کا ہے اور خشک ہونا دریاے ساوہ کا اور بیٹھ جانا اُس ندی کے پانی کا زمین کی تہ میں اور جاری ہونا رودخانے کا جس کا نام وادی ساوہ ہے۔ اور بجھنا فارسیوں کے آتشکدہ کا جس میں ہزار برس سے آگ نہ بجھتی تھی کسرے اس وقوعہ سے خوفناک ہوا اور اُس نے بہت ناشکیبائی کی اور اُس کے پوشیدہ کرنے میں اُس نے دلیری کی اور دیر تک اُس نے یہ راز پوشیدہ رکھا۔

کسرے نے بیقرار و ہولناک و دہشت زدہ ہوکر کاہنوں کے پاس اپنے سفیر بھیجے خصوصاً سطیح کے پاس قاصد بھیجے۔ سطیح ایک کاہن کا نام ہے کہ کہانت کے علم میں سب سے زیادہ ماہر تھا اور حال اُس کا عجیب تھا جس کی حقیقت یہ ہے کہ اُس کے مفاصل نہ تھے یعنے بند اور ہڈیاں اُن میں نہ تھیں۔ ایک لوتھڑا گوشت کا معلوم ہوتا تھا صرف ایک سر کی کھوپری میں ہڈیاں تھیں مگر جس وقت غصہ میں ہوتا تو مشک کی مانند پھول جاتا اور اُٹھ بیٹھتا۔ اُس کو سطیح اسی واسطے کہتے تھے کہ وہ گویا گوشت کی ایک سطح تھی۔ لوگ جب اُس کو کہیں لے جانے کا ارادہ کرتے تو اُس کو لپیٹ لیتے جیسے کپڑا لپیٹا جاتا ہے اور چہرہ اُس کا اُس کے سینہ میں تھا گردن معدوم تھی عمر اُس کی اُس زمانہ میں چھ سو برس کے قریب پہونچی تھی۔ جب لوگ اُس سے کوئی غیبی بات پوچھنا چاہتے تو اُس کو حرکت دیتے جیسا مشک کو حرکت دیجاتی ہے۔ اس سے اُس کو تنفس ہوتا اور کہانت کرتا یعنے سانس لیتا اور غیب کی باتیں بیان کرتا جس وقت کسرے کا فرستادہ سطیح کے پاس پہونچا اُسوقت سطیح سکرات موت میں تھا۔ قاصد نے کسرے کی طرف سے سلام پہونچایا کاہن سے قاصد نے اپنی کلام کا کچھ جواب نہ پایا تب اُس نے سوچ کر اُس کی کان میں کچھ شعر پڑھے جو استکشاف حالات ہبل اور تمام بتوں کے اوندھے گرنے اور ایوان میں لرزہ پڑنے اور اُس کے کنگرے ٹوٹ جانے پر مشتمل

تھے کہ ان باتوں کا مآل و انجام کیا ہے۔
سطیح اُن بیتوں کا مضمون سُن کر جنبش میں آیا اور کہنے لگا کہ یہ سب علامات ظہور نور نبوت نبی آخر الزمان کے ہیں کہ ان شہروں کو تحت حکم کریگا اور کسریٰ کے تخت پر چودہ بادشاہ بادشاہی کریں گے اُس کے بعد اُن سے سلطنت منقطع ہو جائے گی۔ جب قاصد نے جس کا نام عبدالمسیح تھا کسریٰ کو یہ خبر پہونچائی تو کسریٰ نے چودہ سلطنتوں کے سُننے سے خوشی کی اور سمجھا کہ ابھی ہماری بادشاہی کا زمانہ بہت طول ہے پس پروردگار کے حکم سے اُن اکابر سے دس شخصوں نے چار سال میں بادشاہی کی یعنے جلدی جلدی مر گئے اور دوسرے ایام خلافت امیرالمومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک بادشاہ ہوئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کا ملک فتح کیا۔ جب کاہن نے اپنا کلام پورا کیا تو گر پڑا اور مر گیا۔
اور از آن جملہ بتوں کا اوندھا گرنا اور نگونسار ہونا ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ قریش کی ایک جماعت کا ایک بت تھا کہ ہر سال اس کے پاس جمع ہوتے تھے اور عید و جشن کرتے اور اُس بت کے آگے وہ جماعت معتکف بیٹھتی ایک رات اُنہوں نے دیکھا کہ وہ بت اپنی جگہ سے اوندھا گرا ہے تب اُنہوں نے اُسے اُٹھا کر اُس جگہ پر قایم کیا۔ پھر نگونسار ہو کر گر پڑا۔ پھر سیدھا کیا تیسری بار پھر بھی اُلٹا ہی گرا جب اُس جماعت نے یہ مشاہدہ کیا تو بہت غمگین اور ملول ہو کر اُس کو پھر اُس جگہ محکم کیا اچانک اُن کے کان میں بت کے اندر سے ایک آواز پہونچی کہ گوئیندہ یہ کہتا ہے۔ ؎

تَرَدّٰی لِمَوْلُوْدٍ اَضَاءَتْ بِنُوْرِہٖ
جَمِیْعُ فِجَاجِ الْاَرْضِ بِالشَّرْقِ وَالْغَرْبِ
وَخَرَّتْ لَہُ الْاَوْثَانُ طُرًّا وَاُرْعِدَتْ
قُلُوْبُ مُلُوْکِ الْاَرْضِ جَمْعًا مِنَ الرُّعْبِ

یعنے چادر پہنایا گیا مولود جس کے نور سے تمام زمین کی راہیں شرق سے غرب تک روشن ہو گئیں اور اس کی تعظیم کے لئے تمام بت اوندھے گر پڑے

اور تمام زمین کے بادشاہوں کے دل اُس کے رُعب و وحشت سے کانپ گئے ؛

حضرت مخدوم عالم کے دُودھ پلانے کی بابت اہل حدیث نے لکھا ہے کہ سات روز مائی آمنہ نے دُودھ دیا اور چند روز ثویبہ نے جو کنیزک ابوطالب کی تھی اُس نے دُودھ دیا - اور مشہور و معروف و مخصوص و ممتاز سعادت ارضاع میں حلیمہ سعدیہ ہے - جو اپنے نام کے مانند سعادت میں موصوف تھی بنی سعد بن بکر کی قوم سے تھی جو ایک قبیلہ مشہور عذوبت آب و اعتدال ہوا اور فصاحت و بلاغت میں ہے حلیمہ سے ابونعیم روایت کرتا ہے حلیمہ کہتی ہیں کہ ہم درمیان زمرہ بنی سعد کے واسطے طلب اطفال کے بغرض رضاعت مکے میں آئے اور اُس سال ایسا قحط باران تھا کہ ایک بوند آسمان سے زمین پر نہیں پڑتی تھی - اور ہمارے پاس ایک مادہ خر تھی کہ لاغری اور ناتوانی سے راہ نہیں چل سکتی تھی اور ایک اونٹنی تھی جو ایک قطرہ دُودھ نہ دیتی تھی اور میرے ہمراہ بچہ اور خاوند تھا عسرت سے ہمارا حال ایسا تباہ تھا کہ نہ رات کو نیند تھی نہ دن کو قرار و آرام تھا جب میری قوم کی عورتیں مکہ میں پہنچیں تو اُن سب نے لوگوں کے بچے دُودھ پلانے پر لیئے مگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو کسی نے نہ لیا کیوں کہ وہ سنتی تھیں کہ وہ یتیم ہے سب عورتوں کو دُودھ پلانے کے واسطے لڑکے مل گئے مگر مجھ کو کوئی نہ ملا - اُس وقت میں نے اپنے خاوند کو کہا کہ اب میں نہیں چاہتی کہ مکہ سے خالی جاؤں اور اپنے ساتھ کسی رضیع کو نہ لیجاؤں اس واسطے میں اسی یتیم کو رضاعت کے واسطے اُٹھا لیتی ہوں یہ کہکر میں نزدیک اُس یتیم کے گئی دیکھتی ہوں کہ وہ صوف کی چادر میں لپٹا ہوا ہے اور وہ چادر سفید رنگ کی تھی اُس سے خوشبو مشک کی فائح ہو رہی ہے اور اُس کے نیچے حریرہ سبز بچھا ہوا ہے وہ نیند میں تھا - میں نے اُس کو نہ جگایا - مگر میں اُس کے حسن و جمال کو دیکھ کر حیران رہگئی پھر آہستہ آہستہ کپڑا اُتارا اور سینے پر ہاتھ رکھا پس تبسم کیا اور اُس نے اور آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھنے لگا - اُس کی آنکھوں سے ایک نور نکلا جو آسمان کی طرف متصاعد ہوا پھر میں نے اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان

بوسہ دیا - اور اپنی گود میں بٹھلا کر دایاں پستان اُس کے موُنھ میں دیا - اُس نے
دودھ پیا - پھر جب میں نے چاہا کہ بایاں پستان اس کے موُنھ میں دوں تو اُس نے
اُس پستان کو موُنھ نہ لگایا اور اُس سے دودھ نہ پیا - اور وہ پستان عدالت و انصاف
کے روسے میری رضیعہ کے واسطے رکھا اسی طرح ہمیشہ داہنیں پستان سے دودھ
پیتے - پھر میں نے اُس مولود مسعود کو وہاں سے اُٹھا کر اپنے خاوند کو جا دکھایا وہ
بھی دیکھ کر اُس کے حسُن و جمال پر فریفتہ ہوا اِس حالت میں ہم نے اونٹنی کو دیکھا
تو شیر دار اور طاقتور ہوگئی تھی - ہم نے اُس کا دودھ دوہا اور پیا یہ دیکھ کر مجھے میرے
خاوند نے بشارت دی کہ تجھے اُس ذات مبارک کا لینا مبارک ہو یہ خیر و برکت اسی کے
سبب سے ہے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ اس کی خدمت سے خیر و برکت سے
زیادہ ہوتی جائے گی - حلیمہ کہتی ہیں کہ قوم کی عورتوں نے رضاعت کے واسطے
بچے لے کر ہر ایک نے اُن کے والدین کو وداع کیا - اور میں نے محمد صلے اللہ
علیہ وسلم کو اپنے آگے سوار کیا - اُن کے قدم کی برکت سے وہ مادہ خر رہوار اور
طاقتور ہوگئی اور فراخ قدم چلنے لگی - جب ہم کعبہ میں پہونچے تو حضرت نے سجدہ
کیا اور ہمارا مرکب یعنے وہ گدہی تمام قوم کی سواریوں سے آگے جاتی تھی اور ہوا
کی طرح تیز رفتار ہوئی - لوگ دیکھ کر حیران اور متعجب تھے - جو عورتیں ہمراہ تھیں
مجھ سے کہتی تھیں کہ اے حلیمہ یہ وہی تیرا دراز گوش ہے جو کہ آتی دفعہ گر گر پڑتا
تھا - کیا باعث ہے کہ یہ یکایک ایسا رہوار و توانا و فربہ ہوگیا میں نے یہ مرکب
اس بچے کی برکت سے ایسا فربہ و چالاک ہوگیا ہے - حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے اُس
مادہ خر سے یہ آواز سُنا کہ مجھ کو قسم ہے پروردگار کی کہ میں مرچکی تھی اور خداوند
نے مجھے اِس شاہسوار کی برکت سے زندہ کیا اور لاغری سے فربہی عنایت
کی اے زنان بنی سعد تم کیا جانتی ہو کہ یہ میری پیٹھ پر کون سوار ہے یہ سید المرسلین
ہے اور خیر الاولین والآخرین ہے - اور حلیمہ کہتی ہیں کہ راہ میں داہنیں بائیں
سے مجھے آواز آتی تھی کہ اے حلیمہ تجھے یہ مولود مسعود مبارک ہو تو اب غنی ہوگئی
اور بنی سعد کی عورتوں میں تیرا مرتبہ اعلےٰ ہوا اور راہ میں بکریوں کے گلے کے پاس
سے جو میں گذرتی تو بکریاں آگے آتیں اور کہتیں کہ جانتی ہے تو تیرا رضیع کون ہے

یہ خداوند تعالے کا حبیب اور رسول ہے اور جس منزل میں ہم اُترے تھے وہ مقام باوجود سخت قحط سالی اور عدم بارش کے سرسبز و شاداب ہوجاتا۔ جب ہم منازل بنی سعد میں پہونچے تو وہاں سخت قحط تھا اور زمین خشک ہورہی تھی میری بکریاں تروتازہ ہوگئیں اور جنگل سے آتیں تو اُن کے تھن دودھ سے بھرے ہوتے تھے دودھ اُن کا ختم نہ ہوتا تھا اور چند روزوں میں فربہ و توانا و حمل دار ہوئیں اور بچے دینے لگیں۔ ہماری قوم اپنے چرواہوں سے کہتی تھی کہ جس چراگاہ میں حلیمہ کے چرواہے بکریاں چراتے ہیں تم بھی وہاں کیوں نہیں چراتے اور وہ لوگ اس بات سے غافل تھے کہ یہ برکت ہمارے گھر میں کس بچے کے قدم سے ہے اور یہ برکت ونشاط چراگاہ غیب سے ہے اُن کے شبان بھی اپنی بکریاں ہماری چراگاہ میں چرانے لگے۔ حق تعالے نے اُن کی گوسفندوں میں خیر و برکت عطا فرمائی۔ جب تک سرور عالم ہماری قوم میں تھا جہان کی برکتیں ہمارے شامل حال تھیں اور ہم یہ برکتیں اُس کی ذات مبارک سے جانتے تھے۔ اور حلیمہ کہتی ہیں کہ آنحضرت کے تکلم کرنے کا وقت پہونچا۔ پہلا سخن جو اُس کی زبان پر جاری ہوا وہ یہ تھا۔

اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔

اور میں نے آدھی رات کے وقت آنحضرت سے سنا کہ فرماتے تھے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ قُدُّوْسٌ نَامَتِ الْعُيُوْنُ وَالرَّحْمٰنُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ط۔

یعنے کوئی نہیں خدا سوائے اللہ کے جو پاک ہے سوتی ہیں آنکھیں (لوگوں کی) نہیں پکڑتی اُس کو اونگھ اور نہ نیند۔ یعنے وہ نہیں سوتا۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ جب آنحضرت دو سال کے ہوئے اور اُن کے دودھ چھڑانے کا وقت پہونچا۔ میں اُس کو مکہ میں آمنہ کے پاس لائی۔ اور کہا کہ یہاں اکثر وبا رہتی ہے اس کو کچھ مدت اور ہمارے پاس رہنے دیجئے پس آمنہ نے ایک سال اور ہم کو رکھنے کی اجازت دی پس ہم اُس کو پھر لائے ایک دن ہم جس میں ایک نصاریٰ کی گروہ کے پاس سے گذرے تو انہوں نے عمیق

نظر سے اس بچہ کو دیکھا۔ سب اپنے کام چھوڑ کر اُن کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کے حال کا تفحص کرنے لگے اُن کے دونوں شانوں میں مہر نبوت کو دیکھا اور نقشوں پر دھیان کیا اور سرخی چشم کو دیکھا اور پوچھا کبھی یہ تمھارا فرزند درد چشم سے شکایت کرتا ہے ہم نے کہا نہیں وہ کہنے لگے کہ یہ سرخی اس کی آنکھ سے کبھی دور بھی ہو جاتی ہے ہم نے کہا نہیں کہنے لگے کہ جتنا مال تو ہم سے لینا چاہتی ہے ہم دیتے ہیں یہ لڑکا ہم کو دیدو کیونکہ ہم اس کو اپنے پاس رکھیں گے یہ ایک بڑا عالیشان شخص ہوگا۔ ہم نے کہا کہ یہ لڑکا ہم دے نہیں سکتے یہ ہمارے پاس امانت ہے اور ہم راتوں رات وہاں سے بھاگ کر اپنے گھر چلے گئے۔

جب تین سال کے ہوئے تو اپنے رضاعی بھائیوں کے ساتھ چراگاہ میں ریوڑ کے ساتھ جاتے تھے۔ ہاتھ میں لاٹھی لیتے اور خوش خوش جنگل کو جاتے اور رات کو واپس آتے۔ ایک دن سخت دھوپ تھی اور تیز لو چل رہی تھی تو میرا دل سخت بیقرار ہوا کہ آج اس نازک بچے کو دھوپ میں تکلیف نہ ہو جب خواہر رضاعی اُن کی میرے پاس آئی تو کہنے لگی کہ محمد ریوڑ میں پھر رہا تھا اور اُس کے سر پر بادل نے سایہ کیا ہوا تھا جس طرف جاتا ہے اُسی طرف وہ بادل اُس کے سر پر چلا جاتا ہے یہ سُنکر مجھے تسلی ہوئی۔

حلیمہ سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت اپنے بھائیوں کے ساتھ ریوڑ لے کر چراگاہ میں گئے ہوئے تھے کہ دوپہر کے وقت اُن کا رضاعی بھائی ضمرہ روتا چلاتا ہوا آیا اور کہا کہ اے مائی ہم دونوں بھائی آپس میں کھیل رہے تھے کہ ناگاہ ایک مرد پیدا ہوا اور بھائی قریشی کو اُٹھا کر پہاڑ پر لے گیا اور چھری سے اُس کا پیٹ چاک کر دیا۔ میں نے جب یہ بات سُنی تو اپنے خاوند سمیت دوڑتی ہوئی اُس پہاڑ پر پہونچی۔ دیکھا کہ تاباں چہرہ سے کھڑا ہوا ہے اور آسمان کی طرف دیکھ رہا ہے ہم نے آنکھوں اور پیشانی کو بوسہ دیا اور حال پوچھا آنحضرت فرمانے لگے کہ میں بھائیوں میں بیٹھا تھا کہ تین آدمی پہونچے ایک

کے ہاتھ میں چاندی کا کوزہ تھا اور دوسرے کے ہاتھ میں برف سفید کی بھری ہوئی لگن تھی۔ تیسرے مرد نے مجھے وہاں سے اُٹھایا اور پہاڑ پر لے گیا اور مجھے پیٹھ کے بل لٹا دیا اور میرا پیٹ ناف تک چھری سے چاک کر دیا میں دیکھتا تھا اور کچھ درد سب مجھے محسوس نہ ہوتا تھا شگاف کے اندر اُس مرد نے ہاتھ ڈالا اور دل نکال کر چیرا کوئی چیز سیاہ خون آلودہ نکالی اور باہر ڈالدی اور کہا کہ تیری دل میں یہ شیطان کا حصہ تھا جو باہر نکالا گیا پس تو شیطان کے فریب اور مکروں سے محفوظ و بے باک ہوگا۔ پھر چاندی کے آفتابہ والے مرد نے میرے دل کو دھویا اور میرے سینہ میں اپنی جگہ پر رکھا اور مرد برف دار نے میرے سینہ کو برف سے بھر دیا اور ہاتھ دل پر رکھ کر مُہر کی اور شگاف پر ہاتھ پھیرا تو وہ فی الحال آپسمیں مل گیا اور فی الفور مندمل ہوا برف کی سردی اور مُہر کی ٹھنڈک اب تک مجھے محسوس ہو رہی ہے اور نہایت راحت و لذت پا رہا ہوں پس نرمی سے مجھے اُٹھا اور سینے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا اور کہنے لگے کہ اے دوست مت ڈر اگر تو جانے کہ تیرے واسطے ہم کیا خیر و خوبی چاہتے ہیں تو تیری آنکھیں روشن ہوں اور تو شاد ہو جاوے یہ کہکر مجھے اُسی جگہ چھوڑ کر پرواز میں آئے میں دیکھتا رہا کہ وے آسمان کو جا پہنچے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اُس التیام یعنے جراحت کے ملنے کا نشان حضرت کے سینہ مبارک کے وسط میں لکیر کی مانند دراز اور باریک تھا شق صدر تین دفعہ وقوع میں آیا ہے پہلے اُس وقت جب کہ حلیمہ کے پاس تھے سن مبارک چھ برس کا تھا اور دوسرا دسویں برس میں اور تیسرا معراج کی رات میں واقع ہوا حلیمہ کہتی ہیں کہ اس شق صدر کے واقعہ کے بعد ہم نے لوگوں سے یہ حال بیان کیا لوگوں نے کہا کہ اس لڑکے کو کسی کاہن کے پاس لے جانا چاہیئے پس میں اُس کو ایک کاہن کے پاس لے گئی اور جو کچھ واقع ہوا کل حال مفصل بیان کیا کاہن نے جب سُنا بجلی کی طرح تڑپا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے سینہ سے لگا لیا اور فریاد کرنے لگا کہ اے قوم اس لڑکے کو ابھی مار ڈالو ورنہ یہ لڑکا تمھارے دین کو بیخ سے اُکھاڑ ڈالے گا اور اس پر غیب سے ایک دین

اُترے گا جو تمہارے کانوں نے نہ سُنا اور آنکھوں نے نہ دیکھا ہوگا پس ہم نے
مجھ کو اُس بلیہ کے ہاتھوں سے چھوڑا یا اور کہا کہ ہم نے تجھے دانا و زیرک سمجھ کر
تیری طرف رجوع کیا ہے تو خود دیوانہ اور بکواسی ہو گیا ہے بس اب بجھک مت
اور پھر ہم آنحضرتؐ کو گھر لائے اور میرے خاوند نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ ہم اس
امانت کو مالکوں کے پاس پہونچائیں پس میں اُن کو لے کر مکہ کو روانہ ہوئی۔
پس جب میں بطن مکہ میں پہونچی تو وہاں ایک گروہ کو بیٹھا ہوا دیکھا ناگاہ ایک
آواز ہیبت ناک سُنی۔ اپنے پیچھے پھر کر دیکھا تو آنحضرتؐ کو گم پایا! چپ و راست
ہر ایک طرف ڈھونڈا کہیں نہ پایا پس میں روتی ہوئی اور سر کو پیٹتی ہوئی نالہ کنان
جنگل میں پھر رہی تھی کہ ایک پیر مرد مجھ کو ملا اُس نے رونے کا سبب پوچھا میں نے
کہا کہ میرا فرزند گم ہوگیا ہے اُس نے کہا کہ خبردار قدم اُٹھا اور ہبل بت کے پاس
جا اور اُس کے قدموں میں سر رکھ کر فرزند گمشدہ کی التجا کر وہ تیرے پسر کو تیرے
پاس لائے گا میں نے کہا کہ شاید تو نے نہیں سُنا کہ اسی فرزند گمشدہ
کی تولد کی رات ہبل وغیرہ اصنام کا کیا حال ہوا تھا پس بوڑھے نے کہا
کہ میں تیرے واسطے ہبل کے پاس دعا مانگتا ہوں کہ تیرا پسر گمشدہ تجھے واپس
لا کر ملا دے یہ کہکر بوڑھا جلدی چلا اور میں اُس کے ساتھ تھی پس بوڑھا ہبل
بت کے اندر گرد گھومنے لگا۔ سات دفعہ طواف کیا اور اُس کے سر پر بوسہ
دیا اور سر اُس کے پاؤں میں رکھا اور کہا کہ اے ہبل تیرے احسانات قریش
پر بیشمار ہیں اور یہ عورت سعدیہ کہتی ہے کہ ایک لڑکا محمدؐ نام مجھ سے گم ہوگیا۔
جب حضرتؐ کا اسم شریف بوڑھے کے مونھ سے نکلا تو ہبل معہ تمام اصنام کے
اوندھا گرا۔ جب بوڑھے نے یہ حال دیکھا تو شرمندہ ہو کر وہاں سے نکلا اور
کہنے لگا کہ اس لڑکے کا حال عجیب ہے اس کا خداوند اس کو ضایع نہ کریگا
تو تسلی کر اور آرام سے شہر کے اطراف میں اُس کی تلاش کر پس اس خوف
سے کہ عبدالمطلب کہیں سُن کر مجھ سے ناراض ہوگا میں چالاکی سے عبدالمطلب
کے پاس گئی اور کہا کہ محمدؐ کو میں لائی تھی اور میرے ساتھ سے کہیں گم ہوگیا۔
عبدالمطلب کو سُنکر اس بات کا یقین ہوا کہ کہیں قریش نے اُس لڑکے کو

گم کر لیا ہے ۔ پس تیغ کھینچکر بلند آواز سے پکارا کہ اے آل غالب [illegible]
سب قریش جمع ہوئے اور سب مکہ کے اطراف [illegible]
دوڑنے لگے گرچہ انہوں نے اطراف کی [illegible] مگر وہ حضرت [illegible]
نہ ملا پس عبدالمطلب حرم شریف میں آیا اور طواف کیا اور دعا مانگی [illegible]
میرا بیٹا محمدؐ مجھے ملا دے ۔ عبدالمطلب نے غیب سے آواز سنا کہ محمدؐ کا خدا
اسے ضائع نہ کرے گا ۔ عبدالمطلب نے دعا کی کہ محمدؐ کہاں ہے پھر آواز آئی
کہ وادی تہامہ میں فلاں درخت کے پاس بیٹھا ہے ۔ عبدالمطلب اس طرف
روانہ ہوا اور ورقہ ابن نوفل ساتھ تھا باہر دونوں مل کر تہامہ میں گئے دیکھا کہ آنحضرتؐ
اس درخت کے نیچے بیٹھے ہیں عبدالمطلب نے ان کو اٹھایا اور مکہ میں لائے اور
حلیمہ کو بیشمار انعام دے کر وطن کو واپس کیا ۔

اس وقت حضرت کی عمر چھ سات سال کی تھی ۔ مائی آمنہ حضرت کو ہمراہ لے کر
قبیلہ بنی النجار میں اپنے والدین کی ملاقات کو گئیں جو مدینہ میں [illegible]
ام ایمن ان کے ہمراہ تھی ایک مہینہ وہاں رہیں [illegible] نے حضرت کو دیکھا
و پوچھا کہ لڑکے تیرا نام کیا ہے حضرت نے [illegible]
سے اپنے ننہیال کے گھر آئے [illegible] مائی [illegible] کے پاس آئے
کہ وہ لڑکا ہم کو دکھاؤ جس کا نام محمدؐ ہے پس حضرت کو مائی صاحبہ نے یہود کے
پاس بھیجا انہوں نے پیٹھ پر مہر نبوت دیکھی اور کئی [illegible] جو ان کی کتابوں
میں مرقوم تھے حضرت کے وجود مبارک پر دیکھتے رہے اور کہنے لگے خدا
کی قسم ہے کہ یہ لڑکا سارے جہان کا رسول ہوگا اور یہاں مدینہ میں ہجرت
کر کے آوے گا پس یہ خبر شہر مدینہ میں شہرت پا گئی اور تمام لوگوں میں
اس خبر کا غل ہوا پس آمنہ اس بات سے ڈریں اور حضرت کو لے کر مکہ کو روانہ
ہوئیں جب مقام ابوا میں پہنچیں تو وہاں سخت بیمار ہو گئیں ۔ حضرت اپنی والدہ
کے سرہانے بیٹھے تھے اور ام ایمن پاس تھی ۔ آمنہ کو جب ہوش آیا تو حضرت
کے چہرہ مبارک کو دیکھا اور یہ شعر پڑھے ۔

بارک اللہ فیک یا غلام ٭
ان صح ما ابصرت فی المنام ٭
فانت مبعوث الی الانام ٭
من عند ذی الجلال والاکرام

یعنی اللہ برکت کرے تجھ میں اے میرے لڑکے اگر سچ ہے جو کچھ مجھے خواب میں دکھایا گیا پس تو مخلوقات کی طرف بھیجا گیا - پروردگار صاحب جلال واکرام کی طرف سے -

پھر بی بی آمنہ نے کہا کہ فرزند رشید ہر ایک زندہ مرنے والا ہے اور ہر نیا پرانا ہونے والا ہے لیکن خداوند کا ہزار ہزار شکر ہے کہ میں نے اپنا نام زندہ چھوڑا اور مجھ سے پیدا ہوا یہ کہکر فوت ہوگئیں پس چاروں طرف سے جنوں کے رونے کی آواز آئی - جو کہتے تھے کہ آج رسول کی والدہ فوت ہوگئیں پس بی بی آمنہ کو مقام ابوا میں دفن کیا گیا اور بعض روایتوں میں ہے کہ آمنہ کی قبر حجون میں ہے جو مکہ سے بلندی کی طرف ہے -

ابن عباس کی روایت میں ہے کہ حضرت یاد کرتے تھے ان باتوں کو جو اس سفر میں اپنی والدہ کے ہمراہ مدینہ کی اقامت میں دیکھی تھیں اور جب نظر کرتے جائے نزول پر تب فرماتے کہ اس منزل میں میری والدہ نے نزول کیا تھا اور اس جگہ قوم یہود کی آمدورفت کرتی تھی اور سب مجھے دیکھتے اور کہتے کہ یہ پیغمبر ہے اس امت کا اور یہ دار ہجرت ہے اس کا مجھ کو سب یاد ہے -

بی بی آمنہ صاحبہ کی وفات کے بعد حضرت کی کفالت کے متصدی عبدالمطلب ہوئے حضرت کو نہایت عزیز ومحترم رکھتے اور بہت پیار کرتے حضرت موجود نہ ہوتے تو کھانا نہ کھاتے اور کہتے کہ میں امیدوار ہوں کہ یہ فرزند میرا بزرگی میں اس رتبہ کو پہونچے گا کہ اہل عرب میں سے کوئی اس سے زیادہ اس رتبہ کو نہ پہونچا ہو اہل قیافہ عبدالمطلب کو کہتے تھے کہ اس فرزند کو بڑی حفاظت سے رکھنا کیونکہ اس کا قدم ابراہیم کے قدم سے مشابہ ہے - عبدالمطلب

آنحضرت کو حرم میں اپنی دعاؤں میں شامل کرتے اور جس مشکل کے واسطے حضرت کو لے جاتے وہ آسان ہو جاتی ۔ چنانچہ ایک دفعہ سخت قحط پڑا لوگوں نے عبدالمطلب کو استسقا کی دعا کرنے کے واسطے کہا تو عبدالمطلب نے آنحضرت کو اپنے شانوں پر اٹھا لیا اور کوہ ابو قبیس پر نزول باران کے واسطے دعا کرنے کو گئے خداوند کے فضل سے ایسا مینہ برسا کہ گذرے ہوئے برسوں کی خشکی کی تلافی ظہور میں آئی ۔

جب عبدالمطلب نے وفات پائی تو بقول بعض عمر ان کی اس وقت ایک سو بیس سال کی تھی اور بقول بعض ایک سو چالیس سال کی رحلت کے وقت آنحضرت کی کفالت کا عہدہ ابو طالب کے ذمہ پر مقرر کیا اگرچہ زبیر بن عبدالمطلب بھی حضرت کے بڑے چچا تھے لیکن درمیان عبداللہ اور ابو طالب کے زیادہ ارتباط و محبت تھی اس لئے عبداللہ نے ابو طالب کو حضرت کی محافظت و تربیت کی وصیت کی ۔ روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت سے پوچھا کہ یا حضرت آپ کو اپنے جد کی رحلت کا حوال یاد ہے فرمایا ہاں یاد ہے ۔ میں اس وقت آٹھ برس کا تھا ۔

پس ابو طالب حضرت کے ساتھ نہایت پیار رکھتے تھے اور بل کر کھانا کھاتے اور ہر وقت اپنے ہمراہ رکھتے ۔ ابو طالب نے حضرت کی مدح میں بہت اشعار کہے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے ۔

وَشَقَّ لَهُ مِنْ إِسْمِهِ لِيُجِلَّهُ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

حسان بن ثابت نے اس بیت کو اس طرح تضمین کیا ہے ۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَرْسَلَ عَبْدَهُ
بِآيَاتِهِ وَاللّٰهُ أَعْلَى وَأَمْجَدُ
وَشَقَّ لَهُ مِنْ إِسْمِهِ لِيُجِلَّهُ
فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُودٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

کیا نہیں دیکھا تو نے کہ تحقیق اللہ نے اپنے بندہ کو بھیجا اپنے نشانوں کے

ساتھ اور اللہ بلند اور بزرگ تر ہے اور نکالا اُس کے نام کو اپنے نام سے اکہ صاحب جلال و عظمت بناوے اوسکو پس صاحب عرش کا نام محمود ہے اور یہہ محمد ہے۔

پس ابو طالب بموجب وصیت اپنے باپ کے آنحضرت کی تربیت و پرورش مین حسن طور پر عمل کرتا تھا۔ ہر وقت اپنے گردن پر سوار کر کے لئے پھرتا تھا ابو طالب نے جب معلوم کرلیا کہ بتوں کو برا جانتا ہے۔ تو حضرت کو بتون کی پاس نہ لیجاتے تھے۔ ہر ایک کھانے کی چیز پہلے آنحضرت کو دیتے پھر اپنے عیال مین تقسیم کرتے۔ ابو طالب کے عہد کفالت مین بھی مکہ مین قحط پڑا تھا۔ روایت ہے۔ عرفطہ سے وہ لکھتا ہے کہ مکہ مین گیا تھا۔ اور اُس سال قحط عظیم تھا استسقا کرنے کے واسطے قریش ابو طالب کے پاس گئے۔ ابو طالب اُن کی التماس قبول کر کے گھر سے باہر نکلے۔ اس حال مین کہ اُن کے گرد و پیش قریش کے لڑکے مین اور اون کے لڑکون مین ایک خوبصورت لڑکا مثل آفتاب تابان تھا گھر سے اسطرح نکلا جسطرح آفتاب بدلی سے نکلے اور پردہ ابر کا اوسکے موبنہ سے اٹھ جاوے۔ ابو طالب نے اوس کودک کی پشت کو کعبہ سے لگا کر اُس کو کھڑا کیا اور اُس لڑکے نے اپنی انگشت مبارک سے آسمان کیطرف اشارت کی حالانکہ اُس وقت آسمان پر کہین ابر نہ تھا یکایک ابر کے ٹکڑے ہر جانب سے نمودار ہوئے۔ اور آسمان پر چھا گئی اور ایسی بارش ہوئی کہ ندی نالے بہ نکلے۔ جنگل اور جھیل لبالب ہوگئے۔

جب حضرت بارہ سال کے ہوئے تو ابو طالب نے شام کا ارادہ کیا اور چاہا کہ حضرت کو مکان پر چھوڑ جاوین حضرت نے فرمایا کہ اے چچا آپ مجھے یہان کس کے اعتماد پر چھوڑ چلے ہین اور کس کو سونپے چلے ہین مین بھی آپ کے ہمراہ آونگا۔ ابو طالب نے یہہ کلام جانگداز سنکر اون کو چھاتی سے لگایا۔ اور اپنے ہمراہ لیکر شام کے قافلہ کیساتھ روانہ ہوئے جب شہر بصرے چھ کوس رہا تو ایک گانون مین مقام کیا۔ وہان ایک صومعہ یعنی عبادتخانہ تہا جس مین بحیرا نام راہب رہتا تہا اور آسمانی کتابون سے واقف تہا اوسکو معلوم تہا کہ پیغمبر آخر الزمان اس صومعہ کے

پاس ہیری کے درخت کے نیچے اُترینگے وہ اسی انتظار مین بیٹھا ہوا اپنی عمر بسر کرتا تھا۔ جب قریش کا کوئی قافلہ اُس راہ سے گذرتا تو وہ اپنے صومعہ سے نکلتا اور اوس قافلہ مین حضرت کو جن نشانون سے کہ جانتا تھا ڈھونڈھتا اور جب نشان نہ پاتا تو پھر صومعہ مین داخل ہوجاتا۔ جب قریش کا قافلہ گھاٹی سے اوتر کر نمودار ہوا تو بحیرا نے دور سے دیکھا کہ ابر کا ٹکڑا آنحضرت کے سر پر سایہ افگن ہے۔ اُس کو یقین ہوا کہ اس قافلہ مین وہ پیغمبر موعود ہے جب قافلہ آنکر اُترا تو بحیرا نے اُن کی دعوت کی اور اپنے خادم کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ ای اہل مکہ آج تم سب لوگ اس فقیر خانہ مین تشریف لاؤ اور میری دعوت قبول کرو۔ قافلہ کے لوگون نے آپس مین کہا کہ آگے جب ہمارا قافلہ آتا تھا تو راہب کبھی التفات بھی نکرتا تھا اب تپاک سے ضیافت کرنے کا کیا سبب ہے بہرحال یہ سب لوگ ضیافت کھانے کو گئے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بسبب صغر سن کے مکان پر چھوڑ آئے راہب نے ہر چند لوگون کے موںھ دیکھے مگر آئینہ جمال محمدی صلی اللہ علیہ وسلم نظر نہ آیا حیران ہوکر پوچھا کہ کوئی اور بھی تمہارے ہمراہیون سے باقی ہے۔ قافلہ والون نے کہا کہ ایک نوعمر لڑکے کو ہم مکان پر چھوڑ آئے ہین راہب نے ابوطالب سے کہکر حضرت کو بھی بلوایا۔ بحیرا نے دیکھتے ہی نبوت کی نشانون سے پہچانا اور بہت تعظیم وتکریم سے بیٹھایا بعد کھانے کے ابوطالب سے کہا کہ تم اس نلینہ اقبال کو فرماؤ کہ جو کچھ مین اس سے پوچھون سو مجھ سے پوشیدہ نہ رکھے حضرت نے بموجب فرمان ابوطالب کے فرمایا کہ کیا پوچھتے ہو اُس نے کہا کہ مین تمکو لات اور عزی کی قسم دیتا ہون کہ جو مین پوچھون سو میرا جواب دو حضرت نے فرمایا کہ ان بتون کا نام میرے سامنے ست لے مین کسی چیز کو اُن کے برابر دشمن نہین جانتا بحیرا نے کہا تو چادر اپنی اُٹھا جو مین نشان تیری شان کا دیکھون جب حضرت نے چادر اُٹھائی بحیرہ نے فی الحال اُس نشانی کو جو مہر نبوت تھی چوما اور بولا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ تو وہی پیغمبر آخر الزمان ہے جسکا بیان آسمانی کتابون مین ہے عنقریب ہے کہ مشرق اور مغرب تیرے نور سے منور ہوگا۔ ای ابوطالب اگر تو اسکو عزیز رکھتا ہے تو شام کی طرف سکو مت لیجا اسواسطے کہ نبوت کی علامتین اس مین مانند صبح

نہ جانے دیا اس وقت مین ابو طالب خوش ہوکر راہب کی بات قبول کی اور اپنا مال وہین بیچکر مکہ کو روانہ ہوئے۔

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس برس کی ہوئی تو ابو طالب نے اپنی تنگی حالت دیکھکر کہا کہ قافلہ قریش کا شام کو جاتا ہے اور خدیجہ خویلد کی بیٹی اپنا مال لوگون کو دیتی ہے۔ اگر تم بھی تجارت کیواسطے کچھ اوس سے طلب کرو تو یقین ہے کہ دیویگی۔ اس سبب سے ہمکو نفع ہوگا۔ یہہ خبر خدیجہ کو پہنچی اوسنے حضرت سے پیغام کیا کہ اگر تم یہہ ارادہ کرو تو مین اورون سے دوگنا دونگی اسواسطے کہ تمہاری دیانت وامانت سب پر ظاہر ہے۔ ابو طالب خوش ہوئے اور خدیجہ نے بھی بموجب وعدہ کے عمل کیا اور میسرہ نام اپنے غلام کو جو خرید وفروخت سے واقف تھا ہمراہ کرکے شام کے قافلہ کیساتھ روانہ کیا میسرہ رستے مین حضرت سے عجیب عجیب کرامتین دیکھتا تھا اور نہایت اعتقاد سے خدمت کرتا تھا جب بحیرا راہب کی منزل مین پہنچے تو وہ تو عالم عقبیٰ کو پہنچ چکا تھا اور نسطورا راہب اسکی جگہ پر مسند نشین تھا وہ آسمانی کتابون سے احوال سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا جانتا تھا جب میسرہ کی زبانی سنا تو بولا کہ مین مدت سے اس عبادتخانہ مین اس جمال کے دیکھنے کا منتظر تھا الحمد للہ کہ مین تمنا کو پہنچا لیکن تجھکو وصیت کرتا ہون کہ شام کے جانے کے ارادہ کو فسخ کرو۔ اور اس شخص کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھو اسواسطے کہ شام کے یہود اسکے دشمن ہین مبادا کچھہ زیان پہنچائین میسرہ نے نسطورا کی نصیحت سنلی اور آنحضرت کی خدمت مین رہا اور بصریٰ مین اپنا اسباب تجارت بیچکر مکہ کو روانہ ہوا۔ اتفاقاً دوپہر کا وقت تہا کہ مکہ کے میدان مین پہنچے خدیجہ نے اپنے بالاخانہ سے دیکھا کہ ایک دو شتر سوار چلے آتے ہین اور ایک کے سر پر دو مرغ سایہ کررہے ہین یہہ تماشا دیکھکر مشتاق ہوکر کہنے لگی کہ خدا کرے یہہ دونون مسافر میرے مکان پر اوترین جب حضرت اور میسرہ آن پہنچے اور اوسنے کچھہ حال مرغون کے سایہ کرنیکا اور طعام مین برکت ہونے کا اور نسطورہ کی تعریف کرنیکا سنا۔ اور دیکھا تھا کہہ سنایا خدیجہ کے دل مین محبت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم

کی راسخ ہوئی اور ارادہ نکاح کا مصمم کیا۔ چنانچہ [illegible]
حسن اور شرافت اور مال کے خدیجہ کے نکاح کی اہل تھی [illegible]
اُس بی بی کی تقدیر مین تھی کہ یہہ سعادت دارین اونکو [illegible]
سفر سے خدیجہ نے ایک عورت کو اپنا رازدار بنا کر [illegible]
مین جاکر عرض کی کہ ای محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
کمال باطن عنایت کیا کس واسطے نکاح نہین کرتے حضرت [illegible] فرمایا [illegible] نکاح
کا بالفعل موجود نہین اُس عورت نے کہا کہ اگر کوئی بی بی صاحب [illegible]
پیدا ہو۔ اور یہہ سب بار اپنے اوپر اوٹھاوے اور اپنا مال و جمال تیری
نذر کرے تو قبول کریگا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کون ہے اُسنے
کہا وہ خدیجہ خویلد کی بیٹی ہے پہر فرمایا کہ اسکا مین کسکو وسیلہ کرون اوسنے کہا
کہ مین اس مہم کی درستی کردونگی اور اس پیوند کو وصل دیکر مستحکم بناؤنگی۔ جب
خدیجہ نے یہہ مژدہ سُنا تو ورقہ بن نوفل کو حضرت کے پاس بھیجا اور کہلایا کہ اپنے
اقربا مین سے جو صاحبان عزت مین اونکو بھیجو۔ حضرت حمزہ تشریف لیگئے اور
نکاح کا دن مقرر ہوا پہر ابوطالب اور ارکان قوم حاضر ہوئے اور خطبہ نکاح کا
کمال فصاحت و بلاغت سے ابوطالب نے پڑھا اور مہر معجل چارسو مثقال
کے ضامن ہوئے اور ورقہ بن نوفل نے طرف ثانی سے نہایت سلاست اور
لطافت سے خطبہ سنایا بعد اُسکے ایجاب و قبول دونون طرف سے کیا گیا۔
پہر ابوطالب کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فراغت معیشت اور فراخی گذران سے
فرحت حاصل ہوئی حضرت کی پینتیس سال کی عمر ہوئی تو قریش نے کعبہ بنانے کا
ارادہ کیا سبب اوس کا یہہ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام
کی تعمیر مین کعبہ کی چھت نہ تھی۔ بلکہ صرف چار دیواری
تھی۔ اور سیل کے پانی سے بنیاد دیوارون کی سُست
ہوکر گرنے کے قریب آ پہونچی تھی۔ اتفاقاً ان
دنون مین ایک عمدہ جہاز روم کا جدے کے پاس
آن کر ٹوٹ گیا۔ قریش نے یہہ خبر سُن کر غنیمت جانا

اور ولید بن مغیرہ نے جدہ میں جاکر اُس جہاز کی لکڑیاں خریدیں کاریگروں کو جمع کیا اور چھت بنانے کی تجویز کی اور یوں مقرر کیا کہ موافق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بنا کے بناویں کم و بیش نہ کریں لیکن خرچ نے وفا نہ کی کہ موافق بنا ے ابراہیم کے تیار کریں لاچار ہو کر حطیم کو اُس بنا سے نکال ڈالا چنانچہ آج تک حطیم کعبہ سے باہر اور طواف کرتے وقت حطیم کو درمیان میں لے کر طواف کرتے ہیں پھر چاروں طرفوں کو قبائل عرب پر تقسیم کر کے بنانا شروع کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بھی پتھر کھینچنے میں سب کے ساتھ شریک رہتے تھے جب حجر اسود رکھنے کا وقت آیا تو قوم قریش میں مخالفت ہوئی ہر ایک چاہتا کہ یہ سعادت ہم حاصل کریں ہر گروہ کے لوگ اپنی اپنی فضیلتیں بیان کرتے تھے اور حجتیں قایم کرتے تھے یہانتک کہ نوبت خانہ جنگی اور کشت و خون پر پہونچی ولید بن مغیرہ نے جو قریشوں میں بزرگ اور بوڑھا تھا جوان قریشیں کو قتل و قتال سے منع کر کے یوں صلاح ٹھہرائی کہ کل فجر کو جو سب سے آگے بنی شیبہ کے دروازے سے حرم میں آوے وہ ہمارا حاکم ہے اس حکم پر سب راضی ہوئے اتفاقاً فجر کو سب سے اول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال دانائی سے اپنی چادر مبارک کو بچھایا اور حجر اسود چادر میں رکھ کر فرمایا کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک آدمی کو اختیار کرو جو اس چادر کا کونہ پکڑے تا سب قومیں اس سعادت سے محروم نہ رہیں جب سب نے اس دستور سے چادر کو پکڑا دیوار کے پاس لے گئے تب آنحضرت نے فرمایا کہ میں اب تم سب کی طرف سے وکالت کرتا ہوں پس حضرت نے اپنے دست حق پرست سے اُس کے مقام پر رکھ دیا سب لوگ خوشی سے بیٹھ گئے اور نزاع اُٹھ گئی اور حضرت کی کمال دانائی پر سب نے آفرین آفرین و مرحبا مرحبا کی۔

جب نبوت کی صبح روشن ہونے کا وقت نزدیک ہوا اور علامتیں رسالت کی ظاہر ہونے لگیں تو اوّل اچھی اچھی خوابیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم دیکھنے لگے جو خواب دیکھتے تھے اثر اس کا بعینہٖ ظاہر ہوتا تھا اور اکثر چلتے پھرتے وقت پتھر یا درخت میں سے آواز آتی تھی۔

السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُولَ اللّٰہِ

جب ظہور نبوت کا وقت نزدیک پہونچا تب حضرت کو خلوت اور گوشہ گزین محبوب ہوئی اور تنہائی پسند رکھتے تھے اور لوگوں سے کنارہ کرتے تھے کئی روز کا توشہ ساتھ لے کر کوہ حرا میں جو مکہ سے تین کوس ہے اور وہاں سے کعبہ شریف نظر آتا ہے وہاں جاکر عبادت کرتے اور متوجہ بجناب رب العزت ہو کر مستغرق بیٹھتے وہاں ایک غار ہے اس غار میں اکثر رہتے تھے چھ مہینے اسی طرح سے گذرے بعد اس کے رمضان کی سترویں تاریخ دوشنبہ کے دن جبرائیل امین بحکم باری تعالےٰ حاضر ہوئے حضرت تکیہ لگاکر بیٹھے تھے کہ جبرائیل علیہ السلام نے پیچھے سے آن کر ایک چادر دیبائے سبز کی جس پر نورانی حروف مرقوم تھے۔ حضرت کے سر پر ڈالی اور کہا کہ اِقْرَءْ یعنے پڑھ حضرت اُٹھ کر سیدھے بیٹھ گئے اور اِدھر اُدھر نظر کی کوئی نظر نہ آیا۔ پھر لیٹ گئے دوسری بار وحی ظاہر ہوا اور کہا کہ قُمْ یَا مُحَمَّدُ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سر اُٹھاکر جو دیکھا تو ایک شخص عظیم القامت پاکیزہ صورت نظر آیا زمین سے آسمان تک اس کا جسم محیط ہے۔ آنحضرت نے پوچھا مَنْ اَنْتَ رَحِمَكَ اللهُ یعنے کون ہے تو رحمت کرے تجھ پر اللہ تعالےٰ کہا کہ میں جبرائیل ہوں اور حضرت سے فرمایا کہ اِقْرَءْ یعنے پڑھ تو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں کچھ پڑھا ہوا نہیں پھر جبرائیل علیہ السلام نے حضرت کو پکڑا۔ اور ایسا دبوچا کہ طاقت نہ رہی پھر چھوڑ کر کہا پڑھ تو پھر حضرت نے فرمایا کہ میں پڑھا ہوا نہیں ہوں پھر ایسا دبوچا کہ بے طاقت ہوگئے جب تیسری بار یہی معاملہ گذرا تو حضرت نے فرمایا کہ کیا پڑھوں تب جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔

اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ ط اِقْرَءْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ ط عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْ ط

پھر جبرائیل علیہ السلام نے غار سے اپنا پر ایک مکان پر مارا وہاں ایک پانی کا چشمہ پیدا ہوا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو وضو سکھایا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام امام ہوئے اور حضرتؐ نے پیچھے اقتدا کیا دو رکعت نماز پڑھائی۔ پھر جبرائیلؑ تو غائب ہوگئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم وہاں سے اُن آیتوں کو پڑھتے ہوئے خدیجہ کے پاس آئے نہایت خوف و رعب سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا دل

کانپتا تھا۔ خدیجہ نے حضرت کو خوف زدہ دیکھ کر بغل میں پکڑا اور کہا کہ آپ کیوں خوف زدہ ہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زَمِّلُونِیْ زَمِّلُونِیْ یعنے مجھے چادر میں لپیٹو خدیجہ نے کپڑے اور گلیم حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اوپر اوڑھ دیئے۔ حضرت نے بعد زوال خوف کے اُن آیتوں کو پڑھ کر سنایا اور فرمایا کہ مجھ پر ایسے احوال عارض ہوتے ہیں شاید زندہ نہ رہوں گا اُس علامہ عورت نے حضرت کی تسلی کی کہ قسم ہے خدا کی وہ تجھکو خواری اور ہلاکت میں نہ ڈالے گا اس واسطے کہ تو مہمان نوازی اور مسکینوں کی کارسازی کرتا ہے اور اپنی نیک خو سے خداوند کو راضی رکھتا ہے پھر خدیجہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لیکر ورقہ بن نوفل کے گھر جو اُن کا چچازاد بھائی تھا لے گئیں ورقہ بن نوفل توراۃ وانجیل کو عبرانی سے عربی ترجمہ کرتا تھا اور اُن کتابوں کے دیکھنے سے پیغمبر آخرالزمان کا مشتاق تھا خدیجہ نے کہا کہ اپنے بھتیجے کا احوال گوش دل سے سن اور اُس کو تسلی دے ورقہ نے کہا کہ اے بھتیجے کہو کیا دیکھا اور کیا سنا۔ حضرت نے تمام احوال معہ اُن آیتوں کے سنایا ورقہ حضرت کی مدح سرائی کرنے لگا۔ کہ مبارک ہو تجھ کو اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم یہ جبرائیل ناموس اکبر ہے کہ موسےٰ و عیسےٰ علیہ السلام پر نازل ہوتا تھا اب تیری نوبت پہونچی ہے یقیناً جان لے کہ تو نبی آخرالزمان خاتم پیغمبران ہے اور کہا کہ اے افسوس میں جوان ہوتا اور میرا بدن توانا ہوتا جب تیری قوم تجھ کو نکالتی تو میں تیرے ساتھ شریک بدل و جان ہوتا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قوم کے ہاتھ سے میرے نکالنے کی بھی نوبت پہونچے گی۔ ورقہ نے کہا کہ جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے اور وہ شخص دعوت رسالت شروع کرتا ہے تو بیشک قوم اُس کی دشمن ہوتی ہے جب ورقہ کی باتوں سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تسلی ہوئی تو حضرت خدیجہ کے ساتھ گھر کو آئے پھر چند مدت وحی آنے میں دیر ہوئی اس واسطے خاطر مبارک نہایت غمگین رہتی تھی یہانتک کہ ایک دن بہت غم سے پہاڑ پر چڑھے اور چاہا کہ اپنے آپ کو پہاڑ سے گرادیں اتنے میں ایک آواز سنی گیا دیکھتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام درمیان آسمان و زمین کے ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے محمد صلی اللہ

علیہ وسلم تو رسول برحق ہے اس بات کے سننے سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کو تسلی ہوئی لیکن جبرائیل کی شکل عظیم دیکھنے سے بہت رعب دل میں آیا اور گھر
میں آن کر کپڑوں میں لپٹ کر پڑے پھر جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور
یہ آیت پڑھی ۔
یَا اَیُّھَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَاَنْذِرْ وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ ۔
یعنے اے کپڑوں میں لپٹنے والے اٹھ پس لوگوں کو ڈرا اور اللہ اپنے پروردگار
کی بڑائی بول ۔ جب پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم امت کے ڈرانے کا اور
رسالت کے پہونچانے کا ہوا تو پہلے خدیجہ رضی اللہ عنہا کو اس حال سے آگاہ کیا
اس بی بی سعادت مند نے فی الفور اسلام قبول کیا ۔ بعد اس کے حضرت امیر المومنین
ابن عم رسول زوج بتول مرتضےٰ علی کرم اللہ وجہہ نے اسلام قبول کیا کہ عمر ان
کی آٹھ برس کی تھی جیسا خود حضرت علی اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں ؎

سَبَقْتُکُمْ اِلَی الْاِسْلَامِ طُرًّا
صَبِیًّا وَّمَا بَلَغْتُ اَوَانَ حُلُمِیْ

یعنے میں نے تم سب سے پہلے اسلام قبول کرنے میں پیش دستی کی ۔
درآں حال کہ میں لڑکا تھا اور بلوغت کے وقت کو نہ پہونچا تھا ۔

پھر پیشوائے ارکان تحقیق اور سر حلقہ صاحبان تدقیق حضرت عتیق ابابکر
صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ان دنوں میں یمن کی طرف تجارت کو گئے تھے
وہاں ایک راہب نے کہ جس کی عمر تین سو نوے سال کی تھی ابو بکر صدیق کو
دیکھا اور ان کی قوم اور نسب پوچھی اور ایک خال سیاہ ان کی ناف پر اور ایک
نشانی ران پر دیکھ کر کہا کہ جب تو وطن کو پہونچے تو پیغمبر آخر الزمان پیدا ہوا ہوگا
اور بالغ مردوں سے اول سب سے پہلے تو ایمان لاوے گا جلد جا اور اس
دولت عظمیٰ کو حاصل کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب مکہ میں پہونچے تو
اول ابوجہل اور عقبہ بن ابی معیط سے ملاقات کر کے کہا کچھ خبر تازہ ہے
وہ بولے کہ ہاں ۔ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب دعوے نبوت کا کرتا ہے
اور تیرا بڑا دوست ہے تو جا کر اس کو نصیحت کر اور اس بات سے باز رکھ کہ

اس فتنہ کی نسبت کہا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے قریش کو تسلی دی اور آپ پاس سے حضرت کے مکان پر جا کر احوال مزاج کا پوچھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو قحافہ کے بیٹے جان لے کہ میں رسول خدا ہوں اور تمام خلق کی ہدایت کے واسطے خداوند تعالےٰ کی طرف سے بھیجا گیا ہوں، اس وقت کو غنیمت جان اور باتفاق امت سے پہلے مسلمان ہو۔ پھر حضرت نے جو کچھ حال راہب نے ابوبکر سے کہا تھا حرف بحرف بیان کیا ابوبکر صدیق حیران رہ گئے کہ مجھ کو یہ حال کس نے کہا فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے ابھی یہ خبر مجھ کو پہونچائی ہے ابوبکر نے کہا کہ۔

اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔

پھر حضرت ابوبکر کے اہتمام اور ترغیب سے عثمان بن عفان اور زبیر بن عوام اور عبدالرحمان بن عوف اور طلحہ بن عبیداللہ اور سعد بن ابی وقاص ایمان لائے اسی واسطے ان کو سباق الاسلام کہتے ہیں پھر ابو عبیدہ عامر و ابو سلمہ اور ارقم مخزومی اور عثمان و عبداللہ بن مسعود اور سعید بن زید اور فاطمہ بنت خطاب اور عورتوں سے خدیجہ کے بعد ام الفضل زوجہ عباس اور اسمائ بنت ابی بکر ایمان لائیں۔ پھر وحی متواتر آنے لگا اور اسلام لانے لگے جب تک حضرت بتوں کی بدگوئی و مذمت نہ کرتے تھے تب تک قریش حضرت کے متعرض نہ ہوتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ عبدالمطلب کا پوتا آسمانی خبریں دیتا ہے۔ جب حضرت نے بحکم خداوند جلیل ان کے جھوٹے خداؤں کا عیب بیان کرنا شروع کیا اور زبان طعنہ کی دراز کی تو سرداران عرب نے عداوت کی تلوار میان سے کھینچی اور مسلمانوں کو ایذا دینا شروع کیا بلکہ ابولہب اور ابوجہل دعوت کے وقت ساتھ جاتے تھے اور پیچھے سے پتھر چلاتے تھے اور تکذیب کرتے تھے غرض نبوت سے تین برس تک مکہ میں جب سے دعوت برملا شروع کی اور تبلیغ پہنچانا ہزاروں طرح کی بے ادبیاں اور انواع انواع کے تکلیفات پہنچاتے بری بری القاب مانند ساحر اور شاعر اور مجنون کی حضرت نے سختیاں اٹھائیں اصحاب پر طرح طرح کے عذاب کئے گئے یہاں تک کہ بعضے

بیان کرنے سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں القصہ جب معاملہ کافروں کے ظلم
کا مسلمانوں کے ساتھ حد سے گذرا تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض اصحاب
کو ہجرت کا حکم دیا تب رجب کی گیارہویں تاریخ کو گیارہ مردوں اور چار عورتوں
نے حضرت کی صلاح سے حبش کی طرف ہجرت کی اور نجاشی نے جو بادشاہ
حبش کا تھا اُن لوگوں کی بہت حمایت کی اور مکان اترنے کو دیا اور اصحاب
کے دن آرام سے گذرنے لگے۔ جب قریش نے خبر پائی تو عمرو بن عاص
کو معہ چند آدمیوں کے حبش کے بادشاہ کے پاس معہ تحایف بھیجا کہ وہ اصحاب
کو بادشاہ سے کہکر ذلیل کرائیں اور حبش سے نکلوا کر مکے میں لے آویں بادشاہ
نے اُن کا ہدیہ قبول نہ کیا ہر چند اُنھوں نے اعیان اور ارکان کے وسیلے اٹھائے
مگر نجاشی نے اصحابوں کو نہ دیا اور وکیلان قریش کو خائب و خاسر پھیر دیا اور
چھ برس بعد نبوت کے حضرت کے چچا امیر حمزہ مسلمان ہوئے کیفیت اُن کی
اسلام لانے کی یوں ہے کہ ایک روز حضرت حمزہ شکار سے واپس آتے تھے
جب کعبہ کا طواف کرنے لگے تو ایک باندی نے امیر حمزہ سے کہا کہ آج ابو جہل نے
محمد کو اس طرح کی ایذا دی اور عجیب ہے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تیرا بھتیجا اور رضاعی
بھائی ہے تم جیتے ہو اور اُس کو یہ ایذائیں پہنچتی ہیں حضرت امیر حمزہ کو غیرت آئی
اور مارے غضب کے ابو جہل کے پاس جاکر ایک کمان اُس کے سر پر ماری اوندھا اوندھا
گر گیا اور فرش خون آلودہ ہو گیا اور کہا کہ میں نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا دین
قبول کیا ہے اور تو اُس کو ایذا دیتا ہے اور وہاں سے گھر جاکر حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے روبرو کلمہ شہادت کا پڑھا اور مسلمان ہوئے حضرت حمزہ کے ایمان
لانے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پھر کفار ویسی ایذا نہ دے سکتے تھے
جیسی پہلے دیتے تھے اور دین اسلام کی بہت مضبوطی ہوئی بعد اُس کے
حضرت عمر ایمان لائے اور کیفیت اُس کی یہ ہے کہ ایک روز قریش پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کے قتل کی مصلحت کرتے تھے اور اس فکر میں بیٹھے تھے کہ حضرت
عمر آئے اور اُن کی تجویز سُنکر بولے کہ تمہاری یہ مشکل میں کھولوں گا سب نے
کہا کہ اس مقدمہ میں ہم کو تجھ سے بہتر دوسرا نظر نہیں آیا۔ حضرت عمر تلوار گلے

میں ڈال کر پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے مکان کی طرف روانہ ہوئے راستہ میں سعد بن ابی وقاص نے پوچھا کہ کہاں جاتا ہے جواب دیا کہ محمدؐ کو قتل کرنے کے لیئے جاتا ہوں۔ کہ قریش کی مصیبت کو سہل کروں سعد نے کہا کہ کیا تیرا مقدور ہے کہ تو اُن کو مار سکے گا عبدالمناف کی اولاد تجھ کو کیوں کر چھوڑے گی حضرت عمر نے کہا کہ اوّل تجھ کو ماروں گا غرض قریب تھا کہ اُن دونوں میں تلوار چلے مگر سعد بن ابی وقاص نے کہا کہ تیری بہن فاطمہ اور بہنوئی سعید بن زید مسلمان ہو چکے ہیں اوّل اُن کو قتل کر پھر محمد رسول اللہ کے پاس جا۔ حضرت عمر بات سُنتے ہی بہن کے گھر گئے اتفاقاً اُس وقت ایک صحابی اُن کو سورۂ طٰہٰ کی تعلیم دے رہے تھے۔ حضرت عمر یہ سُنکر بہت غصے ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا وہ صحابی بخوف حضرت عمر ایک کونہ میں چھپ گئے۔ جب دروازہ کھلا تو حضرت عمر غضبناک اُن کر بیٹھے پوچھا تم کس شغل میں تھے اُنھوں نے احوال ظاہر کیا حضرت عمر نے سعد بن زید کو پچھاڑا اور قریب تھا کہ اُن کو مار ڈالیں بہن اُن کی لپٹ گئی اور کہا کہ اے دشمن خدا شرماتا نہیں ہے خدا کے دوستوں کو عذاب دیتا ہے اگر مرد ہے تو مسلمان ہو جا اور کافروں کو مار یہ بات بہن کی حضرت عمر کے دل پر مؤثر ہوئی اور کہا کہ وہ کلام جو تم پڑھتے تھے پھر پڑھو کہ میں اُس میں فکر کروں تب آمنہ بنت خطاب جو دوسری بہن تھی اُس نے کہا شرط یہ ہے کہ تو غسل کر اُس وقت اُن کر اس صحیفہ میں نظر کر جب عمر نے غسل کیا تب آمنہ نے وہ صحیفہ بھائی کے ہاتھ میں دیا اُس میں لکھا تھا۔

طٰہٰ مَا اَنزَلنَا عَلَیکَ القُرآنَ لِتَشقٰی اِلَّا تَذکِرَۃً لِّمَن یَّخشٰی۔ لَہُ الاَسمَاءُ الحُسنٰی۔ تک پڑھا حضرت عمر کے دل کو یہ کلام پُر تاثیر کھا گئی اور بے طاقت ہو کر کہا کہ جس خدا کا یہ کلام ہے اُس کی عبادت سے کاہلی و قصور جائز نہیں فی الفور کلمہ شہادت زبان پر لائے پھر وہ صحابی جو اُن کی بہن کو تعلیم دے رہا وہ گھر کے گوشہ سے تکبیر کہتے ہوئے نکلا اور کہا کہ حق تعالےٰ نے تیرے حق میں پیغمبر کی دعا قبول کی اور یہ سعادت تجھ کو حاصل ہوئی کل حضرت نے یہ دعا کی تھی کہ یا الٰہی عمرو بن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے جو شخص تیرے نزدیک

محبوب ہوا اُس کے سبب سے اسلام کو عزت بخش عمر بن ہشام ابوجہل کا نام ہے
پھر اُس صحابی کے ساتھ ہو کر سیدِ عالم کے حضور میں روانہ ہوئے عمر نے قدم
اندر رکھا پیغمبرِ خدا نے صحن تک استقبال کیا اور ان کا بازو پکڑ کر ہلایا اور پوچھا کہ
کس واسطے آیا ہے حضرت عمر نہایت کانپنے لگے اور کہا یا رسول اللہ مسلمان
ہونے آیا ہوں۔ فرمایا کہہ۔

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

حضرت عمر نے کلمہ طیب اخلاص سے پڑھا حاضرین مجلس نے ایسی بلند آواز سے
تکبیر پڑھی کہ غلغلہ اس کا مکے والوں کے کان میں پہونچا پھر حضرت عمر نے عرض
کی کہ یا رسول اللہ لائق نہیں کہ لات ومنات برملا پوجے جاویں اور اس دین کو پوشیدہ
رکھا جاوے آپ بے تشویش باہر نکل کر تبلیغ رسالت کیجئے حضرت مع اصحاب
وہاں سے نکل کر مسجد الحرام کو چلے حضرت عمر شمشیر برہنہ کر کے مانند غلامان
فدا کی آگے ہوئے سبحان اللہ صنایا دآپ ہی شکار ہوئے۔ جب قریش نے
حضرت عمر کو دیکھا سوال کیا کہ تیرے پیچھے کون ہے کہا کہ خدا کا رسول محمد
صلے اللہ علیہ وسلم جو کوئی ان کی ایذا کا ارادہ کرے گا تو یہ تلوار ہے اور اس کا
خون ہے سید کائنات نے بجمعی سے طواف کعبہ کا کیا اور نماز آشکارا پڑھی
اسلام کو قوت حاصل ہوئی جب دسواں سال نبوت کا شروع ہو تو ابوطالب
نے وفات پائی اور ابوطالب کی وفات کے بعد ام المومنین خدیجہ نے تین
روز یا پانچ روز پیچھے وفات پائی حضرت کے ساتھ ان کی اقامت پچیس ۲۵ سال
تک تھی اور حضرت نے اس سال کا نام عام الحزن رکھا کیونکہ پیارے چچا اور زوجہ
سرورِ عالم کی وفات اس سال میں واقع ہوئی۔

پھر حضرت قبیلہ بکر بن وائل کی دعوت کے واسطے مکے سے باہر نکلے جب وہاں
پہونچے تو ان کو دعوت کی ان لوگوں نے انکار کیا وہاں سے قبیلہ قحطان میں رونق
بخش ہوئے اول اُنہوں نے جگہ دی آخر پشیمان ہوئے پھر وہاں سے طائف
ثقیف کی طرف متوجہ ہوئے زید بن حارث اس سفر میں ملازم رکاب تھا ایک مہینہ
تک ثقیف میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مقیم رہے دعوت کرتے پر کسی نے

اجابت نہ کی اور اپنے غلاموں اور لڑکوں کو بھیجتے تھے کہ حضرت کو ایذا دیویں وہ شور کرتے اور گالیاں دیتے اور حضرت کو پیچھے جا کر پتھر پھینکتے کئی دفعہ حضرت کے قدم مبارک زخمی ہوئے بنی ثقیف میں اس طرح کی تکلیف رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھی کہ ایسی کہیں نہ دیکھی تھی۔ پتھروں کے ضربات سے حضرت صلعم ناتوانی میں اکثر زمین پر گرتے تھے زید بن حارث نے اپنے آپ کو حضرت کے آگے سپرد کیا تھا اور اس کو اتنے پتھر لگے کہ اس کا سر پھوٹ گیا۔ جب اہل طائف نے حضرت کی دعوت قبول نہ کی تو وہاں سے مکہ کی طرف مراجعت کی راستہ میں ایک نصرانی عداس نام سے ملاقات ہوئی اس نے ایک خوشہ انگور کا حضرت صلعم کو دکھایا آپ نے بسم اللہ کہہ کے اس کو پکڑا وہ کہنے لگا کہ یہ لفظ میں نے اب تک نہیں سنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو کس شہر کے رہنے والا ہے اس نے کہا کہ میں نینوا شہر کا رہنے والا نصرانی ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ تو قریہ صالح مرد یونس بن متی کا ہے وہ کہنے لگا کہ تم یونس کو کیا جانو حضرت نے فرمایا کہ وہ میرا بھائی پیغمبر ہے۔ عداس نے کہا تمھارا نام کیا ہے حضرت نے فرمایا محمد عداس نے یہ سنکر کہا کہ میں نے تورات و انجیل میں تمھارے اوصاف پڑھے ہیں اہل مکہ تم کو شہر سے نکالیں گے لیکن آخر فتح تمھاری ہے۔ اور دین تمھارا روے زمین پر عالمگیر ہوگا یہ کہہ کر عداس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاؤں چوم کر مسلمان ہوا۔

جب گیارہواں برس نبوت کا شروع ہوا تو موسم حج میں حضرت کا معمول تھا کہ قبائل عرب میں جاتے تھے اور دین کی دعوت کرتے تھے اتفاقاً چھ آدمی مدینہ کے سعد بن زرارہ عوف بن حارث مرہ بن عامرہ وغیرہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے اور انھوں نے مدینے میں سنا تھا کہ ایک پیغمبر قریش میں پیدا ہوگا اور اس کے ظہور کا وقت نزدیک آیا ہے جب ملازمت میں پہنچے تو صدق اعتقاد سے دامن دولت حضرت کا پکڑا اور سب اہل مدینہ سے آگے ایمان لائے اور مدینہ میں جا کر اسلام کی دعوت پھیلائی اور اسلام کے قواعد کی مضبوطی کی یہانتک کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نام اور پیغام اور وصف تمام مدینہ کے رہنے والوں کا

ورد زبان ہوگیا اور لوگ ایمان لانے لگے۔

نبوت کے بارہویں سال میں معراج واقع ہوا ۔ معراج کی رات ستائیسویں رجب کی ہے۔ اُس رات کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم اُم ہانی کے گھر میں جو ابی طالب کی بیٹی ہیں آرام فرماتے تھے کہ جبرائیل امین حضور رب العالمین سے نازل ہوئے اور حضرت کو بیدار کیا اور مسجد الحرام میں آن کر وضو کیا اور سات بار طواف کیا۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے براق حاضر کیا حضرت اُس پر سوار ہوئے اور جبرئیل اُن کی رکاب میں بیت المقدس کو روانہ ہوئے۔ سیر براق کی ایسی تیز تھی کہ جہانتک آدمی کی نظر جاتی تھی وہاں اُس کا قدم پہونچتا تھا جب بیت المقدس کے پاس پہونچے تو ایک فوج فرشتوں کی خداوند کے حکم سے استقبال کو آئی اور سلام کیا حضرت براق سے اُترے جس حلقہ سے پیغمبر اپنے مرکب باندھتے تھے براق کو اُس سے باندھا اور مسجد میں جماعت انبیا سے ملاقات کی بعد ازاں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو امام کیا اور تحیۃ المسجد ادا کی بعد نماز کے حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت کو صخرۂ بیت المقدس کے پاس لے گئے وہاں ایک زینہ صاف اور روشن صخرہ سے آسمان تک ظاہر ہوا پھر براق پر سوار ہو کر اُس زینہ پر گذرے۔ جب آسمان اول پر پہونچے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو ملائک نے پوچھا تم کون ہو بولے میں جبرائیل ہوں اور میرے ساتھ محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں انہوں نے مرحبا و اھلا کہہ کر دروازہ کھولا آسمان اول میں آدم کو دیکھا جبرائیل علیہ السلام نے کہا یہ تمہارے باپ ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے السلام علیکم کہا حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا۔

مرحبا لابن الصالح والنبی الصالح اسی طرح ہر ایک آسمان کے فرشتوں سے جواب سوال ہوا یحیے و عیسے علیہما السلام کو دوسرے آسمان میں اور یوسف کو تیسرے میں اور حضرت ادریس علیہ السلام کو چوتھے آسمان میں اور موسے کو چھٹے آسمان میں دیکھا اور حضرت ابراہیم سے ساتویں آسمان پر ملے پھر سدرۃ المنتہی میں پہونچے کہ جبرائیل کا مکان اُس کے سایہ میں ہے وہاں سے بہشت میں جا کر حور و قصور اور مکانات معمور کی سیر کی بعد اس کے دوزخ کا احوال اور زور و شور اُس کا دیکھا بعدہ عزرائیل قابض الارواح کے مکان پر گذرے انہوں نے

بہت تعظیم کی لیکن خوشی مطلق اُن کے چہرہ سے ظاہر نہ ہوئی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے جو ایسا سخت مزاج نظر آیا جواب دیا کہ یہ عزرائیل ہے جب سے اللہ تعالےٰ نے اس کو پیدا کیا ہے کبھی چین اس کے جبین سے نہ کھلی۔

سید عالم نے جبرائیل سے کہا کہ مجھ کو ذرہ اس کے پاس لے چل کہ میرا اُس سے ضروری کام ہے۔ عزرائیل کے پاس گئے تو حضرت نے اُس سے کہا اے خدا کے مقرب میں تجھ سے یہ آرزو رکھتا ہوں کہ میری اُمت کے ساتھ نرمی اور آسانی کیجیو۔ عزرائیل نے کہا کہ مجھ کو قسم ہے اُس خدا سے عزیز کی کہ جس نے تجھ کو پیغمبری کا خلعت پہنایا ہے کہ ہمیشہ اہل ایمان سے نرمی کرتا ہوں۔ بعد اس کے جبرائیل ؑ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتویں آسمان سے بقدر پانسو برس کے راہ کے آگے جا کر توقف کیا اور حضرت سے کہا کہ آج میں آپ کی طفیل سے اس مکان تک پہنچا اور الا میرا مقام مقرر تو وہی سدرۃ المنتہیٰ ہے اُس سے آگے مجال جانے کی نہیں رکھتا ہوں اگر آگے ذرہ بڑھوں تو جل جاؤں وہاں سے رفرف پر سوار ہوئے اور حجابہائے نورانی اور ظلمانی طے کرکے عرش کے پایہ تک پہونچے وہاں سے رفرف بھی رہا اور تائید الٰہی کے مرکب پر سوار ہو کر عرش معلی سے گذرے خلوت دنی فتدلّٰی میں پہونچے حضور سے خطاب ہوا۔

السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ - حضرت نے رحمت ذاتی سے اپنی اُمت کو سلامتی حق میں شامل کرکے عرض کی السّلامُ عَلَینا وعلیٰ عباد اللہ الصّالحین ۝ اُس رات جناب الٰہی نے ہزار بار اپنے حبیب کو محبت سے فرمایا۔

محمّد اُدْنُ مِنّی یعنے اے محمد نزدیک ہو مجھ سے محققین نے لکھا ہے کہ ہر بار کے پکارنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ترقی ہوتی تھی یہانتک کہ مقصد قَابَ قَوسَینِ اَوْ اَدنیٰ تک پہونچے اور دیدار اُس پروردگار بیچون کا دیکھا پھر ہزاروں نکتے باریک اور راز و اسرار حاصل ہوئے اور احوال اُن بھیدوں کا کسی کو سوائے اُن کے نہیں کھلا کہ فَاَوحیٰ اِلیٰ عَبدِہٖ مَا اَوحیٰ

یعنے جو کچھ کہا سو کہا خلاصہ کلام یہ ہے کہ تمام مقصد اور مطلب رسول اللہ کے
خاطر خواہ درست ہوئے اور مقام وَصَلَ الحَبیبُ اِلیَ الحَبیب کا ملا۔ وہاں
سے رخصت ہو کر بیت المقدس میں آئے پھر اُس جگہ سے امّ ہانی کے گھر
میں پہونچے جامہ خواب یعنے بچھونا حضرت کا اُس وقت تک گرم تھا خداوند کی
اعلیٰ قدرت کا نمونہ ظہور میں آیا۔

صبح کو اُٹھے تو ابو جہل نا اہل سے ملاقات ہوئی وہ مسخرا بطریق تمسخر کے بولا
اے محمدؐ کچھ تازہ آسمانی بھی آئی ہے حضرتؐ نے کچھ احوال معراج کا ارشاد فرمایا
وہ ملعون سُنکر عجب میں آیا اور وہاں سے جاتے ہی حضرت ابو بکر صدیق سے
کہا کہ اگر اپنے یار کی آج باتیں سُنو تو عجب کر وگے وہ کہتا ہے کہ میں ایک رات
میں بیت المقدس گیا اور یہ کچھ دیکھا اس بات پر تو یقین کرے گا حضرت ابو بکر
نے کہا کہ میں تو ان باتوں سے اُن کی زیادہ عجیب باتوں پر ایمان اور تصدیق
لایا ہوں اور ہر روز آسمان کی خبر کے آنے جانے کا اعتقاد رکھتا ہوں اگر
خود گئیے اور آئے تو کیا عجب ہے اُسی روز سے حضرت ابو بکر کا لقب صدیق
ہوا یعنے خود بخود جہان اُن کو صدیق کہنے لگا۔

پس بارہویں سال قبیلہ بنی اشہب سے کچھ لوگ مکہ میں آئے وہ حضرت کو
مل کر گئیے اور مدینہ میں جا کر حضرت کی رسالت کا شہرہ کیا اور جب مدینے والوں
کے اسلام کا حال حبش کے مہاجرین کو پہونچا تو بہت لوگ حبش سے مدینے کی طرف
متوجہ ہوئے حضرت ابو بکر صدیق نے بھی رخصت چاہی کہ مدینہ کی طرف ہجرت
کر جاویں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر کرو شاید ہمارے تمہاری
رفاقت ہو۔ حضرت ابو بکر صدیق خوش ہوئے اور دو اونٹ لے کر اُن کو پالنا
شروع کیا کہ جلد تیار ہو جاویں اور اُسی سال حج کی موسم میں قریباً تین سو مرد اور
عورتیں مدینہ سے مکے میں آئیں انہیں سے ستر آدمیوں نے اتفاق کیا
اور عقبہ میں جا کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور اُس کو بیعت عقبہ
ثانیہ کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس عہد کی مضبوطی کے
واسطے رات کے وقت حضرت عباس کو اپنے ساتھ لیا اور عقبہ میں تشریف

لے گئے اور دونوں طرف سے قول قرار ہو کر بنیاد اُس کام کی مستحکم ہوئی اور بارہ
آدمی اُن بہتر آدمیوں میں سے نقیب انصار کے مقرر ہوئے ہر ایک نقیب
کو ایک ایک قبیلے کے واسطے مقرر کیا جب اُس قول قرار دینے کی خبر قریش
کو پہونچی وہ نہایت بے قرار ہو گئے اہل مدینہ کی تلاش کرنے لگے لیکن انصار
اپنے وطن کو روانہ ہو چکے تھے جب اصحاب کو جائے امن مکہ سے نزدیک بہم
ہوئی اور ایذا قریش کی حد سے زیادہ گذری تو غریب غریب اصحاب حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے مدینہ کو ہجرت کر گئے بعد اُس کے حضرت
عمرؓ بھی بیس جوان لے کر مدینہ کو گئے قریش نے جب دیکھا کہ محمدؐ کے
اصحاب کو بھاگنے کا موقعہ ملا تو ان کو خوف پیدا ہو گیا کہ ایسا نہ ہو کہ محمد صلے اللہ
علیہ وسلم بھی اُن کے ساتھ جا ملیں اُن سب نے دار الندوہ میں جو اُن کی
نشست گاہ تھی مصلحت کی شیطان بھی بوڑھے آدمی کی شکل بن کر آیا اور
دروازہ کھٹکھٹایا قریش نے پوچھا کہ تو کون ہے بولا کہ میں شیخ ہوں قبیلہ نجد سے
اور تمہارے ارادہ سے واقف ہو کر آیا ہوں کہ اس مشورہ میں تمہاری مدد
کروں یہ لوگ اُس کے ممنون ہوئے وہ ملعون شیخ مجلس میں آن کر بیٹھا ہر ایک
شخص کی خاطر میں جو صلاح گذرتی تھی شیخ کے حضور میں ظاہر کرتے تھے۔
ایک نے کہا کہ محمدؐ کو قید کرو دوسرے نے کہا اس ملک سے نکالو شیخ نجدی
نے یہ دونوں تجویزیں پسند نہ کیں اور دلیل روشن سے اُن کو باطل کیا۔

ابو جہل ملعون بولا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ ہر ایک قبیلہ سے ایک ایک
جوان مضبوط مقرر کرو کہ تا کہ سب مل کر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خواب گاہ
میں قتل کر ڈالیں بنی ہاشم کو تمام قبیلوں سے طاقت مقابلہ کی نہ ہو گی لاچار
ہو کر خون بہا پر راضی ہو جاویں گے اور ہم سب خلاص ہو جاویں گے پیر
نجدی کو یہ صلاح بہت پسند ہوئی اور اسی بات پر سب کا اتفاق ہوا اسی وقت
رب العالمین نے جبرئیل امین کو سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس بھیجا اور قریش کے مکر سے اطلاع دی پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا
کہ علی مرتضے کو اپنی خواب گاہ میں چھوڑو اور تم مدینہ کو تشریف لیجاؤ کافر تو

حضرت کے قتل کے ارادہ پر گھر کے ارد گرد چھپ کر بیٹھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ احوال کہہ کر اپنے مکان پر چھوڑا اور فرمایا کہ تم کو کچھ ایذا نہ دے سکیں گے در جہ مطالب اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب خدا پہ بھروسہ کر کے حضرت کی خواب گاہ پر لیٹ گئے اور چادر خاص جس کو حضرت سوتے وقت اوڑھتے تھے اپنے اوپر اوڑھ لی حضرت مرتضےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر گویا اپنی جان فدا کر دی اس بارہ میں حضرت علی سے ایک قصیدہ ہے جس کے دو شعر ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

وَقَيْتُ بِنَفْسِي خَيْرَ مَنْ وَطِئَ الثَّرَى
وَمَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ الْعَتِيقِ وَبِالْحَجَرِ
رَسُولُ الْإِلٰهِ خَافَ أَنْ يَّمْكُرُوا بِهِ
فَنَجَّاهُ ذُو الطَّوْلِ الْإِلٰهُ مِنَ الْمَكْرِ

میں نے اپنے نفس کے ساتھ اُس شخص کی محافظت کی جو زمین پر چلنے والوں سے بہتر ہے اور جس نے طواف کیا کعبے اور حجراسود کا۔ اللہ کے رسول نے کفار قریش کے مکر سے خوف کیا پس صاحب قدرت خدا نے اُس کو (کفار کے) مکر سے نجات دی۔

رسول اکرم مخدوم عالم نے حضرت علی مرتضےٰ کے حق میں دُعا کر کے گھر سے باہر نکلے رات کا وقت تھا اور خدا کے امر سے کفار سب خواب غفلت میں تھے اور حضرت اُن کے سر پر خاک ڈالتے ہوئے نکل گئے شیخ نجدی نے آن کر اُن سے پوچھا کہ یہاں کس واسطے بیٹھے ہو اُنھوں نے کہا کہ محمدؐ کے قتل کرنے کے ارادہ پر۔ وہ قسم کھا کر بولا کہ وہ تو یہاں سے نکل گئے اور تمہارے سروں پر خاک ڈال گئے کفار نے جب یہ بات سُنی تو دوڑ کر حضرت کی خواب گاہ میں گئے وہاں حضرت علی سوئے تھے اُن کو بلایا اور کہا کہ اَیْنَ مُحَمَّدٌ یعنے محمدؐ کہاں ہے حضرت علی نے کہا لَا اَدْرِی یعنے میں نہیں جانتا وہاں سے پشیمان ہو کر پھرے اور حضرت کی تلاش میں مشغول ہوئے۔

حضرت وہاں سے نکل کر ابا بکر صدیق کے گھر میں گئے ابوبکر صدیق نے اُن دونوں اونٹوں میں سے ایک اونٹ حضرت کو دیا اور صاحب زادیوں نے توشہ راہ کا تیار کرنا شروع کیا اسما بنت ابی بکر نے اپنا کمر بند دو ٹکڑے کر کے ایک سفرہ میں باندھا اور ایک ٹکڑے سے کمر بند کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کا لقب ذات النطاقین رکھا یعنے صاحبہ دو کمر بندوں کی پھر عبداللہ بن اریقط کو جو بڑا ہوشیار رہبر تھا انعام دے کر مدینہ تک پہونچانے پر نوکر رکھا اور دونوں اونٹ اوسکو سونپ کر مقرر کیا کہ تین دن کے بعد غار ثور پر حاضر کیجیئو۔ اور عبداللہ بن ابی بکر کو اس بات پر مقرر کیا کہ تمام دن قریش میں بسر کیا کرے اور رات کے وقت غار ثور میں آیا کرے اور کفار کی خبریں پہونچایا کرے جب مہمات سفر مہیا ہوئیں تو حضرت ابوبکر جو نقد کہ گھر رکھتے تھے اپنے ساتھ لے کر دوشنبہ کی رات اٹھائیسویں ۲۸ تاریخ صفر کو غار ثور کی طرف روانہ ہوئے پانچہزار درہم نقد حضرت صدیق کے پاس تھے اور حضرت ابوبکر کمین گاہ کی محافظت کے واسطے کبھی حضرت کے آگے چلتے اور کبھی پیچھے راہ چلتے چلتے آنحضرت کے قدم مبارک پر پھپھولے پڑ گئے حضرت ابا بکر نے آنجناب کو کاندھوں پر اوٹھا لیا اور غار کے دروازہ پر پہونچایا پہلے حضرت ابا بکر غار میں داخل ہوئے کہ مبادا اگر کوئی آفت ہو تو سرور عالم کو ایذا نہ پہونچاوے اس غار میں بہت سوراخ نظر آئے۔ اپنی چادر پھاڑ پھاڑ کر سوراخوں کو بند کرتے رہے ایک سوراخ باقی رہ گیا تب اپنا پاشنہ اُس سوراخ میں دے کر بند کیا پھر کہا۔

تَعَالِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ یعنے اے اللہ کے رسول آپ جاؤ میرے مائی اور باپ تم پر قربان ہوں حضرت اندر تشریف لائے اور ابا بکر صدیق کے زانو پر سر رکھ کر آرام کیا اُس بل سے ایک سانپ نے حضرت ابا بکر کے پاشنہ پر ڈنک چلایا ابا بکر رضی اللہ عنہ نے باوجود درد شدید کے ذرہ جنبش نہ کی کہ مبادا ہلنے سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیدار ہوں لیکن بے اختیار آنسو بہنے لگے اور حضرت کے روئے مبارک پر پڑے حضرت بیدار ہوئے اور بولنے لگے۔ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا یعنے غم مت کر تحقیق اللہ ہمارے ساتھ

سے حضرت ابا بکر صدیق نے سانپ کے ڈسنے کا ذکر کیا تو حضرت نے اپنی لب مبارک زخم پر لگائی حضرت صدیق نے فی الفور شفا پائی - خداوند تعالیٰ کے حکم سے اُس غار کے دروازہ پر کانٹے دار ببول کا درخت پیدا ہوا اور ایک جوڑا وحشی کبوتروں کا حق تعالیٰ کے امر سے وہاں پہونچا اور اس درخت پر گھونسلا بنایا اور اُسی رات میں انڈے دیئے اور مکڑی کو رب العالمین کا حکم ہوا اُس نے تمام غار کے آگے جالا تنا -

کفار قریش دوسرے دن حضرت کی تلاش کرتے ہوئے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر آئے جب اُن کو وہاں نہ پایا تو ایک قایف کو جو نشان قدم کے پہچاننے میں فائق تھا ہمراہ لے کر سراغ قدم کا ڈھونڈتے چلے اوس قائف کا فرنے قریش کو غار کے موئنھ پر لے جا کر کھڑا کر دیا اور کہا کہ محمدؐ یہاں سے آگے نہیں گیئے حضرت صدیق نے گھبرا کر عرض کیا کہ اگر یہ لوگ اپنے پائوں کو دیکھیں یعنے جھک کر غار میں جھانکیں تو ہم اُن کو نظر آجاویں گے حضرتؐ نے فرمایا اے ابا بکر غم مت کر اللہ ہمارا رفیق ہے پس کافر آپس میں کہنے لگے کہ اگر محمد اس غار کے اندر جاتے تو کبوتر کے انڈے ٹوٹ جاتے اور مکڑا کا جالا بھی ٹوٹ جاتا اور یہ درخت جو یہاں اُگا ہوا ہے یہ محمدؐ کی عمر سے زیادہ سالخوردہ معلوم ہوتا ہے اور بعض نے یہ کہا کہ یہ درخت محمدؐ کے باپ کی عمر سے بھی زیادہ عمر کا معلوم ہوتا ہے اور پرانا دکھائی دیتا ہے ساتھ اس بات کے کافروں کو جزم تھا کہ یہاں سے آگے نہیں گذرے اور قایفوں نے بھی کہا تھا کہ یقیناً اسی غار میں داخل ہوئے ہیں کیونکہ نشان قدم غار کے موئنھ تک آن کر ختم ہو جاتا ہے یہ حضرتؐ کے اعاظم معجزات سے ہے جیسا کہ ابو صالح بوصری نے اپنے قصیدہ میں اس واقعہ کو معجزات میں بیان کیا ہے -

وِقَایَةُ اللّٰهِ اَغْنَتْ عَنْ مُضَاعَفَةٍ ٭
مِنَ الدُّرُوْعِ وَعَنْ عَالٍ مِنَ الْاُطُمِ

یعنے محافظت خدا کی غنی اور بے پرواہ کرتی ہے زرہوں کے دوچند ہونے سے اور بے پرواہ کرتی ہے حصار بلند سے یعنے جس کا محافظ و نگہبان پروردگار ہو

اُس کو زرہ پہننے اور حصار بلند میں رہنے کی حاجت نہیں کیونکہ وقایت آلہی اُس کی جوشن و حصار ہے۔

بقول صحیح حضرت نے تین راتیں غار میں گذاریں عبداللہ بن ابو بکر غار کے دروازہ پر رات کاٹتے تھے اور صبح کو مکے میں جا پہونچتے تھے اس طور سے کہ کفار معلوم نہ کریں کہ انھوں نے کسی اور جگہ رات گذاری ہے اور قریش کا حال اور اُن کی خبریں جو کچھ سنتے سب کچھ رات کو حضرت کی خدمت میں جا کر سناتے۔ اور عامر بن فہیر غلام ابو بکر صدیق کا وہاں بکریاں چرایا کرتا اور رات کو دودھ واسطے پینے حضرت کے پہونچاتا۔

حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں کفار کے ناکامیاب جانے اور باوجود کہنے قائفوں کے کہ محمدؐ اسی غار میں ہیں کافروں کے اندھا ہو جانے اور تفحص اور تجسس چھوڑ کر واپس جانے کے بارہ میں حضرت ابا بکر صدیق نے ایک قصیدہ لکھا ہے جس کے دو شعر یہ ہیں۔ ؎

وَبَاتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِي الْغَارِ آمِنًا
مُوَقًّى وَفِي حِفْظِ الْإِلٰهِ وَفِي سِتْرٍ
وَبِتُّ أُرَاعِيْهِمْ وَمَا يَثْبُتُوْنَنِيْ
فَقَدْ وَطَّنْتُ نَفْسِيْ عَلَى الْقَتْلِ وَالْأَسْرِ

یعنے رات گذاری اللہ کے رسول نے غار میں اس حال میں کہ امن پانے والے تھے اور پناہ یافتہ اور اللہ کی حفاظت میں اور پردہ میں تھے۔ رات گذاری میں نے (حضرت کے ساتھ) کہ دیکھتا ہوں میں اُن کو (کفار قریش کو) اور نہیں ثابت کر سکتے وہ مجھ کو (یعنے وہ مجھے غار کے اندر معلوم نہیں کر سکتے تھے) پس تحقیق وطن کیا میرے نفس نے اوپر مارے جانے اور قید کے۔

جب تین راتیں غار میں گذریں تو تیسری شب کی سحر کو عبداللہ اریقط کا بیٹا جس کو حضرت نے اونٹ لانے پر اجیر مقرر کیا تھا وہ دو اونٹ لے کر حاضر ہوا اور عامر فہیر کا فرزند جو حضرت صدیق کا غلام تھا وہ بھی اس کے ساتھ تھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک شتر پر سوار ہوئے جس کا نام جدعا تھا اور

حضرت صدیق کو اپنا ردیف بنایا اور عبداللہ وعامر دوسرے اونٹ پر سوار ہوئے اور سواحل یعنے کنارہ دریا کا رستہ پکڑا تمام رات راہ چلے اور دوسرے دن جب آفتاب گرم ہوا تو ایک جگہ قیلولہ کیا اور پھر پیاس معلوم ہوئی ایک خیمہ کی طرف چلے وہاں ایک عورت ام معبد نام رہتی تھی اُس کا خاوند بکریاں چرایا کرتا تھا اُس سے دودھ طلب کیا اُس نے کہا بباعث شدت قحط کے بکریوں کا دودھ خشک ہوگیا ہے ایک بکری خیمہ کے ایک کونہ میں نہایت لاغر اور سوکھی ہوئی کھڑی تھی اور بباعث ضعف کے چل نہیں سکتی تھی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔

اللهم بارك لنا في شاتها یعنے یا اللہ ہمارے لیئے اس عورت کی بکری میں برکت دے حکم آلہی سے فی الفور اُس بکری کے تھنوں میں اتنا دودھ اُترا کہ اُس کے دونوں پچھلے پاؤں آپس سے جدا ہو گئے اُس عورت نے ہانڈی لیکر اُس کا دودھ دوہنا شروع کیا جس قدر دودھ نکالتے تھے پھر زیادہ اُس کے تھن دودھ سے بھر جاتے تھے یہانتک کہ حضرت کے ہمراہیوں نے دو دفعہ سیر ہو کر پیا اور خود آنحضرت نے نوشجان فرمایا اور پھر دودھ اُس کے تھنوں سے مثل چشمہ کے جاری تھا کہتے ہیں کہ یہ بکری حضرت عمر بن الخطاب کے زمانہ خلافت تک زندہ رہی اور اسی طرح بیشمار دودھ دیتی رہی القصہ حضرت وہاں سے تشریف لے گیئے جب اُس عورت کا خاوند گھر پہونچا تو اُس بکری کا اس قدر کثیر دودھ دیکھ کر حیران ہوا عورت سے باعث پوچھا اُس نے کہا کہ واللہ ایک مرد مبارک قدم مقدس صورت نیک خو یہاں تشریف لایا تھا اُس کے قدم کی یہ برکت ہے ابو معبد اُس کے خاوند نے کہا کہ قسم ہے اللہ کی یہ وہی شخص ہوگا جس کو قریش جنگلوں اور آبادیوں میں ڈھونڈھتے پھرتے ہیں اور اُس کا پتہ نہیں پاتے یہ وہ شخص ہے جس کا آوازہ عالمگیر ہے اور وہ مبارک مرد مثل آفتاب کی نکلا ہے جس کی کرنوں نے جزیرہ نماء عرب میں روشنی پھیلا دی ہے۔ کاش اگر میں حاضر ہوتا تو اُس کی خدمت کرتا اور اب بھی اُمید کرتا ہوں کہ اُس کی قدم بوسی سے محروم نہ رہوں گا کچھ مدت کے بعد وہ مع عورت اور تمام قبیلہ کے حضرت کے پاس جاکر اسلام سے مشرف ہوا اور تمام

قبیلہ اُس کا اسلام لایا۔ اس واقعہ کی بابت کسی اُس وقت کے شاعر نے دو شعر لکھے ہیں۔

جَزَی اللّٰہُ رَبُّ النَّاسِ خَیْرَ جَزَائِہٖ
رَفِیْقَیْنِ حَلَّا خَیْمَتَیْ اُمِّ مَعْبَدِ
هُمَا نَزَلَاهَا بِالْبِرِّ ثُمَّ تَرَحَّلَا
فَقَدْ فَازَ مَنْ اَمْسٰی رَفِیْقَ مُحَمَّدٍ

یعنے جزا دیوے اللہ تعالےٰ لوگوں کا پروردگار نیک بہتر جزا دو رفیقوں کو جو ام معبد کے دو خیموں میں آن کر اُترے۔ وہ دونوں رفیق اُترے اُس عورت کے پاس ساتھ نیکی و بہتری کے پھر پیچھے اُس کے رحلت کی اُن دونوں نے پس تحقیق رستگاری پائی اوس شخص نے جو ہوگیا رفیق محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا۔

اُن دنوں میں مکے والوں نے تمام قبائل عرب میں اشتہار کیا کہ جو کوئی محمد صلے اللہ علیہ وسلم یا صدیق کو پکڑ کر ہمارے پاس پہونچاوے گا تو ہم سو اونٹ اُس کو دیویں گے اتفاقاً سراقہ ابن مالک بن جعشم مدلجی اپنی قوم میں بیٹھا تھا اور بڑی آرزو رکھتا تھا کہ اگر مجھ کو ملیں تو میں اُن کو پکڑ لاؤں ناگاہ ایک شخص نے آکر کہا کہ دریا کی طرف دو سواروں کی نشانی مجھ کو معلوم ہوئی جو جا رہے تھے شاید محمد اور اُس کے رفیق ہوں گے سراقہ نے اُن کو دھوکہ دے کر کہا کہ یہ بات جھوٹ ہے وہ کوئی اور آدمی تھے اور وہاں سے اُٹھ کر اپنے گھر آیا اور لونڈی سے کہا کہ جلدی میرا گھوڑا لا اور آپ نیزہ کو زمین پر کھینچتا ہوا چلا اور جلد گھوڑے پر سوار ہو کر دوڑ آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو قرآن شریف تلاوت کرتے جاتے تھے اور التفات کسی طرح نہ کرتے تھے مگر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ چاروں طرف دیکھتے آتے تھے کہ مبادا کوئی دشمن ہماری طلب میں نکلا ہو سراقہ بن مالک سو اونٹ کے لالچ سے قریب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جا پہنچا تو حضرت ابابکر صدیق نے دیکھ لیا اور حضرت سے کہا کہ یا رسول اللہ یہ پہونچا ہمارا طلبگار اور پالیا اُس نے ہمکو سراقہ کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھ کر فرمایا

اَللّٰھُمَّ اَکْفِنَا شَرَّہٗ بِمَا شِئْتَ یعنے یا اللہ کفایت کر ہمکو یعنے بچا ہم کو اسکے شر سے ساتھ جس چیز کے چاہے تو پس فی الحال گھوڑے کے چاروں پاؤں زمین میں دھنس گئے یہ دیکھ کر سراقہ نے فریاد بلند کی اور کہا یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم دعا کرو کہ یہ میرا گھوڑا نجات پاوے اور مجھ کو آپ سے کچھ کام نہیں اور میں شرط کرتا ہوں کہ جو کوئی تمہارے پیچھے آوے اُس کو راہ سے واپس لوٹا لیجاؤں گا حضرت نے فرمایا۔ اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ صَادِقًا فَاطْلِقْ فَرَسَہٗ ۔ یعنے یا اللہ اگر یہ سچا ہے تو اس کے گھوڑے کو رہائی دے۔ اُسی وقت اُس کے گھوڑے کے پاؤں زمین سے باہر نکل آئے پھر حضرت کے آگے ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ کوئی خدمت میرے لائق ہو تو مجھے ارشاد فرمائے حضرت صلعم نے فرمایا کہ بس اور ہم تجھ سے کچھ نہیں چاہتے مگر یہ کہ اس راز کو پوشیدہ رکھ سو سراقہ واپس پھرا اور جو کوئی اُس طرف آتا دیکھتا اُس کو پھیر کر واپس لے گیا کہ میں دور تک دیکھ آیا ہوں محمد اس طرف نہیں گئے۔

مدینے والوں کو حضرت کے متوجہ ہونے کی خبر آگے سے پہونچی تھی اسواسطے وہاں کے مسلمان ہر روز واسطے استقبال کے نکلتے تھے جب ہوا گرم ہوتی تھی تب اپنے گھروں کو واپس پھر جاتے تھے چنانچہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تشریف لانے کے دن بھی آکر پھر گئے تھے۔ کہ ناگاہ ایک یہودی اپنی چھت پر چڑھا اُس نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دور سے دیکھا کہ چلے آتے ہیں بے اختیار پکارا یہ تمہارا مقصود و مطلوب آن پہونچا جسکے تم منتظر رہتے تھے یہ خبر سنتے ہی مدینہ میں غل مچا اور چھوٹے بڑے اپنے ہتھیار سنبھال بڑی خوشی سے سوار ہو کر میدان کی طرف روانہ ہوئے شہر سے باہر جا کر قدمبوسی حاصل کی اور بنی نجار کے قبیلہ کی لڑکیوں کا ایک گروہ اس شادمانی سے دف بجاتی ہوئی نکلیں اور شعر پڑھتی تھیں۔ ؎

نَحْنُ جَوَارٍ مِنْ بَنِی النَّجَّارِ
یَا حَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ

یعنے ہم لڑکیاں بنی نجار سے ہیں (اور خوشخبری سناتی ہیں) اے وہ کوئی

جو نداکرتی ہیں ہم تجھ کو بڑے بخت والے نصیب ہیں اُس کے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جیسے ہمسایہ ہوں گے۔

اور دستور بی بیاں انصار کی اپنے کوچوں میں بلندی پر اور گھروں کے دروازوں پر اور اپنے اپنے قصروں پر نکل کر یہ شعر پڑھتی تھیں۔ سے

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ
وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعیٰ اللّٰہُ دَاعِیْ

چڑھا چودھویں کا چاند ہم پر وداع کی ٹیلوں سے۔ واجب ہوا شکر ہم پر جب تک دعا کرے گا خدا سے دعا کرنے والا۔ یعنے قیامت تک ہم پر اس احسان الٰہی کا شکر واجب ہو گیا۔ ہر ایک چاہتا تھا کہ میرے مکان پر اُتریں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو میں جو آنحضرت کے رشتہ سے تھے اور عبد المطلب کی ماں اُسی قبیلہ سے تھی سعد بن خثیمہ کے مکان میں بارہویں تاریخ ربیع الاوّل کی اُترے اور چودہ دن تک محلہ قبا میں توقف کیا وہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی تین روز کے بعد محلہ قبا میں حضرت کے حضور میں پہونچے پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بنی عمرو کے قبیلہ سے سوار ہو کر مدینہ میں تشریف لائے پھر ہر ایک اُن سعادتمندوں سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُترنے کی تمنّا اپنے مکان پر رکھتا تھا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہار اونٹ کی چھوڑ دو جہاں وہ توقف کرے گا میں وہاں اُتروں گا اتفاقاً وہ اونٹ جس جگہ کہ اب دروازہ مسجد کا ہے خود بخود بیٹھ گیا وہ مکان ابو ایوب انصاری کے گھر سے قریب تھا اُنہوں نے فی الفور اسباب اُتارا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُسی مکان میں رونق افروز ہوئے وہاں ایک میدان تھا کہ مسلمان وہاں نماز پڑھا کرتے تھے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا یہ مکان کس کا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ مکان دو یتیموں کا ہے ایک کا نام سہل اور دوسرے کا نام سہیل مکان کا ہاتھ آنا بہت سہل ہے اس مکان کی قیمت ہم اُن یتیموں کو دیں گے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے قبول نہ فرمایا حضرت ابا بکر صدیق نے بموجب حکم شریف کے دس مثقال طلا دے کر اُس مکان کو خریدا اور سب اصحاب

سے نے جمع ہو کر اپنے ہاتھوں سے مسجد کو تیار کیا بعد اس کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ اور ابو رافع کو پانسو درہم خرچ دے کر مکہ کو بھیجا کہ صاحبزادیوں کو اور بی بی سودہ کو معہ تمام اہل و عیال کے لے آویں اور ابو بکر صدیق کا بیٹا عبد اللہ اپنے گھر کے لوگوں کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے عیال کے ساتھ مدینے میں لے کر آئیے۔

جنگ بدر کا ذکر

جب بہ سبب مدد مہاجر و انصار کے بنیاد شریعت حقہ کی مستحکم ہوئی اور کافروں کی سرکشی اسی طرح تھی تب حق تعالے نے جہاد کی آیتیں نازل فرمائیں اور حکم عام واسطے قتال کفار کے وارد ہوا اس واسطے رسول اللہ نے مومنان شجاعت پیشہ کو حکم کیا کہ اب کفار اشرار کی بنیاد اکھیڑنے پر مستعد ہوں اور جابجا فوجیں بھیجنا شروع کیا جس فوج میں کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم آپ تشریف لے گئے ہیں اس کو غزوہ کہتے ہیں اور جس میں کہ اصحاب کو سردار بنا بھیجتے تھے اس کو سریہ کہتے ہیں منجملہ غزووں میں سے غزوہ بدر ہے اور بدر نام ہے ایک کنوئیں کا کہ وہاں گاؤں ہے اور ہر سال ایک بڑا بازار وہاں جمع ہوتا ہے اور عرب کے لوگ مال تجارت بیچتے اور خریدتے تھے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ ابوسفیان قریش کے ساتھ شام کی طرف سے بہت مال و نعمت لے کر مکہ کو جاتا ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے تین سو تیرہ آدمی مہاجر و انصار کے ہمراہ لیئے اور عمرو بن ام مکتوم کو مدینہ میں نائب کیا اور روانہ ہوئے ابوسفیان کو جب معلوم ہوا کہ پیغمبر ہمارا قصد رکھتے ہیں تو اس نے فی الفور ایک سوار مکہ کو دوڑایا اور مکہ والوں کو خبر دی کہ قافلہ کا مال اگر ہاتھ سے گیا تو محمد کو بڑی قوت ہوگی جتنا جلد ہو سکے پہونچو ابو جہل وغیرہ یہ خبر سنکر بیقرار ہوئے اور لشکر جمع کر کے مکہ سے باہر نکلے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تین علم ترتیب دیئے۔ ایک تو علی مرتضی کو عنایت کیا اور ایک مصعب بن عمیر اور ایک سعد بن معاذ کو مرحمت فرمایا اور

اکثر اصحاب پا پیادہ تھے دو دو اور تین تین آدمی میں ایک اونٹ سواری کا تھا
صرف دو یا تین گھوڑوں پر سوار تھے جب وادی صغری میں منزل کی تو حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر ہوئی کہ ابوسفیان تو بھاگ کر دریا کے کنارے سے نکل
گیا اور لشکر مکہ کا آن پہونچا تب اصحاب مضطرب ہوئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے اصحاب سے پوچھا کہ صلاح کیا ہے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کھڑے
ہوکر بہت باتیں جن میں فرمانبرداری اور تابعداری کا ذکر تھا عرض کیں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا کہ صلاح تمھاری کیا ہے انصار نے جانا کہ یہ اشارہ
ہماری طرف ہے سعد بن معاذ انصار نے کھڑے ہوکر دست بستہ عرض کی کہ
شاید حضور کی یہ عبارت ہماری طرف ہے فرمایا ہاں اُس نے عرض کی کہ ہم حضور
پر ایمان لائے ہیں اور آپ کی رسالت کو مانا ہے ہم جان نثاری و خدمت گذاری
میں حاضر ہیں اگر حکم کروگے تو ہم اپنے آپ کو دریا میں بھی ڈالیں گے حضرت نے
دعا کی اور فرمایا کہ مجھ سے اللہ تعالے نے دو طائیفوں میں سے ایک کا وعدہ
کیا ہے یا قافلہ یا لشکر کا خدا کے وعدہ میں خلاف نہیں جب ابوسفیان نے
قافلہ کو بدر کی راہ سے پھیرا تو قاصد قریش کے لشکر میں بھیجا کہ میں بسلامت مکہ میں
پہونچا تم بھی پھر آؤ دوسری بار لشکر تیار کرکے محمد کی لڑائی کو چلیں گے جب قاصد
پہونچا تو قریش نے ارادہ پھرنے کا کیا ابوجہل نے لات اور عزیٰ کی قسم کھائی
کہ ہم نہ پھریں گے جب تک کہ بدر میں جاکر شرابیں نہ پئیں اور تین روز وہاں مقام
نہ کریں۔ اگر ہم یہاں سے پھر جاویں گے تو عرب کے قبائل طعنہ کریں گے اور
کہیں گے کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے بھاگ گئے جہم بن صلب اُٹھا اور کہا کہ
بہتر یہی ہے کہ پھر چلیں اس واسطے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ایک سوار
اونٹ کی مہار ہاتھ میں لے آیا اور آواز دی کہ عقبہ اور شیبہ اور اُمیہ خلف کو مار ڈالا
اور دوسرے لشکر کے سرداروں کا نام لیا کہ کل سب کو مار ڈالیں گے اور پھر اوسنے
تلوار نکال کر اونٹ کو ذبح کیا وہ اونٹ زخمی ہوکر بھاگا اور سب خیموں میں اُس کا
خون پہونچا ابوجہل نے کہا کہ یہ دوسرا پیغمبر قریش میں پیدا ہوا القصہ وہاں سے
کوچ کرکے عدوہ قصویٰ میں ڈیرہ کیا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عدوہ

دُنیا میں اُترے اور آنحضرت نے وہاں سے کوچ کرکے بدر کے چشمہ پر مقام کیا اصحاب نے عرض کیا کہ اس جگہ سے آگے اُترنا چاہیئے کیوں کفار ہم سے اونچے ٹیلوں پر ہیں اور یہ بھی کرنا چاہیئے کہ ہر ایک کنوئیں پر حوض بنایا جاوے تاکہ لڑائی کے وقت پانی تیار رہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ تجویز پسند کرکے ایسا ہی کیا پھر سعد بن معاذ نے جو انصار کے سردار تھے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو آپ کے واسطے پانی کے کنارے ایک تخت سایہ دار بنا دیں اور کئی اونٹ تیز رو آپ کے پاس تیار رہیں کہ اگر ہم پر شکست آوے تو آپ کئی اصحاب کے ساتھ مدینہ میں تشریف لے جاویں کہ اسلام میں خلل نہ ہو اور ہماری عورتیں اور لڑکے جو آپ کو دیکھیں گے تو یہ آپ کے مرنے کا اندیشہ نہ کریں گے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ بات پسند ہوئی اور سعد کے حق میں دعا فرمائی دوسرے دن قریش تیار ہوا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ پر آئے اور بڑا تکبر کرنے لگے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ یا اللہ یہ قریش بڑے تکبر اور فخر سے آئے ہیں اور تیرے رسول کو جھٹلاتے ہیں تو ہماری مدد کر اور اپنے وعدہ کو وفا کر۔ بعد اُس کے قریش کی ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض میں جاکر پانی پیویں اصحاب نے حملہ کیا اور اُن کو مار ڈالا مگر حکیم بن حزام کہ وہ مسلمان ہوا جب قریش کے لشکر نے یہ دیکھا تو ہاتھ میں تلوار لیکر میدان میں آئے سب سے اول اسود بن اسود کہ عرب میں بڑا بہادر مشہور تھا لات و عزیٰ کی قسم کھاکر میدان میں آیا کہ جاکر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حوض کو توڑوں گا جب نزدیک پہونچا تو حضرت امیر حمزہ اُس کے مقابل ہوئے اور مار کر گھوڑے سے گرا دیا بعد اُس کے عقبہ بن ربیعہ اور اُس کا بھائی شیبہ اور اُس کا بیٹا ولید کہ لشکر قریش میں اُن سے بڑا کوئی نہ تھا صف سے باہر آئے اور مبارز طلب کیا تین جوان انصار کے اُن کے مقابلہ کو نکلے عقبہ اور شیبہ نے آواز دی کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ہمسروں کو بھیج حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حمزہ اور علی اور عبیدہ بن حارث کو بھیجا جب شیران الٰہی مقابل ہوئے تو اُن تینوں کافروں کو جہنم رسید کیا لشکر قریش نے جو یہ

حال دیکھا تو یکبارگی حملہ کیا وہ اتنے بہت تھے کہ ایک ایک مسلمان پہ دس دس آٹھ آٹھ لپٹ گئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دست بدعا ہوئے کہ یا اللہ روئے زمین پر یہی گروہ ہے جو تیرے پیغمبر پر ایمان لائے ہیں اگر تو ان کو ہلاک کرے تو تیری عبادت کون کرے گا فتح اپنی بھیج۔ خداوند تعالے نے حضرت جبرائیل کے ساتھ پانچہزار فرشتے واسطے مدد کے بھیجے یہاں تک کہ ستر آدمی رئیس قریش کے قتل کیئے اور ستر اسیر ہو گیئے کہتے ہیں کہ جس کافر پر اصحاب قتل کرنے کو جاتے تھے پہونچنے سے پہلے دیکھتے تھے کہ سر اُس کا تن سے جُدا ہے فرشتے اور جنگلوں میں بھی واسطے مدد کے نازل ہوئے لیکن فرشتوں نے سوائے بدر کے دوسری لڑائیوں میں مقابلہ نہیں کیا ابوجہل اپنے گھوڑے کو دوڑاتا ہوا میدان میں آیا تو معاذ اور معوذ کو ایک اصحابی نے فرمایا کہ تم ابوجہل کو پوچھتے تھے وہ یہ ہے یہ دونوں مانند شیر کی اُس کافر سے جا لپٹے ایک نے ابوجہل کی ران میں تلوار مارکر گھوڑے سے گرا دیا اور دوسرے نے اوس کافر کو دو تین تلواریں لگا کر اُس شیطان کا کام تمام کیا بعد فتح کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک گڑھا کھود کر قریش کے مقتولوں کو اس میں ڈال دیا جاوے تب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کنوئیں پر آن کر نام بنام پکارا کہ آیا پایا تم نے جو کچھ کہ خدا نے تم سے وعدہ کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مردگان بیجان کو آواز دیتے ہیں وہ کیا سُنتے ہیں حضرت نے فرمایا واللہ تم ان سے زیادہ نہیں سُنتے مگر وہ جواب نہیں دے سکتے پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی جاکر ابوجہل کی خبر لاوے عبداللہ بن مسعود نے مُردوں کی لاشوں میں سے اُس کو ڈھونڈ نکالا اور اُس کے سینہ پر سر کاٹنے کو بیٹھے ابوجہل نے کہا کہ اے بکریوں کے چرانے والے بڑے مقام پر چڑھا ہے تو عبداللہ بن مسعود نے فرمایا الحمد للہ کہ میں نے تجھ کو اس حال پر دیکھا یا عدو اللہ۔

پھر تلوار سے اُس کا سر کاٹ کر اُس کے تن ناپاک سے جُدا کیا در خواری

وخاک میں کھینچتے ہوئے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پہنچا
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سجدہ شکر کا کیا اور فرمایا الحمد للہ مات فرعون
هٰذِهِ الْاُمَّةِ -

اسی سال میں یعنے دوسرے سال ہجری میں سریہ عمیر واقع ہوا چنانچہ
اُس نے ایک عورت فاسقہ کو قتل کیا اور اسی سال دوسرے میں غزوہ قرقر
واقع ہوا اور وہ اس طرح ہے کہ موضع قرقر میں بنی سلیم اور بنی غطفان کا جمع
ہونا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سُنا پس مہاجرین والانصار کے ساتھ
حضرت تشریف لائے اور علم حضرت علی کے ہاتھ میں تھا اور خلیفہ کیا مدینہ
میں سباع میں عرفطہ کو پس جب موضع قرقر کی وادی میں پہنچے تو اُن
کے شتربانوں سے بنی غطفان کا پتہ پوچھا شتربانوں نے کہا کہ آج معلوم
نہیں کہاں گئے پس اصحاب نے اُن کے اونٹوں کو ہانک لیا اور مدینہ میں
لائے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن پانچسو اونٹوں کو اصحاب میں
تقسیم کیا اور اسی دوسرے سال میں غزوہ بنی قینقاع واقع ہوا جاننا چاہیئے کہ
کفار بعد ہجرت کے حضرت کے ساتھ چند قسم پر تھے بعض نے صلح کر لی
تھی کہ نہ جنگ کریں گے اور نہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ
کرنے والوں کو یاری دیں گے اور وہ بنی قریظہ اور بنی نضر اور بنی قینقاع تھے
اور بعض نے عداوت اختیار کر کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مقابلہ
کا خم ٹھونکا ہوا تھا اور وہ قریش اور اُن کے متعلقین تھے اور بعض نہ دوست
تھے نہ دشمن وہ مثل طوائف عرب کے تھے اور بعض زبان سے دوست
اور دل سے دشمن تھے اور وہ منافق تھے پس ایک دن ایک مسلمان
عورت ایک سُنار کے پاس بیٹھی تھی ایک قینقاع قبیلہ کے مرد نے اُس عورت
کے پیچھے سے آکر اُس کے تہ بند کے دامن کو کھینچ کر اونچا کیا اور پشت سے اُٹھا کر
سر کے ساتھ باندھا جب وہ اُٹھی تو اُس کی شرمگاہ بالکل کھل کر ننگی ہو گئی
عورت نے فریاد کی ایک مسلمان غیرت مند وہاں موجود تھا اس نے اُس کافر
کو قتل کر دیا اور اُس مقتول کے بہت سے ہمراہی وہاں موجود تھے سب

جمع ہوگئے اور مسلمان قاتل کو انھوں نے قتل کر دیا پس یہ خبر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے حضور میں پہونچی اور قبیلہ قینقاع میں آدمی بھیجا کہ صلح پر قایم رہو پس انھوں
نے کہا کہ ہم نے صلح کا عہد توڑا پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مہاجر اور
انصار کو لے کر چڑھائی کی اور ان کو قلعہ میں جا کر گھیر لیا آخر قلعہ میں تنگ ہوئے
اور اصحاب کو تمام مال و اسباب کو دے کر خود حضرتؐ سے اجازت حاصل کی
کہ ہم کو یہاں سے جانے دیجئے پس اسباب تمام اصحاب نے سنبھالا اور
وہ لوگ سب وہاں سے خالی ہاتھ نکل کر شام میں چلے گئے۔

اور اسی دوسرے سال میں غزوہ سویق واقع ہوا اور وہ اس طرح ہے کہ
ابوسفیان نے غزوہ بدر کے بعد سوگند کی تھی کہ جب تک جنگ بدر کا بدلہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے نہ لیویں مرد اپنی عورتوں کے ساتھ صحبت نہ کریں اور
کپڑے اور سر نہ دھوویں۔ پس ابوسفیان دوسو سوار کے ساتھ مکہ سے نکل کر
مقام عریض پر آن اترا جو مدینہ سے تین میل پر ہے اور ایک نخل کو جلا دیا اور ایک
صحابی انصاری کو قتل کیا اور جانا کہ اب میں نے قسم کو پورا کر دیا پھر واپس مکہ
کو روانہ ہوا۔ پس رسول اکرمؐ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہونچی اور دوسو سوار لیکر
حضرتؐ نے چڑھائی کی۔ ابوسفیان کو صحابہ کے لشکر کی خبر پہونچی تو اس نے اپنے
لشکر کو کہا کہ جو گئے ستوؤں کی پوٹلیاں جو اٹھائے ہوئے تھے یہیں رستہ میں
ڈالو اور ڈورنے پر کمر باندہو لشکریوں نے تمام ستو راستہ میں پھینکے اور وہاں سے
بھاگ گئے جب اصحاب وہاں پہونچے تو جنگل میں ستو جابجا پڑے ہوئے دیکھے
اور وہاں کفار کا نشان نہ تھا اصحاب نے ستو اٹھائے اور بحکم سرور عالم واپس
ہوئے اسی واسطے اس غزوہ کا نام غزوہ سویق ہوا۔ کہ ستوؤں کو عربی میں
سویق کہتے ہیں۔

تیسرے سال غزوہ غطفان کا واقع ہوا اس کا قصہ اس طرح ہے کہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ دعثور جو مکہ میں ایک بڑا مشہور بہادر اور
دلیر جوان ہے اس نے بنی ثعلبہ اور بنی محارب کو مقام ذی نوام میں جمع کیا ہے
اس ارادہ پر کہ مدینہ کو تاراج و برباد کرے پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چارسو

پچاس مردوں کے ساتھ جنگ پر نکلے جب مقام ذی توام کے قریب پہونچے
تو بارش سخت شروع ہوئی اور اہل لشکر جنگل سے بھاگ کر پہاڑ کے نیچے پناہ گزین
ہوئے اہل اسلام کی فوج کے کپڑے پانی سے تر ہوگئے جب بارش بند ہوئی اور
دھوپ نکلی تو رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم اُس وقت لشکر سے علیحدہ ایک درخت
کے نیچے کھڑے تھے کپڑے جو تر ہوگئے تھے سکھانے کی غرض سے اُتار کر
درخت کی شاخوں سے لٹکائے کفار نے دیکھا کہ آنحضرت اس وقت بالکل تنہا
ہیں دعثور کو کہا کہ اب موقعہ ہے اگر تو جلدی سے جاکر محمد کو قتل کر دے تو فیصلہ
ہوجائے گا پس دعثور نے اُن کے کہنے سے تلوار ہاتھ میں لی اور دوڑتا ہوا حضرت
کے پاس پہونچا اور گرج کر بولا کہ اے محمد اب تجھکو میرے ہاتھ سے بچانے والا کون
ہے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا حافظ خداوند رب العالمین
ہے پس جب دعثور نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تلوار کی وار کرنے کا ارادہ
کیا تو اُلٹا پیٹھ کے بل گرا اور تلوار ہاتھ سے گر گئی تلوار کو آنحضرت نے پکڑا اور دعثور
کو کہا کہ اب تجھے میرے ہاتھ سے بچانے والا کون ہے اُس نے کہا کہ کوئی بھی
نہیں اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا اور لشکر کی طرف گیا لشکر نے
پیٹھ کے بل گرنے کا باعث پوچھا اُس نے کہا کہ میں نے ایک مرد سفید لباس
بلند قامت کو دیکھا اور اُس نے میرے سینہ میں ایسا زور سے تھپڑ مارا کہ میں پیٹھ
کے بل گر گیا اور ہاتھ سے تلوار دور جا پڑی پس اپنے لشکر کو کہا کہ یہ سچا رسول ؐ
ہے اس پر ایمان لاؤ سو اکثر اہل ایمان لائے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم
واپس مدینہ میں تشریف لائے۔

اسی تیسرے سال ہجری میں کعب بن اشرف کا قتل محمد بن مسلمہ کے ہاتھ سے
واقع ہوا اور وہ یہودی شاعر تھا رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں اشعار
کہتا اور کفار کو جنگ کرنے پر بھڑکاتا اور نئے مسلمانوں کو حضرت کی طرف سے پھیرتا
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ابو نائلہ اور عباد بن بشر اور حارث بن
اوس اور محمد بن مسلمہ کو بھیجا یہ اُس کے آشنا تھے رات کے وقت اُس کو جا ملے
اُس نے نئی شادی کی ہوئی تھی اور عورت کے پاس بیٹھا تھا جب انہوں نے

بُلایا اور وہ ان کی طرف آنے لگا تو اُس کی عورت بولی کہ مجھے اس بُلانے والے کی آواز سے خون کی بو آتی ہے تو ہرگز نہ جا اُس نے کہا یہ میرے دوست ہیں جو مجھے بلاتے ہیں پس وہ نیچے اُترا اور چاروں اصحاب نے اُس کو قتل کیا اُس کا سر کاٹ کر وہاں سے مدینہ کا رستہ پکڑا کعب کے قبیلہ میں خبر ہوئی وہ ان کے پیچھے دوڑے لیکن اندھیری رات تھی راہ گم کر کے دوسرے راہ پر جا پڑے اور اصحاب رسول اللہ کو نہ پا سکے ۔

جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب بقیع میں پہونچے تب اُنھوں نے صدائے تکبیر بلند کی حضرت صلعم رات کی نماز میں مشغول تھے جو نہیں اُن کی تکبیر سُنی تو جناب نے معلوم کیا کہ اُس ملعون کو قتل کرنے پر کامیاب ہو کر آئے ہیں ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بھی تکبیر بلند کی اتنے تک اُس کا سر حضور میں لا کر خاک مذلت میں ڈال دیا ۔ اور یہ پہلا سر ہے جو اسلام میں اُٹھا کر حضرت کی جناب میں پہونچایا گیا تب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سجدہ شکر بجناب آلہی بجا لائے اور اسی سال میں غزوہ بحران واقع ہوا اور اسی کو غزوہ بنی سلیم بھی کہتے ہیں اس میں کوئی جنگ نہیں ہوئی کفار بھاگ گئے اور حضرت بمعہ اصحاب دس روز تک وہاں ٹھہرے ۔ پھر واپس تشریف لائے ۔

اور اسی سال میں سریہ قردہ کا واقع ہوا قردہ ایک پانی کا نام ہے نجد کے چشموں سے حضرت کو خبر پہونچی کہ قریش کا کاروان عراق کی راہ سے شام کو جاتا ہے اور ابوسفیان ان کا سرگروہ ہے ۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے زید بن حارثہ کو سو سوار کے ساتھ اُن پر بھیجا کاروان کے سردار اصحاب کو دیکھ کر سب بھاگ گئے اور اسباب واموال اُن کے اصحاب کے ہاتھ پڑے تاراج کر کے مدینہ میں خمس نکالنے کے بعد پچیس ہزار درہم اصحاب میں تقسیم ہوا اور اسی سال میں ابورافع سوداگر کا قتل عبداللہ بن عتیک صحابی کے ہاتھ سے قلعہ خیبر میں واقعہ ہوا یہ شیطان بھی کعب بن اشرف یہودی کی طرح شرارت انگیز تھا اپنے مال سے مشرکوں کی اعانت کرتا کہ رسول برحق صلے اللہ علیہ وسلم سے لڑیں اور پیغمبر و اہل اسلام کی ایذا میں اپنے ہمجنسوں سے گوئے سبقت لے گیا تھا عبداللہ بن

عتیک رات کو چھپ کر قلعہ خیبر میں ابو رافع کے گھر جا داخل ہوا اور دیکھا کہ ابو رافع اپنے بالاخانے میں جاگتا ہے اور ایک قصہ خوان اُس کے آگے قصہ پڑھتا ہے ابو رافع دیر تک سُنتا رہا اور یہ اندھیرے میں چھپکر بیٹھا رہا جب ابو رافع سو گیا اُسوقت عبداللہ بالاخانے کے دروازوں کو کھلا دیکھ کر اندر گیا دیکھا کہ وہ تاریکی میں اپنے اہل و عیال میں سوتا ہے ہرچند ڈھونڈھا لیکن ابو رافع کا پتہ نہ لگا پھر آواز کر کے بلایا ابو رافع جاگ اُٹھا اُس کے آواز پر تلوار چلائی مگر تلوار کارگر نہ ہوئی ابو رافع نے غُل کیا اور عبداللہ پر رُعب چھا گیا پھر دل کو قوی کر کے باہر نکل گیا اور آواز بدل کر اندر آیا اور کہا کہ جناب یہ کیسی آواز تھی اُس نے سمجھا کوئی میرا خادم ہے اور کہا کہ مجھ پر کسی اجنبی نے تلوار چلائی ہے اُس کے آواز پر پھر عبداللہ نے تلوار چلائی عبداللہ کہتا ہے کہ یہ تلوار بھی کافی نہ ہوئی تھی کہ مینے تلوار کا پیپلا اُس کی پیٹھ پر رکھا اور ایسا زور سے دبایا کہ اُس کی پیٹھ سے باہر نکلا اور مینے اُس کی ہڈیوں کے ٹوٹنے کا آواز سُنا پھر میں جلدی سے نکلا اور سیڑھیوں سے اُترنے لگا شب مہتاب تھی مینے جانا کہ زمین ہے بے تحاشا نیچے گر گیا اور میری پنڈلی کی ہڈی ٹوٹ گئی پس میں نے اُس پنڈلی پر اپنی دستار سے باندھا اور ایک پاؤں سے کودتا ہوا چلنے لگا قلعہ سے باہر میرے ہمراہی بیٹھے تھے اُن میں جا ملا اور وہاں ہم نے اتنا توقف کیا کہ قلعہ کے باہر ہم نے آواز سُنی کہ نوحہ کرنے والوں نے بالاخانے پر چڑھ کر پکارا کہ ابو رافع تاجر قتل ہو گیا پھر مجھے ہمراہیوں نے اُٹھا کر مدینہ میں حضرت کے حضور میں پہونچایا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھے جنت کی بشارت ہو اور اپنا ہاتھ مبارک میرے ٹوٹے ہوئے پاؤں پر ملا فی الفور میں نے شفا پائی اور اُٹھ کھڑا ہوا اسی تیسرے سال ہجری میں رمضان مبارک کی پندرہویں کو امام حسن رضی اللہ عنہ تولد ہوئے اور اسی سال ام کلثوم کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہوا اور اسی سال میں غزوہ احد واقع ہوا اس کا حال مفصل یہ ہے۔

جب بدر میں بعضے رئیس قریش مارے گئے اور بعضے قید ہوئے اور بعضے بھاگ کر مکہ کو گئے پھر قریش نے اپنے قیدیوں کو حضرت سے واپس لیا

وہ لوگ کہ جن کے باپ بدر میں مارے گئے تھے عکرمہ بن ابی جہل و عبد اللہ بن
سبیعہ و صفوان بن امیّہ وغیرہ ابوسفیان کے پاس گئے اور کہا کہ قریش تیرے
واسطے اور تیرے ساتھ والوں کے واسطے گئے تھے اور یہ حادثہ اُن کو پہونچا۔
اَب ہم کو اُن کے بعد زندگانی کی لذت نہیں۔ تمام عرب میں ہم بدنام ہوئے۔
ہم چاہتے ہیں کہ یہ سوداگر جو تیرے ساتھ گئے تھے۔ ہم سے مال کی مدد کریں۔
تاکہ ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر فوج جمع کر کے لے جاویں اور اپنا بدلہ لیویں
اور ابوسفیان کے قافلے میں ہزار اونٹ تھے اُس میں سے راس المال تو مالکوں
کو دیا اور پچاس ہزار مثقال سونا نفع کا جو حاصل ہوا تھا وہ سب لشکر کے خرچ میں
صرف کیا اور عمر بن عاص کو کئی شاعروں کے ہمراہ قبائل عرب میں مدد مانگنے کو
روانہ کیا اور پیشوا لشکر کا ابوسفیان ہوا اور ہندہ ابوسفیان کی جورو عتبہ کی بیٹی
جس کا باپ بدر میں امیر حمزہ کے ہاتھ سے مردار ہوا تھا وہ بھی رفیق لشکر ہوئی اور
کئی عورتیں دوسری قریشیوں کی بھی ہمراہ ہوئیں جبیر بن مطعم بھی قریش کے
سرداروں میں تھا اُس کا چچا بدر میں مارا گیا تھا۔ اُس کا ایک غلام تھا وحشی نام
کہ حربہ خطانہ جاتا تھا ہندہ اور جبیر بن مطعم نے وحشی سے کہا کہ اگر تو حمزہ یا علی
یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو مار ڈالے گا تو ہم تجھکو مال دنیا سے مستغنی کر دیں
گے اور یہ تمام خبریں حضرت عباس نے جو مکّہ میں تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کو پہونچائیں۔ جب لشکر قریش کا مدینہ کے قریب پہونچا اُن میں سات سو
زرہ پوش اور دو سو گھوڑوں کے سوار اور تین ہزار اونٹ اور گانے والی
عورتوں کو بھی ساتھ لیا جو بروقت مقابلہ کے بدر کے مقتولوں کے اوصاف
گائیں۔ پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھی کہ کئی بیل مسلمانوں کے مارے
گئے اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تلوار میں سوراخ پڑ گیا اور اپنے آپ
کو دیکھا کہ میں نے ایک محکم زرہ کو ہاتھ سے پکڑا ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ تعبیر اس خواب کی یہ ہے کہ ایک جماعت بہترین صحابہ سے
ماری جاوے گی اور یہ رخنہ جو میری تلوار میں ہے ایک شخص میرے اقربا سے
کام آوے گا اور وہ زرہ جو میں نے ہاتھ سے پکڑا ہوا ہے وہ قلعہ مدینے کا

ہے اب رائے میری یہ ہے کہ مدینہ سے باہر نہ نکلیں اور قریش کے لشکر کو مدینہ
سے باہر پڑا رہنے دیں جب پانی اور کھانا ان پر تنگ ہوجائے گا تو خود
بخود چلے جائیں گے بعض اصحاب نے عرض کی کہ یہ رائے صائب ہے۔
اس واسطے کہ لشکر اُن کا بہت ہی جلد عاجز ہوجائے گا اور ہم نے بہت بار دیکھا
ہے کہ جس نے مدینہ کا قصد کیا اگر مدینے والے باہر نہیں گئے تو فتح پائی ہے اور
اگر باہر گئے تو مغلوب ہوئے ہیں لیکن وہ جوان جو بدر کی لڑائی میں نہ تھے
انہوں نے عرض کی کہ مصلحت یہ ہے کہ باہر ہوکر لڑیں کہ کافر قریش کے گمان
نہ لے جاویں کہ ہم اُن سے ڈر گئے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو مبالغہ
اور رغبت اُن کی دیکھی تو بعد نماز جمعہ کے نہایت فصاحت و بلاغت سے
وعظ فرمایا۔ پھر حجرہ شریف میں تشریف لے گئے اور فولادی خود سر مبارک پر
رکھا اور دو زرے پہنے اور کمر بند ادیم کا کمر پر باندھ کر تشریف لائے جب اصحاب
نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا تو اپنی صلاح سے پشیمان ہوئے
اور عرض کی کہ اگر حضور کی صلاح باہر نکلنے کی نہ ہو تو یہاں ہی بیٹھیں حضرتؐ نے
فرمایا نبی کو سزاوار نہیں ہے کہ سلاح جنگ پہنے اور بغیر لڑائی کے سلاح تن
سے دور کریں اب خداوند تعالےٰ کے توکل پر چلو صبر کرو گے تو اُمید ہے کہ
فتح پاؤگے پھر تو سب اصحاب بھی مسلح ہوئے اور قریب ہزار سوار اور پیادے
کے ہمراہ ہوئے جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ سے باہر نکلے تو عبداللہ
بن ابی سلول منافق مخالفت کر کے تین سو آدمی اپنے لے کر پھر گیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے کچھ پرواہ نہ کی اور باقی لشکر ہمراہ لے کر روانہ ہوئے اور
کوہ احد میں جاکر دشمن کے مقابلہ میں ڈیرہ کیا اور فرمایا کہ کوئی بغیر اذن کے لڑائی
میں نہ جاوے اور لشکر میں سے پچاس تیرانداز چن کر عبداللہ ابن جبیر کو اُن کا
امیر کیا اور لشکر اسلام کے پیچھے ایک گھاٹی تھی جو دشمن کے آنے کی راہ تھی تم اُن
اُن کو مقرر کر کے فرمایا کہ تم یہاں مقیم رہو اگر دشمن اِدہر سے آویں تو اُن کو دفع کرو
ہماری فتح یا شکست تم بغیر حکم کے یہاں سے حرکت مت کیجیو بعد اُس کے
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیادوں کو آگے کیا اور سواروں کی صف پیچھے

کی۔ قریش نے بھی اپنی صفیں درست کیں خالد بن ولید میمنہ میں درست راست اور عکرمہ بن ابوجہل میسرہ میں درست چپ پر تھا اور طلحہ بن ابی طلحہ قریش کا علم بردار ہوا دونوں صفیں مقابل ہوئیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ میں تلوار لے کر فرمایا کہ کون ہے جو یہ تلوار لے اور اس کا حق ادا کرے کئی اصحاب تلوار لینے کو درپیش ہوئے کسی کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نہ دی ابو دجانہ نے پوچھا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس تلوار کا حق کیا ہے فرمایا کہ حق اس کا یہ ہے کہ کافروں کو اس سے قتل کرے یہاں تک کہ خود بھی مرجاوے۔ ابو دجانہ نے عرض کیا کہ یہ کام میرا ہے۔ حضرتؐ سے تلوار لی اور میدان میں اکڑتا ہوا کمال تبختر سے چلا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایسی چال اللہ کے نزدیک مبغوض ہے مگر اس جگہ میں جس طرف وہ شیر نر جاتا تھا کوئی اس کے سامنے نہ آتا تھا اتفاقاً اسی کر وفر سے وہاں پہونچا کہ ہندہ ابوسفیان کی جورو کئی عورتوں کے ساتھ دف بجاتی ہوئی پہونچی اور کفار کو واسطے قتل اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابھارتی تھی ابو دجانہ نے چاہا کہ ہندہ کو قتل کرے پھر دل میں کہا کہ حیف ہے غازی اپنی تلوار کو عورت پر چلاوے۔ پھر حضرت عمرؓ نے ابوسفیان کے علم دار کو قتل کر کے علم گرایا اور مانند شیر کے اس میدان میں آئے کسی کو طاقت نہ تھی کہ ان کے مقابلہ پر آگے بڑھے ہندہ نے وحشی سے کہا کہ حمزہ اس وقت لڑائی میں مشغول ہے ان کے مارنے میں دیر نہ کر وحشی ایک پتھر کی آڑ میں بیٹھا جب امیر حمزہ کئی پہلوان قریش کو مار کر پھرے وحشی نے حالت غفلت میں حربہ پھینک کر امیر حمزہ کے سینہ کے تلے ایسا لگایا کہ گھوڑے سے گرتے ہی جان بحق تسلیم ہوئے ہندہ یہ خبر سنکر آئی اور حضرت امیر حمزہ کا سینہ چیرا اور جگر نکال کر چبایا پھر طلحہ بن عثمان قریش کا علم اٹھا کر میدان میں آیا اور بولا کہ اے گروہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تمہارا یہ گمان ہے کہ ہم تمہاری تلواروں کے سبب سے دوزخ میں جاویں گے اور تم بہشت پاؤگے کون ہے جو میدان میں آوے اور میں اس کو بہشت میں پہونچاؤں اسد اللہ

الغالب حضرت علی ابن ابی طالب مقابلہ میں آن بولے کہ میں تم کو جہنم
میں پہونچانے آیا ہوں اور ایک تلوار اُس کے پاؤں میں ایسی ماری کہ سرنگون
گر پڑا تب نہایت تضرع وزاری کر کے خدا کی رحمت اور اپنی قرابت کو وسیلہ
کیا حضرت علی نے شرم سے اُس کو قتل نہ کیا پھر کفار نے غلبہ کر کے مصعب
بن عمر اسلام کے علم دار کو شہید کیا۔ حضرت علی مرتضےٰ نے علم اُٹھا لیا پھر
زیاد بن سکن مع چودہ جوان انصار کے عین غلبہ کفار میں حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی حضور میں آئے ہر ایک اہل اسلام سے نوبت بہ نوبت کفار سے
مقابل ہوتا اور یہ کلمہ دلآویز پڑھتا جاتا تھا۔

نَفْسِیْ لِنَفْسِكَ الْفِدَاءُ وَوَجْهِیْ لِوَجْهِكَ الْوِقَاءُ وَعَلَیْكَ السَّلَامُ
اَلْوَدَاعُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَوْعِدُكَ الْجَنَّةُ ۔

یعنے جان میری تیری جان پر فدا ہے اور موکھ میرا تیرے موکھ کی پناہ
ہے اور تجھ پر سلام اے اللہ کے رسول ہمارا آپ سے ملاقات کا وعدہ
جنت میں ہے ہر ایک جوان اسی وعدہ پر قایم رہا اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے قدموں پر جان شیریں فدا کرتے تھے۔ ہر چند کہ اس لڑائی میں
اکثر اصحاب نے اپنا جوہر شجاعت دکھانے میں رستم واسفندیار و دارا و
سکندر کو مات کر دیا لیکن علی مرتضےٰ و ابو جابر اور طلحہ اور مصعب بن عمر سے
جو جو جوانمردیاں ظاہر ہوئیں اُن کی تفصیل کے لیئے کئی دفتروں میں
گنجایش نہیں۔

کہتے ہیں علم دار مشرکین کے دس سے زیادہ مارے گیئے جو علم اُٹھاتا
فی الفور مارا جاتا یہاں تک کہ ایک عورت جس کا نام عمرہ تھا علم دار قریش کی
ہوئی اس کے بعد مسلمانوں نے یکبارگی دشمنوں پر حملہ کیا اور کفار بھاگے۔
گانے والی عورتوں نے سرود کی جگہ نوحہ شروع کیا اور دفوں کو ہاتھوں سے
ڈال دیا اور بھاگ گئیں مسلمان کفار کے لشکر پر غالب ہوئے ناگاہ یہہ
مصیبت پیش آئی کہ جن تیر اندازوں کے گروہ کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
نے گھاٹی پر مقرر کیا ہوا تھا اور وہاں سے ہلنے کا حکم نہ تھا جب اہل اسلام

لوٹنے میں مشغول ہوئے تو وہ بھی غارت پر دوڑے - عبداللہ بن جبیر نے جو اُن کا امیر تھا اُس نے بہت نصیحت کی اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تاکید یاد دلائی لیکن فائدہ نہ ہوا - عبداللہ بن جبیر معہ دس جوانوں کے اپنی جگہ پر ثابت قدم رہا - خالد بن ولید نے جو موقع کا منتظر تھا فرصت کو غنیمت جان کر مع ایک گروہ کثیر مشرکوں کے عبداللہ بن جبیر پر ٹوٹ پڑا اور عبداللہ کو معہ اُن کے یاروں کے شہید کر کے اُس پہاڑ کی تنگنائے سے نکلے اور مسلمانوں کے عقب میں آئے اور تلواریں چلانے لگے اہل اسلام کے قتل میں ہاتھ کھولے - اسلام کے لشکر میں اضطراب عظیم پیدا ہوا اور تمام لشکر تتر بتر ہوگیا اور ایسی شوریدگی لشکر اسلام میں پڑی کہ اپنے آپ کو ہی قتل کرنے لگے - ابن سراقہ نے جو رئیس قریش کا تھا آواز دی - اَلَا اِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ قُتِلَ اہل اسلام یہ آواز سن کر متزلزل ہوئے سوائے چودہ آدمیوں کے حضرتؐ کے ساتھ کوئی نہ رہا اس عرصہ میں ابن قمیہ ملعون اور عتبہ بن ابی وقاص اور ابن شہاب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچے اور پتھر چلائے کہ حضرت کا کاندہا مجروح ہوا اور پیشانی خون آلودہ ہوگئی اور نیچے کا ہونٹ مبارک زخمی ہوا اور اگلا دانت مبارک ابن قمیہ کے پتھر سے شہید ہوا پھر ابن قمیہ نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر تلوار چلائی - طلحہ نے اپنے ہاتھ کو سپر کیا اور ہاتھ اُس جوانمرد کا بیکار ہوگیا - حضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک گڑھے میں گر پڑے ابن قمیہ نے جانا کہ میں نے حضرتؐ کا کام تمام کیا اور ابن سراقہ نے جو آواز دی تھی کہ حضرتؐ شہید ہوگئے یہ دراصل شیطان کا آواز تھا کیونکہ بہت اصحابوں سے روایت ہے کہ ہم نے ابن کو اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھا اور اُس وقت کوئی آواز دے رہا تھا اس خبر ناخوش سے اصحابوں میں شدید تفرقہ پڑ گیا بعض تو شہید ہوئے اور کچھ بھاگ کر مدینے کو چلے گئے اور بعضوں نے رفاقت حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نہ چھوڑی اور بعضے سراسیمہ و حیران اِدھر اُدھر پھرتے تھے اس تفرقہ میں قریشیوں کی عورتوں نے

اہل اسلام کے مقتولوں کو مثلہ کیا یعنے ناک اور کان اور اعضاء تناسل کاٹ
کر گلے میں ہار بنایا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہر چند چاہا کہ اُس
گڑھے سے نکلیں مگر بسبب درد زخموں کے اور بوجہ دو زرہوں کے نکل
نہ سکتے تھے طلحہ رضی اللہ عنہ نے باوجود ہاتھ کٹ جانے اور بدن مجروح
ہوجانے کے اپنے آپ کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زینہ بنایا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم اُس کے دوش پر قدم رکھ کر بکمال مصیبت باہر
نکلے اور فرمایا طلحہ کی جگہ بہشت میں مقرر ہوئی ہے سب سے اوّل کعب
بن مالک نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو پہچانا اور پکارا کہ اے مسلمانو
مژدہ ہو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اصحاب متفرق سنکر
فی الفور ملازمت میں پہونچے اور آہستہ آہستہ پہاڑ کی گھاٹی کی طرف
متوجہ ہوئے تاکہ وہاں یاروں کے ساتھ جمعیت کریں اور سعد بن وقاص
نے اُس روز ایسے تیر چلائے کہ ہر ایک تیر نے کئی کافروں کو واصل
جہنم کیا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ سے اُس کو تیر دیتے تھے
اور کہتے تھے کہ مار تجھ پر میرے مائی باپ فدا ہیں ایسی صفت کی سعادت
کسی اصحاب کو میسر نہ ہوئی جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہونچے
تب ابی ابن خلف ملعون کا خلف گھوڑے پر سوار نیزہ ہاتھ میں لے کر آن
پہونچا اور بولا کہ خدا تجھ کو نجات نہ دیوے زبیر ابن العوام اور دوسرے
اصحاب نے چاہا کہ اُس کافر کو جہنم رسید کریں حضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے زبیر سے نیزہ لے کر اُس کی گردن پر لگایا ہر چند کہ زخم
تھوڑا تھا لیکن اُس بدبخت پر ایسا کارگر ہوا کہ بے اختیار زمین پر
گر گیا رفیق اُس کو اٹھا کر قوم میں لے گئے اور وہ مانند بیل کے آواز
کرتا تھا یاروں نے کہا تیرا زخم ایسا نہیں ہے کہ اُس سے مرنے کا
خطرہ ہو اُس نے کہا کہ زخم لگانے والا ایسا ہے جس کی ضرب خطا نہیں کرتی -
غرض وہ اسی طرح آہ و نالہ کرتا ہوا جہنم کو پہونچا یہ ساری مصیبت ان یاروں کی بے فرمانی
سے ہوئی جو عبداللہ بن جبیر کے ساتھ گھاٹی پر متعین تھی اور بطمع غنیمت گھاٹی

کو چھوڑ کر چلے گئے تھے بعد اس کے کفار قریش سے نے ابوسفیان سے کہا کہ آج لات و عزا نے ہماری مدد کی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ہم غالب ہوئے پھر یار اس کے جمع ہوتے جاتے ہیں اب صلاح یہ ہے کہ ہم اُنکے کو پھر ہٹا دیں۔ ابوسفیان بھی اس بات پر راضی ہوا اور گھاٹی کے تلے آن کر پکارا کہ قوم میں محمد ہے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جواب سے منع فرمایا پھر بولا ابوبکر و عمر ہیں پھر حضرت نے جواب دینے سے منع فرمایا۔ ابوسفیان بولا اُعْلُ ہُبَل یعنے بلند ہوا ہبل حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جواب دو کہ۔ اَللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلّ یعنے اللہ بلند اور بزرگ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اور کہا کہ اے عدو اللہ ہم سب تیری گردن کاٹنے کو موجود ہیں ابوسفیان نے کہا۔ یوم بیوم یعنے ہم تم برابر ہیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جواب دو وقتیلنا فی الجنۃ وقتیلکم فی النار یعنے ہمارے مقتول بہشت میں ہیں اور تمھارے دوزخ میں۔

جب قریش مکہ کی طرف روانہ ہوئے تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضےٰ کو بلا کر فرمایا ایسا نہ ہو کہ قریش قریب سے مدینے کی طرف متوجہ ہوں۔ علی مرتضےٰ اُن کے پیچھے گئے یہاں تک کہ قریش مدینے کی حد سے نکل گئے۔ وہاں سے پھر حضور میں آئے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے سب شہیدوں کو دفن کیا ستر آدمی شہید ہوئے بعد اس کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ پھر قریش کو ہم پر ایسا غلبہ نہ ہوگا بلکہ مکہ کو ہم فتح کریں گے اہل مدینہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی آمد سنکر استقبال کو آئے ایک عورت انصار کی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کو نکلے رستے میں چار جنازے برابر رکھے ہوئے دیکھے ایک اُس کا باپ دوسرا اُسکا خاوند تیسرا بھائی چوتھا بیٹا سب کا احوال دریافت کیا کہ کون ہیں اوس عورت مردہمت نے مطلق التفات نہ کیا اور کمال استقلال سے آگے بڑھی اور پوچھا کہ سرور عالم کا کیا حال ہے لوگوں نے کہا کہ صحیح سلامت تشریف لاتے ہیں وہ بی بی اپنے مقتولوں کو چھوڑ کر چلی اور حضرت کے دیدار سے مشرف ہوئی اور دامن پکڑ

کر کہا میرے مائی باپ تم پر فدا ہوں تیری ذات شریف کو جو میں نے سلامت پایا تو سب کچھ پایا۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کے استقلال پر آفرین کی اور اُس کے حق میں دعا خیر کر کے روانہ ہوئے اور مدینہ شریف میں یاروں سمیت واصل ہوئے۔

بیان واقعہ حدیبیہ کا اور قریش کے ساتھ صلح کرنے کا

سبب اس سفر کا یہ تھا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ امن وامان سے مع اصحاب بیت اللہ میں گئے اور عمرہ کیا اصحاب خوش ہوئے اور جانا کہ اس سال میں فتح مکہ ہوگی۔ پھر حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے تیاری سفر کی کی اور چودہ سو آدمی ہمراہ لے کر مکے کو روانہ ہوئے اور عبد اللہ بن ام مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ کیا۔ اور ستر اونٹ واسطے قربانی کے ہمراہ لئے منزل عنفان میں پہونچے بشیر بن سفیان نے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کر کے عرض کی کہ قریش کو آپ کے کوچ سے خبر ہوئی ہے اُنہوں نے جمعیت کی ہے اور خالد بن ولید کو سردار لشکر کا کیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ تم کو مکہ میں نہ چھوڑیں گے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک رہبر ہمراہ لیا اور راہ دشوار سے روانہ ہو کر حدیبیہ میں آن کر مقام کیا قریش نے یہ خبر سنکر بدیل بن ورقہ خزاعی کو حضور میں بھیجا اور قبیلہ خزاعہ قدیم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دوست جانی اور محرم نہانی تھے اُنہوں نے کہا کہ اصول و فروع قریش کے جمع ہوئے ہیں تم کو وہ جیتے نہ چھوڑیں گے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارا ارادہ لڑائی کا نہیں ہے بلکہ واسطے عمرہ کے آئے ہیں قریش کے تئیں مناسب یہ ہے کہ صلح کر کے ایک مدت معین کریں اور ہم کو قبائل عرب پر چھوڑیں اگر ہم اُن غالب

ہوں تو بغیر رنج و لقب کے دشمنوں کی مراد برآوے گی اور اگر یہ بات میری قبول نہ کریں گے جب تلک جان باقی ہے میں اُن کی لڑائی سے ہاتھ نہ اوٹھاوں گا اور اللہ تعالےٰ نے جو مجھ سے وعدہ کیا ہے وہ اپنے دین کی مدد کرے گا بُدیل نے جا کر صنادید عرب کی مجلس میں کہا کہ اے یاروہیں محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس سے آیا ہوں اور باتیں معقول لایا ہوں اگر صلاح ہو تو بیان کروں سفہا اور جہلانے کہا کہ ہم کچھ بات نہیں سُنتے - مگر عقلا نے بگوش دل باتیں سُنی لیکن اس واسطے کہ بُدیل قوم خزاعہ سے ہے جو رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہم سوگند تھے اُس کی بات پر اعتبار نہ کیا اور عروہ بن مسعود ثقفی کو کہا انہنے لُن کر بیان کیا کہ اے قوم بُدیل کی بات بے بدل ہے اگر تم کو شک ہے تو میں جاؤں اور تحقیق کر کے آؤں عروہ بن مسعود بموجب رضامندی قریش کے حضور سید کائنات صلے اللہ علیہ وسلم میں گیا - حضرتؐ نے جو بات کہ بدیل سے فرمائی تھی وہی عروہ سے ارشاد کی بطریق مصلحت انگیزی کے کہا کہ اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم اگر تو اس واسطے کہ اپنی قوم کو استیصال اور بے بنیاد کرے تو زمانہ ماضی میں کسی نے ایسا نہیں کیا اور اگر کچھ غرض ہو تو بیان کر یہ چند اوباش بے کار جو تو نے جمع کئے ہیں میری خاطر میں یہ گذرتا ہے کہ یہ لوگ ضرورت کے وقت میں تجھ کو تنہا چھوڑ جاویں گے - حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نہائت طیش میں آکر کہا کہ لات وعزا کے فلان کو تو چوم لے جب تک کہ دم میں دم ہے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑیں گے - عروہ نے کہا کہ اگر اگلے حقوق تیرے مجھ پر نہ ہوتے تو میں جواب دیتا - عروہ نے گفتگو کے وقت میں گوشۂ چشم سے آداب و تعظیم اصحاب کی رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھی تو حیران ہو گیا اور وہاں سے آن کر قریش سے کہا کہ واللہ میں کسرےٰ اور قیصر کی مجلسوں میں حاضر ہوا ہوں یہ احترام اور اعزاز کہ جو محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے یار اُس سے کرتے ہیں میں نے ہرگز نہیں دیکھا جب وہ باتیں کرتا ہے تو نہائت تعظیم سے ایسے خاموش ہو جاتے ہیں گویا اپنے تئیں بھول جاتے ہیں اور وضو کے پانی لینے پر ایسا گرتے ہیں کہ قریب ہے کہ آپس میں مقابلہ کریں بہتر یہ ہے کہ اُس کے ساتھ لڑائی ہرگز

مسلمان کر دے ہر ایک اپنے مرنے کو سعادت سمجھتا ہے بعد اس کے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قریش کے پاس بھیجا کہ ہم کو عمرہ
کرنے دیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم ہرگز بغیر رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے تنہا طواف نہ کریں گے قریش غصے ہوئے اور حضرت عثمان
کو قید کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ عثمان کو قریش نے قتل کیا
پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم نہایت رنجیدہ ہوئے ایک درخت کے تلے بیٹھے
اصحابوں کو جمع کیا اور ان سے بیعت لی اور مرنے پر مستعد ہوئے اللہ تعالٰے نے
ان جوانمردوں کی اخلاص کی بیعت سے یہ آیت بھیج دی۔
لقد رضی اللہ عن المؤمنین الی آخر الآیہ یعنے خدا راضی ہوا
ان مسلمانوں سے جنہوں نے بیعت لی تجھ سے درخت کے نیچے اللہ کا ہاتھ
ان کے ہاتھ پر ہے جب قریش کو تجدید بیعت کی خبر ہوئی تو سہیل بن عمرو
کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا بعد گفت وگو دیر کے صلح نامہ
لکھنے کا حکم ہوا علی مرتضی کو فرمایا کہ لکھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم
سہیل نے کہا کہ ہم رحمان کو نہیں جانتے اور اللہ کو ہم اس نام سے نہیں پہچانتے
ہمارے دستور کے موافق لکھو۔ باسمک اللہم اصحاب تو نہیں مانتے تھے
مگر حضرت نے فرمایا یوں ہی لکھو بعد اس کے لکھا۔
ھذا ما قاضی علیہ محمد رسول صلے اللہ علیہ وسلم۔
پھر سہیل نے کہا کہ اگر ہم تیری رسالت کے معتقد ہوتے تو نزاع کیوں کرتے
محمد بن عبد اللہ لکھو۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ محمد رسول اللہ
اور محمد بن عبد اللہ ہوں اے علی رسول اللہ کے لفظ کو مٹا دے حضرت
علی مرتضے نے قسم کھا کر کہا کہ میں وصف رسالت کا نہ تراشوں گا حضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست حق پرست میں نامہ لیا اور محمد رسول اللہ
تراش کر محمد بن عبد اللہ لکھا۔ مضمون صلح نامہ کا یہ تھا کہ سید المرسلین مع
لشکر اسلام کے اب کے سال مدینہ کو جاویں اور آئندہ سال آن کر عمرۃ القضا
گذاریں بشرطیکہ تلواریں میان میں رہیں اور تین دن سے زیادہ مکہ میں نہ ٹھہریں اور

دس برس تک لڑائی نہ کریں جو ہم ہر طرف آیا جایا کریں اور جو شخص پیغمبر کی
طرف سے ہمارے یہاں آ دے اُس کو ہم نہ دیویں اور ہماری طرف سے جو شخص
اُن کے پاس جاوے تو محمدؐ اُس کو ہمارے حوالے کریں اصحابوں کو یہ شرط ناگوار
گذری نہایت ملول ہوئے کہ ہم کیوں کر دوستوں کو دشمن کے حوالہ کریں اور یہ
عار کیوں کر قبول کریں گے بعد اُس صلح کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
لوگوں سے کہا کہ اُٹھو اور قربانی کو ذبح کرو اور سروں کو حلق کرو یعنے منڈالو اصحاب
اُس صلح سے نہایت ناخوش تھے کسی کا دل قربانی کو نہ چاہتا تھا تین بار حضرت
نے فرمایا کوئی مارے طیش کے نہ اُٹھا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اداس
ہو کر گھر میں گئے اور ام سلمہ سے یہ احوال کہا جب بی بی نے سنا تو حضور میں
عرض کی یا رسول اللہ آپ جانتے ہیں کہ اصحابوں کو شرط اخیر سے بڑا رنج ہوا ہے
بہتر تو یہ ہے کہ آپ کسی سے کچھ نہ فرماویں اور قربانی کریئے حجامت اور اصلاح
بنوایئے جب اصحاب آپ کو دیکھیں گے تو خود بخود مشغول ہو جاویں گے۔
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاص اونٹوں کو قربانی کروایا اور حلاق
کو بلا کر سر منڈوایا جب تو لوگوں نے حضرت صلعم کو دیکھ کر قربانیاں کیں اور تھوڑے
لوگوں نے حجامت کی اور اکثر نے تھوڑے تھوڑے بال کتروائے حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم نے دو بار محلقین کے حق میں مغفرت کی دعا کی اور ہر بار مقصرین
یعنے بال کتروانے والے اپنے تئیں یاد دلواتے تھے تیسری بار اُن کی حق
میں دعا کی اور وہاں سے پھر کر مدینے میں تشریف لائے صلے اللہ علیہ وسلم۔

بیان خیبر کے فتح کرنیکا

جب لشکر اسلام سید الانام صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینے میں
حدیبیہ سے پھر آئے آخر محرم سنہ سات میں خیبر کے لڑائی کا عزم مصمم کیا اور
ایک ہزار سات سو آدمی روانہ ہوئے مدینے کے منافقوں نے بہ سبب

دوستی کرنے خیبر والوں کو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارادے سے خبر کی
اور خیبر کے پانچ قلعے تو آسانی سے فتح ہوئے اور دو قلعے جن کا نام سطح
اور سالم تھا بہت سخت تھے اور آدمی ان میں بہت تھے دس روز تک گھیرا
تب بھی فتح میسر نہ ہوئی پھر خیبر کے کافر یہودی قلعے سے باہر نکل کر لڑائی کرتے
تھے ان دنوں میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو درد سر پیدا ہوا اس سے
پہلے دن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علم عمر بن خطاب کو دیا وہ شام تک
لڑے اور خیبر فتح کئے پھر آئے دوسرے دن ابو بکر صدیق کو علم دیا انہوں نے
بھی بمقدور کوشش کی اور بے فتح پھر آئے۔ تیسرے دن پھر حضرت عمرؓ
علم لے گئے اور بہت جان فشانی کی کچھ فائدہ نہ ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ کل میں علم اُس شخص کو دوں گا کہ دوست رکھتا ہے اللہ تعالے
اور رسول اللہ اُس کو اور دوست رکھتا ہے وہ اللہ اور رسول کو اور فتح اُس کے
ہاتھ سے ہوگی یہ سُنکر سب اصحاب متفکر ہوئے کہ دیکھا چاہیئے کہ یہ سعادت
کس کے نصیب ہوگی اور حضرت علیؓ پر کسی کا گمان نہیں تھا اس واسطے کہ اُن کی آنکھیں
ایسی دکھتی تھیں کہ کچھ نظر نہیں آتا تھا فجر کو اصحاب بن ٹھن کے ہتھیار باندھ کر
حضرتؐ کے خیمہ کے سامنے ٹہلتے تھے کہ ناگاہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
پوچھا کہاں ہے علی ابن ابی طالب جانتے ہو لوگوں نے عرض کی کہ بہ سبب
شدت درد چشم کے معرکے میں حاضر نہیں ہوئے سلمہ بن اکوع بموجب حکم
کے حضرت علیؓ کو پکڑ لائے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پانی دہان مبارک
کا اُن کی آنکھوں میں لگایا اللہ تعالے نے اُن کو اپنی رحمت سے جلوہ شفا کا
دکھایا اور پھر تمام عمر اُن کو درد چشم کا نہ ہوا پھر علم اپنے ہاتھ سے باندھ کر
اُن کو دیا اور دعائے خیر اُن کے حق میں کی جب مرتضےٰ علی گئے اور مقابلہ
شروع ہوا اور بہتوں کو مارا۔ بعد اُس کے ایک یہودی مرحب نام جو شجاعت
میں ملک یمن اور شام تک اُس کا نام تھا۔ بولا کہ اے لوگو تمہارے لشکر کا
سردار کون ہے۔ کہا علی ابن ابی طالب چچیرا بھائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کا ہے مرحب نے کہا میں سنتا ہوں کہ وہ بڑا دلاور ہے افسوس

کہ وہ آج میرے ہاتھ سے مارا جاوے گا۔ حضرت مرتضے علی مقابل ہوئے
بعد بہت سے طعن و ضرب اور گیر و دار کے علی مرتضے نے ایک تلوار ایسی
اُس کے سر بے مغز پر ماری کہ پشت تک دو ٹکڑے ہو گیا جب لڑائی کا تنور
گرم ہوا تو ایک یہودی نے حضرت کے ہاتھ پر ایسی چوٹ لگائی کہ اُن کے
ہاتھ سے ڈھال گر پڑی حضرت مرتضے کو غصہ آیا اور طیش سے ایک دروازہ کا حلقہ
ہلا کر اوکھاڑا اور اُس کو اپنے سپر تک اٹھا کر گرایا لشکر اسلام نے حملہ کیا یکبارگی
قلعہ میں پیٹھ گئے اور بہت کفار کو قتل کیا۔ جب قلعہ والوں نے یہ حال دیکھا
تو عاجز ہو کر اس طور صلح کی کہ ہتھیار سب مسلمانوں کو دیویں اور ہمارا خون نہ کریں
اور ہر ایک مرد اونٹ کا بوجہ غلے وغیرہ کا ہمراہ لے جاوے بشرطیکہ کچھ مال
نقد وغیرہ نہ لے جاوے۔ جب صلح پر معاملہ قرار پایا۔ حضرت مرتضے علی لڑائی سے
پھرے۔ کہتے ہیں کہ ساٹھ جوانان قوی نے چاہا کہ اوس در کو الٹ دیں
نہ الٹ سکے اور چالیس جوانوں نے چاہا کہ اوسکو ہٹا دیں یہ بھی میسر نہ ہوا اس
لڑائی میں ترانویں آدمی کافر مارے گئے اور پندرہ اہل اسلام میں سے شہید
ہوئے۔ پھر یہود سے فریب ظاہر ہوا اور بہت مال چھپا کر منکر ہوئے تھے وہ نکلا
اس واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے چاہا کہ اُن کے مردوں کو قتل
کریں یا اُس ملک سے نکال دیں۔ یہود نے نہایت عاجزی سے کہا کہ مسلمانوں
کو البتہ نوکر واسطے باغوں کے اور کھیتی کے چاہیئے ہم کو ملک میں کچھ دعوے
نہیں ہم کو مانند مزدوروں کے آدھی پیدایش دیا کرو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے اُن پر احسان رکھ کر قتل سے معاف کیا اور فرمایا جب تک ہماری مرضی
ہوگی یہ کام تم سے لیویں گے اور آدھا حاصل اُجرت میں تمھاری دے کر باقی آدھا
بیت المال میں سونپا جاوے گا اور بی بی صفیہ جو بیٹی حیے بن خطب امیر یہودی
کی تھی اُس کو غنیمت سے برگزیدہ کر کے بی بیاں حرم محترم میں داخل کیا اور
وہاں سے خزانہ اور غنیمتیں لے کر سالماً وغانماً مدینہ کو مراجعت فرمائی۔

بیان مکہ کے فتح کرنے کا

جب حدیبیہ میں صلح حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قریش کے ساتھ ہوئی
تو یوں قرار پایا تھا کہ دس برس تک ہمارے تمہارے بیچ میں لڑائی نہ ہوگی۔
عادت عرب کی یوں تھی کہ جو کسی کا عدو ہم سوگند ہوتا تو اُن کی لڑائی تو گویا اُسکی
لڑائی سمجھتے تھے بنی خزاعہ قدیم سے باوجود کفر کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم کے ہم سوگند تھے اور بنو بکر قریش کے ہم عہد تھے اور اُن دونوں قبیلوں
میں ہمیشہ دشمنی رہتی تھی بعد اُس صلح کے بنو بکر اور خزاعہ کی لڑائی ہوئی قریش
نے اپنے ہم عہدوں کو مدد کی اور کئی جوان قریش پوشیدہ موٹھ باندھ باندھ
کر بنو بکر کے ساتھ ہو کر بنو خزاعہ پر جا پڑے اور بیس آدمی مار ڈالے بدیل بن ورقا
بنی خزاعہ کا سردار کئی آدمی ہمراہ لے کر اور اپنا حال زار اشعار میں نظم کر کے مدینہ
کو آیا اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنایا رسول اللہ نے اُن پر رحم کھا کر فرمایا
کہ اگر تمہاری تمہارے خدا سے یاری نہ کی مگر میرا اللہ کہ وحدہ لاشریک ہے میری
یاری کرے گا بدیل کو نہایت دلاسا اور تسلی سے رخصت کیا اور لشکر کے تیار
ہونے کا حکم دیا مکے والے اس حرکت سے پشیمان ہوئے اور ابوسفیان سے
کہا کہ تم مدینے کو جا کر نئے سرے سے عہد کرو اور اپنے نقض عہد کا عذر بیان کرو۔
ابوسفیان سے اس اُمید سے کہ میری بیٹی ام حبیبہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا قبیلہ ہے مدینے کو آیا اور اول اپنی بیٹی کے پاس گیا ام حبیبہ نے جو حبیب خدا
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں ایمان کامل حاصل کیا تھا۔ باپ کو دیکھتے
ہی بچھونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لپیٹا۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ بیٹی
مجھکو اس بچھونے کے لایق نہیں سمجھتی ہے یا اُس بچھونے کو میرے لایق نہیں
جانتی۔ ام حبیبہ نے فرمایا یہ بچھونا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہے
اور تو شرک کی نجاست سے ملوث ہے تجھ کو شرم نہیں آتی کہ سردار قریش

اور اعقل زمانہ ہوکر تجھ پر دن کو بوجتا ہے ابوسفیان وہاں سے نہایت غصے سے
نکل کر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں گیا اور تجدید عہد چاہا کچھ فائدہ
نہ پایا اس واسطے شرمندہ اور نادم ہوکر مکے کو پھر گیا اور قریش کو اس حال سے
خبر دی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام مکتوم کو مدینہ میں خلیفہ کیا اور دس
ہزار سوار اور پیادے ہمراہ لے کر روانہ ہوئے اور حضرت عباس ان دنوں میں
اپنے اہل وعیال کو لے کر مدینے کو آئے تھے منزل ذوالحلیفہ میں حضرت صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات ہوئی اُنہوں نے عیال کو مدینہ کی طرف روانہ
کیا اور خود حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہوئے قریش کو معلوم نہ تھا
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ سے نکلے ہیں مگر ابوسفیان کو یقین تھا
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جلد آویں گے۔ اس واسطے حکیم بن حزام کو
مکے سے ساتھ لے کر باہر آیا تاکہ معلوم کرے کیا حال ہے جب ایک منزل آیا
اور حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک پشتہ کے تلے دس بارہ ہزار لشکر ظفر پیکر لیے
ہوئے اُترے تھے اور حکم دیا کہ رات کو ہر شخص اپنے ڈیرے کے مقابل آگ
نہ جلاوے رات کو ابوسفیان نے پشتے پر چڑھ کر جو دیکھا تو لشکر عظیم کے دیکھنے
سے حیران ہوگیا اور گمان اُس کو نہ تھا کہ اتنا لشکر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کا کہاں سے ہوگا اُسی پشتے پر مقام کیا کہ فجر کو حال معلوم کرے حضرت عباس
کی قرابت مکہ میں بہت تھی چاہتے تھے کسی طرح قریش کو خبر ہو جو آن کر امان
چاہئیں یا ایمان لاویں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خچر پر سوار ہوئے
تاکہ کوئی لکڑہارا ملے تو اوسکو زبانی یہ خبر بھیجیں لشکر سے باہر جو نکلے تو ابوسفیان
کی آواز سنی اور پہچان کر بولے کہ اے ابا حنظلہ ابوسفیان نے پکارا یا ابا الفضل
میرے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں یہ کیا لشکر ہے۔ حضرت عباس نے فرمایا وائے
برحال قریش اگر بغیر درستی معاملہ کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہونچیں
تب ابوسفیان بولا کہ کیا تدبیر کریں بھائی حضرت عباس نے کہا کہ ساتھ والوں
کو تو رخصت کردے اور میرے خچر پر ردیف ہوجائیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم سے تیری مخلصی کی کوشش کروں گا۔ ابوسفیان کے رفیق تو اسیوقت

کہیں گئے۔ اور حضرت عباس اس کو اپنا ردیف کرکے لشکر میں لے آئے۔
ہر ایک ڈیرے پر پہونچتے تھے تو لوگ پہچان کر کہتے تھے کہ عم رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وآلہ وسلم مرکب رسول اللہ پر سوار ہوئے اپنے ڈیرے کو جاتے
ہیں جس وقت حضرت عمر کے ڈیرے کے برابر پہونچے اور اُنھوں نے ابوسفیان
کو پہچانا وہیں تلوار میان سے باہر کرکے دوڑے اور بولے کہ اے عدو اللہ
الحمد للہ کہ میں نے تجھ کو بے ایمان پایا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ خچر کو چھپاکر
آگے چلے اور حضرت عمر شمشیر برہنہ پیچھے دوڑے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ
سبقت کرکے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خیمہ میں جا پہونچے اور
حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی پاشنہ کوب آئے بلایا اور بولے کہ یارسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم کرو کہ اس دشمن خدا کی گردن ماروں اور خلق کو اسکے
چھوڑاؤں۔ حضرت عباس رض نے کہا یارسول اللہ میں اس کو امان دے کر
لایا ہوں۔ حضرت عمرؓ اور عباسؓ میں خوب مجادلہ اور تکرار رہا حضرت عباسؓ کا
مبالغہ ابوسفیان کے حق میں سے زیادہ ہوا تب حضرت رسالت مآب
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چچا آج کی رات اس کو اپنے خیمہ میں
رکھو۔ فجر کو حاضر کیجیو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دانت پیستے ہوئے اپنے
ڈیرے کو آئے اور عباس ابوسفیان کو اپنے خیمے میں لائے صبح جب عباسؓ
نے موافق حکم حضور میں حاضر کیا تب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا
افسوس تیرے حال پر اے ابوسفیان ابھی وقت نہیں آیا کہ تو جانے کہ
معبود برحق اور مسجود مطلق سوائے خدا کے دوسرا کوئی نہیں ہے ابوسفیان
نے عرض کی کہ تیری حلیمی اور کریمی میں کچھ شبہ نہیں ہے کہ باوجود ان قصوروں کے
جو مجھ سے تیری خدمت میں صادر ہوئے ہیں تب بھی اس الطاف سے پیش
آتے رہے۔ حضرت عباس نے فرمایا کہ اے ابوسفیان فرصت کو غنیمت جان
اور عمر رضی اللہ عنہ کے آنے سے آگے مسلمان ہو جا جو خلاصی پاوے تو تب
ابوسفیان جبراً اور کرہاً مسلمان ہوئے۔ پھر حضرت عباس نے حضرتؐ کی خدمت
میں عرض کی یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آدمی عزت طلب جاہ دوست ہے

اس کے ساتھ کچھ ایسا التفات فرماؤ جو اس کے لیئے موجب سرافرازی کا ہو حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ابوسفیان کے گھر جاوے گا اس کو امان ہے اور جو کوئی مسجد الحرام میں آوے گا اس کو بھی امن ہے۔ اُس وقت عباس رضی اللہ عنہ سے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چچا ابوسفیان کو پہاڑ کی جڑہ میں تنگ راہ پر کھڑا کر جو لشکر حق کو دیکھے اور لشکر کی ہیبت سے اس کا کفر ٹوٹے حضرت عباسؓ نے موافق حکم کے عمل کیا۔ جب لشکر اسلام فوج فوج نکلنا شروع ہوا ہر ایک کے احوال سے پوچھتا تھا اور حضرت عباسؓ بیان کرتے تھے یہاں تک کہ سید ابرار فتح برمیں اور نصرت بریسار ساتھ قوم مہاجرو انصار کے ہر ایک اُن میں سے درمیان خود اور زرہ کے گم تر اور دستانوں کے ایسے غرق تھے کہ سوائے آنکھوں کے کوئی عضو نمودار نہ تھا پہونچے اور علم دار خاص حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زبیر بن عوام تھا ابوسفیان نے متعجب ہوکر پوچھا کہ یہ کون ہے جواب دیا کہ سید مختار اور سردار مہاجر و انصار ہیں ابوسفیان نے کہا کہ اب تیرے بھتیجے کا ملک اور حشمت بہت ہو گیا حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ اے کمبخت یہ ملک نہیں ہے یہ نبوت ہے روز بروز شوکت اور عظمت اس کی زیادہ ہوتی ہے۔ پھر ابوسفیان سب سے آگے بڑہ کے مکے کو پہونچا اور قریش سے فریاد کر کے بولا کہ محمدؐ ایسا لشکر لے کر آیا ہے کہ کسی کو مقابلے کی مجال نہیں ہے اور حکم یوں صادر ہوا ہے کہ جو کوئی میرے گھر میں یا مسجد الحرام میں پناہ لے جاوے گا یا اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھے گا وہ امان میں ہوگا اور اگر مسلمان ہو جاؤ گے تو سلامت رہو گے۔ زوجہ نالایق اُس کی نے نہایت نالایق باتیں کہیں۔ القصہ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زبیر معہ فوج مہاجر کے فلانے رستے سے اور سعد بن عبادہ اپنے گروہ کے ساتھ فلانی طرف سے مکے میں داخل ہوں اور خالد بن ولید فلانے راستہ سے آویں اور کوئی کسی کو قتل نہ کرے مگر اُس کو جو قصد تمہارا کرے اُس وقت حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ نفس نفیس ناقہ پر سوار ہوئے۔ اور صدیق یمین اور سید یسار پر ساتھ خاص گروہ اپنے کے متوجہ ہوئے اور موضع حجون میں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے خیمہ استادہ کیا اور اس غزوہ میں کشت وخون نہیں ہوا مگر خالد بن ولید کو جس رستے

سے حضرت نے حکم داخل ہونے کا دیا تھا۔ جب شہر میں آنے لگے تو عکرمہ بن
ابوجہل مع اپنے لوگوں کے خالد سے مقابل ہوا اس واسطے خالد نے پچیس تیس آدمی
ان کے قتل کئے تھے کہ ابوسفیان یہ خبر سنکر دوڑا اور دامن عاطفت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پکڑا عاجزی سے کہا کہ یا رسول اللہ صلے علیہ وآلہ وسلم کوئی
نفس قریش میں باقی نہیں رہے گا۔ مصرع

ترحم کر کہ ہے وقت ترحم

حضرت نے امن کی منادی کرا دی۔ پھر حضرت بیت الحرام میں تشریف لے گئے
اور تین سو ساٹھ بت کعبے کے گرد وپیش تھے اس آیت کو پڑھتے جاتے تھے

قل جاء الحق وزھق الباطل

اور ایک لکڑی سے بتوں کی طرف اشارہ کرتے تھے خود بخود وہ بت سرنگوں ہو کر
گرتے جاتے تھے بعد اس کے حضرت بیت اللہ سے باہر نکلے اور کعبے کے دروازے
کا حلقہ پکڑ کر کھڑے ہوئے تمام حرم شریف اہل مکہ سے بھرا تھا۔ حضرت صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے لوگو تمھارا گمان مجھ پر کیا ہے میں تمھارے ساتھ
کیا کروں گا سب نے دست بستہ عرض کی تو بھائی کریم ہے اور بھتیجا کریم ہے
کریموں سے سوائے کرم کے دوسری امید نہیں ہے۔ حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے اپنے کرم جبلی اور رحمت ذاتی سے فرمایا کہ میری طرف سے تم پر
کچھ سرزنش نہیں ہے جاؤ میں نے سب کو آزاد کیا۔
کہتے ہیں کہ قریش کو اس بات کے سننے سے یہ حالت ہوئی جیسے مجرم
واجب القتل کو خوشی جان بخشی کی سننے سے ہوتی ہے اسی سبب سے اکثر
اہل مکہ زن و مرد ہزاروں ایک دن میں مسلمان ہو گئے اول مردوں نے بیعت
کی بعد اس کے عورتیں آئیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر کا
ایک کونہ اپنے دست مبارک میں لیا دوسرا کونہ عورتوں نے ہاتھ میں پکڑ کے
بیعت کی۔ بعد اس فتح کے حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خالد بن ولید
کو بیس سواروں سے بھیجکر بت خانہ عزا کی عزت کی کھوئی اسی طرح اصحاب کو
جا بجا بھیجکر بت خانہ سواع کا اور منات کا توڑا اور بت خانہ لات پر لات چلی اتفاق

نے دین اسلام کو ترقی بخشی۔

یہ واقعہ چھٹے سال ہجری کا ہے۔ سبحان اللہ خداوند کی قدرت دیکھ کر عقل حیران ہوتی ہے کل کی بات ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم دشمنوں سے بھاگ کر اکیلے حضرت صدیق کے ساتھ غار میں جا چھپے تھے اور چاروں طرف سے دشمنوں کا غلبہ تھا بھلا قریش کو یہ کب معلوم تھا کہ یہ شخص جو چند نفر کے ساتھ ہم سے بھاگا ہوا پھرتا ہے اس قدر اقبال کمال اور جاہ و جلال سے ہم پر بارہ ہزار بہادر مردوں کے ساتھ ایسی ہیبت پرہیبت کے ساتھ جلوہ نما ہوگا کہ ہمارے چھکے چھوٹ جائیں گے اس کتاب کا مصنف اس موقعہ پر خداوند تعالےٰ کی قدرت کاملہ کے بارہ میں ایک عجیب غزل لکھتا ہے۔ جو ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

غزل

اگر شستے عقل عاقلاں ہر جا شنا افتد
ولے در بحر اسرارش بگرداب فنا افتد

بہر گل گل دقایق بلبل فکرے نوا دارد
بہ گلشن حکمتش دم در گلو خود بے نوا افتد

بہ بیں در گردش دوران بہر دورے زادوارش
کہ گرد داز بلا بالا و بالا در بلا افتد

بدولابش یکے سر از ثریٰ سوئے سما وارد
یکے بے آب از بالا نگوں سر در ثریٰ افتد

دماغ پر دماغ ار در خیال او بپا خیزد
سر عجز و خجالت آخرش بر پشت پا افتد

ہزاراں رشتۂ حکمت و لیکے سر رشتہ ناپیدا شت
دریں طومار دانش جاہل از حرف ہجا افتد

بیا نامی صنائع دیدہ سوئے صانعت بنگر
کہ دع ماکدر ہر کو خواند در خذ ما صفا افتد

بعد فتح مکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بلال کو حکم دیا کہ کعبہ پر اذان بلند آواز سے دے پھر جمعہ کا خطبہ پڑھا۔ اور رسوم جاہلیت کی تردید فرمائی اور احکام شریعت روشن کے بیان فرمائے دس روز تک مکہ شریف میں رہے چنانچہ نماز بھی قصر سے پڑھتے تھے یعنے جو مسافر کی نماز ہوتی ہے اسی سال میں حنین کا واقعہ ہوا اس کا وقوعہ اس طرح ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے مراجعت کر کے مدینہ کو تشریف لا رہے تھے تو ہوازن اور ثقیف جو دو قبیلے

بڑے بہادر اور سرکش و دولت مند تھے حسد اور عداوت سے رستے میں چھپ بیٹھے صبح کے وقت جب حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب گذرے تو ناگاہ کمین گاہ سے نکل کر انہوں نے تیر برسانے شروع کیئے چوں کہ اصحاب اس بات سے بے خبر تھے تمام پریشان ہوگیئے مگر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سات اصحابوں کے ساتھ کھڑے رہے پھر تمام لشکر اہل اسلام کا جمع ہوا اور ایک حملہ سے اُن دونوں قبیلوں کو ہزیمت دی وہ سب اپنا مال اسباب چھوڑ کر بھاگ گے بعضے اسیر ہوئے اور تمام املاک اُن کے صحابہ کے قبضہ میں آگئے اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سالماً و غانماً وہاں سے مدینہ شریف میں تشریف لے گئے۔ ناویں سال ہجری میں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے علی مرتضے کو بنی طی کے قبیلے میں بھیجا یہ وہ قبیلہ ہے جس سے حاتم طائی ایک بڑا سخی گذرا ہے حاتم اُس وقت فوت ہوچکا تھا۔ اور عدی بن حاتم موجود تھا۔ حضرت علیؓ نے اُن کا بڑا بت خانہ جا کر توڑا اور بتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اُن کے تمام اموال غنیمت کر لیئے عدی بن حاتم شام کی طرف بھاگ گیا اور سفانہ نام اُسکی بہن جو حاتم طائی کی بیٹی تھی معہ ایک گروہ کثیر کے قید کر کے رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں لائے۔ جب اُن اسیروں کے پاس حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جا کر کھڑے ہوئے تو سفانہ بنت حاتم نے کہا کہ میرا باپ مرگیا ہے اور میرا بھائی شام کو بھاگ گیا ہے آپ مجھے مہربانی کر کے خلاصی دیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرا بھائی خدا اور رسول سے بھاگا ہے پس حضرت نے اُس کو آزاد کیا اور راہ کا توشہ بھی اوس کو دیا سفانہ وہاں سے شام کو اپنے بھائی کے پاس گئی اور رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے اوصاف اپنے بھائی سے بیان کیئے اور نیز کہا کہ حضرت صلعم تیرے حق میں فرماتے تھے کہ کیا عدی خدا اور رسول سے بھاگا ہے اس کلام نے عدی کے دل میں بہت تاثیر کی اور کہا کہ میں خدا اور رسول سے کہاں بھاگ سکتا ہوں پھر عدی مدینہ میں آن کر حضرت کے پاس ایمان لایا جو اعظم اصحاب سے شمار کیا جاتا ہے اور اسی سال میں جنگ تبوک واقع ہوا اور اس کا قصہ اس طرح ہے کہ آنحضرت

صلے اللہ علیہ وسلم کو خبر پہونچی کہ بادشاہ روم قباد نام نے چالیس ہزار فوج ہرقل کی جانب سے نامزد کرکے مدینہ پر چڑھائی کی ہے پس حضرت صلے اللہ علیہ وسلم تیس ہزار اصحاب کو لیکر موضع تبوک میں پہونچے اور وہاں بیس روز ٹھہرے اسی عرصہ میں بہت لوگ شام کے ایمان لائے اور بعضے جزیہ پر راضی ہوئے اور ہرقل کی طرف سے پیغام پہونچا کہ آیندہ سال کو لڑائی ہوگی حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ کو مراجعت فرمائی۔ دسویں سال میں حج الوداع اور قصہ غدیر خم کا واقعہ ہوا جو اثنائے راہ مکہ میں گذرا جب اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی اور حقیقت ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجًا نے ظہور پایا۔ قوم عرب ایمان لانے میں قریش کے معاملہ کے انجام کے منتظر تھے بعد فتح مکہ کے تمام قبائل عرب کی طرف سے وکیلوں کا واسطے ایمان لانے کے آنا شروع ہوا ہر ایک قوم کی فوجیں آتی تھیں اور ایمان لاتی تھیں رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک کو بعد تعلیم ایمان کے خلعتیں اور خرچ دے کر رخصت کرتے تھے۔

جب آیۃ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی نازل ہوئی تو ایک روز رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور خطبہ میں آیت مذکور پڑھکر فرمایا کہ ایک شخص کو اللہ تعالےٰ نے دنیا کے رہنے اور مرنے کا مختار کیا اسنے عالم عقبےٰ کو اختیار کیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اس نکتے کو سمجھ کر رونے لگے کہ ہمارے ماں باپ تجھ پر فدا ہوں ہمارا کیا حال ہوگا نکتہ یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ نے جانا کہ جب کمال دین کا اور اتمام نعمت کا ہوا تو کمال کو زوال ہوتا ہے اور بھیجنا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا فقط واسطے تکمیل دین کے تھا جب کامل ہوچکا تو حضرت کو دنیا روئی سے کیا کام ہے اور ایک مہینہ پہلے وفات سے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحابوں کو بلا کر ایسی نصیحت کی کہ سننے والوں کو مبالغہ سے معلوم ہوگیا کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم یاروں کو وداع کرتے ہیں سب نے آبدیدہ ہوکر عرض کیا کہ غسل کی خدمت کون کریگا فرمایا میرے اہل بیت لوگوں نے پھر عرض کیا کہ نماز جنازہ کون پڑھیگا فرمایا جب غسل دے

تکفین سے فارغ ہو تب جنازہ میرا میری قبر کے پاس اکیلا چھوڑ دیجیو اول جبرئیل
اور دوسرے ملائک پڑھیں گے پھر عورت اور مرد اہل بیت کے اُس کے بعد
اور لوگ فوج فوج آویں گے اور پڑھیں گے بعد اس وصیت کے چارشنبے کے
دن اٹھائیسویں صفر کی حضرت کو درد سر شدت شروع ہوا اور بعد ظہر کے زیادتی
مرض کی ہوئی با وجود مرض کے ہر روز ایک بی بی کے یہاں تشریف لے جاتے
تھے اور ہمیشہ پوچھتے تھے کہ کل میں کہاں رہوں گا امہات مومنین نے یہ حال
دیکھ کر عرض کی کہ ہم سب راضی ہیں کہ آپ ایام مرض تک عائشہ کے گھر میں تشریف
رکھیں جب حضرت ایک ہاتھ حضرت عباسؓ کے کاندھے پر اور ایک حضرت
علی مرتضٰے کے دوش پر رکھ کر پاؤں زمین سے گھسیٹتے ہوئے بڑی تکلیف سے
حضرت عائشہ کے گھر گئے چودہ روز حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیمار رہے دو روز
صفر کے بارہ روز ربیع الاول کے اسی ایام مرض میں حضرت فاطمۃ الزہرا ایک دن
حضور میں تشریف لائیں حضرت نے بطریق مشورت کے آہستہ خاتون جنت
سے فرمایا کہ اے میوہ درخت زندگانی و اے روشنی دیدہ کامرانی ہر سال
جبرئیل امین ایک بار میرے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے تھے اب کے سال
دو بار اتفاق ہوا معلوم ہوتا ہے کہ ایام زندگانی آخر ہیں اور عنقریب اس دنیا فانی
سے جوار رحمت سبحانی میں جانا ہوگا۔ زہرائے بتول نے اس بات کے سننے
سے ملول ہو کر چہرہ مبارک پر آنسوؤں کا باران برسایا اور رقت میں سید الانس والجان
کی آپ روئیں اور اُن کو بھی رولایا پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بیقراری حضرت
سیدۃ النساء کی دیکھ کر بطریق مشورت کے کان میں آہستہ سے فرمایا کہ اے نور دیدہ
و اے فرزند برگزیدہ ملال مت کر اور پریشانی کا خیال مت لا تجھ کو دو مژدے سناتا
ہوں اور غم کا زنگ تیرے سینہ بے کینہ سے مٹاتا ہوں اول تو یہ کہ بہشت جاودان
میں سردار زنان اہل ایمان کی تو ہوگی دوسری یہ کہ سب سے پہلے میری اہل بیت میں
تو مجھ سے ملاقات کرے گی پس خاتون جنت نے اس تریاق کے جرعہ کے پینے
سے فراق کا زہر اپنے مذاق پر شیریں سمجھا اور اوس خوشخبری کے
سننے سے شکر میں تبسم کیا حضرت عائشہ نے پوچھا کہ اے فاطمہ تم نے

کوئی غم خوشی سے نزدیک تر تیرے غم سے نہیں دیکھا اور نہیں سنا سبب پہلے غم کا اور باعث دوسری خوشی کا مجھ سے بیان کر حضرت خاتون رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھید کا جلد ظاہر کرنا آداب فرزندی سے بعید ہے لیکن بعد وفات حضرت صلعم کے حضرت عائشہ کے مبالغہ اور تاکید سے یہہ احوال ظاہر کر دیا جب تین دن حضرت صلعم کی عمر شریف کے باقی رہے بہ سبب ضعف جسمانی کے جماعت میں حاضر نہ ہو سکے اور تیرہ نمازیں گھر میں پڑھیں ایک روز عشا کے وقت بلال موذن نے دروازے پر آ کے پکارا کہ اَلصَّلٰوۃُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہدو کہ ابو بکر نماز جماعت کی پڑھا دیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ نے بی بی حفصہ سے جو حضرت عمرؓ کی بیٹی اور رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ہیں کہا کہ میرا باپ نرم دل اور کثیر الحزن ہے اور عمر رضی اللہ عنہ قوی مزاج ہیں اگر تو حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کر کے عمر رضی اللہ عنہ کو حکم امامت کا دلوا دے تو بہتر ہے حفصہ نے بموجب کہنے عائشہ کے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے یہہ بات عرض کی۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بہت غصہ ہوئے اور فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ امامت کروا دیں اور تم اسی عورتو جنس اُن عورتوں کی ہو جو یوسف علیہ السلام کو فریب دیتی تھیں۔ حفصہ نے اوداس ہو کر عائشہ سے کہا کہ مجھ کو تجھ سے کبھی خیر نہ پہونچے گی تو نے ایسے نازک وقت میں حضرت کا مزاج مجھ سے منحرف کرا دیا بلال نے جو یہہ بات سُنی تو فریاد کرنے لگے کہ وا غوثاہ کاش کہ ماں مجھ کو نہ جنتی جو یہہ حالت پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم وآلہ وسلم پر نہ دیکھتا۔ بعد اُس کے بچشم گریاں و دل بریان مسجد میں آن کر حضرت صدیق کو حکم حضور اقدس کا پہونچایا۔ جب حضرت صدیق نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جگہ کو خالی دیکھا بے طاقت ہو گئے اور زار زار روئے اور باقی حاضرین سب رونے لگے۔ حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو آواز اُن کے رونے کی سُنی تو وضو کیا اور عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کاندوں پر ہاتھ رکھ کر مسجد میں آئے اور حضرت ابو بکر صدیق نماز میں تھے چاہا کہ صف میں آ ملیں۔ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اشارہ

کیا کہ اپنی جگہ پر رہو - اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دست چپ کی جانب بیٹھے - اور
بہ سبب ضعف کے آواز مبارک حضرت سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی لوگوں کو نہیں پہونچتی تھی - اس واسطے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں
کو اپنی آواز سے افعال واقوال امام کا ظاہر کرتے تھے اور لوگ مقتدی تھے حضرت
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صبح کی نماز کے وقت آخر دن عمر شریف کے حضرت
نے حجرے کا پردہ اُٹھایا اور اصحاب کو ابوبکر کے پیچھے نماز میں دیکھا بہت خوش ہوئے
بعد اُس کے جبرئیل امین بحکم رب العالمین کے تشریف لائے اور حضرت صلے
اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ اللہ تعالےٰ تمکو تحفہ سلام سے مفخر کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ
اگر تمھارا دل دنیا میں رہنے کو راغب ہے تو جب تک چاہو رہو والا ہم تمھاری مشتاق
ہیں حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا والحقنی بالتوفیق الاعلےٰ -
بعد اُس کے ملک الموت اعرابی کی صورت میں آئے اور دروازے پر پکارا -
السلام علیک یا اهل البیت میں آؤں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہ نے دروازے
کے قریب آن کر کہا کہ اے اعرابی اے مشتاق دیدار نبی عربی خداوند تعالےٰ
تجھ کو اجر دے آج وقت ملاقات کا نہیں ہے پیغمبر خدا اپنے حال میں حضرت کو
تصدیعہ دینا مناسب نہیں دوسری بار بدستور اوّل آواز دی وہی جواب سنا
تیسری بار ایسی آواز دی کہ تمام سُننے والوں کے اعضا لرزنے لگے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ شاید یہ شخص کانوں سے اونچا سنتا ہے حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے یہ باتیں سنکر فرمایا کہ یہ کیا باتیں ہیں خاتون جنت نے کہا کہ ایک مرد
غریب با صورت مہیب کے اور وضع عجیب کے دروازے پر اذن مانگتا ہے ہم نے ہر چند
عذر کیا قبول نہیں کرتا اس مرتبہ میں ایسا کڑک کے بولا کہ ہمارے اعضا کانپنے لگے
اور دل ڈر گیا - حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے فرزند ارجمند تو نہیں
جانتی یہ کون ہے یہ ہادم اللذات اور مفرق الجماعات ہے اور بیوہ کرنے والا
عورتوں کا اور یتیم کرنے والا فرزندوں کا اور خراب کرنے والا گھروں کا اور آباد
کرنے والا قبرستانوں کا ہے اور چکھانے والا جرعہ فنا اور فوت ہے اے نور دیدہ
یہ ملک الموت ہے کہو کہ آوے اس واسطے کہ اذن مانگ کر آنا اس کا طریق

نہیں ہے مگر پاس ادب سے اس خاندان کے اذن مانگتا ہے جب اذن دیا اور
حاضر ہوا اور حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حاضران مجلس پر عزت اور حرمت سے ناظر
ہوا - حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واسطے زیارت کے قدم رنجہ کیا ہے
تم نے یا واسطے روح کے اس گھر پر سایہ ڈالا ہے - تم نے جواب دیا کہ مقصد اول
کو یقیناً آیا ہوں اور دوسرا مطلب آپ کی رضامندی پر موقوف ہے اگر فرماؤ تو
جان پاک کو افلاک پر لے جاؤں اور اگر اس عالم میں توقف منظور ہو تو میں بے توقف
اپنے مکان کو واپس جاؤں - حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا ای فرشتے
مقرب میرے دوست جبرائیل کو کہاں چھوڑا جواب دیا وہ آسمان پر ہے اور ملایک
اس سے آپ کی تعزیت کرتے ہیں یہ تو اسی باتوں میں تھے کہ جبرائیل آپہونچے
اور حضرت کے سرہانے آبیٹھے - حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس وقت
غم بہت ہے اور دل بے قرار ہے مناسب ہے کہ کچھ ایسی خبر سناؤ کہ جان میری
بند غم سے آزاد ہو جبرائیل نے کہا کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
دروازے آسمان کے کھلے ہیں اور ملایک روح مقدس کے استقبال کو
صف باندھے کھڑے ہیں اور طباق نور کے لئے ہوئے ہیں روح پاک پر نثار
کرنے کو مستعد ہیں پھر حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ ایسی خوشخبری دو کہ
میرے خاطر کو غم سے نکالے اور نقش اندوہ کا میرے دل سے مٹا دے جبرئیل
نے کہا کہ اے انبیاء کے سردار و اے سرور خاطر مہاجر و انصار دروازے بہشتوں
کے کھلے ہیں اور حوریں قصور علیین میں آپ کے تشریف لانے کے منتظر ہیں پھر خلاصہ
انبیاء اور مرسلین بولے کہ اے رہنے والے سدرۃ المنتہی کے اور اے مورد رحمت
بے انتہا کے میرے تئیں سناؤ مژدہ اس سے اعلے اور خبر سرور افزا اور روح الامین نے
کہا کہ عالم غیب میں یوں مقرر ہوا ہے کہ کل قیامت کو اس میدان میں خوف ندامت
میں اول وہ شخص جس کے سر پہ تاج شفاعت کا رکھیں گے اور پہلا شفیع کہ پھل
قبولیت کا اس کے درخت شفاعت سے جدا ہوگا وہ تو ہے سید دنیا و آخرت
نے سن کر شکر خدا کا کیا اور پھر فرمایا کہ اے روح الامین وہ بات سناؤ کہ جو گرد
غم کے دل سے کھولے جبرائیل نے کہا اے مقتدائے انبیاء و اے اصفیا

تم کہو کہ کس غم میں ہو اور فکر تمہاری کیا ہے کہ ایسی خوشخبریاں تمہارے غم کو زائل نہیں کرتیں اور خاطر مقدس کو کسی طرف مائل نہیں کرتیں۔ جواب دیا کہ تمام غم و اندیشہ واسطے امت کے ہے کہ بعد میرے سرانجام اُن کے کام کا کیا ہوگا۔ جبرائیل نے کہا کہ خاطر جمع رکھو کہ تم سے آگے کوئی پیغمبر بہشت میں نہیں جاوے گا اور خادمان بہشت دروازے فردوس کے آپ کی اُمت عالی ہمت سے پہلے کسی کے واسطے نہ کھولیں گے سید السادات صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہوکر فرمایا کہ اے عزرائیل جو مہم تجھ سے متعلق ہے اس میں مشغول ہو اور اس جہان فانی کی بند زندگانی میرے مرغ روح کے پاؤں سے جیسے چاہیے ویسے کھول کہ معاملہ خلق کا ہو آخر اور شوق خالق کا اب میرے گریبان کو کھینچتا ہے تب عزرائیل نے کمر ہمت باندھکر واسطے قطع کرنے تعلق جسم و جان اوس سید الانس والجان کے مشغول ہوئے جبرائیل امین سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم سے رخصت ہوکر فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ آخر آنا میرا دنیا میں یہ تھا۔ پھر میں روئے زمین پر واسطے پہونچانے وحی مبین کے نہ آؤں گا مقصد و مطلوب میرا تو یہ تھا۔

مصرع

جو میرا یوسف نہ ہو تو مصر سے کیا کام ہے

اس وقت نشانیاں سکرات کی سید الابرار کے رخسار پر ظاہر ہوئیں تمام امہات المومنین اور اہل بیت طاہرین حجرے میں جمع تھیں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے خاتون جنت کو فرمایا کہ اپنے بیٹوں کو میرے پاس لا حبیب صاحبزادے حاضر ہوئے تو اُن کو سینے پر لٹایا اور چوما وہ بھی آخری ملاقات سمجھ کر زار زار اور ہائے ہائے کرکے روئے اُن کے رونے کا آواز سن کر تمام اہل خانہ رونے لگے اور اصحاب جو دروازے پر تھے وہ بھی گھر سے آواز رونے کا سنکر زار قطار رونے لگے۔ اور تمام مدینہ میں زاری و بے قراری شروع ہوئی کہ آج سرور عالم سید الانبیاء خاتم المرسلین ہمارے درمیان سے اٹھ جائیں گے سچ ہے اس مصیبت کے برابر اہل کے لئے کوئی زیادہ

مصیبت کا دن نہیں مصنف مدظلہ نے اس موقع پر ایک پُرسوز غزل لکھی ہے جو
ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

غزل

یار چوں وقتِ وداعِ یار در نالہ ہے
سنے عجب گر ہمہ بش دیوار و در نالہ ہے

کوہکن در فرقتِ شیریں چو آہے کشید
تا قیامت سنگ در کوہسار در نالہ ہے

ساربان آہستہ ران و گوبدان محمل نشیں
گوش کن از بس کہ مجنون زار در نالہ ہے

اے عجب گر بلبلِ مہجور نالد بہرِ گل
گل پئے بلبل از گلزار در نالہ ہے

نالد از ہر دیدہ بہر دیدنِ دلدار خویش
دیدۂ من بیں کہ در دیدار در نالہ ہے

چوں دلِ نامی فگار است از ستیزِ فراق
ہر دم از دردِ دل افگار در نالہ ہے

اور دونوں جہان کے سردار نے حضرت عائشہ کے سینے سے تکیہ لگایا تھا
الحقنی بالرفیق الاعلیٰ کہتے تھے۔ ایسی حالت میں روح پرفتوح کو
قبض کیا اور ایک چادر یمانی روئے مبارک پر کھینچ دی۔ دوشنبے کے دن
یہ بلائے عظیم واقع ہوئی۔ اور وہ آفتاب برج نبوت کا مغرب فنا میں غروب ہو گیا
اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وصلے اللہ علے سیدنا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین
جب خبر موت کی مسجد میں اصحابوں کو پہونچی سب پریشان اور حیرانی دریا میں
غرق ہو گئے بعضوں کو سکتے کی سی حالت ہو گئی اور بعضے بے ہوش ہو کر
گر پڑے اور بڑا اختلاف اصحابوں میں پڑا بعضے کہتے تھے کہ حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم دنیا سے سفر کر گئے۔ اور بعضے کہتے تھے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیہوش
ہیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اُنہیں لوگوں میں تھے اور کہتے تھے کہ جو کوئی کہے گا
کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم مر گئے ہیں۔ میں اُس کو تلوار سے مار دوں گا۔ حضرت
ابوبکر کا مکان فاصلے پر تھا۔ اور اُسی دن صبح کے وقت حضرت صلے اللہ علیہ
وسلم کو افاقت میں دیکھ کر گھر کی خبر لینے کو گئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آدمی
بھیجا کہ حادثہ سخت واقعہ ہوا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سوار ہو کر جلد آ کر پہونچے مسجد
میں آن کر جو معلوم کیا تو اصحاب گروہ گروہ سراسیمہ اپنی تجویز کرتے تھے

وہاں سے چپکے حجرہ شریف میں جاکر چادر مبارک حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک سے اُٹھا کر دیکھا اور دست مبارک چوم کر آیت اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَيِّتُوْنَ پڑھ کر بولے کہ خوشبو رکھتا تھا تو زندگی میں اور بعد موت کے بھی معطر ہے۔ بعد اُس کے مسجد میں جاکر کسی کی طرف التفات نہ کیا۔ اور منبر پر چڑھ کر خطبہ فصیح اور بلیغ فرمایا جب ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حمد و ثنا شروع کی تو اصحاب ادہر اُدہر جمع ہو کر خطبہ سُننے کو جمع ہوئے۔ حضرت صدیق نے یہ کلام بالتحقیق سُنایا کہ اے لوگو جو کوئی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بندگی کرتا ہے سو لیجانے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تو مر گئے ہیں اور جو کوئی پروردگار عالم کو پوجتا ہے وہ حی لایموت ہے نہ مرا ہے نہ مرے گا پھر یہ آیت پڑہی۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ الی آخرہ یعنے محمد نہیں مگر خدا کے رسول ہیں۔ اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم مرجاویں یا مارے جاویں تو تم اے لوگو پھر جاؤگے اپنے اگلے راہ سے یعنے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مرنے سے کیا دین چھوڑ کر پھر کفر اختیار کروگے اور جو کوئی کہ پھر جاوے گا تو وہ کچھ ضرر خدا کو نہیں پہونچا سکے گا اور اللہ شکر کرنے والوں کو جزا دے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس آیت کے سُننے سے میں ایسا بے ڈر ہو گیا کہ گویا میں نے یہ آیت نہ سُنی تھی اُس وقت سب کو یقین ہوا کہ حضرت نے وفات پائی اور ہر ایک نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑہی۔ بعد اُس کے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اے مردمان اہل بیت کرام تم بموجب وصیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تجہیز و تکفین میں مشغول ہو اُس وقت حضرت علیؓ اور حضرت عباسؓ دو بیٹے فضل اور قثم بن عباس اور شقران حبشی حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا آزاد کیا ہوا غسل کی خدمت میں مشغول ہوئے اور بموجب وصیت سید العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کی تجہیز و تکفین کرکے نماز جنازہ موافق ارشاد کے کرکے حضرت عائشہؓ کے حجرے میں مدفون کیا۔ صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین۔

ذکر صحابۂ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم

امیر المومنین ابو بکر رضی اللہ عنہ بعد رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے کل صحابہ سے افضل تھے اُن کا نام عبد اللہ ابن قحافہ ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن یتیم ابن مرہ اور والدہ کی طرف سے عبد اللہ ابن ام الخیر بنت ضخر بن عامر بن عمر بن کعب پس نسبت ان کی باپ اور مائی کی طرف سے مرہ تک پہونچتی ہے جو ساتویں پشت سے اجداد سرور عالم میں سے جد اعلے تھے ولادت اُن کی مکہ میں بعد واقعہ فیل کے دو سال اور چار ماہ ہوئے اور پہلے حضرت پر یہی ایمان لائے۔ کنیت ان کی ابوبکر اور عرف ان کی صدیق اور لقب عتیق ہے عمر ان کی ترسیٹھ سال اور مدت خلافت دو سال تین ماہ وفات ان کی تیرویں سال ہجری کو بائیسویں جمادی الآخر روز دوشنبہ مدینہ میں ہوئی اور روضۂ شریف سرور عالم میں دفن ہوئے ان کا پہلو سرور عالم کے ساتھ اس طرح ہے کہ سر ان کا برابر سینے سرور عالم کے ہے۔

خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ ابن خطاب بن نوفیل بن عبد العزا ابن ریاح بن عبد اللہ بن قرط بن زراح بن عدی کعب بن لوی بن غالب القرشی ان کی والدہ کا نام حتمہ بنت ہاشم بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہے اور باپ کی جانب سے ان کی نسبت ساتویں پشت رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچتی ہے۔ اور کنیت ان کی ابو الحفص ہے۔ لقب ان کا فاروق ہے۔ ولادت ان کی تیرہویں سال بعد واقعہ فیل کے شنبہ کے دن اور تیئیسویں جمادی الآخر کی تیرہویں سال ہجری کو مسند خلافت پر بیٹھے۔ وفات ان کی تئیسویں سال ہجری کو ہوئی۔ عمر ان کی ترسیٹھ سال اور بقول بعض پچپن سال تھی اور قبر ان کی متصل قبر حضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہے چنانچہ سر ان کا برابر کمر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور برابر زانو سرور عالم کے ہے۔

تیسرے خلیفے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان بن ابو العاص بن امیہ بن عبد الشمس بن عبد المناف اُن کی والدہ نام بیضا جو سرور عالم کی پھوپھی تھی اور نسب ان کی پوتھی پشت رسول صلے اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہے۔ ولادت ان کی ساتویں سال بعد واقعہ فیل کے اور چوبیسویں سال ہجری محرم کی پہلی مسند خلافت پر بیٹھے بارہ سال بارہ روز کم خلافت کی۔ پینتیسویں سال ہجری ذوالحجہ کے مہینے میں جمعہ کے دن شربت شہادت کا پیا عمر ان کی اٹھاسی سال اور بقول بعضے پچھتر سال تھی کنیت ان کی ابو عبداللہ ہے اور لقب ذی النورین اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

چوتھے خلیفے حضرت علی رضی بن ابی طالب بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد المناف ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم بن عبد المناف ہے کنیت انکی ابو الحسن اور ابو تراب اور لقب مرتضے اور اسد اللہ ہے۔ ولادت ان کی روز جمعہ تیرہویں رجب واقعہ فیل سے بعد تیس سال۔ خلافت ان کی پانچ سال تین ماہ اور بقول بعض چار سال نو ماہ عمر ان کی تریسٹھ سال اور بقول بعض پینسٹھ سال شواہد النبوۃ میں لکھا ہے کہ قبر نجف میں ہے۔ اور عبد الغفور لاری نے لکھا ہے کہ قبر اُن کی بلخ میں ہے جو آستانہ پیر کے نام سے مشہور ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ قبر حضرت مرتضے کی بخوف خارجیوں کے پوشیدہ کی گئی تھی کسی کو ٹھیک پتہ نہیں کہ کہاں ہے یہ نجف اور بلخ کی قبریں سب مصنوعی ہیں۔

ذکر اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالے

حضرت امیر المومنین حسن بن علی رضی ابن ابی طالب کنیت ان کی ابو محمد اور لقب ان کا تقی وسید ہے ولادت ان کی مدینہ منورہ میں پندرہ رمضان المبارک تیسرے سال ہجری میں ہوئی عمر ان کی اڑتالیس

سال اور مدت خلافت چھ ماہ تھی وفات ان کی گیارہویں ربیع الاول پچاسویں سال ہجری میں ہوئی - قبر ان کی بقیع میں ہے -

امیر المومنین حضرت حسین رضی اللہ عنہ بن علی رضی اللہ عنہ کنیت ان کی ابو عبداللہ اور لقب ان کا شہید اور سید ہے ولادت ان کی مدینہ منورہ میں روز سہ شنبہ چوتھی شعبان چوتھے سال ہجری کو ہوئی - مدت حمل ان کی چھ ماہ تھی - کوئی لڑکا شش ماہیہ زندہ نہیں رہا مگر حضرت حسین رضی اللہ عنہ و حضرت یحیےٰ بن زکریا علیہ السلام عمر ان کی ۵۷ سال تھی اور کربلا میں شہادت پائی بروز شنبہ وقت ظہر - اور ایک روایت میں وقت نماز جمعہ سنہ اکسٹھ ہجری میں -

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ ان کا اصلی نام علی ہے ابن حسین ابن علی المرتضیٰ ان کی والدہ کا نام شہربانو بنت یزدجرد جو نوشیرواں کی اولاد سے تھا - عمر ان کی اکسٹھ یا باسٹھ سال تھی ولادت ان کی ۳۸ سال ہجری میں ہوئی وفات ان کی اٹھارہ محرم ۹۴ سنہ ہجری میں ہوئی - قبر ان کی نزدیک قبر امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہے کنیت ان کی ابو محمد و ابوالحسن و ابوبکر اور لقب ان کا سجاد و زین العابدین ہے -

حضرت امام محمد باقر بن حسین بن علی - ان کی والدہ کا نام فاطمہ بنت حسن بن علی کنیت ان کی ابو جعفر اور لقب باقر ہے ولادت ان کی شہادت امام حسین سے پہلے تین سال جمعہ کے روز تیسری ماہ صفر ۵۷ سنہ ہجری میں ہوئی - عمر ان کی ۵۷ سال بقول بعض ستر سال تھی - وفات ان کی ۱۱۴ سنہ ہجری میں ہوئی قبر ان کی نزدیک قبر زین العابدین کے ہے -

حضرت امام جعفر صادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی ان کی والدہ کا نام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق - ولادت ان کی ۸۳ سنہ ہجری میں بروز دو شنبہ عمر ان کی اٹھاسٹھ سال - وفات ان کی بروز دو شنبہ پندرہویں رجب کو ۱۴۸ سنہ ہجری میں ہوئی -

حضرت امام موسےٰ کاظم بن جعفر بن محمد - ان کی والدہ کا نام حمیدہ تھا

عمر ان کی ۵۴ یا ۵۵ سال تھی - وفات ان کی بروز جمعہ پندرہ رجب ۱۸۳ھ
ہجری ہارون رشید کی قید میں فوت ہوئے اور قبر ان کی بغداد میں ہے -

ساتواں امام موسے رضا ان کا نام علی بن موسے بن جعفر اور ان کی والدہ
کا نام کلثم یا شاہ نہ تھا - کنیت ان کی ابوالحسن اور لقب رضا ہے - ولادت
ان کی روز پنجشنبہ گیارہویں ربیع الآخرہ ۱۵۳ھ ہجری اور بقول بعض ۱۵۶ھ ہجری
میں تھی - عمر ان کی چوالیس ۴۴ سال اور بقول بعض پچاس ۵۰ سال ہوئی اور
وفات ان کی بروز جمعہ اکیسویں رمضان المبارک ۲۰۳ھ ہجری میں ہوئی - قبر
ان کی ہارون رشید کے قبہ میں ہے -

آٹھواں امام محمد تقی نام ان کا محمد بن علی بن موسے بن جعفر صادق ہے
ان کی والدہ کا نام خیزران یا ریحانہ تھا - ولادت ان کی روز جمعہ دسویں رجب
۱۹۵ھ ہجری میں ہوئی - عمر ان کی پچیس ۲۵ سال وفات ان کی سہ شنبہ کے دن
چھبیسویں ذی الحجہ ۲۲۰ھ ہجری میں ہوئی کنیت ان کی ابوجعفر لقب تقی - اور
جواد ہے -

نواں امام محمد تقی ان کا نام علی بن محمد بن موسے بن جعفر صادق ہے -
ان کی والدہ کا نام ام الفضل بنت مامون ہے - کنیت ان کی ابوالحسن اور
لقب زکی وعسکری ہے - ولادت ان کی تیراں رجب ۲۱۴ھ ہجری عمر ان کی
چالیس سال وفات ان کی بروز دوشنبہ تیرہویں جمادی الآخر ۲۵۴ھ ہجری ہوئی
قبر ان کی موضع سامرہ نواحی بغداد میں ہے -

دسواں امام حسن عسکری نام ان کا حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ
ہے ان کی والدہ کا نام سوسن تھا - ولادت ان کی ۲۳۱ھ ہجری میں کنیت انکی
ابومحمد اور لقب زکی وخالص وسراج ہے - عمر ان کی انتیس ۲۹ سال وفات بروز
جمعہ آٹھویں ربیع الاول ۲۶۰ھ ہجری میں ہوئی - اور قبر ان کی متصل قبر اپنے
باپ کے ہے -

گیارہواں امام محمد بن حسن بن علی بن محمد بن علی رضا - ان کی والدہ نام
صقیل یا نرگس تھا کنیت ان کی ابوالقاسم ہے - ولادت ۲۵۵ھ ہجری میں ہوئی

تیسویں رمضان کو ہوئی وفات ان کی سنہ ۲۶۶ ہجری میں ہوئی - ان کی قبر بھی وہیں ہے -

ذکر مجتہدین رحمہم اللہ

امام المجتہدین امام اعظم ابوحنیفہ کوفی رح نام ان کا نعمان بن ثابت ہے اور یہ تابعین سے ہیں اور ائمہ اربعہ سے پہلے امام ہیں خواجہ محمد پارسا فصول ستہ میں کہتے ہیں کہ وجود امام المسلمین ابوحنیفہ کا بزرگترین معجزات سرور عالم سے ہے کہ حضرت عیسے علیہ السلام بعد نزول چالیس سال اس مذہب پر عمل کریں گے مناقب ان کی کتب معتبرہ میں مذکور ہیں ولادت ان کی سنہ ۸۰ ہجری میں اور وفات ان کی سنہ ۱۵۰ ہجری میں ہوئی - عمر ان کی ۷۰ سال اور قبر ان کی متصل بغداد کہنہ کے ہے -

دوسرا امام مالک ابن انس ولادت ان کی سنہ ۹۵ ہجری میں ہوئی اور وفات سنہ ۱۷۹ میں ہوئی قبر ان کی بقیع میں ہے -

تیسرا امام شافعی نام ان کا محمد بن ادریس ہے ولادت ان کی سنہ ۱۵۰ ہجری میں اور وفات ان کی سنہ ۲۰۴ ہجری میں ہوئی - قبر ان کی مصر محلہ قرافہ میں ہے -

چوتھا امام احمد بن حنبل ولادت ان کی سنہ ۱۶۴ ہجری اور عمر ان کی ۷۹ سال کی ہوئی - وفات ان کی سنہ ۲۴۱ ہجری میں ہوئی - اور قبر ان کی بغداد میں ہے -

امام ابویوسف شاگرد امام اعظم ان کا نام یعقوب بن ابراہیم ہے وفات ان کی سنہ ۱۸۲ ہجری میں ہوئی اور عمر ۷۰ سال قبر بغداد میں ہے -

امام محمد بن حسن شاگرد امام اعظم وفات ان کی سنہ ۱۸۹ ہجری میں ہوئی قبر ان کی رے میں ہے -

بیان بزرگان اہل طریقت سلاسل اربعہ

یہ بزرگ چار طریقوں پر مشہور ہیں - قادریہ - نقشبندیہ - سہروردیہ

چشتیہ -

بیان طریقہ قادریہ

ان میں افضل و اشرف شرفاء النجیہ و اعظم اولیاءے اعظام و اکرم اصفیا الکرام حضرت عبد القادر جیلانی ہیں - ان کا نام عبد القادر بن ابی صالح بن ابی عبد اللہ بن یحیٰے زاہد بن محمد بن داؤد بن موسےٰ بن عبد اللہ محض بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی مرتضےٰ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین ہے حضرت حسنی اور حسینی دونوں نسبیں رکھتے ہیں - باپ کی طرف سے حسنی ہیں اور والدہ کی طرف سے حسینی - لقب ان کا محی الدین اور بازی الاشہب اور غوث الثقلین ہے - چونکہ اصل ان کا گیلان سے ہے ان کو جیلانی بولتے ہیں - ولادت ان کی پہلی رمضان المبارک ۴۷۱ھ ہجری چنانچہ مادہ تاریخ تولد عاشق ہے اور مادہ تاریخ وفات لفظ معشوق ہے - اور ان کے فرزند نو تھے - جو ہر ایک صاحب کمال اور عالیشان گذرا ہے -

پہلا عبد الوہاب جس کا لقب سیف الدین ہے -
دوسرا شرف الدین ابو عبد الرحمان ہے -
تیسرا شمس الدین عبد العزیز -
چوتھا - شیخ تاج الدین ابو بکر -
پانچواں - شیخ ابو اسحاق ابراہیم -
چھٹا - شیخ ابو الفضل محمد -
ساتواں - ابو عبد الرحمان عبد اللہ -
آٹھواں - شیخ ابو ذکریا یحیٰے -
نواں - شیخ ابو نصر موسےٰ

جاننا چاہیئے کہ آنحضرت کا طریقہ پہلے جنیدیہ کے نام سے مشہور تھا پھر حضرت کی طرف منسوب ہو کر قادریہ مشہور ہوا - مزار پر انوار ان کی مدرسہ باب الازج بغداد میں ہے - آن حضرت کے مرشد پیر صحبت شیخ حماد ابن مسلم

ہیں جو ۵۲۵؁ھ ہجری میں فوت ہوئے اور پیر فرقہ شیخ ابو سعید ہیں جو شیخ حماد کے مرشد تھے اور مزار ان کی بھی اسی مدرسہ میں ہے - نام ان کا مبارک بن علی بن حسین ہے - ان کی وفات ۵۱۳؁ھ ہجری میں ہوئی اور وہ مرید شیخ ابوالحسن بھکاری کے ہیں ان کا نام علی بن محمد بن جعفر قرشی ہے - وفات ان کی محرم ۴۸۶؁ھ ہجری میں ہوئی - اور وہ مرید شیخ ابوالفرح طرطوسی کے ہیں اور وہ مرید شیخ عبدالواحد تیمی کے اور وہ مرید شیخ ابو بکر شبلی کے کنیت ان کی ابو بکر ہے - اور وہ مرید شیخ جنید بغدادی کے ہیں - حضرت جنید اعاظم اولیائے اللہ سے ہیں - ان کی کنیت ابو القاسم اور لقب سید الطائفہ اور طاؤس العلماء وفات ان کی رجب ۲۹۷؁ھ ہجری میں ہوئی اور قبر ان کی بغداد میں ہے یہ مرید شیخ سری سقطی کے ہیں - کنیت ان کی ابوالحسن اور وفات ان کی تیسری ماہ رمضان ۲۵۰؁ھ ہجری میں ہوئی - اور وہ مرید شیخ معروف کرخی کے ہیں اور کنیت شیخ معروف کرخی کی ابو محفوظ ہے - وفات ۲ محرم ۲۰۰؁ھ ہجری میں ہوئی اور وہ مرید حبیب راعی کے ہیں اور حبیب راعی مرید سلمان فارسی کے اور سلمان فارسی کبار صحابہ سے ہیں کنیت ان کی ابو عبداللہ ہے اور انہوں نے بہت عمر پائی ہے - بقول بعض تین سو پچاس سال اور بقول بعض دو سو پچاس سال اور وہ علم باطن میں منسوب بصدیق اکبر ہیں -

حضرت خواجہ اویس قرنی نام ان کا اویس ابن عامر ہے کنیت ابو عمر اور یہ تابعین سے ہیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کو انہوں نے پایا - لیکن بباعث مشغولی خدمت اپنی بوڑھی والدہ کے حضرت کی خدمت میں نہ آسکے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات ہوئی - آخر حضرت امیر المومنین علی مرتضے کے ہمراہ جنگ صفین میں حاضر ہوئے اور اسی جنگ میں شہادت پائی - وفات ان کی بقول بعض ۳۷ سال اور بعض ۳۲ سال ہجری میں ہوئی فیض یافتگان حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس اللہ سرہ العزیز بڑے بڑے اولیا گذرے ہیں جن کا شمار مشکل ہے ان میں سے بعض لوگوں کا ذکر کیا جاتا ہے حضرت شیخ علی ابن ہیتی ہمیشہ حضرت غوث الثقلین کی ملازمت میں رہتے

تھے۔ آنحضرت قدس اللہ سرہ العزیز شیخ علی کو بہت دوست رکھتے تھے۔ چنانچہ منقول ہے کہ جب کسی کو جنگل میں شیر ملے اور وہ نام علی بن ہیتی کا پکارے شیر اس نام کو سنکر واپس چلا جاے گا وفات اُن کی ۵۶۴ھ ہجری میں ہوئی عمر ان کی ایک سو بیس سال اور قبر ان کی زریران میں ہے بعض اُن سے شیخ ابو عمر صریفی مرید خاص حضرت غوث الثقلین کے ہیں آن حضرت فرماتے تھے کہ ابو عمر کی مدح آسمان پر فرشتے کرتے ہیں بعض اُن سے شیخ ابو سعید قیلوی ہیں جو خاص خلیفے حضرت عبد القادر جیلانی کے ہیں ان سے بہت کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں اور وفات انکی ۵۵۷ھ ہجری میں ہوئی بعض اُن سے شیخ قضیب البان موصلی ابو عبد اللہ ہیں وفات ان کی ۵۷۰ھ ہجری میں ہوئی۔ بعض ان سے شیخ احمد ابن مبارک فراش آن حضرت کے تھے جو سفر و حضر میں اُن کی خدمت میں ملازم رہتے۔ وفات اُنکی ۵۷۳ھ ہجری میں ہوئی۔ شیخ بقا وفات اُن کی ۵۵۳ھ ہجری میں ہوئی شیخ محمد اوانی معروف بہ ابن قاید اکمل خلفاء آن حضرت سے ہیں۔ بعض اُن سے شیخ ابو سعود بن شبل خلفاء کرام آن جناب سے ہیں بعض اُن سے شیخ ابو عمر قرشی مرید اور خلیفے اکرم و شاگرد آن حضرت کے ہیں وفات اُن کی ۵۶۴ھ ہجری میں ہوئی قبر ان کی مصر میں ہے۔ بعض اُن سے شیخ موفق الدین مقدسی مرید اور شاگرد خاص غوث الاعظم کے ہیں وفات ان کی ۶۲۰ھ ہجری میں ہوئی بعض اُن سے شیخ محمد جونی بعض اُن سے شیخ محی الدین عربی نام ان کا محمد بن علی بن عربی ہے ایک واسطے سے ان کی نسبت غوث الثقلین کو پہونچتی ہے اور وہ واسطہ شیخ ابو محمد یونس کا اور دوسری نسبت ان کی حضرت خضر علیہ السلام سے ہے ولادت ان کی شہر مرسیہ میں جو بلاد اندلس سے ہے ۵۶۰ھ ہجری میں ہوئی۔ وفات ان کی ۶۳۸ھ ہجری میں ہوئی۔ قبر ان کی جبل قاسون میں ہے۔ جو اب صالحیہ کے نام سے مشہور ہے۔ بعض اُن سے امام صدر الدین محمد بن اسحاق ہیں یہ شیخ محی الدین عربی کے مرید تھے۔ بعض اُن سے حضرت شیخ مخدوم عبد القادر ثانی ابن شیخ محمد حسنی ابن سید شاہ امیر ابن سید علی بن سید مسعود بن سید احمد بن سید صفی الدین بن سید عبد الوہاب بن حضرت شیخ عبد القادر جیلانی شیخ

محمد ولایت روم سے خراسان ہوتے ہوئے پھر ہندوستان میں پہونچ کر ملتان
تشریف لے گئے وہاں سے بلدہ اوچ میں جاکر وطن اختیار کیا اور اطراف عالم
میں شہرہ آفاق ہوئے۔ ان کے تین بیٹے تھے۔
اوّل شیخ عبدالقادر کہ اس کو مخدوم ثانی کہتے ہیں۔
دوسرے سید عبداللہ جو عالم باعمل اور فاضل اکمل تھے۔
تیسرے سید مبارک جو بڑے بزرگ تھے شیخ محمد کا مقبرہ اوچ شریف
میں ہے۔ اُن کے بعد۔
شیخ عبدالقادر ثانی اپنے باپ کے جانشین ہوئے بے شمار کرامات اُن سے
ظاہر ہوئیں وفات ان کی ۱۸ ربیع الاول سنہ ۹۴۰ ہجری میں ہوئی۔ قبر ان کی اوچ
میں ہے طریقہ قادریہ میں بے شمار مشائخ گذرے ہیں کہ اُن کی تعداد کے لئے
کئی دفتر چاہئیے تب چند بزرگوں کا ذکر لکھا گیا۔

سلسلۂ نقشبندیہ

یہ طریقہ دراصل حضرت صدیق اکبر سے ہے پہلے موسوم بہ جعفریہ تھا
پھر حضرت شیخ طیفور کی نسبت سے طیفوریہ کے نام پر مشہور ہوا شیخ طیفور
صاحب کا لقب سلطان العارفین اور کنیت ان کی بایزید بسطامی وفات انکی
۱۵ شعبان سنہ ۲۶۱ ہجری میں ہوئی۔ بعض اون سے شیخ ابوالحسن خرقانی نام
ان کا علی بن جعفر ہے اور تربیت روحانی انھوں نے شیخ بایزید بسطامی سے پائی
ہے وفات ان کی بروز شنبہ سنہ ۴۲۵ ہجری میں ہوئی بعض اُن سے شیخ ابوعلی
بن محمد ہیں وفات ان کی سنہ ۴۳۳ ہجری میں ہوئی ہے بعض اُن سے شیخ ابوعلی
کاتب اور بعض اُن سے شیخ ابوعثمان مغربی اور شیخ ابوعلی قاسم گرگانی مرید
مرید شیخ حسن خرقانی بعض اُن سے شیخ ابوعلی فارمدی مرید شیخ ابوالقاسم گرگانی
بعض اُن سے شیخ یوسف بن ایوب ہمدانی مرید شیخ ابوعلی فارمدی متوفی سنہ ۵۳۵
ہجری ان کے چار اعلیٰ خلیفہ تھے۔

خواجہ عبداللہ برقی - خواجہ حسن انداقی - خواجہ احمد بصری - خواجہ عبدالخالق غجدوانی - بعض اُن سے خواجہ عارف مرید اور خلیفے خواجہ عبدالخالق کے ہیں - بعض اُن سے خواجہ محمود الخیر خلیفے خواجہ عارف کے ہیں وفات ان کی ۷۱۵ھ ہجری میں ہوئی - بعض اُن سے خواجہ علی خلیفہ خواجہ محمود - وفات اُن کی ۷۲۱ھ ہجری میں ہوئی - بعض اُن سے خواجہ محمد بابا خلیفے خواجہ علی کے ہیں - بعض اُن سے خواجہ سید امیر کلال خلیفہ خواجہ محمد بابا - بعض اُن سے خواجہ بہاؤالدین نقشبند ہیں نام ان کا محمد بن محمد ہے اور نقشبند ان کو اس کو اس واسطے کہتے ہیں کہ اوائل عمر میں کمخواب بافی کرتے تھے اور ان پر نقش لگاتے تھے جب طریق تصوف میں کمال کو پہونچے تو ان کا سلسلہ اوسی نسبت سے منسوب بہ نقشبندیہ ہوا وہ مرید اور خلیفے سید امیر کلال کے ہیں ولادت ان کی ۷۱۸ھ ہجری میں ہوئی اور وفات ۷۹۱ھ ہجری میں ہوئی - عمر ان کی ۷۳ سال تھی ان کے خلیفے بہت گذرے ہیں بعض اُن سے خواجہ محمد پارسا بن محمد بن محمود بخاری ہیں یہ اعظم خلفاء خواجہ بہاؤالدین نقشبند سے ہیں وفات ان کی ۲۴ محرم ۸۲۲ھ ہجری میں ہوئی بعض اُن سے خواجہ ابو نصر بن خواجہ محمد پارسا ہیں یہ اپنے والد سے مرید ہیں وفات انکی ۸۶۵ھ ہجری میں ہوئی - بعض اُن سے خواجہ علاءالدین عطار نام ان کا محمد بن محمد بخاری ہے مرید خواجہ بزرگ کے ہیں وفات ان کی ۸۰۲ھ ہجری میں ہوئی بعض اُن سے مولانا یعقوب چرخی ہیں چرخ ایک گاؤں ہے مضافات غزنی سے اور یہ مرید خواجہ بزرگ کے ہیں - بعض اُن سے خواجہ عبداللہ بن محمود یہ مرید شیخ یعقوب چرخی کے ہیں وفات ان کی ۸۹۵ھ ہجری میں ہوئی - قبر ان کی سمرقند میں ہے بعض اُن سے مولانا نظام خاموش مرید کامل خواجہ عبیداللہ احرار کے ہیں وفات ان کی ۹۱۰ھ ہجری میں ہوئی قبر ان کی ہرات میں ہے - بعض اُن سے مولانا عبدالرحمن بن احمد بن محمد دشتی ہیں دشت ایک محلہ صفاہان سے ہے لقب اصلی انکا عمادالدین تھا اور مشہور نورالدین سے ہوئے اور شعروں میں تخلص جامی رکھا ایک انگریز مورخ لکھتا ہے کہ مولوی جامی ہرات کے حاکم رہے ہیں - علم ادب ترکی زبان کا اچھی طرح

سے جانتے تھے۔ اُنھوں نے ترکی میں ایک بہت بڑا دیوان تصنیف کیا اور علاوہ
اس کے اور بہت سی کتابیں زبان ترکی میں لکھیں خمسہ نظامی کا جواب فارسی میں
مشہور آفاق ہے اور علم نحو میں کافیہ کی شرح جو شرح مُلّا جامی کے نام سے مشہور ہے
سلطان حسین مرزا ہرات کا حاکم ان سے کمال عقیدت رکھتا تھا۔ یہ مُرید حضرت خواجہ
عبید اللہ احرار کے ہیں خواجہ عبید اللہ احرار ان کی بہت عزت کرتے تھے یہ عالم
عامل اور عارف کامل گذرے ہیں۔ ولادت ان کی موضع جام میں ۸۱۷ھ ہجری
میں ہوئی۔ عمر ان کی ۸۱ سال اور وفات ۸۹۸ھ ہجری میں ہوئی۔ قبر ان کی ہرات
میں اپنے پیر کی قبر کے متصل ہے۔ بعض اُن سے مولانا عبد الغفور لاری ہیں یہ
مُرید عبد الرحمان جامی کے ہیں وفات ان کی ۹۱۲ھ ہجری میں ہوئی۔

بیان سلسلہ سُہروردی

بعض اُن سے ممشاد دینوری ہیں جو مُرید شیخ جنید بغدادی کے ہیں وفات
ان کی ۲۹۹ھ ہجری میں ہوئی۔ بعض اُن سے شیخ احمد اسود بن عطار ہیں جو مرید
خواجہ ممشاد کے تھے وفات ان کی ۳۶۷ھ ہجری میں ہوئی بعض اُن سے محمد عمو
مرید شیخ احمد اسود کے ہیں اور بعض اُن سے شیخ دویم ابن احمد ابن یزید بشاگرد اور
مُرید حضرت شیخ جنید کے ہیں وفات ان کی ۳۰۳ھ ہجری میں ہوئی۔ بعض اُن سے
شیخ احمد ابو العباس نہاوندی ہیں جو مرید ابو عبد اللہ کے ہیں وفات ان کی ۳۳۱ھ ہجری
میں ہوئی بعض اُن سے شیخ فرخی زنجاری مرید شیخ احمد نہاوندی کے ہیں وفات
ان کی ۴۷۵ھ ہجری میں ہوئی بعض اُن سے شیخ وجیہ الدین مُرید شیخ اخی فرخی کے
ہیں۔ بعض اُن سے شیخ شہاب الدین سہروردی نام ان کا عمر بن محمد کبرا سہروردی
ہے۔ کنیت ان کی ابو حفص اور لقب شیخ الشیوخ ہے مذہب شافعی رکھتے تھے۔
اور مُرید اپنے چچا شیخ ابو نجیب سہروردی کے ہیں اور حضرت عبد القادر جیلانی کی صحبت
بھی ان کو حاصل ہوئی اور فیوضات باطنی اُن سے حاصل کیں وفات ان کی ۶۳۲ھ
ہجری میں ہوئی قبر ان کی بغداد میں ہے بعض اُن سے شیخ حمید الدین ناگوری ہیں

نام ان کا محمد بن عطار ہے اوائل عمر میں شہر ناگور کے قاضی تھے مرید شیخ شہاب الدین کے ہیں وفات ان کی سنہ ۶۴۳ ہجری میں ہوئی - قبر ان کی دہلی میں ہے - بعض اُن سے شیخ نجیب الدین علی برغش مرید شیخ شہاب الدین صاحب کے ہیں وفات ان کی سنہ ۶۷۸ ہجری میں ہوئی قبر ان کی شیراز میں ہے بعض اُن سے شیخ عبدالرحمان بن علی برغش شاگرد اور مُرید اپنے باپ شیخ نجیب الدین علی برغش کے ہیں وفات انکی سنہ ۷۱۶ ہجری میں ہوئی - بعض اُن سے شیخ بہاءالدین ذکریا ملتانی ابن وجیہ الدین بن کمال الدین علی شاہ قریشی حنفی اعظم خلفاء شیخ شہاب الدین سے ہیں وفات ان کی سنہ ۶۶۱ ہجری میں ہوئی - قبر ان کی ملتان میں ہے - بعض ان سے شیخ فخر الدین عراقی مرید شیخ بہاءالدین ذکریا کے ہیں وفات ان کی سنہ ۶۸۸ ہجری ہوئی - قبر ان کے دمشق میں ہے - بعض اُن سے شیخ امیر حسین بن عالم بن ابی الحسین مرید شیخ بہاءالدین ذکریا کے ہیں وفات ان کی سنہ ۷۱۸ ہجری میں ہوئی - قبر ان کی ہرات میں ہے بعض اُن سے شیخ صدر الدین بن شیخ بہاءالدین ذکریا ہیں وفات ان کی سنہ ۶۸۴ ہجری میں ہوئی - قبر ان کی ملتان میں اپنے باپ کی قبر کے پاس ہے - بعض اُن سے شیخ رکن الدین بن شیخ صدر الدین بن شیخ بہاءالدین ذکریا ہیں یہ مُرید اپنے باپ کے تھے وفات ان کی سنہ ۷۳۵ ہجری میں ہوئی - قبر ان کی بھی ملتان متصل قبر جد بزرگوار کے ہے - بعض اُن سے شیخ مخدوم جہانیاں سید جلال بخاری ہیں ان کی جد اعلے کا نام بھی سید جلال بخاری تھا - بخارا سے ہندوستان پہونچے اور مرید شیخ بہاءالدین ذکریا کے ہوئے - ان کے تین بیٹے تھے - سید احمد کبیر - اور سید بہاوالدین - اور سید محمد - پس سید احمد کبیر کے دو بیٹے تھے - سید جلال اور سید راجو قتال یہ دونوں غوث وقت کے ہوئے ہیں - اور مخدوم جہانیاں مُرید شیخ رکن الدین کے ہیں وفات ان کی بروز عید الضحی سنہ ۷۸۵ ہجری میں ہوئی عمر ان کی ۷۸ سال اور تین مہینے تھی قبر ان کی اُچ شریف میں ہے - بعض ان سے شیخ عبداللہ بن ناصر الدین بن مخدوم جہانیاں کنیت ان کی ابو محمد اور لقب برہان الدین اور قطب عالم ہے مشہور ہے کہ ان کا پاؤں رات کے وقت ایک لکڑی پر آیا انہوں نے فرمایا کہ یہ لکڑی ہے یا پتھر یا لوہا یا کوئی اور چیز اور جب دن چڑھا تو لوگوں نے

دیکھا کہ اُن کے فرمودہ کے مطابق ایک حصّہ اُس کا لکڑی ہے اور ایک حصّہ
پتھر اور ایک حصّہ لوہا اور ایک حصّہ ایسا ہے جو پہچانا نہیں جاتا کہ کیا چیز ہے
اور یہ لکڑی ابھی اُن کی اولاد کے پاس باقی ہے اور یہ مرید اور شاگرد شیخ مخدوم
جہانیاں کے ہیں ولادت ان کی رجب ۷۹۰ھ ہجری میں ہوئی اور وفات ان کی
۸۵۶ھ ہجری میں ہوئی۔ قبر اُن کی احمد آباد گجرات میں ہے بعض ان سے
حضرت شیخ سراج الدین محمد شاہ عالم مُرید اپنے باپ کے ہیں ان کی دعا سے مردہ
زندہ ہوتا تھا وفات ان کی ۸۸۰ھ ہجری میں ہوئی ان کی قبر بھی احمد آباد گجرات
میں ہے۔

بیان سلسلہ چشتیہ

حضرت خواجہ مولانا و مرشدنا ہادینا خواجہ شیخ المشائخ غلام محی الدین نبیرہ
حضرت شیخ المشائخ قبلہ عالم خواجہ زین العابدین مُرید اپنے دادا بزرگوار کے تھے
اور خواجہ زین العابدین صاحب شاگرد اور خلیفہ حضرت مقتدائے عالم مولانا
مولوی محمد علی مکھڈ شریف والہ کے تھے اور وہ خلیفہ اعظم و اکرم حضرت سلطان
العارفین خواجہ محمد سلیمان تونسوی کے تھے اور وہ خلیفہ اعظم خواجہ نور محمد مہار
شریف والہ کے تھے۔ اور وہ خلیفہ شیخ فخر الدین محمد جہاں آبادی کے تھے اور وہ
خلیفہ شیخ نظام الدین اورنگ آبادی کے تھے اور وہ خلیفہ شیخ کلیم اللہ جہان آبادی
کے تھے اور وہ خلیفہ شیخ یحییٰ مدنی کے اور وہ شیخ محمد صاحب کے اور وہ شیخ
محمد حسن کے اور وہ شیخ جمال الدین عرف شیخ جمن کے اور وہ خلیفہ شیخ علم الدین کے
اور وہ خلیفہ شیخ سراج الدین کے اور وہ خلیفہ شیخ کمال الدین کے اور وہ خلیفہ
شیخ نصیر الدین محمود چراغ دہلی کے اور وہ خلیفہ شیخ نظام الدین محمد بن احمد بداونی
کے۔ اور وہ خلیفہ شیخ فرید الدین مسعود گنج شکر کے اور وہ خلیفہ شیخ بختیار اوشی
کاکی کے اور وہ خلیفہ شیخ معین الدین حسن اجمیری کے اور وہ خلیفہ شیخ عثمان
ہارونی کے اور وہ خلیفہ حاجی شریف زندنی کے اور وہ خلیفہ شیخ قطب الدین

مودود کے اور وہ خلیفہ شیخ ناصر الدین ابو یوسف کے اور وہ خلیفہ شیخ محمد بن احمد کے - اور وہ خلیفہ شیخ ابو احمد بن فرسانہ کے اور وہ خلیفہ شیخ ابو اسحاق شامی کے اور وہ خلیفہ شیخ ممشاد دینوری کے اور وہ خلیفہ شیخ سلطان ابراہیم بن ادہم بلخی کے اور وہ خلیفہ شیخ ابو الفیض فضیل بن عیاض کے اور وہ خلیفہ ابو الفضل عبد الواحد بن زید کے اور وہ خلیفہ شیخ حسن بصری انصاری کے اور وہ خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اور وہ خلیفہ حضرت سرور کائنات محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وعلے آلہ و اصحابہ واہل بیتہ وسلم کے تھے خواجگان چشت کا حال اگر مفصل لکھا جاتا تو ایک دفتر کبیر میں بھی نہ سماتا اس لئے تبرکاً و تیمناً محض سلسلہ اپنے پیروں کا ہی لکھا گیا ؏

ذکر سلاطین و ملوک

جاننا چاہیئے کہ چار بادشاہوں نے تمام روئے زمین کی بادشاہی کی ہے اور سارے جہان پر اُن کی حکمرانی ہوئی ہے - دو اُن سے خدا پرست تھے
ایک حضرت سلیمان علیہ السلام -
اور دوسرے سکندر ذوالقرنین -
اور دو کافر تھے -
ایک نمرود -
اور دوسرا - بخت نصر -

نمرود کا سلسلہ نسل اس طرح ہے - نمرود بن اوس بن کنعان بن آم بن سام بن نوح کہ عجم میں اوسکو کیکاوس بن کیقباد بن منوچہر بن فریدون بن جمشید کہتے ہیں - لیکن بادشاہان ماضی کے تذکرہ میں ہم رئیس الشعراء فردوسی کی پیروی کریں گے کیونکہ اُس نے اُن کے حالات میں بہت کچھ موشگافیان

کی ہیں۔ اُس نے ان بادشاہوں کے چار طبقے بنائے ہیں۔
پہلا طبقہ پیشدادیان کا۔ دوسرا۔ کیان کا۔
تیسرا۔ اشکانیان کا۔ چوتھا۔ ساسانیوں کا۔
پیشدادیوں کے حالات دو تذکروں پر منقسم ہیں۔

پہلا تذکرہ کیومرث کی بادشاہی میں

جاننا چاہیئے کہ کیومرث سے پہلے تمام انسان مانند وحشیوں اور چارپایوں کے زندگی بسر کرتے تھے جنگلوں سے میوے چُن کر کھاتے اور ننگے بدن مانند بندروں اور ریچھوں کے درختوں کے نیچے یا غاروں میں رہتے۔ کیومرث نے تمام وحشی لوگوں کو جمع کیا اور چمڑے کا لباس اُس نے تجویز کیا شہر آباد کرنے لگا اور لوگوں کو حرفت و زراعت پر ترغیب دیتا تھا تیس سال تک اُس نے یہ کوشش کی تاکہ پہاڑی ملکوں میں کچھ کچھ تہذیب و آدمیت لوگوں میں پیدا ہو لباس پہننے اور گھر بنا کر بسنے لگے اپنی اپنی حاجات ضروری کا خیال پیدا ہو جب شہر آباد ہوئے تو کیومرث نے آئین سلطنت کی بنیاد قایم کی۔ فوجیں رکھتیں اور ہتھیاروں کی ایجادیں کیں اور دور دور تک ملک کو تحت فرمان کیا یہاں تک کہ اُس کی سلطنت نے قیام و استحکام پکڑا۔ کیومرث کا بیٹا سیامک نام تھا وہ بھی سلطنت اور فوج کشی میں پوری مہارت رکھتا تھا اتنے میں ایک شخص اہرمن نام ان سے باغی ہوا اور اُس نے علیحدہ سلطنت قایم کی کیومرث نے سیامک کو فوج دیکر اُس کی لڑائی کے واسطے بھیجا۔ اہرمن کے پاس بھی فوج تھی اس نے سیامک سے لڑائی کی۔ اس جنگ میں سیامک قتل ہوا اور کیومرث کو اس خبر کے سُننے سے نہایت غم و الم پیدا ہوا۔ پھر دوسرے بیٹے ہوشنگ کو لشکر جرار دے کر واسطے انتظام کے اہرمن کے جنگ پر بھیجا ہوشنگ نے اہرمن سے سخت جنگ کیا۔ آخر اہرمن پر فتح پائی۔ اور اُس کو قتل کر کے اپنے بھائی کا بدلہ لیا۔

کیومرث نے تیس سال سلطنت کی اور قوانین سلطنت کی بنیاد قایم کر کے

اس جہان فانی سے کوچ کیا - اور اُس کا قائمقام اور ولی عہد ہوشنگ اُس کے بعد تخت نشین ہوا - ہوشنگ بڑا دانا اور تیز ہوش بادشاہ تھا - اُس نے تمام حرفوں کی تجویزیں نکالیں - آہنگری اور عمارت کا کام اس نے تجویز کیا - پتھروں سے آگ نکال کر لوگوں کی ضروریات کو پورا کیا - دریاؤں سے نہریں نکال کر زمینوں کو سیراب کیا اور پیشہ زراعت کو رونق دی تردد و کشت کاری و تخم ریزی کی تجویزیں رعیت کو سکھائیں پہاڑ سے دو پتھر لے کر چکی کے پاٹ آٹا پیسنے کے تجویز کیئے - پھر آٹے کو گوندھ کر خمیر بنانا اور روٹی پکانے کے لئے پتھروں سے آگ نکالی اور تنور میں لکڑیاں جلا کر روٹیاں پکانے کا طریقہ نکالا اور جنگلوں سے گائیں اور بیل وحشی پکڑے اور اونٹ وحشی اور بکریاں بھیڑیں اور بعضیں مقید کر کے اِن کو مانوس کیا اور ان کی نسل کو بڑھانا شروع کیا حتے کہ یہ سب انسان کے ساتھ مانوس ہو گئیں - پھر اُن سے دودھ نکالنا اور ان سے فوائد حاصل کرنا جہان میں مروج ہوا - پھر سواری کے واسطے گھوڑے اور گدھے وحشی پکڑ کر اُن کو زنجیروں اور رسیوں سے مقید رکھا یہاں تک کہ وہ انسان سے مانوس ہو گئے اور ان کی نسلیں بڑھنے لگیں اس بادشاہ نے ضروریات انسانی کے تمام طریقے نکالے - بھیڑوں کی پشم سے لباس بنانے کا رواج ہوا اور شاہانہ لباس قاقم اور سمور سے بنایا گیا - چالیس سال تک بادشاہی کر کے یہ بادشاہ بھی ملک عدم کو روانہ ہوا بعد اس کے اس کا بیٹا طیومرث تخت نشین ہوا اس نے شیداسپ نام ایک بڑے دانا مرد کو اپنا وزیر بنایا - باز شاہین اور چرغ کو پکڑوا کر ان کو شکار کی تعلیم دی - روئی کے کھیت بوئے اور اُس سے کپڑے بنانے کا طریقہ نکالا تجارت کو رواج دیا - آبادی کے انتظام اور بندوبست مملکت کے قواعد نکالے زمین پر جہاں دیوؤں کی سلطنت تھی وہ انسانوں کو تکلیف دیتے تھے اُن سے جنگ شروع کیئے اکثر دیو اس کے تابعدار ہوئے مگر ایک سیاہ دیو اس سے باغی و سرکش رہا اُس سے سخت مقابلہ کیا آخر سیاہ دیو پکڑا گیا اور بادشاہ نے اُس کے قتل کرنے کا حکم دیا دیو نے جو اسیر ہو کر بادشاہ کے پاس حاضر کیا گیا تھا عرض کی کہ بادشاہ اگر میری جان بخشی کرے تو میں ایک عجیب فن سکھاؤں گا - بادشاہ نے اُس کو امان دی پس دیو نے عربی اور فارسی خط کی تعلیم دی اور خوشنویسی کا فن انسانوں کو سکھایا خط اور حساب کا

علم جہان میں اس بادشاہ کے وقت انسانوں میں مروّج ہوا اس بادشاہ نے تیس سال
تک بادشاہی کی اور مر گیا۔

پس جمشید اس کی جگہ تخت نشین ہوا یہ بادشاہ بڑا دانا اور منتظم گذرا ہے آلات
جنگ خود و خفتان اور زرہ ہے اور شمشیر و خنجر اسی بادشاہ کا اختراع ہے اور خز و دیبا
اور ابریشم کے کپڑے اسی کی تجویز سے ایجاد ہوئے اور جہان میں مروج ہوئے
کاتنا اور بننا ریشم کا اسی نے نکالا اور عطریات و خوشبو کی چیزیں مثل کستوری اور عنبر
اور کافور وغیرہ وغیرہ اسی نے نکالیں اور جشن نوروز جو جشن جمشید کے نام پر مشہور
ہے اسی نے مقرر کیا جہان اس کے نگین کے نیچے موم کی طرح فرمانبردار ہوا مگر آخر
بکیش اور بد مذہب ہو گیا۔ اس لئے ایرانی اس کی بد مذہبی سے ناراض ہوئے یہانتک
کہ عربی بادشاہ مرداس کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا یہ بادشاہ نہایت نیک اور
صالح مرد تھا اس کے بیٹے ضحاک نے جو بد باطن اور شریر النفس تھا۔ اپنے باپ
مرداس کو ایک خس پوش کوئیں میں گرا کر مار ڈالا اب تمام ایرانی جو جمشید سے
ناراض اور تنگ تھے ضحاک کے پاس جمع ہوئے اور لشکر بے انتہا اس کے ہمراہ
ہوا جمشید اکیلا بے یار و یاور رہ گیا اور ملک کو چھوڑ کر کہیں روپوش ہوا مستقل
سلطنت ضحاک کی ہوئی اور بلا تکلیف ایران کے تمام خزائن کا مالک بن گیا جمشید
نے سات سال بادشاہی کی تھی آخر روپوش ہو کر فقیر گداگر بن گیا آخر ضحاک کے
حکم سے پکڑا گیا اور ارہ سے چیرا گیا۔ ضحاک بڑا عالیجاہ بادشاہ اور بے نظیر سلطان
جہان میں مشہور ہوا اس کی ہیبت کا ڈنکا تمام اطراف عالم میں بجنے لگا۔ ایک دن
شیطان باورچی کی صورت بن کر ضحاک کے پاس آیا اس سے پہلے جہان میں
یہ لذیذ کھانے جو بادشاہی باورچیوں کا ایک مستقل علم ہے کوئی نہ جانتا تھا معمولی
روٹی اور معمولی کھانے گنواروں کی طرح بادشاہ بھی پکواتے اور کھاتے تھے۔ یہ
عجیب عجیب مصالحدار نانخورشین اور مزیدار سالن کسی کو یاد نہ تھے اس نئے باورچی
نے بادشاہ کو عجیب عجیب انداز کے حلوے اور انڈوں کے مصالحدار سالن اور
مزیدار کباب پکا پکا کر کھلانے شروع کیے بادشاہ کو جب ان لذیذ کھانوں اور مزیدار
سالنوں کا چسکا پڑا اپنے مطبخی پر نہایت مہربان اور خوش ہوا ایک دن باورچی

سنے مرغی کے انڈے سے مصالحدار اس ترکیب سے پکائے کہ بادشاہ کھا کر نہایت مسرور الوقت ہوا اور نہایت مہربانی اور کمال لطف سے کہنے لگا کہ مانگ جو کچھ مانگتا ہے۔ شیطان ملعون نے کہا کہ بادشاہ کے اقبال اور حضور کی عنایت سے میرے دل کی کوئی آرزو باقی نہیں اور کسی چیز کے مانگنے کی مجھے حاجت نہیں بادشاہ نے بار بار اصرار کہا کہ مانگ لے جو کچھ تیری خواہش ہے میں پوری کروں گا۔ اس نے آخر ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ جہان پناہ یہ آرزو میرے دل میں ہے کہ بادشاہ کے دونوں مونڈھوں پر بوسہ دوں کہ اس میں میری عزت اور فخر ہوگا۔ بادشاہ نے دونوں مونڈھوں سے کپڑا اٹھایا اور شیطان نے دونوں شانوں کو چوما اور نظر سے غائب ہوگیا فی الفور بادشاہ کے شانوں سے دو سانپ کفچہ دار نہایت زہریلے پیدا ہوئے جن کو دیکھ کر ہیبت آتی تھی بادشاہ نہایت خوف زدہ ہوا اور فیلسوفوں داناؤں کو بلایا کہ ان کی کوئی تجویز کریں سب حیران رہ گئے۔ کہ اگر ان کو چھیڑا جاوے تو یہ بادشاہ کو ضرر پہونچاویں گے آخر شیطان ایک فیلسوف اور حاذق طبیب کی شکل میں ظاہر ہوا اور بادشاہ کو کہا کہ ان سانپوں کا اور کوئی علاج نہیں صرف یہی تجویز ہے کہ بادشاہ ہر روز ان کو ایک نوجوان آدمی کے سر کا مغز خوراک دیا کرے یہ کھا کر مست رہیں گے اور بادشاہ کو ضرر نہ پہونچاویں گے اگر ان کو چھیڑا گیا تو حضور کو کاٹ کاٹ کر کھاویں گے بادشاہ نے رعیت سے بظلم وجور ایک نوجوان کا مغز سر ہر روز لینا شروع کیا۔ ایک نوجوان ہر روز قتل کیا جاتا تھا اور اس کے سر کا بھیجا نکال کر سانپوں کی خوراک پر لگایا جاتا وہ سانپ مغز کو کھا کر مست رہتے تھے جب کچھ زمانہ تک یہی جور وستم جاری رہا تو لوگ رعیت کے نہایت دل تنگ ہوئے ایک دن ستارہ شناسوں اور نجومیوں نے کہا کہ آبتین ایک شخص ہے اس کے گھر فریدون نام ایک لڑکا ہے وہ تیری بادشاہی کی تباہی کا باعث ہوگا اور تیری موت اس کے ہاتھ سے ہوگی بادشاہ نے آبتین سے وہ لڑکا مانگا آبتین نے حیلہ حوالہ سے انکار کیا بادشاہ نے آبتین کو قتل کروا دیا۔ آبتیں کی عورت اپنے فرزند فریدون کو لے کر راتوں رات نہاوند کے جنگل کو چلی گئی۔ وہاں ایک غار میں ایک عابد خدا پرست گوشہ گزین رہتا تھا لڑکا اس کے حوالہ کیا۔ لڑکا اسی عابد کے پاس پرورش پاتا رہا اور وہیں بالغ ہوا۔

کبھی کبھی والدہ بھی اُس کے پاس خبر گیری کے واسطے جاتی اور اُس کو اُس کے باپ آبتین کے مارے جانے اور اپنی سرگردانی کا حال سُناتی - وہ سُنکر نہایت افسوس کرتا اور گوشہ نشین عابد سے جو اُس کے لیئے بجائے باپ کے تھا ضحاک سے انتقام لینے کی دعا کراتا - تقدیراً ضحاک نے ایک کاوہ نام آہنگر کو نہایت ستایا اور اُس پر سخت ظلم کیا اُس کے بارہ بیٹے تھے ایک بیٹا اُس کا ہر روز قتل کرتا اور مغز اُس کا سانپوں کو کھلاتا یہانتک کہ اُس کے گیارہ بیٹے قتل ہو گئے اور باقی ایک بیٹا رہ گیا ضحاک نے وہ بارہواں بیٹا بھی مانگا - کاوہ بیٹے کو لے کر مخفی راتوں رات وہاں سے بھاگا اور جنگل میں چھپا رہا جو لوگ جنگل میں اُس کو ملتے اُن کو فریدوں کے بادشاہ بنانے کی ترغیب دیتا - رفتہ رفتہ بہت لوگ اُس کے ہمراہ ہو گئے آخر کاوہ نے ایک چرم کا علم تیار کر کے کھڑا کیا اور گروہ کثیر کے ہمراہ نہاوند میں فریدوں کی تلاش میں جا پہونچے فریدوں کو اپنا بادشاہ مقرر کیا اور مال کثیر سے اُس کی امداد کی اُس نے نہاوند سے فوج عظیم مہیا کی اور سامان حرب اطراف سے منگائے گھوڑے اور ہاتھی سب کچھ تیار ہو گیا - لشکروں کو ہمراہ لے کر فریدون نے ضحاک پر چڑھائی کی ایران مقابلہ ہوا کئی جنگ ہوئے لیکن چوں کہ شہری اور لشکری لوگ تمام فریدوں کے ظلم سے نالاں تھے سب فریدون کے دوست ہو گئے - آخر ضحاک پکڑا گیا اور فریدوں نے اُس کو چومیخہ کر کے ایک تنگ و تاریک غار میں ڈال دیا ضحاک نے ایک ہزار سال تک بادشاہی کی اور آخر بسبب ظلم کے اس ذلت سے مرا

فریدون بڑا صاحب اقبال وجاہ وجلال بادشاہ ہوا اس کے تین بیٹے تھے بڑے کا نام سلم تھا - اور اوسط کا نام تُور اور اُس سے چھوٹے کا نام ایرج -

فریدون نے ملک کو تینوں پر تقسیم کیا - سلم اور تُور کو اقالیم پر حکمران کیا - اور چھوٹے کو تخت و تاج ایران کا سونپا - بہت مدت تینوں بیٹے آپس میں رضامند رہے - آخر سلم اور تُور کے دل میں حسد کی آگ بھڑکی اور کہنے لگے کہ ہم تخت و تاج ایران کے مستحق ہیں کیونکہ بڑے ہیں یہ مرتبہ ایرج نے ناحق حاصل کیا ہے اس ضد و بغض سے ایرج کو اُنھوں نے مار ڈالا اور اقالیم میں باپ سے باغی ہو گئے -

فریدون کو وہ بیٹا نہایت عزیز تھا اس لیئے ان دونوں بیٹوں پر سخت غضبناک ہوا

اور اپنے پہلوان منوچہر کو حکم دیا کہ میرے دونوں باغی بیٹوں کو قتل کر کے ان کے سر میرے پاس حاضر کر۔ منوچہر نے سلم اور تور سے شدید مقابلہ کر کے اُن دونوں کو قتل کیا اور اُن کے سر فریدون کی خدمت میں لایا۔ فریدون تینوں بیٹوں کے مارے جانے سے سخت دل شکستہ ہوا تخت و تاج منوچہر کو سونپا اور خود گوشہ گزینی اختیار کر کے عبادت میں مشغول ہوا اور چند روز کے بعد مر گیا۔ پانچ سو سال تک فریدون نے بادشاہی کی۔

جب منوچہر کی مستقل بادشاہی ہوئی تو اُس کے پاس ایک پہلوان تھا سام نریمان نام جو اُس کا نہایت عزیز و معتمد علیہ تھا اس پہلوان کا کوئی بیٹا نہ تھا وہ اس غم سے نہایت ملول رہتا اور بادشاہ منوچہر بھی چاہتا تھا کہ اس کا کوئی فرزند ہو آخر اُس کا ایک بیٹا پیدا ہوا جو بہت خوبصورت تھا مگر بال اُس کے سفید تھے اس لیئے باپ نے اُسکو منحوس جانکر جنگل میں ڈال دیا پس سیمرغ نے اُس بچہ پر رحم کر کے وہاں سے اٹھایا اور کوہ الوند پر لیجا کر اپنے آشیانہ میں رکھا اور اپنے بچوں کے ساتھ اُس کو بھی پرورش کرتا اور میوے کھلاتا۔ جب قریب بلوغ کے ہوا تو کسی نے اُس کو کوہ الوند پر دیکھا اور سام سے جا کر بیان کیا کہ تیرا بیٹا نہایت خوبصورت اور قریب البلوغ میں نے پہاڑ پر دیکھا سام کو بیٹے کی محبت دل میں جوش زن ہوئی اور اُس کے جنگل میں ڈالنے سے نہایت نادم ہو کر اُس کے ڈھونڈنے کو جنگل میں گیا امیر لوگ منوچہر کے درباری اپنے ہمراہ لیئے اور کوہ الوند پر پہونچا بیٹے کو دیکھ کر بغل میں پکڑا اور سر کو چوما پھر سام شاد کام اپنے فرزند کو ہمراہ لے کر واپس آیا اُس کا نام زال رکھا اور علوم ضروریہ اور آداب دربار شاہی کی اُس کو تعلیم دی۔ پھر کشتی اور سواری اور قواعد جنگ اُس کو سکھائے یہاں تک کہ اپنے ہمعصروں سے گوے سبقت لے گیا پس اُس کی شادی ایک عورت رودابہ نام کے ساتھ کی رودابہ اس سے حاملہ ہوئی اور بچہ جننے وقت نہایت لاچار اور تنگ ہوئی آخر اس کا پیٹ چاک کر کے بیٹا باہر نکالا گیا اور اُس کا نام رستم رکھا گیا اُس کے بال سرخ تھے اور شیر خوارگی کے وقت دس عورتوں کا دودھ پیتا اور پھر بھی بھوکھا ہی رہتا آخر لاچار ہو کر روٹی اور گوشت کھانے لگے ابھی چلنے پھرنے لگا تھا کہ ایک رات سرائے شاہی میں سویا ہوا تھا

ناگاہ شہر میں غوغا ہوا کہ ہاتھی سفید جنگی مست ہوکر زنجیروں کو توڑ کر شہر میں آگیا ہے اور لوگ تمام ڈر کے مارے گھروں میں داخل ہوگئے اور سرائے بادشاہی کے دروازے مقفل کئے گئے۔ رستم نے سُنا اپنی خوابگاہ سے اُٹھ کر دروازے پر آیا اور مقفل دروازہ کو ایک ہاتھ سے اُکھاڑ کر پھینکا اور نکل کر ہاتھی کے پاس پہونچا ہاتھی نے اُس پر حملہ کیا اور اپنا سونڈ اُس پر مارا اُس بہادر لڑکے نے بائیں ہاتھ سے ہاتھی کا سونڈ پکڑا اور دائیں ہاتھ سے اُس کے سر پر ایک ایسا گرز مارا کہ ہاتھی کا سر پھٹ گیا اور بھیجا نکل پڑا پھر وہ بہادر لڑکا وہاں سے واپس آکر اپنی خوابگاہ میں سو رہا۔ جب منوچہر نے ایک سو بیس سال بادشاہی کی تو اپنے بیٹے نوذر نام کو تاج شاہی کا سونپا اور خود جہان جاودانی کو کوچ کیا۔

جب نوذر تخت نشین ہوا تو ایک بادشاہ پشنگ نام نے اوس پر چڑھائی کی دو تین جنگوں میں میدان نوذر کے ہاتھ رہا۔ آخر نوذر عاجز ہوا اور تنگ آکر دہستان میں بھاگا۔ افراسیاب نے اُس کو قتل کیا۔ نوذر نے کل سات سال بادشاہی کی ہے

پھر زال اور رستم نے زوّ کو تخت پر بٹھلایا۔ زوّ نے تخت پر بیٹھتے ہی افراسیاب سے لڑائیاں شروع کیں آخر پانچویں سال مرگیا۔ زوّ کے بعد۔

گرشاسپ تخت نشین ہوا جب افراسیاب نے نوذر کو قتل کیا تو زوّ کے خوف سے اور زال ورستم کی ہیبت سے روپوش ہوگیا تھا۔ اب گرشاسپ کے عہد میں پھر ایران میں آیا۔ پس زال اور رستم اوس کے جنگ کو اوٹھے گرشاسب اور افراسیاب میں بہت جنگ ہوئے آخر گرشاسپ مارا گیا اس بادشاہ نے نو سال تک ایران میں سلطنت کی تھی اِس پیشدادیوں کا خاندان ختم ہوا۔

اب بادشاہان کیانی خاندان کا ذکر شروع کیا جاتا ہے

طبقہ کیان سے پہلا بادشاہ کیقباد

گرشاسپ کے مرجانے کے بعد ایران کا تخت خالی ہوا اور پیشدادیوں کی اولاد سے کوئی

لائق آدمی تخت نشینی کے قابل نہ تھا اس لئے زال نے رستم کو بھیجا کہ کیقباد کو کوہ البرز سے لادے رستم کیقباد کو لایا اور ایران کے تخت و تاج کا مالک بنایا اب کیقباد کا جنگ افراسیاب سے شروع ہوا۔ کیقباد کی جانب سے رستم پہلوان مقابلہ کے میدان میں نکلا۔ افراسیاب کو گھوڑے کی پیٹھ سے اٹھا کر زمین پر پٹکا یا افراسیاب وہاں سے بھاگ کر بمشکل جان بچا لے گیا۔ اور اپنے باپ پشنگ کو رستم سے صلح کرنے کے لئے کہا پشنگ نے رستم کے پاس تحفے اور ہدیئے بھیجے اور صلح کا خواستگار ہوا رستم نے صلح کر لی پس کیقباد نے سو سال ایران میں حکمرانی کی اور اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ کیقباد کے چار بیٹے تھے۔ کیکاؤس۔ اور کیارس اور کی اور کیارمین۔

باپ کی وفات کے بعد کیکاؤس تخت نشین ہوا۔ اس بادشاہ نے تمام عمر بڑے بڑے معرکے کی لڑائیاں کیں اور بے شمار جنگ کیئے۔ کئی دفعہ سخت سخت مصیبتوں میں گرفتار بھی ہوا مگر رستم کی امداد سے خلاصی پاتا رہا کیکاؤس کا ایک بیٹا سیاوش نام تھا اس کو صلح کی حالت میں افراسیاب نے اپنی بیٹی نکاح کر دی تھی۔ جب سیاوش اپنی عورت سمیت افراسیاب کے گھر یعنے سسرال میں گیا تو افراسیاب نے بباعث عداوت قدیم کے اس کو قتل کر ڈالا افراسیاب کی بیٹی سیاوش سے حملدار تھی اس عورت کا نام فرنگیس تھا جب افراسیاب نے معلوم کیا کہ سیاوش کا حمل میری بیٹی کو ہے تو اس خوف سے کہ شاید سیاوش کا بیٹا پیدا ہو اور اپنے باپ کا بدلہ مجھ سے لے اپنی بیٹی کو قتل کرنے کے فکر میں ہوا لڑکی نے باپ کے تیور بدلے ہوئے معلوم کر کے بوڑھے داناؤں اور پہلوانوں سے مشورہ کیا داناؤں نے اس کو بھاگ جانے کی صلاح دی اور مخفی راتوں رات اس کو ختن میں لے گئی وہاں سیاوش کا بیٹا پیدا ہوا پہلوانوں نے اس کو مخفی رکھا اور شاہزادوں کی طرح اس کی پرورش کرتے رہے۔

ادہر کیکاؤس اور رستم افراسیاب سے سیاوش کا انتقام لینے کے لئے صف آرا ہوئے بہت لڑائیاں ہوئیں افراسیاب بھاگ جاتا اور پکڑا نہ جاتا تھا کبھی پہاڑوں پر چڑھ جاتا اور کبھی جنگلوں میں غائب ہو جاتا کئی سالوں تک یہی حال رہا کیکاؤس

افراسیاب کے پکڑنے میں کامیاب نہ ہوسکا۔ یہاں تک کہ سیاوش کا بیٹا جس کا نام کیخسرو تھا اٹھارہ برس کا ہوا۔ کیکاؤس نے یہ خبر سنی کہ شہر ختن میں میرا پوتا مخفی پرورش پا رہا ہے نہایت خوش ہوا اور اس سے بہو اور پوتے کو منگایا۔ اور کیخسرو کو دیکھ کر شاد کام و مسرور الوقت تھا۔ کیخسرو بڑا خوب صورت اور بڑا بہادر دلیر تھا۔ اپنے باپ سیاوش کا انتقام لینے کے لئے افراسیاب پر چڑھائی کی۔ آخر اس کو گرفتار کرکے اپنے دادا کے پاس لایا اور اس کے حضور میں افراسیاب کی گردن کاٹ کر باپ کا بدلہ پورا کیا۔ کیکاؤس کی وفات کے بعد۔

کیخسرو تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ عابد زاہد اور بڑا عادل تھا رعیت کو شاد و آباد کیا۔ آخر سلطنت کا تعلق چھوڑ کر گوشہ گزیں ہوا اور تاج و تخت ایک پہلوان لہراسپ نام کے حوالہ کیا اور خود عبادت میں جان بحق تسلیم ہوا۔ کیخسرو نے ساٹھ سال تک ایران کے تخت پر حکمرانی کی تھی۔

لہراسپ کے دو بیٹے تھے بیس سال بادشاہی کرکے اپنے بڑے بیٹے کو جس کا نام گشتاسپ تھا تخت نشین کیا۔ اور خود گوشہ گزین ہوا۔

جب گشتاسپ تخت پر بیٹھا تو دین زرتشت کا اختیار کیا آتش پرستی کا رواج دیا۔ تمام امیر وزیر اور رعایا اس کی اسی دین پر مائل ہوئی۔ ارجاسپ توران کے کے بادشاہ نے گشتاسپ کو لکھا کہ آتش پرستی کا رواج چھوڑ کر خدا پرستی اختیار کر ورنہ میں تجھ سے جنگ کروں گا گشتاسپ نے قبول نہ کیا۔ اور نوبت مقابلہ تک پہونچی۔ ان دنوں میں لہراسپ فوت ہوا۔ گشتاسپ نے اسفندیار اپنے بیٹے کو لشکر کا سردار مقرر کرکے ارجاسپ کے مقابلہ پر بھیجا۔ اور خود باپ کے ماتم میں مشغول ہوا۔ ارجاسپ نے اسفندیار کے مقابلہ پر اپنا بیٹا کہرم نام بھیجا تھا۔ اسفندیار نے کہرم کو گرفتار کیا۔ اور گشتاسپ کے پاس لایا گشتاسپ نے اسکو سولی پر کھینچا۔

اسفندیار اس کار نمایاں اور فتح کامل کی امید پر چاہتا تھا کہ گشتاسپ کا ولیعہد بنایا جاوے۔ لیکن اسفندیار کو مائی نے کہا میں جانتی ہوں کہ تیرا باپ رستم بن زال کو اپنا ولیعہد بنا دے گا۔ کیونکہ اس کے نزدیک رستم کے برابر کوئی لائق سلطنت کے نہیں۔ اسفندیار نے یہ خبر سنکر رستم کے قتل کا ارادہ محکم کیا زابلستان میں

پہونچکر اپنے دو بیٹوں نوش آذر اور مہر نوش کو رستم کے مقابلہ پر بھیجا وہ دونوں
رستم کے ہاتھ سے قتل ہوئے - اب بڑا بیٹا بہمن اسفندیار کے پاس رہا - اُس کو نہ بھیجا
اور خود رستم کے مقابلہ پر گیا - رستم نے دو شاخہ تیر اس زور سے اسفندیار کو مارا کہ آنکھ
دماغ سے پار ہو گیا - اور وہیں گر کر مر گیا - بہمن نے اپنے باپ اسفندیار کی نعش
تابوت میں داخل کی اور اٹھا کر گشتاسپ کے پاس لایا -

اب رستم کی موت اس طرح ہوئی کہ زال کا ایک بیٹا شغاد نام ایک کنیزک سے
تھا - جو شاہ کابل کی دختر سے بیاہا ہوا تھا اور رستم کے خوف سے کابل میں ہی رہتا
تھا اور رستم سے دلی عناد و عداوت رکھتا تھا - آخر ایک فریب سے رستم کو کابل میں
بُلوایا - اور پہلے سے ایک کنواں خس پوش ننگی تلواروں سے بھرا ہوا کھود کر
تیار کر رکھا تھا - رستم کو شکار کے بہانہ سے اُس کنوئیں پر پہونچایا - رستم گھوڑے
سمیت کنوئیں میں گرا اور ننگی تلواریں اُس کے تمام بدن سے پار ہو گئیں - سخت
زخمی ہوا - پیٹ پھٹ گیا - مگر ایسی حالت میں بھی کنوئیں سے باہر نکلا اور لب چاہ
پڑا کر کمان سے تیر کھینچا - شغاد نے دیکھا کہ تیر میری طرف پھینکتا ہے - وہ خوف کا
مارا ایک درخت چنار کی طرف دوڑا اور اس کے تنہ کی آڑ میں چھپ گیا اور چنار کا تنہ
اتنا موٹا تھا کہ تین چار آدمی اُس کے پیچھے پوشیدہ ہو سکتے تھے رستم نے ایسی ابتر
حالت میں بھی تیر مارا اور وہ تیر چنار کے تنہ سے گذرتا ہوا شغاد کے پیٹ کو چیر کر پیچھے
سے گذر گیا اور شغاد نے دھوکہ بازی کا بدلہ پالیا -

اسفندیار کے مرنے کے بعد گشتاسپ نے ایران کی سلطنت اپنے پوتے
بہمن کے حوالہ کی - گشتاسپ ایک سو بیس سال بادشاہی کر کے اس جہان سے
وداع ہوا -

بہمن نے تخت ایران پر نہایت لیاقت اور عدل و انصاف سے ایک سو
دس سال تک حکمرانی کی اور وفات کے وقت وصیت کی کہ میری بیٹی ہُما نام
مجھ سے حاملہ ہے - میرے بعد جو فرزند اس کے پیٹ سے تولد ہو وہ تخت کا مالک
ہوگا (جاننا چاہیئے کہ آتش پرستوں کے مذہب میں بیٹی کا نکاح باپ سے
جائز تھا) بہمن کے مرنے کے بعد اس کی بیٹی ہما تخت ایران پر جلوہ افروز

ہوئی۔ اُس نے حکمرانی میں وہ مزہ پایا کہ جب اُس کا فرزند تولد ہوا تو اُس کو
صندوق میں ڈال کر دریا میں پھنکوایا تاکہ یہ تخت مجھ سے چھین نہ لے تقدیراً
وہ صندوق ایک دھوبی کو ملا جو دریا کے کنارہ پر جامہ شوئی میں مشغول تھا وہ اپنے
گھر لے گیا۔ کھولا تو اُس سے ایک خوبصورت لڑکا نکلا۔ اتفاقاً اُس دھوبی
کی عورت کو اُسی دن بیٹا تولد ہوا۔ مگر پیدا ہوتے ہی مر گیا اس لیئے اُس کی عورت
نے اُس لڑکے کو غنیمت سمجھا اور اپنے تھنوں پر ڈال لیا اور یوں ہی پرورش
پاتا رہا دھوبیوں نے اُس کا نام داراب رکھا۔ جب جوان ہوا تو بہ سبب جوہر ذاتی
کے اُس کو فن سپاہ گری کا شوق دامنگیر ہوا۔ ہُما کی خدمت میں آمد و رفت شروع
کی۔ ہما کو اُس کی صورت پیاری معلوم ہوئی اور ہو بہو اپنا ہمشکل دیکھا۔ اور
پوچھا کہ تو کس خاندان سے ہے اُس نے اُس دھوبن والدہ سے سُنا ہوا تھا
کہ میں ہما کا بیٹا ہوں۔ جواب دیا کہ وہ لڑکا ہوں جسکو آپ نے شکم سے نکال کر دریا
کے حوالہ کیا تھا مگر حافظ حقیقی نے مجھ کو بچا لیا۔ ہُما کو یقین ہوا کہ یہی وہ میرا بیٹا ہے
جس کو میں نے دریا میں پھینکا تھا۔ نہایت تپاک اور کمال محبت سے بغل میں
پکڑا محبت مادری نے جوش مارا اور اپنے ہاتھ سے اس کو تخت نشین کیا اور تمام
امور مملکت کے اُس کے سپرد کیئے۔

داراب تخت نشین ہوا تو رعیت کی دلجوئی میں سعی بلیغ کرتا تھا۔ دریاؤں سے
نہریں جاری کر کے زمین کو سرسبز و شاداب کیا اور ایک شہر اپنے نام پر
آباد کیا جس کا نام داراب ہے فیلقوس رومی سے مقابلہ کیا اور اس پر فتح پائی
فیلقوس نے اپنی بیٹی اُس کے نکاح میں دی اور صلح کی فیلقوس کی دختر کے سوا
ایک اور عورت کے پیٹ سے اس کا بیٹا دارا نام پیدا ہوا۔ داراب نے بارہ سال
بادشاہی کی اور جہان فانی کو وداع کیا۔

اُس کے بعد دارا تخت نشین ہوا۔ دارا بڑا باہیبت بادشاہ تھا جب یہ تخت
پر بیٹھا تو اُس کے دبدبہ سے اقالیم کے بادشاہ کانپتے تھے۔ خراج بھیجتے اور تحفے تحائف
ارسال کرتے تمام بادشاہوں نے اُس سے ڈر کر صلح اختیار کر لی تھی اسی عرصہ میں
فیلقوس مر گیا اور سکندر اسکی جگہ پر تخت نشین ہوا۔

سکندر نے جب تخت پر پانوں رکھا تو خزائن کھول دیئے اور سخاوت کرنے لگا۔ عدل اور انصاف میں بدرجہ کمال شہرت پائی۔ سکندر نہایت دلیر مرد تھا دارا نے جب اس سے خراج مانگا تو یہ اُس کے مقابلہ پر نکلا دو تین مقابلے ہوئے مگر آخر دارا اپنے دو نوکروں کے ہاتھ سے جن کا نام جانوسیار اور ماہیار تھا مارا گیا دارا نے چودہ سال بادشاہی کی اس کے مارے جانے کے بعد سکندر نے ایران کے تخت کو سنبھالا اور روشنک نام دارا کی دختر کے ساتھ نکاح کیا۔ پھر زنگیوں کو لڑائی کر کے تاخت کیا اور ہندوستان و چین و روس اور مطلع شرقی سے مغرب تک مخلوقات کو اپنا مطیع کر لیا۔ بڑے بڑے شہر آباد کیئے۔ چنانچہ سکندریہ اور سمرقند اور ہرات اور دربند و بلغار اور سد سکندری یہ سب اُسی کے یادگار ہیں ترجمے کتابوں کے ایک زبان سے دوسری زبانوں میں کرائے اور میلوں اور فرسخوں اور کوسوں کا اندازہ اسی بادشاہ کا ایجاد ہے بڑے بڑے دریاؤں سے نہریں جاری کیں اور پلیں باندہیں۔ خواجہ نظامی گنجوی اُس کی پیغمبری کے بھی قایل ہیں۔ لیکن باتفاق دین حق کا رواج دینے والا اور آتشکدوں اور بت خانوں کو برباد کرنے والا نہایت نیک بادشاہ تھا لوگوں کو راہ راست پر لایا اور بہت ہدائیت کی۔ آخر ظلمات میں آبحیات کی تلاش میں گیا اور اُس کو نہ پایا آخر سفر میں بیمار ہوا۔ اور بابل کی نواحی میں جان بحق تسلیم ہوا۔ تابوت اُس کا اسکندریہ میں لاکر دفن کیا گیا۔ اس نے کل چودہ سال بادشاہی کی۔

کیان کا خاندان تو دارا پر ختم ہو گیا تھا۔ اب تیسرا طبقہ خاندان بادشاہان اشکانیان کا ذکر شروع کیا جاتا ہے۔ ان بادشاہوں کی سلطنت دو سو سال تک ایران میں رہی لیکن اُن کے نام کسی تاریخ دان نے بیان نہیں کیئے سبب اس کا یہ ہے کہ اشکانیوں کی قوم اپنا کوئی خاص بادشاہ مقرر نہیں کرتے تھے صرف غلبہ اور زور سے خراج اور محصول ملک سے وصول کر لیتے تھے۔

خاندان ساسانیوں کا بیان

جاننا چاہیئے کہ جب دارا مارا گیا - تو بقول فردوسی ایک بیٹا اُس کا ساسان نام سکندر کے خوف سے بھاگ کر ہندوستان میں پہنچا - وہاں ایک عورت کو نکاح میں لایا - اُس عورت سے ایک لڑکا سارون نام پیدا ہوا - ساسان مرگیا اور سارون بابک بادشاہ کے پاس آیا - اور کسی نوکری کی تلاش کی - بابک کے نوکروں نے اسکو ریوڑ چرانے کی خدمت پر مقرر کیا جب اُس نے کام نیک نیتی سے کیا تو اُس کو بادشاہی گڈریوں کا افسر مقرر کیا گیا - ایک دن نجومیوں نے بابک کو کہا کہ تیری گڈریوں کا افسر قریب ہے کہ بادشاہی کا تاج سر پر رکھے گا - پس بابک نے سارون کا گھر بار پوچھا اور اُس کی قومیت کا استفسار کیا سارون نے کہا کہ میں ساسان کا بیٹا اور دارا کا پوتا ہوں بابک یہ سنکر آبدیدہ ہوا - اور خلعت شاہانہ دے کر اپنی دختر اُس کے نکاح میں دی - اور مکان فاخرہ اُس کے رہنے کو معین کیا - پس سارون کے گھر بیٹا تولد ہوا - اُس کا نام اُردشیر بابکان رکھا گیا - جب بلوغ کو پہونچا تو بادشاہی ہنروں میں بڑا لایق نکلا - قواعد سلطنت وصف آرائی میں بے نظیر اور بزرگوں کی محفلوں میں بارُعب تھا - اُردوان نے بابک کو لکھا کہ اُردشیر کو میرے لڑکوں کی تعلیم کے واسطے میرے پاس روانہ کر تا فن سواری کی اُن کو تعلیم دے - اُردشیر اُردوان کے پاس آیا - بادشاہ نے اُس کو تمام سواروں کا افسر اور تمام گھوڑوں پر مختار بنایا - کچھ مدت کے بعد اُردوان کی کنیزک گلنار نام جس پر اُردوان عاشق تھا - اُردشیر کی عاشق ہوئی - اور اُردشیر بھی اُس کی دام محبت میں گرفتار رہا - اُردوان سے مخفی دونوں نے مل کر بھاگ جانے کی صلاح کی - دو گھوڑے نہایت چالاک اور تیز رفتار طویلہ سے علیحدہ کر کے رات کو دونوں سوار ہوئے اور راتوں رات شہر پارس کو بھاگ گئے - اُردوان کو جب خبر ہوئی - تو پارس میں اپنے بیٹے بہمن کو خط لکھا - بہمن اُس کے پکڑنے کے خیال میں تھا کہ اُردشیر ایک رئیس تباک نام کے پاس گیا - اور اُس سے مدد چاہی - تباک نے لشکر کثیر اُس کے ہمراہ کر دیا - بہمن نے اُس سے مقابلہ کیا

اُردشیر نے حملہ کر کے بہمن کو قتل کر دیا۔ اُردوان کو جب بیٹے کے مارے جانے کی خبر پہونچی۔ تو لشکر لے کر شہر پارس پر چڑھائی کی۔ اُردشیر نے تمام شہر پارس مسخر کر لیا تھا اور فوجیں کثیر جمع کر لی تھیں۔ اُردوان کے ساتھ شدید قتال کیا۔ آخر اُردوان بھی مارا گیا۔ اور اُردشیر بغداد کے تخت پر تخت نشین ہوا۔

اُردشیر کا اُس گلنار کنیزک سے ایک بیٹا پیدا ہوا۔ اُس کا نام شاپور رکھا گیا جب بالغ ہوا تو بڑا لائق بادشاہ نکلا۔ اُردشیر مر گیا۔ چالیس سال اور دو مہینے اُس نے بادشاہی کی۔ اس کے بعد شاپور تخت نشین ہوا۔ اس کا بیٹا ہرمز نام پیدا ہوا جب شاپور تیس سال اور دو ماہ بادشاہی کر کے مرا تو اُس کی جگہ ہرمز تخت نشین ہوا ہرمز کا بیٹا بہرام پیدا ہوا ہرمز نے ایک ماہ اور ایک سال بادشاہی کی اور مر گیا۔ اُس کے بعد بہرام تخت نشین ہوا۔ اس کا بیٹا نرسی نام پیدا ہوا۔ بہرام کے مرنے کے بعد یہ تخت نشین ہوا۔ پھر اس کا بیٹا ہرمز نام پیدا ہوا نرسی نے نو سال بادشاہی کی اور مر گیا۔ پھر ہرمز تخت نشین ہوا۔ ہرمز نے بھی نو سال بادشاہی کی اور وفات پائی پھر اس کا بیٹا شاپور تخت نشین ہوا جب شاپور بیس سال کا ہوا طائر نام ایک بادشاہ نے اس پر چڑھائی کی شاپور کو ہزیمت ہوئی اور ملک اُس کا لوٹا گیا۔ نرسی کی ایک بیٹی تھی جو شاپور کی پھوپھی تھی۔ طائر اُس کو بھی قید کر کے لے گیا۔ اور اپنے اور اپنے ملک میں لیجا کر اُس سے نکاح کیا۔ اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام ملکہ رکھا گیا جب ملکہ پندرہ سال کی ہوئی تو شاپور نے طائر سے پھر لڑائی شروع کی۔ طائر قلعہ گیر ہوا۔ اور شاپور کا لشکر قلعہ کے ارد گرد بیٹھا تھا۔ ایک دن ملکہ نے شاہی محل سے شاپور کو دیکھا اور عاشق ہو گئی۔ اُس نے وکیل بھیج کر اپنے دل کے بھید سے شاہ پور کو واقف کیا۔ ایک رات ملکہ نے اپنے باپ کے ساقی کو کہا کہ آج بادشاہ کو اور تمام مجلس کو شراب میں بیہوشی کا دارو ملا کر پلا۔ جب ساقی نے سب کو شراب میں دارو بیہوشی کا پلایا تو تمام مجلس بیہوش ہو گئی۔ ملکہ نے شاپور کو اطلاع کی پس شاپور بلا خوف قلعہ میں داخل ہوا اور طائر اور سب امیروں وزیروں کو قید کر لیا اور ملکہ کے ساتھ اپنا نکاح کیا۔ صبح کے وقت طائر کو زنجیروں میں قید کر کے۔ اور شاپور اُس کے سریر تخت پر بیٹھا اور ملکہ کو اپنے پہلو میں بٹھایا۔ اور طائر کو کہا کہ تو میری پھوپھی کو لوٹ کر لایا

تھا۔ آج اُس کے عوض میں نے تیری بیٹی نکاح میں لی۔ یہہ کہکر طایر کو قتل کیا اور
خود ملکہ کے ہمراہ پایہ کو واپس ہوا۔ شاپور کا ایک بیٹا تھا اُس کا نام بھی شاپور تھا۔
جب شاپور قریب المرگ ہوا تو اُس کا لڑکا بہت چھوٹی عمر کا تھا اور تخت نشینی کے لائق
نہ تھا۔ اُس نے اپنے بھائی اردشیر کو اپنا ولی عہد اور بادشاہی کا مختار بنایا۔ اور شرط
کی کہ جب میرا بیٹا جوان ہو تو اُس کو تخت پر بیٹھانا۔ شاپور کی موت کے بعد اردشیر اُس کا
بھائی دس سال حکمرانی کر کے مرگیا۔ اور شاپور بن شاپور تخت نشین ہوا اُس نے پانچ
سال اور چار ماہ بادشاہی کی ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا بہرام تخت نشین
ہوا۔ یہی بہرام بہرام گور کے نام سے مشہور ہے یہہ بادشاہ بڑا نیکنام عادل سخی تھا اور
دلاور بادشاہوں میں یہ بادشاہ گذرا ہے۔ اس کے مرنے کے بعد یزدجرد اس کا بیٹا
تخت نشین ہوا جب یزدجرد جوانی کو پہونچا تو اُس کو گھوڑوں کا بہت شوق تھا دریائی
گھوڑوں کے پکڑنے کے خیال میں ہوا۔ ایک دن اُس نے ایک دریائی گھوڑا
سمندر کے کنارے پر چرتا ہوا دیکھا۔ دبے پاؤں اس کے پیچھے گیا اور اُس کو گھیر کر
جا پکڑا۔ گھوڑے نے اس کو مقابلہ کر کے قتل کیا اُس وقت ایرانیوں نے خسرو نام
ایک شہزادہ کو تخت نشین کیا۔ بقول فردوسی بہرام اس وقت زندہ تھا ایرانیوں
پر چڑہائی کر کے تخت واپس لیا۔ اور بہرام گور کا بیٹا تھا یزدجرد اُس کو تخت نشین
کیا۔ یزدجرد نے اٹھارہ سال بادشاہی کی اور مرا۔ اس کا بیٹا تھا ہرمز نام وہ تخت
نشین ہوا۔ ہرمز نے صرف ایک سال بادشاہی کی ہے۔ پھر اُس کا بیٹا فیروز شاہ
تخت نشین ہوا۔ فیروز شاہ نے گیارہ سال بادشاہی کی ہے آخر خوشنواز
ایک بادشاہ سے اُس نے جنگ کیا اور اُس جنگ میں مارا گیا۔ پھر فیروز شاہ کا بیٹا
بلاس تخت نشین ہوا اور بڑا بیٹا فیروز شاہ کا خوشنواز کی قید میں تھا بلاس نے کچھ مدت
بادشاہی کی اور بڑا بیٹا جس کا نام قباد تھا خوشنواز کی قید سے چھوٹ کر آیا بلاس نے
قباد اپنے بڑے بھائی کو تخت نشین کیا۔ قباد بڑا نامور بادشاہ تھا اس کے گھر ایک بیٹا
پیدا ہوا۔ جس کا نام نوشیروان تھا اور قباد کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ انصاف
و عدالت میں یہہ بادشاہ زمانہ کا ضرب المثل ہے۔ کسریٰ اس کا خطاب تھا اس نے
اپنے قلمرو کے ملکوں میں چار طرح کی تقسیم کی تھی۔

اوّل خراسان و سجستان -

دوم عراق و عجم و آذربائیجان -

سوم فارس و اہواز -

چوتھے عراق عرب و سرحد روم -

شہر رومیہ اس نے آباد کیا - مدائن کو تخت گاہ بنایا - بہت نئے شہروں کو فتح کیا - ماوراء النہر میں جا کر خاقان پر نصرت پائی اور صلح کر کے واپس آیا دست قبچاق کے حاکم کو بھی لوٹا - قیصر روم کو زیر کر کے اس سے دوستی قایم کی - ہندمیں ایلچی بھیجکر قنوج تک کے راجوں کو باج گذار کیا - یمن کا ملک لیا - غرض کہ ماوراء النہر و خراسان و طبرستان و جرجان و آذربائیجان و فارس و کرمان و چند علاقہ جات ہندوستان و جزیرہ عمان و عراقین و بحرین و یمامہ و شام و سرحد روم - اس کے قبضہ اقتدار میں تھے - آذربائیجان کے حاکم نے ایک ضعیفہ کی زمین اسکی بے رضامندی لے کر اپنی حویلی میں داخل کر لی - ناچار بڑھیا قیمت لینے پر راضی ہوئی قیمت بھی اس کو دو سال تک نہ ملی - اس لئے وہ مدائن کو آئی - اور چھ ماہ تک اس کو بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع نہ ملا - آخر وہ شکار گاہ میں پہونچی اور بادشاہ کو شکار کھیلتے ہوئے پاکر گھوڑے کی باگ پکڑ لی اور اپنا حال زار بدیدہ اشکبار عرض کیا - بادشاہ نے ایک خدمتگار خاص خفیہ طور پر آذربائیجان کو روانہ کیا اور حکم دیا کہ وہاں جا کر اصل حال اس مدعیہ کے دعوے کا دریافت کرے - اور بعد دریافت حضور میں بے کم و کاست کیفیت پہونچائے - خادم وہاں گیا اور تحقیقات کر کے واپس آیا اور باثبات پہونچا کہ دعوے مدعیہ کا راست و درست ہے اس پر مدعاعلیہ کی فوراً طلبی ہوئی - جب وہ آیا تو بلا سماعت عذر گردن مارا گیا - حویلی اس کی بڑھیا کو دی گئی اور بادشاہ نے متنبہ ہو کر اس روز سے اپنا عام دربار کر دیا - اور حکم دیا کہ دربار کے وقت جو دادخواہ آئے فی الفور روبرو پہونچایا جائے - بلکہ اپنے خاص محل کی دیوار کے ساتھ بادشاہ نے ایک بڑی زنجیر لٹکائی - اور ایک گھنٹہ اس ساتھ باندہ دیا اور منادی کر دی کہ رات کے وقت جو مستغیث آئے اس زنجیر کو ہلائے گھنٹہ کی آواز سنکر بادشاہ خود مستغیث کی خبر گیری کے لئے حاضر ہوتا -

حکایت

ساسانی بادشاہوں کے یاں رسم تھی۔ کہ اگر کوئی اُن کے روبرو کوئی اچھی بات یالطیفہ کہتا۔ اور اُس پر بادشاہ خوش ہو کر آفرین کا کلمہ زبان پر لاتا۔ تو ایک ہزار درہم کا انعام اُسی وقت اُس کو مل جاتا۔ ایک روز نوشیروان جنگل میں سیر کر رہا تھا دیکھا کہ ایک زمیندار سو برس کی عمر کا خرمے کا تخم بو رہا ہے۔ بادشاہ ہنسا۔ اور فرمایا کہ اس درخت کے پیدا ہوتے اور سرسبز ہوتے اور پھل دینے تک تو زندہ نہیں رہے گا۔ پس تو کس اُمید پر اس کا تخم بوتا ہے زمیندار بولا۔ کشتند و خوردیم کاریم و خورند۔ بادشاہ کو یہ بات پسند آئی۔ اور کہا کہ آفرین۔ خازن نے اُسی وقت ہزار درہم کی تھیلی زمیندار کے حوالے کی۔ درہم لے کر زمیندار بولا۔ دیکھو میرا بویا ہوا تخم پیدا ہونے سے پہلے ہی پھل لے آیا۔ اور میں نے اسی وقت کھا لیا۔ یہ برکت بادشاہ قدردان کے تشریف لانے سے ظہور میں آئی ہے۔ اور نئی کرامت ظاہر ہوئی بادشاہ یہ تقریر سُنکر پھر ہنسا اور کہا آفرین۔ خزانہ دار نے دوسری تھیلی بھی اُسی وقت زمیندار کے حوالے کی۔ وہ لے کر بولا کہ اور زمینداروں کے درخت ایک سال کے بعد ایک دفعہ پھولتے پھلتے ہیں اور میرا تخم کہ ابھی زمین سے باہر نہیں نکلا۔ دَمبدم پھل دیتا ہے۔ یہ لطیفہ سُنکر بادشاہ نے پھر تبسم کیا اور زبان سے کہا آفرین۔ خزانچی نے تیسری تھیلی زمیندار کے آگے رکھ دی اور زمیندار بادشاہ کی مہربانی کا پھل کھا کر نہال ہو گیا۔

القصہ نوشیرواں نے اپنی عدالت سے جہان کو مانند ابر نیساں کی گلزار کر دیا اس نے اڑتالیس سال بادشاہی کی۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ نوشزاد۔ اور ہرمز۔ نوشزاد تو ایک لڑائی میں مارا گیا۔ اور ہرمز نوشیروان کا ولی عہد تھا۔ جب نوشیروان مر گیا۔ تو اُس کی وصیت کے بموجب اُس کا تابوت اُس کے تمام قلمرو میں پھرایا گیا۔ تابوت کے آگے منادی ندا کرتا جاتا تھا کہ جس مظلوم یا قرضخواہ کا حق اس بادشاہ کے ذمہ ہو۔ اس وقت حاضر ہو کہ اُس کی حق رسی کی جاوے پس کوئی حاضر نہ ہوا۔ بلکہ ہزاراں ہزار روپے شمار رعیت ہر ایک شہر و گانوں سے

جنازہ کے ہمراہ بدیدۂ اشکبار و دل بیقرار جمع ہوئے۔

حکائیت

مامون خلیفہ عباسی کے وقت اُس کے دربار میں ایک حکیم نے ذکر کیا۔ کہ بادشاہ عادل کا جسم قبر میں متفرق نہیں ہوتا۔ اور نہ اُس کو مٹی کھاتی ہے خلیفہ اس امر کے امتحان کے لیئے مدائن میں گیا۔ اور نوشیرواں کی قبر کا تعویذ کھلوایا دیکھا کہ جسم اُس کا اُسی طرح درست اور قایم ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی سویا ہے تین انگشتریاں اُس کے ہاتھ میں پائیں۔ ہر ایک کے نگینے پر ایک ایک نصیحت کندہ کی ہوئی تھی۔

اوّل یہ کہ صلح آدمی دوست اور دشمن کے ساتھ صلح کرتا ہے۔

دوسرا یہ کہ بے مشورت کام خراب ہوتا ہے۔

تیسرا یہ کہ رعیت کی رعائت سب پر مقدم ہے۔

نوشیرواں کے وقت یمن میں ایک بادشاہ مکسیوم نام تھا۔ یہ ابرہ کی اولاد سے تھا جس نے مکہ پر چڑھائی کی۔ اور قہر آلہی سے مارا گیا۔ مکسیوم نے بھی یمن میں ظلم شروع کیا۔ ایاز نام ایک شخص کی عورت جو نہایت خوبصورت تھی۔ اُس سے چھین لی اور قتل کی دہمکی دے کر اُس سے طلاق دلوائی۔ ایاز کا چھوٹا بچہ جو والدہ کی گود میں تھا وہ مکسیوم کے گھر چلا گیا اور مکسیوم کے پاس ہی اُس نے پرورش پائی جب جوان ہوا تو اُس کو مکسیوم کے ظلم کی خبر اپنی والدہ سے معلوم ہوئی۔ وہ نوشیرواں کے پاس آیا اور کہا کہ میں اپنے باپ کے ظلم کا بدلہ لینا چاہتا ہوں۔ نوشیرواں نے ایک فوج اُس کے ہمراہ کردی اُس نے مکسیوم سے لڑائی کی مکسیوم مارا گیا۔ اور نوشیرواں کے حکم سے وہ ایاز کا بیٹا یمن میں تخت نشین ہوا۔ اب نوشیرواں کے بعد اُس کا بیٹا ہرمز تخت نشین ہوا اس نے بارہ سال بادشاہی کی۔ آخر نابینا ہوگیا اور اُس کا بیٹا خسرو پرویز تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا لایق گذرا ہے اس کا لقب پرویز اس لیئے ہوا کہ پرویز کے معنے فتحمند کے ہیں۔ اس کے پاس آٹھ خزانے تھے اُن میں سے ایک کا نام بادآورد تھا اور وہ اس طرح حاصل ہوا تھا کہ قیصر روم نے

وہ خزانہ جہاز پر لاد کر کسی بحیرہ کو روانہ کیا تھا۔ اتفاقاً دریا میں ہوا کا طوفان آیا۔ ہوا اور طوفان کے زور سے وہ جہاز اس بادشاہ کے علاقہ میں گیا۔ اس کے گماشتوں نے وہ خزانہ اُس کی خدمت میں بھیجدیا۔ اس خداداد خزانہ کو دیکھ کر وہ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور اُس کا نام گنج باد آورد رکھا۔ یہ بادشاہ بڑا عیش پسند تھا۔ بارہ ہزار خوب صورت کنیزیں اس کے محل سرا میں تھیں۔ اور شیریں جیسی جمیلہ عورت جو اُس وقت حسن و خوبی میں تمام زمین کی عورتوں میں لاثانی تھی۔ اس کی منکوحہ تھی بادشاہی کھانے کے لئے جو بزغالہ ہر روز ذبح کیا جاتا تھا۔ اُس کے پکانے پر دو ہزار دینار خرچ ہوتا تھا۔ ایک تنور چاندی کا بنا کر عود کی لکڑیوں سے تپایا جاتا اور اُس میں مشک اور زعفران کی خوشبو دی جاتی پھر بزغالہ ذبح کر کے چاندی کے طشت میں رکھ کر تنور کے اندر رکھا جاتا۔ جب پک جاتا۔ تو سونے کے طشت میں کر سونے کی چھری سے اُس کے گوشت کے ٹکڑے کئے جاتے۔ اور بہت سا جواہرات قیمتی پسا ہوا اُس پر ڈالا جاتا۔ خوشبودار مصالح پُر ذائقہ قسم قسم کے اُس پر ایزاد کئے جاتے جب بادشاہ کھانے سے فراغت پاتا تو وہ چاندی کا تنور اور وہ طشت طلائی اور وہ طشت نقرائے و چھری وغیرہ روز کے روز ٹکڑے کر کے غریب مسکینوں محتاجوں کو تقسیم کر دیئے جاتے۔ آیندہ روز کے لئے نئے تیار ہوتے۔

غرض کہ بادشاہ بڑا باتکلف تھا۔ اسی بادشاہ کے وقت۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اظہار نبوت کیا۔ اور اُس کو خط لکھا۔ کہ ایمان قبول کر۔ چوں کہ خط میں مکتوب الیہ کا نام کاتب کے نام سے پیچھے تھا یعنے حضرتؐ کا نام پہلے تھا۔ اور کسرےٰ کا نام نیچے تھا۔ خسرو کو اس بابت سے غصہ آیا۔ اور فرمان کو چاک کر دیا جب حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس یہ خبر پہونچی۔ تو فرمایا کہ اسنے ہمارا فرمان پھاڑ دیا ہے۔ خدا نے اُس کی بادشاہی کو پھاڑ دیا۔ اتفاقاً شیرویہ اس کا بیٹا اس کی محبوبہ شیریں پر عاشق ہوگیا اور اس غرض سے کہ بعد وفات خسرو کے شیریں کو میں اپنے نکاح میں لاؤں باپ کو خوابگاہ میں خنجر سے قتل کیا۔ جب خسرو کو دفن کرنے کے واسطے لے گئے۔ تو شیریں بھی جنازہ کے ہمراہ گئی شیرویہ کو امید تھی کہ اب شیریں میرے ہاتھ آجائے گی۔ مگر شیریں ایک خنجر پوشیدہ اپنی بغل میں لے گئی

جس وقت خسرو کو گنبد مزار میں داخل کیا تو شیریں نے سب لوگوں کو ہٹا دیا اور کہا کہ مجھ کو آخری ملاقات بادشاہ سے کرنے دو۔ لوگ سب گنبد سے باہر نکل گئے۔ اور شیریں نے اندر جاکر اپنا گلا خنجر سے کاٹ دیا۔ اور وہیں مرگئی۔ اب تمام لوگ حیران ہوئے۔ اور شیرویہ سخت شرمندہ اور خجل ہوا شیرویہ نے سات ماہ تک حکمرانی کی۔ ایک دن باپ کے خزائن میں سے ایک دوا نکالا۔ جس پر لکھا تھا دوائی قوت باہ۔ شیرویہ نے قوت کے طمع سے وہ دوائی کھالی۔ اور فی الفور مرگیا۔ اس بادشاہ کے بعد اُن کی بادشاہی کے زوال کے دن آئے۔ شیرویہ کے بعد اُس کا بیٹا اردشیر چھ مہینے تخت نشین ہوا۔ اُس کے بعد افراین بچاس روز بادشاہی کرکے مرگیا۔ پھر اُس کا بیٹا چھ مہینے تخت نشین رہا اُس کے بعد آورم چار مہینے حکمران رہا۔ اُس کے بعد فرخ زاد ایک مہینہ بادشاہ رہا۔ اُس کے بعد یزدجرد نے بیس روز بادشاہی کی۔ پھر ساسانیوں کا خاندان تمام ہوگیا۔ اُن کے خاندان سے کوئی ایسا لائق آدمی نہ تھا جس کو بادشاہ بنایا جاوے۔ ایک شخص خرادنام جو پرویز کی اولاد سے تھا بادشاہ بنایا گیا۔ مگر وہ خود ہی بھاگ گیا۔ پھر فرخ زاد کو تخت پر بٹھایا گیا۔ اُس کو پہلے روز ہی کسی نے قتل کردیا اور ملک کا وارث کوئی نہ رہا۔ اسی زمانہ میں صبح صداقت اور آفتاب عالمتاب اسلام کا چمکا۔ اور ملک اہل اسلام کے ہاتھ میں آیا۔ پس روز بروز مسلمانوں کے فتوحات بڑھنے لگے۔ رسُول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابابکر صدیق خلافت پر بیٹھے۔ انھوں نے لشکر شام میں بھیجا۔ اور شام کا ملک فتح ہوا۔ پس اسود عنسی نے یمن میں نبوت کا دعوےٰ کیا۔ اور اس نے یمن کے حاکم کو قتل کرکے یمن پر اپنا قبضہ کرلیا۔ اور بہت لوگ اسلام سے مرتد ہوکر اُس کے ہمراہ ہوگئے اور طلحہ بن خویلد اور سجاعہ بنت منذر اور مسیلمہ کذاب نے نبوت کے دعوے کیئے پس حضرت صدیقؓ نے خالد بن ولید کو لشکر کا امیر کرکے بھیجا۔ اُس نے جنگ کیئے اور فتوحات متواتر سے بے شمار غنیمتیں ہاتھ آئیں۔ اور ملک فتح ہوتے گئے۔ آخر بائیسوین جمادی الآخر سنہ ۱۳ ہجری میں حضرت صدیق نے وفات پائی عمر اُن کی تریسٹھ سال تھی۔

ابیات

آنکہ او صادق الوری بودہ | یار پیغمبر خدا بودہ
عمر بن شاہ صادق الاقوال | بود بے اشتباہ شصت و سہ سال
بر سریر خلافت از تقدیر | پنج ماہ و دو سال ماند امیر
بست و دویم جمادی آخر بود | کہ بدار بقائش نقل نمود
عقل نقل وصال او فرمود | در سن ۱۳ رفت صاحب جود

جب حضرت صدیق بیمار ہوئے - تو وفات سے پہلے ایک دن عبدالرحمان بن عوف اور عثمان بن عفان کو بلا کر کہا - کہ میرے دل میں یہ خیال ہے کہ میرے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوں - تمھاری کیا صلاح ہے - انھوں نے کہا کہ ہم بھی یہ بات انسب اور اولے سمجھتے ہیں پس دوسرے دن تمام صحابہ کو جمع کر کے فرمایا کہ میں خلافت کے لائق حضرت عمرؓ کو جانتا ہوں - تمھاری اس میں کیا رائے ہے سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ ہم سب راضی ہیں - پس حضرت صدیق نے ظہر کے وقت اسی دن وفات پائی -

حضرت عمرؓ نے دوسرے دن عام مجمع میں منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا - اور وعظ فرمایا - تمام صحابہ نے اون کو خلیفہ مانا - حضرت عمرؓ سے اطراف کے بادشاہ جنگ پر اٹھے - بڑے بڑے معرکے کی لڑائیاں ہوئیں - اسّی اسّی ہزار سوار خونخوار تیرانداز جنگوں پر بھیجے تھے - اور حضرت کے اقبال سے ہر ایک طرف فتح ہی فتح نظر آتی تھی - بڑے بڑے دلیر بہادروں اور عالیشان بادشاہوں پر فتح پائی - بیت المقدس پر حضرت عمر نے فتح پائی - اور کفار کے ہاتھ سے اُس کو چھوڑایا اُن کے مفصل حالات تاریخ طبری اور فتوحات شام وغیرہ میں مذکور ہیں جس قدر فتوحات حضرت عمرؓ کے ہاتھ سے ہوئیں - کسی خلیفہ سے نہ ہوئیں - اسلام میں بڑا نامور اور بڑا دلیر بہادر بارعب خلیفہ اور بڑا تجویزیں سوچنے والا حضرت عمر کے برابر کوئی نہیں گذرا - جن کے حق میں حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان حضرت عمر کے سایہ سے بھاگتا ہے - آخر ستائیس ذی الحج ۲۳ ہجری

بوقت فجر بعد تکبیر فرض ایک غلام کے ہاتھ سے خنجر سے مجروح ہوئے۔ تیسرے دن عثمان بن عفان اور علی بن ابی طالب و زبیر بن عوام و سعد بن وقاص و طلحہ بن عبد الرحمن کو جمع کیا اور کہا کہ خلافت کا امر میں تم سے سونپتا ہوں۔ مشورہ کرکے اپنی رضامندی سے جسکو چاہو خلیفہ بناؤ۔

ابیات

عمر آن بادشاہِ کشورِ دین	چوں ز دنیا بشد بخلد برین
ہمچو صدیق صادق الاقوال	عمر او نیز بود شصت و سہ سال
کرد شاہی بدولت و اقبال	ہیئت ونہ روز شش مہ و دہ سال
شنبۂ عشرۂ محرم بود	کہ عمر نقل زین جہاں فرمود
سال نقلش خرد بہ حسرت خواند	وائے صد وائے عدل ہیکس ماند

پس اصحاب نے مشورہ کرکے حضرت عثمان بن عفان کو خلیفہ بنایا اور سب نے اُن سے بیعت کی اہل مصر اور اسکندریہ مرتد ہوگئے تھے اُن سے جنگ کیئے اور پھر ان کو راہ راست پر لایا گیا۔ مروان بن حکم دونوں باپ بیٹوں کو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ سے نکال دیا تھا۔ حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر کی خلافت میں بھی وہ نکلے ہی رہے۔ حضرت عثمان نے اُن کو پھر مدینہ میں بلایا۔ حضرت عثمان کی عادت تھی کہ جس پر ناراض ہوتے اُس کو وطن سے نکال دیتے چنانچہ سات آدمیوں کو بے وطن کیا ایک اُن میں سے عبد اللہ بن سبا تھا۔ عبد اللہ بن سبا نے مصر میں جاکر گوناگون عقاید قبیحہ لوگوں کو سکھلائے اور لوگوں کو کہا کہ عثمان خلافت کے لایق نہیں بلکہ حضرت علی خلافت کے لائق ہیں پس تم کو چاہیئے کہ حضرت علی سے جاکر بیعت کرو لوگوں کو اس بات پر بہت اُبھارا اور ترغیب دی شام اور آذربائجان میں خط لکھے اور لوگوں نے اس بات پر اتفاق کیا۔ چند قومیں اتفاق کرکے مدینہ کی نواحی میں جمع ہوئیں۔ حضرت عثمان نے حضرت علی کو بلاکر کہا کہ اس شور اور فساد کو مٹانا چاہیئے۔ حضرت علی و عباس اُن لوگوں کے پاس گئے اور پند و نصایح سے اُن کو واپس کیا پس مروان

حضرت عثمان کے پاس آیا اور ایک مجمع عام میں کہا کہ اطراف کی فوتیں جمع ہو کر
آئیں تھیں جب اُنہوں نے حق ہماری طرف دیکھا تو واپس پھر گئے - مدینہ کے
لوگوں نے یہ بات سُنی اور دل میں ناراض ہوئے - حضرت علی حضرت عثمان کے
پاس آئے اور کہا تجھے اس سے کیا فائدہ ہوا کہ مدینے کو تو نے اپنا دشمن بنالیا - زمانہ
نازک ہے - پھر ایسی بات نہ کرنا - چوتھے دن مصری اور شامی لوگ پھر آئے اُن کے
ہمراہ ایک شتر سوار حضرت عثمان کے غلاموں سے تھا اور اُس کے پاس ایک خط تھا -
جس پر مُہر حضرت عثمان کی ثبت تھی لوگوں نے وہ خط حضرت عثمان اور علی و عباس و
ابو ہریرہ کے آگے ڈالدیا - اُس میں لکھا ہوا تھا کہ اے امیر مصر محمد بن ابی بکر کو ہاتھ اور
پاؤں کاٹ کر مصر سے نکال دے - پس حضرت عثمان نے سوگند سے کہا کہ بے شک
یہ مُہر اور یہ اونٹ اور یہ غلام میرا ہے میں نے نہ خط لکھا اور نہ بھیجا اور نہ مجھے کچھ خبر ہے
تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ یہ سب فتنہ اور فساد مروان کا ہے - پس سب نے نہایت
غصہ سے کہا کہ مروان اُسکے بازو ہم کو دیدو - یا خلافت چھوڑ دو یا ہم تم کو قتل کردیں گے
یہ بات کہکر لوگ باہر چلے گئے - حضرت عثمان نے دروازہ بند کرلیا اور اندر بیٹھ گئے اور
چھت کے اوپر پاسبان بٹھا دیئے - دو دن کے بعد حضرت عثمان نے منبر پر چڑھ کر
مجمع عام میں کہا کہ اے لوگو تمہاری رضامندی سے خلافت مجھ کو پہونچی ہے میں یہ
خلافت واپس نہ دوں گا اور احتمال ہے کہ یہ خط مدینہ سے کسی اور شخص نے عداوت
سے لکھا ہو پس مروان بھی تمہارے حوالے نہیں کروں گا - اور میں نے کوئی گناہ
نہیں کیا کہ اُس سے باز آؤں پس اہل مدینہ نے کہا کہ اگر یہ خط کسی دشمن نے لکھا
ہے تو اُس نے تیرا اونٹ اور تیرا غلام اور تیری مُہر کہاں سے لی - پھر بھی حضرت عثمان
نے مروان کے دینے سے انکار کیا لوگوں میں ایک غوغا اُٹھا اور بڑا فساد پیدا ہوا اور
لوگوں نے اتفاق سے کہا کہ اگر مروان ہمارے حوالے کردو تو فساد مِٹ جائے گا -
حضرت عثمانؓ نے انکار کیا اور لوگ غصّے ہوئے اور حضرت عثمان اپنے گھر کو چلے آئے
حضرت علیؓ نے لوگوں کو جمع کیا - اور پند و نصائح سے اُن کو ٹھنڈا کرکے اس بات
پر لائے کہ تم نے خلیفہ وقت کی بے ادبی کی ہے چلو اُن کے پاؤں پر گرو اور اپنے
گناہ کی معافی چاہو جب لوگ حضرت عثمان کے دروازہ پر پہونچے تو مروان نے حضرت عثمان

کو کہا کہ شاید علی پھر لوگوں کو فساد کے واسطے لایا ہے یہ کہہ کر مروان دروازے پر آیا
اور لوگوں کو گالیں دینے لگا اور کہا کہ تم ہمارے قتل کے ارادہ پر آئے ہو لوگ سخت
ناراض ہو کر پھر حضرت کے پاس آئے۔ حضرت علی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس
اندر گئے اور کہا کہ تجھے مروان کے کہنے پر اعتبار ہے اور ہمارا تیرے پاس کچھ اعتبار نہیں
تو اچھی طرح جانتا ہے کہ یہ سب فتنہ مروان کا اُٹھایا ہوا ہے ہم تیرے پاس پھر نہ
آویں گے پس حضرت علیؓ اپنے گھر کو چلے گئے اور لوگوں نے حضرت عثمان اور
مروان کو باہر سے گھیر لیا اور پانی بند کر دیا چنانچہ سات دن ایسا ہی حال رہا حضرت
علی نے امام حسنؓ اور طلحہ اور محمد اور زبیر اور عبداللہ اپنے بیٹوں کو بھیجا کہ عثمان کے
دروازہ پر جا کر پاسبانی کرو پس برہنگی تلواریں لے کر حضرت عثمان کے دروازہ پر
پاسبانی کرنے لگے اور لوگوں کو اندر جانے سے روکتے تھے ناگاہ حفصی نام ایک مروان
کے غلام نے اندر سے تیر چلایا اور مصریوں کا ایک آدمی قتل ہو گیا پس مصریوں
کو نہایت غصہ ہوا اور جوش خروش میں آکر تیر برسانے لگے چنانچہ پاسبان بھی
لاچار ہو کر دروازے سے ہٹ گئے پس مصر کے رئیس لوگ حضرت عثمان کے
پاس گئے اور کہا کہ اپنی جان ضائع نہ کرو یا خلافت سے دست بردار ہو جاؤ یا مروان
ہمارے حوالے کرو حضرت عثمان نے دونوں باتوں سے انکار کیا پس ایک مرد
مصری نے تلوار کھینچ کر چلائی۔ حضرت عثمان کا کان کٹ گیا۔ اور دوسری تلوار ماری
اُس سے بازو اُن کا جدا ہو گیا۔ پھر متواتر تلواروں سے حضرت عثمان شہید ہو گئے
اور مروان بھی سخت مجروح آدھ مُوا ہو گیا۔ مگر اُس کے غلام حفصی نام نے اُس کو وہاں
سے اوٹھایا اور فاطمہ بنت اوس کے گھر لے گیا اور وہیں اُس کو مخفی رکھا کچھ مدت
کے بعد علاج سے شفایاب ہوا حضرت عثمان کا قتل بعد نماز عصر کے ہوا اور رات کو
نعش وہیں پڑی رہی۔ حضرت علی کسی گاؤں میں گئے ہوئے تھے چند لوگوں نے
چاہا کہ حضرت عثمان کا جنازہ نکالیں مگر لوگ نہ نکالنے دیتے تھے آخر چھ آدمیوں نے
کسی حیلہ سے جنازہ نکالا اور تجہیز و تکفین کچھ نہیں چھ آدمیوں نے جنازہ پڑھا اور بقیع
میں دفن کیا۔ عمر اُن کی بیاسی سال کی تھی۔ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ ہجری میں بارہ سال
بارہ دن کم خلافت کر کے شہید ہوئے۔

ابیات

آں کہ او صاحب حیا بودہ — حامیِ دینِ مصطفیٰ بودہ
دہ و دو سال[۱۲] درخلافت ماند — خلق را براہِ شریعت خواند
سوئے فردوس او چو عزم نمود — جمعہ و ہژدہم ذی الحج بود
چوں کہ او دال خیر و احسان بود — در سنِ دال[۳۵] رحلتش فرمود

حضرت عثمان کی شہادت کے بعد تیسرے دن حضرت علی باہر آئے پس مصریوں اور اہل مدینہ مہاجر اور انصار نے سواے طلحہ اور زبیر اور بنی امیہ کے حضرت علی کے پاس حاضر ہوکر کہا کہ ہم بے امام رہ گئے ہیں اور تو ہی لایق امامت کے ہے تیری بعیت کرنے کے لیئے آئے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ طلحہ اور زبیر امامت میں مجھ سے بہتر ہیں اُن دونوں سے یا اور کسی صحابی سے جس کو تم اختیار کرو میں بھی اُس سے بعیت کروں گا۔ اور مجھے اس کام سے معاف رکھو وہ اُن کو ایسے چمٹے تھے کہ چھوڑتے نہ تھے تین دن گذر گئے کہ حضرت علیؓ انکار کرتے رہے اور بعیت پر اصرار کرتے رہے۔ چوتھا دن جو حضرت عثمانؓ کی شہادت سے ساتواں دن تھا۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ پہلے اگر اکابر صحابہ میرے ساتھ بعیت کریں تو میں تمھاری خاطر قبول کروں گا پس تمام صحابہ نے بعیت کی پھر اطراف کے تمام مردوں نے جمع ہوکر بعیت کرنی شروع کی۔ چنانچہ ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک بعیت ہوتی رہی اسی اثناء میں بنی امیہ کے لوگ جمع ہوکر امیر معاویہ کے پاس گئے اور کہا کہ بعیت علیؓ کے ساتھ منعقد ہوئی ہے اور ہم وہاں سے چھپ کر تیرے پاس آئے ہیں اگر تو بھی اُس کی بعیت کرے گا تو ہم بھی کریں گے۔ اگر تو نہ کرے گا۔ تو ہم بھی نہ کریں گے۔ کیونکہ اُس نے حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص نہیں لیا۔ بلکہ اُن کو اپنی بعیت سے مشرف کیا اس بات سے ہمارا دل حضرت علی سے ناراض ہے اسی اثناء میں معاویہ کو حضرت علیؓ سے معزولی کا خط پہونچا حضرت معاویہ کے لیئے شام مثل وطن کے ہوچکا تھا۔ حضرت عمرؓ اور عثمانؓ کے وقت بھی ہیں رہتے تھے اُن پر یہ حضرت علی کا پروانہ سخت ناگوار گذرا شامیوں کو جمع کرکے حضرت

علیؓ کی مخالفت پر آمادہ کیا۔ اور لڑائی کے سامان تیار کر لیئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ اگر تو قاتل عثمان کے ہمارے حوالے کرے تو ہم تیری بیعت کریں گے ورنہ تیری خلافت کو نہ مانیں گے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ تیری رضامندی سے مارا گیا۔ اور ام المومنین مائی عائشہ صدیقہ مع حفصہ مکہ شریف میں حج کو گئی ہوئی تھیں۔ واپس آتے وقت راستہ میں حضرت عثمان کی شہادت کی خبر سُنی۔ راہ سے پھر گئیں اور اہل مکہ کو جمع کر کے حضرت عثمان کے خون کا بدلہ حضرت علی سے مانگنے پر سب کو ترغیب دی تاکہ تمام اہل مکہ ان کے ہمراہ ہوئے اور سب نے حضرت عثمان کے خون کا بدلہ حضرت علی سے لینے پر کمر باندھی۔ بنی امیہ بھی ہمراہ ہوئے تاکہ بہت لوگ جمع ہو گئے۔ اور طلحہ اور زبیر بھی مدینہ سے نکل کر ان کے ساتھ ملے۔ اور انہوں نے مائی عائشہ صدیقہ کو کہا کہ مکہ کے لوگ جنگ نہ کریں گے آپ کو لائق ہے کہ کوفہ میں جا کر اہل کوفہ کو حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے پر ترغیب دیویں۔ پس مائی عائشہ ان کے کہنے پر ہزار سوار لے کر مکہ سے کوفہ کو چلے اور غلطی سے راستہ بھول کر بصرہ میں جا پہونچے۔ پس عثمان بن حنیف جو بصرہ کا امیر تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ سے با ادب پیش آیا اور تاکئیں مدتوں وہاں رکھا۔ اور حضرت علی نے کوفیوں سے امداد چاہی۔ اگرچہ پہلے انہوں نے کہا کہ عثمان خلیفہ ثالث برحق تھا اور ناحق مارا گیا۔ ہم پر واجب ہے کہ پہلے اسکے قاتلوں سے قصاص لیویں پھر جو خلیفہ وقت کا ہو اُس کی اعانت کریں۔ لیکن پھر حضرت علی نے امام حسن کو کوفہ بھیجا۔ انہوں نے کوفیوں کی ایک عظیم فوج جمع کر کے ہمراہ لی اور حضرت علی کے پاس پہونچے۔ حضرت علی نے اپنی فوج اور کوفیوں کی فوج جمع کی اور بصرہ میں لائے پس طلحہ اور زبیر بھی بنی امیہ اور بصرہ سے فوج جمع کر کے مستعد جنگ کے ہوئے ان کے ہمراہ مصری اور شامی لوگ تھے آخر حضرت علی رضہ کے مقابلہ پر آئے۔ پس تین روز طرفین سے صلح کی وکالت ہوتی رہی۔ چوتھی رات کو اس ارادہ پر کہ کل صلح ہو جائے گی۔ محکم و مقرر کر کے سوئے پس جو لوگ کہ اہل بصرہ اور شام اور مصر سے شریک قتل عثمان کے تھے وہ ڈرے کہ شاید کل ہم مارے جائیں گے پس اندھیری رات میں اُٹھ کر بعضے طلحہ زبیر کے لشکر میں اور بعضے حضرت

علی کے لشکر میں تلواریں مارنے لگے پس رات کے اندھیرے میں طرفین کے لشکروں میں شور مچ گیا - اور ہر ایک نے یہی سمجھا کہ ہم پر غدر ہو گیا - تلواریں لے کر آپس میں ہی کٹنے لگے - اور وہ فریبی لوگ چپکے سے ہی درمیان سے نکل گئے اور دونوں لشکروں میں جنگ قایم ہوا - اور صلح جاتی رہی - چنانچہ عصر تک جنگ کی آگ کے شعلے بھڑکتے رہے - حضرت علی کی فوج سے جو بیس ہزار تھی اور طلحہ و زبیر کی فوج سے جو تیس ہزار تھی سولہ ہزار آدمی قتل ہو گئے - حضرت علی شہر میں آئے - اور طلحہ و زبیر شہید ہو چکے تھے اور مروان ملعون جس کے سبب سے یہ تمام فتنے برپا ہوئے کہیں غایب ہو گیا - حضرت عائشہ اور حضرت علی کے درمیان صلح واقعہ ہوئی حضرت علی نے حضرت عائشہ کو معتبر صحابہ اور کچھ بصری عورتوں کے ساتھ مدینہ منورہ میں بھیجا اور خود رفع فساد اور دفع شورش کے لئے جو شامیوں اور بنی امیہ نے واسطے بدلہ لینے خون حضرت عثمان کے کھڑا کیا تھا - کمر باندھی - پس حضرت علی اور امیر معاویہ کے درمیان فساد شروع ہوئے دو تین ایسے سخت جنگ ہوئے جو نہایت افسوسناک تھے آخر نہروان میں ایک بڑے معرکہ کی لڑائی ہوئی اور فتح بنام حضرت علی کے واقع ہوئی - حضرت علی نے مبارک بادی کے لئے ابن ملجم کو کوفہ میں بھیجا جب ابن ملجم کوفہ میں پہونچا - تو ایک خوبصورت عورت قطامہ نام پر عاشق ہوا - قطامہ نے اس سے مہربانی کی باتیں کیں - اور چوں کہ وہ حضرت علی کی دشمن تھی - ابن ملجم کو کہا کہ تو کہاں سے آیا ہے - ابن ملجم نے حضرت علی کے لشکر کا ذکر کیا اس نے کہا کیا تو علی کا ہمراہی ہے - ابن ملجم نے کہا کہ حضرت علی کا خادم ہوں - مگر اب تجھے دیکھ کر مجھے سب کچھ بھول گیا - تیرا شیفتہ اور فریفتہ ہو گیا ہوں قطامہ نے ابن ملجم کے ساتھ اپنا نکاح کرنا حضرت علی کے قتل سے مشروط کر دیا وہ پلید حضرت علیؑ کے پاس آیا اور اس گھات میں لگا رہا - آخر بیسویں رمضان وقت فجر نماز کی پہلی رکعت میں حضرت علی کے سر پر تلوار چلائی کہ سر ان کا چیر اگیا - ایک دن زندہ رہے اور سنہ ۴۰ ہجری میں وفات پائی - عمر ان کی ترسٹھ سال کی تھی اور مدت خلافت چار سال نو ماہ تاریخ وفات اس مصرع سے ظاہر ہے - ع

ابن ملجم برید فرق علیؑ -

ایک اور مادہ تاریخ نہایت لطیف ہے۔

تاریخ وفات حضرت علی کرم اللہ وجہہ

از سالِ شہادتش کہ جلی ست	بیگانہ ز آفرین دو حرف علی ست
سالِ تولدش و گریہ تعمیہ خواہ	ور سے کے ہمدوائے نیب شد جہاں

جاننا چاہیئے کہ حضرت علی اور معاویہ کی جنگوں میں بہت بہت افترا اور بڑی بڑی تہمتیں بھی مرقوم ہیں جو شیعوں نے اپنے پاس سے بنالی ہیں چنانچہ تاریخ طبری وغیرہ میں ہیں۔ ان پر بھروسہ نہ ہونا چاہیئے اور ان کے مقابلہ پر صواعق محرقہ اور شرح مشکوٰۃ کا مطالعہ کرنا چاہیئے کہ جس سے فریقین کی ان کی خصوصیات اور بلواؤں پر پوری اطلاع ہو اور شیعہ کے فریبوں سے اچھی طرح واقفی ہو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اٹھارہ بیٹے اور اٹھارہ لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ ان میں سے چھ لڑکے حضرت علی کی زندگانی میں فوت ہوئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دفن کرنے کا حال اور ان کے بیٹوں کے مفصل حالات کتاب ہفت اقلیم میں لکھے گئے ہیں۔ وہاں سے مطالعہ کریں پس حضرت علی کی وفات کے بعد امام حسن مسند خلافت پر کوفہ میں بیٹھے۔ چھ مہینے گذرنے کے بعد مطابق فرمودہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تیس سال خلافت کے پورے ہوئے جو آن جناب نبوت مآب نے فرمایا تھا کہ مجھ سے بعد تیس سال تک خلافت رہے گی۔ پھر حکومت ہو جائے گی۔ جب یہ چھ مہینے پورے ہوئے تو امام حسن رضی اللہ عنہ نے کوفہ سے باہر آکر حکومت معاویہ کو سونپی اور خود مدینہ منورہ میں چلے آئے اس خیال پر کہ آل نبی کے لیئے امیری اور حکومت لائق نہیں۔ کیوں کہ طالب مولٰے طالب دنیا کا نہیں ہوتا پس امارت معاویہ سے مستقل ہوئی پس یزید پلید پسر معاویہ نے ایک مکار عورت ہمارہ حسن رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجی اور اس کے ہاتھ ایک زہر ہلاہل کا ٹکڑا بھیجا کہ اس کو پانی میں گھول کر حضرت امام حسن کو پلا دے چنانچہ جمعہ کی رات ستائیسویں صفر سنہ ہجری ۵۰ ہم سال

کی عمر میں شہادت کا شربت نوش فرمایا۔ اُن کا مادہ تاریخ لفظ گل ۵۰ھ سے نکلتا ہے اور اس مصرع سے بھی مادہ تاریخ کا ظاہر ہوتا ہے۔ ۵۰ھ

ہاتفم گفت سال نقل امام
حیف آفاق ماند بے اسلام

جاننا چاہیئے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے جب سرائے فانی سے عالم جاودانی کو انتقال فرمایا۔ تو معاویہ بن ابی سفیان نے مروان بن حکم کو مدینہ کی امارت پر نامزد کیا۔ اور مروان ہمیشہ حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے کے بہانہ سے صحابہ کی ایذا کے درپے رہتا تھا۔ خاص کر اولاد علی کے تکلیف دینے میں تمام ہمت خرچ کرتا تھا۔ اور حضرت علی کے حق میں منبر پر چڑھکر عام مجلسوں اور محفلوں میں زبان طعن اور بدگوئی کی دراز رکھتا تھا۔ چنانچہ بارہا مسجد نبوی میں امام حسینؓ اور مروان اور محمد بن ابی بکر اور عائشہ رضی اللہ عنہا کے تکرار ہوئے اور مخاصمات شدیدہ واقعہ ہوئے جیسا کہ معتبر تواریخوں میں مذکور ہے پس ساٹھویں ۶۰ھ ہجری میں امیر معاویہ نے اس جہان فانی سے وداع کیا اور دمشق میں مدفون ہوا اب یزید بن معاویہ نے اطراف میں فرمان جاری کئے اپنا امیر المومنین ہونا لوگوں سے منواتا تھا۔ اور اپنی بیعت چاہتا تھا۔ چنانچہ نزدیک اور دور کے لوگوں نے اُس کو امیر جانا اور اکثر نے اُس کی اطاعت کے آگے گردن خم کی مگر چند صحابہ کبار نے اور امام حسینؓ بن علی نے صریح انکار کیا پس یزید نے ولید بن عقبہ کو خط دے کر بھیجا اور تاکید شدید کی کہ مروان کے ہمراہ ہوکر صحابہ کی مجلس میں جاکر امام حسینؓ سے بیعت کا اقرار کراویں۔ اگر وہ انکار کریں تو اُن کو گرفتار کرکے میرے پاس لاویں پس ولید خط لے کر مدینہ میں آیا اور خط امام حسین رضؓ کو دکھایا۔ امام حسینؓ نے فرمایا کہ تین روز کے بعد جواب دوں گا۔ مروان نے ولید کو کہا کہ بموجب فرمودہ یزید امام حسینؓ کو گرفتار کرنا چاہیئے۔ ولید نے کہا کہ جب تک انکار صریح نہ کریں رسول خدا کے نبیرہ کو گرفتار کرنے پر میرا دل نہیں چاہتا پس امام حسین رضی اللہ عنہ بے خبر چند نفر صحابہ کو ہمراہ لے کر مکہ میں گیئے وہاں اہل مکہ نے بیعت لی پس یزید نے سنا کہ ولید کے ہاتھ مروان کے پاس خط لکھا کہ مکہ میں جاکر

محاصرہ کر کے امام حسینؓ کو زنجیروں سے باندھ کر میرے پاس بھیجیں پس مروان
اور ولید پانچ سو مردوں کے ہمراہ مکہ میں آئے اور اہل مکہ سے حضرت امام حسینؓ
کے بازو مانگے۔ یہ خبر کوفہ میں پہونچی۔ کوفیوں نے امام حسینؓ کو خط لکھا کہ ہماری
قوم میں بارہ ہزار جوان جنگی موجود ہیں اور اکثر شام اور بصرہ وغیرہ علاقوں کے
لوگ آپ کے تابع ہو جائیں گے۔ آپ اس خط کو دیکھتے ہی اس طرف تشریف
لاویں اور دیدار سے ہماری آنکھیں منور فرماویں پس امام حسینؓ نے مسلم بن عقیل
کو بھیجا تاکہ اہل کوفہ سے مخفی بیعت میرے نام پر لیویں پھر اگر ان کی باتیں سچی نکلیں
تو میں بھی چلا آؤں گا۔ جب مسلم بن عقیل کوفہ میں پہونچے تو بارہ ہزار مردنے بیعت
امام حسینؓ کی قبول کی۔ پس مسلم بن عقیل نے امام حسینؓ کو خط لکھا کہ کوفیوں نے
اپنا وعدہ سچ کر دکھایا ہے اگر آپ تشریف لاویں تو امید ہے کہ کئی ہزار اور لوگ
بھی بیعت کریں گے۔ اسی اثنا میں کوفیوں کا بیعت کرنا یزید نے سنا۔ اور
ڈر کر عبداللہ بن زیاد کو فوج کثیر دے کر کوفہ میں بھیجا عبداللہ بن زیاد فوج
کثیر کے ساتھ کوفہ میں پہونچا اور بڑے رعب داب کے ساتھ لوگوں کو دھمکایا
اور ظاہر کیا کہ لشکر یزید کا امام حسینؓ کی گرفتاری کے لئے مکہ میں گیا ہے جس
کسی نے امام کی بیعت کی ہے وہ قتل کیا جائے گا۔ لوگ اس کی دھمکی سے
ڈر گئے۔ امام حسینؓ کی بیعت توڑ کر یزید کی بیعت مان لی اور عبداللہ بن زیاد نے
مسلم بن عقیل کو قتل کروادیا اور دو ہزار مرد بہادر مکہ کی راہ میں امام حسینؓ کی گرفتاری
کے واسطے بھیجے اور شمر کو لشکر کا پیشوا بنایا۔ امام حسینؓ اس واقعہ سے بے خبر
تھے۔ مکہ سے چل کر موضع قادسیہ میں پہونچے ایک شخص کوفہ کی طرف سے جاتا
ہوا ان کو ملا۔ اس نے کوفہ کی ابتری کا حال بیان کیا۔ اور مسلم بن عقیل کے شہید
ہونے کی خبر دی۔ امام حسینؓ نے وہیں سے لوٹ جانے کا ارادہ کیا۔ تمام ہمراہیوں
نے بھی یہی بات پسند کی۔ لیکن بعض نے یہ کہا کہ راہ سے بے راہ جانا چاہیئے
پس بے راہ چلنے میں رات کے اندھیرے میں غلطی سے جنگل کربلا کو جا نکلے
جو ساحل فرات کے قریب ہے وہاں دیکھا تو یزید کا لشکر جو عبداللہ بن زیاد نے
شمر کے ہمراہ بھیجا تھا۔ پیچھے سے لگا پوکرتا ہوا آن پہونچا۔ امام حسینؓ کے خیمہ کے

مقابل پر انہوں نے خیمے لگائے امام حسینؑ نے شمر کو کہا کہ ہم مکہ کو جارہے ہیں مسافروں اور راہ گذروں کے ساتھ جدال کرنا طریقہ مروت سے بعید ہے شمر نے کہا کہ میں ابن زیاد کو لکھوں گا جو کچھ اُس نے حکم کیا۔ اُس پر عمل کروں گا۔ چوتھے دن ابن زیاد کی طرف سے حکم گرفتاری امام حسینؑ کا شمر کے نام پہونچا۔ امام حسینؑ نے کہا کہ مَیں خود بخود یزید کے پاس جاتا ہوں شمر نے پھر ابن زیاد سے پوچھا ابن زیاد نے لکھا کہ اگر امام حسینؑ میرے پاس آجاوے تو مَیں اُس کو یزید کے پاس بھیجوں گا اور اگر میرے پاس آنے سے انکار کرے تو گرفتار کرکے لانا چاہئے آٹھویں دن شمر جنگ پر تیار ہوا۔ چنانچہ ایک سو چالیس آدمی امام حسینؑ کے ہمراہ تھے اور دو ہزار شمر کے ہمراہی تھے۔ جب پہلے جنگ میں امام حسینؑ نے ابن زیاد کے پاس جانے سے انکار صریح اور جواب صاف دیا۔ اس وقت امام حسینؑ شمر کے لشکر پر غالب آئے سات آدمی امام حسینؑ کے ہمراہی شہید ہوئے۔ اور ساٹھ آدمی یزیدیوں سے مارا گیا۔ نویں روز یزیدیوں نے پانی بند کرلیا۔ اور حملہ کرکے امام حسینؑ کے خیموں کو گھیر لیا۔ دسویں روز امام حسینؑ کے لشکر پر پیاس نے غلبہ کیا اور جنگ کی شدت نے بے قرار کردیا۔ چنانچہ بعد صلواۃ ظہر امام حسینؑ نے جام شہادت کا نوش فرمایا۔ دسوئیں محرم روز جمعہ ۶۱ھ ہجری ان کی وفات ہوئی۔

ابیات

جمعہ و عاشر محرم بود	کہ سوئے خلد امام نقل نمود
سال فوتش بگفت غمگینے	سر دینؑ را بریدبے دینے

اس مصرع میں لطافت تو نہایت درجہ کی ہے مگر مادہ تاریخ ساٹھ عدد نکلتا ہے۔ حالاں کہ اکاسٹھ ہجری میں امام حسینؑ کی وفات ہوئی۔ کسی شخص نے پنج تن کی تاریخ کا مادہ لفظ یاسمن سے نکالا ہے مگر اُس کی تفصیل یوں کی ہے

بیت

اول دو حرف عدد محمد و فاطمہ بود	باقی سہ حرف بہر حسین و علی حسن

جاننا چاہیئے کہ ہمارا مقصود شہادت امام حسینؑ کی اور اُس کی کیفیت بیان کرنے سے تھا۔ سو وہ ہو چکا باقی بیان حالات ذلیلہ رذیلہ ازواج و محرمات اہل حرم امام ہمام جیسے کہ ظاہری دوست اور باطنی دشمن شیعہ شنیعہ وضعی باتیں ملا کر بیان کرتے ہیں اُس سے سوائے ہتک اور بے حرمتی امام حسینؑ کے کوئی دوسری بات حاصل نہیں ہو سکتی۔ ہر ایک مومن کو لایق ہے کہ ایسے ذلیل حالات کو بیان کرنے سے اپنی زبان کو روکے۔

القصہ یزید پلید امام حسینؑ کے شہید کرنے کے بعد مدینہ منورہ میں آیا اور مسجد نبوی میں گھوڑے باندھے اور بہت مرد حافظ قرآن مجید کے قتل کئے اور کئی ایک قسم کی قباحتیں کیں۔ کہ ان کے بیان کرنے پر دل نہیں چاہتا وہاں سے مکہ معظمہ میں آیا اور بیت اللہ شریف میں بے ادبیاں کیں۔ پھر دمشق میں پہنچا۔ اور ماہ محرم ۶۴ سنہ ہجری میں شہر دمشق میں دوزخ کی راہ لی اس موقعہ پر مصنف مدظلہ نے یزید کے لعن کا مسئلہ چھیڑا ہے اور آخر فیصلہ یہ دیا ہے کہ معاملہ کفر اور لعن یزید کا خدائے عالم الغیب پر چھوڑنا چاہیئے۔ اور زبان کو اُس کے پلید نام سے پلید نہ کرنا چاہیئے۔ اگر عند اللہ ملعون ہے تو خدا کی لعنت اُس کو کافی ہے والا غیر ملعون کے لعن سے لاعن خود ملعون ہوتا ہے۔

القصہ یزید کے بعد اُس کا بیٹا معاویہ ثانی تخت پر بیٹھا ڈیڑھ مہینہ تک حکومت کی پھر امارت مروان بن حکم کو دے کر آپ خلوت نشین ہوا۔ یہاں سے پھر حکومت بنی امیہ کے ہاتھ سے نکل کر مروانیوں کے ہاتھ پڑی۔ اس کے بعد مروان بن حکم ۶۵ سنہ ہجری گیارہ مہینے زیادہ میں فوت ہوا۔ اُس کا بیٹا عبد الملک امیر ہوا پہلے پہل جس نے اپنا نام سونے چاندی پر نقش کیا یہ عبد الملک ہے اور وہ ۸۶ سنہ ہجری میں فوت ہوا پھر اُس کا بیٹا ولید امیر ہوا اور ۹۶ سنہ ہجری میں مرا۔ پھر ولید کا بھائی سلیمان بن عبد الملک امیر ہوا اور ۹۹ سنہ ہجری میں فوت ہوا۔ پھر برادر زادہ سلیمان کا عمر بن عبد العزیز بن مروان نے سریر امارت پر پاؤں رکھا اور عدل میں عمر بن خطاب سے مشابہ ہوا ۱۰۱ سنہ ہجری میں خداوند کی رحمت سے ملا پھر یزید ثانی بن عبد الملک امیر ہوا اور ۱۰۵ سنہ ہجری

میں فوت ہوا - پھر ہشام بن عبدالملک امیر ہوا - اور سنہ ۱۲۵ ہجری میں فوت ہوا - پھر ولید
ثانی بن یزید ثانی امیر ہوا اور سنہ ۱۲۶ ہجری میں فوت ہوا - پھر یزید بن ولید ثانی امیر ہوا
اور چھ ماہ کے بعد فوت ہوا - پھر ابراہیم بن ولید ثانی امیر ہوا - اور دو ماہ کے بعد
فوت ہوا - پھر مروان ثانی بن محمد بن مروان بن حکم امیر ہوا اور سنہ ۱۳۲ ہجری میں
ابوالعباس کوفہ میں باغی ہوا اور مروان کے جنگ پر اٹھا - اس جنگ میں مروان
ثانی ابوالعباس کے ہاتھ سے قتل ہوا - پس امارت بنی امیہ اور مروانیوں کی منقطع
ہوئی - اور عباسیوں کے ہاتھ آئی - اور یہیں سے عباسیوں کی خلافت قایم
ہوگئی - یہ ابوالعباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس ہے سنہ ۱۳۲ ہجری
میں یہ حاکم ہوا اور بنی امیہ اور مروانیوں سے جس آدمی کو پایا قتل کر ڈالا سنہ ۱۳۶
ہجری میں بیماری چیچک سے لقمہ اژدہائے اجل کا ہوا - پھر اُس کا بھائی ابوجعفر بن
بن محمد حاکم ہوا اور بنیاد بغداد جدید کی اسی نے ڈالی - بغداد قدیم مغربی کنارہ
دریا پر ہے اور یہ جدید مشرقی کنارہ پر آباد ہوا - ابوجعفر سنہ ۱۵۸ ہجری میں مکہ کے رستہ
میں فوت ہوا اور مکہ میں دفن کیا گیا لقب اس کا منصور ہے پھر مہدی بن منصور
امیر ہوا اور سنہ ۱۶۹ ہجری میں فوت ہوا - پھر ہادی بن مہدی حاکم ہوا اور سنہ ۱۷۰ ہجری
میں اس کو زہر دی گئی - پھر بھائی اُس کا ہارون رشید بن مہدی مسند خلافت پر بیٹھا
یہ خلفائے عباسیہ سے پانچواں خلیفہ ہے سنہ ۱۹۳ ہجری میں طوس میں فوت اور
مدفون ہوا - پھر امین بن ہارون رشید خلیفہ ہوا اور سنہ ۱۹۸ ہجری میں اپنے بھائی
ماموں کے ہاتھ سے قتل ہوا پھر مامون بن ہارون رشید خلیفہ ہوا اور سنہ ۲۱۸ ہجری
میں مرا - پھر معتصم باللہ بن ہارون رشید مسند خلافت پر بیٹھا اور سنہ ۲۲۷ ہجری
میں مرا - پھر واثق باللہ بن معتصم باللہ مسند نشین ہوا اور سنہ ۲۳۲ ہجری میں فوت ہوا
پھر بھائی اُس کا متوکل علی اللہ بن معتصم باللہ مسند پر بیٹھا اور سنہ ۲۴۷ ہجری میں
منتصر من اللہ کے ہاتھ سے مارا گیا پھر منتصر من اللہ مسند خلافت پر بیٹھا - اور
سنہ ۲۴۸ ہجری میں فوت ہوا پھر بھائی اُس کا مستعین باللہ بن متوکل علی اللہ مسند
پر بیٹھا اور سنہ ۲۵۱ ہجری میں اپنے بھائی معتز باللہ کے ہاتھ سے مارا گیا پھر معتز باللہ
تخت نشین ہوا اور سنہ ۲۵۵ ہجری میں اپنے لشکریوں کے ہاتھ سے مارا گیا - پھر

مہدی باللہ بن واثق باللہ مسند نشین ہوا اور سنہ ٢٥٦ ہجری میں مارا گیا پھر معتمد باللہ
تخت نشین ہوا اور سنہ ٢٧٩ ہجری میں مرا - پھر معتضد باللہ اس کا بیٹا تخت نشین
ہوا اور سنہ ٢٨٩ ہجری میں مرا پھر مکتفی باللہ اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور سنہ ٢٩٥ ہجری
میں مرا - پھر اس کا بھائی مقتدر باللہ مسند نشین ہوا اور سنہ ٣٢٠ ہجری میں مرا
پھر قاہر باللہ بن معتضد باللہ خلیفہ ہوا اور سنہ ٣٢٢ ہجری میں اس کی آنکھیں لوہا تپا کر
میل کھینچے گئے اور اندھا ہو گیا - بغداد میں گدا گری کرتا رہا - اور اسی حالت میں مرا -
پھر راضی باللہ بن مقتدر باللہ مسند نشین ہوا اور سنہ ٣٢٩ ہجری میں مرا - پھر اس کا
بھائی متقی باللہ مسند پر بیٹھا اور سنہ ٣٣٣ ہجری میں مرا - پھر مستکفی باللہ بن مکتفی
باللہ مسند آرا ہوا اور سنہ ٣٣٤ ہجری میں فوت ہوا - پھر مطیع باللہ بن مقتدر باللہ
خلیفہ ہوا اور سنہ ٣٦٥ ہجری میں مرا - پھر طائع باللہ بن مطیع باللہ مسند نشین ہوا
اور سنہ ٣٨١ ہجری میں اس کو امیروں نے معزول کیا - پھر قادر باللہ مقتدر باللہ کا
پوتا مسند نشین ہوا یہ خلیفہ سلطان محمود غزنوی کا ہمعصر تھا سنہ ٤٢٢ ہجری میں مرا
پھر قائم باللہ بن قادر باللہ خلیفہ ہوا اور سنہ ٤٦٧ ہجری میں مرا پھر اس کا پوتا مقتدی
باللہ خلیفہ ہوا اور سنہ ٤٨٥ ہجری میں مرا - پھر مستظہر باللہ بن مقتدی باللہ مسند
آرا ہوا اور سنہ ٥١٢ ہجری میں مرا - پھر اس کا بیٹا مسترشد باللہ خلیفہ ہوا اور سنہ ٥٢٧
ہجری میں مرا - پھر اس کا بیٹا راشد باللہ خلیفہ ہوا اور سنہ ٥٢٩ ہجری میں مرا - پھر
مکتفی باللہ اس کا بھائی مسند نشین ہوا اور سنہ ٥٥٤ ہجری میں مرا - پھر مستنجد باللہ
بن مکتفی باللہ مسند نشین ہوا اور سنہ ٥٦٥ ہجری میں مرا - پھر مستضی باللہ اس کا
بیٹا خلیفہ ہوا اور سنہ ٥٧٥ ہجری میں مرا پھر ناصر باللہ بن مستضی باللہ خلیفہ ہوا اور سنہ ٦٢٢
ہجری میں مرا - پھر طاہر باللہ بن ناصر باللہ مسند خلافت پر بیٹھا اور بارہویں
روز مر گیا - پھر مستنصر باللہ بن طاہر باللہ مسند پر بیٹھا اور سنہ ٦٣٩ ہجری میں مرا
پھر اس کا بیٹا معتصم باللہ مسند نشین ہوا اور سنہ ٦٥٦ ہجری میں اس کو
ہلاکو خان نے قتل کیا - اور عباسی خلیفوں کو اس نے زمین سے نابود کر دیا -
اور عباسیوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا -

جاننا چاہیئے کہ جو بادشاہ عباسی خلیفوں کے ہمعصر تھے اُن کے اکثر حالات

شاہ نامہ میں مذکور ہیں اور ہم مشہور مشہور بادشاہوں کے حالات یہاں لکھتے ہیں مہدی باللہ نے یعقوب بن لیث کو خراسان کی حکومت بخشی۔ یعقوب نے غلبہ پاکر بغاوت اختیار کی اور خراسان میں اپنی سلطنت جما کر مستقل بادشاہ بن بیٹھا اُس کے مرنے کے بعد عمر بن لیث اُس کا بھائی حاکم ہوا۔ اور معتمد باللہ نے احمد بن اسد کو ماوراء النہر کی حکومت دی تھی اُس کے مرنے کے بعد احمد کا بیٹا اسمٰعیل حاکم ہوا اس نے غلبہ پاکر خراسان پر قبضہ کر لیا۔ اور عمر بن لیث کو گرفتار کر کے خلیفہ کے پاس بھیجا۔ خلیفہ نے اُس کو قتل کرا دیا۔ جب خراسان اسماعیل کا فتح کردہ تھا۔ اَب خراسان اور ہرات اُس کے قبضہ میں آگیا پس اسماعیل نے سلطنت کا دم مارا اور ۲۹۵ھ ہجری میں مرا۔ پھر اُس کا بیٹا احمد بن اسماعیل بادشاہ ہوا اور ۳۰۱ھ ہجری میں غلاموں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پھر نصیر بن احمد تخت نشین ہوا اور ۳۳۱ھ ہجری میں سل کی بیماری سے مرا۔ پھر نصیر کا بیٹا نوح والی ولائت کا ہوا اور ۳۴۳ھ ہجری میں فوت ہوا۔ پھر نوح کا بیٹا عبدالملک سرفراز ہوا۔ اور ۳۵۰ھ ہجری میں گھوڑے سے گر کر مرا۔ پھر اُس کا بھائی منصور بن نوح تخت پر بیٹھا اور ۳۶۵ھ ہجری میں فوت ہوا۔ پھر نوح بن منصور امیر ہوا اور ۳۸۷ھ ہجری میں اپنے بھائی عبدالملک کے حکم سے اندھا کیا گیا۔ پھر عبدالملک بن نوح امیر ہوا اور ۳۸۹ھ ہجری میں ملک ترک ایلک خان کے حکم سے مارا گیا اور اُس کا بھائی اسماعیل بن نوح انتقام کے لیئے اُٹھا اور ایلک خان سے جنگ کیا۔ آخر ۳۹۵ھ ہجری میں مارا گیا اور اس طبقے کا خاندان ختم ہو گیا۔

جاننا چاہیئے کہ الپتگین بادشاہ جو خاندان سامانیوں سے دارالسلطنت بخارا میں تھا۔ اور سبکتگین ترکی نژاد اُس کا غلام تھا نیک خدمت اور حسن لیاقت سے ترقی حاصل کر کے خراسان کا امیر ہوا۔ جب ۳۶۵ھ ہجری میں الپتگین اس جہان سے کوچ کر گیا تو اُس کا بیٹا ابو اسحاق تخت نشین ہوا ابو اسحاق نے سبکتگین کو لقب دستور اعظم کا دیا اور کل امور مملکت اُس کے حوالے کیئے ابو اسحاق تھوڑے زمانہ میں بے اولاد مر گیا اَب تمام امیروں اور وزیروں نے آثار بخت و لیاقت حکمرانی و سلطنت کے سبکتگین میں دیکھے اور اُس کو لائق جان کر تخت کا مالک

بنا دیا ہو

بیت

نامی نگر بکار خداوند ذوالکرام ٭
کو میکند غلام شہ و شاہ را غلام

القصہ سبکتگین نے اپنے ملک کو بڑھانا شروع کیا اور غزنی کو ماتحت کر کے دارالسلطنت مقرر کیا۔ فتوحات بے شمار و تسخیر ممالک متواتر اس کے ہاتھ سے ہوئیں۔ چنانچہ دو تین دفعہ ہندوستان میں بھی آیا۔ پنجاب کی حد ان دنوں غزنی تک پھیلی ہوئی تھی۔ اور یہاں کا راجہ جیپال تھا۔ جب مسلمانوں کے قدم آگے بڑھتے دیکھے۔ تو اس نے غزنی پر ایک بھاری فوج سے چڑھائی کی۔ چنانچہ دفعتہً لمغان پر جا کر ڈیرے ڈال دیئے اور پشاور سے کابل تک برابر لشکر پھیلا دیا۔ ادھر سے سبکتگین بھی نکلا۔ چنانچہ دونوں فوجیں آمنے سامنے اتریں ہر ایک دوسرے کی پیش دستی کا منتظر تھا۔ کہ دفعتہً آسمانی گولا پڑنے لگا۔ یعنی بے موسم برف گرنی شروع ہو گئی وہ لوگ تو برف کے کیڑے تھے۔ ان کو کچھ معلوم بھی نہ ہوا اور ہندوستانی بیچارے اپنے لحاف اور رضائیاں ڈھونڈنے لگے مگر وہاں رضائی کا گذارہ کہاں سینکڑوں اکڑ کر مر گئے۔ ہزاروں کے ہاتھ پاؤں رہ گئے جو بچے ان کے اوسان جاتے رہے۔ جیپال نے جب سردی کے مارے فوج کو بیکار پایا تو پیغام صلح کا بھیجا آخر صلح اس بات پر ہوئی کہ راجہ اپنے تخت گاہ پر جا کر ہاتھی گھوڑے مال دولت سب سپرد کر دے گا۔ عہدنامہ لکھ کر دے دیا۔ اور سبکتگین کے آدمی اس کے ہمراہ ہوئے۔ جب اپنے ملک میں پہنچا اور سردی دور ہوئی اور خاطر جمع ہوئی۔ تو برہمنوں سے مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا مہاراج اس طرح مسلمانوں کو خراج دینے میں حضور کی بدنامی ہو گی۔ مگر آخر امیروں وزیروں نے مشورہ کیا۔ کہ وعدہ پورا کرنا چاہیئے۔ مگر برہمنوں کے بچن کے آگے ان کی بات نہ چل سکی۔ آخر یہ ہوا کہ بادشاہی آدمیوں کو ہندوستان میں روکا گیا غزنی میں فوراً خبر اڑی کہ بادشاہ کے آدمی ہندوستان میں قید ہو گئے سبکتگین غضبناک ہو کر ضلع ضلع سے فوجیں سمیٹ کر بستی گھٹا کی طرح شمال سے اٹھا اور

آتے ہی سرحد کے ملکوں پر آفت برسادی بہت سا مال لوٹا - اور ہزاروں کو لونڈی غلام بنا لیا - راجہ نے تمام ملک میں چٹھیاں بھیج دیں بے شمار لشکر جمع ہو کر آ گئے اور لشکروں کی چھاونی پشاور پر ہوئی - بادشاہ کو اس ہجوم وحشام کی خبریں ایک سے دہ چند ہو کر پہونچیں - گھبرایا اور شیر کی طرح جھپٹ کر آیا پاس پہونچا تو ایک پہاڑ کی بلندی پر چڑھکر نظر دوڑائی - جہاں تک آنکھ نے کام کیا فوج ہی فوج پائی اُترا اور اپنے سرداروں کو پایا - اُن کے بھی ہوش اُڑے ہوئے پائے - اوّل تو بہت سے مضمون ثواب جہاد اور تائید غیبی کے سُنائے - پھر شجاعوں کی اولو العزمیاں اور کارنامے کہکر دل بڑہائے بعد اس کے کہا کہ دیر کا موقعہ نہیں لڑائی شروع کر دینی چاہیئے - لیکن نئی چال چلا - چنانچہ حکم دیا کہ پانچ پانچ سو سوار کا رسالہ ایک ایک سردار کے نیچے مقرر ہو - باری باری سے جائیں - اور ہمت آزمائیں جب وہ تھک جائیں تو اُن کی جگہ اور تازہ دم جاکر مورچے جمائیں - اس ترکیب سے ہندو شام تک لڑتے لڑتے دق ہو گئے - تو بھی لشکر کی بہتات سے دل قوی رکھتے تھے - سب نے جمع ہو کر ایک ایسا حملہ کیا جس میں لڑائی دو ٹوک ہو جاوے - چنانچہ کیا سوار کیا پیادے نرسنگھے بجاتے غول کے غول نکلے اور اس طرح بے جگر ہو کر گرے کہ تیر اور نیزے کا گذارہ نہ رہا - خنجر کا تلوار سے اور کھانڈے کا کٹارے سے مقدمہ آپڑا - پیادے پیادوں سے لپٹ گئے ہاتھیوں نے اپنا پرایا کچھ نہ دیکھا - سب کو چکی کی طرح کچل ڈالا آخر ہزاروں کا کھیت پڑا اور خاتمہ ہندؤں کی شکست پر ہوا - فتحیاب لوٹتے مارتے اٹک تک آئے دو سو ہاتھی اور لاکھوں کا زر و مال لے کر گھر کو چلے گئے - سبکتگین نے الپتگین کی بیٹی سے نکاح کیا ہوا تھا - اور اس سے سلطان اسماعیل پیدا ہوا اور زابلستان سے ایک عورت صاحب جمال کو نکاح میں لایا تھا - اُس سے سلطان محمود پیدا ہوا ہندوستان کے سفر میں سلطان اسماعیل اپنے باپ کے ہمراہ تھا - مراجعت کے وقت غزنی کے رستے میں جان عزیز قابض الارواح کو سونپی اور ۳۸۷ھ ہجری میں اس کی وفات ہوئی - سبکتگین کی حکومت اس وقت غزنی سے قندہار کے آگے تک تھی سلطان اسماعیل تخت کا وارث تخت نشین ہوا اور سلطان محمود بھی

نصف اقلیم کا طالب ہوا لیکن سلطان اسماعیل نے انکار کیا - اور دونوں بھائیوں کے درمیان ناچاقی ہوئی اور لڑائی شروع ہوئی آخر ظفر بنام سلطان محمود کے نامزد ہوئی - سلطان اسماعیل گرفتار ہوا اور امرا و وزرا کی سفارش سے خلاصی پاکر محمود کی طرف سے امیر اسماعیل کا خطاب حاصل کیا اور بلخ کی امارت پر قناعت کی -

ہندوستان جنت نشان جس کا دروازہ باپ نے کھولا تھا - اس کو قنوج اور کالنجر تک گیارہ دفعہ زیر و زبر کیا - اور اپنے نام کو سلطان کے لقب سے تاجدار کیا ایک دن مصاحبوں کے ساتھ مشورہ کیا کہ کوئی ایسا ملک بتاؤ جس کی فتح سے پر مال خزانے ہاتھ آئیں - سب نے کہا کہ ملک گجرات میں سمندر کے کنارے تک شہر عظیم الشان ہے اور اس میں ایک عبادتخانہ ہنود کا ہے کہ اپنے دیوتاؤ کے نام سے سومنات کہلاتا ہے - اور چونکہ ہزاروں برس ہوئے راجہ سے لے کر پرجا تک ملک ملک کی خلقت اسے صدق دل سے مانتی ہے اس لیے مال و زر اور جواہرات بے انتہا وہاں موجود ہیں جس مکان میں سومنات بت ہے - باہر کی روشنی کو وہاں دخل نہیں جواہرات اور الماس جو در و دیوار میں جڑے اور جڑاؤ قندیلوں میں لگے ہیں ان کی جگمگاہٹ سے دن رات برابر ہے بیچ میں ایک بڑی بھاری سونے کی زنجیر لٹکتی ہے کہ اس میں گھنٹے اور گھڑیال آویزاں ہیں جب پوجا کا وقت ہوتا ہے تو جس طرح ہم اذان دیتے ہیں وہ اس کو ہلاتے ہیں کہ سب کو خبر ہو جائے - راجاؤں نے بے شمار جاگیریں اس مندر کے نام پر کی ہوئی ہیں دو ہزار برہمن وہاں پوجاری ہیں - پانسو لونڈیاں اور تین سو گویئے ہیں - جو پوجا کے وقت بھجن گاتے ہیں - زیور لباس خرچ اخراجات ان کا سب وہیں سے ملتا ہے - غرض یہ کہ مال و زر اور زیور و جواہرات کا وہاں یہ عالم ہے کہ اس کا عشر عشیر بھی کسی بادشاہ کے خزانہ میں نہیں سما سکتا یہ سن کر محمود کے دہان طمع میں پانی بھر آیا - اور دل سانپ کی طرح لہرانے لگا - اسی وقت سپاہ سالار کو حکم پہونچا کہ تمام لشکر تیار ہو ہر طرف سے سپاہ طلب ہوئی فوج فوج کے نشان جدا جدا لہرانے لگے لشکر خاصہ کے علاوہ تاتار کے ترک اور کوہستانیوں

لیے افغان جو لوٹ مار کی نیت پر آئے تھے - ہزاروں کی جگہ لاکھوں جمع ہو گئے
اس ٹڈی دل کو لے کر اُڑا اور ملتان میں آ کر دم لیا - ٹوٹے پھوٹے کی درست
اور ساز و سامان کی درستی کی یہ بھی معلوم ہوا کہ رستے میں ایسے بے گیاہ
اور خشک میدان ہیں کہ جہاں کوسوں تک پانی کا پتہ اور گھاس کا پتہ نہیں ملتا -
اس لیے حکم دیا کہ ہر شخص کئی کئی دن کا کھانا پانی اپنے اپنے ساتھ اٹھا لے - اور
سرکار شاہی سے بھی دو ہزار اونٹ رسد کے واسطے پانی اور گھاس پر لاد
کر ساتھ لیے - غرض ان لق و دق میدانوں کو لپیٹ سمیٹ کر دفعتہً اجمیر پر
جا پہنچا - اگرچہ کوئی راجہ محمود کے حال سے غافل نہ تھا - مگر یہ بھی خیال نہ تھا
کہ ایسے میدان طے کر کے یہ طوفان یوں یکایک بجلی کی طرح آن گرے گا - اب
سوا کنارہ کرنے کے اور کیا ہو سکتا تھا - راجہ اور شہر کے لوگ جو بھاگ سکے وہ
جان لے کر بھاگ گئے مگر اُس آندھی سے شہر میں چراغ اور باہر تنکا تک نہ رہا
لشکر وہاں سے گذرا اور جنگل پہاڑ طے کرتا منزل مقصود تک جا پہنچا - سمندر کے
کنارے پر ایک عالی شان قلعہ نمودار ہوا جس کا ایک ایک برج سر بفلک تھا - اور
دریا کی لہریں پاؤں میں لوٹ رہی تھیں معلوم ہوا کہ شہر سومنات یہی ہے -

یہاں کئی راجہ بڑی بڑی فوجیں لے کر آئے اور لڑائی کا میدان گرم ہوا ادھر
دین لڑ رہا تھا اُدھر دھرم مقابلے پر اڑ رہا تھا - ہندو مسلمان اتنے کٹے کہ ہزاروں
کے کھیت پڑے - آخر پانڈے ایسے جان توڑ کر اٹھے کہ مسلمانوں کے جی
چھوٹ گئے - محمود بھی گھبرا گیا - اُس وقت اور کچھ بن نہ آیا - فوج سے الگ
ہوا اور فرش خاک پر سر رکھا اور باری تعالیٰ کی جناب میں دعا مانگی کہ یا اللہ
اب تیری جناب کی امداد کے سوا ہمارا کوئی آسرا نہیں - تھوڑی دیر بعد اُٹھا اور
فوج کا دل بڑھایا اور دردناک باتوں سے جوش میں لا کر دھاوے کا حکم دیا
مسلمانوں نے دفعتہً تلواریں اٹھائیں اور گھوڑے دوڑا کر دشمنوں پر ٹوٹ پڑے
بڑے گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر اقبال محمودی اپنا کام کر گیا ہندو بھاگے مسلمانوں
کی فتح ہوئی - میدان کو خالی دیکھ کر قلعہ والوں کی بھی ہمت ہار گئی قلعے کی
دوسری طرف سمندر میں کشتیاں لگا رکھی تھیں - ان میں بیٹھے اور لنگر اٹھا،

بھاگ گئے۔ شہر۔ قلعہ۔ مندر کی ساری دولت محمود کے ہاتھ آئی محمود مع فوج کے فتح کا نقارہ بجاتا قلعے میں داخل ہوا اور دروازے پر نشان محمودی لہرانے لگا سیدھا مندر میں پہونچا۔ عمارت کی شان وشوکت دیکھ کر آنکھیں کھل گئیں۔ چھپن ستونوں پر گنبدی چھت بیضہ عنقا کی طرح دھرے تھے۔ کہ ہر ستون ایک ڈال سنگ مرمر کا تراشا ہوا تھا اور سر سے پاؤں تک جواہرات سے مرصع تھا تمام دیواروں پر گلکاری اور زرکاری کی گئی تھی۔ بیچوں بیچ میں ایک جڑاؤ زنجیر لٹکتی تھی۔ اس میں ایک سونے کا چراغ رات دن جلتا تھا دروازے کے سامنے سومنات بت کھڑا تھا۔ جس کا قد پورا پانچ گز تھا دو گز زمین میں اور تین گز باہر نمودار تھا۔ محمود نے اس کے توڑنے کا حکم دیا تمام پجاری دوڑ کر پاؤں پر گرے اور کہا کہ اسے نہ توڑو۔ اور بہت سے خزانے لے لو۔ وزیر نے بھی سفارش کی مگر بادشاہ نے سوچ سوچ کر کہا کہ میرے نزدیک بت فروش نام پانے سے بت شکن ہونا بہتر ہے یہ کہکر گرز فولادی جو ہاتھ میں تھا اس زور سے مارا کہ وہ بت جو سونے کا ڈھلا ہوا اور اندر سے کھوکھلا تھا ٹکڑے ٹکڑے ہوکر گر پڑا۔ اور جتنا روپیہ پوجاری دیتے تھے اس سے چندور چند کا زیادہ جواہرات اس میں سے نکل پڑا محمود مارے خوشی کے باغ باغ ہوگیا دو ٹکڑے اس کے مکے اور مدینے میں بھیجے۔ اور دو غزنی کو بھجوائے زر و مال اور جواہرات و دولت اس قدر ہاتھ آیا۔ کہ تمام عمر کی لوٹ کو بھول گیا ہندوستان کی لوٹ سے ایران کوہستان میں غزنی شہر ایسا آباد کیا تھا کہ طلسمات کا نمونہ نظر آتا تھا ایک قلعہ تعمیر کیا۔ جس کا نام قصر فیروزہ رکھا۔ اس کی چینی کاری کے آگے جواہرات کی رنگت پھیکی معلوم ہوتی تھی۔ اس میں بادشاہی محل اور دربار کے مکان پرستان نظر آتے تھے جامع مسجد ایسی تعمیر کی کہ اس کی آرایش اور زیبایش کے سبب سے لوگ اوسکو عروس فلک کہتے تھے اس کے پہلو میں ایک مدرسہ اوسی وسعت اور شان وشوکت کا بنایا اس کے کتب خانہ کو نایاب اور قیمتی کتابوں سے سجایا۔ عالم اور فاضل علم کی روشنی پھیلانے کے لئے مقرر کیے القصہ بادشاہ بڑا علم دوست اور نہایت صاحب اقبال تھا۔ جس

طرف رخ کیا فتح وظفر نے استقبال کیا اکثر راجون کو زیر شمشیر لایا اور رہنون کو اسیر زنجیر حبس و ماتمی کا کیا بت خانوں کو نور مسجدین بنائین سکندر رومی کی طرح ثروت و اقبال و حشمت و جلال باکمال کے علاوہ عدالت و انصاف مین مصروف رہتا تھا ہمت عالی سخاوت اور کفر شکنی اور لوگون کی اعانت پر بھی مصروف رہتا تھا چنانچہ شیخ فرید الدین عطار اوسکی مدح مین فرماتے ہین۔ بیت

لشکر محمود اندر سومنات
یافتند آن بت کہ نامش بود لات

اور سعدی فرماتا ہے۔ ع

چون شاہ خسروان سفر سومنات کرد
کردار خویش را علم معجزات کرد

اور فردوسی نے لکھا ہے۔ ع

جہاندار محمود شاہ بزرگ
بآبشخور آرد ہمی میش و گرگ

کتنے بیہودہ لوگون نے اپنی غیر معتبر تاریخون مین لکھا ہے کہ وہ منحوس اور دولت پسند و مشوم تھا اور دولت کو اس قدر عزیز رکھتا تھا کہ زور سے بھی چھین لیتا تھا اور انصاف کی پرواہ نہ کرتا تھا چنانچہ یہ بیت مشہور ہے۔ ع

نبودش ز فضل و سخاوت شرف
نگاہداشتی در میان صدف
خزاین بسے داشت پر از گہر
ولے زان نشد مفلسی بہرہ ور

تاریخ فرشتہ کا مصنف جو گیارہوین صدی مین ایک معتبر مورخ گذرا ہے لکھتا ہے کہ اوس سلطان والاشان کی طرف بخل کی نسبت کرنا بے انصافی ہے۔ ہان زر کو دوست رکھتا تھا اور جمع کرتا تھا لیکن فتح بلاد اور فوجون کے اخراجات مین دل کھولکر خرچ کرتا تھا معتبر تواریخ مین اوسکا علم پسند ہونا اور علما و فضلا و شعرا کی قدردانی کرنا اور سپاہیون کو خلعت فاخرہ دینا لکھا ہے اور دانا جانتے ہین کہ اسقدر علما و فضلا کو جمع کرنا سوائے بذل مال اور

خرچ کرنے درم و دینار کے ہمیشہ میں سکتا شریف لوگونکو دوست رکھتا تھا انکو انعام دیتا تھا اور سال بسال انکے
لیئے وظایف مقرر تھے ایک اردو تاریخ مین لکھا ہے کہ ہندوستان کے ایک ہندو شاعر نے ہندی
زبان مین سلطان کی تعریف مین ایک شعر بنا کے سلطان کی خدمت مین بھیجا سلطان نے ہندی زبان
دانون اور اپنے ملک کے شاعرون کو وہ شعر سنایا سب نے نہایت پسند کیا چنانچہ محمود نے خوش ہو کر
پندرہ قلعون کی حکومت اوسکو صلہ مین عطا فرمائی منتخب التواریخ مین لکھا ہے کہ اوس شاعر کا
نام نندہ تھا - اور فردوسی شاعر کا جو قصہ مشہور ہے - وہ اسطرح ہے کہ بادشاہ نے
ایک ایک بیت کے بدلے اشرفی صلہ دینے کا وعدہ کرکے فردوسی طوسی سے جو
شیعہ مذہب رکھتا تھا - شاہنامہ تصنیف کرایا جب کتاب ختم ہوئی اور بادشاہ
کے حضور مین گذرانی گئی تو بادشاہ نے ساٹھ ہزار اشرفیوں کے دینے کا حکم فرمایا
پیچھے کمینہ لوگوں نے غمازی کے طور پر اوسی شاہنامہ کی بعض بیتوں سے جو حضرت علی کی
تعریف مین ہین اور جو اوس نے لکھے ہین فردوسی کا شیعہ اور بدمذہب ہونا ثابت کیا
اور اشرفیون کی جگہ ساٹھ ہزار درم فردوسی کو بھجوائے فردوسی
نہایت ناراض ہوا اور مسجد کے دروازہ پر یہ شعر لکھ کر وہان سے
چلا گیا ۔

خجستہ درگہ محمود زابلی دریاست
کدام دریا کانرا کنارہ پیدا نیست
شدم بدریا و غوطہ زدم ندیدم دُر
گناہ بخت من است و گناہ دریا نیست

جب مدت کے بعد یہ شعر بادشاہ نے سنے اور آبدیدہ ہو کر ساٹھ ہزار اشرفی
لدوا کے طوس کو بھجوائے لیکن جسوقت قاصد یہ دولت لیکر طوس مین پہنچا اوسدن
فردوسی کا جنازہ نکلا تھا پس وہ زر بادشاہ کے حکم سے فردوسی کے مقبرہ پر
خرچ کی گئی سلطان محمود کی عدالت کی باتین بیشمار ہین جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بڑا نیکدل

بادشاہ تھا۔ **حکایت** ایک روز ایک عورت کوہ بلوچ سے جو ممالک ری کے علاقہ میں ہے۔ سلطان کے پاس آکر دادخواہ ہوئی کہ میرا اور میرے خاندان کا مال واسباب وہان کے رہزن لوٹ لے گئے ہین اور راستہ مسافرون کی آمدورفت کا بند کردیا ہے۔ سلطان نے پوچھا کہ کوہ بلوچ کہان ہے بوڑھیا بولی کہ بادشاہ کو چاہیئے کہ اس قدر ملک اپنے قبضہ مین رکھے کہ جسکی خبرگیری کر سکے سلطان نے فرمایا کہ تو سچ کہتی ہی اوسی وقت ایک قافلہ تیار کیا اور بے شمار سیب اونٹون پر لاد کر اون کی ہمراہ کیئے اور چند شیشے زہر ہلاہل کے دیئے اور فرمایا کہ تم کوہ بلوچ کو جاؤ جب وہان پوہنچو تو سیبون کو زہر آلودہ کرو اور بار اوتار کر اونٹون کو جنگل مین چھوڑ دو اور خود چھپ کر بیٹھو یہہ حکم سُنکر وہ قافلہ بوڑھیا کے ہمراہ کوہ بلوچ کو روانہ ہوا دور روز اول وہان کے پوہنچنے سے کل سیبون کو زہر آلودہ کر دیا فوج بار پوہنچکر اوتار دیئے اور خود چھپ رہے۔ رات کیوقت رہزن آئے قافلہ کا مال لے لیا اور سیب خوش ذائقہ دار کھانے شروع کیئے تھوڑی دیر کے بعد زہر کی تاثیر پہونچی اور سب کے سب ہلاک موئے بادشاہ نے رہزنون کے مال کی ضبطی کر کے تمام مال بڑھیا کو دیدیا۔ جسسے بڑھیا مالامال دولت سے نہال ہو گئی۔ آخر جب پیمانہ عمر کا لب ریز ہوا تو سنہ ۴۲۱ ہجری مین ترسٹھ سال کی عمر مین بتیس سال کی سلطنت کے بعد سخت بیمار ہوا۔ اور مرض نے ایسا زور پکڑا کہ زندگی کی آس نہ رہی۔ اسوقت سمجھا کہ یہہ تمام حکم اپنا کچھ چیز نہیں اور یہہ قطعہ اوس حسرت مین لکھا۔ قطعہ

زبیم تیغ جہانگیر گرز قلعہ کشاء
جہان مسخر من شد چومن مسخر را
گہے بفر و بدولت ہمے نشستم شاد
گہے ز حرص ہمے رفتمی زجائی بجاء
بسے تفاخر کردم کہ من کسے ہستم
کنون برابر بینم ہمین امیر وگدا
ہزار قلعہ کشادم بیک اشارت دست

بسے مصاف شکستیم بیک غنشروں پاۓ
چومرگ تاختن آورد ہیچ سود نداشت
بقاء بقاء خدائیست و ملک ملک خدا

بروز پنجشنبہ ۲۳ ربیع الاول سنہ ۴۲۱ ہجری مین سریر آرائی عالم بالا ہوا جب سلطان محمود نے وفات پائی تو سلطان محمد گورگان مین تھا اور سلطان مسعود بن سلطان محمود صفاہان مین تھا امیرون وزیرون نے سلطان محمد کو گورگان سے بلوا کر تاج شاہی اوسکے سر پر رکھا اگرچہ سلطان محمد بڑا عادل رعیت پرور اور سخی مرد تھا لیکن اکثر رعیت کے لوگون کی طبائع سلطان مسعود کی طرف مائل تہین اور اکثر امیر وزیر بھی سلطان مسعود کو دل سے چاہتے تہے چار مہینے بعد دونون بھائیون مین نزاع پیدا ہوا امیر ایاز نے بہت سے اکابرون اور سپاہ کی ساتھہ ملکر خاص طویلہ سلطانی سے چیدہ چیدہ گھوڑے نکال کر سلطان مسعود کی کمک کو بھیجے سلطان محمد نے ایک لشکر عظیم اون کے پیچھے دوڑایا اور راہ مین جنگ عظیم ہوا مگر امیر ایاز نے غلبہ پایا پھر سلطان محمد نے سلطان مسعود پر چڑہائی کی اثناء راہ مین افسران لشکر نے اتفاق کر کے سلطان محمد کو گرفتار کیا اور اوسکی آنکھین نکال ڈالین اور قلعہ وجیح مین اسیر کر دیا اوسکا تمام اسباب مال سلطان مسعود کو ملگیا اور سلطان مسعود نے تاج شاہی سر پر رکھا سلطان محمد اوسی قلعہ مین نو سال تک محبوس رہا آخر سلطان مسعود نے ہندوستان کے سیر کا ارادہ کر کے تیاری کی اور دریائے جہلم تک پہنچا اثناء راہ مین بعضے بیوفاؤن نے سلطان مسعود کو گرفتار کر لیا اور سلطان محمد کو قلعہ وجیح سے نکال کر اوسکے حوالہ کیا تمام لشکر اور خزانہ جو چار ہزار شتر بار زر تہا سلطان مسعود سے لیکر سلطان محمد کو پہونچایا سلطان محمد نے سلطان مسعود کو لکھا کہ مین تجھے قتل کرنا نہین چاہتا تو اپنی وجہ معاش کے لئے ایک علاقہ مانگ لے اور وہین بود و باش رکھ اوس نے قلعہ گرایا کا علاقہ مانگا اور اوسی پر قناعت کی چونکہ سلطان محمد نابینا تہا اپنے بیٹے سلطان احمد کو تخت پر بٹھایا اور خود گوشہ گزین ہوا ۔ پس سلطان احمد نے تخت پر بیٹھتے ہی اپنے چچا سلطان مسعود کو قلعہ گرا سے منگا کر قتل کر دیا ۔ سلطان مسعود کا بیٹا سلطان مودود جو بلخ مین تہا اپنے باپ کے مارے جانے کی خبر سنکر لشکر عظیم جمع کر کے غزنی مین آیا اور سلطان احمد سے لڑائی کر کے ... بیٹیون کو گرفتار کیا اور قتل کر دیا

سلطان محمد کے ایک بیٹے عبد الرحمن کو چھوڑا اور سب اولاد سلطان محمد کی چن چن کر
قتل کی پھر غزنی مین تخت نشین ہوا اور کچھ زمانہ کے بعد ایک عظیم فوج لیکر خراسان کو گیا
پھر اوسکو عارضہ قولنج کا ہوا اور غزنی مین واپس آکر ۴۴۱ ہجری مین مرا جب مودود
خراسان مین تھا تو امیروں وزیروں نے اتفاق کرکے سلطان علی بن مسعود کو تخت پر بٹھایا
جب دو سال گذرے تو عبد الرزاق میمندی نے عبد الرشید بن سلطان محمود کو جو سلطان
مودود کے ظلم سے قید مین محبوس تھا قید سے نکال کر لشکر جمع کرکے غزنی مین لایا اور
سلطان علی سے جنگ کیا سلطان علی کو ہزیمت ہوئی۔ اور عبد الرشید تخت کا مالک
ہوا پس کچھ زمانہ کے بعد اوسکا امیر طغرل نام جو سیستان مین تھا باغی ہوا اور غزنی
پر چڑھائی کی عبد الرشید اور اکثر سلطان محمود کی اولاد کو قتل کیا اور تخت پر بیٹھا
بعضے امیروں نے اتفاق کیا کہ تخت سلطانی بیوفاؤں اور باغیوں کی جگہ نہین طغرل
کے دشمن ہوگئے۔ طغرل کو تخت پر بیٹھے ہوئے چالیس دن گذرے تھے کہ اوسکو
دربار عام مین امیروں نے قتل کر دیا۔ اور فرخ زاد جو مسعود کا بیٹا تھا اور طغرل نے
اوس کو قید کر دیا تھا۔ جس سے نکال کر تخت نشین کیا چھ سال کے بعد سنہ ۴۵۰
مین فرخ زاد قولنج کی بیماری سے فوت ہوا۔ پھر ابراہیم اوس کا بھائی
تخت نشین ہوا۔ اور بڑے عدل اور انصاف سے بادشاہی کی اور ۴۹۲ھ
مین وفات پائی اور اسکے بعد اوسکا بیٹا مسعود بادشاہ ہوا اور ۵۰۰ ہجری مین رحلت
کی پھر مسعود کا بیٹا جمال الدولہ تخت نشین ہوا اسکا بھائی ارسلان نام اوسکی سلطنت
کی ہمین سوچتا تھا اور ساز و سامان کرتا تھا سلطان سنجر نے اسپر چڑھائی کی ارسلان
بھاگ گیا اور سنجر نے اوسکے بیٹے بہرام شاہ کو تخت پر بیٹھایا ارسلان نے ہندوستان
سے لشکر جمع کرکے بہرام سے مقابلہ کیا۔ بہرام نے سنجر سے مدد چاہی۔
اور بھاری کمک لیکر ارسلان سے لڑا اور غالب ہوا
ارسلان کو گرفتار کرکے سلطان سنجر کے پاس بھیجا وہان ارسلان قتل کیا گیا بہرام شاہ
بن ابراہیم مستقل بادشاہ ہوا۔ یہہ بادشاہ بڑا علم دوست تھا بہت عالمون
اور فاضلون نے اسکے نام سے کتابین تصنیف کین چنانچہ سلطان الشعراء شیخ نظامی
گنجوی نے مخزن الاسرار اوسکے نام تصنیف کی اور پانچ ہزار اشرفی نذرانہ اپنی زندگی کا

بہرام شاہ سے پلٹے رہے بہرام شاہ دو تین دفعہ ہندوستان مین بھی آیا اور فتوحات حاصل کین - آخر سیف الدین بادشاہ غور کیساتھہ اسکا مقابلہ ہوا اور ہزیمت کہائی اور ۵۲۵ھ ہجری مین فوت ہوا اوسکے بعد اسکا بیٹا ظہیر الدین خسرو شاہ تخت نشین ہوا یہہ اپنے عیال کے سمیت لاہور مین گیا ہوا تھا کہ غزنی پر علاؤ الدین نے چڑہائی کی اور تخت غزنی کا خالی دیکھہ کر تمام اعلے وادنی کو قتل عام کا حکم دیدیا مرد اور عورتین اور بچے سب قتل کر دیئے مکانات پختہ کو اکھاڑ ڈالا - اور تمام شہر مین آگ لگا دی اور غزنی کو بالکل ویران اور برباد اور تباہ کر دیا - پہر علاؤ الدین غور مین چلا گیا - خسرو شاہ غزنی مین آیا - اور سلطان سنجر سے مدد لیکر پہر کچھہ آرام کے دن کاٹے جب سلطان سنجر موت کی خنجر سے زخمی ہوا - تو خسرو شاہ علاؤ الدین کے خوف سے پہر لاہور مین چلا گیا اور وہان ۵۵۵ھ ہجری مین فوت ہوا اوسکے بعد خسرو شاہ کا بیٹا خسرو نام قائمقام باپ کے لاہور مین تخت نشین ہوا - علاؤ الدین لاہور مین بھی پہنچا - اور خسرو کو قتل کر کے غزنوی بادشاہوں کا خاندان تمام ختم کر دیا اور خود غوری بادشاہوں کا قبضہ ہندوستان پر ہوا

خاندان اسماعیلیہ کا ذکر جو بلاد مغرب اور مصر مین مدت دو سو چہیاسٹھہ سال تک حکمران رہے

یہہ بادشاہ ابو القاسم محمد بن عبد اللہ کو مہدی کہتے ہین - اور اوس کی نسبت اسماعیل بن امام جعفر صادق تک پہنچاتے ہین - اس لیئے خاندان فاطمیہ اسماعیلیہ کہلاتا ہے عبید اللہ صاحب مغرب کی تیسری پشت مین المعز الدین اللہ ابو تمیم پیدا ہوا اور المطیع للہ خلیفہ عباس کیوقت اس نے ۳۵۸ھ مین شہر فارس فتح کیا اور انتہاء مغرب افریقہ تک لشکر کشی کی بہت لڑائیان لڑا اور ملک مصر کا بادشاہ

ہوا شہر قاہرہ اس نے آباد کیا یہہ پہلا بادشاہ خاندان فاطمیہ کا ہے اس نے پچیس
برس بادشاہی کی اور ۳۶۵ھ مین مرا اسکے بعد عزیز باللہ اوسکا بیٹا مصر کا حاکم ہوا اُسنے
ملک کو بڑی وسعت دی اور باپ سے زیادہ اقتدار حاصل کیا اسکی مزاج مین رحم
بہت تھا۔ اکیس برس بادشاہی کی اور بڑے خزائن زر و مال کے جمع کئے اور ۳۸۶
ہجری مین فوت ہوا۔

تیسرا بادشاہ حاکم بامر اللہ اس بادشاہ کو اگر مسلمان فرعون لکھین تو
بجا ہی نہایت بیرحم خونریز بادشاہ تہا اسنے رعایا کو حکم دیا تھا کہ جب اوسکا
نام سنین فوراً سجدہ کرین گویا یہہ دعوی خدائی کا کرتا تھا۔ اس حکم کی تعمیل جہال
رعایا نے شروع کردی اور فرقہ اسماعیلیہ کا یہہ بڑا مربی گذرا ہے۔ ایسا
ظالم کوئی بادشاہ نہین گذرا پچیس برس کی بادشاہت کرکے مفقود ہوگیا
اور مورخ کہتے ہین کہ کسی مسلمان نے اوس کو خفیہ قتل کرڈالا یہہ واقعہ
۱۷ شوال ۴۱۱ھ کا ہے۔ اسکے بعد ظاہر لاعزاز دین اللہ اس کا بیٹا تخت
نشین ہوا اسکے وقت مین بادشاہت مصر کی مع ملک شام کے
اوس کے ماتحت تھی اسی بادشاہ کے نام کا خطبہ شام اور افریقہ مین جا بجا
پڑہا جاتا تھا۔ دس برس بادشاہی کرکے ۴۲۷ھ مین فوت ہوا المستنصر بالله
اپنے باپ کے بعد خلیفہ ہوا۔ اقبال نے اسکی خوب مدد کی اور اوس نے ساٹھ برس
مصر کی بادشاہی کی اور ۴۸۷ھ مین فوت ہوا۔ المستعلی باللہ مستنصر کا بیٹا
اپنے باپ کی جگہ مصر کا حاکم ہوا اس نے باپ کی نسبت اپنا ملک زیادہ بڑہایا
سات برس دو مہینے بادشاہی کرکے ۴۹۵ھ مین راہی ملک بقا ہوا۔
امر باحکام اللہ مستعلی کا بیٹا حاکم ہوا اُس نے اپنے دشمنوں کو بڑی شکستین
دین اور ہمیشہ منظفر و منصور رہا۔ ۲۹ برس اس نے حکومت کی۔ اور
درمیان ۵۲۴ھ کے جب وہ نماز پڑہنے جاتا تھا۔ تو کسی نے اوس کو قتل کردیا
اوس کے بعد عبد المجید امر باحکام اللہ کا چچازاد
بھائی تخت نشین ہوا۔ رعیت اس سے خوش تھی ۔ اور بڑا
نیک نام رہا بیس برس کی عمر مین ۵۴۴ھ مین اوس نے

انتقال کیا الظافر باعداء اللہ بعد وفات اپنے والد کے مصر پر
قابض ہوا۔ امیر اور اعیان سلطنت اس سے ناراض ہوگئے اور پانچ برس
سلطنت کرکے بعد ۵۴۹ ہجری مین اسکو تدبیرون سے مار ڈالا بعد مقتول
ہونے ظافر کے اسکا بیٹا الفائز منصر اللہ مصر کے تخت پر بیٹھا اوس نے چھ
برس اور پنجاہ دن بڑی عیش و عشرت مین بادشاہی کی اور ۵۵۵ مین
فوت ہوا۔ العاضد لدین اللہ اسکے بعد مصر کا بادشاہ ہوا اس
بادشاہ نے سات یا پانچ برس تک بادشاہت کی اسکے مرنے کے بعد خاندان
فاطمیہ کا خاتمہ ہوگیا اور خدا تعالے نے اپنے بندون پر نظر رحمت کی فرماکر
اون کے ظلمون اور بدعتون سے نجات بخشی۔ مجالس اسماعیلیہ بیچراغ
ہوگئین اور حامی دین اسلام کا ایک اور خاندان پیدا ہوا۔ اور اس فرقے
کی بے تمیز و گمراہ لوگون کو یک قلم قتل کر ڈالا یہہ واقعہ ۵۶۴ مین ہوا
اور ملک شام کی طرف جو اس گمراہ فرقہ کے لوگ پھیل گئے تھے۔ اون سب
کو صلاح الدین یوسف بن ایوب نے ڈھونڈ ڈھونڈ کر طعمہ تیغ بیدریغ
کیا۔ سلطان صلاح الدین کا ذکر خاندان ایوبیہ مین آویگا۔

یہہ بادشاہ تین طبقون پر منقسم مین نسل سلجوق کی چونتیس واسطون سے افراسیاب تک
پہونچتی ہی اور سلجوق کا باپ وقاق نام ایک پیغو بادشاہ ترکی کے امیرون سے تھا پیغو
نے اپنی وفات کے قریب سلجوق کو لشکر کا سردار کیا تھا پھر روز بروز اوسکی عظمت اور حشمت
ترقی پاتی گئی۔ آخر پیغو اس پر کچھ ناراض ہوا پس سلجوق سو سوار اور ڈیڑھ ہزار شتر اور
ایک لاکھ پنجاہ ہزار گوسفند لیکر سمرقند مین آیا اور مع اولاد و اقربا کے وہان مسلمان ہوا

سمرقند کے والی سے مدد لے کر ترکستان پر غلبہ پایا اور نواحی بخارا میں آ تو اس کے
چار بیٹے تھے۔

میکائیل - اسرائیل - موسٰے - ارسلان

پس میکائیل ترکستان کے جنگ میں مارا گیا اور اُس کے دو بیٹے طغرل بیگ
اور محمد جعفر بیگ باقی رہے سلجوق نے اُن دونوں کو اپنا ولی عہد کیا اور سلجوق مر گیا
سنہ ۴۲۹ ہجری میں طغرل بیگ نیشاپور میں حاکم ہوا اور جعفر بیگ کو ہرات میں بھیجا ایک
سال میں اکثر بلاد نواحی کو فتح کیا اور اپنا قبضہ جما لیا جعفر بیگ بغداد میں فوت
ہوا اور طغرل بیگ بھی سنہ ۴۵۵ ہجری میں مر گیا۔ پھر سلطان الپ ارسلان۔ جعفر بیگ
کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ یہ تمام لڑائیوں میں ظفریاب ہوتا تھا۔ اس کے بڑے
جنگوں سے ایک وہ جنگ ہے جو شاہ روم مانوس نام سے ہوا۔ شاہ روم نے
تین لاکھ جنگی فوج ولایت فرنگ اور روم اور ارمن سے جمع کر کے ارسلان سے مقابلہ
کیا۔ ارسلان بنفس نفیس بارہ ہزار فوج لے کر جنگ پر آیا۔ آخر خداوند کی امداد سے
ارسلان کی فتح ہوئی۔ اور مانوس کو محبوس کر لیا۔ پھر مانوس نے اپنی دختر
بادشاہ ارسلان کے نکاح میں دی اور صلح کی۔ سنہ ۴۶۵ ہجری میں ارسلان نے
اپنے بیٹے ملک شاہ کو ولی عہد کیا اور خوارزم کی ولائیت اُس کے حوالے کر کے آپ
ماوراءالنہر میں گیا۔ وہاں کسی دشمن نے اُس کو چھری مار کر قتل کیا۔ پھر ملک شاہ
اپنے باپ کے مر جانے کے بعد مستقل ہوا۔ یہ فرخندہ سیرت اور نیک خلق تھا
سفر اور حضر میں چالیس ہزار سوار جرار اس کے ہم رکاب ہوتے تھے۔ ملک شاہ
بغداد میں پہونچکر مریض ہوا اور سنہ ۴۸۵ ہجری میں فوت ہوا۔ سلطان برکیارق ملک شاہ
کا بیٹا اپنے باپ کے مر جانے کے بعد اصفہان میں تخت نشین ہوا اس سے
بہت لڑائیاں ہوئیں۔ محمد شاہ بن ملک شاہ شہر گنجہ سے چڑھائی کر کے آیا۔ اور
اپنے بھائی برکیارق سے مقابلہ کیا آخر صلح ہوئی اور برکیارق سنہ ۴۹۸ھ میں مر گیا۔
سلطان محمد شاہ اس کے بعد مستقل بادشاہ ہوا۔ اس نے بہت ملک سخر کئے کئی
دفعہ ہندوستان میں آیا۔ اور بہت ہندوؤں کو نہنگ شمشیر کا لقمہ کیا۔ ایک پتھر کا بت
جو وزن میں دو ہزار من تھا اس کے ہاتھ آیا ہندوؤں نے عرض کی کہ اگر بادشاہ

اس بت کے برابر مروارید تول کر لیوے تو ہم کو منظور ہے۔ اس نے منظور کیا اور بت کو اصفہان میں لایا اور اسلامیہ مدرسہ کے دروازہ پر اسکا پتھر لگایا ۵۱۱ھ ہجری میں اپنے بیٹے محمود کو ولی عہد کر کے فوت ہوا۔ پھر سلطان محمود بن محمد اپنے باپ کے بعد عراق عجم میں مسند حکومت پر بیٹھا چودہ سال حکومت ۲۷ سال کی عمر میں ۵۲۵ھ ہجری میں شہر ہمدان میں فوت ہوا پھر اُس کا بھائی طغرل سلطان سنجر کے حکم سے تخت نشین ہوا۔ طغرل کو اپنے بھائی مسعود سے بڑے بڑے جنگ واقع ہوئے تین سال حکمرانی کر کے ۵۲۸ھ ہجری میں پچیس سال کی عمر میں مرا۔ پھر غیاث الدین مسعود طغرل کی وفات کی خبر پاکر بغداد سے ہمدان میں پہونچا مگر لوگ اس کے دشمن ہو گئے اور اُس کے ساتھ سخت لڑائیاں ہوئیں آخر ۵۴۷ھ ہجری میں مرگیا پھر سلطان ملک شاہ بن محمود اپنے چچا کی وفات کے بعد تخت پر بیٹھا یہ بڑا سخی اور عیش پسند بادشاہ تھا ہر وقت خوبصورت کنیزکوں میں بیٹھا رہتا تھا۔ رعایا کی کچھ خبر نہ رکھتا اس لیئے امیر الامراء خاص بیک نام نے امیر حسن جاندار کو یہ فریب سکھایا کہ وہ ضیافت کے بہانے بادشاہ کو اپنے گھر میں مشغول رکھے حسن جاندار نے بادشاہ کی ضیافت کی اور خوبصورت عورتوں کے ناچ ہونے لگے بادشاہ شراب پیکر راگ رنگ میں ایسا مست ہوا کہ کچھ سُدھ بُدھ نہ رہی امیر الامرا خاص بیک نے اُس کے بھائی ملک شاہ محمد کو تخت پر بٹھایا۔ شاہ محمد نے سلطان ملک شاہ کو ہمدان کے قلعہ میں قید کر دیا۔ کچھ مدت وہاں قید کی سختی میں کاٹی۔ پھر دربانوں کو زر کثیر کا طمع دے کر گھوڑا تیز رفتار منگا کر خوستان میں بھاگ گیا۔ کچھ مدت روپوش رہا۔ یہاں تک کہ شاہ محمد مرگیا۔ پھر خوستان سے ہمدان میں آیا۔ اور وہاں سے اصفہان میں پہونچا۔ اور ۵۵۰ھ ہجری میں فوت ہوگیا۔ پھر غیاث الدین محمد بن محمود امرا کی مرضی سے تخت پر بیٹھا اس نے خاص بیک کو ملک شاہ کا بدلہ لینے کی غرض سے مار ڈالا اور تمام اموال و املاک اُس کے اپنے قبضہ میں لایا۔ خاص بیک کے قتل ہونے سے بڑے فتنے اور فساد برپا ہوئے اور شور شوں کے دروازے کھل گئے امیروں نے آذربائیجان سے سلیمان شاہ کو بادشاہی پر اٹھایا غیاث الدین محمد سے مقابلہ ہوا۔ مگر سلیمان کو ہزیمت آئی اور فتح و نصرت غیاث الدین کے نام پر

ہوئی۔ یہ بادشاہ عاقل اور عادل اور فاضل وصاحب تدبیر تھا۔ ۵۵۴ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کے مرنے کے بعد امیروں اور وزیروں نے سلیمان شاہ کو موصل سے ہمدان میں لا کر تخت سلطنت پر بٹھایا۔ سلیمان شاہ نے اتابک یلدکز ارسلان کو اپنا ولی عہد بنایا۔ اور خود راگ رنگ اور شراب نوشی میں مشغول ہوا۔ آخر امیروں نے اس کو ناقابل دیکھ کر قلعہ ہمدان میں قید کیا اور وہ ۵۵۶ھ ہجری میں وہیں مر گیا۔ پھر امیروں نے اتفاق کر کے رکن الدین ارسلان ملک شاہ کے پوتے کو تخت پر بٹھایا۔ اس کی معدلت سے ملک نے آبادی پائی۔ حلیم اور صبور کریم والا ہمت بادشاہ تھا۔ گناہوں کو معاف کر دینا اس کا وتیرہ تھا۔ اس کی محفل میں الفاظ نامناسب اور فاحش کلمات بولنے کی کسی کو طاقت نہ تھی اس کی ابتدا سلطنت میں اعزالدین والی اصفہان اور حسام الدین حاکم رے نے بغاوت اختیار کی۔ اور محمد بن سلجوق شاہ کو اپنا بادشاہ مقرر کر کے ہمدان میں لائے ملک ارسلان نے اس کا مقابلہ کیا۔ اور ان کو سخت ہزیمت ہوئی۔ پھر اتابک زنگی کو فارس کا والی مقرر کر کے سرافراز کیا۔ اور رے کی حکومت محمد بن یلدکز کو دی پھر ۵۷۱ھ ہجری میں روضہ رضوان کو کوچ کیا۔ رکن الدین طغرل اپنے باپ ارسلان کے فوت ہونے کے بعد تخت نشین ہوا۔ اس کے تمام امور سلطنت اتابک محمد کے ہاتھ میں تھے۔ اور خود بادشاہ عیش و عشرت میں مشغول تھا ۵۸۱ھ ہجری میں اتابک محمد مر گیا۔ اور چاروں طرف سے فتنے اٹھے۔ اسی سال میں طغرل اور قزل ارسلان مستقل بادشاہ ہوا ابھی ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ قزل ارسلان مارا گیا اور طغرل حسام الدین اور سیف الدین کی مدد سے قید خانہ سے نکالا گیا۔ قید سے نکل کر بیوفا امیروں کو قتل کروا دیا۔ اور خود تخت نشین ہوا۔ پس طغرل اور تکش کے درمیان جنگ ہوئی جو رے کے علاقہ میں ۵۹۰ھ ہجری کا مشہور واقعہ ہے پس طغرل نے جوانی کے غرور میں تکش کے مقابلہ پر گھوڑا دوڑایا۔ اور بے تحاشا گرز اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گھوڑے کے پاؤں میں لگا۔ گھوڑا منہ کے بل گرا اور طغرل زمین پر گرتا ہی تھا کہ تکش نے اس کا سر کاٹ لیا۔

پہلا طبقہ سلجوقیوں کا بیان ختم ہوا۔

ذکر دوسرے طبقے سلجوقیوں کا

جنھوں نے کرمان میں بادشاہی کی

قاورد بن جعفر بیگ بن میکائیل بن سلجوق ۴۳۳ھ ہجری میں کرمان کا حاکم ہوا ... فارس کو اپنے تصرف میں لایا اور اپنے برادر زادہ سلطان ملک شاہ کے ساتھ مخالفت ہوکر قید ہوا اور ۴۶۵ھ ہجری میں اس کو زہر دی گئی - پھر سلطان شاہ ... حکمران رہا - پھر توران شاہ اس کا بھائی تیرہ سال حاکم رہا - پھر ایران شاہ بن توران شاہ نے اپنے باپ کے بعد پانچ سال بادشاہی کی اور ... ظلم کئے - اور قتل کر ڈالا گیا - پھر ارسلان شاہ کرمان شاہ کا بیٹا اس نے ۴۲ سال ریاست کی - پھر مغیث الدین محمد اس نے چودہ سال بادشاہی کی پھر محی الدین طغرل شاہ اس نے بارہ سال بادشاہی کی - اور محی الدین کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں بہرام شاہ اور ارسلان شاہ اور توران شاہ کے درمیان - بیس سال تک لڑائی رہی اور اتنے تک کرمان میں کوئی بادشاہ نہ رہا اور محمد شاہ بن بہرام اپنے چچوں کے مرجانے کے بعد ۵۸۳ھ ہجری میں کرمان پر حکمران ہوا - یہ دوسرا طبقہ سلجوقیوں کا اختتام کو پہونچا -

تیسرا طبقہ سلجوقیوں کا

جنھوں نے روم میں حکومت کی

جس وقت قتلمش بن اسرائیل الپ ارسلان کے جنگ میں گرفتار ہوا اور نظام الملک سلیمان شاہ کی کوشش سے بلاد شام میں مامور ہوا - اس نے اکثر ممالک کو فتح کیا اس وقت قتلمش بن الپ ارسلان اس کے جنگ کو نکلا اور سلیمان نے اس کے ڈر سے

اپنے آپ کو خود قتل کر کے مار ڈالا۔ پس ملک شاہ نے شام کی حکومت داؤد
بن سلیمان کو دی۔ اور اُس نے قیصر سے جنگ کر کے فتح پائی۔ اور ۴۸۰ھ ہجری میں
تخت قیصری پر جلوہ افروز ہوا۔ اور بیس سال حکومت کر کے مرگیا۔ پھر قلیج
ارسلان اُس کا بھائی چالیس سال حاکم رہا۔ اور اتابک کے جنگ میں ایک نہر
میں گر کر غرق ہوا۔ پھر اُس کے بیٹے مسعود نے انیس برس تک حکومت کی پھر
اُس کے بیٹے اعزالدین قلیج نے حکومت حاکم کی۔ اس کے دس بیٹے تھے۔
روم کی سلطنت اپنے بیٹوں پر تقسیم کر دی۔ اپنے چھوٹے بیٹے کو اپنا حصہ دیکر
ولی عہد کر کے مرگیا۔ اُس کا نام غیاث الدین کیخسرو تھا جو آپ کی جگہ بیٹھا اس سے
بڑے بھائی سلیمان نام نے بھائیوں کے اتفاق سے اپنے چھوٹے بھائی سے لڑائی
کی چھوٹے بھائی غیاث الدین کو ہزیمت آئی اور امان مانگ کر بابل میں گیا وہاں
سے فرنگیوں کے ملک میں بھاگ گیا۔ اور سلیمان نے چوبیس ۲۴ سال بادشاہی
کی اور مرگیا۔ پھر قزل ارسلان سلیمان کا بیٹا چھوٹی عمر میں تخت پر بیٹھا اس وقت
غیاث الدین کیخسرو نے فرنگستان سے یہ خبر سُنی کہ میرا بھائی مرگیا ہے فوجیں جمع
کر کے بھتیجے پر آن پڑا اور اُس کو قید کر لیا۔ چھ سال بادشاہی کی پھر ولایت لارقیہ
میں لشکر لے گیا۔ اور وہاں کافروں کے ہاتھ سے شہید ہوا پھر اعزالدین کیکاؤس
پانچ سال حکمران رہا۔ اور مرض سل سے مرا پھر علاؤالدین کیقباد اُس کا بھائی ۲۶
سال تک حکومت کر کے زہر سے شہید ہوا۔ پھر کیخسرو بن کیقباد آٹھ سال
تک حاکم رہا اور مارا گیا۔ پھر سلیمان بن کیخسرو بیس سال تک بادشاہ رہا اس کو
بھی زہر دی گئی۔ پھر کیخسرو سلیمان کا بیٹا چھوٹی عمر میں اپنے باپ کا قائم مقام
ہوا۔ اور ابقاخان اس کی مملکت کا مددگار رہا۔ اٹھارہ سال تک اس نے بادشاہی
کی اور احمد خان کے فرمان سے مارا گیا۔ پھر مسعود بن کیکاؤس ۷۰۰ھ تک والی ہوا
اور ۶۹۷ھ ہجری میں مرا۔ پھر کیقباد بن فرامرز مسعود کا بھتیجا حاکم ہوا اور اس کو
غازان بادشاہ نے گرفتار کر کے سلجوقیوں کا نام جہان سے اُٹھا دیا۔

یہاں تیسرا خاندان سلجوقیوں کا ختم ہوا۔

ذکر خاندان خوارزم شاہیان

جاننا چاہیئے کہ خوارزم شاہیوں کا جدِ اعلےٰ نوشتگین غرجہ نام تھا۔ اور وہ ملیکا تگین رومی بادشاہ کا ترکی غلام تھا۔ آخر اس کو کوتوالی کا رتبہ ملا۔ اور شہر خوارزم اس کا تعلق ہوا اپنی حیاتی اس نے وہیں گذاری۔ پھر اس کی اولاد سرداری تک پہونچی۔ قطب الدین محمد بن نوشتگین خوارزم کا حاکم ہوا اور ۴۹۱ھ میں سلطان سنجر کی طرف سے خوارزم شاہ کے خطاب سے معزز ہوا۔ بتیس سال اس نے بڑے اقبال سے حکمرانی کی۔ اور سلطان سنجر کی خدمت میں کمربستہ رہا۔ اس کا درجہ روز بروز ترقی پاتا گیا تا کہ ۵۲۱ھ ہجری میں وفات پائی۔ پھر اتسز بن قطب الدین اپنے باپ کے مرنے کے بعد سلطان سنجر کی خدمت میں رہا۔ اور روز بروز اقبال میں ترقی پاتا گیا۔ اس لئے بعضے امیروں نے اس پر حسد کیا اور اس کے مار ڈالنے کے خیال میں لگے۔ اُس نے معلوم کر کے سلطان سنجر کی خدمت میں جانا چھوڑ دیا۔ اور اپنی حکومت پر قایم ہوا۔ سلطان سنجر نے بغاوت کے خیال سے اس پر لشکر بھیجا۔ مگر اتسز نے معافی مانگی۔ اور سلطان سنجر کی خدمت میں تحفے اور ہدیئے بھیجے۔ اور تقصیر معاف کرائی۔ اور ۵۵۱ھ ہجری میں مرا۔ پھر اس کا بیٹا ایل ارسلان اپنے باپ کی جگہ حاکم ہوا اور ۵۶۸ھ ہجری میں فوت ہوا۔ پھر اسکا بیٹا سلطان شاہ اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور تکش خان اس کے بڑے بھائی نے جو شہر جند کا والی تھا۔ باپ کی وراثت سے نصف حصہ مانگا۔ اُس نے انکار کیا اور صاف جواب دیا پس تکش خان نے ملک ختا کی ملکہ سے جو قراختائی کے نام سے مشہور تھی مدد مانگی اُس نے اپنا خاوند بڑے لشکر کے ساتھ تکش خان کے ہمراہ کیا۔ پس سلطان شاہ لشکر کی امداد سے ڈرا اور نیشاپور کی طرف بھاگ گیا اور تکش خان نے خوارزم میں اپنے باپ کے تخت پر دس سال تک بادشاہی کی۔ سلطان شاہ خراسان میں تھا اور ۵۸۹ھ ہجری میں وہیں فوت ہوا۔ پھر علاءالدین تکش خان خناق کی مرض سے ۵۹۶ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اور اس کے

بعد سلطان محمد شاہ تکش خان کا بیٹا خوارزم میں تخت نشین ہوا اس کے ساتھ غیاث الدین غوری اور شہاب الدین غوری نے بڑے بڑے جنگ کئے مگر آخر فتح اس کے نام پر ہوئی۔ پھر شہاب الدین اور غیاث الدین مر گئے اور محمد شاہ نے بے تکلف ان کی ولائیتوں کو مسخر کیا۔ اور بہت ولاتیوں کو اپنے زور بازو سے مفتوح کیا۔ آخر الامر چنگیز خاں کے ساتھ اس کی لڑائی ہوئی۔ اور پھر چنگیز خان سے بھاگ کر جان کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ اور چھپتا ہوا جزیرہ زنگون میں جا پہنچا۔ مغلوں نے اس کی ولایت میں تیغ جاری کر دی۔ اس کے امیر اور وزیر قتل کر دیئے۔ پھر دار السلطنت میں جا کر قلعہ خاص کا محاصرہ کیا تمام خزانے لوٹ لیئے۔ عورتوں اور کنیزوں اور چھوٹے چھوٹے بچوں کو قتل کر دیا۔ اور اس کی اولاد سے ایک بھی نہ چھوڑا۔ کہتے ہیں کہ جب یہ خبر سلطان محمد کو پہونچی تو ہائے ہائے کر کے رویا اور سخت غم و الم سے وہیں مر گیا۔

نظم

زجانش بر آمد نفیر و خروش ... بیفتاد نزار و از و رفت ہوش

چو آمد دگر بارہ با خویشتن ... ہمے کند موؤ ہمے خست تن

چناں دست غم حلق جانش فشرد ... کزاں درد نادیدہ درماں بمرد

یہ واقعہ ۶۱۷ھ ہجری میں ہوا۔ اس کے سات بیٹے تھے۔ سب مارے گئے۔ مگر جلال الدین اور غیاث الدین اور رکن الدین جو اس کے بڑے بیٹے تھے وہ کہیں روپوش ہو کر بچ رہے۔ آخر رکن الدین کو چھ مہینے کے بعد چنگیز خان نے پکڑوا کر مار ڈالا۔ اور سلطان غیاث الدین کہیں بھاگتا پھرا۔ آخر ۶۲۷ھ ہجری میں اپنی والدہ سمیت پکڑا گیا۔ اور قتل کیا گیا۔ اور جلال الدین اس حادثہ میں دل قوی کر کے غزنی کو چلا گیا۔ وہاں سے فوج کثیر جمع کر کے مغلوں سے لڑائی شروع کی اور دس ہزار بہادر مغلوں کو قتل کیا۔ باقی مغل بھاگ کر چنگیز خاں کے پاس گئے۔ چنگیز خاں نے دو بڑے امیر تیس ہزار سوار تیغ زن دے کر بھیجے سلطان جلال الدین بڑی فوج کے ساتھ آیا اور تاتاریوں کو قتل کرتا ہوا اور جنگی بہادروں کے خون بہاتا ہوا مقابلہ کے میدان ہو پہنچا

آخر چنگیز خاں خود مقابلہ پر آیا۔ بڑے گھسان کی لڑائی ہوئی۔ مگر اُس وقت ایک یہ مصیبت پہونچی کہ سلطان جلال الدین کی فوج کا افسر کچھ فوج کو لے کر پہاڑوں میں بھاگ گیا۔ اس سبب سے جلال الدین کی فوج میں ضعف آگیا۔ وہاں سے بھاگ کر ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا چنگیز خاں نے بھی اُس کا پیچھا نہ چھوڑا۔ اور دریائے سندھ کے کنارے پر جا پکڑا۔ جب سلطان جلال الدین نے دیکھا کہ آگے سندھ کا دریا خوں خوار ہے اور پیچھے سے چنگیز خاں کی تلواروں کی بجلی چمک رہی ہے تو دل کو قوی کر کے پیچھے پھرا اور گھوڑے کو میدان میں ڈالا۔ ایک ایک حملے سے سینکڑوں کی جان لیتا تھا۔ ایک نیزہ سے کئی بہادروں کے سر پھاڑتا تھا۔ اس نے ایسی بہادری دکھلائی کہ چنگیز خاں کے سپاہیوں کے دل ٹوٹ گئے۔ اور اس کی تلوار کی چمک سے اُن کے چھکے چھوٹ گئے۔ چنگیز خاں اس کی بہادری دیکھتا تھا اور حیرت سے لب بدنداں تھا۔ اور دل میں آفریں آفریں کہتا تھا کہ یہ کیا بہادر ہے جس نے یک تن اس قدر سواروں کو بحر حیرت میں ڈال دیا۔ تمام بہادر اس کی بہادری دیکھ کر دنگ رہ گئے۔

ابیات

نزاد مادر گیتی و ہم نخواہد زاد ٭	چنیں دلیر و شجاع و جسورے پسر دیگر
ندید پیر فلک نیز نو نخواہد دید	چنیں مقاتل نامی و رزم گر دیگر
ز بعد او نشدہ ہیچ مرد مردانہ	چو وے مگر جہاں خاں از بشر دیگر
بقائے او بقائے زمانہ باقی باد ٭	کہ نیست کس چو جہانخاں شہر دیگر
جہان خاں تو ائے جہان آبادی	چو وی نیامد مردانہ در نظر دیگر
ہزار شکر خدا را کہ شد مبارز خان	بزور ہمت نامیش چوں پدر دیگر

القصہ جلال الدین نے اپنی تیغ خون بار سے مغلوں کو اس قدر مارا کہ مانند غول بیابانی کے غول غول ہو کر بھاگے جاتے تھے آخر سلطان جلال الدین نے سمجھا کہ ایک آدمی اتنی سپاہ کے ساتھ کہاں تک مقابلہ کر سکے گا۔ گھوڑے کو دوڑا کر دریائے سندھ میں ڈالدیا۔ اس کے ہمراہی بھی اُس کے پیچھے دوڑے اور دریا میں چھلانگیں لگائیں مگر اکثر غرق ہو گئے۔ سلطان اپنے اقبال کے زور سے اور امداد الٰہی سے دریا کے

کنارے پر خیریت سے چڑھ گیا۔ کپڑے اُتارے اور نچوڑ کر دھوپ میں سوکھنے کے
لئے ڈال دیئے۔ اور گھوڑے کا نمدہ اور زین اُتار کر رکھا اور خود بڑی وحشت کے ساتھ
میں بیٹھ گیا۔ دریا کے پار سے چنگیز خان اور اس کے لشکری دیکھتے تھے اور حسرت سے
ہاتھ کاٹتے تھے دو شبانہ روز اُسی جنگل میں رہا۔ اور ایک سو بیس اُس کے ہمراہی پیچھے
سے آن پہونچے پس وہ ہندوستان میں پہونچا۔ چار ہزار فوج جنگی ہندوستان سے
جمع کی مال اور اسباب غارت کرتا ہوا اپنی طاقت اور لشکر کو بڑھاتا رہا۔ جب طاقت
اچھی طرح قوی ہوگئی تو افواج کثیر کے ساتھ شیراز اور عراق میں پہونچا۔ اور اتابک سعد
زنگی نے اپنی بیٹی اس کے نکاح میں دی۔ پھر آذربائیجان میں عیش سے گذران کرتا
رہا۔ آخر اسی کا امیر مغلوں سے مل گیا۔ اور لشکر میں پھوٹ ڈال کر سلطان کو پکڑوا دینے
کے خیال میں تھا۔ کہ اس نے معلوم کرلیا اور راتوں رات وہاں سے بھاگ گیا۔ پھر اُس کا
پتہ نہیں لگا کہ کہاں گیا۔ پس مغلوں نے اُس کی تمام قوم کی بیخ کنی میں کوشش کی
یہاں تک کہ خوارزمی بادشاہوں کا خاندان تباہ ہوگیا اور اُن کی بادشاہی دنیا سے
نابود ہوگئی۔

اتابکوں کے خاندان کا بیان

جاننا چاہیئے کہ اتابک ادب آموز اور اُستاد کو کہتے ہیں اور اس سے کہ یہ بادشاہ
پہلے سلجوقی بادشاہوں کے استاد رہے ہیں اس لئے ان کا لقب اتابک ہوگیا ان کے
چار طبقے ہیں۔

پہلا طبقہ جنہوں نے موصل اور شام اور مصر میں بادشاہی کی۔ پہلا بادشاہ انہیں
سے عماد الدین زنگی بن اقسنقر تھا۔ اس نے سنہ ۵۲۰ ہجری میں سلطان محمد بن ملک شاہ
سلجوقی کی مدد سے عرب کا ملک پایا۔ بیس سال عدل اور انصاف سے حکومت کی اور
آخر اپنے غلام کے ہاتھ سے شہید ہوا اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا سیف الدین
غازی ملک کا والی ہوا اور اپنے ملک کو بڑھانے لگا کئی نئی ولایتیں اس نے فتح کیں

اور ۵۴۴ھ ہجری میں فوت ہوگیا - اس کے بعد نورالدین محمود اس کا بھائی بادشاہ ہوا یہ بادشاہ زاہد عابد پرہیزگار عادل سخی تھا - اپنے بھائی کے مرنے سے پیچھے اس نے انیس سال بادشاہی کی - پھر عالم بالا کو انتقال فرمایا - پھر ملک صالح بن نورالدین گیارہ سال کی عمر میں اپنے باپ کا قائم مقام ہوا اور سات سال بادشاہی کی اور آٹھویں سال ملک صلاح الدین یوسف مصر سے چڑھا اس کے خوف سے ملک صالح بھاگ کر حلب میں گیا اور وہاں ۵۷۷ھ ہجری میں مرگیا - پھر قطب الدین مودود اس کا بھائی بادشاہ ہوا اور ۵۶۷ھ ہجری میں فوت ہوا - پھر سیف الدین غازی اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا اور ۵۷۶ھ ہجری میں فوت ہوا - پھر اعزالدین مسعود تخت پر بیٹھا اور ۵۸۹ھ ہجری میں انتقال کیا - پھر نورالدین ارسلان شاہ اس کے بیٹے نے گیارہ سال بادشاہی کی اور ۶۰۷ھ ہجری میں وفات پائی - پھر ملک قاہر اعزالدین اس کا بیٹا تخت نشین ہوا اور ۶۱۵ھ ہجری میں مرگیا -

پہلا طبقہ اتابکوں کے خاندان کا ختم ہوا

دوسرے طبقے کا ذکر

جنہوں نے آذربائیجان میں حکومت کی

ان کا پہلا بادشاہ اتابک ایلدگز اور یہ غلام زرخریدہ سلطان مسعود کے وزیر کا تھا - وزیر کے مرجانے کے بعد سلطان مسعود کے پاس پہونچا اور اچھی خدمتوں اور عمدہ حق گذاریوں اور وفاداریوں کے سبب درجات عالیہ تک پہونچا آخر سلطان کے ذریعہ سے اس نے ایک عالی خاندان کی عورت سے نکاح کیا جو بادشاہ کے رشتہ داروں سے تھی اور آذربائیجان کی حکومت پر ممتاز ہوا کچھ سال وہاں حکومت کی اور ۵۶۸ھ ہجری میں فوت ہوا اس کے بعد اتابک محمد اس کا بیٹا قائم مقام ہوا اور چند سال حکومت کرکے فوت ہوا پھر قزل ارسلان بن ایلدگز حاکم ہوا اور چند ایام حکومت کی ناگاہ فدائیوں کے ہاتھ سے مارا گیا - پھر اتابک ابوبکر بن اتابک محمد حاکم ہوا اور بیس سال تک بادشاہی

کی اور اس جہان سے کوچ کیا پھر اتابک اوزنگ اس کا بھائی بادشاہ ہوا اس نے پانچ سال بادشاہی کی اور جلال الدین سے بھاگ کر روپوش ہوگیا جلال الدین نے اس کی سنکوجہ کو اپنے قبضہ میں کرلیا اس غم اور قلق سے ۶۲۲ھ ہجری میں ہلاک ہوا۔ دوسرا طبقہ یہاں ختم ہوا

تیسرا طبقہ اتابکوں کا بیان کیا جاتا ہے

جنہوں نے فارس میں بادشاہی کی

ان بادشاہوں کو خاندان اسلغریہ کہتے ہیں اہل تواریخ نے ایسا لکھا ہے کہ اسلغر نام ایک مرد کا تھا جو اپنی بہت اولاد کے سمیت سلجوقی خاندان کے بادشاہوں کی خدمت میں آیا اور ان کی ملازمت میں رہا۔ پس رفتہ رفتہ اپنی حسن خدمت کے سبب خادم سے مخدوم بنا اور فارس کی امارت پر معزز ہوا۔ پھر اس کی اولاد کے لوگ ترقی کے معراج پر چڑھتے چڑھتے سلطنت کے درجے کو پہونچے۔ پہلا بادشاہ اتابک مظفر الدین سنقر بن مودود سلغری تھا۔ اس نے تیرہ سال شیراز میں بسر کئے سخاوت اور شجاعت میں موصوف تھا۔ اچھی اچھی عالیشان مسجدیں بنائیں۔ اور مدرسے علوم مختلفہ کے قایم کئے اور اس جہان فانی سے کوچ کیا۔ اس کے بعد اتابک مظفر الدین اس کا بیٹا چودہ سال تک امیر رہا۔ پھر بہشت کو سدھارا۔ اس کے بعد اتابک مظفر الدین تکلہ بن زنگی تخت نشین ہوا بیس سال حکمرانی کی اور ۵۹۱ھ ہجری میں فوت ہوا۔ پھر اتابک مظفر الدین سعد بن زنگی اس کا بھائی بادشاہ ہوا۔ یہ بادشاہ سخاوت اور شجاعت میں حاتم زمان اور رستم دوران تھا۔ اس نے ۶۲۳ھ ہجری میں وفات پائی اس کے بعد ابوبکر بن سعد زنگی بادشاہ ہوا۔ اس کو مظفر الدنیا والدین ابوبکر بن سعد زنگی کر کے کہتے ہیں۔ چنگیز خان کے بیٹے سے اس کی دوستی تھی۔ اور ۶۵۵ھ ہجری میں اپنے بیٹے اتابک سعد کو ہلاکو خان کے ساتھ فتح بغداد کی مبارکباد دینے بھیجا پس اتابک سعد بغداد سے واپس آتا ہوا

رستے میں بیمار ہوا اور راہ میں ہی اپنے باپ کی وفات کی خبر سنی اس کی مرض اور بھی زیادہ بڑھ گئی۔ چنانچہ باپ سے پیچھے بارہویں دن فوت ہو گیا یہی بادشاہ حضرت شیخ سعدی شیرازی کا ہمعصر اور ممدوح ہے اس نے سنہ ۶۹ ہجری میں انتقال کیا۔ شیخ سعدی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کی وفات پر بڑے بڑے دردناک قصیدے لکھے ہیں ان میں سے ایک وہ ترکیب بند ہے جو ان کے دیوان میں موجود ہے پھر اتابک محمد بن سعد چھوٹی عمر میں تخت نشین ہوا اور اس کی والدہ امور مملکت کا انتظام کرتی تھی یہ سنہ ۶۶ ہجری میں فوت ہوا۔ پھر اس کے بعد محمد شاہ بن سلغر شاہ حاکم ہوا مگر یہ بڑا ظالم اور بادہ نوش تھا۔ امیروں نے اس کو گرفتار کر کے ہلاکو خان کے پاس بھیج دیا۔ اس کے بعد اتابک سلجوق شاہ بن سلغر شاہ حاکم ہوا۔ یہ بھی ظالم اور بدکار اور زانی تھا۔ بلا جرم خون کر دیتا اور دائم الخمر رہتا۔ ہلاکو خان نے جب اس کے ظلم سنے تو اپنا ایک غلام بھیجا اور عین حالت مستی میں اس کا سر کاٹ کر لیا۔ اس کے بعد ایک عورت تخت نشین ہوئی جس کا نام ابش خاتون تھا یہ اتابک سعد کی بیٹی تھی جب اتابکوں کے خاندان سے کوئی مرد لایق حکومت کے نہ رہا۔ تو امور سلطنت کا انتظام ابش خاتون کے ہاتھ میں ہو گیا۔ ایک سال اس نے حکومت کی۔ اس کے بعد تیمور خان بن ہلاکو خان نے اس کو اپنے نکاح میں لیا اور خطہ فارس کی حکومت ہلاکو سے متعلق ہوئی۔

تیسرا طبقہ اتابکوں کا جہان ختم ہوا۔

خاندان اتابکوں کا چوتھا طبقہ بیان کیا جاتا ہے

جنہوں نے لرستان میں حکومت کی

یہ دو ولائتیں ہیں۔ لر بزرگ اور لر کوچک۔ پہلے حاکم دو بھائی تھے ایک کا نام بدر اور دوسرے کا نام ابو منصور تھا۔ جو موضع لر میں حکومت

رکھتے تھے ان کے بعد محمد نام تبرو کا نبیرہ اور اُس کے بعد علی بن محمد حاکم ہوئے۔
ان کے بعد ابو طاہر بن محمد اتابک سنغر بن مودود کی خدمت میں مشرف ہوا اور سپاہ
بے شمار لے کر لرستان میں آیا اور اپنا لقب اتابک مشہور کیا آخر اتابک سنغر سے
باغی ہوا۔ اور چند سال حکومت کر کے مرگیا۔ اور اتابکی کا لقب اُس کی اولاد
کے واسطے ورثہ ہوگیا۔ اُس کے بعد اتابک نصیرالدین ابو طاہر کا بیٹا حاکم ہوا
اُس کی وفات کے بعد اتابک تکلہ بن اتابک نصیرالدین حاکم ہوا اور جس سال
میں ہلاکو خان نے بغداد کو فتح کیا۔ اُس سال یہ ہلاکو خان سے لڑا اور اُس کے
ہاتھ سے مارا گیا۔ اُس کے بعد اتابک شمس الدین نصیرالدین کا پوتا مسند پر بیٹھا
اور پندرہ سال بادشاہی کر کے مرگیا۔ اس کے بعد یوسف شاہ بن شمس الدین
جو بڑا بہادر مرد تھا۔ حاکم ہوا۔ تھوڑی مدت حکومت کر کے اس جہان سے
گذرا۔ اس کے بعد اتابک افراسیاب بن یوسف تخت کا والی ہوا۔ یہ بادشاہ
فاسق فاجر ظالم بخیل اور بدعتی تھا مغلوں کے لشکر نے اس کو ہلاک کیا اور اپنا
بُرا نام دُنیا میں چھوڑ گیا۔ اس کے مارے جانے کے بعد غازان خان نے
وہاں کی ریاست اتابک نصیرالدین احمد کو دی اُس نے کچھ مُدت حکومت کی اور
مرگیا۔ اُس کے بعد اتابک رکن الدین بن یوسف شاہ حاکم ہوا اس کے مرنے
مرنے پر اتابکوں کا خاندان ختم ہوا۔

غوریوں کے خاندان کا بیان

جب فریدون نے ضحاک پر قبضہ پایا تو بعضے اولاد ضحاک کی سے علاقہ
غور میں جو بلخ اور کابل کے درمیان ہے روپوش ہوگئے اور وہاں ایک قلعہ بنا کر
سکونت اختیار کی۔ آخر فریدون سے صلح کر کے ملک غور پر متصرف ہوئے اور
نسل بہ نسل وہاں کی حکومت پر قائم ہوتے چلے آئے یہاں تک کہ سوری نام ایک
مرد ان سے مسلمان ہوا اور اُس کے ہاتھ سے حکومت جاتی رہی اور کسی طرح سے

دریا میں غرق ہوکر مرا۔ پھر حسین نام اُس کا بیٹا زمانہ کے حوادث میں چکر کھاتا ہوا ملکوں ملک پھرتا رہا۔ آخر غور میں آیا۔ اور قوم نے اُس کو قبول کیا۔ چند روز امیر رہ کر مر گیا۔ پھر اُس کا بیٹا علاؤالدین حاکم ہوا اور سنہ ۵۵۱ ہجری میں مرا۔

پھر سیف الدین اُس کا بیٹا جو بڑا نیک نام حاکم تھا تخت پر بیٹھا اور جنگ غزنی میں مارا گیا۔ پھر غیاث الدین بن سام حاکم ہوا اور سنہ ۵۹۹ ہجری میں مرا پھر اسکا بھائی شہاب الدین حاکم ہوا یہ بادشاہ بڑا زبردست اور با اقبال تھا اُس نے بہت ملک فتح کئے۔ ملتان تک پہونچا اور اُس پر قبضہ کیا۔ اور ہندوستان کے راجہ راے پتھورہ کو اسی بادشاہ نے قتل کیا۔ پھر کوہ جودی کے علاقہ میں پہونچ کر تصرف کیا اور وہاں سے واپسی کے وقت راہ میں سنہ ۶۰۲ ہجری میں وفات پائی اسکے بعد سلطان محمود بن غیاث الدین بادشاہ ہوا۔ اس نے غزنی اور ہندستان اور غور اور خراسان میں سکہ اور خطبہ اپنے نام پر جاری کیا اور سنہ ۶۰۷ ہجری میں ایک لڑائی میں مارا گیا۔ اس کے بعد بہاءالدین بن محمود تخت نشین ہوا اور وہ علاءالدین کے خوف سے بھاگ کر اپنے بھائی کے پاس ہرات میں جا رہا تھا کہ خوارزم شاہ نے اُس کو پانی میں غرق کر دیا۔ اس کے بعد اتسز بن علاءالدین جہان سوز تخت نشین ہوا۔ اور یہ خوارزم شاہ کی طرف سے والی کیا گیا تھا آخر تاج الدین کے جنگ میں مارا گیا۔ پھر اُس کے خاندان سے کوئی لایق تخت کے نہ رہا اور ان کا طبقہ ختم ہوا۔

اب غلاموں کا خاندان شروع ہوتا ہے

جو درجہ سلطنت کو پہونچے

سلطان شہاب الدین بن سام یہ پہلا بادشاہ ہوا اس کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ تاج الدین یلدوز اس کو سلطان شہاب الدین نے چھوٹی عمر میں خریدا تھا اور سلطان کے بعد یہی تخت کا وارث ہوا۔ اور یہ شمس الدین التمش بادشاہ دہلی کے

جنگ میں مارا گیا۔

قطب الدین ایبک اس کو بھی سلطان نے خرید کر غزنی کا حاکم کیا تھا۔ اس نے سلطان کی حیاتی میں کافروں سے جنگ کیئے اور لقب سلطانی کا پایا ایک دن گھوڑے دوڑ میں گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ اس کے بعد آرام شاہ بن قطب الدین ایبک تخت نشین ہوا۔ مگر یہ تخت نالائق تھا۔ امیروں نے شمس الدین التمس کو جو غلام اور منظور نظر قطب الدین ایبک کا تھا تخت پر بٹھایا یہ بادشاہ عادل رعیت پرور نیک مزاج تھا۔ اس نے ۶۳۳ھ میں رحلت کی اس کے بعد فیروز شاہ بن شمس الدین بادشاہ ہوا اس کو رضیہ بیگم بنت شمس الدین نے قید کر لیا اور خود تخت پر بیٹھی یہ قید میں ہی مر گیا۔ رضیہ بیگم کریم الطبع اور عادلہ تھی اپنے میر لشکر جمال الدین حبشی کے ہاتھ سے شہید ہوئی۔ پھر معز الدین بہرام شاہ بن شمس الدین تخت پر بیٹھا۔ بڑا مدبر بادشاہ تھا۔ اپنے وزیر کی گمراہی سے ترکوں کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پھر علاء الدین مسعود بن فیروز شاہ تخت نشین ہوا یہ عیش پسند بادشاہ تھا۔ اس لیئے سلطنت کے امور میں خلل واقعہ ہوا اور اس کے امیروں نے اس کے چچا ناصر الدین کو بہرائچ سے منگا کر تخت پر بٹھایا اور اس نے علاء الدین کو قید کر دیا۔ چنانچہ اسی قید میں مر گیا۔

ناصر الدین محمود بن شمس الدین اس کے بعد تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا نیک سیرت اور پسندیدہ روزگار تھا۔ اپنی عورت کے سوا کوئی کنیزک نہ رکھتا تھا ایک دن اس کی عورت نے کہا کہ مجھے گھر کے کثرت کاموں سے نہایت تکلیف ہے کوئی کنیز خریدنی چاہیے۔ اس نے جواب دیا کہ بیت المال کا روپیہ لونڈیاں اور غلام خریدنے کے لیئے نہیں بلکہ وہ مساکین اور غربا کا حق ہے۔

بیت

جہان خوابیست پیش چشم بیدار
بخوابے دل نہ بندد مرد ہشیار

اکثر کافروں سے غزا کرتا تھا اور فتح اس کے نام پر ہوتی تھی ۶۶۴ھ ہجری میں

خداوند کی رحمت سے ملا۔ اس کے بعد غیاث الدین بلبن تخت نشین ہوا۔ یہ
پہلے ایک سردار کا بیٹا تھا۔ جب اس کا باپ مرگیا تو اس کو ایک نے پکڑکر ولایت
غولان میں ایک تاجر کے پاس فروخت کیا۔ اُس تاجر نے خواجہ جمال الدین کے
ہاتھ اوس کو بیچ ڈالا۔ خواجہ جمال الدین اُس کو دہلی میں لایا اور شمس الدین بادشاہ
کے غلاموں میں منسوب کیا لیاقت کے آثار اس کی پیشانی پر ہویدا تھے۔ شمس الدین نے
اس کو تعلیم دی اور اپنی لڑکی اُس کے نکاح میں دیدی اور اپنا ولی عہد بنایا اُس کے انتقال
کے بعد یہی تخت کا وارث ہوا اور ۶۸۵ھ ہجری میں وفات پائی۔ اُس کے بعد معز الدین
کیقباد بادشاہ ہوا۔ اُس کے بعد جلال الدین خلجی بن فاتح خان تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ
حلیم اور فہیم اور پرہیزگار تھا۔ اپنے بھتیجے علاء الدین کے ہاتھ سے شہید ہوا۔ اُس نے اپنی
حیاتی میں چوہتر جنگ کئے سب میں فتحیاب ہوا اسباب شاہی بوجہ مناسب مرتب رکھتا
تھا۔ اُس کو سکندر ثانی کہتے تھے ۷۱۶ھ ہجری میں جہان فانی کو چھوڑا۔ اُس کے بعد
شہاب الدین بن علاء الدین چھوٹی عمر میں امیروں نے بادشاہ کیا۔ پھر اسی عمر میں
معزول کرکے قلعہ گوالیار میں رکھتے تھے۔ پھر قطب الدین مبارک شاہ بن علاء الدین بادشاہ
ہوا اور اپنے معشوق خسرو خان نام کے ہاتھ سے ۷۲۱ھ ہجری میں قتل ہوا پھر غیاث الدین
تغلق شاہ بن ملک تغلق بادشاہ ہوا۔ لکھنؤ کو اس نے فتح کیا۔ اور خواجہ نظام الدین اولیا
کی بددعا سے دہلی میں ایک عمارت کے گرنے سے مرا۔ پھر سلطان محمد بن غیاث الدین
تغلق شاہ تخت نشین ہوا یہ بادشاہ عالم فاضل سخی بہادر تھا ۷۵۲ھ ہجری میں فوت ہوا
پھر سلطان فیروز شاہ بن رجب سالار بادشاہ ہوا۔ اُس نے لکھنؤ فتح کیا اور ۷۹۰ھ ہجری میں
رحلت کی۔ پھر غیاث الدین بن فتح خاں بن فیروز شاہ تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا ظالم
تھا اپنے ہاتھ سے ۷۹۱ھ ہجری میں قتل ہوا۔ پھر سلطان ابوبکر بن ظفر بن فیروز شاہ بادشاہ
ہوا امیروں کی بغاوت سے چھ ماہ بادشاہی کرکے بھاگ گیا۔ پھر سلطان محمد بن فیروز شاہ
تخت نشین ہوا پانچ سال اور چھ ماہ حکومت کرکے بیمار ہوا اور ۷۹۶ھ ہجری میں مرگیا۔
پھر علاء الدین سکندر شاہ بن محمد شاہ تخت نشین ہوا اور ایک ماہ اور سولہ روز بادشاہی
کرکے بیماری سے مرا پھر سلطان محمود شاہ بن محمد شاہ تخت پر بیٹھا اور ۸۱۵ھ ہجری میں
بیمار ہوکر مرا پھر خضر خان بن ملک سلیمان بادشاہ ہوا ۸۲۰ھ ہجری میں شہر دہلی میں فوت ہوا

پھر مبارک شاہ بن خضر خان تخت نشین ہوا اور نمک حرام وزیروں کے ہاتھ سے شہید
ہوا۔ پھر محمد شاہ بن مبارک شاہ تخت پر بیٹھا اور اس نے اپنے باپ کے قاتلوں کو قتل
اور ۸۴۷ھ ہجری میں فوت ہوا۔ پھر علاء الدین بن محمد شاہ تخت پر بیٹھا اور ۸۵۵ھ ہجری
میں فوت ہوا۔ پھر سلطان بہلول شاہ لودی کا بھتیجا بادشاہ ہوا اس کے بادشاہ ہونے کا
قصہ یوں مشہور ہے کہ یہ سوداگری کے واسطے شہر [illegible] میں گیا ایک فقیر نے آواز
دی کہ کوئی شخص دہلی کی بادشاہی ہزار ٹنکہ سے خریدتا ہے تو میں فروخت کرتا ہوں۔
بہلول نے جو ہزار ٹنکہ سوداگری کے لئے لے گیا تھا۔ فقیر کو دے کر واپس آیا۔ آتے
ہی دہلی کا داروغہ ہوا۔ پھر ایک علاقہ کی تحصیل داری اس کو ملی۔ بعدہ دہلی کے داروغہ
نے اس کو اپنی بیٹی نکاح کر دی اور سلطان محمد بادشاہ کی خدمت میں مقرب ہو گیا بادشاہ
نے اس کو حق خدمت کے عوض میں پنجاب کا امیر الامراء بنایا آخر بادشاہ کے بعد یہ
دہلی کے تخت پر تخت نشین ہوا۔ سلطان محمد اس وقت ملتان میں تھا اطراف کے
سرداروں نے اس کی ساتھ لڑائیاں کیں مگر اس کو فتح پر فتح حاصل ہوتی گئی آخر مستقل
بادشاہ ہوا رعایا سے اچھا برتاؤ اور بزرگانہ سلوک رکھتا تھا۔ ۸۹۴ھ ہجری میں فوت
ہوا۔ اس کے بعد سلطان سکندر اس کا بیٹا تخت نشین ہوا اس نے کفار سے لڑائیاں کیں
اور نئی نئی ولائتیں فتح کر کے بڑا نام پایا ۹۲۳ھ ہجری میں فوت ہوا پھر سلطان ابراہیم
اس کا بیٹا تخت نشین ہوا یہ بڑا زبردست بادشاہ گذرا ہے بابر جیسے مقاتل بادشاہ
سے مقابلہ کر کے فتحیاب ہوا۔ مگر افسوس کہ اسے کو آخری جنگ میں ایک ایسا تیر کاری
لگا کہ جانبر نہ ہو سکا ۹۳۲ھ ہجری میں وفات پائی اور اس پر غلاموں کی سلطنت کے
خاندان کا خاتمہ ہوا۔

ذکر سلطنت ملوک مصر

ملک شادی جو بقول بعض مورخوں کے اس کی نسبت عدنان سے ملتی ہے
جو جد اعلیٰ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گذرے ہیں سلطان مسعود سلجوقی

کے زمانہ میں کوتوال تھا اُس کی وفات کے بعد نجم الدین ایوب اپنے باپ کا قائم مقام ہوا۔ پس عماد الدین بادشاہ نے نجم الدین کو بعلبک کا حاکم کیا۔ جب عماد الدین فوت ہوا تو اُس کا بیٹا نور الدین تخت پر بیٹھا اُس نے نجم الدین کو اپنا وزیر بنایا۔ نجم الدین ایوب کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا صلاح الدین یوسف باپ کا قائم مقام ہوا۔ نور الدین کی وفات کے بعد صلاح الدین یوسف جو اُس کا وزیر تھا تمام خزائن اور دفائن خلفاء اسماعیلیہ کے اپنے تصرف میں لایا۔ اور امور سلطنت کے انتظام میں نور الدین کے قائم مقام ہوا۔ حکومت اُس پر مستقل ہوئی اور دن بدن ترقی میں بڑھتا گیا۔

مترجم

مصنف مدظلہ نے ملک صلاح الدین کا کچھ مفصل حال نہیں لکھا اور اُس کو بھی معمولی بادشاہوں کی طرح سمجھا۔ حاشا وکلا یہ معمولی بادشاہ نہیں بلکہ یہ وہ شخص ہے جس کو حضرت عمر ابن الخطاب ثانی کا لقب ملا ہے اس کے کامیاب کارناموں سے تواریخ کے دفتر بھرے پڑے ہیں اسلامی دنیاء میں اس کو ایسا معزز او رمکرم اور مقدس بادشاہ خیال کیا جاتا ہے۔

ع

ہزار بار بشویم دہن زمشک وگلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی ست

صرف مسلمان لوگ ہی اس کے مدح خوان اور ممنون احسان نہیں بلکہ کافر لوگ بھی اَب تک اس کی مدح سرائی میں رطب اللسان ہیں۔

بیت

کفار لوگ کہتے ہیں اس شاہ کے شان میں
اَب تک ہے اُس کی تیغ کا جھنکار کان میں

ہم ایک انگریز مؤرخ کی کتاب سے اُس کا حال نقل کرتے ہیں کیوں کہ غیر مذہب والے کی گواہی زیادہ معتبر ہوتی ہے۔

صلاح الدین یوسف بن ایوب نے ملک مصر پر اپنا قبضہ کر کے پہلے تو اُس ملک کو

دشمنوں اور باغیوں سے صاف کیا - پھر شام پر چڑھائی کی چنانچہ ملک شام و بیت المقدس
اور سب شہر اس نواح کے فتح کئے مسلمانوں پر بہت بڑا احسان کیا اور ان سے بہت
بھلائی اور سلوک سے پیش آیا یہ بادشاہ نیک خلق جمیل المناقب صاحب علم تھا -
اس کا یہ ارادہ تھا کہ عیسائی لوگ ان شہروں میں نہ بسنے پاویں اور ان کی بیخ و بنیاد
ملک شام سے اکھڑ جاوے - اس کے وقت میں عمارات نفیسہ بکثرت تعمیر ہوئیں -
مورخین کا قول ہے کہ بعد صحابہ کے ملک مصر کا کوئی بادشاہ ایسا نیک سیرت اور نیک
مزاج جیسا کہ صلاح الدین تھا نہیں گذرا - اس بادشاہ کی مجلس میں ہزل اور مسخری
کی بات کبھی نہیں ہوئی - ہر وقت اہل علم اور فضل اس کی محفل میں رہتے تھے
بہاء الدین قراقوش پر امور سلطنت میں اس کو بہت اعتماد تھا اور واقعہ میں اس کے انتظام
امور مملکت اور سلطنت میں جیسا بندوبست شائستہ ہونا چاہئے تھا وہ بہاء الدین
نے کیا ۲۳ برس اس نے بڑی دھوم دھام سے سلطنت کی - ۲۷ تاریخ ماہ صفر ۵۸۹ھ
ہجری میں انتقال کیا ۱۲ سنین الاسلام حصہ دوم صفحہ ۱۴۳ -

اس بادشاہ کی سوانح عمری جناب مکرم مولانا مولوی سراج الدین احمد صاحب
اڈیٹر و مالک اخبار چودھویں صدی نے نہایت عجیب طرز پر جو اس لائق اور
زبردست بادشاہ کے حالات زندگی کی جامع ہے تصنیف فرمائی ہے اگر اس کے
حالات دیکھنے منظور ہوں تو ناظرین اس سے دیکھ سکتے ہیں -

اس کے بعد ملک عزیز ابو الفتح عثمان سلطان صلاح الدین کا بیٹا تخت نشین ہوا یہ
چھ مہینے بادشاہ رہا اور ۵۹۵ھ ہجری میں فوت ہوا -

پھر ملک عادل سیف الدین ابوبکر سلطان مرحوم کا بھائی ۵۹۶ھ ہجری میں مصر کا
بادشاہ ہوا اس نے ملک اپنا بہت بڑھایا اور امور سلطنت میں عمدہ تجویزیں کیں اس کی
بادشاہی میں ملک مصر کے اندر ایسا قحط پڑا کہ ایک روٹی ہزار دینار کو بکتی تھی ہزارہا
لوگ مر گئے اس بادشاہ نے دس برس نو مہینے سلطنت کی اور ۶۱۵ھ ہجری میں فوت
ہوا - اس کے بعد ملک کامل محمد بن ملک عادل اپنے باپ کی وفات کے بعد بادشاہ ہوا
اس نے یمن اور حجاز اور شام اپنا مسخر کیا تدابیر سلطنت میں بڑا لائق تھا - امام شافعی کا
مقبرہ اس نے تعمیر کیا اور پختہ قبہ اس پر بنایا ۶۳۵ھ ہجری میں اس نے وفات پائی -

اس کے بعد ملک عادل بن ملک کامل بادشاہ ہوا اُس کو وزیروں نے پسند نہ کیا۔ اور
تخت سے اتار کر اُس کے بھائی ملک صالح کو بادشاہ بنایا۔ ملک صالح جو ملک عادل
کا بھائی تھا اس کے بعد بادشاہ ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا عالی ہمت اور لطیف مزاج گذرا
ہے۔ اس نے نو برس اور نو ماہ سلطنت کر کے فرنگیوں کے جنگ میں شہادت پائی۔
اس کی وفات سنہ ۶۴۷ ہجری میں ہوئی اُس کے بعد ملک معظم بن ملک صالح تخت
نشین ہوا یہ بادشاہ صرف دو مہینے تخت پر مسلط رہا پھر سنہ ۶۴۸ ہجری میں مقتول ہوا
پھر ایک ملک صالح کی کنیزک جس کو ملکہ شجرۃ الدر کہتے ہیں تخت نشین ہوئی یہ نہایت
خوش سیرت عورت تھی اس نے ملک مصر کا انتظام لائق تعریف کیا خطبہ میں
خلیفۃ العصر کے بعد اس کا نام پڑھا جاتا تھا۔ اس نے تین مہینے سلطنت کر کے ۶۴۸
ہجری میں وفات پائی۔ اس کے بعد ملک اشرف موسیٰ بن یوسف بادشاہ ہوا مگر
صرف برائے نام بادشاہت کے اور کچھ اس کو نصیب نہ ہوا۔ یہ آخر بادشاہ
ان شاہان ایوبیہ کا تھا جب امرا نے دیکھا کہ وہ بالکل لیاقت بادشاہت کی نہیں
رکھتا تو اس کو سنہ ۶۵۲ ہجری میں پانچ برس کی سلطنت کے بعد تخت سے اتار دیا اور
خاندان شاہان ایوبیہ کا اس پر خاتمہ ہو گیا۔

ذکر ملوک دیار مشرق و ترکستان

جو یافث کی اولاد سے ہیں

جاننا چاہیئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جب جودی پہاڑ پر ٹھہری تو یافث
بن نوح ترکستان میں گیا۔ اور وہاں اس نے سکونت اختیار کی۔ اُس کے گیارہ بیٹے پیدا
ہوئے ایک کا نام ترک تھا۔ ترک کے چار بیٹے ہوئے تونک - چگل - برسجان
ایلاق - ایک دن تونک شکار کھیلتا تھا۔ اور لقمہ اس کے ہاتھ سے گر کر نمک پر جا پڑا
اس نے جو اٹھا کر کھایا تو اس کو خوش مزہ معلوم ہوا اسی روز سے طعام میں نمک

ملانے کی رسم پہلے پہل جاری کی اس سے پہلے کسی کو معلوم نہ تھا کہ نمک بھی کوئی کام کی چیز ہے اصلی ترک اسی کی اولاد سے ہیں۔

دوسرا بیٹا یافث کا خزر نام تھا۔ اس نے شہر خزران بنا کیا۔ باغبانی کے فن میں بڑا لائق تھا ہر ایک قسم کے تخم ڈھونڈھ کر اس نے مزروع کرائے۔

تیسرے کا نام روس تھا جزیروں میں جا کر بسا۔ اور اس کی اولاد پیدا ہوئی۔

چوتھے کا نام منسک تھا بڑا مکار اور فریبی تھا اس کے دو بیٹے تھے۔ یاجوج اور ماجوج ان کی اولاد بڑی خونخوار و خبیث النفس پیدا ہوئی۔

پانچویں کا نام غز تھا وہ بلغار کے علاقہ میں سکونت رکھتا تھا قوم غز جو بازین اقوام ترک سے ہیں اسی کی نسل سے ہیں۔

چھٹے کا نام چین تھا جو بڑا عاقل منتظم اور بڑا ہی مدبر آدمی تھا۔ اس نے ایک شہر بنا کیا جس کا نام چین مشہور ہے۔ نقاشی اور صورت گری اور منقش کپڑے بننا اور ریشم نکالنا یہ سب صنعتیں اس نے ایجاد کیں اکثر اہل صنعت اور اہل حرفت جو آجکل چین میں موجود ہیں سب اسی کی یادگار ہیں۔ اس کا ایک بیٹا ماچین نام تھا۔ اس نے چین کے پاس اپنے نام کا شہر بنا کیا۔

یافث کے ساتویں بیٹے کا نام صقلاب تھا اس کی بہت اولاد ہوئی صقلابی لوگ اسی کی اولاد سے ہیں۔

آٹھواں بیٹا یافث کا کماری نام تھا بڑا بہادر اور شکار دوست تھا اسکے دو بیٹے ہوئے بلغار اور برطاس اور انھوں نے اپنے نام شہر آباد کیے۔

نویں بیٹے کا نام خلج تھا۔

دسویں کا نام سرسان۔

گیارہویں کا نام تارج ان تینوں نے اپنے نام پر شہر آباد کیے یافث کی وفات کے بعد اس کا بیٹا تورق اپنی قوم میں سرآورده اور رئیس گنا جاتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس کے رشتہ داروں سے ایک آدمی دریا میں غرق ہوا۔ اس کی لاش کو لیکر اس نے آگ میں جلایا اس لئے کہ آگ ضد پانی کی ہے اسی سے یہ رسم قبیح ہنود کے درمیان

جاری ہوئی اُس کے بعد الختہ خان تودق کا بیٹا سردار ہوا اُس نے خوب عدل
کئے اور رعیت کو بہت آرام دیا - اُس کے بعد باقوی خان اُس کا بیٹا حاکم ہوا اور
اس نے بھی باپ کی طرح حکومت کی اور مرا - اُس کے بعد لہوک خان اُس کا بیٹا
حاکم ہوا - اُس نے بھی اچھی حکومت کی اور مرگیا - اس کے بعد الختہ خان پیدا ہوا
اس کے دو بیٹے تھے - تاتار خان اور مغول خان انہوں نے ملک کو دو حصّوں
پر تقسیم کیا - تاتار کے بعد اوس کا بیٹا بوقا خان حاکم ہوا - اور اُس کے بعد تلجیہ خان
حاکم ہوا - اور اُس کے بعد ایلی خان اُس کا بیٹا حاکم ہوا اُس کے بعد التنز خان
اُس کا بیٹا حاکم ہوا - اُس کے بعد اردو خان اُس کا بیٹا حاکم ہوا - اُس کے بعد
سنوج خان اُس کا بیٹا حاکم ہوا اُس کے بعد نوران بن فریدوں تاتاریوں کے
ملک میں آیا اور ان کی بادشاہی کو زوال ہوا -

پھر مغول خان کا بیٹا قرہ خان حاکم ہوا اُس کے عہد میں بت پرستی اور شرک
و کفر نے رواج پکڑا اس کی رانی سے ایک بیٹا پیدا ہوا جس نے تین دن ماں کا
دودھ نہ پیا اور رانی ہر روز خواب میں دیکھتی تھی کہ اگر خدائے واحد لاشریک کو
نہ مانے اور بتوں کی پرستش سے بیزار نہ ہو تو یہ مقدس بیٹا تیرا دودھ ہرگز نہ پئیگا
پس وہ رانی مخفی طور پر مسلمان ہوئی اُس لڑکے کا نام اغوز خان رکھا گیا جب اُس کا
باپ فوت ہوا تو اس نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی طرح بت شکنی کا شیوہ اختیار
کیا - اور خدائے وحدہٗ لاشریک پر ایمان لایا اور لوگوں کو اس راہ راست کی ہدایت کی اور
اپنے باپ قرہ خان کا تخت سنبھالا اس کے چھ بیٹے تھے پس ملک کو چھ حصّے کر کے
بیٹوں پر تقسیم کر دیا -

پہلا کون خان یہ بڑا بیٹا اغوز خان کا ہے اور باپ کے تخت نشین ہوا -

دوسرا آئی خان یہ اپنے بھائی کے بعد حاکم ہوا -

تیسرا ایلدوز خان اسنے بھی حکومت کی اور فوت ہوا -

چوتھا منگلی خان بن یلدوز خان حاکم ہوا اُس کی وفات کے بعد تنگز خان
بن آئی خان ایک سو دس سال عدل اور انصاف سے حکومت کر کے فوت ہوا
پھر ایل خان بن تنگز خان حاکم ہوا اور یہ نوران پسر فریدوں اور سونج بن تاتار کے

جنگ میں مارا گیا مگر قیات ایل خان کا بیٹا اور نگو۔ اُس کے ماموں کا بیٹا یہ راتوں رات
اندھیرے میں چھپ کر ایک پہاڑ پر چلے گئے اور وہیں غاروں میں زندگی بسر کرتے
رہے کچھ مدت کے بعد رعیت کے لوگ ان کی تلاش میں پہونچے اور ان کو تخت
نشین کیا۔ پھر مغول خان اُن پر چڑھائی کر کے آیا اور ملک ان سے چھین لیا اُس کے
بعد زنجیر خان جو یلدوز خان کی اولاد سے تھا کچھ مدت حاکم رہا۔ اور نیک نامی سے
حکومت کر کے فوت ہوا۔ اُس کے بعد بوقا خان زنجیر خان کا بیٹا حاکم ہوا اس کی
وفات کے بعد تومنن خان بوقا خاں کا بیٹا حاکم ہوا۔ پھر قوم جلائر نے جمع ہو کر
ان پر حملہ کیا ملک کو لوٹا اور بادشاہ قتل کر دیا۔ مگر قائد خان شہزادہ چین میں بھاگ
گیا۔ وہاں کچھ مدت رہکر لشکر جمع کیا اور قوم جلائر پر چڑھائی کر کے ان کے مردوں
اور عورتوں اور بچوں کو چُن چُن کر قتل کیا۔ پھر قائد خان نے بہت مدت اچھی طرح
بادشاہی کی۔ اس کی وفات کے بعد بایسنغر خان اُس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔
اس کی وفات کے بعد تومنان خاں اس کا بیٹا تخت نشین ہوا اور شہر ختار کے
بادشاہ سے اس نے بڑی بھاری لڑائی کی اور بے شمار زر و مال غنیمت کر کے لایا
اُس کی وفات کے بعد برتان بہادر اس کا بھائی حاکم ہوا اس کی وفات کے
بعد میسو کا بہادر اُس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ اُس کے وفات کے بعد تموچین
میسو کا بہادر کا بیٹا بادشاہ ہوا اور اس نے اونگ خاں ایک بڑے غالب اور
زبردست بادشاہ سے جنگ کر کے اُس کو شکست دی اور اُس کے تخت پر
قابض ہوا اور چودہ سال کی مدت میں ممالک تایمان اور دایان اور تاتار
اور قبقین اور سالجوت اور بکریت اور بوبرق اور قرقیز اور اردیس
اور ولائیتیں ماوراء النہر اور ترکستان اور ختار کو فتح کیا۔ ان فتوحات
کے بعد اس نے جشن بلوکانہ مرتب کیا اُس جشن میں ایک شخص نے بادشاہ کو چنگیز خان
کر کے بولایا اور اس کے معنے ہیں بادشاہوں کا بادشاہ اُس تاریخ سے تموچین
کا نام چنگیز خان مشہور ہوا۔ پھر اطراف کے سلاطین اس کے جنگ پر کھڑے
ہوئے مگر یہ قہر الٰہی کا نمونہ اور جہان سوز بجلی تھا۔ جہان کی تخریب پر اس نے
کمر باندھی۔ قلعہ قاروں اور املاک بخارا اور شہر اترار اور شغناق اور

بدرکند و جند و خجند و سمرقند و بلخ و ہرات و خوارزم و مازندران
وری و ہمدان و اور قم قزوین طوس ۔ آذربائیجان ۔ اردبیل
تبریز ۔ گنج ۔ گرجستان ۔ بکرور ۔ بیا ۔ مراغہ ۔ عراق ۔ خوی ۔
تفا ۔ گنجہ ۔ سماخی ۔ نخشب ۔ ترمذ ۔ سنگرت ۔ ساماند ۔ طالقان
بامیان ۔ خراسان ۔ مرو ۔ نیشاپور ۔ غزنی ۔ قپچاق ۔ خلج ۔ سواق
دارکس ۔ دربند ۔ سات سال کی مدت میں ان شہروں کو ویران کیا اور
قتل عام سے شہر کو انسانوں سے اس طرح خالی کرتا تھا کہ ایک بچہ بھی باقی نہ رہے
شہروں کو آگ لگا کر جلا دیتا ۔ چنانچہ ظفرنامہ میں لکھا ہے کہ بلخ میں ایک ہزار
دو سو جامع مسجد تھی اور اتنے ہی حمام تھے سب کو خاک سے برابر کیا اور مرو
میں چودہ لاکھ اور نیشاپور میں سترہ لاکھ اور ستائیس ہزار اور ہرات میں انیس لاکھ
اور سات سو آدمی قتل کیے ۔ علیٰ ہذا القیاس دوسرے شہروں میں بھی اسی طرح
قتل عام واقع ہوا یہاں تک کہ کتوں اور بلیوں کو بھی نہ چھوڑتا تھا ۔ نعوذ باللہ من
غضب الجبار العزیز القہار ۔

یہ بادشاہ بظاہر کلمہ گو مسلمان تھا لیکن کہتا تھا کہ خدا ہر جگہ حاضر ناظر ہے ۔
پس جگہ اس کی عبادت کی جاوے روا اور مقبول ہے پس مکہ میں جا کر حج کرنے
کی کیا حاجت ہے یہ بادشاہ ۶۲۴ھ ہجری میں مرا ۔ اس کے مرنے کے بعد تمام ملکوں
میں اس کی اولاد تخت نشین ہوئی ۔ قطعہ قطعہ اور طبقہ طبقہ انہوں نے بانٹ لیا ہلاکو خاں
چنگیز خاں کا پوتا اس کا قائم مقام تخت نشین ہوا ۔ اس نے بادشاہوں سے بہت
مقابلے کیے اور اکثر اپنے دادا کی مملکت کو اچھی طرح سنبھالا ۶۶۳ھ ہجری میں شہر
قپچاق میں فوت ہوا ۔ اس کی وفات پر ایک عجیب لطیفہ یہ واقعہ ہوا کہ بہت سی خوبصورت
کنواری عورتیں اور ماہ پیکر کنیزیں زیور سے آراستہ کر کے اس کی قبر میں جو ایک بڑا گنبد
بنایا گیا تھا ۔ اندر داخل کی گئیں اور دروازہ چن دیا گیا تاکہ اس کو تنہائی کی وحشت
نہ ہو ۔ پھر اباقہ خاں بن ہلاکو خاں حاکم ہوا اور مصر کے لشکر سے شکست کھا کر ۶۸۰ھ ہجری
میں شہر ہمدان میں مرا اس کے بعد نقودار بن ہلاکو خاں اپنے بھائی کی جگہ تخت نشین ہوا
اور دین اسلام میں آیا اور سلطان احمد نام رکھا یا ۶۸۳ھ ہجری میں فوت ہوا اس کے بعد

ارغون ابن اباقہ خاں بیٹا تخت نشین ہوا اور ۶۹۰ھ ہجری میں اپنے امیروں کے ہاتھ سے قتل ہوا اس کے بعد بایدو خاں ہلاکو خاں کا پوتا حاکم ہوا اور غازان خاں کے جنگ میں ہزیمت پاکر کہیں روپوش ہوگیا۔ پھر غازان خاں تخت نشین ہوا اور اس نے اپنے سکہ پر کلمہ طیب نقش کرایا اور اپنا نام سلطان محمود رکھا۔ تصدقات اور خیرات سے دین اسلام کو تازہ رونق بخشی اور ۷۰۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ پھر الجایتو خاں اس کا بھائی تخت نشین ہوا اور اس نے اپنا لقب خدا بندہ رکھا یہ بادشاہ دین محمدی پر قایم اور احکام شریعت پر محکم تھا اس کا حکم۔ شام۔ کرمان۔ سیستان۔ قپچاق۔ ارس اور بلغار۔ ماوراء النہر۔ ختا۔ اور خوارزم۔ تاتار۔ جیلان۔ میں جاری تھا۔ ۷۱۶ھ ہجری میں اس نے رحلت کی اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان ابو سعید بہادر خاں نیک حاکم تخت نشین ہوا اور ۷۳۶ھ ہجری میں مرحوم ہوا۔ پھر سلیمان شاہ جو ہلاکو کی اولاد سے تھا۔ ایران پر حاکم ہوا اس کی وفات کے بعد ملک اشرف تخت نشین ہوا جو بڑا ظالم تھا۔ اور ایک شخص جانی بیگ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ پھر اویس بن حسن تخت نشین ہوا اور ۷۷۶ھ ہجری میں فوت ہوا اس کے بعد سلطان حسین اس کا بیٹا تخت نشین ہوا اور ۷۸۴ھ ہجری میں سلطان احمد اپنے بھائی کے ہاتھ سے مارا گیا پھر سلطان احمد آذربائیجان میں اور اس کا بیٹا بایزید عراق عجم میں حاکم ہوئے پھر ان کی حکومت مختلف رئیسوں کے ہاتھ میں پراگندہ ہوگئی۔ چنانچہ امیر ولی اور عبد الرزاق اور وجیہ الدین اور تیمور اور اسفندیار اور امیر شمس الدین اور شمس الدین علی اور ظہیر الدین کراری اور پہلوان حیدر قصاب اور امیر لطف اللہ اور حسن پہلوان اور خواجہ علی۔ یہ سب مختلف علاقوں میں حکومت کرتے رہے۔

ذکر خاندان ملوک تیموریہ

تیمور کی نسبت یہ ہے تیمور بن امیر برطراغے بن امیر برقل بن امیر ایلنگر بن امیر انجل بن امیر قرہ چار بن امیر سوغو بن امیر محمد بن امیر ایرومچین بن قاجولی بہادر

بن تومنا خاں بعد نسب تیمور کی کتاب جامع التواریخ سے نقل کی گئی ہے لیکن بہارستان تاریخ میں یوں لکھی ہے - تیمور بن طراغہ توبان بن امیر توقل توبان بن امیر ایلنگیز توبان بن ایجل توبان بن امیر قرہ چار توبان بن امیر سوغان چین - بن امیر قاچول توبان بن تومنائی خان - اب تومنا سے تیمور تک بموجب تحریر جامع التواریخ کے دس پشتیں ہیں اور بموجب تحریر بہارستان تاریخ کے تومنائی سے تیمور تک نو پشتیں ہیں اور ناموں کے لفظوں میں بھی فرق ہے لیکن فقیر کے نزدیک جامع التواریخ کا قول صحیح معلوم ہوتا ہے - کیوں کہ توزک جہانگیری اور صولت افغانی تاریخ فرشتہ و عمدہ التواریخ وغیرہ قریب چالیس جلد فن تواریخ کے موافق ہے اور یہ کتابیں جناب سردار بہادر ملک جہان خان ٹوانہ رسالدار میجر سردار بہادر جہان آبادی محلت جناب ملک غلام حسین خان رئیس ہڈالی کے کتب خانہ سے فقیر کو ملی ہے -

قطعہ

دو نگر تو بعظمت بعظمتش بنگر — کہ گشت عظمت او دیدنی بچشم نیاز

حقیقت اوست بداد و دہش بہرش صد — چو حاتم است و چو نوشیرواں ہزار مجاز

اگر رستم و اسفندیار برتا زد و — زتاب آتش تیغش شود بتاب گداز

ہزار شکر کہ فرزند او مبارز خان — بدین صفات شد از ہمسران خود ممتاز

بنام نامی ایں ہر دو نامدار جہاں — ہمیشہ یاد جہان خوش بنام شاہ حجاز

اور جو کتابیں اس وقت فقیر کے پاس موجود ہیں سب سے کتاب جامع التواریخ صحت روایت میں ممتاز ہے اس لئے اکثر فقیر اسی کی روایت لاتا ہے -

سہ شنبہ کی رات پانچویں شعبان ۷۳۶ھ ہجری ولایت کش میں تیمور تولد ہوا - چھوٹی عمر سے جوان ہونے تک وہیں رہا - پھر وہاں کے سردار خواجہ الیاس سے ناراض ہو کر میر حسین نبیرہ امیر قرغن کے پاس پہونچا - دونوں نے مل کر خواجہ الیاس پر چڑھائی کی اور اوس کو بھگا دیا اور کابل شاہ جو چغتائی کی نسل سے تھا اوس کو حاکم کیا کچھ مدت کے بعد امیر حسین اور امیر تیمور میں نزاع واقع ہوا آخر امیر تیمور نے امیر حسین کو قتل

کرادیا - امیروں وزیروں نے اتفاق کرکے تاریخ ۱۲ رمضان ۷۷۱ھ ہجری میں تیمور کو تخت سلطنت پر بیٹھایا - پس تیمور جہانگیری کے خیال پر اُٹھا - چنانچہ مغولستان خوارزم - خراسان - ہرات - جرجان - نیشاپور - نیم روز - قندہار افغانستان - مازندران - آذربائجان - عراق - دوبار - قپچاق بلغار - قلعہ کربت - دیار بکر - ماردین - مصر - شام - فارس بلاد خزر - روس - جرکس - فرنگ - بلاد شمالی - ہند - ایران - قرہ باغ - گرجستان - قلعہ سیواس - ملاطیہ - کاشغر - ختن - یہ سب ملک اپنے زور بازو سے اور اقبال خداداد کے زور سے فتح کیئے - جس طرف رُخ کرتا تھا ظفر استقبال کو آتا تھا - آخر ۱۷ شعبان ۸۰۷ھ ہجری میں اس جہان سے وداع کیا - تیمور کی وفات کے بعد اُس کے چار بیٹے رہے جہانگیر اور عمر یہ دونوں جلدی باپ سے پیچھے مر گئے - اور میران شاہ و شاہ رخ باقی رہے مرزا خلیل بن میران شاہ اپنے دادا کی وفات سنکر سمرقند میں تخت نشین ہوا - آخر امیروں کی مخالفت سے تنگ ہو کر اپنے چچا شاہ رخ کے پاس پہونچا اور شاہ رخ ہرات میں حاکم ہوا اور میران شاہ چوں کہ کچھ دماغ میں خلل رکھتا تھا اس لیے امیر تیمور نے اپنی حیاتی میں اوس کے بیٹے عمر کو بغداد کا حاکم کیا تھا اور یہ بھی اپنے بیٹے کے پاس وہیں رہتا تھا اب امیر تیمور کی وفات کے بعد مرزا عمر نے خطبہ اور سکہ اپنے نام پر جاری کیا - اور مرزا ابابکر نے جو ہمدان کا حاکم تھا - اُس کو قید کر لیا - اس موقعہ پر اہل تواریخ میں بہت اختلاف ہیں اور مختلف روائتیں ہیں -

جامع التواریخ میں لکھا ہے کہ جب میراں شاہ نے ابابکر کا قید ہونا سنا تو خود وہاں جاکر قلعہ مازندران سے ابوبکر کو نکالا - ابوبکر اپنے باپ کے ہمراہ واپس آیا اور عمر سے لڑائی کی اُس کے عیال اور اموال اور سپاہ سب پر تصرف کر لیا - عمر بھاگ کر مرزا شاہ رخ کے پاس ہرات میں گیا اور شاہ رُخ نے عمر کو مازندران کی حکومت دی عمر نے مازندران میں لشکر جمع کر کے شاہ رُخ سے مقابلہ کیا شاہ رُخ کے لشکریوں نے اُس کو گرفتار کر لیا اور شاہ رُخ نے اُس کو ابوبکر کے پاس بھیجدیا - راستہ میں چاہ پڑا اور مر گیا - اور بعض کہتے ہیں کہ نگہبانوں نے عمر کا سر کاٹ کر شاہ رُخ کے پاس

پہونچایا اور شاہ رُخ نے ابوبکر کے پاس بھیجا۔

اور گلزار شاہی میں لکھا ہے کہ عمر کے پاس ایک فقیر صوفی صوف پوش پہونچا۔ جو راگ سُنتا تھا۔ اور عمر کا قاضی سخت منکر سماع کا تھا۔ اور راگیوں کو کفر کی نسبت کرتا تھا۔ قاضی نے عمر کو کہا کہ یہ صوفی واجب القتل ہے۔ پس عمر نے قاضی کے فتوے پر اس صوفی کو قتل کرنے کا حکم دیا۔ صوفی نے قتل ہونے کے وقت کہا کہ اے چارہ بیچارگان واے داور داوران میں اپنے خون بہا کے بدلے عمر کی سلطنت کی بربادی و تباہی اور قاضی کا خون تجھ سے مانگتا ہوں پس قاضی تو اُسی دن اپنے بیٹے کے ہاتھ سے مارا گیا اور عمر کا یہ حال ہوا جو بیان ہو چکا۔

مرزا شاہ رُخ اقبال خداداد کے ذریعہ سے عیش و عشرت بے زوال میں زندگانی بسر کرتا تھا۔ بھائیوں اور بھتیجوں اور رشتہ داروں سے جو کوئی اُس کے پاس آتا امن پاتا۔ اور اُس کی نیک نیتی کے صدقہ سے جو کوئی اُس کے ساتھ دغا کرتا وہ خود بخود بدلہ پالیتا۔ چنانچہ اکثر ممالک امیر تیموریہ کے شاہ رُخ کے تابع فرمان ہوئے اُس کا بیٹا بایسنقر اس کی حیاتی میں فوت ہوا۔ اور اُس کے بیٹے علاءالدولہ کو ہرات کی حکومت دی پس علاءالدولہ نے ہرات میں اپنا قبضہ کرلیا۔ پھر مرزا شاہ رُخ ۸۵۰ھ ہجری میں مرگیا اور مرزا عبداللطیف شاہ رُخ کے پوتے نے اُس کا تابوت رَی سے سمرقند میں لیجاکر امیر تیمور کی قبر کے پاس دفن کیا۔ جب مرزا علاءالدولہ نے اپنے دادا کی وفات سُنی تو عبداللطیف کو جو شاہ رُخ کے صندوق کے ساتھ آیا تھا قید کرلیا اَب عبداللطیف کا باپ الغ بیگ اپنے بیٹے کو چھوڑانے کے لیئے علاءالدولہ کے پاس آیا ان دونوں میں لڑائی ہوئی۔ علاءالدولہ کو شکست آئی اور بھاگ کر استرآباد میں گیا۔ پھر الغ بیگ نے ہرات کا علاقہ عبداللطیف کو دے دیا۔ اور خود ماوراءالنہر میں گیا۔ پھر بابر بن بایسنقر نے عبداللطیف پر چڑھائی کی اور عبدالعزیز فراری ہوگیا۔ اور الغ بیگ نے عبدالعزیز کو سمرقند کا حاکم کیا۔ پھر عبداللطیف نے بلخ سے لشکر جمع کرکے باپ سے مقابلہ کیا اور قتال شدید سے باپ کو شکست دے کر سمرقند میں گیا اور اپنے بھائی عبدالعزیز کو قتل کرکے تخت پر بیٹھا اور ایک شخص عباس نام کو اپنے باپ الغ بیگ کے قتل کرنے کو بھیجا عباس نے الغ بیگ کو قتل کیا۔

قطعہ

الغ بیگ آں شاہ جم اقتدار — کہ دین نبی راز و بود پشت
زعباس شہد شہادت چشید — شدش سال تاریخ عباس کشت ۸۵۳ھ

اور عبداللطیف اپنے باپ اور بھائی کے مارنے کے بعد تخت نشین ہوا چونکہ تندمزاج اور تیز طبع تھا۔ اور تھوڑے گناہ پر بہت سزا دیتا تھا بابا حسین نے جو اُسکے باپ کے امیروں سے تھا اُس کو قتل کیا۔

قطعہ تاریخ

بابا حسین کشت شب جمعہ اش بہ تیغ
تاریخ قتل اوست کہ بابا حسین کشت ۸۵۴ھ

عبداللطیف کے قتل کے بعد مرزا عبداللہ بن ابراہیم سلطان کو امیروں نے تخت پر بٹھایا۔ پس سلطان ابو سعید میراں شاہ کا پوتا عبداللطیف کے مارے جانے کی خبر سُنکر عبداللہ پر چڑھائی کرکے آیا۔ اور بڑے لشکر کے ساتھ عبداللہ سے لڑا اس لڑائی میں عبداللہ مارا گیا۔ اور ابو سعید بخارا میں تخت نشین ہوا۔ پھر ملک بابر نے سمرقند میں ابو سعید سے مقابلہ کیا۔ چالیس دن لڑائی رہی۔ اور سخت جنگ ہوئے آخر کار اس شرط پر صلح ہوئی کہ دونوں سلطنتوں میں دریائے جیحون کا فاصلہ حد ٹھرائی جاوے پس ملک بابر خراسان میں پھر گیا اور ۸۶۱ھ ہجری میں فوت ہوا آخر سلطان ابو سعید امیروں کی نمک حرامی سے گرفتار ہوکر حسن بیگ کی قید میں مقید ہوا اور ۲۲ رجب ۸۷۳ھ ہجری میں وفات پائی۔ اسکے گیارہ بیٹے تھے۔
محمود - محمد - احمد - شاہرخ - الغ بیگ - عمر - ابابکر - مراد خلیل - سلطان - ولد۔

باپ کی وفات کے بعد اس کے تمام بیٹے آپس میں کشت کٹ کرنے لگے مگر عمر شیخ جو اپنے باپ کی حیاتی میں فرغانہ اور اندجان کا حاکم تھا۔ اسی مُلک پر قناعت کرکے عمر بسر کرتا رہا۔ آخر ۸۹۹ھ ہجری میں اپنے محل سے گر کر مرا۔ پھر اسکا

بیٹا مرزا بابر تخت پر بیٹھا - سلطان ظہیر الدین بابر جو خاندان مغلیہ کا پہلا نامور بادشاہ گذرا ہے - امیر تیمور سے چوتھی پشت سے پیدا ہوا یعنے عمر شیخ مرزا اس کا باپ سلطان ابو سعید مرزا کا بیٹا تھا - اور وہ سلطان محمد مرزا کا بیٹا تھا - اور وہ امیر تیمور کا بیٹا تھا - ظہیر الدین بابر اپنے باپ عمر شیخ مرزا کی وفات کے بعد بارہ سال کی عمر میں تخت پر بیٹھا - یہ بڑا دلیر اور بہادر اور زبردست بادشاہ تھا - بہت ملک اس نے اپنے زور بازو سے فتح کیئے اور نئی اقالیم کو تحت تصرف لایا - آخر بیس ہزار سپاہ لے کر ہندوستان میں آیا - اور ابراہیم شاہ لودی کے ساتھ مقابلہ کیا جس کے پاس ایک لاکھ فوج تھی - جنگ عظیم کے بعد ابراہیم شاہ کو ہزیمت ہوئی اور ہندوستان کی ولایت کا مالک بابر بادشاہ ہوا - بابر نے ابراہیم شاہ کے بیٹوں پر بڑی مہربانی کی اور آٹھ لاکھ روپیہ سلطان کی والدہ کا وظیفہ مقرر کیا - وہ ضعیفہ بہت ممنون احسان ہوئی - اور ایک قطعہ الماس جو آٹھ مثقال وزنی تھا - اور سلطان علاء الدین خلجی کے خزانہ سے اُن کو ہاتھ لگا تھا - اور راجہ بکرماجیت کے وقت کا چلا آتا تھا - بابر کی خدمت میں پیش کیا - پس ظہیر الدین بابر نے ملکی انتظام اور امور سلطنت کے نظم ونسق کو کمال پر پہونچا کر ۵۰ سال کی عمر میں ۹۳۷ھ ہجری میں انتقال کیا - اس کے چار بیٹے تھے -

ہندال - عسکری - کامران - ہمایوں -

اس سے پہلے تیمور کی اولاد کو مرزا کر کے پوتے تھے اور بابر سے بادشاہی کا لقب شروع ہوا - اس کے بعد نصیر الدین محمد ہمایوں بادشاہ تخت پر بیٹھا - بعد تخت نشینی کے کالنجر میں گیا وہاں کے راجہ نے بارہ من سونا پیش کش کیا - پھر اس کو گجرات کی لڑائی پیش آئی - جو بہادر شاہ والی گجرات سے کرنی پڑی - اس جنگ میں اس نے خوب ہی شجاعت وجوانمردی دکھائی - چوں کہ بہادر شاہ کا خزانہ ایک مضبوط اور عالیشان قلعے پر جمع تھا کل تین سو سپاہیوں کے ساتھ سیڑھیاں لگا کر چڑھ گیا - اور اس کو فتح کر لیا - اس فتح کے بعد شیر خان بن حسن بادشاہ پر چڑھائی کی اور شیر خان سے سخت ہزیمت کھا کر بمع اہل وعیال امرکوٹ میں پہونچا - وہاں کا راجہ رانہ پرشاد خدمت گذاری کے شرائط بجا لایا اور اسی جگہ بتاریخ ۵ رجب ۹۴۹ھ

میں شاہزادہ جلال الدین محمد اکبر حمیدہ بیگم کے شکم سے تولد ہوا پس وہاں کچھ مدت رہکر
قندھار میں گیا اور گھر کے لوگوں کو وہیں چھوڑکر حج کے ارادہ پر مکہ معظمہ کو روانہ ہوا۔
پس مرزا عسکری مرزا کامران کابلی کی طرف سے قندھار میں پہونچا۔ اور ہمایوں کا
خیمہ لوٹ کر شاہزادہ محمد اکبر کو بھی ہمراہ لے گیا ہمایوں سلیمان شاہ طہماسپ کے پاس
گیا وہ مہمانداری کے شرائط بجا لایا۔ اور دس گھوڑے عراقی اور قیمتی اجناس شاہانہ
پیش کیں۔ ہمایوں نے بھی دوسو پچاس بدخشانی لعل اس کے آگے تحفہ رکھے
تین روز اس کے پاس رہکر اس سے مدد مانگی۔ سلطان شاہ نے اپنا بیٹا سلطان مراد
بارہ ہزار سپاہ کے ساتھ اس کے ہمراہ بھیجا ہمایوں نے قندھار پر چڑھ کیا اور اس کو
فتح کرلیا۔ پھر کابل پر چڑھائی کی اور مرزا کامران شکست کھاکر بھاگا۔ ہمایوں قلعے
میں داخل ہوا وہاں شاہزادہ محمد اکبر سے ملا اور فرحت بے اندازہ حاصل کی پس
کامران اور عسکری دونوں مل کر ہمایوں پر حملہ آور ہوئے اور اس کو بھگا دیا ہمایوں
نے پھر لشکر جمع کرکے ان پر حملہ کیا اور مرزا عسکری کو گرفتار کرکے مکہ کو بھیج دیا وہ
مکہ کے راستہ میں ہی مرگیا اور مرزا کامران کے پیچھے سوار دوڑائے اور اس کو گرفتار
کرکے اس کی آنکھیں نکال ڈالیں اور اس کو مکہ میں بھیج دیا۔ چنانچہ وہ مکہ میں
تین حج کرکے وہیں مرگیا۔ اب ہمایوں فارغ البال امن سے عیش و عشرت
کرتا ہوا کابل میں ٹھہرا۔

ذکر شیر شاہ بن حسن خان ابن ابراہیم خان

جاننا چاہیئے کہ اس بادشاہ کا نام پہلے فرید خان تھا اس کا دادا ابراہیم خان سوداگر
جونپور کے حاکم کی خدمت میں نوکر ہوا اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا حسن خان
پانچ سو سواروں کے ہمراہ سہسرام اور باندہ کی جاگیر پر مقرر ہوا۔ جب حسن خان مرگیا
تو فرید خان سلطان محمد حاکم بہار کے پاس نوکر ہوا ایک دن شکار میں ایک شیر مارا

اور فرید خان سے اُس کا لقب شیر خان ہو گیا - جب چنار گڑھ کا والی تاج خان فوت ہوا تو اُس کی بیگم نے اس سے محبت کر کے نکاح کر لیا اب تو شیر خان کا قلعہ میں دخل ہو گیا - جب سلطان محمد بن سلطان سکندر لودی نے شہر پٹنہ کو فتح کیا تو شیر خان اسکا تابع ہوا اور اُس کے دربار میں منظوری پائی - جب سلطان محمد فوت ہوا تو شیر خان نے پٹنہ اور بنگالہ پر تسلط حاصل کیا اب چوں کہ اس کی قوت قوی ہو گئی تھی - ہمایوں سے مقابلہ کیا - ہمایوں شکست کھا کر سیدھا ملتان کو دوڑا شیر خان بھی اُس کے پیچھے ملتان تک گیا - پھر وہاں سے واپس آکر اپنے نام پر سکہ اور خطبہ ہندوستان میں جاری کیا - اور ہندو راجوں سے جنگ کر کے ان کی مملکتوں پر تسلط پایا - اور ان کو اپنا فرمان بردار بنایا - ہمایوں کی ایک خاص بیگم جس کا نام حاجی بیگم تھا اُس کی ہزیمت کے وقت اُس کے ہاتھ لگی تھی اُس کو بڑی عزت اور حرمت کے ساتھ ہمایوں کے پاس کابل میں بھیج دیا - شیر شاہ بڑا لایق اور شائستہ بادشاہ تھا اور صفات حمیدہ سے موصوف تھا - رعایا میں امن قایم رکھتا - اور عدل پر بہت مصروف کرتا - اُس کے محکمہ عدالت میں خویش و بیگانہ ایک نظر سے دیکھا جاتا تھا - امور سلطنت میں اس نے اکثر مخترعات شائستہ ایجاد کیے جو پیش ازیں کسی بادشاہ کے خیال میں نہ آئے تھے -

مثلاً بنگالہ سے روہتاس پنجاب تک کہ ایک ہزار پانچ سو کوس کا فاصلہ ہے دو دو کوس پر مہمان سرائیں آباد کیں اور ہر ایک سرا میں دو گھوڑے تیز رفتار اور ایک نقارہ رکھا اور اُس کا نام ڈاک چوکی رکھا - چنانچہ تیسرے دن بنگالہ کی خبر روہتاس میں پہونچتی تھی - جس وقت بادشاہ کا کھانا تیار ہوتا تھا اُس وقت نقارے پر چوٹ چلتی تھی - تاکہ اُن کے آواز سے تمام قلمرو میں ایک وقت اور ایک ساعت کے اندر مہمان سراؤں کے ملازم اور کارگذار بادشاہی مسلمانوں کو پکا ہوا کھانا اور ہندوؤں کو آٹا اور روغن رسد تقسیم کریں نقارہ کا آواز سنکر مسافر اور مساکین بادشاہی مہمان سراؤں میں جمع ہو جاتے تھے - اور ایک ہی وقت سب کو کھانا مل جاتا تھا -

اہل تواریخ نے لکھا ہے کہ اُس کا عدل اس حد تک پہونچا ہوا تھا کہ

اگر کوئی عورت بیابان ویران میں ہاتھوں پر سونا اوچھالتی چلی جاوے تو کسی کی طاقت
نہ تھی کہ آنکھ بھر کر اُس کی طرف دیکھے سیدھی سڑکیں بنا کر اُن پر دورویہ سایہ دار درخت
لگوائے تاکہ مسافر اُمن سے سایہ میں آمد و رفت کریں اور ہر ایک میل کے سر پر ایک
کنوآں کھدوایا اور مسجد عالیشان بنوائی جس میں مؤذن اور امام اور آب کش بادشاہ
سے تنخواہ پانے والے نوکر تھے ہر ایک مسجد کے پاس مہمان خانہ موجود تھا جہاں سے مسافر
اور راہ گذروں کو کھانا ملتا تھا اپنی آخر عمر میں اِس نے قلعہ کالنجر کا محاصرہ کیا یہ تمام
ہندوستان کے قلعوں سے نہایت مضبوط قلعہ تھا۔ پس شیر شاہ نے قلعہ کے نیچے
سرنگیں کھودکر اُن کو بارود سے بھروادیا۔ جب اس بارود کو آگ لگائی تو بارود میں اتنا
زور تھا کہ قلعہ کی دیواریں اوکھاڑ کر دو دو کوس تک پھینکیں۔ دیواروں کے ٹکڑے اور
بارود کی چنگاریاں بادشاہ کے لشکر تک بھی پہونچیں۔ چنانچہ لشکر میں ایک آفت عظیم برپا
ہوگئی۔ اور خود ذات جامع الصفات شیر شاہ کو بھی زخم لگا۔ بادشاہ مجروح ہوکر اپنے خیمہ
میں لیٹ رہا۔ اور لشکری قلعہ فتح کرنے میں مشغول ہوئے۔ کہتے ہیں کہ اس روز بادشاہ
کے لشکر کے آگے آگے بے شمار سپاہی ایسے تھے جن کو لشکریوں میں سے کوئی پہچان
نہ سکتا تھا اور وہ ننگی تیغ لے کر دشمنوں سے لڑتے اور کفار کو قتل کرتے تھے آخر جب
قلعہ فتح ہوگیا اور بادشاہ کا لشکر قلعہ کے اندر داخل ہوا اور قلعہ کا والی گرفتار ہوکر قید
کیا گیا تو وہ مقاتل غیبی نظر سے غائب ہوگئے۔ قلعہ کے والی اور خزائن کی کنجیوں کو
جب بادشاہ کے پاس حاضر لائے تو بادشاہ نے دیکھا۔ اور مژدہ فتح کا سُنا۔ تبسم کیا
اور الحمد للہ پڑھا۔ مگر افسوس کہ وہی اُس کا آخری وقت تھا اُسی وقت جنت کو کوچ کیا۔

قطعہ

شیر شاہ آنکہ از صلابت او ۔۔۔ شیر و بز آب را بہم می خورد
چوں کہ رفت از جہاں بدار بقا ۔۔۔ گشت تاریخ او ز آتش مرد (۹۵۲)

جب شیر شاہ خداوند کی رحمت سے ملا تو عادل خاں شیر شاہ کا بھتیجا موجود نہ تھا
اور اُس کا رہی ہاتھ لگنا نظر نہ آتا تھا۔ اس لیئے لوگوں نے سلیم شاہ کو پٹنہ سے بلاکر
قلعہ کالنجر میں تخت نشین کیا۔ یہ سلیم شاہ شیر شاہ کا خوردسال بیٹا تھا۔ اُس نے اپنے

چچازاد بھائی عادل خاں کو خط لکھا کہ میں لڑکا ہوں اور تمام وزیر اُمراء آپ کی تشریف آوری کے منتظر ہیں آپ یہاں موجود نہ تھے ورنہ اُسی وقت آپ کو تخت نشین کیا جاتا آپ کی تشریف آوری تک میں نیابت ادا کررہا ہوں سریر سلطنت آپ کا منتظر ہے آکر یہ امانت مجھ سے لیویں عادل خاں یہ خط پڑھ کر جلدی سے پہونچا۔ پس سلیم شاہ نے عادل خاں کو تخت پر بیٹھایا اور خود نیچے اُترا۔ لیکن پھر عادل خاں نے تخت سلیم شاہ کے حوالے کیا اور خود ایک جاگیر لے کر بیانہ شہر کو گیا۔ پھر عادل خاں شہر سوات میں خواص خاں کے پاس گیا اور وہاں سے لشکر سلیم شاہ کے مقابلہ پر لایا۔ آگرہ کے پاس شدید مقابلہ ہوا۔ اور عادل خاں کو شکست ہوئی اُس شرمندگی سے ایسا روپوش ہوا کہ پھر واپس نہ آیا، خواص خاں باغی ہوکر پہاڑوں میں رہتا تھا۔ لوٹ مار کرتا اور رات کو شہروں پر تاخت لاتا تھا۔ ایک اور شخص سعید خاں ٹڈہن کوٹ میں اُٹھا۔ اُس نے بھی شدید بغاوت برپا کی مگر آخر سلیم شاہ نے لشکر بیکران اور توپ خانہ سے اوس پر حملہ کیا۔ جب وہ دریا کے کنارے پر پہونچا تو سلیم شاہ کی فوج نے اُس کا تعاقب کیا اور اُس کو دریا بُرد کرکے واپس ہوئے پس سلیم شاہ تخت پر آرام سے بیٹھا۔ انصاف اور رعیت پروری میں باپ سے آگے قدم رکھا۔ چنانچہ باپ کی سراؤں کو آباد کیا۔ مہمان خانوں کو اور بھی بڑھایا۔ اور باپ کے دستور پر مسافروں اور مسکینوں کے واسطے روزانہ خرچ بیت المال سے دیتا تھا۔ رعیت کی بہتری میں اور ملک کی آبادی و لوازم عدل اور انصاف میں باپ سے بڑھ کر اس نے تدبیریں کیں اس کے عہد سلطنت میں جنگی واقعات بے شمار واقع ہوئے آخر دنبل کی بیماری سے ۹۶۰ھ ہجری میں مرگیا۔ پھر فیروز شاہ بن سلیم شاہ باپ کی وفات کے بعد امراو عمائد کی مصلحت سے دس سال عمر میں تخت نشین ہوا تو اُس وقت مبارز خاں سلیم شاہ کا بھائی اس یتیم خورد سال کے مارنے پر آمادہ ہوا اس کے مارے جانے کا قصہ نہایت دل سوز اور سخت افسوس ناک ہے جس وقت فیروز شاہ پیدا ہوا تھا تو سلیم کی بیگم جس کا نام بی بی بائی تھا سلیم شاہ کو کہا کرتی تھی کہ تیرا بھائی مبارز خاں تیری وفات کے بعد اس چھوٹے بچے کا دشمن ہوجائے گا۔ اگر ابھی مبارز خاں کا کچھ بندوبست ہوجائے تو بہتر ہے مگر سلیم شاہ اس بات کو نہ سُنتا تھا۔ اب جب سلیم شاہ کی وفات کے بعد سلطنت کے طمع پر حرم سرا میں آیا اور خنجر لے کر فیروز شاہ کو قتل

کرنے لگا۔ بی بی بائی نے دوڑ کر مبارز خاں کے قدموں پر سر رکھا اور سلیم شاہ کے انعام واکرام یاد دلائے اور یہانتک عجز و نیاز سے کہا کہ اس یتیم بے کس کے مارنے سے باز رہ اور ہم اس سلطنت سے دست بردار ہیں جس طرف تو چاہتا ہے ہم کو نکال دے تخت تجھے نصیب رہے مگر اس یتیم کو قتل نہ کر۔ مگر اس سنگدل کو ذرا رحم نہ آیا اور فیروز شاہ کو بکرے کی طرح ذبح کر ڈالا اُس کی اولاد چیختی اور چلاتی رہ گئی۔ جلوس سے تیسرے دن فیروز شاہ قتل ہو گیا۔ پھر مبارز خاں تخت نشین ہوا اور اپنا نام سلطان عادل شاہ رکھا ہیموں بقال جو سلیم شاہ کے وقت سرکاری نمک فروش تھا شاہ سلطان محمد عادل کا بڑا معتمد علیہ وزیر بن گیا یہ ہیموں بدشکل اور کوتاہ قد تھا۔ لیکن دور اندیش اور دانا، اور دلیر اس درجہ کا تھا کہ پچیس۲۵ مرتبہ اس نے افغانوں سے عظیم جنگ کئے اور فتحیاب ہوا سلطان محمد عادل کے پاس اس کا بڑا اعتبار ہوا اور اس کو راجہ بکرماجیت کا لقب ملا۔ جب ہمایوں بادشاہ نے کابل میں ہندوستان کی ابتری کا حال سنا تو دیوان حافظ میں فال نکالی یہ بیت فال میں نکلا۔

بیت

دولت از مرغ ہمایوں طلب و سایۂ او
زانکہ با زاغ و زغن شہپر ہمت نبود

اس فال کو دیکھ کر نہایت خوش ہوا منعم خاں کو کابل کی حکومت حوالہ کر کے ارادہ تسخیر ہندوستان کا کیا۔ شہزادہ محمد اکبر کو ہمرکاب لے کر تین ہزار سوار ہمراہ لے کر کابل سے لاہور میں پہونچا۔ لاہور میں جو پٹھان رہتے تھے۔ اس کا نام سنتے ہی بھاگ گئے پس بلا جنگ کے لاہور پر تصرف کر لیا اب آگے جانے کا ارادہ کیا اور بیرم خاں کو جالندھر کی طرف بھیجا بیرم خاں دو ہزار اور پانچ سو سوار لے کر دریائے ستلج سے گذرا اور ماچھی واڑہ کے علاقہ میں افغانوں کی فوج سے جنگ شدید کئے اور فتحیاب ہوا وہاں سے بے شمار اسباب اور گھوڑے اور اونٹ اور ہاتھی اور توپیں اور ہتھیار اور زر و مال بے شمار غنیمت میں ہاتھ آیا۔

اب یہاں کا حال سنئے کہ چند روز میں کیا کچھ ہو گیا محمد عادل جو سلیم شاہ کے بارہ سال بچے کو قتل کر کے تخت نشین ہوا وہ نالایق اور بڑا ظالم تھا۔ اس لئے خود اسی کے

خاندان کے لوگ اس سے منحرف ہو گئے۔ چنانچہ ابراہیم سوری نے اس سے دہلی اور آگرہ چھین لیا۔ پھر چند روز کے بعد شیر شاہ کے دوسرے بھتیجے سکندر خاں نے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اب سکندر خاں نے افغانوں کی فوجیں اپنی ماتحت کی ہوئیں تھیں۔ جب بیرم خاں کی فتح کی خبر اس کو پہونچی تو اسی ہزار فیل جنگی اور بڑا بھاری توپ خانہ اور لشکر بے شمار لے کر آگرہ سے نکلا۔ بیرم خاں سرہند میں تھا۔ سکندر خاں نے سرہند کے قریب جا کر اپنی فوج کے ارد گرد ایک خندق بہت عمیق اور فراخ کھودی اور جنگ کے لیئے آمادہ ہو بیٹھا۔ بیرم خاں نے تمام کیفیت ہمایوں کی خدمت میں لکھی۔ ہمایوں کو قولنج کی بیماری تھی۔ باوجود بیماری کے لاہور سے چڑھائی کر کے سرہند میں پہونچا اور اسی معاملہ میں چالیس روز گذر گئے۔ پس ہمایوں نے لشکر کو حکم دیا کہ افغانوں پر متفق ہو کر حملہ کریں۔ آخر افغانوں کے ساتھ شدید جنگ کے بعد ہمایوں کو فتح ہوئی۔ اور سکندر کوہ سوالک کو بھاگا اور قلعہ مانکوٹ میں قلعہ گیر ہوا۔ پس ہمایوں نے دہلی کے تخت پر جلوس فرمایا۔ اور ہندوستان و پنجاب تحت تصرف لایا۔ سکندر قلعہ مانکوٹ سے نکل کر لوٹ مار کرتا تھا۔ اور اطراف مملکت سے غارت کر کے لے جاتا تھا۔ اس لیئے ہمایوں نے اپنے پسر محمد اکبر کو بیرم خاں کے ہمراہ لشکر کے ساتھ مان کوٹ کی طرف روانہ کیا اور روانگی کے وقت پدری شفقت سے یہ دو بیت محمد اکبرؒ کے حق میں پڑھے اور وداع کیا۔

بیت

چراغ چوں تو اندر دودمانم ۔۔۔ چرا روشن نباشد چشم جانم

بہر کارے ز یزداں یاریت باد ۔۔۔ ز عمر و ملک برخورداریت باد

شاہزادہ محمد اکبرؒ کی روانگی کے بعد ہمایوں ایک دن محل کے اوپر کھڑا تھا۔ جب نیچے اترنا چاہا۔ تو اس کا پاؤں سیڑہی سے پھسلا۔ اور نیچے گر گیا۔ تمام بدن مجروح ہوا۔ سر میں سخت چوٹ آئی چنانچہ اسی رات فوت ہوا۔ اسکی تاریخ کا قطعہ یہ ہے۔

قطعہ

ہمایوں بادشاہ آں شاہِ عادل | کہ فیضِ خاص او بر عام افتاد
بنائے دولتش چوں یافت رفعت | اساس عمرش از انجام افتاد
چو خورشید جہاں تاب از بلندی | بپایاں در نمازِ شام افتاد
جہاں تاریک شد در چشم مردم | خلل در کار خاص و عام افتاد

قضاء از بہر تاریخش رقم زد
ہمایوں بادشاہ از بام افتاد
۹۶۲

جب جلال الدین محمد اکبر بادشاہ نے اپنے باپ ہمایوں کی وفات سُنی تو بروز جمعہ ۳ ربیع الثانی سنہ ۹۶۳ ہجری کو راہ سے واپس آکر تخت شاہی پر جلوس فرمایا۔ اور بیرم خاں کو رتبہ مدار المہامی اور وکالت کا عطا کیا۔ رسوم تعزیت اور جشن جلوس کا مناکر مان کوٹ کا ارادہ کیا۔ کچھ روز جالندھر میں ٹھیرا کہ ہیموں بقال لشکر کثیر لے کر محمد اکبر کے مقابلہ پر پہونچا۔ اکبر بادشاہ نے پانی پت میں اُس کا مقابلہ کیا۔ آخر ہیموں بقال کو شکست ہوئی اور گرفتار ہو کر قتل کیا گیا۔ پس اکبر بادشاہ دلی میں پہونچا۔ چند روز ملک کا انتظام کیا۔ پھر مان کوٹ کی طرف سکندر خاں کے فساد مٹانے کے لیئے ارادہ کیا۔ دیوان حافظ سے فال نکالی تو یہ بیت نکلا۔

سکندر را نمے بخشند آبے
بزور و زر میسر نیست ایں کار

اکبر بادشاہ نے خوش ہو کر مان کوٹ میں جا کر سکندر خاں کا محاصرہ کیا سکندر خان نے سمجھا کہ اقبال اکبری کے آگے میرا کچھ پیش نہیں جا سکتا معافی مانگی۔ اکبر نے اُس کو معافی دی اور شہر پٹنہ وجہ معاش میں اُس کو عطا فرمایا۔ چنانچہ دو سال تک وہاں زندہ رہا۔ پھر وہیں مرگیا۔ بیرم خان نے محمد اکبر کو خورد سال سمجھ کر مدار المہامی کے گھمنڈ میں بے موجب قتل و ظلم شروع کیئے اس لیئے سارے امراء اس سے برگشتہ ہو گئے اور انہوں نے اکبر کو جس کی عمر اُس وقت

اٹھارہ برس کی تھی یہ سمجھایا کہ آپ خود عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لیں غرض
بیرم خاں نے جب دیکھا کہ اب حکومت ہاتھ سے چلی تو اس نے بغاوت کا جھنڈا
کھڑا کیا مگر اقبال اکبری کے آگے کچھ پیش نہ جا سکا۔ آخر بادشاہ کے پاؤں پر آن
گرا۔ بادشاہ بڑی مہربانی سے پیش آیا۔ بیرم شرمندگی سے حج کے ارادہ پر مکہ
کو روانہ ہوا۔ جب شہر پٹن میں پہونچا تو مبارک خاں کے ہاتھ سے جس کے باپ
کو بیرم نے قتل کیا تھا مارا گیا۔ محمد اکبر نے حسن خان میواتی اور راجہ بہارا مل
کچھواہ کی بیٹیاں اپنے نکاح میں لیں اور راجہ بہارا مل کی دختر سے شاہزادہ سلیم
یعنے جہانگیر پیدا ہوا

شیر شاہ کے عہد میں شجاعت خاں بن شجاول خاں اور اس کے بعد بہادر خاں
علاقہ مالوہ کے بڑے باقبال رئیس تھے ان کے بعد ادہم خاں ایک امیر نے مالوہ
کو فتح کیا ہزارہا خزائن اور فیل خانے اور توپ خانے وہاں سے اس کے ہاتھ
لگے پھر اس نے بغاوت اختیار کی۔ اکبر بادشاہ جب وہاں سے گذرا تو وہ تحایف
اور ہدیئے لے کر استقبال کو آیا۔ بادشاہ اس سے خوش ہوا اور مالوہ کی حکومت
اس کے ماتحت رہنے دی پھر وہ سال بسال بادشاہ کی خدمت میں آیا کرتا تھا اور
بے تکلفانہ ملاقاتیں حاصل ہوتی تھیں۔ اکثر بادشاہی محل میں اس کی آمد و رفت
ہوا کرتی تھی ایک دن وہ بادشاہی محل میں سویا ہوا تھا۔ کہ اس نے اونگہ خاں کو
محل شاہی میں خنجر سے مار ڈالا۔ اتگہ خاں اکبر بادشاہ کی رضاعی والدہ یعنے دودھ
پلانے والی عورت کا خاوند تھا۔ اور چونکہ چھوٹی عمر سے اتگہ خاں کے ساتھ اکبر کو
الفت ہو گئی تھی۔ اس سے بہت ہی پیار کرتا تھا۔ اور بادشاہی محلوں میں اس کا
بہت بڑا اعتبار تھا۔ اکبر اس وقت محل میں پڑا سوتا تھا۔ شور و غل سے اس کی
آنکھ کھل گئی اور وہ فوراً باہر نکل آیا۔ ادہم خاں نے بادشاہ کو خورد سال لڑکا سمجھ
کر کچھ کلمہ گستاخی کا بولا۔ مگر اکبر نے آگے بڑھ کر ادہم خاں کے چہرے پر ایک ایسا
مکا لگایا کہ وہ چکر کھا کر گر پڑا اور اسی وقت لوگوں نے اس کی مشکیں کس لیں
پھر حکم ہوا کہ اس کو قلعے کے کنگرے پر سے سرنگوں گرا دیں۔ اکبر نے اپنے کوکا
مرزا عزیز کوکل تاش کو اعلے درجے پر سرافراز فرمایا۔

گکھڑوں کی ولایت کو کسی بادشاہ نے فتح نہ کیا تھا یہ بھی اکبر بادشاہ کو نصیب ہوا جاننا چاہیئے کہ گکھڑ ایک امیر کا نام تھا جو سلطان محمود غزنوی کے امیروں میں ایک باعتبار امیر گنا جاتا تھا۔ جب سلطان محمود نے گکھڑوں کی ولایت پر قبضہ پایا تو اُسی امیر گکھڑ نام کو حاکم اُس ولایت کا کیا۔ اور اُس کی اولاد میں حکومت چلی آئی۔ جو اَب تک اُس کی اولاد سے لوگ ہیں۔ وہ گکھڑ کہلاتے ہیں۔ چنانچہ اس باغ کا ایک گل سر سبد عالیجناب حامی اسلام جامع اوصاف حمیدہ برادر اعلیٰ راجہ جہانداد خان صاحب چیف آف گکھڑ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج راولپنڈی ہیں ادامہم اللہ بالعزو الاجلال۔

اور ولائیت فرقہ جو گوندواڑہ کے نام پر مشہور ہے اس پر بھی کوئی بادشاہ ظفرمند نہ ہوا تھا۔ اکبر بادشاہ نے آصف خاں کو لشکر کثیر دے کر بھیجا گوندواڑہ میں رانی درگاوتی حکومت کرتی تھی وہ خود ہاتھی پر سوار ہو کر آصف خاں کے مقابلہ پر آئی اور بہادر ہندؤں کی فوجیں ساتھ لائی۔ رانی نے میدان میں رستمانہ مقابلہ کیا۔ مگر جب اُس کو ہزیمت ہوئی تو خودکشی کر کے مرگئی اور گوندواڑہ محمد اکبر کے نام پر مفتوح ہوا۔ بیرم خاں کے بعد بادشاہ کو سلطنت کا انتظام اپنے آپ کرنا پڑا۔ اَب وہ نہایت دلیری اور دانشمندی اور لیاقت کے ساتھ اپنی سلطنت کے استحکام کی طرف متوجہ ہوا اور اپنی زندگی میں سارے ہندوستان اور کشمیر اور قندہار اور ایک حصہ دکن پر قرار واقعی تسلط بٹھالیا۔ اور نہایت دبدبے اور جلال کے ساتھ سلطنت کی۔ اس کی بڑی فتوحات یہ ہیں۔ چتوڑ۔ گجرات بہار۔ بنگالہ۔ اوڑیسہ۔ کشمیر۔ سندھ۔ قندہار۔ احمد نگر خاندیس۔ اور ایک حصہ برار کو ایک ایک کر کے فتح کیا۔ اس کے فتوحات کے واقعات میں سے فتح بنگالہ اور احمد نگر کی مشہور و معروف بیگم چاند بی بی سے شدید جنگوں کے حالات قابل ذکر ہیں ریاست احمد نگر کا وارث تخت نظام شاہ نابالغ تھا اور اُس کی پھوپھی چاند بی بی ملک کا انتظام کرتی تھی۔ پہلے اکبر بادشاہ نے اپنے امیر بھیجے اور احمد نگر فتح نہ ہوا۔ پھر اکبر بذات خود برہان پور آیا اور اپنے تیسرے بیٹے شہزادہ دانیال معہ میرزا خان کے پھر محاصرہ کرنے کو بھیجا۔

چاند بی بی اس سے پہلے اپنے نابالغ بھتیجے کے مخالفوں کے ہاتھ سے قتل ہو چکی تھی۔ اس لیئے اب کی دفعہ بادشاہی فوج فتحیاب ہوئی۔ شہر فتح ہو گیا۔ اور نابالغ بادشاہ قید ہوا۔ اکبر بادشاہ اگرچہ خود کچھ علم نہ رکھتا تھا مگر ہر قسم کے علم کا قدردان تھا۔ چنانچہ بہت سے عمدہ عمدہ علمی تصنیفات کا اس نے اہتمام کیا شیخ ابوالفیض فیضی اور ابوالفضل عرفی شیرازی جو نامور اُستاد اور علامۂ دوران گذرے ہیں اس کی مجلس کا سنگار تھے اور تان سین جو علم موسیقی کا بڑا ماہر اور کامل اُستاد تھا اسی کے عہد میں ہوا ہے۔ آخر شب چہارشنبہ ۱۲ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۴ ہجری میں فوت ہوا۔

بیت

فوت شد اکبر از قضائے الٰہ
گشت تاریخ فوت اکبر شاہ

جاننا چاہیئے کہ اکبر شاہ کے گھر کوئی فرزند نہ ہوتا تھا۔ اگر ہوتا تھا تو زندہ نہ رہتا تھا اس لئے شیخ سلیم صاحب سکنہ سگری کے پاس گیا جو ایک ولی اللہ اور مستجاب الدعوات آدمی تھے اور ان سے دعا کروائی اُن کی دعا سے بھارا مل کی دختر سے ایک بیٹا پیدا ہوا اور اسی بزرگ کے نام پر اُس کا نام شیخ سلیم رکھا جب بالغ ہوا تو پہلے راجہ بھگونت کی دختر سے اُس کی شادی ہوئی۔ پھر راجہ موٹہ ولد راجا مال دیو جودھ پور کے والی کی دختر سے اُس کا نکاح باندھا گیا۔ اکبر شاہ کی رحلت کے بعد سلیم شاہ تیس سال کی عمر میں آگرہ میں تخت نشین ہوا اور جشن علم میں اپنا نام ابوالمظفر نورالدین محمد جہانگیر بادشاہ مقرر کیا راجہ بھگونت کی بیٹی سے شاہزادہ خسرو شاہ پیدا ہوا اور راجہ موٹا کی بیٹی سے شاہزادہ خُرّم تولد ہوا آخر خسرو شاہ بد صحبت لوگوں کی مجلس میں بدخیال پیدا کر کے اپنے باپ سے باغی ہوا۔ بادشاہ نے اُس کو گرفتار کر کے قید کروا دیا۔ اور قید میں ہی مر گیا۔ جہانگیر بادشاہ دوسرے سال کابل کے سیر کو گیا جب علی مسجد میں پہونچا تو وہاں بادشاہ نے اپنی آنکھ سے دیکھا کہ عنکبوت کلاں خرچنگ کے برابر ہے اور اُس نے ایک بڑے سانپ کو مار ڈالا

جب کابل میں پہونچا تو ستاکہ بامیان کی حد میں جو بلخ کی طرف ہے پہاڑ میں ایک درے کے درمیان ایک مردہ تابوت میں پڑا ہے کہ اس کے مرنے سے اب تک چار سو سال گذرتے ہیں اور وہ اسی طرح درست پڑا ہے اور خون اس کے زخم سے جاری ہے - جہانگیر بادشاہ نے معتمد خاں کو چند آدمیوں کے ہمراہ بھیجا کہ اصل حقیقت حال کو معلوم کرآوے - پس معتمد خاں ان لوگوں کی رہبری سے وہاں پہونچا دیکھا کہ ننانی گز زمین سے بلند ایک شگاف ہے اس کے اندر گئے تو ایک مکان تین گز طول اور ایک گز چوڑا دیکھا جب اس کے اندر گئے تو مکان مربع چار در چار گز تھا - اس میں ایک تابوت دیکھا کہ شمع اس کے پاس جل رہی تھی تابوت کے اندر میت کو دیکھا کہ رو بقبلہ دونوں ہاتھ شرمگاہ پر رکھے ہوئے اور ایک چھوٹا سا کپڑا شرمگاہ پر رکھا ہوا ہے باقی تمام بدن ننگا ہے اس کے بدن کے اندام جتنے زمین کے متصل ہیں وہ بوسیدہ ہوگئے ہیں اور جو زمین سے اوپر ہیں وہ سب درست ہیں - انگلیوں کے ناخن اور ہاتھ پاؤں سلامت ہیں اور زخموں سے خون جاری ہونے کی افواہ غلط تھی کوئی خون نہ دیکھا گیا وہاں کے لوگ اوس بزرگ کو شہید کہتے تھے اور وہاں اکبر بادشاہ کے وقت کا ایک پرانا باغ تھا جہانگیر بادشاہ نے بھی ایک نیا باغ وہاں لگایا جو اس وقت دونوں باغ شاہ لالاں کے نام سے مشہور ہیں پھر وہاں سے ہندوستان میں آیا - جہانگیر کے عہد کا ایک مشہور واقعہ یہ ہے کہ اس نے شیر افگن خاں کی بیوہ مہرالنسا خانم سے شادی کی اس وقت سے اس بیگم کا نام نورمحل قرار پایا - اور پھر نورمحل سے نورجہاں ہوگئی - یہ بیگم ایران کے ایک بڑے شریف و امیر خاندان کی بیٹی تھی - جہانگیر اس کے حسن و جمال پر چھوٹی عمر میں فریفتہ ہوگیا تھا - جس وقت اکبر بادشاہ زندہ تھا - اور اکبر بادشاہ نے معلوم کرکے نورجہاں کی شادی ایک ایرانی نوجوان سے کردی تھی اور اس کو شہزادے کی نظر سے دور رکھنے کے لئے بردوان کا حاکم مقرر کردیا جب جہانگیر بادشاہ ہوا تو اس نے قطب الدین صوبہ بنگالہ کو لکھا کہ وہ شیر افگن کو سمجھا کر نورجہاں کو طلاق دلوا دے - مگر شیر افگن نے یہ بات منظور نہ کی اور آخر قطب الدین اور شیر افگن خاں میں لڑائی کی نوبت پہونچی اور اس میں

وہ دونوں مقتول ہوئے اس کے بعد نورجہاں دہلی میں بلائی گئی اور یہاں
پہونچکر محل شاہی میں داخل ہوئی - لیکن بادشاہ اپنے خاوند کا قاتل جانکر
کچھ عرصے تک اُس کی صورت سے بیزار رہی - مگر کچھ مُدت بعد جہانگیر نے
اُسکو پرچالیا اور پھر وہ بادشاہ کے نکاح میں آن کر ملکہ ہند بنی اس کا نام -
بادشاہ کے نام کے ساتھ سکہ میں داخل ہوا - اور اس کے اختیار واقتدار
کی کچھ حد نہ رہی اس کا باپ وزیر اعظم مقرر ہوا اور اس کا بھائی آصف خاں
بھی ایک منصب اعلے پر سرفراز ہوا - جہانگیر اگرچہ مے خواری اور عیش وعشرت میں غرق رہتا
تھا مگر ان دونوں کی خیر اندیشی ودانشمندی سے امور سلطنت میں کچھ خلل نہ پڑنے پایا نورجہاں
بیگم کے نام کا سکہ یہ ہے - ۵

بحکم شاہ جہانگیر یافت صد زیور
بنام نورجہاں بادشاہ بیگم زر

شاہزادہ خورم بڑا ہوشیار اور باوقار تھا اُس کا درجہ چہار ہزاری سے سی ہزاری تک
پہونچا اور بیس ہزار سوار اُس کے ہمرکاب رہتے تھے اور وہ اپنی جاگیر پر عیش وعشرت کرتا تھا
اور جہانگیر کا سب سے چھوٹا بیٹا شہریار تھا اس سے نورجہاں کی بیٹی جو شیر افگن سے تھی
بیاہی گئی اس لئے نورجہاں یہ چاہتی تھی کہ جہانگیر کے بعد شہریار تخت نشین ہو اور نورجہاں
نے شاہزادہ خورم کی جاگیر ضبط کرکے اپنے داماد شہریار کو دے دی - شاہزادہ خورم نے
باپ کے حضور میں عرضی لکھی - بادشاہ نے نورجہاں بیگم کے حکم کا فسخ کرنا مناسب نہ سمجھا
کیونکہ بادشاہ اُس کے آگے دم نہ مار سکتا تھا اور شہزادہ خورم کو ایک جاگیر عنایت فرمائی
شاہزادہ خورم جو کئی ایک لڑائیوں میں بڑا نام پاچکا تھا اپنے باپ سے ناراض ہوکر سرکشی
اختیار کرنے لگا اور اپنی قوت وجوانمردی سے بنگالے پر قبضہ کرکے اُس میں دو برس
تک حکمران رہا شہزادہ اسی دستور بغاوت پر قائم تھا کہ جہانگیر اپنی عادت کے موافق کشمیر
گیا اور وہاں اُس کو ضیق النفس کی مرض عارض ہوئی اور دن بدن بڑھنے لگی - ابتداء
ایام سردی میں وہاں سے واپس ہوا اور راہ میں سخت بیمار ہوگیا - دہلی پہونچکر یکشنبہ ۲۸
صفر سنہ ۱۰۳۷ ہجری میں فوت ہوا - نورجہاں بیگم بادشاہ کا تابوت لاہور میں لائی اور کنارہ دریائے
راوی پر شاہدرہ کے پاس قاسم خاں کے باغ میں دفن کرکے ایک عالیشان عمارت اُس پر

بنا کی جو آج تک شاہی مکانوں سے یادگار ہے۔

فرد

چو تاریخ وفاتش جست کشتی
خرد گفتا جہانگیر از جہاں رفت

نور جہاں کی جہانداری کا دن بے نور ہو گیا جس روز سیاہ کے اندیشے کا برسوں سے بندوبست کر رہی تھی وہ وقت آگیا۔ آصف جاہ کو بلا بھیجا کہ شہریار کے لیئے کچھ تدبیر کرو مگر بھائی نے اُس کو نظر بند کر لیا اور سب کی آمدورفت بند کر دی اُس نے بھی بہتیرے منصوبے کھیلے مگر عورت تھی کوئی چال اُس کی نہ چل سکی آخر رضا بقضا دے کر بیٹھ گئی۔

نور جہاں خود شاعر بھی تھی اور شاعروں کی قدردانی بھی کرتی تھی چنانچہ ایک دن جہانگیر نے جو نئی قبا پہنی۔ تو اُس میں لعل کی گھنڈیاں لگی ہوئی تھیں۔ نور جہاں نے دیکھ کر یہ شعر پڑھا۔

ــــه

ترا نہ تکمہ لعل است در لباس حریر
شُد است قطرۂ خون منت گریبان گیر

اور ایک دن باغ کے سیر کو گئی تمام باغ میں پردہ ہو گیا۔ مونھ پر نقاب ڈالے ہنستی بولتی مصاحبوں کے ساتھ چلی جاتی تھی مرزا صیدی شاعر اُسی دن شہر میں پہونچا تھا اور اسی باغ کے کنارے ایک کوٹھی پر اُترا تھا اُسے خبر نہ تھی کہ نور جہاں بیگم یہی ہے بے تکلف یہہ شعر پڑھا۔

ــــه

بُرقع برُخ افگندہ بُرد ناز بباغش
تا نکہت گُل بیختہ آید بدماغش

نور جہاں نے سُنکر حال دریافت کیا پانچ سو روپیہ تو اُسی وقت انعام دیا اور پھر بلا کر شعرا دربار میں داخل کیا۔

جہانگیر کی وفات کے بعد شاہزادہ خورم باپ کے مرنے کی خبر سُنکر منازل طے کرتا ہوا اکبرآباد میں پہونچا۔ ۳۷ سال کی عمر میں ۱۰۳۶ ہجری میں تخت پر جلوس فرمایا اور ایک جشن تخت نشینی کا منعقد کر کے اپنا لقب اور نام ابوالمظفر شہاب الدین محمد صاحب قران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی رکھا اور ہر ایک امیر اور ارکان سلطنت کو بقدر مراتب و منصب کے

ممتاز و سرفراز فرمایا اور شاہزادگان محمد دارا شکوہ و محمد شجاع الملک اور محمد اورنگ زیب اور خواتین اور لشکر کے سردار اور غلام اور خاص خادم جتنے لاہور میں تھے بادشاہ کی ملازمت میں آگرہ پہونچے جشن دس تاریخ ماہ رجب کو ہوا ایک کروڑ اسی لاکھ روپیہ نقد اور چار لاکھ بیگہہ زمین اور ایک سو بیس گاؤں مستحق لوگوں کو صدقہ اور انعام میں دیئے اور ایک عالیشان عمارت شہزادگی کے وقت جو شکارگاہ میں بنائی تھی اور اس کا نام پہلے شیخوپورہ تھا اب جشن میں اس کا نام جہان آباد مقرر ہوا لیکن اس وقت کہ ۱۳۰۸ ہجری ہے پھر وہ شیخوپورہ کے نام پر مشہور ہو گیا اور اس کے نام کا ظہور جو جہان آباد تھا یسی ملک ملکی صفات فلکی درجات فریدون عنان رستم رکاب سکندر زمان ملک جہان خان رسالدار میجر سردار بہادر ڈرانہ جہانگیر آبادی کرفقار جہان تک اس کا نام باقی رہے پردہ غیب سے عرصہ شہود پر ظاہر ہوا۔

ابیات

قضا صولت قدر قدرت دلیرے	یکار خنجر و شمشیر شیرے
شجاع ابن الشجاع ابن الشجاع است	جہان آباد او خیر البقاع است
پئے برج مروت گوہر است این	پئے برج فتوت اختر است این
جہان خان کہ وصف آن جہان ہست	در اقلیم مکارم کامران است
بحمد اللہ کہ از فضل الٰہی	خدائش داد دولت لاتناہی
ز ہر دولت فزون صاحب دل بیش	مبارز خان فرزند حق اندیش
جوان بخت و جوان دولت جوان است	گہ تدبیر پیر کاردان است
خدا تا بر فلک خورشید دارد	بدولت ہر دو را جاوید دارد

گفت نامی آمین از ملک باد
قبول از صاحب ارض و فلک باد

شاہ جہان نے بادشاہ ہو کر نور جہان بیگم کے لیئے پچیس لاکھ روپیہ کی جاگیر مقرر کر دی اور بہت عزت و حرمت سے رکھا مگر نور جہان کی آنکھوں میں جہان سیاہ تھا۔ رنجیدہ شوہر کے بعد جب تک زندہ رہی رنگین کپڑے نہ پہنے آخر بارہ برس کے بعد وفات پائی۔ اور شاہدرہ میں خاوند کے مقبرہ کے پاس دفن کی گئی چنانچہ ٹوٹا پھوٹا گنبد اس کا اب بھی

موجود ہے ۔

شاہجہان نے بعض بعض مکانات اپنے زور اقبال سے نئے فتح کیے اُس کی اولاد سے محمد داراشکوہ سنہ ۱۰۲۴ ہجری میں ممتاز بیگم کے پیٹ سے پیدا ہوا اور محمد شجاع الملک سنہ ۱۰۲۵ ہجری میں پیدا ہوا ۔ اور محمد اورنگ زیب سنہ ۱۰۲۷ ہجری میں پیدا ہوا ۔ چوتھا محمد مراد بخش سنہ ۱۰۳۳ ہجری میں پیدا ہوا ۔ اور لڑکیوں کے نام یہ ہیں ۔ جہان آرا بیگم نواب روشن آرا بیگم نواب ریبہیر بانو بیگم ۔ شاہجہان نے داراشکوہ کو ولی عہد کیا تھا یہ کام تمام شہزادوں کو ناگوار ہوا ۔ خصوصاً اورنگ زیب تو اس بات سے بہت ہی ناراض ہوا جب شاہجہان نے اُن کی کدورت معلوم کی تو داراشکوہ کو پنجاب کی جاگیر اور مراد بخش کو گجرات کی دیہی اور اورنگ زیب کو دکن ۔ اور شجاع الملک کو بنگالہ عنایت فرمایا ۔ کچھ مدت کے بعد بادشاہ کو حبس البول کی بیماری ہوئی اور داراشکوہ نے امور سلطنت میں دخل دیا آخر بالاستقلال میں مخیل ہوا پس اورنگ زیب نے دکن میں سکہ اور خطبہ اپنے نام پر جو عالمگیر مقرر کیا ہوا تھا جاری کیا اور لشکر جرار بیشمار داراشکوہ پر چڑھا کر مقابلہ شروع کیا جسونت سنگھ داراشکوہ کے لشکر کا افسر اپنے بادشاہ کے آگے بڑھ کر لشکر کثیر کے ساتھ راجپوتوں اور دلاور بہادروں کے ہمراہ عالمگیر اورنگ زیب کے لشکر سے جنگ کرنے لگا ۔ جنگ شدید کے بعد جسونت سنگھ نے شکست کھائی ۔ چھ ہزار بہادر اور بڑے بڑے سردار اور لشکر کے سپاہی وہاں میدان کارزار میں کام آئے ۔ اور عالمگیر کے لشکر سے ایک بہادر قلی خان مارا گیا اور چند بہادر زخمی ہوئے ۔ عالمگیر نے یہ بڑی فتح پاکر پھر لشکر کثیر کے ساتھ داراشکوہ پر چڑھائی کی ۔ داراشکوہ نے بھی بے انتہا لشکر جمع کرکے جنگ کا ارادہ کیا ۔ شاہجہان بادشاہ نے کہ اُس وقت بیمار اور ناتوان ہو چکا تھا ۔ داراشکوہ کو صلح کا پیغام بھیجا ۔ لیکن داراشکوہ لشکر کے غرور پر کسی کی نہ مانتا تھا ۔ ساٹھ ہزار سوار جرار لے کر دہلی سے چڑھا ۔ القصہ جنگ شدید ہوا ۔ داراشکوہ ناتجربہ کاری سے آگرہ سے بھاگتا ہوا راتوں رات دہلی پہونچکر قلعہ گیر ہوا ۔ عالمگیر اورنگ زیب اپنے باپ کی ملاقات کے واسطے عرضیاں لکھتا رہا ۔ لیکن شاہجہان نے اُس کی ملاقات منظور نہ فرمائی پس اورنگ زیب نے اپنے معتبر امیر آگرہ کے قلعہ پر محافظ مقرر کیے اور اُن کو سمجھایا کہ میرا باپ جو فرمائش کرے اُس کو بجا لاویں مگر اُس کو اکبرآباد سے باہر نہ جانے دیویں اور حاذق طبیبوں کو بلا کر اُن کو نقد دولت بیشمار سے

سرفراز کیا اور شاہجہان کے علاج پر اُن کو مقرر کیا اور وعدہ دیا کہ جب میرا باپ شفا یاب ہوگیا تو میں تم کو انعامات کثیرہ سے مالامال کر دوں گا - اور خود دہلی کی طرف کوچ کیا جب لاہور کے نزدیک پہونچا تو داراشکوہ وہاں سے بھی بھاگا - اور ملتان سے گذرتا ہوا بھکھر میں جا پہونچا اور وہاں سے ارادہ قندھار کا کیا - عالمگیر اُس کے پیچھے ملتان تک پہونچا اور چند روز وہاں رہکر واپسی کا ارادہ کیا - شہزادہ شجاع الملک نے جب اپنے باپ شاہجہان کی نظر بند ہونے اور داراشکوہ کے بھاگ جانے اور عالمگیر کے ملتان تک تعاقب کرنے کی خبر سُنی تو اکبر نگر سے جو اُس کا دارالملک تھا سلطنت کے داعیہ پر مع فوج کے تخت شاہی کو متوجہ ہوا - عالمگیر نے خبر پاکر نہایت جلدی سے منزلیں طے کرکے اس کو رستے میں ہی جا گھیرا اور دونوں بھائیوں کی لڑائی شروع ہوئی - پہلی لڑائی میں شجاع الملک کے بہادروں نے داد شجاعت کی دی اور بعضے امیر اورنگ زیب کے نمک حرام ہوکر شجاع الملک سے مل گئے اس لئے اورنگ زیب کو شکست فاحش اور ہزیمت عظیم ہوئی مگر عالمگیر دو ہزار بہادر مردوں کے ساتھ میدان میں ثابت قدم رہا - اور شجاع الملک بسبب ناتجربہ کاری اور قواعد جنگ کی ناواقفی کے سبب اپنے خاصوں کو لیکر وہاں سے بھاگ نکلا - عالمگیر نے ایک مہینہ وہاں قیام کیا اور اس طرف سے داراشکوہ اپنے ہمراہیوں کو بھکھر میں چھوڑ کر قندھار سے پھرتا ہوا چارسو سوار کے ساتھ گجرات میں پہونچا اور ایک مہینہ میں ۲۲ ہزار فوج جمع کر لی اور وہاں کے بعضے راجے بھی اُس کے ہمراہ ہوگئے پھر بعضے تماشابیں زبان آوروں اور خوشامدی لوگوں کے اغوا سے گجرات سے اجمیر میں پہونچا اور عالمگیر سے جنگ کرنے کا ارادہ مصمم کیا جب عالمگیر کو اطلاع ہوئی تو اجمیر کو لشکر کھینچا - پس اقبال عالمگیری اور ہیبت و شوکت خداداد کو لشکر جتنے راجے داراشکوہ کے ہمراہ آئے تھے سب مارے خوف کے کانپنے لگے - اور داراشکوہ کی رفاقت سے علیحدہ ہوکر عالمگیر سے آملے اگرچہ داراشکوہ کے پاس لشکر قلیل رہگیا - لیکن بحکم ضرورت اور لاچاری کے میدان میں آیا کئی روز تیر اور تفنگ کا جنگ رہا - چوتھے روز عالمگیر کی فوج نے تیغ کا جنگ شروع کیا اور خون ریزی سے میدان سُرخ کر دیا - آخر فتح و ظفر عالمگیر کے نام ہوئی داراشکوہ چند آدمی اور کچھ قلیل مال ہمراہ لے کر روپوشی کی حالت میں گجرات کو بھاگ گیا - اورنگ زیب نے اس فتح کے بعد تخت شاہی پر جلوس فرمایا

عالم گیری سکہ چلنے لگا اور خطبہ بھی اسی کے نام پڑہا جاتا تھا داراشکوہ نے گجرات میں پہونچکر قندہار کا ارادہ مُصمم کیا جب گجرات سے چل کر کچھ منزلیں طے کرچکا تھا تو عالم گیر کو اوس کے ارادے سے خبر پہونچی لشکر بھیجکر اُس کو گرفتار کروایا - داراشکوہ بمعہ فرزند اپنے سپہر شکوہ کے گرفتار ہوکر عالم گیر کے پاس لایا گیا - عالم گیر نے اُس کے قتل کا حکم دیا اُس وقت یہ دو بیت اُس کی زبان سے نکلے -

بیت

روزیکہ شود اِذا السماءُ انفطرت　　　وآندم کہ بود اِذا النجومُ انکدرت

من دامن تو بگیرم اندر عرصات

گویم ناقہ بایّ ذنبٍ قتلت

داراشکوہ کو قتل کر کے ہمایوں بادشاہ کے مقبرہ میں دفن کیا اُس کے قتل ہونے کی تاریخ یہ ہے -

فرد

عقل پائے ادب گرفت وبگفت

قتل داراشکوہ شد تاریخ ۱۰۶۹ھ

سپہر شکوہ اور سلیمان شکوہ اُس کے دونوں بیٹے گوالیار کے قلعہ میں قید رہے لوگوں کو داراشکوہ کے مارے جانے کا سخت افسوس ہوا مگر عالم گیر کے ڈر سے کوئی بول نہ سکتا تھا چنانچہ یہ بیت اُسی مضمون کا نقشہ کھینچ کر دکھاتا ہے -

بیت

اے سکندر نہ رہی تیری بھی عالم گیری

کتنے دن آپ جیا جس لیئے دارا مارا

شاہجہاں قلعہ آگرہ میں ۸ سال محبوس رہا اور ۱۰۷۶ھ ہجری میں وفات پائی داراشکوہ کے مرنے کے بعد عالم گیر کے چھوٹے بھائی مراد بخش کا حال سُنو - یہ گوالیار کے قلعہ میں قید تھا معلوم ہوا کہ اس کا ارادہ بھاگنے کا ہے اُسکو وہاں سے طلب کیا اور ایک بہانہ سے اُس مروا ڈالا اور شجاع الملک نے جب ہزیمت پائی تو اورنگ زیبی فوج نے اُس کا پیچھا نہ چھوڑا آخر اراکان کے راجہ کے

پاس چلا گیا وہاں جا کر مفقود الخبر ہو گیا ۔ عالم گیر نے دکن پر لشکر بھیجا اور تمام علاقہ جات دکن کو ماتحت کر لیا ۔ پھر سیواجی ایک راجہ سے بڑی لڑائیاں ہوئیں آخر اُس کے ملک کو فتح کیا راجہ جے سنگھ عالم گیر کا سپہ سالار تھا ۔ اُس نے مرہٹوں سے لڑکر بڑی بڑی شجاعتیں دکھلائیں اور عالی شان فتوحات حاصل کیں اس بادشاہ نے اپنے باپ کے قید کرنے اور اپنے بھائیوں کو مروا ڈالنے میں اگرچہ اپنے نام پر بدنامی کا کلنک لگا لیا تھا مگر آخر بڑے بڑے نیکی کے کام کئے کفار سے عالیشان فتوحات پائیں ۔ مساجد عالیہ کی عمارتیں بنا کیں اور خیرات و صدقات میں بڑا نام پایا علوم دین کی ترویج میں اور اہل علم کی قدر دانیوں میں جو جو کار نمایاں اس بادشاہ سے ظہور میں آئے اس کو نیک نامی کا تمغہ دے گئے آخر عمر میں بیجاپور کی فتح سے بادشاہ کی شان و شوکت کے سامان اور زور و شور کے نشان ایک سے ہزار ہو گئے مگر دفعتہً پیام اجل آیا اور یکایک ایسی طبیعت بگڑی کہ ۹۰ برس کی عمر میں سارے ارمان سینے میں لیئے ہوئے دنیا سے چلا گیا ۔

ابیات

شارع شرع شریعت با شجاعت با سخا ۔۔۔ بعد عالم گیر شل کس نیامد بخطا
خود جہان خان و میانہ خان کم ذوق تر شد ۔۔۔ ہمچو عالم گیر در پنجاب عالم گیر شد
با دولت عزہ جاہ و شان زتلمے شد دعا
از ملایک باد آمیں و اجابت از خدا

عالم گیر کا انشاء موسوم بہ رقعات عالم گیری اور فقہ شریعت میں فتاوی عالمگیری جو اس نے بڑے بڑے نامور فاضل جمع کر کے اور ان کو ہزارہا روپیہ انعام دیکر تصنیف کرایا تھا اس کے نیک یادگار ہیں ۔

عالم گیر کے انتقال کے وقت اُس کا ایک بیٹا محمد اعظم شاہ باپ کے پاس تھا اس نے باپ کی تجہیز و تکفین کی باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا اور باپ کی فوجوں اور خزانوں پر قابض و متصرف ہوا اور محمد معظم بہادر شاہ جو اپنے باپ کے حکم سے کابل میں بیٹھا تھا ۔ وہاں اُس نے باپ کی بیماری کی خبر سُنی وہاں سے چلا اور اثناء راہ میں

وفات کی خبر اوسکو پہونچی اُس نے محمد اعظم شاہ لکھا کہ میں بھی دہلی میں آتا ہوں محمد اعظم شاہ نے لکھا کہ - دو بادشاہ در اقلیمے نگنجد - پس سلطان معظم بہادر شاہ نے اپنی فوج سمیت ملتان جانے کا ارادہ کیا - چوں کہ اُس کا بیٹا معزالدین صوبہ ملتان کا حاکم تھا ملتان میں پہونچکر اپنے بیٹے کو ہمراہ لیا اور راستے اکبرآباد میں پہونچا اس کا دوسرا بیٹا عظیم الشان نام جو بنگالہ میں رہتا تھا وہ بھی آگرہ میں باپ کی خدمت میں پہونچا - ایک کروڑ کتنے لاکھ روپیہ باپ کی نذر گذرانا - چنانچہ سامان جنگ فوجیں گھوڑے ہاتھی توپ خانے مہیا کر دیئے - محمد اعظم شاہ نے یہ خبر سُنی وہ بھی لشکر لے کر مقابلہ کو آیا اور آگرہ میں دونوں بھائیوں کی سخت لڑائی ہوئی کہتے ہیں کہ ہندوستان میں ایسا شدید جنگ کبھی نہ ہوا تھا چنانچہ آج تک اس جنگ کی شدت ضرب المثل ہے - محمد اعظم شاہ اس جنگ میں مارا گیا اُس کا بیٹا عالی تبار نام گرفتار ہوا - محمد اعظم بہادر شاہ اپنے مقتول بھائی کو دیکھ کر زار زار رویا اور اُسکے بیٹے عالی تبار کو نہایت پیار اور کمال مہربانی سے اپنے بیٹوں میں شامل کیا اور اُسکی پرورش اپنے بیٹوں کی طرح کرتا تھا - جب سلطان معظم تخت نشین ہوا تو اُس کے بھائی سلطان کام بخش کو بنگالہ میں خبر پہونچی اور جب سلطان اعظم کے قتل ہونے کی خبر سُنی - تو لشکر لے کر جنگ کے ارادہ پر روانہ ہوا - لیکن چوں کہ سلطان محمد معظم بہادر شاہ سلیم الطبع کم آزار آدمی تھا - اُس نے جنگ نہ چاہا - نصائح آمیز پیغام بھیجے اور فساد کے مٹانے کے لیئے بہت کوشش کی لیکن کام بخش اپنی بیوقوفی کے سبب سے باز نہ آیا آخر سلطان معظم نے لشکر بھیجا اور حیدرآباد کے علاقہ میں سخت لڑائی ہوئی کام بخش تیر کے زخم سے مجروح ہوا اور اُس کو ایک ڈولے میں اُٹھا کر بادشاہ کے پاس لائے - بہادر شاہ اُس کو دیکھکر رویا اور کہا کہ میرا دل نہ چاہتا تھا کہ تجھے ایسی حالت میں دیکھوں مگر تو نے میری نصیحت نہ سُنی کام بخش بھی رو یا - اور کہا جو تقدیر میں لکھا تھا وہ ہو گیا - ٹھنڈا سانس بھرا اور جان دی - بہادر شاہ نے اُس کی اولاد سے بھی سلوک کیا - یہ بادشاہ علم فقہ اور حدیث اور تفسیر میں دستگاہ کامل رکھتا تھا لیکن مذہب اسکا امامیہ تھا اس نے سوا پانچ برس بادشاہت کی پس لاہور میں ۱۱۲۴ھ ہجری میں فوت ہوا - اس کے بعد امیروں کے کئی جتھے ہو گئے اور تخت کے وارثوں میں

ایسی تلوار چلی کہ برس دن میں کئی دعوے دار شاہزادے مارے گئے اُس وقت
فرخ شیر عالمگیر کا بیٹا اکبر نگر میں تھا جب آگرہ میں پہونچا تو اُس وقت اعزالدین
شاہزادہ اسباب جنگ توپیں اور جواہرات اور زر بے شمار گھوڑے اور ہاتھی اور
تنبو چھوڑ کر راتوں رات کہیں بھاگ گیا تھا یہ سارا اسباب سلطان فرخ شیر
کے ہاتھ لگا۔ ادہر سلطان معزالدین اسّی ہزار سوار اور بے شمار پیادے لیکر فرخ شیر
کے مقابلہ پر آیا۔ فرخ شیر کے لیئے وہ دن قیامت کا نمونہ تھا اور قریب تھا کہ بھاگ
جاوے مگر خدا کی تقدیر سے سلطان معزالدین کی معشوقہ کا ہاتھی جس کا نام رانی
لال کنور تھا۔ سرکشی کرکے بھاگ چلا اور اُس کے پیچھے جتنے ہاتھی تھے۔ وہ بھی
اُس کے پیچھے بھاگ چلے۔ سلطان معزالدین جو رانی کے عشق میں بے تاب تھا
بے ہوشی اور بے خودی کی حالت میں آکر بے اختیار ہوگیا اور اُس نے بھی اپنا
ہاتھی اُسی طرف دوڑایا۔ چنانچہ قلب شاہی میں جتنے بہادر سوار تھے سب نے
بادشاہ کے پیچھے پس پشت گھوڑے دوڑائے۔ تمام لشکر نے سمجھا کہ بھاج پڑ گئی سارا لشکر
فراری ہوگیا۔ پس فرخ شیر کے لشکر نے اُن کا تعاقب کیا اور پیچھے سے تلوار چلانی شروع کی
معزالدین کا لشکر خاک میں ملا دیا اور بہت سا جنگ کا اسباب اور گھوڑے اور ہاتھی
فرخ شیر کے لشکر نے غنیمت میں لوٹے سلطان معزالدین جہان آباد میں پہونچا اور اس کے
ساتھ کوئی لشکر اور محافظ نہ رہا۔ فرخ شیر نے اندھیری رات میں چند آدمی بھیجے انہوں نے
سوتے ہوئے کو جاکر قتل کیا۔ اب سلطان فرخ شیر تخت نشین ہوا مگر یہ بادشاہ اپنے خیر خواہوں
کے کہنے پر کم اعتماد رکھتا تھا۔ اور جو وزیر و سپہ سالار اُس کے باعث تقویت ہوئے تھے
اُنھیں کے مارنے کے درپے ہوا عبداللہ خان و سعادت خان اس کے سخت دشمن
دلی ہوگئے آخر وزیر اور امیروں میں جدال شروع ہوا۔ اور سلطان فرخ شیر حرم سرا
میں چھپ گیا۔ خیر خواہوں نے فساد کے رفع کرنے کے واسطے عرض کی مگر فرخ شیر باہر نہ
آتا تھا۔ قطب الملک ایک امیر نے حرم سرا میں جاکر بادشاہ کو سر کے بالوں سے پکڑا ہر چند
عورتوں نے گریہ وزاری کی اُس نے کھینچ کر فرخ شیر کو تنگ و تاریک حجرہ میں بند کردیا
عورتیں چیختی پکارتی رہیں اور اُس نے اوس حجرہ کو قفل لگا کر اُس پر محافظ مقرر کیئے عبداللہ خان
[illegible] رفیع الدرجات پسر شاہزادہ رفیع الشان کو قید سے نکال کر [illegible] بادشاہ

آرائش شاہانہ کے اُسی گنبد سے اور چرکیں لباس میں اس کے گلے میں موتیوں کی مالا ڈال کر سر پر تاج شاہانہ رکھدیا اور تخت پر بٹھادیا - توپوں کی شلق ہوئی اور شادی کے نقارے بج گئے فرخ سیر دو مہینے قید رہا - بعضوں کے نزدیک اس کو زہر دی گئی - اور بقول بعض قتل کیا گیا - پس رفیع الدرجات چونکہ مریض اور پوست بھنگ کا عادی تھا تین مہینے اور گیارہ دن بادشاہی کر کے مرگیا - اس کے بعد شمس الدین رفیع الدولہ محمد شاہ جہان ثانی رفیع الدرجات کا بڑا بھائی امیروں نے قید سے نکال کر تخت پر بٹھایا وہ بھی تین مہینے اور چند روز کے بعد مرگیا - شاہزادے تو بہت سے قید میں پڑے تھے مگر ایسا لایق اور عقل کا پورا کوئی نہ ملتا تھا - چنانچہ روشن اختر شاہ عالم کا پوتا قید سے نکال کر تخت پر بٹھایا گیا یہ شاہزادہ سلیم گڑھ میں قید تھا اور اس کی والدہ بھی سلطان معزالدین کے عہد سے قید میں تھی جب یہ تخت پر بیٹھا تو سترہ سال کا تھا - اس نے اپنے سکہ پر اپنا نام ابوالفتح ناصر الدین محمد شاہ لکھوایا - یہ شہزادہ تو لڑکا تھا اور برسوں سے قید خانے میں آنکھیں بند کر کے پڑا تھا - مگر اس کی ماں جانتی تھی کہ تخت بادشاہوں کا ذبح بن گیا ہے اس لئے وہ اپنے بیٹے کی تخت نشینی کے وقت سوچنے لگی کہ ان سرکش امیروں کا جب تک کوئی بندوبست نہ ہو حکمرانی کرنی مشکل ہے اس نے یہ تجویز سوچی کہ دو امیر جن کا نام حسین علی اور عبداللہ تھا - اور یہ دونوں کسی شہزادہ کو تخت پر نکلنے نہ دیتے تھے ان کو درمیان سے ہٹایا جاوے ماں نے بیٹے کو سمجھایا کہ ترکوں سے اتفاق کر کے سیدوں کو نکال دو تو بات بن جائے گی بادشاہ نے بھی یہی تجویز کی - رفتہ رفتہ بادشاہ کی حمایت سے ترکوں نے زور پایا - اور ان کے زور سے بادشاہ کی بادشاہت میں زور آیا - چنانچہ وزیر اور سپہ سالار سب مارے گئے اور ان کی قوم کا نام دربار سے مٹ گیا تو دربار فساد کے غبار سے صاف ہوا اب محمد شاہ نے امور سلطنت میں امیروں وزیروں کو دخیل کیا تمام ملک کا انتظام امیروں وزیروں پر چھوڑا اور خود ناچ رنگ شراب کباب سے ایسا عیش کے دریا میں ڈوبا کہ کسی بات کی خبر نہ رہی قلمرو کے انتظام میں بہت خلل واقع ہوئے - چوروں غارت گروں ظالموں اور باشوں کے لئے عید کا زمانہ تھا محمد شاہ رنگیلے کی سلطنت کو غنیمت بلکہ اپنی بخت بیداری شمار کرتے تھے اور غفلت شاہی کی زیادتی کی دعا خدا سے مانگتے تھے - اسی اثنار میں ایک مرد رضا قلی نام قوم نغشار سے جو ایک ترکوں کے قبیلے کا نام ہے ایک گڈریا تھا اس کا باپ

خراسان تھا کہستان میں اس نے غارت گری شروع کی۔ جب غلزئی افغانوں نے ایران کی سلطنت پر غلبہ پایا تو اُس وقت اس نے راہزنی اور غارت گری چھوڑ کر سپہ سالاری کا منصب پایا۔ چونکہ بڑا دلاور اور نامور بہادر مشہور ہو گیا لوگ اس سے بہت ڈرتے تھے رفتہ رفتہ اس نے خود فوجیں رکھنی شروع کیں اور غارت گر لوگ اس کی طبیعت سے مانوس ہو کر اس کے ہمراہی ہوتے گئے یہانتک کہ اُس کی قوت بہت ہی بڑھ گئی پھر اس نے ایران کے والی سے جنگ کیا اور اُس کو تخت سے اوتار کر خود تخت نشین ہوا بعد ازاں اُس نے تخت کے وارثوں اور بہادروں اور ایران کے خاندانوں کی تباہی میں ہاتھ کھولا۔ بہت سے افغان اس کی قلمرو سے بھاگ کر ہندوستان میں محمد شاہ کے زیر سایہ آن بیٹھے پس رضا قلی نے ایران کی نواحی میں اپنا عمل دخل کیا اور ضابطہ بیٹھایا۔ اُس وقت اس نے اپنا نام نادر شاہ ایرانی رکھا۔ اور محمد شاہ بادشاہ کو لکھا کہ جس قدر افغان ہمارے ملک سے بھاگ کر تمھارے پاس پہونچے ہیں۔ اُن کو واپس بھیجو۔ محمد شاہ اور اُس کے اُمرا و وزرا راگ رنگ اور شراب نوشی میں مست ہو کر خواب غفلت میں پڑے سوتے تھے اُنہوں نے نہ جواب لکھا اور نہ ایلچی کو رخصت کیا۔ پھر نادر شاہ نے قندہار فتح کیا اور قندھاریوں میں تلوار رکھی اُن کے بال بچے قتل کیے اور ملک لوٹ لیا اس وقت بھی قندہاری افغان بتعداد کثیر بھاگ کر محمد شاہ کی پاس آئے اور نادر شاہ نے محمد شاہ کو سفیر بھیجا کہ ہمارے ملک کے افغان واپس بھیجو پھر بھی محمد شاہ نے کمال بے التفاتی اور مے نوشی سے فراغت نہ پانے کے سبب نہ قاصد کو روانہ کیا اور نہ کوئی جواب لکھا پھر نادر شاہ نے کابل کو فتح کیا اور کابلیوں کی خونریزی پر ہاتھ بڑھایا۔ اور کابل کے افغان بھاگ کر محمد شاہ کے پاس امن یاب ہوئے اب سہ بارہ اُس نے نہایت غصہ سے محمد شاہ کو لکھا کہ میرے فرمان کا جواب کیوں نہیں آتا۔ پھر بھی یہاں وہی حال تھا نہ خط کا جواب لکھا نہ قاصد کو واپس روانہ کیا اس کام سے نادر شاہ کو نہایت غصہ و دلگیر ہوا اُس نے وہ سوار دہلی میں روانہ کئے تقدیراً جلال آباد میں اُن کو رہزنوں نے قتل کر دیا اور اُن کا اسباب لوٹ لیا ایک اُن کے ہاتھ سے بچا وہ دہلی میں پہونچ کر محمد شاہ کے دربار میں استغاثہ لے گیا۔ امیروں وزیروں نے اُنکو محمد شاہ تک جانے نہ دیا اُس کے حال پر کسی نے توجہ نہ فرمائی نہ اس کی کسی نے بات سُنی۔ پھر وہ نادر شاہ

کے پاس پہنچا اور جو کچھ دیکھا اور سُنا تھا بیان کیا چنانچہ چند روز کے بعد نادرشاہ نے
ایلچیوں کی تباہی سُنکر پھر ایک خط لکھا اور اپنے خطوں کی بے جوابی نے اُسے بھی ہندوستان
کی طرف کھینچ کر یہاں پہونچایا تھا الغرض خبروں کے علاوہ کابل لاہور وغیرہ کے حاکموں
کی عرضیاں بھی آتی تھیں اور یوں ہی پھینکی جاتی تھیں کوئی پڑھتا بھی نہ تھا بلکہ جب لوگ
نادرشاہ کے آنے کی خبریں دیتے تو امراء دربار سُنکر خفا ہوتے۔ اور کہتے کہ لوگوں کو نادرشاہ
کے آنے کی خبریں بہت جلدی پہونچ جاتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ جب حاکم کابل کی عرضی
محمد شاہ کو پہونچی تو اُس وقت مہتاب باغ میں بیٹھا تھا۔ سامنے ایک حوض تھا اور ناچ
ہو رہا تھا۔ چونکہ اس وقت نہایت سرور کا عالم تھا عرضی کے لے کر گوشہ اس کا شراب میں
ڈبویا اور یہ مصرع پڑھا۔

(ع)

ایں دفتر بے معنی غرق مے ناب اولے

نادرشاہ کے ایلچی جو دربار دہلی میں روکے ہوئے تھے اُن کی طلبی میں نادرشاہ
نے پھر نامہ لکھا یہاں دربار میں یہ مقدمہ اُٹھ رہا تھا کہ کئی خط اور کئی ایلچی آئے اور
اُدھر سے جواب بھی نہیں گیا۔ اب جواب کیا لکھیں اور لکھیں تو اُس میں القاب کیا
لکھیں کیوں کہ وہ اصل میں نادرقلی ہے کوئی خاندانی بادشاہ نہیں ہے نادرشاہ
اپنی فوج کے سمیت پشاور کے رستے روانہ ہوا۔ پس پشاور کے امیر نے ویر ہزار فوج
کے ہمراہ اُس کا رستہ روک لیا۔ نادرشاہ نے ایک اور رستے سے اٹک کے رستے
دریا سے گذر کر لاہور کا راستہ لیا اور لاہور میں پہونچ کر دہلی روانہ ہوا۔ جب محمد شاہ نے
افواج نادری کا لاہور سے گذرنا سُنا تو اپنے شہر سے باہر آکر کرنال میں فوج جمع کی
برہان الملک اور صمصام الدولہ کچھ فوجیں اور توپخانہ لشکر شاہی سے لے کر نادرشاہ
کے لشکر سے ایک کوس دور اُترے پس نادرشاہ نے اپنے لشکر کے تین حصے کئے
دو حصوں کو آگے بھیجا اور ایک اپنے پاس رکھا۔ چنانچہ صمصام الدولہ سے لڑائی
ہوئی۔ صمصام الدولہ وہیں مارا گیا اور برہان الملک گرفتار ہوا اور محمد شاہ کی فوج
کے اکثر سردار مارے گئے۔ اُن کے تنبو اور گھوڑے اور ہاتھی اور توپیں نادرشاہ کے
لشکریوں نے لوٹے۔ برہان الملک جب نادرشاہ کے پاس پہونچا۔ تو اُس نے صلح
کی بات کو چھیڑا۔ برہان الملک کو نادرشاہ نے بہت مہربانی سے اپنے ساتھ دسترخوان

پر بٹھایا۔ چنانچہ اُس نے مصلحت آمیز باتیں کر کے نادرشاہ کو اس بات پر راضی کر لیا
کہ حضور دو کروڑ روپیہ سالانہ محمد شاہ سے لیا کریں اور اس بات پر صلح ہو جائے اور یہیں
سے آپ واپس تشریف لے جائیں نادرشاہ اس بات پر راضی ہو گیا۔ برہان الملک
نے یہ سب حال محمد شاہ کو لکھا۔ اور ایک رقعہ آصف جاہ کو بھیجا کہ تم آ کر اس امر کا
فیصلہ کر جاؤ۔ یہاں سب دریائے حیرت میں غرق بیٹھے تھے کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے
اور حیران تھے کہ اب کیا کرنا چاہیئے یہ خبر سنتے ہی خوش ہو گئے۔ محمد شاہ نے آصف جاہ
کو روانہ کیا۔ اُس نے برہان الملک کے ذریعہ سے نادر کی ملازمت حاصل کی۔ اور
بعد گفتگو کے یہ ٹھہرایا کہ دو کروڑ روپیہ مصارف جنگ اور خرچ راہ کی بابت لیجئے اور یہیں
سے واپس تشریف لے جائیے نادر نے یہ بات منظور کی اور آصف جاہ عہد و پیمان کر کے
وہاں سے رخصت ہوا۔ مگر محمد شاہ کے سامنے جا کر ان کاموں کو اپنی کارگذاری کی لباس
میں ظاہر کیا یعنے برہان الملک کی حسن خدمت کو اڑا دیا حضور سے خاندوران اور امیر
الامرائے کا خطاب اور خلعت بیش بہا آصف جاہ کو عنایت ہوا۔ برہان الملک
کا ذکر بھی کسی نے نہ کیا۔ دوسرے دن محمد شاہ کی ملاقات کی تجویز ٹھری ادہر سے بادشاہ
بڑے احتشام اور دبدبے سے روانہ ہوئے۔ اُدہر سے نادر نے اپنے بیٹے کو استقبال
کے لیئے بھیجا۔ وہ رستے میں آ کر ملا۔ بادشاہ نے تخت رواں کو زمین پر رکھوا کر ملاقات
کی۔ اُس نے فرزندانہ طور سے معانقہ کیا اور ہمرکاب ہو کر نادرشاہ کے پاس لے گیا
نادرشاہ لب فرش تک استقبال کو آیا۔ اپنی مسند پر نہایت تعظیم سے بٹھایا۔ بعد
اس کے برادرانہ باتیں شروع کیں۔ دیر تک مجلس گرم رہی اور محمد شاہ وہاں سے ہنسی
خوشی واپس آیا۔ برہان الملک امیر الامرائے کے منصب کو اپنا حق سمجھے بیٹھا تھا۔
اُس نے جب آصف جاہ کے خلعت و خطاب کا حال سُنا تو بہت بگڑا اور محمد شاہ
کی ناقدردانی پر سخت افسوس کیا۔ اور نادرشاہ سے کہا کہ حضور نے کیا غضب کیا۔ جو
ہندوستان کے قارونی خزانے چھوڑ کر دو کروڑ روپے پر راضی ہو گئے یہ رقم تو فقط
غلام ادا کر سکتا ہے۔ اور بادشاہی خزانے اور امرا اور مہاجنوں کے گھرانوں کے
کیا ٹھکانے ہیں۔ البتہ شہر یہاں سے چالیس کوس ہے حضور وہاں تک تکلیف
فرما دیں نادرشاہ خوش ہو گیا اسی وقت آصف جاہ کو بلا بھیجا وہ خوشی خوشی پھر

حاضر ہوا۔ اُسے حکم ملا کہ تم ٹھرو۔ اور اپنے بادشاہ کو بلالو۔ آصف جاہ نے کہا کہ عہدنامے میں یہ نہیں ٹھرا تھا۔ نادر نے کہا کہ ملک و سلطنت اور بادشاہ کی عزت و آبرو سے ہمیں کچھ تعرض نہیں ہم فقط ایک ملاقات اور کرنی چاہتے ہیں آصف جاہ نے ناچار بادشاہ کو لکھا۔ محمد شاہ عمدۃ الملک وغیرہ چند امیروں اور چند خواجہ سراؤں کو لے کر آئے۔ نادر شاہ نے عزت و احترام کے ساتھ الگ خیمے میں اُتروایا اور کہا کہ بھائی محمد شاہ سلطنت اور دربار کا سامان معہ حرم سرا کے منگوا لو اور خاطر جمعی سے یہیں رہو۔ لشکر میں بھی حکم بھیج دیا کہ جو چاہے ہمارے لشکر میں آ جائے اور جو چاہے دلی چلا جائے بعد اس کے اپنا فرمان اور بادشاہ کا شقہ ایک اپنے سردار کو دے کر شہر کو روانہ کیا اس نے جاتے ہی قلعہ دار سے کنجیاں لیں اور سب کارخانوں پر قبضہ کر لیا۔ لشکر کے لوگ پریشان ہو کر بھاگے۔ بہتوں کو ولائیتوں نے لوٹ کر باندھ لیا جو ان سے بچے وہ رستے کے گجروں نے مارے جیتے بچے تو ننگے گھر پہونچے دوسرے دن نادر شاہ بھی شاہ کو لے چلے اور دلی میں داخل ہوئے پانچ چار دن کے بعد عید قربان آئی مسجد میں خطبہ نادر شاہ کے نام سے پڑھا گیا۔ اور چوں کہ دوہرا دربار تھا۔ اس لئے بڑی دھوم کا تزک و احتشام ہوا مگر قربانی اس عید کی عجیب و غریب ہوئی یعنے عصر کے وقت تک تمام شہر میں امن و امان سے عیش و عشرت ہو رہی تھی۔ جو دفعۃً بھنگڑ خانے میں بیٹھے بیٹھے ایک بھنگڑ بولا کہ واہ محمد شاہ رنگیلے آخر بادشاہی پیچ کھیل ہی گیا۔ دوسرا بولا کیا اس نے کہا کہ حرم سرا میں موقع تاک کر ایک قلماقنی سے مغلے کو (یعنے نادر شاہ کو) مروا دیا یہ ہوائی دفعۃً اڑی اور ہوا کی طرح تمام شہر میں پھیل گئی۔ غضب یہ ہوا کہ نادری سپاہی جو ایک ایک دو دو گلی کوچوں میں بے تکلف پھر رہے تھے۔ ان کو لوگوں نے بے وارثا سمجھ کر قتل کرنا شروع کر دیا۔ رات کو نادر کو خبر پہونچی۔ اُس نے فوج کو حکم دیا کہ اپنی جگہ پر قایم رہو۔ اگر تم پر چڑھ کر آئیں تو جواب دو۔ نہیں تو چپ چاپ بیٹھے رہو۔ رات بھر برابر تلوار چلتی رہی اور صبح تک سات سو ولائیتی شہر میں کٹ گیا۔ افسوس یہ کہ ارکان دربار چپکے تماشا دیکھتے رہے بلکہ چند اشخاص کہ جن کو نادر شاہ سے کہہ کر اپنے گھر لے گئے تھے وہ بھی مارے گئے نادر نے صبح کو اٹھ کر پوچھا تو وہی

حال سُنا حیران ہوا کہ کرنال کے جنگ میں کل تین ولایتی مرے اور یہاں سیکڑوں
صد ہا سپاہی اس طرح ضائع ہو جاتے - دنیا آنکھوں میں اندھیر معلوم ہوئی اُسی
وقت نکلا اور گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کو دیکھتا ہوا چلا - کہ شاید مجھے زندہ و سلامت
دیکھکر یہ طوفان تھم جائے - اور دہلی کے قتل عام کا دھبہ میرے نام پر آئے
مگر شہر کے لوگوں نے اس پر بھی پتھر پھینکنے شروع کر دیئے - بلکہ بندوقیں بھی
ماریں یہاں تک کہ ایک مصاحب کا پہلو زخمی ہوا - ساتھ ہی دیکھا کہ جا بجا ایرانی
غریب الوطنوں کی لاشیں پڑی ہیں - یہہ دیکھ کر اُس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا اور
قتل عام کا حکم دے کر کہدیا کہ جہاں تک کوئی قزلباش مرا ہوا نظر آئے ایک آدمی جیتا نہ
رہے - آخر سُنہری مسجد میں آ کر قتل عام کی علامت ظاہر کی یعنے تلوار کھینچ کر مسجد میں بیٹھ گیا
کوچوں میں خون کے نالے بہ گئے اور گھروں میں آگ لگ کر زمین سے آسمان تک
دُھواں دھار ہو گیا - نادر شاہ کا غصہ خدا کا قہر - بادشاہ اور امیر سب دیکھتے تھے اور
دم نہ مار سکتے تھے - ایک بڈھا خواجہ سرا محمد شاہ کے پاس روتا ہوا آیا اور کہا کہ حضور
کے باپ دادا کی رعیت سب قتل ہو گئی - محمد شاہ سُنکر آبدیدہ ہوا اور اتنا کہا کہ ؎

دیدۂ عبرت کشا قدرت حق را ببیں
شامت اعمال ما صورت نادر گرفت

دو پہر کے قریب جب عالم میں کہرام مچ گیا تو پھر سب نے آصف جاہ سے رجوع
کیا - وہ تلوار گلے میں ڈالے سر برہنہ کئے خاموش نادر کے سامنے جا کھڑا ہوا اور
رونے لگا نادر کے دل میں بھی خدا نے رحم ڈالا پوچھا کہ چہ میخواہی - اُس نے
یہ شعر پڑھا - ؎

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی
مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

نادر نے شرما کر سر جھکا لیا - تلوار میان میں کی اور کہا کہ "بریش سفیدت بخشیدم"
اسی وقت شہر میں ایرانی نقیب اور چاوش امان امان کہتے ہوئے دوڑے
اور پل کے پل میں امن ہو گیا - کچھ دن دونوں بادشاہوں میں ضبط ربط رہا اور
اسی عرصے میں نصر اللہ میرزا نے اپنے بیٹے کی ایک شہزادی سے شادی کی دو مہینے

دہلی میں رہ کر خاطر خواہ نقد وجنس اور جواہر جس قدر سمیٹ سکا یہاں تک تخت طاؤس
تک بھی اوٹھا لیا اور سونا چاندی کے چکی کے پاٹ ڈھلوا کر اونٹوں پر لدوا لئے غرض
کُل تیس کروڑ روپے کا اثاثہ لے کر روانہ ہوا اور ڈیرہ جات کابل اور پنجاب کے ادن
علاقوں کو جن کا روپیہ کابل کی فوج میں لگا ہوا تھا - اُنہیں ہندوستان سے نکال کر
ایران کی سلطنت میں داخل کیا اور واپس ہو کر چلا گیا اور سنہ ۱۱۶۰ ہجری میں فوت ہوا
بعض کا قول ہے کہ علی قلی خان اُس کے بھتیجے نے پاسبانوں اور محافظوں کو جو
خاص نادری خیمہ پر مقرر تھے اُن کو زر کثیر کا طمع دے کر نادر کے قتل پر آمادہ کیا تا کہ سنہ
مذکور میں اُن نمک حراموں نے اُس کو سوتے ہوئے پاکر سر کاٹ لیا اور علی قلی خان کے
پاس بھیج دیا - اور علی قلی خان سے طہماسپ کی مدد سے اپنا لقب علی شاہ مقرر کر کے
تخت نشینی کا رتبہ پایا - جب نادر شاہ ہرات میں آیا تھا تو ایک امیر احمد خان ولد محمد زمان خان
ہرات کے رہنے والے کو حسین خان رئیس نے قندہار میں قید کیا ہوا تھا - نادر شاہ نے
اُس کو وہاں سے نکال اپنے ہمراہ ایران میں لیجا کر قید کیا - جب نادر شاہ مارا گیا تو یہہ
شخص قید سے نکل کر چند مدت میں فوجیں جمع کر کے قندہار میں تخت نشین ہوا دوسرے
ملک بھی مسخر کئے - پھر احمد شاہ ابدالی اپنا نام رکھایا - جو معروف احمد شاہ درانی سے ہوا
پھر ہندوستان کی تسخیر کے ارادہ پر اٹک کے راستہ سے گذرا اور ۱۱۶۱ھ میں جب پہونچا لاہور
کے حاکم شاہ نواز خاں نے اُس سے جنگ کیا شاہ نواز خاں کو ہزیمت آئی اور وہ دہلی
کو چلا گیا - احمد شاہ بھی اُس کے پیچھے دہلی روانہ ہوا محمد شاہ بادشاہ نے اپنے پسر احمد شاہ
کو فوجیں دے کر اُس کے مقابلہ پر بھیجا - چنانچہ دونوں احمد شاہوں کا مقابلہ سرہند میں
واقع ہوا آخر سترویں روز احمد شاہ درانی کو شکست ہوئی اور احمد شاہ بن محمد شاہ فتح
پاکر باپ کی خدمت میں پہونچا مگر افسوس کہ اُسی دن محمد شاہ فوت ہو گیا اُس وقت
سنہ ۱۱۶۱ ہجری تھا - احمد شاہ بن محمد شاہ فتح یاب ہو کر سرہند سے پانی پت میں پہونچا
وہاں باپ کی وفات کی خبر سُنی اور دہلی میں پہونچکر تخت نشین ہوا اور مجاہد الدین
محمد ابو النصر احمد شاہ بہادر شاہ بادشاہ غازی کے لقب سے ملقب ہوا - پھر احمد شاہ
درانی لاہور میں آیا اور وہاں کے صوبہ دار معین الملک نے اُسکو سیالکوٹ اورنگ آباد
اور گجرات کا علاقہ دے کر صلح کی اور وہ قندہار میں چلا گیا - لیکن جب معین الملک نے

اپنا وعدہ وفا نہ کیا۔ تو پھر احمد شاہ درانی لاہور میں پہونچا اور معین الملک سے جنگ کیا یہ جنگ ساتھ مہینے تک ہوتا رہا۔ آخر معین الملک گرفتار ہوا اور احمد شاہ نے اُسکو لاہور کی صوبہ داری بدستور عنایت فرمائی اور لاہور و ملتان کا علاقہ اپنی سلطنت سے ملحق کر دیا۔ پھر احمد شاہ بن محمد شاہ کے امیروں میں مخالفتیں شروع ہوئیں آخر عماد الملک غازی الدین خان نے نمک حرام امیروں سے متفق ہو کر احمد شاہ بن محمد شاہ کو اُس کی والدہ کے سمیت قید کر لیا۔ اور احمد شاہ کی آنکھیں نکال کر اندھا کر دیا۔ آخر وہ بیچارہ ۱۱۶۸ھ ہجری میں فوت ہوا۔ پھر اعزالدین عالم گیر ثانی عماد الملک کے ذریعہ سے تخت نشین ہوا نظام الملک کا پوتا غازی الدین خان جو عالم گیر ثانی کا وزیر ہوا یہ بڑا فتنہ پرداز شخص تھا اس نے پنجاب کو پھر سلطنت دہلی میں شامل کرنے کا قصد کیا۔ اس وجہ سے احمد شاہ ابدالی نے پھر جھنجھلا کر ہند پر تیسری بار یورش کی اور دہلی میں لوٹ مار کرنے کے بعد نجیب الدولہ روہیلے افغان کو وزیر سلطنت مقرر کر کے قندھار کو واپس چلا گیا پھر امیروں۔ اور عماد الملک میں نزاع واقع ہوا اور رفتہ رفتہ شاہزادہ علی گوہر بن عالم گیر ثانی کے ساتھ جو ہانسی میں جاگیر دار تھا عماد الملک کی خصومت یہاں تک بڑھی کہ نوبت بہ جدال پہونچی اگرچہ پہلی دفعہ شاہزادہ کو شکست پہونچی۔ لیکن فتح اُس کے نام ہوئی۔ عماد الملک نمک حرام نے ایک اور فریب کیا کہ مہدی علی کشمیری کو دہلی میں روانہ کیا اور بادشاہ کے حضور میں لکھا کہ یہ مہدی علی ایک کامل ولی اللہ اور لائق زیارت کے ہے حضور اس کی زیارت سے مشرف ہوں۔ محمد عالم گیر ثانی بھولے بادشاہ نے اُس کے دام فریب میں آکر دہلی کے باہر چند آدمیوں کے ساتھ مہدی علی کا استقبال کیا۔ مہدی علی انسان صورت شیطان سیرت نے اوس خوش اعتقاد بادشاہ کو اکیلا پا کر قتل کر دیا۔ اور اُس کی لاش کو دریائے جمنا میں ڈال دیا یہ واقعہ ۱۱۷۳ھ ہجری میں ہوا۔ اس کے بعد ابو المظفر جلال الدین محمد علی گوہر شاہ عالم بن عالم گیر ثانی اپنے باپ کی وفات کے وقت موضع کھتولی میں تھا اُس وقت مرہٹے لاہور سے ملتان تک قابض ہو گئے اور نجیب الدولہ جس کو احمد شاہ درانی لاہور میں وزیر سلطنت کر گیا تھا۔ اُس کو غازی الدین خان نے مرہٹوں کی امداد سے نکال دیا۔ اور رگھوناتھ راؤ مرہٹے نے پنجاب پر حملہ کیا۔ مرہٹوں کی اس مداخلت سے احمد شاہ درانی نے ہند پر چوتھی بار چڑھائی کی اور یہ بڑا سخت حملہ تھا

احمد شاہ درانی نے پھر دلی پر تسلط کر لیا اور مرہٹوں کو پانی پت پر ایسی شکست دی کہ ان میں دم تک باقی نہ رہا۔ آخر احمد شاہ درانی نے علی گوہر کو تخت پر بیٹھایا۔ اور غنیمت و غارت بے شمار حاصل کر کے قندھار کو معاودت کی۔ شاہ عالم ثانی الہ آباد میں مقیم تھا کہ مرہٹوں نے اس کو اپنے داؤ پیچ اور فریب میں لا کر اپنے ساتھ ملا لیا اور ضابطہ خاں کو جو اپنے باپ نجیب الدولہ کی جگہ وزیر اعظم تھا دلی سے نکالنے پر آمادہ ہوئے۔ چنانچہ ان کا یہ منصوبہ پورا ہوا اس وقت سے لے کر انگریزوں کے دلی فتح کرنے تک وہاں مرہٹوں کا خوف ڈنکا بجتا رہا۔ اس عرصے میں چند روز کے لئے پٹھانوں کا فریق پھر زبردست ہو گیا۔ چنانچہ تھوڑے عرصہ تک شہر دہلی روہیلوں کے قبضہ میں رہا اور شاہ عالم بادشاہ بھی انہوں نے اپنے قابو میں کر لیا۔ اس وقت روہیلوں کے سردار ضابطہ خاں کے بیٹے غلام قادر نے ایک بڑی نالائق حرکت کی کہ اول تو شاہ عالم کے بیٹوں اور پوتوں کو بادشاہ کی آنکھوں کے سامنے بڑی بڑی اذیتیں پہونچائیں پھر بیچارے بوڑھے بادشاہ کی آنکھیں خنجر سے نکال لیں۔ مگر چند ہی روز میں مرہٹے آن پہونچے اور انہوں نے بادشاہ کو اس ظالم ستمگار کے ہاتھ سے چھوڑایا۔ لیکن بادشاہ پھر بھی نہایت تنگدست اور بے اقتدار رہا بادشاہ کے نابینا ہونے سے بعد شہر دہلی انگریزی کمپنی کے قبضہ میں آیا اور انگریزوں نے شاہ عالم کو مرہٹوں کے پنجے سے چھوڑایا۔ سرکار انگریزی کی طرف سے بادشاہ مذکور کو لاکھ روپیہ ماہواری بطور پنشن ملتا تھا۔ یہ بادشاہ ۱۲۲۱ھ ہجری میں فوت ہوا۔ اس کی وفات کے بعد اکبر شاہ بن شاہ عالم بادشاہ باپ کی مسند پر بیٹھا اس وقت کمپنی بہادر کی حدود سلطنت پنجاب تک پہونچی تھی۔ اور اپنے باپ کی طرح یہ بادشاہ بھی سرکار انگریزی کا پنشن خوار رہا۔ اور ۱۲۵۳ھ ہجری میں فوت ہوا۔ پھر اس کا بیٹا سراج الدین ابو ظفر بہادر شاہ اس کا جانشین ہوا اس بادشاہ کی تاریخ تولد لفظ ابو ظفر سے نکلتی ہے جو ۱۱۸۹ھ ہجری ہوتے ہیں اور ۱۲۵۳ھ ہجری میں تخت نشین ہوا یہ بھی بدستور سابق لاکھ روپیہ ماہواری سرکار انگریزی سے پنشن پاتا رہا۔ یہ بادشاہ شعر گوئی میں بڑا ماہر تھا۔ چنانچہ مرزا ذوق اور مرزا غالب اس کے زمانہ میں لاثانی شاعر گذرے ہیں جو اس کے استاد تھے علم تصوف کی کتابیں اکثر مطالعہ میں رکھتا اور فن موسیقی میں بھی اس کو مہارت تھی

اس بادشاہ پر خاندان تیموریہ کا سلسلہ ختم ہوگیا وہ ۱۸۵۷ء کے غدر میں سرکار انگریزی کی باغی فوج کے ساتھ مل گیا - اور جو کچھ ظلم باغی فوج نے کیئے ان کرانے یا روا رکھنے کے گناہ میں قید ہو کر رنگون میں جلا وطن کیا گیا - اور وہیں مفلوج ہو کر مر گیا اس کی تاریخ وفات کا قطعہ یہ ہے -

قطعہ

سراج دین ابوظفر مسافر — بسوے جنت ہوا روانہ
کہ جس کی باعث شے تو شی سے — چھلک رہا تھا ایاغ دہلی
چراغ دہلی جلوس کا سال ہے — سو اب یہ مطابق اوس کے
سروش غیبی نے سال رحلت کہا
بجھا ہے چراغ دہلی ہو

ایک دیوان کلان زبان اردو میں اور ایک شرح گلستان سعدی جو نہایت عجیب اور نئی طرز کی شرح ہے اس بادشاہ کی تصانیف سے یادگار ہیں قصہ بغاوت اہل ہند اور احوال محاربات و گرفتاری شاہ مذکور کی تفصیل اخیر سلطنت انگلشیہ پر لکھی جاویگی -

عیسائی بادشاہوں کی سلطنت کا بیان

پہلے ہم سلاطین قدیمہ رومیہ کا ذکر کرتے ہیں - ان کا پہلا بادشاہ روماس ریسیہ یا دختر نمومیٹر بادشاہ البلیا کا فرزند تھا - جب عمولیس نے اپنے بھائی نمومیٹر کو البلیا کے تخت سے اتار کر خود تخت پر قبضہ کر لیا تو اس وقت اپنی بھتیجی ریسیہ یا کو کہا کہ تو خاوند ہرگز نہ کرنا - وہ اسی طرح بے روح عمر بسر کرتی تھی چند نا کے بعد ریسیہ یا کے دو لڑکے پیدا ہوئے - اور ریسیہ یا نے اپنے چچا کو کہا کہ میرا حمل مارس دیوتا سے ہے - ایک کا نام روماس اور دوسرے کا نام ریمس رکھا پس عمولیس نے دونوں لڑکوں کو دریا کے کنارے ایک درخت کے نیچے پھنکوا دیا - پس فاسطولس نام ایک مرد نے دونوں لڑکوں کو گھر میں لیجا کر بڑی حفاظت سے پرورش

کیا اور اون کو قن شاہانہ سکھلائے جب دونوں لڑکے حد بلوغ کو پونہچے تو اونھوں نے اپنے اخلاق حمیدہ سے اکثر رعایا کو اپنی طرف راغب کرلیا۔ آخر عمولیس نے تخت کو چھوڑ دیا اور نمٹومیٹر تخت نشین ہوا نمٹومیٹر کی وفات کے بعد روماس نے تخت سمبھالا روماس بڑا سخی خوب صورت جوان اور بڑا دانا تھا۔ اُس نے ملک مین بڑا اقتدار حاصل کیا اور متواتر فتوحات کرنے لگا رعایا کی اسائش کیواسطے قوانین و آئین اختراع کیئے۔ حضرت عیسے علیہ السلام کی پیدائش سے پہلے سات سو پندرہ سال ایک دن اپنی فوج کا جایزہ لے رہا تہا کہ یکایک اوسپر آسمان سے بجلی گری اور اوسکے صدمہ سے وہین مرگیا اسکے بعد جولیس قیصر اسکا بیٹا سولہ سال کی عمر مین تخت نشین ہوا اور بعض لکھتے ہین کہ جولیس قیصر اسکا با اختیار وزیر تھا آخر بیوفائے سے اسکو قتل کرکے خود تخت پر بیٹھا یہہ جولیس بڑا دلیر اور شجاعت مین شیر تھا اسنے بہت ملک فتح کیئے اور اپنے ہمعصر بادشاہوں سے بہت لڑائیاں لڑا چنانچہ اوسکے حملے انگلستان پر انگریزی تواریخوں اور کتب روسیہ مین مرقوم ہین جس سے اوس کی بہادری اور دلاوری معلوم ہوتی ہے۔ آخر بروطس جو ریاست کا خواستگار تھا اوس نے جولیس کو قتل کیا جولیس کے بعد اغوسطس تخت نشین ہوا یہہ بادشاہ بڑا سخی رحم دل اور صاحب خلق تھا۔ چنانچہ تمام رعایا اسکے عہد مین کمال امن او آرام سے زندگی بسر کرتی تھی اور اسکا وزیر مسینہ نام نہایت نیک خلق اور نیک نام وزیر تھا اسکی سبب سے بھی اس بادشاہ کی نیک نامی زیادہ ہوئی۔ اغوسطس کی ایک لڑکی جولیا نام تھی اوس نے اپنے باپ کے اذن سے مارسس نام ایک شخص سے جو بھتیجا اغوسطس کا تھا نکاح کیا جب مارسس مرا تو جولیا نے اغوسطس کی اجازت سے مارکس اگیپا کو اپنا زوج بنایا جب وہ بھی مرگیا تو طبریس کے نکاح مین آئی اور اغوسطس نے طبریس کی والدہ سے نکاح کیا جس کا نام لویا تھا طبریس کا ایک بھائی دورسس نام تھا۔ جو ایک جنگ مین مارا گیا اوسکے دو بیٹے جرمنیکس اور کلاودیس نام رکھتے تھے اور جولیا کی ایک لڑکی جولیس قیصر کے نکاح مین تھی۔ اغوسطس ۷۶ سال کی عمر مین ۱۴ عیسوی مین بمکان نولہ مین مرگیا اور طبریس اغوسطس کی وصیت سے تخت پر بیٹھا۔ یہہ بادشاہ بڑا بے رحم

اور ظالم تھا اسنے رعایا کے حقوق آون سے چھین لئے اور مجسٹریٹ کی تقرری رعایا
سے موقوف کردی اسکا بھتیجا جرمنی نام شہر مہون مین ایک عالیشان منصب پر
فائز تھا طبریس نے حسد کرکے اوسکو زہر دلوا کر مروایا اور ایلیس سجنس جو پریٹورین
گارڈ طبریس کا سردار تھا طبریس کا دشمن ہو گیا پس طبریس نے اوس سے سرداری
چھین لی اور اوس کو سولی پر کھینچا چونکہ رفتہ رفتہ طبریس کے ظلموں سے رعیت
ناراض ہو گئی تھی ملک مین بے انتظامی پھیلنے لگی اور اہل رعایا نہایت دل
تنگ ہوئے ۳۷ء عیسوی مین طبریس میکرو کے ہاتھ سے قتل ہوا اسکے بعد جرمنی
کا بیٹا کلیغولا تخت نشین ہوا اُس نے طبریس کے قاتل میکرو کو قتل کیا پہلے رعایا
سے بڑے خُلق سے پیش آیا۔ اور نہایت عدل و انصاف سے کارروائی شروع
کی مگر آخر بھیڑ کی صورت مین بھیڑیا نکلا ظلم اور تعدی اور قتل پر کمر باندہی چنانچہ
کسی کو جان اور مال اور عزت پر اعتماد اور امان کی امید نہ رہی اسنے طبریس
صغیر کو جو طبریس کبیر کا بیٹا تھا قتل کردیا اور رعایا کی گردن پر نہایت گران
ٹکس کا بوجھ ڈالا جو اون کی طاقت سے خارج تھا آخر اوسکو ٹربیون پریٹورین
گارڈ نے قتل کردیا یہہ واقعہ ۴۱ء عیسوی مین ہوا اب کلیغولا کے مارے جانے
کے بعد فوجی افسرون نے کلاودیص کو جو کلیغولا کا چچا تھا بادشاہی مین قبول کیا
ان سے رعایا کے حقوق کا واپس دینا بھی منظور کرلیا یہہ بادشاہ بڑا خلیق اور
رعایا پر مشفق اور دلیر و بہادر تہا۔ چنانچہ اسنے انگلستان مین جنگ کیا۔ اور
شاہ انگلستان کو قید کرکے روم مین لایا رعایا کو پوری امن مین رکھتا تھا اور
حقوق رعایا کے مد نظر رکھتا تہا بعض مورخون نے اسکو بیوقوف لکھا ہے۔ مگر
ٹھیک ہے زبان آور لوگون کی اصطلاح مین سنگدل اور بے مہر شخص کو زبردست
اور بہادر بولتے ہین۔ اور رحم دل اور صاحب مروت و نرم طبیعت آدمی
کو بیوقوف کہتے ہین ہان اتنی بات تھی کہ اوسکی امیر اور نائب اوس سے مخفی ظلم کرتے تھے
جس ظلم کی اوسکو اطلاع ہوتی تھی ظالم کو خوب سزا دیتا تہا اور بادشاہ کی ملکہ بھی
مخفی طور پر بدکاری کرتی تھی اور ایک شخص قیس سلیس نام سے عاشق تھی بادشاہ
سے مخفی اوسکو اپنے گھر مین بلاتی اور ناجائز کام کرتی اس ملکہ کا نام مسلینا تہا۔

جب بادشاہ کو اسکی بدکاری کی خبر ہوئی تو ملکہ کو بمعہ قیس سلیس کے قتل کر دیا پھر بادشاہ نے
ایک عورت سے نکاح کیا جس کا نام اگریپنا تھا اور اس سے ایک بیٹا نیرو نام پیدا
ہوا چونکہ نیرو سلطنت کے لائق نہ تھا اور اوسکی ماں اگریپنا نے سمجھا کہ باپ اسکو تخت
نہ دیگا لہذا لڑکے کے لالچ سے بادشاہ کو زہر دیدی اور اوسکو مار کر خود تخت سنبھالا
اور اپنے بیٹے نیرو کو ایک حکیم سینکا نام کے پاس تعلیم کے لئے بھیجا۔ لیکن حکیم سینکا
نیرو کی تعلیم مین برسون تک مستغرق رہا مگر نیرو نے کبہی علمی [illegible]
علم حاصل نہ کیا جب بالغ ہوا تو تخت پر بیٹھا مگر رات دن لڑکون کیساتھ کھیلتا
رہتا اور امور سلطنت سے اوسکو کچھہ آگاہی نہ تھی اسلیئے اوسکی والدہ انتظام امور
سلطنت مین مشغول رہتی اور تمام انتظام عدالت کا اپنے ہاتھ سے سرانجام دیتی
اور حکیم سینکا کو جو بڑا مدبر اور پورا دانا تھا پولٹیکل مشورون مین اپنا دمساز و
شریک رکھتی ایکدن نیرو بیوقوف کو کسی نے بھڑکایا کہا کہ تیری والدہ اور حکیم سینکا
آپس مین ملگئے ہین انہون نے تیری بادشاہی چھین لی ہے اور تجکو بادشاہی سے معزول
کر دیا ہے۔ اوس نے سنتے ہی ایک سپاہی کو حکم دیا کہ فی الفور میری والدہ کو قتل
کریں اوسنے اوسیوقت اوسکا سر کاٹ لیا اور وہ اپنے خاوند کے زہر دینے کا
پاکر ہلاک ہوئی اور نیرو بیوقوف نے حکیم سینکا کو کہا کہ تو میرے نزدیک واجب القتل
ہے۔ لیکن اسلیئے کہ تو میرا اوستاد ہے جس طرح کی موت تجھکو پسند ہو منظور کر۔ حکیم
حمام مین داخل ہوا اور اپنے تمام شریانون کو نشتر سے فصد کر دیا۔ خون کے فوارے
چھوٹے حکیم گرم پانی مین بیٹھا ہوا تھا۔ یہان تک کہ اوسکا تمام خون نکل گیا اور
مر گیا اس بیوقوف بادشاہ کے برے افعال اور بد احوال اور اوسکی بیوقوفیان
اور پاگل پن ان گنت و بیشمار ہین کچھہ اندک بطور مشت نمونہ خروار لکھا جاتا ہے۔ یہہ
پہلوانون کا تماشا اور بازیگرون کی تفصیل دیکھنے کا بڑا عاشق تھا ایکدن اسنے سنا کہ
بادشاہ یونان کے پاس بڑے پہلوان جمع ہین وہان ایک بہاری کشتی ہوگی اور بڑا دنگل
قایم ہوگا۔ جو پہلوان کشتی مین سبقت لیجائیگا وہ بادشاہ سے انعام پائیگا۔ اسلیئے یہہ بہی
پہلوانی کے انعام کے طمع سے یونان مین گیا اور وہان اوس کی نہایت مسخری ہوئی اور اس
[illegible] دنگل مین [illegible] ہونے دیا ایکدن اپنے بالاخانہ پر بیٹھا تھا

حکم دیا کہ تمام شہر مین آگ لگا دو شہر جلتا تہا اور یہہ تماشا دیکھتا تہا یہان تک کہ
تمام شہر جل گیا القصہ رعیت کے لوگ نہایت اوسکی ہاتھ سے تنگ تہے آخر ونڈکس جو
ہسپانیہ کا نائب تہا اوس پر فوج لیکر چڑہا نیرو اپنے ایک غلام کے گہر چھپ گیا آخر تلاش
کرکے ڈہونڈہ لائے اور جمہوری کی طرف سے مجسٹریٹ اور سرگروہون نے اوسکی سزا مقرر
کی جب اوسنے اپنے الزام سے سزا کی قید دوام کا حکم سنا تو غلام کو بڑی عاجزی سے کہا
کہ تلوار سے میرا سر کاٹ لے مجھسے اب جینا منظور نہین پس غلام نے اوسکا سر کاٹ
لیا۔ یہہ واقعہ سنہ ۶۸ عیسوی مین ہوا اب چونکہ ملک مین کوئی بادشاہ نہ رہا امور مملکت
مین خلل عظیم واقع ہوا۔ لہذا بالضرورت گالبا کو جو صوبہ دار کہیر تھا لوگون نے تخت
پر بٹھایا کچھہ زمانہ کے بعد طہو نام ایک لشکری افسر نے لشکر کو بغاوت پر آمادہ کرکے اپنے
ہمراہ ملا لیا اور خود بادشاہ بن کر گالبا کے مقابلہ پر نکلا پہلے چند بار گالبا نے اوسکو
ہزیمت دی آخر طہو کے مقابلہ مین گالبا قتل ہو گیا۔ اور طہو نے تخت پایا۔ طہو کے
جلوس سے تیسرے مہینے وطلیس نام ایک مرد نے لشکر جمع کرکے طہو سے مقابلہ کیا
طہو نے ہزیمت پائی اور خودکشی کرکے مر گیا۔ اب وطلیس تخت نشین ہوا وطلیس
بعینہ نیرو کا نمونہ تہا۔ بلکہ ظلم اور بے رحمی اور قتل و بیحیائی مین اوس سے کئی قدم
آگے بڑہا ہوا تھا۔ پس سپیشن نام ایک مرد اوٹھا اور اوس نے مظلوم لوگون کو جمع
کیا اور وطلیس کے مقابلہ پر آیا وطلیس نے اپنے بھائی سبیص کو صلح کی وکالت پر
بھیجا سبیص نے رومیون کو کہا کہ اسبات پر صلح ہونی چاہیئے کہ مدت موعود تک
وطلیس تخت نشین رہے اور اتنی مدت مین جتنا روپیہ آپ مقرر کرین اوس سے لیتے
رہین پس رومیون نے یہہ معاملہ اوس سے سنکر سبیص کو قتل کر دیا پس پریمس
سپیشن کی فوج کا افسر عین جنگ کیوقت مقابلہ مین پہنچا اور اوس نے وطلیس کو
گرفتار کرکے قتل کر دیا اور سپیشن تخت نشین ہوا تمام غمازون اور ظالمون اوباشون
اور خوشامدی لوگون کو دربار سے نکال دیا اور عام حکم دیدیا کہ جس شخص کو بادشاہ
کے ساتھہ حاجت ہو یا کوئی اپنی عرض سنانا چاہئیے تو بلا وسیلہ حضور
مین آکر بادشاہ کے روبرو عرض کرے۔ اور خود اوسی گہر
مین رہتا تھا جو اوسکا مسکینی کیوقت کا مسکن تہا۔ اسنے لوگون کے حقوق واپس دیئے

اور عدل کو تازہ رونق بخشی۔ اس نے یہودیوں سے سخت مقابلہ کیا اور فتح پائی آخر
اپنے بیٹے طیطوس کو اپنا ولی عہد کر کے کچھ مدت کے بعد فوت ہوا۔ طیطوس نہایت
عادل بادشاہ تھا۔ اس کو ہر وقت رعیت کے امن و امان کا خیال رہتا تھا گویا
خداوند کے فضل سے رحمت الٰہی کا نمونہ رومیوں پر نازل ہوا تھا۔ اس کے عہد میں
لوگوں کے دل سے ظلم کا حرف بھول گیا اور اس کی سخاوت سے تمام اقالیم کے لوگ
رومیوں کی خوش وقتی اور خوش نصیبی پر رشک کرتے تھے۔ ایک لائق آدمی اور صاحب
حیثیت کا قدر شناس تھا۔ اگر کسی کا نقصان ہو جاتا۔ تو اپنی گرہ سے اس کی رقم ادا
کرتا۔ چنانچہ روم میں ایک دفعہ آگ لگی سارا شہر جل گیا۔ طیطوس نے اپنے خزانہ
سے روپیہ خرچ کر کے لوگوں کے مکانات پہلی عمارت سے بہتر اور پختہ تیار کروا دیئے
اور تمام اسباب خانگی ہر ایک کا پہلے سے افضل رومیوں کے حوالے کیا یہ بادشاہ
۸۱ء میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اس کا بھائی دمیش نام تخت پر بیٹھا اس کا معاملہ
اپنے بھائی کے برعکس تھا۔ لچے بدمعاش غماز لوگ دربار کی رونق بنے اہل فن اور نیک
محضر لوگ اور بھلے مانس دربار سے نکالے گئے اس نے ایک عجیب قسم کا ظلم شروع
کیا۔ بہت سے نجومی اس نے جمع کر رکھے تھے وہ نجوم کے حساب سے جس کے حق
میں کہتے کہ فلاں شخص کا ستارہ اقبال ترقی پر ہے وہ بدبخت اسی کو قتل کراتا آخر
تمام قلمرو کے لوگ لاچار ہو کر جا بجا سرکش اور باغی ہو گئے۔ یہاں تک کہ درباری لوگ
بھی مخالف ہو گئے ۹۶ء میں اس کو لوگوں نے دربار عام میں قتل کیا اس کے بعد عام
رائے کے اتفاق اور امیروں وزیروں کی صلاح سے ایک شخص قصیص نام جو ستر سال
کی عمر کا تھا تخت پر بٹھایا گیا اگرچہ یہ سلطنت کے وارثوں سے نہ تھا مگر بزرگ اور نیک
سمجھ کر یہ امر اہم اس کے حوالے کیا گیا مگر اس سے بادشاہت کا انجام نہ ہو سکا اس لیے
چھ مہینے کے بعد امور مملکت کے کام سے تنگ آکر طراجان ایک شخص کو تخت پر بٹھا دیا
اور خود کنارہ کش ہوا۔ طراجان جب تخت پر بیٹھا تو جن بادشاہوں کو دمیشن
خراج دیا کرتا تھا ان سے یہ بات ناگوار پیش آیا اور خراج دینے سے عار کی چنانچہ خسرو شاہ
توران کا بادشاہ خراج کے انکار سے جنگ پر آمادہ ہوا آخر طراجان نے اس کو سخت
شکست دی اور دارالخلافت ادسیفن اور ملک شام و مین کا فتح کر لیا یہ بادشاہ

یتیموں مسکینوں محتاجوں کی پرورش کرتا تھا اس کے عہد میں روم کا ملک نہایت آباد
ہوگیا اور جنگ کے قواعد سے نہایت ماہر تھا - اپنی فوج کے ساتھ ہمیشہ پیدل چلتا
اور ہر ایک مشقت اور محنت میں جو سپاہیوں کو کرنی پڑتی یہ بھی اُن کا شریک اور
ہمراہ ہوتا آخر ۱۱۷ء میں فوت ہوا اس کے بعد عیدریان تخت نشین ہوا یہ نہایت
سخی مرد تھا دام دینار جمع نہ کرتا اور لوگوں کو کمال فیاضی سے فائدہ پہونچاتا اس لئے
جو ملک کے اطراف جوانب سے زبردستی لیئے تھے اس نے چھوڑ دیئے اور کہا کہ بادشاہی رعیت
کی خدمت کرنے کا نام ہے پس جتنی رعیت کی خدمت ہوسکے اُتنی ہی رکھنی چاہیئے
پس صرف ملک روم پر قناعت کر کے خاص و عام کی دلداری میں مصروف تھا رعایا
اور درباری لوگوں سے یکساں معاملہ رکھتا تھا - اس نے بہت شہر اور محلے جو ویران
ہوگئے تھے نئے سرے سے آباد کئے - اور بیت المقدس کو دوبارہ بنایا اور رعیت کی
گردن سے بھاری ٹکسوں کا بوجھ اوتار دیا - یہ بادشاہ ہر ایک علم سے ماہر تھا -
شاعری اور موسیقی میں اپنے وقت کا اُستاد تھا ۱۳۸ء عیسوی میں فوت ہوا اس کے
بعد انطونانس پایس بادشاہ ہوا - یہ بادشاہ بھی عیدریان کی طرح رعایا کی دلجوئی
میں مشاغل رہا - اور ایسے قانون نکالے جن میں سراسر رعایا کا نفع تھا ہمیشہ مفلسوں
اور محتاجوں کا حال پوچھتا تھا - اس کا انصاف اس قدر شہرہ آفاق ہوا تھا - کہ دوسری
ولایتوں کے بادشاہ اگر ان میں کوئی سلطنت یا تخت کا جھگڑا پڑتا تو اس سے فیصلہ کراتے
اور چونکہ یہ انصاف سے لکھتا اور کسی کی رعایت نہ کرتا - اس لیئے فریقین اس کی
بات کو رضا و رغبت سے منظور کرتے آخر ۱۶۱ء میں فوت ہوا اس کے بعد انیصوص
تخت نشین ہوا اور اس نے اپنا لقب مارتوس اریلص انطونانس اختیار کیا - یہ
بادشاہ عالم کامل تھا - قواعد سلطنت اور مہمات حالات بادشاہی میں اس نے بہت
کتابیں تصنیف کی ہیں اور جو جو باتیں بادشاہوں کو کرنی چاہیئے وہ ان کتابوں میں
اُس نے درج کی ہیں - چنانچہ وہ کتابیں ہر ایک بادشاہ اپنے مطالعہ میں رکھتا تھا
اس کا ایک بھائی - لیوشش ورص نام تھا - جب شاہ توران نے روم پر حملہ کیا - تو
لیوشش ورص فوج کا افسر ہوکر اُس کے مقابلہ پر گیا اور شاہ توران نے ملک شام
کو جو روم سے ملحق ہوگیا تھا - غارت و تباہ کر دیا آخر لیوشش ورص نے شاہ توران

کو شکست دی اور اپنی حد سے باہر نکالا - پس بادشاہ انیصورص نے ملک شام کی رعایا کا جو کچھ نقصان ہوا اپنے خزائن سے پورا کر دیا - آخر یوشتش اور انیص قوص ۳۶۵ء میں فوت ہوئے -

جاننا چاہیئے کہ دیشن کے بعد انیص درص تک روم میں نہایت امن رہا اور رعیت نے اپنا وقت عیش و عشرت کے ساتھ گذارا - ان بادشاہوں کے بعد جتنے بادشاہ ہوئے - وہ ظالم رعیت ستمگر رعایا کش اور خون نوش تھے - اس کے بعد اگرچہ کئی بادشاہ نامی بھی گذرے ہیں لیکن پریٹوریٔن کارڈ اگ اس قدر با اختیار ہو گئے تھے کہ روم کی سلطنت جس کو چاہتے تھے دے دیتے تھے اور جس کو چاہتے تخت سے اُتارتے ملک سے خارج کرتے قید کرتے یا قتل کر ڈالتے - اس وقت ایک ایک علاقہ روم کا ایک ایک حاکم پر منقسم ہو گیا - کیوں کہ پریٹوریَن کارڈ حکومت کو فروخت کرتے تھے - جو شخص اُن کو زیادہ قیمت دیتا پہلے کو قتل کر کے اُس کو دیدیتے پس کمرودص تخت پر بیٹھا - پھر پرنکس نے اُس سے تخت لے لیا - یہ دونوں بادشاہ ظالم تھے پس دیدلیس جونیس نے تخت خریدا اور تخت فروشوں نے پرنکس کو قتل کر کے دیدلیس جونیس کو تخت دیدیا - پھر صورص نے زیادہ قیمت دی اور ان لوگوں نے جونیس کو قتل کر دیا - صورص کے بعد کیرکلا نے تخت خریدا اور جو کچھ ظلم اس ظالم نے کیے انکا شمار نہیں ہو سکتا - اس کے بعد سکندر صورص اُس کے بعد میگری من اور اُس کے بعد ضو دین اُس کے بعد ولیشص اُس کے بعد غیلوس اُس کے بعد ویلرینشص اُس کے بعد عفیص اُس کے بعد کلاودیص - اس کے بعد آرتیین - اُس کے بعد طیس طوس اُس کے بعد پرولیص تیرودس نے ذبٹ بنونت تخت خریدا اور اگلے قتل ہوتے گئے یا خارج کیے گئے - اس کے بعد ایک بادشاہ عالی شان تخت نشین ہوا - جس کا نام قسطنطین تھا - رومی تاریخ اسی بادشاہ سے شروع ہوتی ہے - یہ بادشاہ کلورس کا بیٹا تھا - اپنے باپ کی وفات کے بعد پریٹوآن کارڈ کی مدد سے تخت نشین ہوا - اس نے ایک شہر اپنے نام پر قسطنطنیہ بنا کیا - اور اس کو دار السلطنت بنایا - پھر اس نے ملک فرنگ پر حملہ کیا اور فرنگیوں پر فتح یاب ہوا - اور ملک بلجیم اپنی ہمت کامل سے فتح کیا - وہاں کا بادشاہ اس سے مقابلہ پر اٹھا مگر گرفتار ہو کر قتل کیا گیا

اس کے پاس ایک مقدس پادری نے آن کر کہا کہ مجھ کو آج کی رات حضرت عیسٰے
مسیح کی زیارت خواب میں ہوئی ہے ۔ اور مجھے فرما گئے ہیں کہ جو بادشاہ صلیب
اپنے پاس رکھے گا ۔ اور اُس کی عبادت کرے گا ۔ اُس کو ہمیشہ فتح ہوگی پس بادشاہ
قسطنطین نے صلیب بنوائی ۔ اور ہمیشہ اپنے پاس رکھتا تھا ۔ چوں کہ خدا کی طرف
سے اُس کو ہمیشہ فتح نصیب ہوتی تھی ۔ وہ صلیب کی برکت سمجھتا تھا ۔ اور اسی
مذہب پر پورا یقین لاکر اُس نے یہی مذہب اختیار کیا ۔ شہر قسطنطنیہ اور تمام قلمرو
میں پادری مقرر کیئے ۔ اور دین عیسوی کا رواج دینا شروع کیا ۔ اس بادشاہ
نے ایک شخص بلنیس نام کے ساتھ اپنی دختر کا نکاح کر دیا ۔ داماد نے دغا سے
اس سے جنگ شروع کی ۔ آخر قسطنطین کے سپاہیوں نے اُس کو گرفتار کیا
اور دربار شاہی میں زنجیر ڈال کر لائے ۔ قسطنطین نے اُس کو دیکھا اور رحم آیا
اور اُس کا قصور معاف کر کے اُس کو چھوڑ دیا ۔ پھر وہی بلنیس دوسری دفعہ ایک
لشکر عظیم جمع کر کے اپنے سسر کے جنگ پر اوٹھا ۔ اور نہایت دلیری و کمال بہادری
سے لڑا ۔ مگر قسطنطین نے اُس کو گرفتار کر لیا ۔ اور قتل کروا دیا ۔ قسطنطین عیسائی
مذہب کا بڑا حامی اور عیسائیوں کا بڑا خیر خواہ تھا ۔ مذہب عیسوی کی ترویج
میں سعی بلیغ کرتا رہا ۔ ۳۳۷ء میں فوت ہوا ۔ اس کے بعد جو بادشاہ گذرے ہیں
اُن سے بعض کا ذکر تو ہو چکا ہے ۔ جیسا سکندر رومی بن فیلقوس ۔ اور بعض کا
کا ذکر نہیں ہوا ۔ لیکن وہ قابل ذکر نہیں ۔ لهذا ہم مشہور مشہور بادشاہوں کا ذکر
کریں گے ۔

سکندر کی سلطنت سے بعد مقدونیا میں دمطریس ایک بادشاہ گذرا ہے
جو فتح بلاد اور شجاعت و دلیری میں سکندر کی مانند تھا ۔ اور اس کو سکندر ثانی
کہتے ہیں اس نے بطلیموس بادشاہ مصر سے جنگ شدید کیا تھا ۔ اگرچہ پہلے ہزیمت
پائی ۔ مگر دوبارہ لشکر کثیر لے کر بطلیموس پر ٹوٹ پڑا ۔ کہتے ہیں کہ دو سو پچاس
جہاز لشکر اور سامان جنگ سے بھر کر لایا تھا ۔ آخر بطلیموس کو شکست ہوئی اور
دمطریس نے فتح پائی ۔ پھر دار الخلافہ یونان پر چڑھائی کی اور وہاں کے بادشاہ
فیلارس کو شکست عظیم دی ۔ پھر ایتھینا میں جنگ کئے اور وہاں اپنا قبضہ جمایا

اور شاہ مقدونیا کو بھی اسی نے قتل کیا اور مقدونیا پر قبضہ کر کے ۲۷۲ سال حضرت عیسےٰ سے پہلے فوت ہو گیا پر اسی ملک یونان میں ایک بڑا نامور حاکم گذرا ہے۔
یونان میں اپیرس ایک ضلع ہے یہ وہاں پیدا ہوا ابھی یہ چھوٹی عمر کا تھا کہ مولوسی قوم کے لوگوں نے اس کے باپ اور تمام رشتہ داروں کو قتل کر دیا۔ اور اس کو گرفتار کر کے کلاکس نام بادشاہ کے پاس لے گئے۔ کلاکس بادشاہ نے اس کو احسن طور پر پرورش کیا۔ جب بارہ سال کا ہوا۔ تو اپنے زور بازو سے کلاس کا ملک اس کے دشمنوں سے صاف کیا۔ جب اٹھارہ سال کا ہوا تو اس نے محاربات عظیم شروع کئے روم اور تھیج اور میڈن وغیرہ بڑے بڑے ملک فتح کئے آخر آری شیشن بادشاہ سے اس کو سخت مقابلہ پیش آیا۔ آری شیشن کے پاس بڑے بڑے پہلوان ملازم تھے ان سب کو اس نے خاک عدم میں ملا دیا۔ آخر ایک عورت نے اس کے پیچھے آکر اس کے سر پر ایسا بھاری پتھر مارا۔ کہ اس کا دماغ پھٹ گیا۔
سلامی ایک شخص بڑا نامور گذرا ہے یہ پہلے ایک مسکین کے گھر پیدا ہوا تھا اور شعور کے زمانہ میں ایک امیر کبیر کی خدمت میں گیا۔ وہیں پرورش پائی اور بباعث اپنے اخلاق کریمہ کے اس امیر کے دل میں گھر کر گیا۔ اس نے اپنا فرزند بنا لیا اور اس کی وفات کے بعد اس کے مال و اسباب کا بھی وارث ہوا۔ پھر بادشاہ ماریص کے امیروں میں شامل ہوا اور اپنی شجاعت کے جوہر دکھلا کر ماریص کی وفات کے بعد تخت کا مالک ہوا۔ اکثر بلاد اطراف کو روم شام اور مصر وغیرہ سے فتح کر کے قبضہ میں لایا۔ آخر ایک زخم کے صدمہ سے کہ اس میں کیڑے پڑ گئے تھے مرا۔ سلاطین رومیہ قدیمہ کے ذکر سے بعد چند فاضل اجل اور حکیم حاذق و مشہور زمانہ اور بہادر و دلیر یونان اور روم کے بیان کئے جاتے ہیں۔
مارتوس انتطنی ایک بہادر گذرا ہے کہ اس کے برابر اس کے زمانہ میں کوئی بہادر تھا پہلے ثلث روم کا اس کے قبضہ میں تھا۔ پھر زمانہ کی گردش سے حکومت اس سے چھنی گئی اور بطلیموس بادشاہ کے پاس نوکر ہوا وہاں شجاعت اور بہادری کے جوہر دکھلا کر کمال عزت و وقار و اعتبار حاصل کیا۔ بادشاہ کے مرجانے سے بعد یہ حکمران ہوا اور شہر اسکندریہ میں فوت ہوا۔

ایک اور پوپ اعظم روم میں بڑا دلاور گذرا ہے کہ اُس کا نظیر بہادری میں کوئی نہ تھا۔ ابتدا میں یہ ایک امیر کا لڑکا تھا۔ امیری سے مسکین ہوگیا۔ چوں کہ شجاعت ذاتی کے جوہر اس کے اندر تھے۔ پندرہ ہزار سوار کا مقدم جیش بنایا گیا۔ اور ایک حاکم کی طرف سے عظیم لڑائی پر بھیجا گیا۔ وہاں فتح پاکر قیصر سے محاربات شروع کیے قیصر بھی اس کا لوہا مان گیا۔ اور اپنی لڑکی اس کو نکاح میں دی۔ پھر تو اس کی عزت بیحد اور افتخار و اعتبار بے شمار ہوا آخر بیجی سے قیصر سے باغی ہوکر اُس کا مقابلہ کیا۔ اور شکست کھاکر مصر میں گیا وہاں شاہ مصر کے وزیروں کے ہاتھ سے مارا گیا۔

بروطس ایک بڑا بہادر گذرا ہے یہ بھی پوپ اعظم کے ساتھ رہتا تھا۔ جس وقت پوپ قیصر سے بھاگ گیا۔ بروطس قیصر کا وزیر اعظم بنا اور دل میں قیصر کے ساتھ جو نفاق بباعث پوپ اعظم کے رکھتا تھا۔ ایک دن اُس کا غصہ نکالا اور قیصر کو قتل کردیا اور وہاں سے بھاگ کر ایک غار میں جا چھپا چوں کہ اس کو یقین ہوگیا تھا۔ کہ رومی مجھے نہ چھوڑیں گے اس لئے خودکشی کرکے مرگیا۔

قیس ماریص ایک بڑا بہادر گذرا ہے۔ کہتے ہیں کہ ملک افریقہ میں جب اس نے جنگ شروع کیا تو اکیلے آدمی نے دو لاکھ جنگی سپاہی قتل کیے اور بیس ہزار کو قید کرلایا اور جب سیریا میں اس نے لڑائی کی تو ایک لاکھ آدمی کو قتل کیا اور ساٹھ ہزار سپاہی قید کرلایا۔ اسی طرح اس کے اور بڑے بڑے معرکے مشہور ہیں۔

سیفقت ایک دلیر نامور اور مشہور بہادر گذرا ہے۔ اس کی شجاعت کے کارنامے اور دلیری و بہادری کے افسانے مشہور ہیں۔ ہسپانیہ کو اس نے فتح کیا اور فوج ہسپانیہ کو جو چالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادے تھے شکست فاحش دی۔ اخیر عمر میں مطالعۂ کتب میں مشغول ہوا۔ اور فوج کشی کو ترک کرکے گوشہ نشین ہوا اور اسی حال میں اُسکی وفات ہوئی۔

فلیمنس ایک دلیر بہادر گذرا ہے۔ جس نے اپنے زور بازو سے وہ وہ علاقہ جات روم کے فتح کیے جو کسی بادشاہ نے کبھی فتح نہ کئے تھے۔ اور افریقہ اور ملک ارمان جو قدیم الایام سے باغی اور متمرد و سرکش تھے اس نے شجاعت ذاتی سے زیر کیے آخر تاتار میں جاکر فوت ہوا۔

ملطدی ایک نامور بہادر اور مشہور فوج کش گذرا ہے۔ اس کی بہادری کے افسانے اور مردانگی کے قصے بہت ہیں مگر ایک بڑا اُن سے یہ ہے کہ اس نے محض زور بازو سے مُلک بلغاریہ فتح کیا اور جب داراب تین لاکھ فوج لے کر یونان پر آیا تو اُس وقت ملطدی نے بارہ ہزار فوج سے مقابلہ شاہ ایران کا کیا۔ اور اُس کو شکست فاحش دی۔ آخر جب بعض سرکش جزایر کی سرکوبی کے لیئے گیا۔ تو وہاں اس کو ایک زخم ایسا پہونچا کر بڑی مشکل سے یونان تک پہونچا۔ یونانیوں نے اُن کو ناتوان دیکھ کر محبوس کر لیا۔ اور قید میں ہی مر گیا۔

تھمسطوکلی یونان میں ایک بڑا زبردست بہادر گذرا ہے۔ یونان کے مخالفوں کو اس نے پامال کیا۔ اس کی شجاعت کی ایک یہی نظیر کافی ہے کہ جب شہر شاہ ایرانی لاکھوں فوج لے کر یونان پر تاخت و تاراج کرتا ہوا پہونچا تو اس نے بڑے بڑے علاقہ جات یونان کو تباہ کر دیا اور شہر ایتھنز کا چراغ گُل کر دیا۔ اس ڈر کے دشمن سے تمام حکمران اور روسا یونان کے مانند بید کی لرزاں تھے۔ تھمسطوکلی بہادر نے قلیل لشکر کے ہمراہ ایرانیوں سے مقابلہ کیا اور اُن کو سخت ہزیمت دی چنانچہ شہنشاہ بھاگ کر ایران میں جا پہونچا۔ مگر یونانیوں نے اُن کا کچھ قدر نہ سمجھا۔ اور ایسے جانباز دلیر اور لاثانی بہادر وفادار سے ناسازگار اور مخالف ہوگئے۔ اہل تواریخ یونانیوں کے اس ناقدر شناسی اور کفران پر ہزار ہزار لعنتیں بھیجتے ہیں کہ ایسے نامور بہادر کا اُنہوں نے کچھ حق ادا نہ کیا۔ بلکہ اُلٹے دشمن ہوگئے۔ اور مردودون کو وہ وقت بھول گیا۔ جب اُس نے سینہ سپر ہو کر اُن کی جان بچائی۔ اور اُڑے وقت پر مددگاری کی آخر تھمسطوکلی یونانیوں کی عداوت سے تنگ آکر شاہ ایران کے پاس چلا گیا اُس نے اس کو بسر و چشم منظور کیا۔ اور اپنے مقربوں میں جگہ دی اور تین شہر اُس کو وجہ معاش کے لیئے عنایت کیئے۔ آخر وہ وہیں فوت ہوا۔

حکیم سقراط یونانی پہلی عمر یہ اپنے باپ کے ساتھ جو سوداگر تھا تجارت میں مشغول رہا۔ آخر مختلف علوم کی تحصیل میں مشغول ہوا دانشمندوں اور فاضلوں کی مجلسوں سے فیض اُٹھائے اور فضیلتیں حاصل کیں۔ آخر دنیا کی محبت سے دل اُٹھا کر کمال استقلال سے گوشہ گزین ہوا۔ جب محفلوں میں آتا تو دنیا کی ناپایداری

اور بے ثباتی کا بیان کرتا۔ بہت لوگوں کو خدا پرستی کی تعلیم دی اس لئے یونانی
بت پرست اُس کے جانی دشمن ہو گئے۔ اور اُس کو بدنام کرکے حاکم وقت کی
کچہری میں لے گئے۔ پانچسو منصف مسند انصاف پر بٹھائے گئے اور سقراط کو حاضر کیا
گیا۔ منصفوں کی یہ مرضی تھی کہ سقراط ہمارے پاس اپنے قصور کا اقرار کرے اور ہم سے
اپنے گناہ کی معافی مانگے۔ سقراط نے پہلے منصفوں کو کچھ وعظ سُنایا اور کہا کہ اے
حاکمان عدالت تمھارے سر پر بھی ایک حاکم ہے۔ فریقین میں سے کسی کا لحاظ مت
کرو اور اُس حاکم صاحب جلال و جبروت سے دل میں ڈرو پھر اظہار دینے میں ایسا بے
دھڑک اور بیجا باشغول ہوا کہ مدعی لوگ حیران رہ گئے۔ مدعیوں کا دعوٰے یہ تھا
کہ یہ ہماری اولاد کو بگاڑتا ہے اور اُن کو ناپسند عادتیں سکھلاتا ہے آخر منصفوں
نے سقراط کو قید کر دیا۔ قید میں اس کے شاگرد اس پاس جمع ہوئے اور وہ کمال
استقلال سے آزادوں کی مانند بدستور نصائح میں مشغول رہا۔ جب ایک مہینہ گذرا
تو حاکم نے آخری حکم بھیجا کہ اس کو زہر ہلاہل کا جام پلایا جاوے۔ صبح سویرے
تمام شاگرد اور دوست اس کی ملاقات کو آئے اُس کی عورت زیطبی نام ایک لڑکا
چھوٹا سا گود میں اور دو چھوٹے لڑکے ہمراہ لے کر آئی۔ اور کہا کہ یہ دیکھ تیرے
عزیز تیری آخری ملاقات کو آئے ہیں۔ سقراط سب کو وعظ کرتا رہا۔ دنیا کی بے ثباتی
اور اس کی بے وفائی اُن کے دل پر نقش کرتا رہا۔ بُرے کاموں سے بچنے کی تاکید
اور رجوع بحق ہونے کی رغبت دیتا رہا۔ کہ اتنے میں ایک بادشاہی غلام زہر
ہلاہل کا جام ہاتھ میں لے کر پہونچا اور سقراط کے ہاتھ پر رکھا۔ سقراط نے کشادہ
پیشانی اور پوری استقلال سے اُس کو مانند شربت شیریں کے پیا اور چہل قدمی
کرنے لگا۔ اُس وقت اُس کے تمام شاگرد اور عزیز معہ زوجہ کے چیخیں مار کر رونے لگے
جب زہر نے اوس کے دل پر اثر کیا تو سو رہا اور بے ہوشی اور غشی اس پر طاری ہوئی
پس طایر روح کا قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔

افلاطون اس حکیم کو افلاطون الٰہی کہتے ہیں۔ یونان میں یہ بڑا نامور حکیم
گذرا ہے۔ پہلے اس نے علم پڑھا۔ پھر سقراط کی خدمت میں مشرف ہوا طرح
طرح کے علم میں تکمیل پائی پچیس سال اُس کی خدمت میں بسر کرکے وہ نام پایا

کسی اور کو حاصل نہ ہوا اُس کی وفات کے بعد مصر میں گیا اور وہاں علم ہندسہ کو
کمال تک پہونچایا ۔ پھر ایشیا میں آکر ایک مدرسہ قایم کیا ۔ چنانچہ دور ملکوں سے
طالب علم آتے اور حصول علم کا فایدہ اُٹھاتے ۔ اس حکیم نے علم کو فروغ دیا اپنے
پانچ لایق شاگرد اس علم کے تجربہ کے واسطے مامور فرمائے ۔

یعنی حکیم ستر[illegible] اُس کو ابدان کی تدبیروں اور اجسام کی تشریحوں پر مقرر کیا ۔
اور حکیم [illegible] اس کو فصد کا کام سونپا ۔
اور حکیم [illegible] کو زخموں کے معالجہ اور مرہموں کے بنانے پر مامور فرمایا ۔
اور حکیم [illegible] کو آنکھوں کے علاج کی خدمت سپرد کی ۔
اور حکیم [illegible] کو ٹوٹی ہوئی ہڈیوں اور کھلے ہوئے جوڑوں کے پیوند کا کام
بخشا ۔

ایک اور فاضل شاگرد اپنے کو اس خدمت پر رکھا کہ وہ ہمیشہ جنگلوں اور پہاڑوں
[illegible] میں پھر کے [illegible] و نباتی ادویات کا امتحان لے کر اُن کے فوائد
[illegible] دیا کرے ۔ چنانچہ تمام شاگردوں نے اپنے اپنے کام کو بخوبی انجام دیا
اور ان کے تجربوں سے بڑی بڑی ضخیم کتابیں مدوّن ہوئیں اور افلاطون کی
تصنیف سے بھی بہت کتابیں ہیں اُن میں سے ایک کتاب [illegible] النفس [illegible] کی
[illegible] ہے ۔ افلاطون کے نصایح و نکات حکمیہ بے شمار ہیں اُن میں سے
[illegible] اور پانچوں حواس انسان کے زندگی تک اُس کے پاس
ہیں ۔ [illegible] ایک کام میں اُس کے مددگار ہیں ۔ آدمی کو چاہیئے کہ مرنے سے پہلے
[illegible] کے پہچاننے میں مصروف رکھے ۔ دل کے یقین سے حق کو حق
جانے ۔ آنکھوں سے اُس کی صنعت دیکھے ۔ زبان سے اُس کا ذکر کرے ۔ کانوں سے
اُس کے کلام کو سنے ۔ سر کو عبادت میں جھکائے ۔ بدی کے راستے سے قدم ہٹائے
اگر اپنے کام سے غافل ہوگا سخت پچھتائے گا ۔ وقت گذرا ہوا پھر ہاتھ نہ آئے گا
عقل کی رسائی آنکھوں کی بینائی چلی جائے گی ۔ زبان بندش میں آئے گی
کان سننے سے عاری ہوں گے قدم چلنے سے بھاری ہوں گے جسم بے جان ہوگا
تن ناتوان ہوگا ۔

شعر

آج آنکھیں دیکھتی گویا زبان سنتے ہیں کان لو
عقل برجا پاؤں چلتے ہیں کھلے دو ہاتھ ہیں
مرگ آئے گی تو قبل از مرگ سب رہ جائیں گے
ساتھ چلنے کے نہیں جو آج تیرے ساتھ ہیں

ارسطو - ایک عظیم الشان حکیم گذرا ہے - یہ شہر مقدونیہ میں پیدا ہوا تھا - اس کا باپ لقوماجس سکندر رومی کے باپ دادا کے دربار میں بڑا امیر و طبیب تھا - بعض تواریخ میں لکھا ہے کہ چھوٹی عمر میں اس کا باپ مرگیا اور یہ آوارہ پھرا رہا پھر پیشہ سپاہ گری کا کرنے لگا - پھر اس نے علوم مختلفہ کی تعلیم شروع کی - پہلے علم لغت اور شعر میں ماہر ہوا پھر افلاطون کی خدمت میں گیا - بیس برس اس کی شاگردی میں رہا - اور تکمیل حاصل کی - افلاطون کے تمام شاگردوں سے سبقت لے گیا - بلکہ بعض علوم میں افلاطون سے بھی فاضل تر تھا - افلاطون نے اس کا نام عقل رکھا تھا - اس کی حاضری کے بغیر اور شاگردوں کو تعلیم نہ دیتا تھا - اور کہتا کہ ٹھیرو تا عقل حاضر ہو جائے -

یونانیوں کے نزدیک حکیم پانچ کس تھے - اول انباذقلیس - دوم فیثاغورس - سوم سقراط - چہارم افلاطون - پنجم ارسطو - ان کے بغیر یونانی کسی کو حکیم نہ کہتے تھے - چنانچہ بقراط کو طبیب اور اومیرس کو شاعر اور ارشمیدس کو مہندس - اور دیوجانس کو کلبی - اور دیمقراطیس کو طبیعی کہا کرتے تھے بلکہ جالینوس نے جب بہت سی کتابیں حکمت کے علم میں تصنیف کرلیں - تو چاہا کہ مجھ کو بھی اہل یونان حکیم کہیں - اس بات پر یونانی ہنستے اور کہتے کہ تیرا کام مرہم بنانا خون نکالنا قارورہ دیکھنا ہے - طبیب البتہ تجھ کو کہا جائے گا - حکمت سے تجھ کو سروکار نہیں - ارسطو کا شہرہ تمام عالم میں ہوگیا - جب فیلقوس سکندر کے باپ نے ارسطو کا یہ شہرہ سنا تو سکندر کا اتالیق اس کو مقرر کیا - سات سال سکندر کی تعلیم میں رہا - اکثر علوم و فنون و آداب میں اس کو کامل کردیا پس فیلقوس نے سات شہروں کا خراج اس کے

حوالہ کر دیا ۔ فیلقوس کی وفات کے بعد سکندر ارسطو کو بطور دوستی کے اپنے ہمراہ رکھتا تھا ۔ اور امور سلطنت کے کاموں میں بھی ارسطو کو سکندر نے پورا اختیار دیا ہوا تھا ۔ بلکہ یہ سکندر کا وزیر اعظم شمار کیا جاتا تھا ۔ سکندر اپنی جہانگردی اور جہانگیری کے وقت اس کو مقدونیہ میں اپنا نائب کر کے چھوڑ گیا تھا ۔ سکندر کی وفات کے بعد ارسطو معالعہ کتب و تدوین و تصنیف میں شاغل ہوا ۔ چنانچہ سوائے اور کتابوں کے صرف علم حکمت میں اُس نے چار سو کتابیں تصنیف کیں جو نہایت عجیب اور اصل اصول حکمت تھیں ارسطو نے علوم مختلفہ اور حکمت و طب کے جا بجا مدرسے قایم کئے تھے ۔ اور عام تعلیم جاری کی تھی ۔ یہاں تک کہ اُس وقت تمام یونان کا قطعہ علم کا معدن ہو گیا تھا ۔ ارسطو نے اپنی تصنیف کی ہوئی کتابیں فوت ہونے کے وقت ایک اپنے عزیز شاگرد کو حوالہ کیں ۔ اُس نے یہ کتابیں نہایت عزیز الوجود جان کر ان کا رواج نہ دیا اور اُس شاگرد نے ان کو مشہور کرنے سے بخل کر کے اپنے مرنے کے وقت ایک تہ خانہ میں رکھ کر اوپر سے بند کر کے زمین سے تہخانہ کا منہ ہموار کر دیا ۔ بہت زمانہ تک وہ گنج جواہرات علوم مخفی رہا ۔ جب سلا ایک یونانی بادشاہ کا عہد سلطنت ہوا تو اُس نے اُن کتابوں کو نکلوایا ۔ اور ان کا رواج دیا ۔ اس کے بعد پھر جہان میں یونانی حکمت کا رواج اور عام شہرہ ہوا ۔ ارسطو کا لقب خاتم الحکما یونانیوں نے رکھا ہے وہ اس بات کے قایل تھے کہ حکمت اس پر ختم ہو گئی ۔

طبیب بقراط ۔ یونان میں یہ بڑا طبیب تھا ۔ طب کے علم کا فیض اس نے جاری کیا ۔ لوگوں کو عام تعلیم دی ۔ اسکندر رومی کے عہد کے بعد اس حکیم کے ظہور کا وقت آیا نسل آبائی اس کی حکیم اسقلینوس اوّل کے ساتھ ملتی ہے ۔ اگرچہ موجد طب کے علم کا اسقلینوس تھا ۔ مگر مرنے کے وقت اس نے یہ وصیت کی کہ انکی اولاد نے مدت تک غیر آدمی کو اس علم کا سبق نہ دیا ۔ اور محض بخیل رہے ۔ مگر بقراط نے بخلاف وصیت اسقلینوس کے اور بخلاف مرضی اپنے بھائیوں کے اسکو شائع کیا اکثر لوگوں نے اس سے تعلیم پائی تشریح کی صورت نمودار ہوئی ۔ یہ حکیم جزیرہ کوس میں رہتا تھا ۔ جو قریب ملک یونان کے ہے ۔ کہتے ہیں کہ اس نے

زمانہ میں اسپنہ کی نواحی میں سخت وبا پڑی۔ اسپنہ کے لوگ نہایت خایف اور لرزاں تھے۔ بقراط نے اُن لوگوں کو کہا کہ تم ہرگز نہ ڈرو۔ اس لئے کہ سوائے متعفن ہوا کے وبا نہیں پڑتی۔ اور اسپنہ کی ہوا متعفن نہیں یہاں ہرگز وبا نہ پڑے گی اس برس میں اسپنہ کے ارد گرد ہزاروں لوگ مرگئے اور اسپنہ میں وبا کا اثر نہ ہوا اور دوسرے سال میں ملکوں میں کہیں وبا کا اثر نہ تھا۔ بقراط نے لوگوں کو کہا کہ اب یقیناً اسپنہ میں وبا پڑے گی۔ ہوا یہاں کی متعفن ہے۔ پس لوگوں کے کہنے کو بقراط نے ہوا کی صفائی کے واسطے ادویات مزیل عفونت اور دافع وبا کو تجویز کیا اور کہا کہ ہوا صاف ہوگئی اب وبا واقع نہ ہوگی لیکن وقت تجویز کے ہوا کا رخ شمال کی طرف تھا۔ یہاں کی گندی ہوا جنوبی شہروں میں چلی گئی ہے سو ایسا ہی ہوا کہ جنوبی علاقہ جات میں وبا پھیل گئی۔

حکیم بوعلی سینا۔ یہ بھی ایک بڑا فاضل کامل اور طبیب ماہر و حکیم حاذق گذرا ہے۔ اس کا باپ بلخ سے بخارا کے قریب ایک گاؤں میں آرہا اور وہاں نکاح کیا۔ وہاں یہ تولد ہوا۔ اُس وقت ۳۷۳ہجری تھا۔ چھوٹی عمر میں اس نے قرآن حفظ کرلیا اور دس سال کی عمر میں علوم متنوعہ و فنون مختلفہ میں ماہر ہوگیا۔

اس کا جسم خالق حقیقی نے گویا علم کا پتلا بنایا تھا۔ سولہ سال کی عمر میں یہ استادی کے زینہ پر پہونچا۔ اور درس دینے لگا۔ امیر نوح سامانی وغیرہ بادشاہوں کے دربار میں اس نے بڑے مراتب پائے۔ قانون بوعلی سینا اس کی طفلی کے وقت کی تصنیف ہے جو فاضل طبیبوں کے مطالعہ کے لائق ہے۔

اس کی ذہانت طبع کی ایک یہ نظیر ہے کہ ابو عبداللہ جو شام سے آکر بخارا میں تدریس مدرسہ عربی کا تھا۔ اس سے اس نے اقلیدس کی چھ شکلیں سمجھیں باقی شکلوں کو خود اپنے مطالعہ سے حل کرلیا۔ ابو عبداللہ حیران رہ گیا۔

اس کے علاج کی عجیب عجیب حکایتیں مشہور ہیں اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک بادشاہ عالی شان کا شاہزادہ بیمار ہوا۔ تمام طبیب اُس کے علاج سے عاجز ہوئے آخر بوعلی سینا کو بلایا۔ شاہزادہ کی نبض پر ہاتھ رکھا۔ اور شہر کا حال محلہ محلہ کا پوچھنے لگا شاہزادہ ہر ایک محلہ کا حال بیان کرتا جاتا تھا۔ آخر جب ایک محلہ کا حال اس نے شروع

گیا۔ تو اُس کی نبض حرکت میں آئی اور مونھ کا رنگ سُرخ ہو گیا۔ بو علی نے سمجھا کہ اسی محلہ میں اس کا مطلوب ہے۔ اس محلہ کا حال بالتفصیل پوچھنے لگا۔ اور ہر ایک آدمی کے حالات استفسار کیئے۔ جب شاہزادہ نے ایک کنیز کا نام لیا تو اُس کی نبض سخت جوش میں آئی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے۔ بدن تھر تھرانے لگا۔ چہرہ کا رنگ متغیر ہو گیا۔ بو علی نے نبض سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ اور مطلب اُس کا پا لیا۔ بادشاہ کو جا کر کہا کہ شاہزادہ کی بیماری مجھے معلوم ہو گئی۔ یہ فلاں کنیزک پر عاشق ہے اُس کے وصال میں اُسکی شفا ہے۔ بادشاہ نے وہ کنیزک خریدی۔ اور شاہزادہ سے اُس کا نکاح کر دیا۔ شاہزادہ شفایاب ہوا۔ اور بو علی سینا کو بڑا انعام دیا۔ اس کے معالجات نادرہ سے ایک [illegible] کا علاج بھی مشہور ہے۔ جس کے علاج سے تمام اطبا ءِ زمانہ مایوس ہو گئے تھے اور [illegible] مفاصل میں بلغم منجمد ہو کر متحجر ہوتی جاتی تھی۔ بادشاہ اُٹھ بیٹھ نہ سکتا تھا۔ کوئی علاج کارگر نہ ہوا آخر بو علی سینا کو بلایا۔ بو علی سینا نے سمجھا کہ دواؤں کا یہاں کام نہیں۔ کوئی حکمت عملی میں لانی چاہیئے۔ حمام خوب گرم کروایا۔ اور بادشاہ کو حمام میں داخل کیا اور حمام کے ارد گرد سے تمام لوگوں کو ہٹا دیا۔ اور ایک گھوڑا تیز رفتار زین کس کر باہر تیار کر دیا۔ اور خود بھی حمام میں بادشاہ کے ساتھ داخل ہوا۔ حمام کی گرمی سے جب بادشاہ کے اعضا میں اثر ہوا۔ اور بدن خوب تپ گیا۔ تو بو علی نے بادشاہ کو غصہ دلانا شروع کیا۔ پہلے دو تین گالیاں دیں اور دو تین چابک زور سے پیٹھ پر لگائے۔ بادشاہ کے بدن میں غصہ کی آگ بھڑکی۔ اور مفاصل کی بلغم گداز ہونے لگی اُس غصہ میں بادشاہ اُٹھا اور بو علی کے پیچھے دوڑنے لگا۔ بو علی دوڑ کر ایک دو چابک بادشاہ کی پیٹھ پر لگا جاتا۔ اور اُس کے غصہ کو دوبالا کر دیتا۔ اسی طرح دیر تک اُس حمام میں دوڑاتا رہا۔ جب سمجھا کہ اب اس کی بلغم بالکل گداز ہو گئی ہے تو دروازہ حمام کا کھولا۔ اور گھوڑے پر چڑھ کر اس کی حدود سلطنت سے باہر نکل گیا۔ پیچھے جب بادشاہ کا غصہ اُترا اور اُس نے ہوش سنبھالا تو اپنے آپ کو بالکل شفایاب پایا۔ پھر بو علی کی خدمت میں تحائف بے بہا ارسال کیئے اور لکھا کہ ایک دفعہ پھر بھی تشریف لاویں۔ بو علی نے آنے سے انکار کیا۔ اور قاصد کو کہا کہ میں اپنی زندگی میں اُس بادشاہ کے روبرو حاضر نہیں ہو سکتا۔ اس کی تصانیف سے اس قدر کتابیں علوم مختلفہ میں ہیں کہ یہاں

اُن کے ذکر کی گنجایش نہیں - کہتے ہیں کہ پنجاہ صفحہ کی کتاب ہر روز لکھ چھوڑنا اُس کے لیئے ایک معمولی کام تھا - آخر ۴۲۸ سنہ ہجری میں قولنج کی بیماری سے فوت ہوا - اس حساب سے اُس کی عمر پچپن سال ہوتی ہے - اور حضرت مصنف دام ظلّہ نے ۸۰ سال عمر لکھی ہے - خدا جانے حقیقت امر کس طرح ہے مگر زیادہ اقوال پچپن سال کے مؤید ہیں واللہ اعلم بالصواب -

حکیم جالینوس

یہ شخص بڑا طبیب زمانے کا استاد مشہور ہے - شیخ الحکما خاتم الاطبا اس کو کہتے تھے - اسقلینوس اول و غورس و ملینوس و برمانندش و افلاطون و اسقلینوس ثانی - و بقراط - سات بڑے حکیموں کے بعد یہ آٹھواں حکیم بڑا فاضل و معالج مانا گیا ہے - تمام زمانہ اس کی بزرگی کا قایل ہے - اس نے سفر بہت کیا تمام زمانہ دیکھا اور وہ کمال حاصل کیا کہ اُس کی تجویز معالجہ میں کبھی خطا نہ جاتی - معادنی اور نباتاتی ادویات کے تجربے اس نے بہت کیئے - معدنی ادویات کی کانوں کو جا دیکھا جیسا کہ مصر اور قبرس ؟ محض کان گل مختوم کے دیکھنے کے لیئے گیا تھا - تجربات حاصل کرنے کا اس کو نہایت ؟ تھا چنانچہ جالینوس ایک روز جنگل میں چلا جاتا تھا دیکھا کہ ایک زمیندار اپنے بیل کی آنکھوں کو زبان سے چاٹ رہا ہے یہ متعجب ہوا اور احوال پوچھا - اُس نے جواب دیا کہ میرے بیل کی آنکھوں میں کبھی کبھی سفیدی آجاتی ہے - شبکور ہو جاتا ہے - پس اس بیماری کی حالت میں جب میں اپنی زبان سے اسکی آنکھوں کو چاٹتا ہوں تو یہ اچھا ہو جاتا ہے - یہ سُنکر جالینوس نے کہا کہ خدا تجھکو جزائے خیر دیوے کہ تو نے مجھکو طب کے علم میں مدد دی اور ایک بے بہا نکتہ سکھایا چنانچہ اس کا تجربہ انسان پر جالینوس نے کیا - اور بیاض چشم کے لیئے اسکو مجرب و مفید پایا - اس حکیم نے ستاسی برس عمر پائی آخر اسہال کی بیماری سے مرا - مرض الموت میں لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تو نے اپنے علاج سے ہزاروں بیماروں کو اچھا کیا ہے اب اپنی بیماری کا معالجہ کیوں نہیں کرتا - جواب دیا کہ میرے تجربہ میں ایسے ایسے جاذب ادویات آئے ہیں کہ اگر پانی میں ڈال دوں تو فوراً جم جاسے مگر اب میرا

آخری وقت آچکا ہے۔ کسی کی استعمال سے تاثیر نہیں ہوتی۔ یہ کہکر اُس نے ایک طشت پانی کا منگوایا۔ اور اُس میں ایک سفوف اپنے پاس سے نکال کر ڈال دیا پانی فی الفور جم گیا۔ یہ تجربہ جب لوگوں نے دیکھا تو جانا کہ اب جالینوس کا اخیر وقت آگیا ہے۔ کہ کوئی دوا اثر نہیں کرتی۔

یونان کے حکیم جو بڑے نامور اور رئیس الحکما کے درجہ کو پہونچے ہیں وہ تین فرقہ ہیں۔ ایک متنفر العیش ۔ ایک متنفر الرنج ۔ ایک مستغنی ۔

متنفر العیش وہ فرقہ ہے کہ عیش وعشرت کو بُرا جانتے ہیں۔ اور گناہ کبیرہ سمجھتے ہیں اور عیش کے مستعمل وحلال جاننے والے کو کافر کہتے ہیں۔ اس طریقہ کا بانی حکیم دیوجانس کلبی ہے۔ چنانچہ دیوجانس اور اُس کے پیرو زمین پر سوتے اور چارپائی وفرش نفیس کو حرام جانتے تھے اور لذیذ کھانے اور اچھی پوشاک کو قریب الکفر کہتے تھے اس فرقہ کے لوگ ہمیشہ ترش رو بدخو سنگدل۔ تیز طبع سخت مزاج اور لوگوں سے متنفر اور کنارہ کش رہتے تھے۔ چنانچہ نقل ہے کہ ایک دن دیوجانس ایک گلی میں جارہا تھا۔ ایک لڑکا اُس کو ملا۔ دیوجانس نے معلوم کیا کہ یہ لڑکا کسی دعوت پر روٹی کھانے کو جارہا ہے۔ اُس لڑکے کو اُٹھایا۔ اور اُس کے والدین کے گھر لیجا کر کہا کہ تمہارا لڑکا ایک آفت عظیم میں پڑنے لگا تھا۔ میں نے اُس کو چھوڑایا۔ اُس کی حفاظت کرنی چاہیئے کہ پھر دعوتوں پر جاکر مکلف طعام نہ کھاوے۔ کیوں کہ جس چیز سے دل خوش اور نفس راضی ہو اُس سے یہ بہتر ہے کہ آدمی نہنگ میں مونہہ جیاوے۔

ایک دن سلطان سکندر دیوجانس کی ملاقات کو آیا۔ وہ سردی میں دھوپ تاپ رہا تھا۔ سکندر اُس کے سر پر کھڑا ہوا۔ سکندر کا سایہ اُس کے وجود پر پڑا اُس نے سکندر کی طرف التفات نہ کیا۔ سکندر نے کچھ دیر کے بعد کہا کہ اگر کوئی حاجت ہو تو مجھ سے مانگو۔ اُس نے کہا کہ ذرہ دھوپ چھوڑکر علیحدہ ہوجائیں اور سکندر کو ایک ذلیل آدمی کے برابر سمجھا۔ نہ اُس سے التفات کیا نہ اُس سے کوئی بات کی۔ فی الجملہ چونکہ اس فرقہ کے لوگ سنگدل اور سخت گو اور ترش رو اور کنارہ کش اور صابر فاقہ کش رہتے تھے۔ اس لیئے ان کا نام فرقہ کلبیہ ہوا جیسا کہ لوگوں نے دیوجانس سے پوچھا کہ لوگ تجھ کو کلبی کیوں کہتے ہیں اُس نے کہا اس لئے کہ میں نیکوں کے ساتھ

تعلق کرتا ہوں اور بد دن کو دیکھ کر چلاتا ہوں اور اُن کو اپنے پاس آنے نہیں دیتا بلکہ کاٹنے کو دوڑتا ہوں۔ اس سبب سے وہ مجھ کو کتے سے تشبیہ دیتے ہیں۔

دوسرا فرقہ۔ متنفر الرنج ہے اور اس فرقہ کا یہ طریقہ تھا کہ برعکس و برخلاف فرقہ اول کے دنیا کی عیش میں شاغل و راغب تھے۔ اور خوش خوراک اور خوش پوشاک رہتے تھے۔ اور عیش و عشرت میں زندگانی بسر کرتے تھے۔ اس فرقہ کا بانی حکیم اپیکیورس تھا وہ اور تابعدار اُس کے عیش پسند تھے اور اپنے دل پر دلگیری و ملال کو آنے نہ دیتے تھے۔ بلکہ ہر حال میں خوشدلی اور کشادہ روئی اور خوش خلقی اور خندہ لبی اور خندہ پیشانی و دلجوئی و مردم آمیزی والفت انگیزی میں رہتے اور فرحت و سرور میں معاش کرتے تھے۔ اگر کوئی مصیبت اُن پر آتی تو دل پر اُس کا اثر پڑنے نہ دیتے۔ یہاں تک کہ اُن کے نزدیک دور اندیشی اور فکرمندی اور لمبا خیال کرنا بھی جائز نہ تھا۔ کہ یہ بھی دلگیری کا سبب ہے اس فرقہ کو زیادہ لوگوں نے پسند و اختیار کیا۔ اور حکیم اپیکیورس نے تین سو کتابیں تصنیف کیں۔

تیسرا فرقہ۔ مستغنی ہے اس فرقہ کا یہ طریقہ ہے کہ رنج و راحت ان کے نزدیک برابر ہے۔ اور تونگری و مفلسی و اقبال و بدبختی اور ذلت و عزت ان کے لیے یکساں ہے یعنے تکلیف کو تکلیف نہ جانتے اور خوشی سے خوشی نہ ہوتے تھے وہ کہتے ہیں کہ اگر انسان کو غم آوے تو اُس کا مغلوب نہ ہو اور دل کو قوی رکھے اور اگر کوئی خوشی پہونچے تو اُس سے مسرور نہ ہو بلکہ یہ جانے کہ ہر رنج کے اخیر ایک راحت ہوتی ہے ہر راحت کے بعد ایک رنج ہوتا ہے۔ پس راحت کے وقت راحت پانا اور غم سے مغموم ہونا بے سود ہے۔

ارشمیدسس حکیم علم ہندسہ و ہیئت و نجوم و جر ثقیل وغیرہ میں دستگاہ کامل رکھتا تھا۔ چنانچہ بقوت علم جر ثقیل دریا کا پانی جہاں چاہتا لیجاتا اور جس بلندی پر چاہتا چڑھا لیجاتا۔ اور جر ثقیل کے زور سے بڑی وزنی چیزیں بلند مکانوں تک اوٹھاتا۔ چنانچہ ایک دن اپنے بادشاہ نیرو شاہ کو اُس نے کہا کہ اگر زمین کے سوا کسی اور جگہ مجھے کھڑا ہونا میسر ہو تو میں علم جر ثقیل کے زور سے

ایسی طاقت رکھتا ہوں کہ زمین کے طبقہ کو ایک ہاتھ سے اُٹھالوں بادشاہ نے تعجب سے
کہا کہ مجھے اس علم کا کوئی مشاہدہ اور تماشا دیکھنے پر جی چاہتا ہے تاکہ تیرے قول کا
یقین ہو۔ پس ارشمیدس نے اسباب جر ثقیل کے مہیا کرکے ہمراہ بادشاہ اور
تماش بینوں کے دریا کے کنارہ پر جاکر بادشاہی جہاز کو بسہولت تمام دریا سے کھینچکر
خشکی پر پہونچایا۔ اور چند روز وہاں چھوڑا لوگوں نے ہر چند حیلہ کیا وہ جہاز خشکی سے
دریا کی طرف نہ لیجا سکے۔ پس حکیم علم جر ثقیل کے قانون سے جہاز کو بدون مشقت
دریا میں لے گیا۔ اور ایک دفعہ شہر سرکیوز کو جو دار السلطنت نیرو بادشاہ کا
اور مسکن ارشمیدس حکیم کا تھا۔ رومیوں نے گھیر لیا پس نیرو بادشاہ نے حکیم
سے مدد چاہی۔ ارشمیدس نے ایسی حکمتیں دکھائیں کہ رومیوں کے لیئے سخت
مصیبتیں پیش آئیں یعنے پہلے تو آسمان کی طرف سے گولے برسنے شروع ہوئے
جو زمین پر آکر غائب ہوتے جاتے تھے لوگ اُن کا تماشا دیکھتے اور حیران و متعجب
ہوتے تھے۔ اور رومی لوگ جنہوں نے شہر کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ وہ بھی تعجب
کرتے تھے۔ پھر وہ گولے رومیوں کے پانوؤں میں زمین سے جا نکلے اور زمین سے
باہر آکر پھٹنے لگے کہ ایک ایک گولہ دشمن کے سینکڑوں آدمی فنا کرتا تھا۔ آخر رومی
محاصرہ چھوڑ کر بھاگ گئے اور ایک آتشی شیشہ اُس نے ایجاد کیا تھا۔ جو بلند مکان پر
دھوپ میں نصب کرنے سے دشمن کی فوج کو تباہ کرتا تھا۔ اُس کی ایک جھلک جس
چیز یا جس جانور پر پہونچتی اُس کو جلا کر خاکستر کر دیتا اسی ارشمیدس حکیم کے قوانین
و اختراعات و ایجادوں کو انگلستانیوں نے رواج دیا اور اپنے عمل میں لائے کلوں
کے ایجاد اور علم جر ثقیل کے شعبے جیسا ریل انجن وغیرہ اسی کے علوم سے شاخین
ہیں۔ جو اہل انگلستان نے ان کو درجہ تکمیل پہونچایا۔ چنانچہ اہل انگلستان نے
اس علم کے مدرسے جاری کیئے۔

حکیم اقلیدس مہندس یونانی پسر نوقطرس بن زنیقص متوطن شہر صور
ملک شام کا تھا۔ وہ علم ہندسہ و ہیئت وغیرہ میں مہارت کاملہ رکھتا تھا اور کتاب
ارکان جو اصل علم ریاضی کا ہے اور بہت سے ریاضی دانوں نے اُس کی شرحیں
کی ہیں۔ اسی کی تصنیف ہے اور جس نے کتاب اقلیدس نہ پڑھی ہو اُسکو یونانی

لوگ حکمت کا عالم نہیں جانتے ہیں تحریر اقلیدس ایک بڑی مشکل کتاب ہے جو بھی اسی کی تصنیف ہے ۔ اور دوسری کتابیں بھی مثل کتاب المطالعات اور کتاب مقطیات اور کتاب النغم اور کتاب الفوائد اور کتاب القانون اور کتاب الترکیب اور کتاب الثقل والخفۃ اور کتاب التخییل اور کتاب المعروض و کتاب المناظرہ اور کتاب ترکیب آلات وغیرہ اس کی تصنیفات سے ہیں ۔

حکیم بطلیموس شہر پاتم علاقہ مصر میں تھا ۔ بڑا دانا اور ذہین اور علم ریاضی و ہندسہ و ہیئت میں کامل تھا ۔ اس نے کتاب محیط اقلیدس کا ترجمہ زبان عربی میں کیا اور محیط مجسطی اس کا نام رکھا جس کا ترجمہ اس وقت ایک ریاضی دان راجچندر نام نے اردو میں کیا ہے ۔ اور اہل فرنگستان قدیم زمانہ میں اکثر بطلیموس کے مذہب پر آسمان کا متحرک ہونا اور زمین کا سکون مانتے تھے ۔ اور بعد زمانہ طویل کے جب اہل فرنگستان عقل و علم میں بطلیموس کے برابر ہو گئے اور اس علم میں کوشش بلیغ اور سعی بجا کی تو دلائل قوی سے سکون آسمان کا اور حرکت زمین کی ثابت کر کے بطلیموس کے مذہب سے مخالف ہو گئے ۔

سلاطین انگلستان کا بیان

جزیرہ برطانیہ میں قوم گال یعنے فرانسیسی لوگ رہتے تھے لیکن محض وحشی اور بے عقل و بے علم اور بے ہنر حیوانوں کی مانند برہنہ تن زندگی بسر کرتے تھے اور بعضے حیوانوں کے چمڑوں کو پہن کر گذارہ کرتے۔ خوراک اُن کی اکثر مچھلی تھی اور جو حیوان ہاتھ آتا بلاتمیز کھا جاتے۔ چونکہ ہمیشہ ان کا گذارہ شکار پر تھا اس لئے نیزہ و تلوار و تیر و کمان اور کارد وغیرہ ہتھیار اپنے پاس رکھتے۔ مذہب ان کا بُت پرستی تھا۔ میدانوں میں مُنارے بلند بنائے ہوئے تھے۔ اُن کے اِردگرد پھرتے اور اُن کے پاس قربانیاں چڑھاتے اور دیوتاؤں کی رضاجوئی کو عبادت خیال کرتے ہر ایک قوم میں ایک سردار ہوتا تھا جو اُن کے انتظام وغیرہ پر مامور رہتا تھا۔ اور جب کوئی باہر سے اُن پر ملک برطانیہ میں چڑھائی کرتا تو وہ تمام سردار معہ سب قوموں کے جمع ہو کر اتفاق کرتے۔ اور ایک دوسرے کو امداد دیتے اگرچہ اُن میں پہلے خصومت بھی ہوتی۔ آخر قیصر روم جولیس نام نے جزیرہ برطانیہ سے اطلاع پاکر لشکر کثیر کے ساتھ اُن پر حملہ کیا اور قوم گال نے جمع ہو کر تیغ و تیر کے ساتھ ایسی جان توڑ کر لڑائی کی کہ قیصر روم کے لشکر کا مونھ پھیر دیا۔ لیکن بعد چند حملوں کے قیصر روم نے جزیرہ برطانیہ کو فتح کر لیا اور سب اقوام گال کو ماتحت و زیر فرمان اپنے بنالیا آہستہ آہستہ ان کی تمام رسمیں قبیحہ دور کرکے اُن کو تہذیب سکھائی۔ اگرچہ برطانیہ میں قیصر روم کا تسلط پورا پورا ہو گیا۔ لیکن ایک قطعہ برطانیہ کا شمال کی طرف موسوم باسکاٹلینڈ تھا وہاں کے لوگ بڑے دلاور اور زورآور و زبردست و جنگ آور تھے انہوں نے سرکشی سے قیصر روم کی ماتحتی قبول نہ کی۔ پس قیصر نے اُن کے سرحد پر ایک دیوار بلند بنائی اور اُن کی آمد و رفت کا راستہ بند کر دیا۔ پس علاقہ برطانیہ کئی سو سال تک سلاطین روم کے ماتحت رہا۔ اہل برطانیہ رومی مذہب اختیار کرکے عابد و زاہد و مہذب ہو گئے اور نکوئی اختیار کی۔ جب روم کی سلطنت کو ضعف آگیا تو قیصر ہنوریس نے اپنے عہد میں اپنے عالموں کو ملک برطانیہ سے اپنے پاس بلالیا اور اہل برطانیہ

کو محکومیت کی قید سے آزاد کر دیا۔ پس جب ملک برطانیہ میں کوئی حاکم نہ رہا تو اسکاٹلینڈ
کے خونخوار لوگوں نے ان پر تاخت و تاراج اور ظلم و تعدی اور لوٹ مار کا ہاتھ دراز کیا
یہ بیچارے نہایت مایوسی و بے طاقتی کی حالت میں قیصر روم کی امداد سے ناامید
ہو کر قوم انگل باشندہ ملک جرمن کے پاس ملتجی ہوئے قوم انگل کے بہادروں نے ملک
برطانیہ پر قبضہ کر کے اسکاٹلینڈ کے خونخوار لوگوں کو دریا رو سے مار کر نکالا اور اہل برطانیہ
کی حمایت کر کے انکو امان دی اس تسلط کے سبب سے ملک برطانیہ قوم انگل کی نسبت
سے منسوب ہو کر انگلینڈ کے نام سے مشہور ہوا پس قوم انگل نے برطانیہ کو سات
حکومتوں پر منقسم کیا کچھ مدت کے بعد ایجبرٹ نام ایک زبردست حاکم ان سات
حکومتوں پر قابض ہوا اس شخص نے اگرچہ اس کا مولد انگلینڈ تھا۔ لیکن پرورش
ملک فرانس میں پائی تھی۔ اس لائق مرد نے انگلینڈ کو نہایت آباد کیا اور سات
حکومتوں کو ایک کر دیا۔ تمام رعایا کے لوگ اس سے راضی تھے۔ ایجاد باروت و
قطب نما اور پریس یعنے چھاپہ اسی کے ایجاد سے ہے۔ اس کی وفات کے بعد اسکا
بیٹا اتھل ولف نام تخت نشین ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا نیک دل اور زاہد و پرہیزگار
تھا۔ اپنی آمدنی سے دسواں حصہ پادریوں کو دیتا تھا۔ اور ڈنمارک کے بادشاہ
نے اس پر دو تین حملے کئے مگر اس کے ہاتھ سے شکست کھا کر واپس گئے اس کی
وفات کے بعد اس کا بیٹا اتھلبالڈ تخت نشین ہوا اس کے بعد جلدی سے اتھلبرٹ
بادشاہ ہوا اور اس کے بعد اتھلرڈ نے تخت بیٹھا اور ایک جنگ میں مارا گیا اس کے
بعد ان کا چوتھا بھائی الفرڈ نام تخت نشین ہوا۔ اس نے قواعد سلطنت و آئین حکمرانی
ایسے وضع کئے کہ رعایا نہایت امن میں خوش و شاد ہوئی۔ اس وقت چونکہ گھڑیاں
اور گھڑیال نہ تھے اس لیئے اس بادشاہ نے وقت شناسی کا طریقہ یہ رکھا کہ ایک ایک
گھنٹہ کے واسطے ایک ایک بتی موم کی بنائی جو پورے گھنٹہ کے گذرنے تک جل جاتی
تھی۔ پس رات دن موم کی بتیاں جلتی رہتی تھیں اور مقدار وقت کا بتی جل جانے
پر معلوم کر کے تمام کاروبار کرتے تھے اور اس سے پہلے تمام ملک میں لوگوں کے
گھر تمام خس پوش ہوتے تھے مگر کوئی ایک جو نہایت تونگر و دولتمند ہوتا وہ گھر
کی چھتوں پر لکڑیاں ڈالتا۔ پس الفرڈ نے اپنے اختراع سے اینٹیں بنانے کا

طریقہ نکال کر مکانات بلند ودلپسند کی عمارتیں کیں آخر سنہ ۹ء میں فوت ہوا۔ اس کے
بعد شاہ ایڈورڈ اور اس کے بعد شاہ ایڈمنڈ اور اس کے بعد شاہ اتھل شٹن
اور اس کے بعد ایڈریڈ اور اس کے بعد شاہ ایڈوی اور اس کے بعد شاہ ایڈ
نوبت بنوبت حکمران رہ کر مر گئے ۔ پھر شاہ ایڈورڈ دوم بادشاہ ہوا یہ بادشاہ
نہایت بد افعال و بد طینت شخص تھا ۔ ایک دن شکار کے لیئے قلعہ کرف کے پاس
پہونچا۔ اس کی ساس قلعہ کرف میں تھی ۔ وہ نوکر ہمراہ کر کے اس کی ملاقات کو گیا۔
وہاں نوکر سے پانی مانگا ۔ جب پانی پینے لگا ۔ تو اس کے سسر نے نوکر کو اشارہ کیا
نوکر نے بادشاہ کا پہلو پیش قبض سے چاک کر ڈالا ۔ بادشاہ مجروح ہو کر گھوڑے
پر سوار ہوا ۔ اور دار السلطنت کی طرف چلا گیا ۔ مگر رستے میں بباعث نکل جانے
بہت خون کے بے ہوش ہو کر گھوڑے کی زین سے گرا اور ایک پاؤں اس کا
رکاب میں پھنسا رہا ۔ گھوڑا زور سے دوڑتا گیا اور اس کی نعش زمین پر پٹکتی ہوئی
ریزہ ریزہ ہو گئی ۔ اس کے بعد اتھل ورڈ دوم بادشاہ ہوا اور وہ امور سلطنت سے
ناواقف اور دشمنوں کے مقابلہ میں نامرد اور ضعیف دل تھا ۔ پس قوم ڈین ملک
فرانسیس کے باشندے اس کے ملک پر تاخت لائے بادشاہ نے ان سے بہت زر و
مال اور کئی لاکھ روپیہ دے کر صلح کی اور ان کو واپس کیا ۔ لیکن پیچھے اس کو اس قدر
زر کثیر دینے سے افسوس ہوا اور حکم دیا کہ جہاں قوم ڈین ہو کو اس قتل ناگہانی کی خبر پہونچی
تو انہوں نے پھر غضبناک ہو کر چڑھائی کی اور اتھل ورڈ نے اس قوم زبردست
کے مقابلہ کی تاب نہ لا کر گریز اختیار کی ۔ اور رچارڈ عملدار بادشاہ ملک ارمن کے پاس
جو اس کا بہنوئی تھا ۔ پہونچ کر پناہ گیر ہوا ۔ پس سوین نام ایک شخص قوم ڈین سے
انگلستان پر قابض ہوا ۔ اور چند ماہ حکومت کر کے مر گیا ۔ پس رعایا نے پھر
اتھل ورڈ کو واپس لا کر تخت نشین کیا ۔ اور تھوڑی مدت حکمرانی کر کے مر گیا اس کے بعد
ایڈمنڈ ایرن سیڈ بادشاہ ہوا ۔ اور قانوٹ سوین ڈین کا بیٹا چالیس جہاز جنگی
انگلستان کے مقابلہ پر لایا اور ایڈمنڈ ایرن سیڈ لشکر کثیر لے کر اس کے مقابلہ
پر نکلا ۔ جب میدان جنگ میں صفیں آراستہ ہوئیں تو فریقین سے منصفوں نے
مل کر نصفا نصف حکومت دونوں بادشاہوں کو بانٹ دینے پر صلح کرائی اور ملک

کو تقسیم کر دیا - کچھ مدت کے بعد ایڈمنڈ ایرن سیڈ اپنے رفیقوں کے ہاتھ سے مارا
گیا اور قانوت بلا شرکت بادشاہ ہوا - یہ بادشاہ نیک دل اور عادل تھا اس کے
ہاتھ سے رعیت نہایت خوش رہی آخر ۱۰۳۵ء میں فوت ہوا - پھر اس کا بیٹا ہرلڈ
تخت کا مالک ہوا - مگر کچھ مدت کے بعد جب اس کا بڑا بھائی سفر سے واپس آیا - تو
اُس نے اِس سے تخت چھین لیا اور خود تخت نشین ہوا مگر جب اس نے ظلم و تعدی
پر ہاتھ کھولا اور رعایا کو ستایا - تو ارکین سلطنت نے اس کو تخت سے اُتار کر اس کی جگہ
ایڈروڈ سوم کو تخت پر بٹھایا - یہ بادشاہ نہایت عادل اور غیر متعصب تھا - رعایا کو
امن سے رکھتا چند سال حکمرانی کر کے جہان فانی سے کوچ کیا - چوں کہ اس کا کوئی بیٹا
تخت کا وارث نہ تھا - اس لئے ہرلڈ دوم جو امیر زادہ اور بادشاہ کے رشتہ داروں سے
تھا - بادشاہ ہوا - یہ بادشاہ اگرچہ عادل و باانصاف تھا - مگر چوں کہ شاہی خاندان
سے نہ تھا - ڈیوک ولیم جو چچازاد بھائی شاہ متوفی کا تھا اور نارمنڈی میں رہتا تھا -
تین سَو جہاز جنگی لے کر انگلستان پر چڑھ آیا اور ہرلڈ اس کے مقابلہ پر نکلا - شدید
لڑائی اور سخت مقابلہ ہوا - اس جنگ میں بیس ہزار انگریز اور پندرہ ہزار دوسرے
لوگ مارے گئے - آخر ہرلڈ اور اس کے دوسرے بھائی قتل ہو گئے - اور ولیم فتحیاب
ہوا - اور تخت کا مالک و قابض بنا - اہل تواریخ اس بادشاہ کو بڑا ہوشیار و دور
اندیش اور فن سپاہ گری میں چالاک اور بڑا چست و دلیر لکھتے ہیں مگر فوج کو کام
سخت پر مجبور کرتا - اور رعایا سے معاملہ تنگی سے وصول کرتا - چنانچہ اگر معاملہ باقی
رہ جاتا - تو زمین نیلام کر کے وصول کرتا - کچھ سال حکمرانی کر کے فوت ہوا - اس کے
بعد ولیم روفس اس کا بیٹا تخت نشین ہوا یہ صاحب عقل و تدبیر تھا - مگر آخر کو اس
نیک نامی پر زناکاری کا دھبہ لگا اور یہ بدعادت اس میں ایسی جاگزین ہوئی کہ جس
عورت خوبصورت کو دیکھتا اس کو زبردستی سے ایک دو رات اپنے پاس رکھتا شکار
کا اس کو بڑا شوق تھا - اکثر وقت اپنا شکار میں گذارتا - ایک دن شکار گاہ میں ایک
درخت کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اس کے قریب سے ایک ہرن دوڑتا ہوا گذرا ایک شکاری
نے پیچھے سے اُس ہرن پر تیر چلایا - ہرن سے خطا ہو کر بادشاہ کے سینہ میں لگا پس
بادشاہ دو روز کے بعد فوت ہوا -

اس کے بعد اس کا چھوٹا بھائی ہنڈری نام تخت نشین ہوا - یہ بادشاہ بڑا باہیبت و خوبصورت و بلند قد تھا - اور عادل و خوش خلق تھا - کچھ مدت حکمرانی نیک نامی سے کر کے فوت ہوا -

اس کے بعد اشٹیون نام جو بھانجا بادشاہ متوفی کا تھا تخت پر بیٹھا - اس وقت بادشاہ متوفی کی بیٹی مٹلدھ نام لشکر کثیر جمع کر کے اشٹیون سے لڑی اور بعد جنگ عظیم و مقابلہ شدید کے اشٹیون کو قید کر کے پا بزنجیر محبس میں ڈالا - اور خود تخت نشین ہوئی - مگر یہ لیڈی سخت بد مزاج اور بد کلام اور جفا جو و مردم آزار تھی تمام رعایا کے لوگ اس سے ناراض ہو گئے - آخر ارکان سلطنت نے متفق ہو کر بغاوت اختیار کی اور ملکہ کو گرفتار کر کے تخت سے اتارا اور اشٹیون کو قید سے نکال کر پھر تخت پر بٹھایا پس مٹلدھ کا بیٹا جس کا نام ہنڈری تھا - اور ہنڈری متوفی کا دوہتا تھا - لشکر کثیر جمع کر کے اشٹیون کے مقابلہ پر آیا اور بعد مقابلہ کے فریقین کے منصفوں نے اس بات پر صلح ٹھہرائی کہ فی الحال تخت پر اشٹیون رہے اور اس کی وفات کے بعد ہنڈری دوم سزاوار اور وارث تخت مانا جاوے - اس قرار پر ہنڈری صلح کر کے نارمن کو چلا گیا کچھ زمانہ کے بعد اشٹیون مریض ہو کر فوت ہوا - پس ہنڈری دوم مٹلدہ کا بیٹا انگلستان کا بادشاہ ہوا - یہ بادشاہ عادل اور سخی و کریم النفس تھا - اور عالموں و فاضلوں کا قدردان اور رعایا نواز تھا - مگر اس کی نیک نامی پر زناکاری کا دھبہ اور حسن اخلاقی کی پیشانی پر عشق بازی کا کلنگ تھا - آخر ۱۱۷۹ء میں فوت ہوا

اس کے بعد اس کا بیٹا چارڈ اول تخت نشین ہوا یہ بادشاہ بڑا دلاور بہادر اور جنگ جو اور مدبر تھا - رعایا اور لشکری دور بار ی لوگ اس کے شکر گذار اور ممنون تھے - اس نے بہت علاقہ جات جدیدہ اپنے زور بازو سے مفتوح کئے اور ارد گرد کے بادشاہ اس کی بہادری و زبردستی سے کانپنے لگے - آخر اس نے ملک شام و بیت المقدس پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا پس بڑا بھاری لشکر جمع کر کے بحر محیط سے پار اترا - سلطان صلاح الدین علیہ رحمتہ اللہ و برکاتہ بادشاہ شام تین لاکھ فوج جمع کر کے اس کا مقابل ہوا - تین سال تک جنگ اور مقابلے شدید ہوتے رہے چنانچہ رچارڈ کی افواج سے بہت مقتول اور مجروح و درماندہ ہوئے

اور شامی لوگ چالیس ہزار شہید اور بہت مجروح ہوئے - آخر رچاڈ نے حکمت عملی سے سلطان صلاح الدین کے ساتھ صلح کی - اور شکلیس گھوڑے سے شاہانہ تحفہ دیئے اور واپس اپنے ملک کو چلا گیا - اور اثنار راہ میں جوگیوں اور برائیوں کا لباس پہنکر بلا اطلاع لشکر سے علیحدہ ہوا اور کسی ایک آدمی کو بھی اپنے ارادہ سے مطلع نہ کیا اور وہاں سے ملک جرمن میں جا پہونچا - جرمن کی فوج اور رعایا کا حال بطور جاسوس کے وہاں رہکر معلوم کرتا رہا - آخر کسی آدمی نے اس کو پہچان لیا اور بادشاہ جرمن کو اطلاع دی بادشاہ نے اُس کو گرفتار کر کے ایک برج میں قید کر دیا - جب لشکر اُس کا بلا بادشاہ کے انگلستان میں پہونچا - تو ارکان دولت نے تمام ولائتیوں میں جاسوس دوڑائے - جو جاسوس جرمن آیا - اُس نے وہاں سے سُنا کہ ایک انگلستانی بادشاہ فلاں برج میں قید ہے - پس پوشیدہ اُس برج کے نیچے جاسوس نے اُس راگ کے موافق تالی بجائی جو راگ اسی رچارڈ کا ایجاد تھا - پس رچارڈ نے وہ تالی اپنے ایجاد کردہ راگ کے موافق سُنی - تو سمجھ گیا کہ یہ میرا ہی جاسوس ہے - پس بادشاہ نے بھی اُسی طرز سے تالی بجائے جاسوس نے رچارڈ کی سلامتی کا مژدہ ارکان دولت کو پہونچایا - ارکان دربار اور رچارڈ کے بھائی شاہجان نام نے بادشاہ جرمن سے ایک کروڑ روپیہ مروج الوقت دے کر بادشاہ رچارڈ کو قید سے چھوڑایا اور جرمن سے انگلستان میں لائے - اس کی وفات کا ایک عجیب واقعہ ہوا - انگلستان میں ایک شخص کو ایک بڑا شاہی خزانہ کہیں زمین میں دفن کیا ہوا مل گیا - اُس نے کچھ اندک حصہ اُس کا بادشاہ رچارڈ کو دیا اور باقی گم کر گیا - بادشاہ نے باقی کے واسطے اُس سے سوال کیا تو وہ انکار کر گیا اور جب اُس کو دھمکایا گیا تو وہ بھاگ کر خزانہ کو لیتا ہوا ایک قلعہ میں پناہ گزین ہوا - پس بادشاہ نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا اور بادشاہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس قلعہ میں کہاں سے اندر جانا چاہیئے کہ ناگاہ ایک مرد نے قلعہ کے اندر سے تیر چلایا جو بادشاہ کے شانہ کو چیرتا ہوا گذرا اس زخم سے چند روز کے بعد مرگیا -

اس کے بعد اس کا بھائی شاہجان تخت نشین ہوا - اس بادشاہ کا وجود تمام صفات رزیلہ و افعال قبیحہ کا جامع تھا - جاہل پرلے درجہ کا تھا - اور ظالم فاسق

احمق ناشکر و ناحق شناس فریب ساز بیحیا و خودرا و خود ستا مشہور ہوا ایک
روز ایک یہودی پر اُسنے ایکہزار اشرفی جربانہ کیا یہودی تنگدست و مفلس تھا
ادا نہ کرسکا اُس کو بادشاہ نے قید کردیا اور حکم دیا کہ ہر روز ایک دانت اس کے
موہنہ سے اُکھیڑ کر نکالتے رہیں۔ چنانچہ ساتوین روز اوس کا ساتوان دانت
نکال رہے تھے کہ اُس نے تمام جائداد و ملک املاک فروخت کرکے ہزار
اشرفی ادا کی اور باقی دانت اپنے موہنہ مین بچائے پس علیٰ ہذا القیاس ایسے
ملیچھ کے شدید ظلموں سے اُس کی رعایا کے لوگ تنگ ہوکر آخر بغاوت پر آمادہ ہوئے
اور مقابلہ پر اُٹھ کھڑے ہوئے بادشاہ لاچار ہوا۔ اور صلح کی آرزو کی لوگوں
نے استدعا پر صلح کی کہ اُس سے ایک اقرارنامہ لکھوایا جس کا مضمون یہہ تھا کہ بادشاہ
کسی کی عزت اور حرمت مین دست اندازی نہ کرے گا۔ اور رعایا کے پنچون
اور شہرون کے عمائد و معزز لوگوں کی صوابدید و مشورہ و صلاح ارباب فراست
کے کسی کام کے ارتکاب کا بادشاہ کو اختیار نہ ہوگا بلکہ جس کام پر عام رائے کا
اتفاق ہوگا۔ اُسپر بادشاہ مجاز ہوگا اپنے اختیار سے کسی بات مین دخل دینے
کا مجاز نہ ہوگا اور وہ صلحنامہ جابجا مشاہیر کے مواہیر سے مؤکد کرکے رعایا کے
معززین نے اپنے پاس بطور سند کے رکھا۔ چنانچہ وہ سند آج تک عجائب خانہ
لنڈن مین موجود ہے اور نام اُس خط کا لوگوں نے سند جلیل رکھا ہے اور
رعایا انگلستان کی آزادی پر وہی کاغذ سند ہے۔ اور آج تک اُسی پر
عملدرآمد ہو رہا ہے۔ القصہ بادشاہ نے اپنے اقرار سے پھر کر ظلم اور
دست درازی شروع کی پس بموجب عہد شکنی کے اوس کی رعایا کے لوگ
پھر بغاوت پر اُٹھ کھڑے ہوئے پس بادشاہ نے اطراف سے لشکر جمع
کرکے امیرون اور ارکان سلطنت کی سزادہی پر غصہ ظاہر کیا چنانچہ اوسکا
لشکر سمندر کے کنارے آن اوترا اور خداوند کے حکم سے رات کے
اندھیرے مین سمندر نے ایسی موج ماری کہ ایک ہی موج نے تمام فوج معہ
گھوڑون اور ہاتھیون و خیمون و اسبابون کے غرق کرکے دریا مین لے گیا
بادشاہ تھوڑے سے آدمی ہمراہ لیکر اس مصیبت سے جان بچا کر اپنے دار الخلافہ

مین پہنچا اور جمی لومیہ ہمیہ یعنے غم کے تپ سے بیمار ہوا چنانچہ اوسی بیماری سے سنہ ۱۲۱۶ء
مین مرگیا۔ اسکے بعد ہنری سوم پسر شاہ جان نو سال کی عمر مین تخت پر بیٹھا اپنے
والد کی عادت سے یہہ بھی متنا و تہا ملک کی خبرگیری سے غافل اور خوشامدی
لوگون کے کہنے پر عملدر آمد کرتا تھا۔ اوباش لوگ جس کو چاہتے تھے اوس کی نظر
سے گرا کر ذلیل کر دیتے اور جس کو چاہتے منظور نظر بادشاہ کا بنا دیتے اسلئے
بہت خاندان خاندانی لوگون کے برباد و تباہ ہو گئے اور نالائق اور لچے لوگ
آباد و خوشحال ہوئے اوسکا عہد بھی اسکے باپ کا عہد ہو گیا اور ارکین دولت
وارباب دربار بددل و بدظن ہوئے۔ چنانچہ اندر لیسٹر نام اوس کا وزیر اعظم
اوسکا دشمن جانی ہوا اور دوسرے بھلا مانس لوگ وزیر اعظم کے ہمراہ ہوئے
اور سویا ہوا فتنہ جاگ اٹھا آخر عمائد سلطنت نے جمع ہو کر کونسل کی اور ہر ایک
محلہ سے دو دو آدمی معتبر جمع کر کے عام رائی پر یہہ فیصلہ ہوا کہ بادشاہ کو معطل
کیا جاوے اور جو کام کرنا منظور ہو عام رائی اور کونسل معززین سے کیا جاوے
اوراس مجلس کا نام پارلیمینٹ رکھا گیا۔ یہہ انجمن پہلے پہل تاریخ ۲ جنوری سنہ ۱۲۶۵ء
کو منعقد ہوئی اور یہی مجلس ارکان ثلثہ کی ہے جسکے ممبر اب بھی لنڈن مین جمع ہوا
کرتے ہین جس مین امیر دربار اور پادری اور وکیل رعایا مشورہ دیتے ہین جب
تک ارکین ثلثہ ایک بات پر متفق نہ ہون وہ کام معمول بہ نہین ہو سکتا اور بادشاہ
اون کی رائے سے مخالف کام کرنے کا مجاز نہین ہوتا۔ اس تجویز کے بعد انگلستان کا
کام اور انتظام ملک کا ٹھیک ٹھاک ہو گیا اور بادشاہ سنہ ۱۲۷۲ء مین فوت ہوا
اسکے بعد بادشاہ ایڈورڈ ہنری سوم کا بیٹا تخت پر بیٹھا یہہ بادشاہ بڑا وجیہ اور
خوبصورت اور چست اندام و چالاک تھا اور امور سلطنت مین بڑا فہیم اور
عاقبت اندیش تہا پس ایک دفعہ ملک شام پر اسنے چڑہائی کی اور سخت مقابلہ
اسکو پیش آیا اور ایک دن عین مقابلہ مین بادشاہ کے شانہ مین زہر مین بجہا ہوا
تیر لگا مگر شاہ کی بیگم الینہ نام نے اپنے مونہہ کیساتھ بادشاہ کے زخم
سے زہر چوس لی اور بادشاہ سلامت رہا اور بادشاہ اسی جنگ
مین مشغول تہا کہ اسکاٹلینڈ کے حاکم والس نام کے باغی ہونے کی خبر

انگلستان سے اوسکو پونہچی پس بادشاہ ایک لاکھ فوج کے ہمراہ واپس باغیوں پر
حملہ آور ہوا اور شدید مقابلہ و مقاتلہ کے بعد فتحیاب ہوا اور واپس باغیوں کو
دار پر کھینچا اور خود واپس اپنے دار السلطنت مین آیا اور پارلیمنٹ مین ایک
اور ٹھہر ٹھہرائی کہ آمد و رفت افواج کا خرچ بھی بادشاہ کے اختیار سے خارج
ہوکر پارلیمنٹ کے اختیار مین ہوگا اور یہہ بادشاہ سنہ ۱۳۰۷ء مین فوت ہوا اسکے
بعد اسکا بیٹا ایڈورڈ دوم تخت نشین ہوا لیکن یہ بڑا عیاش اور آرام پسند
تھا لہذا اسنے اپنا سارا انتظام امور سلطنت کا اپنے مدار المہام پیرس
کنیب نام کی گردن پر ڈال کر خود نیک و بد ولائیت سے بیخبر ہوا اور وہ مدار المہام
بھی نکما چوکرا اور آسائش پسند تہا وہ بھی ملک کی خبرگیری سے غافل رہتا
پس ملک مین ابتری ظاہر ہوئی اور بادشاہ کی ملکہ ایسابلہ نام جو نہائت متکبر
و کینہ ور و سنگدل تھی۔ اور امیر ماریمر نام پر عاشق و فریفتہ تھی اور مدار المہام
نے اوسکو دربار سے معزول کیا ہوا تھا۔ وہ ملکہ فرانس مین چلی گئی اور اپنے
خاوند بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ جب تک تیرا مدار المہام دربار مین ہے۔ مین
کبھی نہ آؤن گی اور اگر اوسکو معزول کرے تو انگلستان مین آجاؤن گی
اور پیغام مین ایسابلہ نے دو فائدے دیکھے ایک یہہ کہ انگلستان کی رعایا خوشنود
ہوکر میرے ہمراہ ہوجائینگے اور دوسرا یہہ کہ جب مدار المہام معزول ہوگا
تو ماریمر مدار المہام ہوکر دربار مین رہیگا اور میرا ہر وقت کا ساتھی اور ہم صحبت
ہوگا۔ پس جب یہہ پیغام پونہچا تو رعایا اور اراکین دولت جو بادشاہ اور رعایا
سے تنگدل تھے۔ ملکہ پر خوش ہوکر فرانس مین تین ہزار آدمی جمع ہوئے اور باقی اسکی
تشریف آوری کے منتظر بیٹھے پس ملکہ فرانس سے انگلستان مین پونہچی اور اراکین و
رعایا کی لوگ ہجوم سے دہوم دہام کیساتھ اوسکے استقبال کو نکلے اور جمع ہوکر دار الخلافت
کا محاصرہ کیا چنانچہ آخر مدار المہام پیرس کنیب کو لوگون نے گرفتار کرکے سولی پر کھینچا
اور بادشاہ روپوش ہوکر کہین بھاگ گیا ملکہ نے دار الخلافہ مین داخل ہوکر
بادشاہ کے پیچھے لشکر دوڑایا اور گرفتار کرکے باتفاق رائے ممبران پارلیمنٹ
کے اوسکو دائم الحبس کا حکم دیکر اوس کی تنخواہ ماہوار مقرر کردی۔ اور

ملکہ نے اپنا بیٹا ایڈورڈ سوم جو خورد سال تھا تخت پر بٹھایا اور مارٹمر کو مدار المہام مقرر
کرکے خود بھی متوالی امور سلطنت کی ہوئی اور کچھ زمانہ کے بعد بادشاہ کے محافظوں نے قیدخانہ میں
سیخ آہنی تپا کر اوسکی شکم پر رکھی اور وہ تڑپ تڑپ کر مر گیا اسوقت ۱۳۲۷ عیسوی تھا
ایڈورڈ سوم کی تخت نشینی پر تمام اختیارات ملکہ اور مارٹمر کے ہاتھ مین تھے بلکہ مارٹمر تمام بادشاہت کا
مالک تھا جب شاہزادہ جوان اور ہوشیار ہوا تو اوسکو غصہ آیا اسلیے اُس نے مارٹمر کو سولی پر چڑہایا
اور اپنی والدہ کو قلعہ ریلنگ مین دائم الحبس کیا اور اوسکی معاش کے لیے تین ہزار روپیہ
ماہانہ تنخواہ مقرر کی پس ملکہ پچیس ۲۵ سال قید مین رہکر مر گئی اور ایڈورڈ سوم نے بہت
ملک فتح کیئے۔ فرانسیس پر چڑھائی کرکے اوسکو زور بازو سے فتح کیا اور فرانس مین
پونہچکر بہت شہرون اور قصبون کو ایسا لوٹا اور برباد کیا کہ مانند کف دست کے برابر
کردیئے آخر فرانس کے بادشاہ نے اُس سے سمندر کے کنارہ پر ایک لاکھ فوج کے ہمراہ
مقابلہ کیا اور ایڈورڈ کے ہمراہ تیس ہزار فوج انگریزون کی تھی پس بڑی دلاوری
و دلیری سے دس ہزار فوج اپنے بیٹے شاہزادہ ویلس کو دیکر اور بیس ہزار فوج
خود ہمراہ لیکر مقابلہ پر آیا پہلے توپون کا وار شروع ہوا یہہ پہلا جنگ ہے جو
توپون کیساتھ کیا گیا اس سے پہلے انگریز لوگ توپون سے واقف نہ تھے پس توپ کے
گولون سے بہت لوگ مارے گئے۔ شاہزادہ نے حکم دیا کہ دس ہزار تیر ایک دم کرکے چلایا
جاوے چنانچہ ایک تیر بھی خطا نہ گیا۔ جب فرانس کے لشکر سے صدہا لوگ ایک
حملہ سے مارے گئے۔ تو شاہزادہ ایڈورڈ گھوڑا دوڑا کر فرانسیسون
کے ہجوم مین کود پڑا اور بڑی شجاعت و دلاوری سے تیغ زنی کرنے
لگا اس حملہ مین فرانس کا بادشاہ مارا گیا اور اوسکا لشکر جب بادشاہ
کے سوا رہ گیا تو سب فوجی لوگ حیران ہوکر متفرق ہوگئے۔ اور جسطرف
کسیکا موہنہ آیا دوڑ نکلا شاہزادہ کے لشکر نے اون کا تعاقب کرکے اکثر
لوگون کو خاک عدم مین ملادیا اور فتح و ظفر سے دمساز ہوکر اسباب جنگ و سامان
حرب آلات جنگ اور گھوڑے و ہاتھی اور توپین او بارود وغیرہ تیرون اور شمشیرون
اور خیمون اور گودام سے جو کچھ وہ چھوڑ بھاگے تھے۔ سب پر قبضہ
کرلیا۔ پس سکاٹلینڈ کے بادشاہ نے جب انگلستان کا مالک بادشاہ

سے خالی دیکھا (یعنے جس اثنا میں شاہزادہ جنگ پر گیا ہوا تھا۔) تو اُس نے لشکر بیکران انگلستان پر کھینچا اور اُس کے مقابلہ پر شاہزادہ کی ملکہ فلپیہ نام لشکر لے کر اُسکے مقابلہ کو نکلی اور اپنے لشکر کا سپہ سالار لارڈ پرسے کو بنایا اور ایسا جان توڑ کر جنگ کیا کہ دشمنوں کے مونہ پھیر دیئے آخر فتح یاب ہو کر اسکاٹ لینڈ کے بعد بادشاہ کو قید کر لیا اور دار الخلافہ میں واپس آئی یہ خبر بادشاہ کو پہونچی ۔ بعد فتح فرانس کے دار الخلافہ انگلستان میں پہونچا ۔ اور اس کا بیٹا ویلس جو نہایت بہادر تھا ۔ اور دو تین فتوحات مردانہ حاصل کر کے اُن سے بڑا نام پایا تھا ۔ تقدیر الٰہی سے فوت ہو گیا ۔ پس بادشاہ اپنے بیٹے کے غم میں ایک سال تک روتا اور غم میں گلتا ہوا ۱۳۷۷ء میں فوت ہوا ۔ اور اُس کا بیٹا۔

رچارڈ دوم تخت پر بیٹھا ۔ یہ تخت نشینی کے وقت خورد سال تھا ۔ اس لیئے پارلیمنٹ کی رائے سے مُلک کا انتظام اس کے تین چچے اور امیر وزیر اور دربار کے بچ کرتے تھے ۔ جب یہ جوان ہوا با اختیار ہوا تو ڈیوک گلاسٹر جج کو جو اس کا چچا تھا اس نے قلعہ کالس میں قید کیا وہ اسی قید میں مر گیا اور رعیت پر ظلم و تعدی کا ہاتھ دراز کیا ۔ ارکان دولت اور ممبران پارلیمنٹ اس کے ظلموں اور قباحتوں سے سخت ناراض ہوئے ایک دن اُس کے روبرو کسی مُلکی معاملہ میں دو امیر کبیر آپس میں بلند آواز سے باتیں کر رہے تھے تو اس نے ناراض ہو کر اُن دونوں کو جلا وطن کر دیا ایک کا نام ڈیوک نارفاک اور دوسرے کا نام ڈیوک جریفورڈ تھا ۔ جری فورڈ جب وطن سے نکلا تو اس نے ارکان دولت اور وزیروں اور اُس کے دونوں چچوں کے ساتھ جن کا نام ڈیوک لانکاسٹر اور ڈیوک مارک تھا ۔ خط و کتابت کر کے اُن کو اپنا ہمراز بنا لیا ۔ پس جس وقت بادشاہ ملک آئرلنڈ میں گیا ہوا تھا ۔ تو ڈیوک جری فورڈ ساٹھ مردوں کے ہمراہ انگلستان میں آیا اور اکثر اراکین دولت اور فوجیں اور رعایا جو بادشاہ سے ناراض تھے اُس کے ہمراہ ہو گئے چنانچہ ساٹھ ہزار فوج اُس کے ہمرکاب ہوئی پس جب بادشاہ نے سُنا اور اس بات کا کوئی علاج نہ دیکھا ۔ کیونکہ فوج تو سب جریفورڈ کے ہمراہ ہو گئی تھی تو شہر جسٹر میں چلا گیا ۔ اور وہاں سے گرفتار ہو کر قید میں ڈالا گیا ڈیوک جری فورڈ نے

آٹھ مرد اُس کے قتل کے واسطے بھیجے جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو وہ بھی قیدخانہ میں مقابلہ پر اُٹھا۔ اُن آٹھ مردوں سے چار کو تو قتل کر دیا اور باقی چار مردوں کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پس ڈیوک جرلیفورڈ بخطاب ہنری چہارم تخت پر بیٹھا اس نے تخت پر بیٹھتے ہی بادشاہ اسکاٹلینڈ مارٹیمر اور ویلز اُس کے فوجی افسر سے جو اسپر چڑھائی کرکے آئے تھے۔ مردانہ جنگ کیا اور فتح پائی یہ بادشاہ بھی عدل میں مشہور گذرا ہے اُس کی عدالتوں سے ایک نظیر یہ ہے کہ ایک دن اُس کا ولی عہد شاہزادہ قاضی کے پاس ایک شخص کے مقدمہ میں سفارش کرنے کو گیا۔ پس قاضی نے کہا کہ میں کسی کی سفارش سے کسی کی حق تلفی نہیں کرتا اور شاہزادہ کی مرضی کے مخالف حکم دیا۔ پس شاہزادہ نے غضبناک ہو کر ایک طمانچہ قاضی کے مونھ پر مارا۔ قاضی نے شاہزادہ کو قید کر دیا۔ جب بادشاہ نے سُنا تو ہنسا۔ اور خوش ہو کر کہا کہ خداوند کا شکر ہے کہ میرا عہد عدالت کا عہد ہے۔ میرے قاضی بھی عدالت میں کسی کی ناجائز رعایت نہیں کرتے اور اگرچہ شاہزادہ ہی کیوں نہ ہو قید کا حکم سُنا دیتے ہیں۔ یہ فضیلت کسی بادشاہ کو نہیں ملی۔ یہ بادشاہ ۱۴۱۳ء میں فوت ہوا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا ہنری پنجم تخت نشین ہوا۔ یہ وہی شہزادہ تھا جس کو قاضی نے قید کیا تھا۔ جب یہ تخت پر بیٹھا تو اُسی قاضی کو بُلایا جس نے اوس کو قید کا حکم دیا تھا۔ اور خلعت قضا کی اُسکو پہنا کر فرمایا کہ آئندہ بھی اسی طرح بے لاگ اور بے رعایت مقدمات کے فیصلے کرنا اور کسی کا لحاظ ہرگز نہ کرنا اس بادشاہ نے لشکر عظیم لے کر مُلک فرانس پر چڑھائی کی جب ۱۴۱۵ء فرانس میں جا اُترا تو لشکر میں بیماری پڑ گئی نصف سے زیادہ لشکر بیمار ہو گیا۔ اور باقی جو بیمار نہ تھے وہ بیماروں کی خبرگیری میں مشغول ہوئے۔ پس بادشاہ نہایت حیران ہوا۔ کہ اب کیا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ فرانسیس کا لشکر میدان اجن کورٹ میں لڑائی کے واسطے صفیں باندھ کر تیار ہو گیا۔ پس بادشاہ اپنے لشکر کے ضعف سے جو اکثر بیماری سے نیم جان تھے۔ اندیشہ کرنے لگا۔ آخر دل قوی کر کے اندک لشکر ہمراہ لیا اور دشمن کے لشکر میں جا پڑا۔ پیچھے جو لشکر رہ گیا تھا اُن کو بھی دلیری ہوئی

اور ہتھیلی پر جان رکھکر جان فشانی پر آمادہ ہوئے۔ یہ بہادر بادشاہ تلوار لے کر دشمن کے لشکر میں اکیلا جا پڑا کشتوں سے پشتے اور لاشوں سے ڈھیر لگا دیئے فرانسیسیوں کے دل کانپ گئے اور اس دلیر بادشاہ کی بہادری دیکھ کر ان کے ہوش پرواز کر گئے آخر انگلستانیوں نے فرانسیس پر فتح پائی اور ان کو شکست فاحش آئی۔ پس فرانسیسیوں نے اس شرط پر صلح کی کہ بعد وفات بادشاہ فرانسیس کے فرانسیسیوں کا ملک بھی انگلستان سے متعلق ہو جائے گا۔ اور اسی سلطنت کا ماتحت کہلائے گا۔ اور بادشاہ فرانسیس نے اپنی دختر بھی اسی ہنری پنجم کو نکاح کر دی۔ پس کچھ زمانہ کے بعد فرانسیس کا بادشاہ فوت ہوا۔ اور بموجب شرط مذکور کے ملک فرانسیس انگلستان کے ماتحت ہو گیا۔ آخر ہنری پنجم ۱۴۲۲ء میں فوت ہوا۔

اسکے بعد ہنری ششم اس کا بیٹا تخت نشین ہوا۔ یہ بڑا نیک خصلت نیک نیت سخی جوانمرد بہادر تھا۔ پہلے جب یہ بہت ہی چھوٹا لڑکا تھا۔ تو ڈیوک بیڈ فورڈ جو اس کے باپ کے امیروں سے تھا اور بڑا ہوشیار اور قوانین جنگ میں بڑا لائق تھا۔ پارلیمنٹ کی رائے سے ملک کا مختار اور مدار المہام بنایا گیا ایک دفعہ اسی مدار المہام نے ملک فرانس پر لشکر کشی کی۔ جب فریقین میں جنگ کا وقت قریب آیا تو ایک عورت ارکبر نام میدان میں نکلی اور اس نے بلند آواز سے پکارا کہ مجھ کو ملہم غیبی کی طرف سے الہام ہوا ہے کہ فرانس کی فتح اور انگلستان کو شکست ہو گی اگرچہ پہلے لوگ اوس کی بات پر ہنسے اور اس کے الہام کو مسخری میں اڑانے لگے مگر آخر دانا لوگوں نے کہا کہ اس کو بادشاہ فرانس کے پاس لیجانا چاہیئے جب وہ بادشاہ کے پاس گئے۔ تو اس نے وہ اپنا الہام بیان کیا بادشاہ نے جنگ کے ہتھیار اسکے حوالے کرکے اس کو لشکر کا سرگروہ بنایا۔ اور دشمن کے مقابلہ پر بھیجا پس اس عورت نے آن کر انگلستانیوں سے مقابلہ کیا اور ایسی لڑی کہ انگلستانیوں کے حواس باختہ ہو گئے اور جتنے شہروں پر انگلستانیوں نے قبضہ کیا ہوا تھا۔ سب ان سے چھوڑا دیئے اور ان کو فرانس سے نکالا۔ اس کے بعد بھی جتنے جنگ ہوئے اسی عورت کے نام پر فتح ہوتی رہی۔ پھر کسی بہانہ سے بادشاہ ہنری نے اس کو گرفتار کرکے زندہ آگ میں جلا دیا۔ اس کے جلانے کے بعد انگریزوں کے لشکر میں

ایسی وبا پڑی اسپ کے سب مرگئے۔ اور کسی کا نام ونشان نہ رہا چنانچہ ڈیوک
میڈ فورڈ جو بادشاہ ہنری کا مدارالمہام تھا۔ بھی مرگیا اور خود ہنری بھی بیمار ہوگیا
اور شاہ رچارڈ متوفی کے وارث سلطنت کے دعوے پر بے شمار لشکر لیکر انگلستان
میں پہونچے پس اراکین دولت وممبران پارلیمنٹ نے ڈیوک یارک کو جو بادشاہ
رچارڈ کے وارثوں سے تھا تخت پر بٹھایا۔ اور شرط یہ قرار پائی کہ بادشاہ ہنری
کی شفا یابی تک بجہے نیابت کے طور پر تخت نشینی اور حکمرانی کرنی ہوگی اور
جب وہ شفا پائیگا۔ تو وہ خود تخت نشین ہوگا۔ چندسال تک ڈیوک یارک
تخت پر قابض رہا۔ جب بادشاہ ہنری نے شفا پائی تو اُس نے تخت کو سمبالا
اور ہنری و ڈیوک یارک میں لڑائی شروع ہوئی۔ آخر ہنری زخمی ہوکر ڈیوک
یارک کے ہاتھ میں گرفتار ہوا۔ پس شاہ ہنری کی ملکہ مارگرٹ نام لشکر جمع کرکے
اُس کے مقابلہ پر نکلی آخر ڈیوک یارک مارا گیا اور ارل وارڈک جو سپہ سالار ڈیوک
یارک کا تھا۔ بادشاہ ہنری کو پابزنجیر کرکے لشکر میں بڑی ذلت سے پھراتا اور
ملکہ مارگرٹ کے لشکر سے مقابلہ کرتا تھا۔ ملکہ مارگرٹ اپنے شوہر کے چھوڑانے
میں تیغ اور کوشش بے شمار کرتی تھی پس ایک دن عین جنگ کے
زور وشور میں ارل وارڈک کو شکست ہوئی پس ملکہ مارگرٹ نے تمام اسباب اموال
چھین لئے اور اپنے شوہر ہنری کو قید سے چھوڑایا۔ پھر تھوڑے دنوں کے
بعد ایڈورڈ ڈیوک یارک کا بیٹا بڑا لشکر لیکر شاہ ہنری کے مقابلہ پر آیا چنانچہ
پہلے ہی جنگ میں شاہ ہنری کا چالیس ہزار سپاہی میدان کارزار میں مارا گیا اور
بادشاہ ہنری بدنصیبی سے دوبارہ گرفتار ہوا اور ملکہ مارگرٹ جہاز پر سوار ہوکر فلاندرس
میں پہونچی اور ایڈورڈ انگلستان کے تخت پر بیٹھا۔ اور ارل وارڈک کو اپنا وزیراعظم
کیا کچھ مدت کے بعد ارل مذکور اور بادشاہ میں دشمنی ہوگئی اور ایڈورڈ خوف
سے بے خبر روپوش ہوگیا اور ہنری قید سے نکل کر تخت پر بیٹھا۔ اور ارل وارڈک
کو اپنا مدارالمہام بنایا۔ اور ملکہ مارگرٹ بھی وطن میں پہونچ کر بادشاہی میں شریک
ہوئی۔ جب نو مہینے گذرے تو ایڈورڈ پھر لشکر جمع کرکے انگلستان میں پہونچا اور
اکثر رعیت اور ارکان سلطنت ایڈورڈ کے ہمراہ ہوئے اور پہلے ہی حملہ میں ایڈورڈ

تخت پر قابض ہوگیا۔ اور ہنری پھر گرفتار ہوکر پا بزنجیر قید میں ڈالا گیا۔ اور ملکہ مارگرٹ اور ارل وارڈک آپس میں مل گئے اور اتفاق سے فوج و سامان جنگ مہیا کرکے لڑائی پر آمادہ ہوئے۔ عین معرکہ جنگ میں ارل وارڈک مارا گیا اور ہنری بیچارہ بھی ایڈوارڈ کے حکم سے ۱۴۷۱ء میں قتل کیا گیا۔ اور ملکہ مارگرٹ پنجاہ ہزار روپیہ فدیہ دے کر قید سے چھوٹی اور تنگی معاش اور تہیدستی سے اطفال و عیال کو انگلستان سے لے فرانس میں گئی۔ وہاں کوچہ بکوچہ گداگری کرتی سختیوں کی زہر نوش کرتی ہوئی بُری حالت میں مری۔ اس ہنری کے خاندان پر اوس ملہمہ عورت کے زندہ آگ میں جلانے سے یہ سب سختیاں نازل ہوئیں اور اس شامت سے اسکی بیخ و بنیاد اکھڑ گئی اور خاندان تباہ ہوگیا۔

اب شاہ ایڈوارڈ چہارم انگلستان کا مستقل حکمران ہوا۔ یہ بادشاہ بڑا ظالم سنگدل اور رعایا کش اور زناکار و بے حیا مشہور تھا۔ اس کے احوال و افعال و اقوال تحریر کے سزاوار نہیں۔ یہ بادشاہ ۱۴۸۳ء میں مرا۔

پھر ایڈوارڈ پنجم اس کا بیٹا بارہ سال کی عمر میں تخت پر بیٹھا۔ اور اُس کی خوردسالی کے سبب سے پارلیمنٹ نے اس کا چچا رچارڈ ڈیوک کلاسٹر مختار کل اور مدار المہام اُس کا مقرر کیا۔ پس رچارڈ نے اپنی بادشاہی کے طمع سے ایڈوارڈ اور اُس کے چھوٹے بھائی کو لنڈن کے قلعہ میں قید کر دیا۔ اور کچھ زمانہ کے بعد آدمی بھیجکر اُن کو مروا دیا۔ پھر یہ رچارڈ مستقل بادشاہ ہوا۔ یہ بادشاہ نہایت ظالم تھا لوگوں کو بیدریغ قتل کرتا۔ ارکان سلطنت اور رعایا کے وکیل بھی چاہتے تھے کہ اگر کوئی سلطنت کا دعوے دار کھڑا ہو تو ہم اُس کی امداد کریں اور کسی حیلے سے اس ظالم کے ہاتھ سے خلاصی پا دیں۔ اسی اثنا میں ہنری ٹوڈر مخاطب بہ نواب اجمند نارمن کا حاکم ہنری ششم کی رشتہ داری کے دعوے پر بادشاہ فرانس کے پاس گیا۔ اور فرانس سے لشکر کی مدد لے کر انگلستان میں آیا۔ رچارڈ بے شمار فوج لیکر مقابلے پر نکلا۔ رچارڈ کی بہت فوج ماری گئی۔ اور خود بھی وہ ظالم قتل ہوگیا۔ اُس کی لاش تلاش کرنے لگے۔ آخر بہت سی لاشوں کے نیچے سے اس کے سر کا تاج چمکا۔ تو اُس کو نکال خاک مذلت میں پھینکا گیا۔ یہ واقعہ ۱۴۸۵ء میں ہوا

پس امیروں وزیروں اور رعایا نے اسی وقت رچارڈ کا تاج نواب ارجمند کے سر پر رکھا۔ اور بڑی خوشی سے مبارکبادیاں دینے لگے۔ اور دھوم دھام سے جمع ہوکر اُس کو بڑی خوشی سے تخت نشین کیا۔ اور پارلیمنٹ سے اُس کا لقب ہنری ہفتم مقرر ہوا۔ اس نے تخت پر بیٹھتے ہی شاہ ایڈورڈ چہارم کی دختر الزبتھ کے ساتھ نکاح کیا اور انتظام ملک میں آئین پسندیدہ کے ساتھ کارروائی شروع کی علمی مدرسے قایم کیے اور رعایا کو دینی و دنیوی علوم کی تعلیم شروع کرائی اور اِردگرد کے بادشاہوں کے ساتھ دوستی کا رابطہ ڈالا۔ رعایا بڑے عیش و عشرت سے زندگانی بسر کرنے لگی۔ القصہ شاہ الفرڈ کے بعد ملک انگلستان میں اسی بادشاہ کے عہد میں رعیت کو عیش عشرت اور امن و امان کا دن نصیب ہوا۔ یہ بادشاہ ۱۵۰۹ء میں فوت ہوا۔ اس کے بعد اُس کا بیٹا شاہ ہنری ہشتم تخت نشین ہوا۔ پچاس ہزار فوج اس کے دربار میں حاضر تھی۔ اور خزائن زر بے شمار سے لبالب بھرے ہوئے تھے حکومت کے نشے میں ایسا مغرور اور مست ہوا کہ امور سلطنت سے بالکل بےخبر ہوگیا۔ رات دن عورتوں میں بیٹھا رہتا۔ اور ملک کی خبرگیری سے بالکل غافل ہوگیا۔ چنانچہ اس کے ملک میں ابتری ظاہر ہوئی۔ اور خزائن جو اس کے عادل باپ کے وقت سے لبالب تھے بالکل خالی ہوگئے۔ آخر تنگ دستی کی حالت میں ۱۵۴۵ء میں فوت ہوگیا۔ اس بادشاہ کی تین لڑکیاں باقی رہیں۔ میری اور جین گری اور الزبتھ پس ارکان سلطنت نے جین گری کو تخت نشینی کے واسطے منتخب کیا۔ اور دربار میں لاکر تخت پر بیٹھایا۔ میری کو سخت غصہ ہوا اس نے بہت سے امیروں کو اپنے ہمراہ کرکے جین گری اور اس کے خاوند کو سولی پر کھینچا۔ اور خود تخت نشین ہوئی۔

جاننا چاہیے کہ پوپ امام مذہب عیسائی کا تھا۔ یہ ہنری ہشتم کے عہد میں ظاہر ہوا۔ اور اس نے بڑا عروج پایا۔ عیسائی مذہب کے لوگ اس کو [illegible] عیسیٰ مسیح کا نائب سمجھتے تھے۔ پوپ نے اشتہار دیا کہ جو شخص گناہ بخشوانا چاہے اپنی [illegible] قدر داخل کرے میں اس کے گناہ

بخشوں گا۔ اور جہنم سے آزادی کا خط لکھ دوں گا۔ کیوں کہ مجھے کامل اختیار خداوند مسیح کی طرف سے دیا گیا ہے۔ پس اس اشتہار سے پوپ کے خزانہ میں ہر روز لاکھوں روپیہ داخل ہونے لگا۔ اور اس نے بڑے خزائن جمع کرلیے اور اپنے مذہب کو خوب رواج دیا۔ اور اس کے خلاف ایک اور شخص مارٹین لوتھر دین عیسوی کا امام مدرس تدریس مذہب عیسوی کا ہوا۔ اس نے مذہبی غیرت سے چاروں اناجیل مروجہ تصنیف کرکے اقوال اور مسائل مردودہ پوپ کو دلائل سے باطل و مردود کیا۔ اب اس وقت عیسائی دو مذہبوں پر ہوگئے ایک کا نام مذہب پوپی اور دوسرے کا نام مذہب لوتھری مشہور ہوا۔ پس ملکہ میری پوپی مذہب رکھتی تھی۔ جب تخت نشین ہوئی تو مارٹن لوتھر کا مذہب نابود کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ اور پوپی مذہب کا رواج دینے میں سعی بلیغ کرنے لگی۔ مذہب لوتھر کے لوگ سینکڑوں اس نے قتل کردیئے اور سینکڑوں کو زندہ آگ میں جلا دیا مذہب لوتھر کے عالموں کو گرفتار کیا اور ان کے کتب خانے آگ میں جلا دیئے بہت ظلم و تعدی رعایا پر شروع کی۔ آخر فرانسیسیوں نے اس کے علاقہ سے چند شہر اپنے قبضہ میں کرلیئے اور رعیت بھی اس سے ناراض ہوگئی۔ آخر بیمار ہوئی اور مرض بڑھنے لگی تو اس نے سمجھا کہ اب میرا بچنا محال ہے اور یہ بھی سوچا کہ میرے مرجانے کے بعد میری بہن الزبتھ تخت نشین ہوگی اس کے قتل کا ارادہ کیا مگر الزبتھ بڑی دانا تھی وہ اس کے فریب میں نہ آئی اور اپنی جگہ پر ہوشیار بیٹھی رہی آخر اس کے مرنے کے بعد ۱۵۵۸ء میں ملکہ الزبتھ تخت نشین ہوئی ملک انگلستان کی رعایا کو جو خوشحالی اور عیش و عشرت اس کے عہد میں نصیب ہوا۔ پہلے کسی بادشاہ کے عہد میں نصیب نہ ہوا تھا۔ تخت پر بیٹھتے ہی تمام مذہبی جھگڑے مٹا دیئے اور پوپ کا مذہب جو بالکل باطل تھا اس کا رواج مسدود کردیا اور مارٹن لوتھر کا مذہب اپنی تمام قلمرو میں جاری کیا۔ علمائے دین اور کتب دین عیسائی جابجا مہیا کرکے مدرسے قائم کئے۔ اور پادریوں کو شہر بشہر وعظ کرنے پر نوکر رکھا۔ بس ملکہ میری اسٹوارٹ اسکاٹ لینڈ کی فرمانروا جو چچازاد بہن ملکہ الزبتھ کی تھی اور پوپ کا مذہب رکھتی تھی دینی مخالفت کے سبب ملکہ الزبتھ سے عداوت اور جنگ پر آمادہ ہوئی۔ لیکن اسکاٹ

بد بخت نواب جو مارٹن لوتھر کا مذہب دل سے پسند کرتے تھے اپنی ملکہ کے مخالف ہو کے
اور انھوں نے حملہ کر کے اپنی ملکہ کو گرفتار کر لیا۔ اور قید میں سخت تکلیفیں دینے لگے
لیکن چونکہ یہ ملکہ بڑی خوبصورت اور حسن و جمال میں بے نظیر تھی ڈگلس نام ایک
امیر کے لڑکے نے جو اس کا عاشق تھا۔ قید سے رہائی پا کر کچھ ہزار فوج جمع کر کے اپنی رعایا
سے بدلہ لینے پر آمادہ ہوئی۔ لیکن چونکہ پوپ کے شوم مذہب میں شومی اور بدبختی
ہمیشہ سے چلی آتی ہے۔ اس نے پھر شکست کھائی۔ اور ملکہ الزبتھ کے پاس جس کو وہ
عداوت کی نظر سے دیکھتی تھی اس کو جانا اور پناہ گزین ہونا پڑا۔ لیکن الزبتھ نے اسکو
مخالفت مذہب کے سبب سے پابزنجیر کر لیا۔ چنانچہ ستڑہ سال قید سخت میں سختیاں
اٹھاتی ہوئی چیختی چلاتی رہی آخر شریر لوگوں کو کچھ طمع دے کر ملکہ الزبتھ کے قتل کا منصوبہ
باندھا۔ مگر راز اس کا فاش ہو گیا اور ملکہ الزبتھ کو خبر پہونچ گئی اس نے ان شریروں کو
سولی پر چڑھایا۔ اور ملکہ میری کے قتل کا فرمان لکھا وہ حکم نامہ چار امیروں کے ہاتھ میں
ملکہ میری کے پاس بھیجا اس نے جب پڑھا تو لکھا ہوا تھا۔ کہ کل صبح پہر دن چڑھے ملکہ
میری قتل کی جاوے۔ پس جب دوسرے دن صبح ہوئی تو ملکہ میری نے مخمل و
زربفت کا لباس پہنا اور اپنے قتل کی منتظر بیٹھی۔ اتنے میں حکم پہونچا ملکہ اٹھ کر قتل گاہ
کو چلی لوگ تماشا کے لیئے انبوہ کر کے جمع ہوئے۔ ملکہ میری نے بلند آواز سے پکارا کہ
میں مذہبی مخالفت سے قتل کی جاتی ہوں میرا کوئی گناہ اور تقصیر نہیں یہ کہکر بیٹھ
گئی اور ایک پادری وعظ کے لیئے کھڑا ہوا۔ ملکہ میری نے کہا کہ میں پوپ کے مذہب
سے ہرگز نہ پھروں گی مجھے اپنا قتل منظور ہے اور جلاد سے آنکھوں پر باندھنے کا رومال
طلب کیا۔ اپنی آنکھیں باندھیں اور زور سے خداوند کا نام پکارا۔ پس جلاد نے تلوار
کھینچکر اُس کا سر کاٹ لیا۔ پس ملک اسپین کے بادشاہ نے یہ خبر سُنی وہ ایک سو تیس
جہاز جنگی لے کر ملکہ الزبتھ کے مقاتلہ کی نیت پر روانہ ہوا۔ اس بادشاہ کا نام فلپ تھا
مذہب پوپ کی شامت سے دریا میں طوفان اُٹھا۔ اکثر جہاز غرق ہو گئے اور چند
جہاز وطن کو واپس گئے پس فلپ نے دوبارہ جہاز مہیا کر کے جنگ کی تیاری کی اور
ملکہ الزبتھ سے دریا میں مقابلہ شروع ہوا الزبتھ کے لشکروں نے توپوں سے ان کے
لشکروں کو فنا کر دیا اور اسباب و جہاز ان کے لوٹ لئے اور الزبتھ مظفر و منصور اپنے

تخت پر واپس آئی۔

القصہ ملکہ الزبتھ بڑی دانا منصف مزاج اور رعایا پر نہایت درجہ کی مہربان تھی جیب گھڑی اور سواری کی گاڑی اسی کی تجویز سے بنائی گئی آخر یہ ملکہ ۱۶۰۳ء میں فوت ہوئی اس کے بعد جیمس ملکہ میری اسٹوارٹ کا بیٹا تخت نشین ہوا اس نے تخت پر بیٹھ کر پوپ کے مذہب سے بیزاری ظاہر کی اور لوتھر کا مذہب اختیار کیا اور پوپ کے مذہب والوں کو برا معلوم ہوا انہوں نے مکر و فریب کرکے جیمس کی جلوس کی جگہ اور پارلیمنٹ کے مکان کے نیچے ایک سرنگ لگائی اور بڑا تہ خانہ کھود اس کے اندر بارود کے ڈبے دفن کئے ان کا یہ ارادہ تھا کہ جس وقت جیمس اور پارلیمنٹ کا جلوس ہوگا۔ اس وقت اس بارود کو آگ لگائیں گے۔ تاکہ ایک دم میں بادشاہ اور اس کے سب درباری نابود ہو جائیں۔ لیکن جیمس اور ممبران پارلیمنٹ کو خبر ہو گئی انہوں نے جا کر تہ خانہ میں دیکھا کہ ایک شخص بت ہاتھ میں لے کر کھڑا ہے۔ اور بارود کی لکیریں بارہ تہ خانوں تک کھینچتا جاتا ہے۔ چنانچہ ان سب تہ خانوں میں بارود کے بھرے ہوئے ڈبے مدفون تھے۔ پارلیمنٹ کے ممبروں نے اس شخص کو گرفتار کیا ہر چند اس سے ہمراہیوں کے نام پوچھتے تھے وہ نہ بتاتا تھا۔ آخر اس کو شکنجے میں ڈالا۔ اس وقت بولا اور اپنے آدمیوں کے نام اس نے بتائے ان سب کی گرفتاری کا حکم جاری ہوا۔ پس وہ اسی آدمی ہتھیار لے کر نکلے۔ اور جنگ پر آمادہ ہوئے چالیس مارے گئے اور چالیس سولی پر چڑھائے گئے یہ بادشاہ ۱۶۲۵ء میں فوت ہوا۔

اس کے بعد چارلس بادشاہ تخت نشین ہوا یہ اگرچہ رحم دل اور پرہیزگار تھا لیکن سیاست اور رعب نہ رکھتا تھا۔ اس لئے ملک میں بے انتظامی واقع ہوئی۔ اور بادشاہ کے ساتھ رعیت اور پارلیمنٹ نے بغاوت اختیار کی اور ایک شخص گرام ڈیل نام کو اپنا بادشاہ مقرر کیا۔ اور بادشاہ سے جنگ کر کے شکست دی۔ آخر چارلس ہزیمت کھا کر شاہ اسکاٹ لینڈ کے پاس گیا۔ اس نے اس کو قید کر دیا۔ اور پارلیمنٹ کے لوگوں نے لکھا کہ چارلس ہم کو واپس دینا چاہیئے۔ اس نے ایک کروڑ روپیہ لے کر چارلس واپس دیا۔ ممبران

پارلیمنٹ اور رعایا نے جمع ہوکر چارلس کو ایک میدان میں قتل کیا - یہ واقعہ سنہ ۱۶۴۹ء میں ہوا -

پھر کرام ویل تخت نشین ہوا اور پارلیمنٹ کو امور سلطنت کا مدار المہام کرکے آئرلنڈ پر چڑھائی کی اور وہاں سے فتحیاب ہوکر واپس آیا - تو راستے میں سنا کہ رعایا نے چارلس دوم پسر چارلس اول کو تخت نشین کیا ہے اور اسی کو وارث تخت کا اور حقدار سمجھتے ہیں پس کرام ویل سولہ ہزار فوج کے ہمراہ اسکاٹ لینڈ میں گیا - پس پچاس ہزار فوج اسکاٹ لینڈ کی اس کے مقابل ہوئی - مگر فتح کرام ویل نے پائی پس چارلس دوم انگلینڈ میں آیا - لیکن لنڈن کے لوگوں نے اسکی ہمراہی نہ کی - وہاں سے نکل کر شہر وسط میں پہونچا اور کرام ویل چالیس ہزار فوج جنگی لے کر اس کے پیچھے شہر وسط میں گیا اور شہر کا محاصرہ کرکے فتح کرلیا اکثر اس کے لشکر کو قتل کیا - چارلس لشکر کے درمیان سے اکیلا نکل کر کہیں بھاگ گیا - اس کی گرفتاری کے لیئے اشتہار جاری ہوئے وہ ایک کسان کے گھر جا چھپا کسان نے اس کو دہقانی پوشاک پہنا کر ہل جوتنے پر لگایا جب بادشاہی سوار اس کی تلاش میں کسان کے کھیت پر پہونچے تو کسان نے اس کو ایک گھنے درخت پر چڑھا دیا - اور وہ اس کی شاخوں میں چھپ کر بیٹھ رہا - دو روز تک بھوکا اور پیاسا شاخوں کے درمیان چھپا رہا - پھر درخت سے اتر کر اس کسان کی مددگاری سے سمندر کے کنارے پہونچ کر جہاز پر سوار ہوا - اور شہر نارمن میں جاکر سکونت اختیار کی - پھر کرام ویل مستقل بادشاہ ہوا - اور کچھ مدت کے بعد رعیت کی خبرگیری سے غافل ہوا - رعایا کے لوگ اس سے ناراض ہوئے اور اس کے مارنے کے فکر میں لگے اس کو یہ خبر پہونچی تمام لوگوں سے بلکہ گھر کے لوگوں سے بھی اس کا اعتبار اٹھ گیا تمام رات جاگتا رہتا کسی کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہ کھاتا - آخر اسی وہم میں اس کو تپ چڑھا اور سنہ ۱۶۵۸ء میں مرگیا - اس کے بعد اس کا بیٹا رچارڈ تخت نشین ہوا ارکان سلطنت کی نظر میں پورا ہی ہوئی دیکھ کر ڈرا - اور روپوش ہوکر ملک فرانس کو چلا گیا - اس سے بعد چارلس دوم جو نارمن میں رہتا تھا ممبران پارلیمنٹ اس کو بادشاہ بنانے پر راضی ہوئے اور ایک خط تمام معززین کی مہروں سے مزین و مسجل

کرکے اس کی طلب میں بھیجا - پس چارلس راتوں رات انگلینڈ میں پہونچا - شہر میں اسکے
آنے کی بڑی خوشیاں منائی گئیں - اور شہر سے سمندر کے کنارے تک صفیں باندھ
کر لوگ سلام کے لئے کھڑے ہوئے - پس چارلس اس آوارگی و بیچارگی و ذلت کے بعد
اس عزت اور حرمت سے تخت پر بیٹھا - اس نے رعیت کو شاد و آباد کرکے اپنے اوپر
فریفتہ کرلیا - اور شاہ پورتگل کی دختر سے شادی کی تین کروڑ روپیہ اور چند قلعے
اس کو جہاز میں ملے - پس چارلس دوم عیش اور فضول خرچی میں راغب ہوا -
اس کے زمانہ میں ایک دفعہ شہر لنڈن میں ایسی وبا پڑی کہ ۱۰۰ ہزار آدمی وبا
میں مرگیا - اور دوسرے سال شہر میں آگ لگی اور ایسی بھڑکی کہ بجھنے میں نہ آتی
تھی - آخر لوگ گھروں کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور سارا شہر جلکر خاکستر ہوگیا - اس
وبا اور اس آتش زدگی کے بڑے بڑے لمبے بیان ہیں جو انگریزی تواریخ میں مذکور
ہیں - آخر یہ بادشاہ ۱۶۸۵ء میں بیمار ہوکر فوت ہوا -

اس کے بعد جیمس دوم تخت پر بیٹھا - چونکہ پوپ کا مذہب رکھتا تھا اس لئے
رعایا سے اس کی عداوت پیدا ہوئی - اور یہ رعایا سے ظلم کرنے لگا - بہت لوگ
اس کی رعایا سے بھاگ کر شاہزادہ فرانس کے پاس استغاثہ لے گئے - وہ شہزادہ اس
جیمس کا داماد تھا - رعایا کی فریادیں سن کر وہ خود انگلستان میں آیا - اور انگلستانی
جو جیمس کے ہاتھ سے نہایت تنگ تھے اس کے ہمراہ جمع ہوئے یہاں تک کہ ڈنمارک
بیٹا اور ایلیتی نام بیٹی جیمس کی بہت سی امیروں وزیروں درباریوں کے ہمراہ
جیمس سے جدا ہوکر شاہزادہ سے جا ملے پس جیمس نے دیکھا کہ اب میرا کوئی ساتھی
نہیں رہا - پوشیدہ بھاگ کر فرانس کو چلا گیا - پس ارکان پارلیمنٹ نے شاہزادہ
ولیم نام جیمس کے داماد اور ملکہ میری جیمس کی دختر کو بادشاہی تخت پر جلوہ افروز
کیا - اور جیمس فرانس میں سنہ ۱۷۰۱ء میں فوت ہوا - اس وقت شاہ جیمس فرانس
کے بادشاہ سے لشکر امدادی لے کر انگلستان میں آیا - اور جیمس و ولیم میں صلح
کی صورت واقعہ ہوئی تخت پر شاہ ولیم بیٹھا اور شہر ریڈنگ شاہ جیمس کو وجہ
معاش میں ملا - اور چند روز زندہ رہکر وہیں مرگیا ۱۲

اب شاہ ولیم استقلال سے بادشاہ ہوا - انتظام ملک اور لشکر و خزاین و رعایا

وحکومت کا بڑی ہوشیاری اور دانائی سے سرانجام کرتا تھا - ملک میں امن
ہوگیا اور تاجر دور دراز تک سوداگری کرتے ہوئے پہونچے - چنانچہ تاجران شاہی
جو کمپنی کے نام سے مشہور ہیں بادشاہ کی اجازت سے کلکتہ میں گئے اور وہاں
کلکتہ کے بادشاہ سے اجازت لے کر ایک قلعہ تعمیر کیا - اور اس کا نام بادشاہِ
انگلستان کے نام پر فورٹ ولیم رکھا - یہ بادشاہ ایک دن شکار میں گھوڑے
سے گرا اور اس کی گردن کا مہرہ ٹوٹ گیا - ۱۷۰۲ء میں فوت ہوا -

اس کے بعد جیمس کی لڑکی ملکہ مس جیمز تخت نشین ہوئی - اس نے اپنی
فوجوں کا افسر ڈیوک مالبرا نام کو جو بڑا بہادر اور جنگ آزمودہ اور گفتگو میں چالاک
و ہوشیار تھا - لشکر کثیر دے کر فرانسیسیوں پر بھیجا - اور بعد جنگ شدید کے
فتح عظیم پائی - اور بڑے محکم قلعہ جبرالٹر کو فتح کیا - اور تمام ملک کو پارلیمنٹ
کے اختیار میں کیا - یہ ملکہ خُلق اور علم و سخاوت و شجاعت میں اور عدل
و انصاف سے موصوف تھی - آخر تپ کی بیماری سے فوت ہوئی -

اس کے بعد شاہ جارج اول تخت نشین ہوا - یہ جرمن کے شہزادوں اور
جیمس کی اولاد سے تھا - تخت نشینی کے بعد بعضے لوگ اس سے بدظن ہوئے اور
یہ بھی ان سے بدظن اور خوفناک ہو کر دل میں متوہم ہوا اور چند انگریزوں کو ناحق
قید کروایا - پس اسکاٹ لینڈ سے ایک امیر ارلمارنی نام نے اسٹورٹ جیمس کو جو
جیمس کا پوتا تھا وراثت کے دعوے پر کھڑا کر کے اور لشکر کثیر ہمراہ لا کر انگلستان میں
پہونچا - اور بعد جنگ شدید کے فتح پا کر شہزادہ کو تخت پر بٹھایا - لیکن شہزادہ
سات روز تخت پر بیٹھ کر اپنی بے سامانی اور قرب جنگ ثانی کو دیکھ کر پھر واپس
ہوگیا - پس ارلمارنی بمعہ رفقاء گرفتار ہو کر جارج کے دربار میں حاضر ہوا - بعضے
سولی پر کھینچے گئے بعضے جلاوطن کئے گئے - بعضے حبس دوام میں ڈالے گئے
اور میعادی قیدیوں سے جیل خانے پُر ہوگئے - پس کچھ زمانہ کے بعد جارج فالج
کی بیماری سے مرا -

اس کے بعد اس کا بیٹا جارج دوم تخت پر بیٹھا - پس اسٹورٹ جیمس کا بیٹا
چارلس ایڈورڈ نام تخت کے دعوے پر لشکر لے کر آیا - جارج دوم کے ساتھ جنگ

کیا - لیکن شاہِ انگلستان کو فتح نصیب ہوئی - اور دشمن خائب و خاسر واپس ہوا
اسی جارج دوم کے وقت اہلِ انگلستان نے ہندوستان کی حکومت حاصل
کی - یہ بادشاہ بڑا عالی منصب گذرا ہے ۱۷۶۰ء میں فوت ہوا -
اس کے بعد اس کا بیٹا شاہ جارج سوم تخت پر بیٹھا - اور اس نے شاہ جرمن
کی بیٹی سے شادی کی - اور مخالفت مذہب کے سبب سے شاہ فرانس کے ساتھ
رابطہ تاطہ کا نہ کیا - کیوں کہ وہ اکثر پوپ کا مذہب رکھتے تھے - یہ بادشاہ بڑا عادل
انصاف پرور رعیت کا خیر خواہ تھا - اس کے عہد میں ایک متنفس بھی اس سے
ناراض نہ تھا - پس یہ بیمار ہوا - اور اکثر مرض بڑھنے لگی - لاچاری سے ممبران
پارلیمنٹ نے اس کے بیٹے ولیس کو جو اُس کا ولی عہد تھا - مدارالمہام کیا - پھر
بادشاہ ۱۸۲۰ء میں مرا - اور ولیس مستقل بادشاہ ہوا - اس نے اپنا لقب جارج
چہارم رکھا یہ بادشاہ بڑا نیک خلق اور ہوشیار تھا - لیکن طبع اُس کی عیش و عشرت
و عیاشی میں راغب ہوئی لیکن اقبال اور بخت اس کا روز بروز ترقی میں تھا جو
اُس کا بُرا چاہتے تھے وہ خود برباد ہو جاتے تھے - آخر دس سال بادشاہی کر کے
۱۸۳۰ء میں فوت ہوا -
اس کے بعد شاہ ولیم پنجم تخت نشین ہوا یہ بادشاہ نہایت نیک سیرت
اور خوش خصال اور صاحب بخت و اقبال تھا - لیکن افسوس کہ اُس کی عمر نے
وفا نہ کیا - اور ۱۸۳۷ء میں فوت ہوا -
اُس کے بعد کوئین وکٹوریا ملکۂ معظمہ دام اقبالہا تخت نشین ہوئی یہ ملکہ بڑی
صاحب اقبال و خوش نصیب عدالت پسند و انصاف پرور ہے اس کے زمانہ
میں جس قدر علوم و فنون و صنائع و بدائع و فتوحات و نصرت اور رعایا
کے لیئے امن و عیش و عشرت و خوشحالی و آرام و عافیت و مبارک فالی نصیب
ہوئی کسی بادشاہ کے وقت نہیں ہوئی - چنانچہ اس کی سلطنت میں ملک
وسیع ہندوستان بمعہ پنجاب اور بعض جزائر بلاد چین اس کے سایۂ اقبال میں
آئے اور کوئی مرہٹا اور راجہ ایسا نہیں رہا - جو خراج گذار نہ ہو - اب ہم کچھ ذکر
سکھوں کی حکومت کا بیان کر کے باقی ذکر اس سلطنت بیان کریں گے -

سکھوں کا ذکر

دو تذکروں میں

پہلا ذکر قدیم راجاؤں کے بیان میں

اور

دوسرا ذکر جدید راجاؤں کے بیان میں

قدیم راجاؤں سے ہماری مراد اُن راجاؤں سے ہے جو ابتدا سے گورونانک تک ہوئے ہیں اور جدید راجگان سے وہ لوگ مراد ہیں جو گورونانک سے آخر تک ہوئے ہیں۔ چوں کہ راجاؤں کے ذکر سے مذہب ہنود کا تعلق ہے اس لئے بعض مسائل ضروریہ مذہب ہنود کے بیان کئے جاتے ہیں۔

جاننا چاہیئے کہ مہابھارت ایک بڑی کتاب اور سب کتابوں سے معتبر مذہب ہنود کی ہے۔ اور اس کتاب کو فیضی نے اکبر بادشاہ کے زمانہ میں زبان ہندی سے فارسی میں ترجمہ کیا۔ ایک لاکھ بیت سے زیادہ اس میں درج ہیں اہل ہنود کے تمام گروہوں میں کیفیت آفرینش عالم میں اختلاف ہے۔ چنانچہ اُن میں سے تیرہ طریق کتاب مہابھارت میں لکھے ہیں پس مدار گردش روزگار کا اعتقاد خانہ زاد ہنود کے چار گردشوں پر ہیں چنانچہ ہر ایک دَور کا علیحدہ نام ہے:-

پہلا ست جگ۔

دوسرا۔ ترتا جگ۔

تیسرا۔ دواپر جگ۔

چوتھا۔ کل جگ۔

جب کل جگ تمام ہوتا ہے - پھر ست جگ شروع ہوتا ہے - اور ہمیشہ جہان
انہیں چار جگوں پر گردش کرتا رہتا ہے -

القصہ ست جگ سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال متعارف ہے - اور
اس دور میں اہل جہان کے افعال سب نیک ہوتے ہیں اور راستی وموجب
مرضی آلہی کے تمام لوگ کام کرتے ہیں اور عمریں دراز ہوتی ہیں -

اور ترتا جگ کی درازی بارہ لاکھ چھنویں ہزار برس تک ہوتی ہے اس جگ
میں پہلا زمانہ نیکی کا ہوتا ہے - اور دوسرا حصہ ناقص اور خراب ہوتا ہے - اور انسان
کی عمریں اس میں بہ نسبت پہلے کی گھٹ جاتی ہیں -

اور دواپر جگ کا مقدار آٹھ لاکھ چوسٹھ ہزار برس ہوتا ہے اس کے نصف تک لوگ
اوصاف حمیدہ سے موصوف اور صلاح وراستی سے موسوم رہتے ہیں اور دوسرے
نصف میں اوصاف خراب ہو جاتے ہیں اور عمریں گھٹ جاتی ہیں -

اور کل جگ کی درازی چار لاکھ بتیس ہزار سال ہوتی ہے - اور اس حصہ میں انسان
ناراستی ونادرستی اختیار کرتے ہیں اور اس جگ میں پہلے جگ سے بھی عمریں گھٹ
جاتی ہیں - مگر اخیر اس جگ کا ایک حصہ صلاح اور راستی کا آتا ہے - اور باتفاق اہل ہنود
خداوند تعالے نے پہلے ایجاد پانچ عنصروں کی کی - جن کو اہل ہنود مہورہ کہتے ہیں
مٹی - ہوا - پانی - آتش - اور پانچواں اگاس - اور اگرچہ عوام اہل ہنود
اگاس آسمان کو کہتے ہیں لیکن ان کے خواص آسمان کے وجود سے منکر ہیں اور کہتے ہیں کہ
جو کچھ اوپر دیکھا جاتا ہے یہ سب ہوا ہے اور جب نظر وہاں تک منتہی ہوتی ہے تو وہاں
ٹھہر جاتی ہے اور آگے تجاوز نہیں کرتی - اور ان ستاروں اور کواکب کو نفوس
قدسیہ اپنے بزرگوں کے جانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جو شخص لذائذ دنیاوی ونفسانی کو
ترک کرکے جسم ظاہری کو ریاضات شاقہ میں خدا کی عبادت میں محو کرکے نابود ہو جاوے
خدا کی رضامندی حاصل کرے اس وجود کا چولہ اتارنے کے بعد بقدر درجہ جسم
نوری اس کو ملتا ہے - جو ہوا میں طیران کرتا پھرتا ہے - پس جو لوگ کمال درجہ کو
پہونچے ہیں وہ بزرگ اور روشن ستارے بن گئے ہیں جو ہرگز عالم سفلی کی طرف
مراجعت نہیں کرتے اور جو لوگ بیچ میں ناقص ہیں وہ ہوا میں رہ کر پھر عالم سفلی

پر آتے ہیں اور اُس عروج سے گر جاتے ہیں۔ القصہ عنصر اکاس اُن کے نزدیک آسمان کے سوا کوئی اور چیز ہے جو تمام اشیا کو محیط ہے اور بقول ہنود پیدایش جہان کی اس طرح ہوئی کہ خداوند بے مثل و مانند برہما کے اوتار میں ظاہر ہو کر ایجاد عالم کا وسیلہ ہوا۔ برہما سے چار شخص پیدا ہوئے۔

سنک - سنندان - سناتن - سنکمار -

اور اُن کو پیدایش کا حکم ہوا۔ چوں کہ اُن چاروں کی توجہ ذات قدسی کی طرف لگی ہوئی تھی۔ وہ پیدایش کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ پس برہما نے مہادیو کو اپنی پیشانی سے پیدا کر کے دس شخص اور ظاہر کئے۔ اس کے بعد اپنے وجود سے ایک مرد منّ نام اور ایک عورت ستروکا نام نکالے۔ پس اُس کے ذریعہ سے مرد اور عورت کی پیدایش ہونے لگی۔ جب مخلوقات و موجودات نے کثرت پکڑی تو اُن پہلے چار شخصوں کی تعداد کے مطابق لوگ بھی چار گروہوں سے نامزد ہوئے۔

برہمن اور چھتری - اور بیش اور سودر -

پہلے طایفہ کو علم و فضیلت دی گئی اور جہان کی پیشوائی و رہنمائی پر معیّن کئے گئے اور دوسرا طایفہ یعنے چھتری مُلک کی حکومت و ریاست و جہانداری و انتظام دُنیاوی پر لگائے گئے۔

تیسرا گروہ کھیتی باڑی اور تجارت اور حرفہ اور کسبوں پر لگائے گئے۔

چوتھا گروہ رزیل کاموں یعنے نوکری اور غلامی پر لگائے گئے۔

پھر برہما نے اپنی زبان سے ایک کتاب نکالی۔ جسکو بید کہا جاتا ہے اُس میں قوانین و ضوابط جو موجب ارشاد و رجوع بجناب الٰہی ہوں لکھے گئے اور کہتے ہیں کہ کتاب بید سو اشلوک پر شامل ہے اور اشلوک چار چرن سے مرکب ہوتا ہے اور چرن ایک اچھر سے کم اور ۲۶ اچھر سے زیادہ نہیں ہوتا اور اچھر کلمہ دو حرفی کو کہتے ہیں اور برہمنوں کے اتفاق سے جہان میں ابتدا سے اب تک کئی برہما ہو چکے ہیں اور کوئی زمانہ برہما سے خالی نہیں اور کہتے ہیں کہ ہر ایک جُگ میں اوتار ظاہر ہوتے ہیں اوتار کے معنوں میں اختلاف ہے۔ بعضوں کے نزدیک یہ معنے ہیں کہ قادر بیچون مختلف صورتوں میں ارشاد حق کے لئے کسی نام سے نامزد ہو کر ایک جُگت میں ظہور

پاتا ہے اور بعضوں کے نزدیک اوتار کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک جُگ میں کسی ایک فرد پر افراد انسانی سے اپنے انوار سے تجلے ڈالتا ہے تاکہ اُس ظہور نور میں اُس کی قدرت کا ظہور جہان والوں پر ظاہر ہو۔ پس اگر کسی قدر اپنے نور سے چمکار ڈالے تو اُس کو انس اوتار کہتے ہیں اور اگر اپنے نور سے چراغ روشن کرے تو اُس فرد کو تمام جُگ میں عالی شان رُتبہ اور شوکت وجلال حاصل ہوتا ہے اُس کو پورن اوتار کہتے ہیں۔ انس اوتار سے تو کوئی جُگ خالی نہیں۔ اور پورن اوتار اب تک چند آدمی گذرے ہیں۔ چنانچہ۔

مچھ اوتار ۔ کورم اوتار ۔ باراہ اوتار ۔ نرسنگہ اوتار ۔
باون اوتار ۔ پرس رام اوتار ۔ رام اوتار ۔ کشن اوتار ۔
سری کشن اوتار ۔ کلنگے اوتار ۔

بقول اہل ہنود نصف دواپر جگ میں شہر ہستناپور متعلقہ ہندوستان میں ایک راجہ بھرت نام تھا۔ چنانچہ اُس کے بعد پشت بہ پشت اوس کی اولاد نے ہستناپور میں سات پشت تک حکومت کی اور آٹھویں پشت میں اُس کی اولاد سے راجہ کورنام پیدا ہوا۔ اور کورکھیت تھانیسر جو ایک بڑا شہر مشہور ہے اُسی کے نام سے آباد ہوا اور اُس کی اولاد کو کوروان کہتے ہیں اُس کے بعد نسل بہ نسل اُس کی اولاد سات پشت حکومت کرتی رہی۔ پھر ایک بڑا راجہ چیتر برج نام اُس کی اولاد سے ہوا اُس کے دو بیٹے تھے۔ دہتراسٹر اور پنڈ۔ چنانچہ دہتراسٹر نابینا تھا۔ اور پنڈ راج کا مالک ہوا۔ اسی پنڈ کی اولاد کو پنڈوان کہتے ہیں پنڈ کے پانچ بیٹے تھے۔

جدہشتر اور بھیم سین اور ارجن ایک مادر سے اور نکل اور ساہدیو ایک والدہ سے ہیں۔ دہتراشٹر کا ایک سو ایک لڑکا تھا۔ سب سے بڑے بیٹے کا نام دریودہن تھا۔ اُس کی وفات کے بعد پنڈوان اور دریودہن کے درمیان خصومت اُٹھی۔ کچھ مدت کے بعد آپس میں صلح کرکے راج کو نصفا نصف بانٹ لیا لیکن نشان اقبال اور بخت پانڈوان کی پیشانی سے ظاہر تھا۔ کوروان اگرچہ بظاہر تابع پانڈوان کے رہتے تھے لیکن باطن میں دشمنی رکھتے تھے۔ پس جدہسٹر نے کوروان سے یگ راجسوی کی بنا رکھی چنانچہ یگ راجسوی کے لئے اپنے چار

بھائیوں کو مختلف ولایتوں میں بھیج دیا تاکہ بھائی اُس کے اندک زمانہ میں ہر ایک ولایت کے حاکموں - روم - شام - حبش - زنگبار - ترکستان ماورا النہر تبت - ختا وغیرہ سے خزانے اور نقد بے شمار جمع کرکے لائے اور جدہشٹر کے پاس حاضر کئے - پس جدہشٹر نے سامان جشن یگ راجسوی کا ارادہ کیا - یگ راجسوی کے یہ معنے ہیں کہ ایک آگ بڑی عظیم روشن کرتے ہیں اور اس میں ایک قسم کی خوشبو اور غلے جلاتے ہیں اور اُس کو وسیلہ رضاء پرمیشر کا جانتے ہیں - اور اس کے آگے ہاتھ جوڑتے ہیں - پس یگ راجسوی کتنے برس جاری رہا - جو لوگ ممالک مختلف سے آتے اُن تمام کو کھانا دینا جدہشٹر کے ذمہ تھا - اس یگ کی زیب و زینت سے دریودہن کو حسد پیدا ہوا اور جدہشٹر کے ساتھ جوئے کی بازی اس شرط پر کھیلی کہ جو ہار جاوے بارہ سال جنگل میں رہے اور آبادی میں ہرگز داخل نہ ہو پس دریودہن نے جدہشٹر سے بازی جیت لی - جدہشٹر بمعہ بھائیوں کے بارہ سال جنگل میں رہا - پھر دریودہن سے اپنا ملک مانگا - اس نے انکار کیا - پس پانڈوان اور کوروان کا جنگ واقعہ ہوا - چنانچہ کوروان گیارہ کشون کے ہمراہ اور پنڈوان سات کشون کے ساتھ مقابلہ پر نکلے اور کشون اہل ہنود کی اصطلاح میں اکیس ہزار چھ سو ستر ہاتھی سوار اور اتنے ہی عرابہ سوار اور پینسٹھ ہزار چھ سو اسپ سوار اور ایک لاکھ نو ہزار چھ سو پچاس پیادہ کو ایک کشون بولتے ہیں اور عجیب تر یہ ہے کہ دونو طرفوں سے سوائے بارہ آدمیوں کے کوئی زندہ نہ رہا - چار دریودہن کی طرف سے ایک کرپا چارج برہمن جو فریقین کا اُستاد تھا -

دوسرا اشوتھامان حکیم جو فریقین کا معلم تھا -

تیسرا کرت برمان -

چوتھا سنجی -

اور ناظر لشکر پنڈوان کی طرف سے پانچ بھائی جدہشٹر کے -

اور چھیواں - ساتک -

اور ساتواں ججتش جو دریودہن کا بڑا بھائی تھا -

اور آٹھواں - کشن -

کشن کا تولد شہر متھرا میں ہوا - راجہ کنس کے عہد میں جو قریب پانچ ہزار برس ہوئے یادوان کا تھا - جب راجہ مذکور کو نجومیوں نے خبر دی کہ تیری موت کشن کے ہاتھ سے ہے - تو راجہ نے کشن کو قتل کرنے کا حکم دیا پس کشن یہ خبر سن کر گیارہ برس نند گوالے کے گھر میں رہا جو گائیں چراتا اور دودھ بیچتا تھا - پھر کشن نے راجہ کو مکر اور طلسمات سے قتل کیا اور خود تخت نشین ہوا - اور اس کا نام اپنے باپ راجہ کنس کے نام پر جو اوگر سین نام رکھتا تھا رکھا - بعد ازاں ان کے دعوے خدائی کا کیا - راجہ کشن جب نند کے گھر میں رہتا تھا - اس وقت سے بتیس سال تک متھرا میں رہا - اس مدت میں اہل ہنود عجیب عجیب قصے اور بڑی بڑی روایتیں بیان کرتے ہیں جو کہ عقل سے بعید ہیں اور وہ انہیں کی زبان پر سجتی ہیں - اس کے بعد دو راجے بڑے زبردست جراسنگھ اور کالیون لشکر بیکران لے کر کشن کی لڑائی پر متوجہ ہوئے - پس کشن ان دونوں کے مقابلہ کی طاقت اپنے پاس نہ دیکھ کر دوارکا میں جو کنارہ دریائے شور پر ہے بھاگ کر چلا گیا - اور سو سال وہاں رہا آخر ایک سو پچیس سال کی عمر میں آنجہانی دریودہن کی اولاد کی بد دعا سے برے حال اور نہایت ذلت سے مرا - القصہ ایک سو پچیس سال کوروان نے بادشاہی کی پس ارجن کی اولاد سے دو واسطہ سے ایک شخص تخت پر بیٹھا - ایک دن اس نے بشم پائین نام ایک درباری امیر سے کوروان اور پنڈوان کے جنگ کا سبب اور ان کے جنگ کی تفصیل پوچھی بشم پائن نے کہا کہ میرا استاد بیاس جو بڑا حکیم اور بڑا دانا ہے اور اس جنگ میں حاضر تھا - تمام واقعات اس کو یاد اور نوک زبان ہیں اس سے پوچھنا چاہیئے - پس راجہ نے اس سے پوچھا وہ بسبب ضعف پیری کے پوری تقریر نہ کر سکتا تھا - اس لیئے اس نے لکھ کر دینے کا وعدہ کیا اور لکھتے لکھتے وہ ایک ضخیم کتاب بن گئی - بلکہ موقع موقع پر بیاس نے اپنی طرف سے نصیحتیں بھی اس میں داخل کیں - اور اس کتاب کا نام مہابھارت رکھا - اس کتاب کی وجہ تسمیہ بعض یہ کہتے ہیں کہ مہا بمعنے بڑا اور بھارت بمعنے جنگ ہے یعنے بڑے جنگ کا ذکر اور اس بیاس کو ہندو لوگ نفوس قدسیہ سے مانتے ہیں اور اس کو زندہ جاوید جانتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ہر دواپر جگ میں ایک شخص بنام بیاس اصلاح کا رہا۔

کے لیئے پیدا ہوتا ہے۔ اور بعض کے نزدیک وہی ایک بیاس ہے جو مختلف زمانوں میں مختلف شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔ بیاس نے برہما کے وید کو چار بیدوں پر تقسیم کیا۔

اول رگ بید۔ دوسرا یجر وید۔ تیسرا۔ شام وید۔ چوتھا۔ اتھربن وید۔

حالات قدیم راجاؤں کے

جاننا چاہیئے کہ جب حام پسر نوح علیہ السلام کا ملک مشرق میں پہونچا تو وہاں زمین کی آبادی میں مشغول ہوا۔ اس کے چھ لڑکے تھے۔

ایک ہند۔ دوسرا سندھ۔ تیسرا حبش۔ چوتھا افرنج پانچواں ہرمز۔ چھٹا بویا۔

ہر ایک نے ایک ایک ملک آباد کیا جو اوسی کے نام پر مشہور ہے۔ پس ہندوستان کو ہند نے آباد کیا۔ ہند کے چار بیٹے تھے۔

پورب۔ بنگ۔ دکن۔ نہروان۔

انہوں نے بھی چار ملک آباد کیئے۔ اور دکن کے تین بیٹے تھے۔

مرہٹا۔ کنڑ۔ پلنگ۔

پس دکن نے ملک دکن کو تین بیٹوں پر تقسیم کیا۔ چنانچہ ملک دکن میں اُس کی اولاد سے یہ تین قومیں موجود ہیں۔

اور نہروان کے بھی بیٹے تھے۔ بھروچ۔ کناج۔ مالراج۔ ان کے نام سے بھی شہر آباد ہیں۔

اور بنگ کے فرزندوں نے ملک بنگال آباد کیا۔ اور پورب سے بیالیس لڑکے پیدا ہوئے اور اندک مدت میں اُس کی اولاد جہان میں پھیلی۔ پس کشن اُن سب میں سے حکومت کے لیئے منتخب کیا گیا۔ پس کشن پہلا شخص ہے جو ہندوستان

آباد ہونے کے بعد حکومت پر بیٹھا۔ اور یہ کشن وہ کشن نہیں جس کو ہنود اپنا معبود جانتے ہیں۔ بلکہ یہ اور شخص ہے جو بڑا دانا اور اس قدر عظیم قد تھا۔ کہ گھوڑا اس کو اوٹھا نہ سکتا تھا۔ اسی کشن نے پہلے پہل اپنی سواری کے لئے ہاتھی کو پکڑا اور اس کو اپنا مسخر کر کے اس پر سوار ہوا اور برہمن نام بنگ کی نسب سے اس کا وزیر ہوا۔ اور پہلا شہر جو ملک ہند میں بنایا گیا۔ وہ اودھ ہے۔ اور کشن طہمورسپ کا ہمعصر تھا۔ اور چھتیس بیٹے چھوڑ کر مرا۔

اس کے بعد مہاراج ولد کشن حاکم ہوا چنانچہ اس کی سلطنت میں ملک آباد ہوا اور راج نے رونق و رواج پکڑا آخر اس کے بھتیجے نے اس سے ناراض ہو کر فریدوں بادشاہ سے مدد مانگی۔ اس نے ایک بڑا لشکر اس کے ہمراہ کیا۔ اور ہند میں آن کر بڑی لڑائی کی۔ آخر مہاراج نے اپنی ولایت سے ایک حصہ اس کو دیا۔ اور فریدون کو تحایف بھیجے۔ پھر کچھ زمینداروں نے مہاراج سے بغاوت کی۔ اس نے مال چند اپنے امیر کو بھیجکر ان کی بیخ و بنیاد اوکھاڑ ڈالی۔ اور جائے بجا تھانے قایم کئے۔ قلعہ گوالیار مال چند کا بنایا ہوا ہے۔ اور شہر بیانہ بھی اس نے آباد کیا۔ آخر مہاراج سات سو سال کی عمر پاکر مر گیا۔

اس کے بعد کیشوراج تخت پر بیٹھا۔ کالپی کے راستہ سے گونڈواڑہ اور دکن اور سنگلدیپ میں پھرا اور ملک کا انتظام کیا۔ آخر ملک کے زمیندار اس سے بھی باغی ہوئے۔ اور کیشوراج منوچہر بادشاہ کے پاس مدد لینے گیا۔ منوچہر نے سام نریمان پہلوان کو لشکر کے ہمراہ اس کے ساتھ بھیجا۔ اور سام نریمان کے آنے پر سب باغی فرمانبردار ہو گئے۔ پس کیشورام سام کی مدد سے خدشہ کو اوٹھا کر دو سو بیس سال کی عمر میں مر گیا۔

اور اس کا بیٹا فیروز رائے تخت پر بیٹھا۔ یہ راجہ پانچ سو تینتیس سال حکومت کر کے فوت ہوا۔

اس کے بعد سورج نام ایک راجہ تخت ہند پر بیٹھا۔ اور کوہستان چارگتھ سے ایک برہمن نے آکر سورج کو بت پرستی کی تعلیم دی۔

کہتے ہیں کہ ہند میں حام بن نوح کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کے دین کا

رواج رہا اور مہاراج کے عہد سے شمس پرستی وکواکب پرستی پیدا ہوئی - اور سورج راجہ کے راج میں بُت پرستی کا رواج شروع ہوا - چنانچہ سورج نے شہر قنوج کو آباد کیا اور اپنا دارالسلطنت وہیں بنایا اور دریا گنگا کے کنارے رات دن بُت پرستی میں مشغول رہتا تھا - جب یہ مرا تو اس کے پنتیس ۳۵ بیٹے باقی رہے سب سے بڑا بہراج تخت پر بیٹھا - شہر بنارس جو اس کے باپ نے آباد کرنا شروع کیا تھا اور ناتمام چھوڑ کر مر گیا - بہراج نے اس کو پورا کیا - اور اپنے نام پر ایک شہر بہراج نام تعمیر کیا - اور اپنے بھائیوں کو جو سورج کی اولاد سے تھے راجپوت نام رکھا - اس کی چھتیس ۳۶ سال حکمرانی کرنے کے بعد ایک برہمن کیدار نام کوہ سوالک سے آکر ہند پر غالب ہوا - اور بہراج کے ہاتھ سے راج چھین لیا - جب کیدار برہمن تخت نشین ہوا - تو یہ کیکاؤس وکیخسرو بادشاہان ایران سے مدد لیتا تھا جب اس نے انیس ۱۹ سال حکومت کی تو ایک شخص شنکل نام نے کچھ ملکوں سے فوج جمع کر کے ملک بہار میں آن کر قوت حاصل کی - اور کیدار سے مقابلہ کیا بعد جنگ شدید کے ملک ہند کیدار سے لے لیا -

اور خود تخت پر بیٹھا - شہر لکھنو اسی شنکل نے آباد کیا - جب شنکل نے چار ہزار ہاتھی سوار اور چار لاکھ پیادہ جنگی مہیا کر لیا - تو بڑا مغرور ہو گیا - جب افراسیاب ایران کے بادشاہ نے خراج کے واسطے آدمی بھیجے تو شنکل نے اہانت اور زجر و توبیخ سے ان کو واپس پھیر دیا پس افراسیاب نے پچاس ہزار ترک خونخوار اسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا - اور شنکل فوج لے کر سرحد بنگالہ پر مقابلہ کے لیئے آیا دو روز جنگ شدید ہوتا رہا - ترکوں نے پچاس ہزار سپاہی قتل کر دیا اور ترکوں کے تیرہ ہزار مارے گئے - تیسرے دن ترکوں نے ایک پہاڑ پر اپنا ڈیرہ جمایا اور افراسیاب کو خبر بھیجی - افراسیاب لاکھ سوار جرار لے کر اس وقت پہونچا - جب کہ ہندوؤں نے ترکوں پر ایک حشر عظیم برپا کیا ہوا تھا - شنکل افراسیاب کا نام سُنکر بمعہ لشکر بھاگا - اور مال و اسباب سب وہیں چھوڑا - افراسیاب نے ترکوں کو ہمراہ لے کر شنکل کا تعاقب کیا جس شہر پر گذرا ویران کرتا گیا اور قتل عام کا حکم دیدیا شنکل کوہستان ترہٹہ میں بھاگ گیا - افراسیاب وہاں بھی پہونچا آخر

ہاتھ میں ننگی تلوار لے کر اور گلے میں کفنی ڈال کر افراسیاب کے پاؤں پر آگرا۔ افراسیاب نے اُس کا خون معاف کیا اور رہتت اُس کے بیٹے کو ہند کا تخت نشین کر کے شنکل کو اپنے ہمراہ لے گیا اور تمام اپنے پاس رکھا۔ شنکل نے چونسٹھ سال بادشاہی کی۔ راجہ رہتت شنکل کا بیٹا بڑا خوش خلق و نیک اندیش تھا۔ ولایت کا خراج کدھی سے سرحد مالوہ تک وصول کر کے تین حصے کرتا تھا۔

ایک حصہ خیرات پر خرچ کرتا۔

اور ایک حصہ اپنے باپ شنکل اور افراسیاب کے پاس بھیجتا۔

اور ایک حصہ اپنے لشکر اور خانگی اخراجات کے واسطے رکھتا۔

آخر مالوہ کے راجہ نے بغاوت اختیار کی اور قلعہ گوالیار پر اپنا قبضہ کر لیا۔ راجہ رہتت ۸۱ سال حکومت کر کے مر گیا۔ اور اس لئے کہ اُس کا کوئی فرزند قابل حکومت نہ تھا۔ مہاراج نام قوم کچھواہا مارواڑ سے آکر بادشاہ ہوا اس نے چالیس سال بادشاہی کی اور فوت ہوا۔

اس کے بعد کیدراج اس کا بھانجا تخت نشین ہوا اور یہ راجہ پنجاب پر بھی قابض ہوا۔ اور کچھ مدت شہر کشمیر میں رہ کر علاقہ جموں میں گیا اور وہاں قلعہ جموں تعمیر کیا۔ اور درگ نام ایک شخص کو جو گکھڑوں کی قوم سے اُس قلعے میں بٹھا کر واپس چلا گیا۔ بعد مدت کے قوم گکھڑوں اور چوبیا نے جو معتبر زمیندار ملک پنجاب سے تھے صحرا نشینوں اور پہاڑی لوگوں کے ساتھ جو کابل اور قندھار کے درمیان رہتے تھے۔ کیدراج پر حملہ کیا۔ پس کیدراج نے یہ ملک چھوڑ دیا اور اُس تاریخ سے جموں ہند سے علیحدہ ہوگیا۔ کیدراج تینتالیس ۴۳ سال حکومت کر کے مر گیا۔

اس کے بعد جے چند جو کیدراج کا سپہ سالار تھا تخت پر بیٹھا ساٹھ سال حکومت کر کے مرا۔

اس کے بعد دہلو جے چند کا بھتیجا جب تخت نشین ہوا۔ یہ بڑا بہادر اور خوش خلق راجہ تھا۔ اور رعایا کی آسودگی میں مصروف رہتا تھا۔ شہر دہلی اسی کا بنا کردہ اور آباد کیا ہوا ہے چالیس سال اس نے سلطنت کی تھی کہ ایک شخص فور نام

کمایوں ہیں باغی ہوا۔ پھر رفتہ رفتہ قوت پاکر قلعہ قنوج پر قبضہ کیا اور بہت فوجیں جمع کرلیں آخر دہلو سے جنگ کرکے اس کو گرفتار کیا۔ اور قلعہ روہتاس میں قید کرکے بھیج دیا یہ راجہ دور تک ملک فتح کرتا ہوا سمندر کے کنارے پر جا پہونچا اہل تواریخ کے اتفاق سے راجہ فور کے برابر ہندوستان میں کوئی راجہ زبردست نہیں گذرا۔ اس نے دوسرے راجاؤں کی طرح شاہ ایران کو خراج دینے سے انکار کیا۔ پس سکندر رومی بے شمار لشکر لے کر ہند میں پہونچا۔ راجہ فور نے بڑے استقلال سے مقابلہ کیا۔ اور حدود سرہند میں سخت لڑائی ہوئی۔ آخر عین جنگ کے زور و شور میں مارا گیا۔ راجہ فور نے تہتر سال راج کیا۔

اس کے بعد سینسار چند نے ہند کا راج سنبھالا۔ یہ گودرز بادشاہ ایران کا معصر تھا۔ اور اس کو خراج بھیجتا تھا۔ جب ستر سال حکومت کر چکا تو راجہ جونا نے اس سے ملک چھین لیا۔ یہ راجہ فور کا بھانجا تھا۔ اردشیر بابکان اس کے عہد میں ہند کی تسخیر پر متوجہ ہوا۔ راجہ جونا سرہند کے مقام پر جواہر بے شمار اور ہاتھی گھوڑے ہدیہ لے کر اس کے استقبال کو نکلا۔ اردشیر بابکان ہدیہ لے کر صلح سے واپس ہوا اس نے ۹۰ سال راج کیا پھر فوت ہوگیا اس کے بائیس لڑکے باقی رہے اور سب سے بڑا بیٹا کلیان چند تخت پر بیٹھا کلیان چند بڑا ظالم تھا۔ رعیت اس سے ناراض ہوگئی اور جا بجا بغاوتیں ہونے لگیں اس وقت ایک بزرگ بکرماجیت نام لباس فقرا میں بطور سیاحی کے سیر کرتا پھرتا تھا جب اس نے راجہ کلیان چند کے ظلم سنے تو اس کو خدا کی مخلوق پر رحم آیا اور مظلوم لوگوں کو جمع کرکے راجہ کلیان چند پر چڑھائی کی۔ جب بکرماجیت نے یہ ارادہ کیا۔ تو ہزارہا لوگ اس کے ہمراہ ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ بے شمار لشکر بلا تکلف اس کے پاس جمع ہوگیا۔ بکرماجیت نے راجہ کلیان کو قتل کرکے اسکے املاک پر تصرف کیا اور خود تخت نشین ہوکر دادگستری و عدل آرائی میں ترقی کرتا ہوا سلطنت عظیم کی بلندی کو پہونچا۔ خلق خدا کی آسایش و آسودگی میں جان سے کوشش کرتا تھا۔ اس نے وہ رتبہ حاصل کیا کہ تمام بادشاہان خلف و سلف سے سبقت لے گیا۔ نیک نیتی اور عدل کی برکت و یمن سے تھوڑی مدت میں

اس نے وہ رتبہ پایا کہ جس قفل بے کلید پر ہاتھ کا اشارہ کرتا وہ کھل جاتا - اور کوئی مشکل ایسی نہ تھی جس پر اس نے توجہ کی اور وہ حل نہ ہو گئی - شہر اوجین اسی کا آباد کیا ہوا ہے اور قلعہ دھار اسی نے بنایا ہے - اور اس کی عجیب عجیب روایتیں جو ہنود ذکر کرتے ہیں افراط اور تفریط سے خالی نہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ ہندوستان کے راجاؤں میں سے یہ وہ راجہ ہے جس کو مقدس دیوتا خیال کیا جاتا ہے عدل وسخاوت میں اور سادہ مزاجی و پرہیزگاری وخدا پرستی میں اس کے برابر کوئی راجہ نہیں گذرا - بکرمی سمت کی تاریخ اسی سے شروع ہوتی ہے - اور بقول بعض وفات کے روز سے شروع ہوتی ہے یہ راجہ اردشیر کا ہمعصر ہوا ہے - اور بقول بعض شاپور کا ہمعصر تھا - آخر راجہ سال باہن ایک زمیندار دکن میں فوج جمع کر کے بکرماجیت پر چڑھا طرفین سے جنگ شدید شروع ہوا - آخر بکرماجیت جنگ میں مارا گیا - بکرماجیت کے بعد بہت مدت سلطنت کا حال خراب رہا - کوئی عادل راجہ تخت نشین نہ ہوا

پھر راجہ بھوج تخت نشین ہوا - یہ بھی قوم پوار سے تھا - چنانچہ راجہ بکرماجیت بھی اسی قوم سے تھا - اور تاریخ فرشتہ میں اس کی شہادت موجود ہے - راجہ بھوج عدالت وسخاوت وشجاعت میں اپنا نظیر نہ رکھتا تھا - رات کو لباس بدل کر کوچوں اور بازاروں اور شہر کے گرد پھرتا تھا - اور رعایا کا حال دریافت کرتا تھا - شہر کھرکون اور بیجانگر اور کئی شہر اس کے آباد شدہ ہیں - پنجاہ سال حکومت کر کے فوت ہوا -

اس کے بعد راجہ باس دیو تخت نشین ہوا - خراج اور تحائف بہرام بادشاہ ایران کے پاس بھیجتا تھا -

روایت ہے کہ بہرام بادشاہ فقیری کا لباس پہن تن تنہا ہندوستان کے سیر کو آیا - ہند کی آبادی واطوار اہل ہند کے دیکھتا پھرتا تھا - جب شہر قنوج میں پہنچا تو وہاں ایک ہاتھی مست شاہی لشکر سے چھوٹ کر لوگوں کو پامال کرتا ہوا پھرتا تھا ہر چند کہ فوجی سپاہیوں نے اس کے منع کرنے میں کوشش کی مگر وہ کسی سے ڈرتا نہ تھا - جس روز بہرام بادشاہ شہر قنوج میں داخل ہوا - اس دن ہاتھی نے شہر پر حملہ کیا - اور راجہ باس دیو کے حکم سے شہر کے دروازے تمام بند کئے گئے

پس بہرام نے شہر سے نکل کر ایک تیر ہاتھی پر چلایا - جو اس کی آنکھ میں لگا پھر اس کو سونڈ سے پکڑ کر زمین پر پٹکا - ہاتھی نیم جان ہو گیا - لوگوں نے یہ تماشا دیکھ کر اس فقیر مسافر کی دلیری اور کمال قوت پر آفرین آفرین کے غوغے بلند کئے - اور تمام شہر قنوج میں شور مچ گیا - جب راجہ باس دیو نے سنا تو اس فقیر مسافر کے دیکھنے کا شایق ہوا - بہرام کو حضور میں طلب کیا - جب بہرام اس کے پاس پہونچا - تو ایک امیر باس دیو کا جس نے سال گذشتہ میں باس دیو کی طرف سے تحایف اور خراج بہرام کے حضور میں پہونچایا تھا - اس نے بہرام کو پہچان لیا - اور باس دیو کے کان میں کہا - پس باس دیو تخت سے اونترا اور بہرام کو بڑے اعزاز و اکرام سے تخت پر بٹھایا اور خود غلاموں کی طرح ہاتھ باندھ کر تخت کے پاس کھڑا ہوا - اوسی وقت تاج شاہانہ اور لباس خسروانہ بہرام کو پہنایا - اور اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا - اور چند روز بڑے اعزاز و اکرام سے مہمان رکھا - پھر اموال بسیار و گنج بے شمار بہرام کو دے کر ایران تک پہونچایا - شہر کالپی اسی راجہ کا آباد کیا ہوا ہے - ستر سال حکومت کر کے فوت ہوا -

اس کے تبیس ۳۲ بیٹے باقی رہے دس سال بیٹوں میں تخت نشینی پر جنگ وجدل رہا - آخر امیروں نے راجہ رام دیو کو تخت نشین کیا - یہ رام دیو باس دیو کا سپہ سالار تھا اب بادشاہی باس دیو کے خاندان سے نکل گئی - یہ راجہ قوم راٹھور سے تھا بڑا شجاع اور بہادر اور مدبر تھا - سرکشوں کو مطیع کیا - مارواڑ کو فتح کیا - پھر مالوہ پر قبضہ کیا قنوج سے بڑی غنیمتیں لوٹیں - اور بیجانگر کے راجہ کی دختر سے نکاح کیا - پھر گونڈواڑہ کو فتح کر کے قنوج میں آیا - پھر کوہستان سوالک کے زبردست راجاؤں کو قتل کیا اور اس علاقہ کو اپنا مالگذار بنایا - کمایوں کا راجہ پہلے اس سے لڑا - پھر اپنی لڑکی اس کو ہدیہ دے کر صلح کی - پھر نگر کوٹ کے راستہ سے جموں میں پہونچا - جموں کے راجہ کو شکست دے کر بے شمار مال و زر و جواہر لوٹا - پھر سمندر کے کنارے تک چلا گیا - اور پانچ سو راجاؤں کو اپنا مالگذار بنایا - بے شمار دولت ہمراہ لیتا ہوا پھر واپس قنوج میں پہونچا ۵۴ سال راج کر کے فوت ہوا -

اس کی وفات کے بعد اس کے بیٹوں میں نزاع اور جنگ وجدال شروع ہوا

امیروں نے پرتاب چند رام دیو کے سپہ سالار کو تخت نشین کیا۔ پہلے اس نے رام دیو کے بیٹوں کو قتل کیا۔ اور اُن سے ایک کو بھی نہ چھوڑا۔ جب پرتاب چند مر گیا۔ اس کے بعد راجہ انند دیو مالوہ سے خروج کر کے جنگ کرتا ہوا پہونچا۔ اور تخت ہند کا مالک ہوا۔ سولہ سال راج کر کے مرگیا۔

پھر اس کے بعد راجہ مال دیو قنوج کے تخت پر بیٹھا۔ اور بیالیس سال بادشاہی کر کے فوت ہوا۔

اِس کے بعد ہند کا راج متفرق رئیسوں پر منقسم ہوگیا۔ چنانچہ جب سلطان محمود غزنوی ہند میں پہونچا۔ تو قنوج میں راجہ کور حاکم تھا۔ اور میرٹھ میں ہردت اور لاہور میں راجہ جیپال۔ اور کالنجر میں بجیرہ حاکم تھا۔ اسی طرح مالوہ اجمیر گجرات گوالیار میں جُدا جُدا حاکم تھے۔ پھر سورج بنسی خاندان کے راجاؤں کا ظہور ہوا۔ اس خاندان سے عظیم الشان راجے ہندوستان میں گذرے ہیں۔ برہما کے دو پوتے تھے۔ سورج اور چاند سورج سے سورج بنسی خاندان شروع ہوا۔ اور چاند سے چندر بنسی۔ چنانچہ سورج بنسی ملک اودھ میں۔ اور چندر بنسی علاقہ الہ آباد میں اب بھی موجود ہیں۔ ان ہر دو قبیلوں سے صدہا راجاؤں نے راجگی کا منصب پایا۔ اور ہزار سال تک ان کی حکومت رہی۔ چوں کہ ان کا حال کتب تواریخ و روایات ہنود سے پورا پورا معلوم نہیں ہو سکتا۔ لہذا ہم مختصر طور پر جو کچھ کتب تواریخ سے دستیاب ہوا بیان کرتے ہیں۔

خاندان سورج بنسی کا حال

پہلے ان کا راجہ اکشواکو نام تھا۔ جس نے حکومت کی بنیاد رکھی۔ اور اجودھیا کو آباد کیا۔ اور گرد و نواحی سے دور تک ملک فتح کر لیئے۔ اس کے بعد اس کی نسل سے ۷۰ پشت تک راجے حکومت کرتے آئے۔ اخیر راجہ مہاراج رام چند پیدا ہوا اس کا واقعہ اس طرح ہے کہ راجہ دستھرتھ کے دو لڑکے تھے۔ رام چندر اور لچھمن ایک والدہ سے تھے۔ اور ایک بیٹا دوسری مائی سے تھا۔ جس کا نام بھرت تھا

اور بھرت کی والدہ کیکئی رانی راجہ دسترتھ کی منظورِ نظر محبوبہ تھی ۔ اور اس نے راجہ دسترتھ سے اقرار محکم اور وعدہ پکا لیا ہوا تھا ۔ کہ دو سوال اپنی عمر میں جس کام پر چاہوں منظور کراؤں ۔ اور راجہ دسترتھ نے بھی پیمان محکم کیا تھا ۔ کہ تیرے دو سوال منظور قبول کروں گا ۔ اور ضرور ان کو پورا کر دوں گا پس رام چندر نے سیتا کے ساتھ نکاح کیا ۔ اور سورپ راون کی بہن جو لنکا کا راجہ تھا ۔ رام چندر پر عاشق ہو گئی تھی ۔ اور رام چندر کی زوجیت میں آنا چاہتی تھی لیکن وہ انکار کرتا تھا ۔ اور لچھمن رام چندر کا دوسرا بھائی سورپ کی شکل پہ عاشق تھا اور اس کو نکاح میں لانا چاہتا تھا ۔ مگر وہ انکار کرتی تھی پس لچھمن نے اس سے سمجھ کہ سورپ رام چندر کو چاہتی اور میرے پاس آنے سے انکار کرتی ہے ۔ موقع پا کر سورپ کا ناک کاٹ لیا ۔ پس راون سورپ کا بھائی اپنی بہن کا انتقام لینے پر گھات لگاتا رہا ۔ مگر موقع کا منتظر تھا ۔ جب راجہ دسترتھ نے رام چندر کو اپنا ولی عہد بنانا چاہا ۔ کیونکہ بڑا بیٹا یہی تھا ۔ تو اس کی محبوبہ رانی کیکئی نے راجہ کو کہا کہ جو وعدہ تم نے میرے ساتھ کیا ہوا ہے ۔ اس کا وفا اب چاہتی ہوں ۔

ایک تو میرا سوال یہ ہے کہ ولی عہدی میرے بیٹے بھرت کو دینی چاہیئے اور دوسرا یہ ہے کہ اپنے بیٹے رام چندر کو بارہ سال تک جلا وطن کر دے ۔

راجہ دسترتھ اپنے وعدے خلافی کرنے میں حیران رہ گیا ۔ پس رام چندر نے اپنے باپ کا وعدہ پورا کرنے اور اپنی مجازی والدہ کے دل کا مقصود بر لانے کے لئے اپنی زوجہ سیتا اور اپنے بھائی لچھمن کو ہمراہ لے کر جنگل میں رہنا اختیار کیا ایک دن رام چندر اور لچھمن شکار کو گئے ہوئے تھے ۔ اور سیتا اکیلی بیٹھی ہوئی تھی کہ لنکا کا راجہ راون فقیرانہ لباس پہن کر آیا ۔ اور سیتا کو اٹھا کر لنکا میں لے گیا ۔ جب رام چندر نے معلوم کیا ۔ تو دونوں بھائی لنکا کی طرف روانہ ہوئے ۔ اثنائے راہ میں ان کو دو شخص ملاقی ہوئے ۔ ان سے بات چیت شروع ہوئی ۔ اور معلوم ہوا کہ ایک راجہ سگریو کشکندھ نگر کا راجہ ملک دکن کا ہے ۔ اور دوسرا ہنومان اس کا وزیر ہے ۔ اور ان دونوں کو راجہ بالی سگریو کے بھائی نے ملک سے نکال دیا ہے ۔ پس رام چندر نے ان دونوں کو ہمراہ لیا ۔ اور دکن میں جا کر راجہ بالی کو قتل کر کے

ملک دکن سکریو اور ہنومان کے حوالہ کیا - پس سکریو اور ہنومان بے شمار لشکر
ہمراہ لے کر رام چندر کی حمایت پر لنکا کو چلے - اور راجہ راون کو قتل کر کے سیتا کو
قید سے نکالا اور لنکا راون کے چھوٹے بھائی بھیشن کے حوالہ کی - اور خود واپس
چلے آئے -

پنڈوان کی حکومت ختم ہو جانے کے بعد راجہ پرچھت ارجن کا پوتا ہستناپور
میں راجہ گدرا ہے - اور اس نے ساٹھ سال عدل اور انصاف سے حکومت کی ہے
ایک دن یہ راجہ شکار کو گیا - جب گھوڑا ہرن کے پیچھے ڈالا - تو اپنے ہمراہیوں سے
جُدا ہو گیا - پس ایک جنگل ویران میں ایک جھونپڑی میں ایک فقیر خدا پرست
کو مراقبہ میں دیکھا - ہرچند اس کو بلایا - اور زور سے آواز دیئے - لیکن وہ نہ بولا آخر
مایوس ہو کر چلا - تو آگے ایک سانپ مرا ہوا دیکھا - اس سانپ کو اٹھا کر عابد کے گلے
میں ڈال دیا - اور چلا گیا - پس اُس فقیر کا بیٹا جو کہیں جنگل میں گیا ہوا تھا جب
جھونپڑی میں آیا تو اپنے باپ کے گلے میں سانپ کو دیکھا اور بد دعا کی کہ اے
خداوند جس کسی نے یہ سانپ میرے باپ کے گلے میں ڈالا ہے - اس کو سانپ
کی زہر سے اسی ہفتہ میں ہلاک کر - اور اس کی دعا قبول ہوئی - ساتویں دن ایک
غلام نے میوہ کا بھرا ہوا تھال اس کے آگے رکھا - اور تقدیراً اس میوہ میں سانپ
تھا پس پرچھت نے جب میوہ کو ہاتھ لگایا - تو سانپ نے نکل کر ہاتھ کو کاٹ کھایا
اور وہیں مر گیا -

اس کے بعد راجہ جنمی اس کا بیٹا باپ کی جگہ تخت پر بیٹھا - اس نے بہت جنگ
کیے اور بہت ملک فتح کر لیے - گلزار شاہی میں لکھا ہے کہ اس راجہ نے ایک دن
ایک نیا گھوڑا خریدا - جب اس پر سوار ہوا - تو گھوڑے نے باگ اس کے ہاتھ سے
چھین کر بے تحاشا دوڑنا شروع کیا - اور اس کو جنگل میں لے گیا وہاں ایک عورت
نہایت خوب صورت بیٹھی تھی - اس کے پاس جا کر گھوڑا ہو گیا - اور اس کو
دیکھتے ہی راجہ عاشق ہوا - اور اس کو اپنے پیچھے سوار کر کے گھر میں لایا - اور حرم ہائے
خاص میں داخل کیا اور ایسا اس کا مطیع ہوا - کہ تمام راج کے اختیارات اس کے ہاتھ
میں دیئے ایک دن اس راجہ نے عام لوگوں کی دعوت پکائی - جس میں برہمن اور بڑے بڑے

بعدہ راجہ دوتی ۴۴ سال -
بعدہ راجہ نرالی ۲۲ سال -
بعدہ راجہ اتیر ۱۹ سال -
بعدہ راجہ ونرپال ۴۸ سال -
بعدہ راجہ درسال ۲۷ سال -
بعدہ راجہ شیاک ۳۶ سال -
بعدہ راجہ بھیم ۹۵ سال سلطنت بہ عدل و انصاف پشت بہ پشت کر کے مر گئے -
بعدہ راجہ گھیمن راج پر بیٹھا اور وہ بدبخت ظلم کرنے شروع کیے امراء اور وزراء سے
اس سے ناراض ہوکر آپس میں اتفاق کیا - اور راجہ کو قتل کر دیا - چوں کہ اس مقتول کا
کوئی وارث نہ تھا وزیر بسراؤ اس کی جگہ قائم ہوا -
اس کے بعد اس کا بیٹا سورسین -
بعدہ اس کا بیٹا بیرشاہ -
بعدہ راجہ اننگ شاہ -
بعدہ راجہ ہرجیت -
بعدہ راجہ دریا -
بعدہ راجہ سودھ پال -
بعدہ راجہ پورست -
بعدہ راجہ امرجودھ -
بعدہ راجہ بین پال -
بعدہ راجہ سرومی -
بعدہ راجہ پال نند -
بعدہ راجہ بودہ مل - نوبت بنوبت حکومت کر کے مر گئے اور جب بودہ مل
اپنے وزیر کے ہاتھ سے مقتول ہوا اور اس کا کوئی وارث نہ تھا - اس کی جگہ وہی وزیر
پربھا نام اس کی جگہ قائم مقام ہوا -
[illegible]

اس کے بعد راجہ شرگشن ۔
اس کے بعد راجہ ھسیپ ۔
اس کے بعد راجہ جھیدل ۔
اس کے بعد راجہ شروبدت ۔
اس کے بعد راجہ مترسین ۔
اس کے بعد راجہ شکھدان ۔
اس کے بعد راجہ جیل ۔
اس کے بعد راجہ کلنک ۔
اس کے بعد راجہ کلمن ۔
بعدہٗ راجہ شرمرون ۔
بعدہ راجہ جیون جاپ ۔
بعدہ راجہ مرسیاپ ۔
بعدہ راجہ مرسین ۔
بعدہ راجہ رہمین ۔
بعدہ راجہ اوصت نوبت بنوبت تخت نشین ہوئے اور راجہ اوصت کو اُس کے وزیر دندھر نے قتل کیا اور اُس کا کوئی وارث نہ تھا اس لیئے وندھر اُس کی جگہ قائم مقام ہوا ۔
اس کے بعد راجہ سین دھوج ۔
بعدہ راجہ میکنگ ۔
اس کے بعد راجہ مہاجودھ ۔
بعدہ راجہ ناتھ ۔
بعدہ راجہ جیون راج ۔
بعدہ راجہ اودی سین ۔
بعدہٗ راجہ اننہ پل نوبت بنوبت تخت نشین ہوئے اور چوں کہ راجہ راجپال راجہ سکھونت کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اس لیئے وہ ہی سکھونت اس کے مُلک پر

قابض ہوا۔ یہ سکھونت پوست پینے کا عادی تھا۔ اور ہر وقت نشہ میں مست رہتا اس لئے مُلک کی خبر گیری نہ کر سکا۔ اور راجہ بکرماجیت نے اُس سے مُلک چھین کر اُس کو قتل کر دیا۔

گلزار شاہی میں لکھا ہے کہ اندر نی دیوتا نے سرگ میں جشن کیا۔ اور اپچھرہ رقص میں جلوہ نما ہوئی۔ گندہرپ سین اندر نی کا بیٹا اپچھرہ پر عاشق ہو گیا۔ اندر دیوتا نے معلوم کرکے بیٹے کو بد دعا دی۔ کہ تیرا جسم دن میں گدہے کی صورت پر رہیگا اور رات کو آدمی بن جایا کرے گا۔ اور جب تک تیری گدہے کی صورت کو آگ میں نہ جلاویں تو پھر سُرگ میں نہ آسے گا۔ پس گندہرپ سین گدہے کی صورت بن کر سرگ سے دھار نگر کے تالاب میں گرا۔ تالاب پر ایک برہمن نہانے کو گیا۔ تو اُس کو پانی سے آواز آیا۔ کہ اس شہر کے راجہ کو میرا پیغام پہونچا کہ میں گندہرپ سین دیوتا اندر دیوتا کا بیٹا ہوں۔ اپنی بیٹی مجھے دیوے۔ ورنہ اس کا راج تباہ ہو جاوے گا۔ برہمن نے راجہ کو خبر پہونچائی۔ راجہ نے کہا اگر شہر کی فصیل آہنی ہو جائے۔ تو مجھے یقین ہو گا کہ گندہرپ سین دیوتا ہے۔ برہمن نے تالاب پر جاکر راجہ کی بات ظاہر کی۔ دوسرے دن شہر پناہ کی دیوار آہنی ہو گئی۔ پس راجہ نے تالاب پر جاکر گندہرپ سین کو بلایا۔ ایک گدہا پانی سے باہر آیا۔ راجہ دیکھ کر حیران ہوا۔ گندہرپ سین نے کہا کہ یہ صورت میری عارضی ہے رات کو میں آدمی بن جاتا ہوں۔ پس راجہ نے اُس گدہے کو اپنے طویلہ میں باندھا جب رات کو آدمی بنا تو اپنی دختر اُس کے حوالہ کی۔ اسی طرح بہت مُدت گذری کہ رات کو آدمی بنکر راجہ کے محلوں میں رانی کے پاس رہتا اور دن کو گدہا بنکر راجہ کے طویلہ میں گھاس چرتا رہتا۔ پس گندہرپ سین کی پشت سے ایک لونڈی کے پیٹ سے ایک لڑکا بھرتھری نام پیدا ہوا۔ جب راجہ کی دختر کو وضع حمل کے دن قریب آئے تو ایک دن راجہ اصطبل میں آیا۔ اور گدہے کو دیکھ کر اُس کی دامادی سے عار کی۔ اور حکم دیا کہ گدہے کو قتل کرکے آگ میں جلاویں جب وہ آگ میں جل رہا تھا تو راجہ نے آواز سنا کہ اے راجہ تیرا بھلا ہو میں تیری کوشش سے پھر سُرگ میں پہونچوں گا۔ مگر تیری لڑکی کو ایک لڑکا پیدا ہو گا

کہ ہزار ہاتھی کی قوت اُس میں ہوگی۔ راجہ نے سوچا کہ میرا دوہتا جب ہزار فیل کی قوت رکھتا ہوگا۔ تو ضرور مجھ سے ملک چھین لے گا۔ اس لیئے حکم دیا کہ جب لڑکا پیدا ہو۔ تو اُس کو میرے پاس لاویں تاکہ میں اُس کو قتل کر دوں۔ پس راجہ کی دختر شوہر کے فراق سے اور اپنے فرزند کے مارے جانے کی خبر سُنکر خودکشی کر کے مرگئی۔ پس لونڈیوں نے اس کا شکم چاک کر کے لڑکے کو زندہ نکال لیا۔ اور راجہ کے پاس حاضر کیا۔ اب راجہ کو اس پر رحم آیا کہ یہ یتیم رہ گیا ہے ایک دایہ کو تربیت کے لئے سونپا۔ اُس کا نام بھی بھرتھر رکھا۔ جب بالغ ہوا تو مالوہ کا ملک اس کے حوالہ کر کے راجہ نے اس کا دوسرا بھائی بھرتھر نام اُس کا وزیر بنا دیا۔ بھرتھر جب مالوہ میں گیا۔ تو وہاں اس نے ایک عورت پنگلا نام سے شادی کی اور اُس پر ایسا شیفتہ و فریفتہ ہوا کہ رات دن رانی کے پاس بیٹھا رہتا اور امور مملکت سے بالکل بے خبر ہوگیا۔ اور اُس کا دوسرا بھائی جو اُس کا وزیر تھا۔ اُس نے اپنا نام بکرماجیت رکھا۔ چونکہ یہ اپنے بھائی راجہ کو ہر وقت رانی کے پاس بیٹھے رہنے اور امور مملکت سے غافل رہنے سے منع کرتا تھا۔ لہٰذا اس کو بھائی نے جلاوطن کر دیا۔ اور یہ فقیرانہ لباس پہن کر ملک کی سیر کرنے لگا ایک دن راجہ بھرتھر کے پاس ایک برہمن سرگ سے میوہ لایا اور کہا کہ جو اس کو کھائے گا ہمیشہ زندہ رہے گا۔ پس راجہ نے وہ میوہ اپنی رانی کو دیا۔ اور رانی نے شاہی طویلہ کے افسر کو دیا کہ وہ اُس پر عاشق تھی۔ طویلہ کے افسر نے ایک بازاری عورت کو دیا کہ وہ اُس پر عاشق تھا۔ اور بازاری عورت نے راجہ بھرتھر کی خدمت میں پہونچایا۔ راجہ بھرتھر نے وہ میوہ پہچان کر تحقیقات سے معلوم کیا کہ رانی طویلہ کے افسر سے ناجائز تعلق رکھتی ہے۔ اس لیے اُن دونوں کو باندھ کر ایک بلند منارہ سے خندق میں پھینکا۔ پس بھرتھر راج سے دست بردار ہو کر فقیر ہوگیا۔ جب ملک بلا وارث رہ گیا تو ایک دیو نے تخت پر تسلط کیا۔ اور امیروں وزیروں کو کہا کہ ہر روز ایک آدمی تخت پر بٹھایا کریں۔ صبح سے شام تک وہ حکومت کرے اور شام کے وقت میں اُس کو کھا لیا کروں گا۔ پھر دوسرے دن دوسرے کو حکومت پر بٹھا دیں تاکہ

امورِ سلطنت کا انتظام و انفصالِ مقدمات کی کارروائی بھی جاری رہے - اور میری غذا اور وظیفہ معین بھی چلتا رہے - کچھ مدت تک یہ کارروائی رہی - جب بکرماجیت کو ملک مالوہ دیکھنے کا شوق دامنگیر ہوا - تو ایک رات دریا کے کنارے پر سویا ہوا تھا - کہ ایک گیدڑ نے آواز دیا کہ دریا میں ایک مردہ آتا ہے اس کی کمر میں چار لعل بے بہا باندھے ہوئے ہیں جو اس میت کو پکڑے اور ان لعلوں کو لیوے اور مردہ مجھے دیوے وہ ملک مالوہ کا مالک ہوگا چونکہ بکرماجیت حیوانات کی زبانیں سمجھتا تھا - دریا کے کنارے پر منتظر بیٹھا جب وہ مردہ تیرتا ہوا آیا تو جلدی اور چستی سے اس کو پکڑا - وہ لعل اس کی کمر سے کھول لیئے - اور میت گیدڑ کے حوالہ کی - جب صبح ہوئی تو مالوہ میں آیا دیکھا کہ ایک کلال نوجوان بیٹے کو ہاتھی پر سوار کر کے لوگ تخت نشینی کے واسطے لیئے جاتے ہیں اور اس کے والدین پیچھے گریہ وزاری و بیقراری کر رہے ہیں - بکرماجیت نے پوچھا - تو لوگوں نے حال بیان کیا - جب اس لڑکے سے جاکر پوچھا تو اس نے بھی سب حال بیان کیا - بکرماجیت اس کے ہمراہ چلا تمام روز وہاں رہا - جب شام کا وقت ہوا تو لوگ اس نئے تخت نشین کو اکیلا چھوڑ کر اپنے گھروں کو واپس آئے اور بکرماجیت بھی وہیں چھپ کر اس کا تماشا دیکھنے کے لئے دیو کی آمد کا منتظر تھا - ناگاہ ایک مرد قوی ہیکل ہولناک صورت پہونچا - اور اس کے مارنے کا ارادہ کیا - بکرماجیت نے ظاہر ہو کر اس کو پکڑا - اور سر پر اٹھا کر زمین پر دے مارا کہ وہیں مر گیا - صبح کو آکر جب لوگوں نے اس کو زندہ دیکھا اور بکرماجیت کو پہچانا تو بڑی خوشی سے بکرماجیت کو تخت نشین کیا - پس بکرماجیت نے زور بازو سے خراسان تک ملک فتح کر لیے - آخر سالباہن کے ہاتھ سے مارا گیا -

بکرماجیت کے بعد سمندپال نے چوبیس سال راج کیا -

اس کے بعد راجہ چندرپال نے چالیس سال -

اس کے بعد راجہ نین پال نے ۵۱ سال -

اس کے بعد راجہ دیپال نے ۴۷ سال -

اس کے بعد راجہ سُکھ پال نے ۲۹ سال۔
اس کے بعد راجہ سوپہ پال نے ۴۷ سال۔
اس کے بعد راجہ نگر پال نے ۲۹ سال۔
اس کے بعد راجہ امرت پال نے ۳۷ سال۔
اس کے بعد راجہ بہئی پال نے ۲۵ سال۔
اس کے بعد راجہ بھیم پال نے ۴۸ سال۔
اس کے بعد راجہ گوبند پال نے ۳۶ سال
اس کے بعد راجہ بینی پال نے ۳۹ سال۔
اس کے بعد راجہ بہر پال نے ۴۲ سال۔
اس کے بعد راجہ مدن پال نے ۳۱ سال۔
اس کے بعد راجہ کرمپال نے ۴۵ سال۔
اس کے بعد راجہ بکرمپال نے ۴۴ سال۔ نوبت بنوبت حکومت کی پس راجہ بکرم پال پر تلوک چند والی بہڑائچ نے لشکرکشی کی اور بکرم پال جنگ میں مارا گیا۔ پھر تلوک چند نے دو سال راج کیا۔
اس کے بعد راجہ کرم چند نے ۲۲ سال۔
اس کے بعد راجہ کاہن چند نے ۴ سال۔
اس کے بعد راجہ رام چند نے ۱۴ سال۔
اس کے بعد راجہ ہری چند نے ۱۸ سال۔
اس کے بعد راجہ کلیان چند نے ۱۵ سال۔
اس کے بعد راجہ بھیم چند نے ۱۸ سال نوبت بنوبت حکومت کی۔ اور بھیم چند کا بیٹا گوبند چند جو بے اولاد تھا۔ اُس کے مرنے کے بعد اُس کی عورت ہیم دیوی ایک سال تخت نشین رہی۔ جب ہیم دیوی مرگئی تو ارکان دولت نے ایک مرد خدا پرست عابد کو جس کا نام ہرپریم تھا تخت نشین کیا۔ ہرپریم نے سات سال راج کیا۔ اس کے بعد راجہ گوبند پریم نے تیس سال۔
اس کے بعد راجہ گوپال پریم نے ۱۵ سال۔

اس کے بعد راجہ مہا پریم نے ۶ سال نوبت بنوبت حکومت کی۔ آخر مہا پریم حکومت چھوڑ کر گوشہ گزین ہوا۔ پس راجہ ویجی سین بنگالہ سے آکر تخت نشین ہوا۔ اس نے اٹھارہ سال راج کیا۔

اس کے بعد راجہ بلاول سین نے بارہ سال۔
اس کے بعد راجہ کشو سین نے ۱۵ سال۔
اس کے بعد راجہ مادھو سین نے ۱۱ سال۔
اس کے بعد راجہ سور سین نے ۲۰ سال۔
اس کے بعد راجہ بھیم سین نے ۵ سال۔
اس کے بعد راجہ کالگ سین نے ۴ سال۔
اس کے بعد راجہ ہری سین نے ۱۲ سال۔
اس کے بعد راجہ لچھمن سین نے ۲۰ سال۔
اس کے بعد راجہ نرائن سنگھ نے ۲ سال۔
اس کے بعد راجہ لچھمن سنگھ نے ۲۶ سال۔

اس کے بعد راجہ دھور سین نے ۱۱ سال نوبت بنوبت راج کیا۔ آخر راجہ دھور سین راجہ دیپ سنگھ والی کوہ سوالک کے ہاتھ سے مارا گیا۔ پھر دیپ سنگھ نے ۲۷ سال راج کیا۔

اس کے بعد راجہ رن سنگھ نے ۲۲ سال۔
اس کے بعد راجہ راج سنگھ نے ۹ سال۔
اس کے بعد راجہ ہری سنگھ نے ۲۶ سال۔
اس کے بعد راجہ نر سنگھ نے ۳۵ سال۔

اس کے بعد راجہ جیون سنگھ نے ۸ سال نوبت بنوبت راج کیا۔ اور جب آخر جیون سنگھ نے پرتھی راج مشہور رائے پتھورہ حاکم میرٹھ کی لڑائی میں شکست کھا کر فرار اختیار کیا۔ تو رائے پتھورا دہلی کے تخت پر قابض ہوا یہ راجہ بلدیو راجہ کی اولاد سے ہے جو قوم چوہان سے تھا۔ یہ راجہ بڑا عظیم الشان گزرا ہے۔ عالم اور فاضل اور اہل نجوم اس کے دربار میں جمع رہتے تھے۔ ایک [illegible]

ایک ستون آہنی مکان مخصوص میں گاڑا اور راجہ کو کہا کہ تجھے مبارک ہو کہ ستون
باشاہ ناگ کے سر پر پہونچا ہے جو اس زمین سے سر نہ ہلائے گا۔ اور تیری سلطنت
ہمیشہ رہے گی۔ کبھی زوال نہ آئے گا۔ راجہ کو نجومیوں کے قول پر یقین نہ ہوا
اور ستون کو زمین سے باہر نکلوایا۔ دیکھا تو اس کے سر پر خون لگا ہوا تھا راجہ
اپنے فعل سے پشیمان ہوا۔ پھر نجومیوں کو کہا کہ اس ستون کو دوبارہ اس کے
سر میں گاڑیں۔ اُنہوں نے کہا کہ وقت ہاتھ سے چلا گیا۔ اب کوئی علاج نہیں
ہوسکتا۔ اور سلطان شہاب الدین غوری نے راجہ رائے پتھورا پر چڑھائی کی مگر
راجہ کے ہاتھ سے اُس نے شکست کھائی اور واپس چلا گیا۔ اسی اثنا میں راجہ
جے چند قنوج کے حاکم نے ایک بڑا جشن ترتیب دیا تھا۔ اور تمام راجاؤں کو
اس جشن میں بلایا تھا۔ سب راجے اُس جشن میں شریک ہوئے مگر رائے پتھورا
قنوج میں نہ گیا اور راجہ جے چند نے رائے پتھورا کی مورت سونے کی بنا کر دربانوں
کی جگہ کھڑی کر دی گویا رائے پتھورا کو اپنا دربان بنایا۔ جب رائے پتھورا نے
یہ خبر سُنی پانچ سو سوار جنگی لے کر راجہ جے چند کے دربار سے اُس مورت کو اکھیڑ کر
دہلی میں لایا۔ راجہ جے چند نے اُس جشن میں جتنے راجاؤں کو بلایا تھا۔ اپنی
بیٹی کو ان میں سے ایک کو خاوند کے لیئے اختیار کر لینے کا حکم دیا۔ اس کی لڑکی
نے جو وہ مورت رائے پتھورا کی دیکھی تھی۔ اور اس کی صورت پر غائبانہ عاشق
ہو گئی تھی۔ اس نے کہا کہ جس کی وہ سونے کی مورت تھی وہ مجھے منظور ہے
راجہ جے چند نے اس بات سے غضبناک ہو کر شہر سے باہر ایک مکان تعمیر کیا اور اپنی
بیٹی کو وہاں قید کر دیا۔ پس رائے پتھورا نے یہ خبر سُنی اور سوداگروں کا لباس کر کے
اُس مکان کے پاس جا اُترا۔ اور رات کو اس مکان کے عقب سے سیڑھی لگا کر
اُوپر چڑھا۔ اور لڑکی کو اُتار کر اپنے پیچھے سوار کر لیا۔ اور دہلی میں لایا۔ پس راجہ
جے چند اور سلطان شہاب الدین غوری آپس میں موافقت کر کے راتوں رات
جرار فوجیں لے کر رائے پتھورا کے مقابلہ میں نکلے راجہ بمعہ چند امیروں کے
گرفتار ہو کر قتل ہوا۔ یہ واقعہ ۵۸۸ھ ہجری کا ہے ۔ پس روز سے ہند کی حکومت
اہل اسلام کے ہاتھ آئی۔ قدیم راجاؤں کا بیان ختم ہوا۔

جدید راجاؤں کا ذکر

جاننا چاہیئے کہ سمت ۱۵۲۶ میں کالو نام کھتری بیدی کے گھر ایک لڑکا نانک نام پیدا ہوا۔ پہلے اپنے باپ کے گھر گائیں چراتا تھا۔ پھر جنگل میں عبادت کرنے لگا۔ اور رفتہ رفتہ اُس سے کرامتیں ظاہر ہونے لگیں۔ اطراف عالم میں اس کا شُہرہ ہوا۔ اور لوگ اس کی زیارت کو دور دور سے منازل بعیدہ طے کرکے آنے لگے۔ چنانچہ ایک دن بیری کے درخت سے لکڑی کاٹ کر گورو نانک صاحب نے داتن یعنے مسواک کیا وہ داتن دریا کے کنارے پر کھڑا کرکے چلے آئے تیسرے دن وہ درخت بیری کا بن گیا۔ اور وہ درخت اَب تک بیری صاحب کے نام سے مشہور ہے۔ اہل ہنود اور سکھ لوگ اُس پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔ گورو نانک نے اکثر بلاد روئے زمین پر سیر کیا۔ اور کرامتیں اُس سیاحت میں گورو صاحب سے ظہور میں آئیں وہ جنم ساکھیوں میں مرقوم ہیں۔ اور گورو نانک نے حضرت شیخ فرید شکر گنج اور شیخ بہاول حق صاحب ملتانی سے مُلاقات کی ہے اور ان سے خلوتوں میں بیٹھ کر چلے کاٹے۔ گورو صاحب سلطان بہلول لودی کے عہد میں مکان تلونڈی علاقہ گورداسپور میں تولد ہوئے اور سیر کے بعد اُنہوں نے اشعار ہندی اور کتاب سُکھمنی تصنیف کی۔ پھر سال بعہد سلیم شاہ سمت ۱۵۹۶ میں فوت ہوئے۔ اور گنہ نام کھتری قوم ٹہن کو جو ان کے خاص مریدوں سے تھا۔ لقب گورو انگد عطا کرکے اپنی خلافت پر ممتاز کیا۔

گورو نانک صاحب کے بعد گورو انگد تیرہ برس اپنے چیلوں کو ہدایت کرکے فوت ہوئے وہ لاولد تھے۔ گورو امرداس اپنے چیلے کو اپنی گدی سپرد کر گئے ان کی کرامتوں سے اہل ہنود کی کتابیں پُر ہیں۔ تالاب کول سر اُنہی کا بنا شدہ ہے۔ بائیس برس کے بعد وہ بھی مر گئے۔ اُنہوں نے باوجود اپنی اولاد کے گورو رامداس اپنے داماد کو گدی سپرد کی وہ سات برس کے بعد مر گئے۔ اور اُن کے تین بیٹے تھے۔ مہادیو - پرتھی مل - گورو ارجن

گورو ارجن باپ کے بعد گدی نشین ہوئے۔ گرو ارجن سے چک رام داس اور امرتسر آباد کیا۔ اور پنجابی اشعار متقدمین کے جمع کرکے اور اپنی اشعار بھی اُس میں ملاکر ایک کتاب ضخیم تالیف کی اور اُس کا نام گرنتھ رکھا۔ پچیس برس کے بعد وہ بھی مر گئے۔ اور گورو ہرگوبند اُن کے بیٹے گدی نشین ہوئے۔ اٹھتیس برس کے بعد انہوں نے بھی قضا کی۔ اور گورو ہر رائے ان کے پوتے قایم مقام ہوئے۔ سترہ برس کے بعد ان کا بھی انتقال ہوا۔ چیلوں نے ان کے بعد گورو ہرکشن کو کہ نہایت خورد سال تھے گدی پر بٹھایا۔ مگر وہ تین برس کے بعد مر گئے۔

ان کے بعد گورو تیغ بہادر گورو ہرگوبند کے چھوٹے بیٹے گدی پر بیٹھے مگر چوں کہ انہوں نے بہت جمعیت بہم پہونچالی تھی۔ اور عالمگیر کا عہد تھا۔ بادشاہ مذکور نے ان کو قید کیا اور مروا ڈالا۔ یہ گورو امیری اور فقیری کا جامع تھا۔

ان کے بعد ان کے بیٹے گورو گوبند سنگھ گدی نشین ہوئے۔ جب انہوں نے سُنا کہ ان کے باپ تیغ بہادر کی لاش چاندی بازار دہلی میں لٹکی ہوئی ہے۔ تو اپنے چیلوں کو نعش کے لانے میں تاکید شدید فرمائی۔ چنانچہ چیلے نعش کو بڑی مشقت سے لائے۔ پھر ان کے تابعداروں نے سیاہ لباس پہننا اور بال نہ کتروانا اور پگڑی سر پر باندھ کر نہانا اور حیوان کا جھٹکا کرنا ایجاد کیا۔ چونکہ گورو تیغ بہادر نے بہت معتقد پیدا کر لیئے تھے۔ اس کے علاوہ گورو گوبند سنگھ کے دل میں خیالات ملک گیری کے سمائے ہوئے تھے اور دہلی کی سلطنت نہایت ضعف پر تھی۔ انہوں نے بڑا اقتدار بہم پہونچایا۔ ہزاروں سکھوں کی فوج پیادہ اور سوار ان کے رکاب میں رہنے لگی۔ اور بادشاہی لشکر سے بھی مقابلے ہونے لگے۔ اورنگ زیب کے بعد جب بہادر شاہ تخت پر بیٹھا۔ تو گورو مذکور سے اُس نے دوستی اور یگانگت پیدا کی۔ گورو مذکور انند پور میں فوجیں اور توپیں اور غبارے جمع کرکے بالاستقلال بادشاہی کا دم مارنے لگا اور اپنا لقب سچا بادشاہ رکھا۔ پس اطراف کے راجاؤں نے اُس پر حملے کئے۔ دو تین مقابلوں کے بعد راجہ جسوان نے مست خونی ہاتھی پر سوار ہو کر ہاتھی گورو پر ڈالا۔ اور چتر سنگھ نے راجہ جسوان کو قتل کیا۔ پس گورو مذکور ہمراہ افواج بہادر شاہ کے دکن میں آیا۔ وہاں ایک پٹھان نے اس کو دو بار میں تیغ چلائی۔ چنانچہ قدرے تسکم کا

چمڑا پھٹ گیا - جراحوں نے زخم کو سی کر مرہم لگائی - اور کچھ مدت کے بعد زخم اچھا ہوگیا - ۱۶۹۵ء میں فوت ہوا -

ان کے بعد گورو سری چند اور لکھمی داس جہاں گیر کے عہد میں ہوئے ہیں -
لکھمی داس کا ایک بیٹا دھرم چند نام تھا - دھرم چند کے دو بیٹے تھے - مہر چند و نانک چند ان دونوں بھائیوں سے اب تک اولاد قایم ہے - چنانچہ باوا فقیر بخش کے دو بیٹے جو باوا نانک کی اولاد سے اور موالک راج کے بیٹے جو مہر چند کی اولاد سے ہیں ڈیرہ باوا نانک میں اب بھی موجود ہیں - آخر گورو موصوف لاہور میں آرہا - چنانچہ اب تک اُس کا مکان نزدیک عیدگاہ کے دہلی دروازہ سے باہر قایم ہے -

اس کے بعد گورو رام رائے گدی نشین ہوا - یہ بھی لاہور میں بہت مدت رہکر بُود و باش ہوا - اس کا مکان خانقاہ شاہ میر صاحب کے پاس ہے -

اس کے بعد گورو مہربان گدی نشین ہوا -

اس کے بعد اس کا بیٹا گورو ہرجی -

بعد اُس کے گورو دتا -

بعد اُس کے گورو جگ جیون -

بعد اُس کے گورو ہرسہائے -

بعد اُس کے گورو اجیت سنگھ -

بعد اُس کے گورو امیر سنگھ نوبت بنوبت گدی نشین ہوئے - جب رام رائے فوت ہوا تو گورو بندہ سکھوں کا حاکم ہوا اس نے بڑی فوجیں جمع کرکے نہایت تقویت حاصل کی - اور اطراف و نواحی میں رہزنی اور لوٹ مار شروع کی - مسافروں سوداگروں اور شہریوں سے کوئی ایسا نہ تھا جو سکھوں کے ہاتھ سے بچ کر جائے پس وزیر خاں فوجدار سرہند نے سرہند سے بارہ کوس پر سکھوں سے جنگ پر نکلا - چنانچہ وزیر خاں اور اکثر پٹھان مثل شیر محمد اور خواجہ علی وغیرہ شہید ہوئے - اور اکثر لشکر مارا گیا اور تھوڑا بچ کر سرہند میں پہونچا - ان کے سامان جنگ ہتھیار اور تمبو گھوڑے اور ہاتھی اور توپیں سب کچھ سکھوں کے ہاتھ آیا - اس فتح کے بعد سکھ سرہند میں داخل ہوئے قتل اور لوٹ پر ہاتھ دراز کرکے بہت سے لوگوں کو شہادت کا شربت

پہنچایا - اور لوگوں کو ایسا لوٹا کہ بڑے بڑے دولت مند کنگال کر دیئے - اور سرہند میں بڑی عالی شان عمارتیں اور مزاریں گرا دیں اور بانڈا کو سرہند میں جاگیر دار مقرر کر گئے ہر چند سرہند کی نواحی میں سامانہ - شاہ آباد اور کیتھل - کوہ رام میں ظلم کا در کھولا اور رات دن قتل اور لوٹ میں مشغول ہوئے اور امبالہ و کرنال تک اپنا دخل کر لیا - گورو بندہ سرہند سے چالیس کوس قلعہ مخلص پور میں سات ہزار کے نزدیک لشکر کثیر لیے کو رہتا تھا - اور مانجھا اور مالوہ کے سکھ اس کے پاس مانند مور و ملخ کے جمع ہوتے تھے - لاہور میں سید اسلم صوبہ دار تھا - اس لئے وہاں امن رہا - اور لاہور کی نواحی میں مثل بٹالہ اور کلانور وغیرہ علاقہ جات میں سکھوں کے ہاتھ سے تباہی کی بجلی پڑ گئی - اور پنجاب میں بھی انہوں نے تسلط کر لیا - پس اہل اسلام نے جمع ہو کر عید گاہ کے پاس سکھوں کے مقابلہ پر صفیں آراستہ کیں میر عطا اللہ پوربی اور محمد خان لکھیرا پانچ سوار اور پیادے لے کر مدد کو پہونچے - ایک پہر تک تیر اور تفنگ کا جنگ جاری رہا - آخر کام تلوار پر پہونچا - اور اہل اسلام کے لشکر میں شکست پڑی - جب بہادر شاہ نے جو اجمیر گیا ہوا تھا سنا تو وہاں سے نہایت جلدی کر کے پنجاب میں پہونچا - اس کی آمد سنکر تمام سکھ قلعہ مخلص میں جا پہونچے اور گورو بندہ قلعہ میں متحصن ہوا - بہادر شاہ نے بے شمار لشکر محاصرہ کو بھیجا دو مہینے تک محاصرہ قایم رہا - آخر کسی حیلہ سے گورو بندہ قلعہ سے باہر نکل کر معہ ہمراہیان کوہستان میں چھپ گیا - اور بہادر شاہ اسی اثنا میں دار فانی سے کوچ کر گیا - اس کے بیٹوں میں خانہ جنگیاں شروع ہوئیں - فرخ سیر کے زمانہ تک یہ پہاڑوں میں چھپا رہا - جب اس نے بادشاہان اہل اسلام کی طرف سے بے اتفاقی اور خانہ جنگی میں پڑ کر غفلت دیکھی - پھر علاقہ جموں میں ظاہر ہوا - اور اموال بیشمار اور اسباب بے حد لوٹ مار سے حاصل کیا - پھر ایک سال کے بعد کلانور کے علاقہ کو لوٹا - اور لوگوں کو ویران و برباد کیا - فرخ سیر کی طرف سے محمد امین سپہ سالار اور عبد الصمد خاں صوبہ دار اس کی سرکوبی کے لیئے متعین ہوئے - اسلامی فوج نے پہونچ کر قلعہ مرزا خان میں اس کا محاصرہ کیا - دو مہینے اس قلعہ میں بند رہا - آخر بسبب نہ ملنے طعام کے لاچار ہو کر دروازہ کھولا - اور بادشاہی لشکر نے پا بزنجیر کر کے

فرخ سیر کے دربار میں پہونچایا۔ اور وہاں بعد پسر شش سالہ قتل کیا گیا۔ پھر جب نادر شاہ کے دہلی کو لوٹا۔ تو اُس وقت خاندان چغتائی کا روز بروز تنزل ہونے لگا۔ اور سکھوں کا عروج نمودار ہوا۔ چنانچہ راجہ جسون دمیئی سنگھ و تارو سنگھ کا خان بہادر کے ساتھ لڑائی کرنا اور جب سکھ آلو والیہ کا مدد میں غلبہ پانا اور جنڈیل و مزاروں کا لاہور میں آنا۔ اور نجیب خاں روہیلہ کے ساتھ لڑائی کرنا یہ سب باتیں جو الگ وہ ولایت بدوں والی کے شعبدے تھے۔ ع

چوں نماند ہل خانہ موش باشد کدخدا۔

پس سکھوں نے ملک پنجاب میں غلبہ اور تسلط پورے طور پر پالیا۔ اور عجب یہ ہے کہ ملک کو اپنا ملک نہیں جانتے تھے۔ بلکہ جہاں پہونچتے تھے۔ جو کچھ ملتا تھا لوٹ کر لے جاتے تھے۔ اور اسی لوٹ کو غنیمت جانتے۔ چغتائی سلطنت کے کمزور ہو جانے پر سکھوں نے اس قدر غلبہ پایا کہ شہروں اور گاؤں میں لوٹ مار کر کے رعایا کو ویران کر دیا۔ رنجیت سنگھ اگرچہ پنجاب پر حکومت رکھتے تھے۔ لیکن ان کی شہرہ گردی میں بارہ قمیص جن کو بارہ مثلیں کہتے ہیں۔

پہلی مثل

بھنگی سکھوں کی تھی ان کا مورث اعلی چھجا نام علاقہ امرتسر کا تھا۔ جو گرو گوبند سنگھ سے پاہل لے کر سنگھ بن گیا تھا۔ چونکہ بھنگی سنگھ اکثر بھنگ نوش ہوتے تھے۔ اس لئے اُن کا نام بھنگی سنگھ رکھا گیا۔ انہوں نے بھی اپنے گروہ کو بڑھایا اور تاخت وتاراج اور غارت ولوٹ پر ہاتھ کھولا۔ چنانچہ جس گاؤں میں پہونچتے تھے وہاں کا مال اور متاع لوٹ کر گاؤں کو آگ لگا دیتے اور جو کوئی مقابلہ کرتا اسکو تلوار سے کاٹ ڈالتے۔ چنانچہ بہت سے علاقے ان کے ہاتھ سے ویران اور تباہ ہو گئے۔ پھر بھنگی سنگھ مارا گیا۔ اور بھان سنگھ اُس کی جگہ مقرر ہوا اور ہری سنگھ ایک نوجوان اُس کا چیلہ جو اُس نے متبنٰے بنایا تھا۔ اس کے ساتھ ہوا۔ ہری سنگھ بڑا دلیر اور بہادر تھا۔ چنانچہ پیش ازیں رات کو غارت گری کرتے تھے اور اب دن دہاڑے رہزنی اور غارت گری شروع ہوئی۔ دور دور ملکوں سے مال لوٹ کر

لاتے تھے اور اچھے اچھے جوان چن کر ملازم رکھتے۔ جن کے ساتھ کسی کو سقاوت کی طاقت نہ تھی۔ ہری سنگھ کے پانچ بیٹے تھے۔
گنڈا سنگھ۔ چندا سنگھ۔ چڑت سنگھ۔ دیوان سنگھ۔ دیسو سنگھ۔
مگر اس کے مرنے کے بعد میاں سنگھ سردار ہوا۔ اور گنڈا سنگھ و چندا سنگھ فوج کے افسر ہوئے۔ پس چندا سنگھ بارہ ہزار فوج لے کر جموں کے راجہ سے لڑا۔ اور وہاں مارا گیا۔ اور گنڈا سنگھ پٹھان حقیقت سنگھ کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور ان کا بھائی دیو سنگھ لشکر کا افسر ہوا۔

دوسری مثل

رام گڑھی سکھوں کی ہے۔ ان کا جد اعلےٰ جسا سنگھ پسر بھگوان گیانی کا تھا۔ اس نے بھی غارت گری سے معاش پیدا کرنا چاہا۔ پس گوردیال پنج گڑھیا سے پاہل لے کر لوٹ مار شروع کی اور رفتہ رفتہ سکھوں میں معتبر ہو گیا۔ دوابہ کے سکھوں اور صوبہ دار جالندھر میں تنازع واقعہ ہوا۔ پس سکھوں نے اس کو اپنی طرف سے وکیل کر کے ادینہ بیگ خاں صوبہ دار کے پاس بھیجا۔ پس ادینہ بیگ خان اس کی خوش تقریری سے راضی ہوا۔ اور علاقہ جالندھر کے ایک وسیع علاقہ میں اس کو تحصیلدار مقرر کیا۔ پس کچھ مدت کے بعد ادینہ بیگ خاں فوت ہوا۔ اور جسا سنگھ خود مالک بن گیا۔

تیسری مثل

کہنیا سکھوں کی اور ان کا پہلا شخص خوشحال سنگھ نام تھا۔ جو بسبب تنگی معاش کے نہایت تنگ دست ہو کر گداگری اور دریوزہ پر اپنی گذران کرتا تھا۔ پس اسکے بیٹے جے سنگھ نے کپور سنگھ فیض اللہ پوریہ سے پاہل لے کر لوٹ مار شروع کی۔ اور دور دور تک اندک فوج لے کر لوٹ مار کرتا پھرا اور بہت دولت جمع کر لی۔ اسی اثنا میں مہاراجہ سنسار چند والی کانگڑہ نے سیف علی خاں قلعہ دار کانگڑہ کا محاصرہ کیا آٹھ مہینے لڑ گئے اور قلعہ فتح نہ ہوا۔ پس مہاراجہ مذکور نے جے سنگھ کو اپنی امداد

پہ بلایا ۔ جب جے سنگھ قلعہ پر پہونچا تو تقدیر آسیف علی خاں مرگیا تھا ۔ پس
جے سنگھ نے سیف علی خاں کی سپاہ اور امیروں کو دھوکا دے کر کانگڑہ کی
مہروا ری اپنی طرف سے ... ۔ اور قلعہ کانگڑہ کی حکومت کا مستقل حاکم ہوا اور
مہاراجہ سنسار کو ... دیا ۔ مہاراجہ نے جب جے سنگھ کی جمعیت اپنے
آپ سے زیادہ دیکھی تو ... ہی چپ ہو گیا ۔ پس جے سنگھ بڑا صاحب جلال
اور صاحب بخت و اقبال ہو گیا ۔

چوتھی مثل

نکئے وا لے سکھوں کی مثل

پہلا سردار ان کا ہیرا سنگھ تھا ۔ یہ شخص ایک زمیندار کا لڑکا تھا ۔ موضع بھرال
علاقہ نکہ میں جو گدائی ... سے اپنا پیٹ پالتا تھا ۔ پس بھوک سے بیطاقت
ہوکر سکھوں سے پاہل لے ... سکھوں میں داخل ہوا ۔ اور لوٹ مار کرنے لگا ۔ بڑا صاحب
وسعت بن گیا ۔ چالاک سوار بے شمار اپنے نوکر رکھے شہروں پر تاخت و تاراج
کرتا ہوا علاقہ نکہ اور ستلج کا کنارہ اپنے تصرف میں لایا ۔ اسی طرح ملک فتح کرتا
ہوا بسیاری لشکر اور کثرت دولت سے بڑا متکبر ہوگیا ۔ پاک پٹن میں حضرت
خواجہ فریدالدین گنج شکر چشتی رحمتہ اللہ علیہ کے عرس پر گاؤکشی ہوا کرتی
تھی ہیرا سنگھ نے سنکر پاک پٹن پر چڑھائی کی ۔ جس وقت معرکہ میں پہونچا
تو کوئی گولی بندوق کی اس کے سر میں اس زور سے لگی کہ اس کا سر ٹکڑے ٹکڑے
ہوگیا ۔ اس کا بیٹا دل سنگھ خوردسال تھا ۔ اس لئے اس کا بھائی ناہر سنگھ قایم مقام
ہوا ۔ اور وہ بھی تھوڑی مدت میں تپ دق سے مرگیا اور پھر اس کا چھوٹا بھائی
وزیر سنگھ حاکم ہوا اور ان کی بھائیوں کے درمیان سخت عداوت اٹھی ۔ اور
آپس میں ریاست پر فتنے قایم ہوئے ۔

پانچویں مثل اہلووالیہ سکھوں کی

کہتے ہیں کہ موضع اہلو علاقہ لاہور میں ایک شخص بھاگو نام شراب فروش تھا جب تنگ دستی سے جاں بلب ہوا تو دُکان اور اسباب فروخت کرکے ایک گھوڑا خریدا اور کپور سنگھ فیض اللہ پوری کے پاس آکر پاہل لے کر اُس کے ہمراہ ہوا اور لوٹ مار شروع کی دو سال کے بعد کچھ دولت جمع کر لی۔ اور سوار بھی اپنے ملازم رکھ لیئے۔ کپور سنگھ بھی اس پر بڑا مہربان تھا۔ کیونکہ یہ اُس کا خادم بدل و جان تھا۔ ایک دن کپور سنگھ بھاگو سنگھ کے گھر آیا۔ اور اُس کی بہن جو بہت دانا اور خوب صورتی میں ممتاز تھی۔ اُس سے مُلاقات کی اور پوچھا کہ کوئی تیرا لڑکا ہے اس نے اپنا بیٹا جسا سنگھ پیش کیا۔ کپور سنگھ اُس کو اپنے ہمراہ لے گیا۔ اُس کی پرورش کی۔ جب بھاگو سنگھ مرا۔ تو جسا سنگھ جو اُس کا بھانجا تھا۔ اُس کا وارث ہوا۔ اور کمال ہوشیاری سے نواب ادینہ بیگ خاں حاکم دوابہ جالندھر کا مصاحب بن گیا۔ اور بڑا اعلےٰ رُتبہ پایا۔ جب نواب ادینہ بیگ خاں فوت ہوا تو اُس کی جگہ یہ مستقل سردار ہوگیا اور سرہند کی طرف مُلک فتح کیا۔ اور شہر فتح آباد پر قبضہ کر لیا۔ اور کپورتھلہ اور اُس کا تمام علاقہ ابراہیم بھٹی کے ساتھ لڑائی کرکے لے لیا۔ اور صاحب استعداد کمال کا ہوا۔ جب احمد شاہ درانی دوبارہ ہندوستان میں آیا تو اس نے واپسی کے وقت اور غنیمتوں کے علاوہ دو ہزار دوسو عورتیں جو اچھی خوب صورت اور نوجوان اُس کو ملیں گرفتار کرکے اپنے ہمراہ خراسان کو لے چلا۔ اور کسی کو طاقت اُس کے مقابلہ کی نہ تھی۔ پس یہی جسا سنگھ تھا جس نے اندھیری رات میں دُرانیوں کے لشکر پر حملہ کرکے صدہا دُرانیوں کو قتل کیا اور مُقیّد عورتوں کو چھوڑا کر اپنے ہمراہ لایا۔ اور ہر ایک عورت کو راستہ کا توشہ اور کھانا دیا۔ اور بڑی حفاظت سے سب کو اپنے اپنے گھروں میں پہونچایا۔ پس اس بڑی نیکی سے اہل ہند میں اس نے بڑا نام پایا۔ اس کے مرنے پر مہر سنگھ اور بھاگ سنگھ جو اس کے رشتہ دار تھے جانشین ہوئے

کیوں کہ جبا سنگھ لاوارث تھا۔

مثل ششم سکھاں ڈلی وال کی

موضع ڈلی وال میں گلابا قوم کھتری دوکانداری کرتا تھا۔ ایک رات کو چوروں نے اس کے دکان میں نقب لگا کر تمام اجناس اور نقود جو کچھ دکان میں تھا لے گئے۔ جب بالکل مفلس ہوگیا۔ تو پاہل لے کر سکھ بنا اور لوٹ مار پر کمر باندھی۔ کئی آوارہ لوگ اس کے ہمراہ ہوئے اور رفتہ رفتہ اس کی طاقت بڑھنے لگی اور ایک شخص تارا نام جو ڈلی وال میں بکریاں مزدوری پر چراتا تھا۔ گلابا کے پاس آکر پاہل لے کر سنگھ بنا۔ اور اس کے ہمراہ لوٹ مار میں شامل ہوا جب گلابہ سنگھ مرا۔ تو تارا سنگھ اس کا قایم مقام ہوا۔ جب بھنگی سکھوں نے قصور پر حملہ کیا۔ تو تارا سنگھ بھی سکھوں کے ہمراہ تھا۔ جب حسین خاں حاکم قصور بے تصور شہید ہوا۔ تو سکھوں نے قصور کو لوٹنا شروع کیا۔ اور تارا سنگھ کو سوائے اجناس و نقود کے چار لاکھ روپے کا طلائی زیور ہاتھ لگا۔ اور جب سکھوں نے سرہند کو لوٹا تو تارا سنگھ نے وہاں سے بھی ایک عظیم خزانہ لوٹا۔ اور حاکم مستقل بن گیا کہ سات ہزار سوار اس کے ہمرکاب رہتے تھے۔

ساتویں مثل نشان والے سکھوں کی

پہلے سنگت سنگھ اور مہر سنگھ زمینداری کرتے تھے۔ انہوں نے ستلج کے پار لوٹ مار شروع کی۔ اور رفتہ رفتہ نوکر رکھنے لگے تاکہ دو ہزار سوار ان کے ہمراہ ہوا۔ اور انبالہ کو دارالحکومت کر کے مرہٹوں کو لوٹا۔ اور بہت مال جمع کیا پہلے سنگت سنگھ مرا اور تمام حکومت مہر سنگھ کے ہاتھ آئی۔ اس مثل کے سکھ اپنے لشکر کے آگے ایک نشان رکھتے تھے اس لیئے نشان والے سکھ مشہور ہوئے۔

آٹھویں مثل فیض پوری سکھوں کی

علاقہ جالندھر میں کپور سنگھ نام نے پاہل لے کر رہزنی اور غارت پرست درازی شروع کی۔ اور مال کثیر جمع کرکے مثل کا پیشوا ہوا اور اپنے آپ کو نواب کے لقب سے نامزد کیا۔ چنانچہ نواب کپور سنگھ مشہور ہوا۔ ہزاروں زمینداروں اور بھنگیوں اور کھتریوں کو پاہل دے کر اس نے سکھ بنایا۔ اور جو اس کے ہاتھ سے پاہل پاتے تھے وہ بڑا فخر سمجھتے تھے۔ اور فیض اللہ پور کا نام سکھ پورہ رکھا اور کپور سنگھ بڑے فخر سے کہتا تھا۔ کہ میں نے پانچ سو مسلمان اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے پس اسی عمل سے مُرگ پاؤں گا۔

نویں مثل کروڑی سکھوں کی

کروڑا مل نام ایک کھتری سکھ ہو کر لوٹ مار پر مستعد ہوا اور دوسرے سکھوں کو ہمراہ ملا کر غارت و تاراج سے اموال بے شمار اور لشکر کثیر جمع کرکے صاحب مثل کبیر کا ہوا اس کے بعد بگھیل سنگھ اُس کا قایم مقام ہوا اس کے ساتھ بارہ ہزار سوار جنگی ملازم تھے۔

دسویں مثل شہید بھنگی سکھوں کی

گوربخش اور کرم سنگھ نام دو سکھوں نے مل کر لوٹ مار شروع کی۔ اور دولت حاصل کرکے دو ہزار سوار نوکر رکھے تھے۔ ان کے بزرگ مکان دمدمہ میں جو پٹیالہ سے دکن کی طرف واقع ہے مسلمانوں کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے لہذا وہ اپنے آپ کو شہید بھنگی کہلاتے تھے۔

گیارہویں مثل پھول سنگی سکھوں کی

پہلے پھول نام زمیندار نے بوقت ضعف سلطنت چغتائی خاندان کے بسبب کثرت مال کے ایک شہر بنام پھول آباد کیا۔ اور رتبہ اُس کا یہاں تک بڑھا۔ کہ اب تک پٹیالہ اور جیند اور نابہ اور پھول کی ریاستیں اُس کی اولاد کے ہاتھ میں ہیں۔ پھول کے چھ بیٹے تھے۔

تلوکا ۔ راماں ۔ کتھو ۔ چندو ۔ جتو ۔ بخت مل

راماں کے پانچ بیٹے ہوئے ۔

اہلہ سنگھ ۔ دونا سنگھ ۔ بخت مل ۔ سوبہا سنگھ ۔ لدہا سنگھ

پس اہلہ سنگھ نے بزور شمشیر بہت ملک فتح کئے ۔ اور بے شمار دولت حاصل کی۔ اور بھنگی خاں حاکم مالیر کوٹلہ کو جنگ کر کے ماتحت کیا اور اس کے ملک سے کچھ حصہ اپنے قبضہ میں لایا۔ اور شہر پٹیالہ بھی اسی نے آباد کیا ۔ اور زین خاں کو قتل کر کے سرہند کو غارت سے برباد کیا ۔

اس کے بعد سردول سنگھ ۔

اور اس کے بعد امر سنگھ نوبت بنوبت جانشین ہوئے ۔

بارہویں مثل سکر چکی سکھوں کی

پہلے چڑت سنگھ صاحب دولت و حشمت ہوا اور اس نے طاقت حاصل کر کے دو ہزار پانچ سوار اپنی مثل میں داخل کئے۔ چڑت سنگھ نودہا زمیندار کا بیٹا تھا۔ اور نودہا نے تنگ دستی سے چاہا کہ سکھ ہو کر لوٹ مار سے گذارہ کرے۔ اس کے باپ ویسو نے منع کیا وہ اس بات سے باز نہ آیا۔ اور پاہل لے کر غارت و تاراج پر کمر باندھی۔ جب دیسو اس کا باپ مرا تو نودہا نے باپ کا اسباب فروخت کر کے گھوڑا اور ہتھیار خریدے ۔ اور گلاب سنگھ منجیٹھیہ کے گھر شادی

کی اور نواب کپور سنگھ فیض اللہ پوریہ کی مثل میں داخل ہوا جو حصہ غارت اور لوٹ مار سے اس کو ملتا تھا۔ اس پہ گذارہ کرتا رہا۔ آخر کپور سنگھ کے لشکر میں پہاڑی علاقہ میں گیا۔ اور وہاں ایک جنگ میں قتل ہو گیا۔ پس اُس کا بیٹا چڑت سنگھ کچھ مدت سکر چاک میں رہا۔ پھر وہاں سے راجہ سانسی علاقہ امرتسر میں آیا۔ اور پھر احمد شاہ دُرانی کے خوف سے سکھوں کے ہمراہ چار مہینے جنگل میں پھرتا رہا۔ احمد شاہ جب چلا گیا۔ تو یہ شہر منجیٹھہ میں آیا۔ دوستوں اور رفیقوں کو جمع کیا۔ اور صاحب مثل کا بنکر رہزنی میں مصروف ہوا۔ اس کے بعد جودہ سنگھ و دل سنگھ اپنے سالوں کو ہمراہ لے کر گوجرانوالہ میں ایک قلعہ خام بنا کر وہاں رہنے لگا۔ پھر خواجہ عبید اللہ خاں پر جو احمد شاہ کی طرف سے لاہور کا صوبہ دار تھا اس نے چڑھائی کی۔ جنگ شدید کے بعد خواجہ مذکور کو شکست دے کر لاہور کو دل کھول کر لوٹا۔ پس رفتہ رفتہ بہت سوار اُس کے ہمراہ ہوئے۔ پھر امین آباد کو لوٹا۔ اور وہاں کے فوجدار کو قتل کر کے اسباب جنگ اور خزانہ شاہی جو وہاں جمع تھا۔ تاراج کیا۔ وہاں سے وزیر آباد میں آیا اور شہر کو لوٹ کر پھر احمد آباد کو لوٹا۔ اور قلعہ روہتاس پر چڑھائی کی۔ وہاں نور الدین خاں سے جنگ عظیم کیا اور قلعہ کو فتح کر کے وہاں سے ہزارہا مال اور نقد لوٹے۔ اور چکوال اور جلال پور اور رسول پور وغیرہ کے رئیسوں سے نذرانے لئے اور اُن کے شہروں کو قلمرو میں داخل کیا۔ پھر شہر پنڈ دادنخاں میں آیا اور وہاں کے حاکم صاحب خاں کھوکھر کو اپنا تابعدار کیا۔ اور بدھ سنگھ و گوہر سنگھ کو معہ چند سپاہیوں کے پنڈ دادنخاں کے پاس ایک قلعہ کی تعمیر کے واسطے چھوڑا۔ پھر کوٹ صاحب خاں اور کوٹ راجہ کو فتح کر کے اپنا ماتحت بنایا۔ پھر جموں کے راجہ نے ایک مصلحت کے لئے اسکو بُلایا۔ کیونکہ راجہ رنجیت دیو والی جموں اپنا راج چھوٹے بیٹے دیل سنگھ کو دینا چاہتا تھا۔ اس لئے بڑا بیٹا راج دیو اپنے باپ کا مخالف ہو کر جنگ پر مستعد ہوا۔ پس راج دیو نے چڑت سنگھ کو امداد کے لئے بلایا۔ پس چڑت سنگھ ہزارہ حقیقت سنگھ و جے سنگھ کو اپنے ہمراہ لے کر جموں کو روانہ ہوا۔ اور راجہ

رنجیت دیو نے جھنڈا سنگھ اور گنڈا سنگھ پسران سردار ہری سنگھ بھنگی کو اپنی
امداد کے لیے بلایا اور اس لئے کہ بھنگیوں کو چڑت سنگھ سے دلی دشمنی تھی
بمقابلہ چڑت سنگھ بامداد راجہ رنجیت دیو بے شمار جنگی لشکروں کے ہمراہ جموں
کو روانہ ہوئے اتفاق سے متصل موضع واسو سوہاوہ علاقہ ظفروال کے دونو
لشکر مقابل ہوئے اور نہایت سخت جنگ ہوا چنانچہ چند روز جنگ کی آگ مشتعل
رہی۔ آخر تقدیر سے چڑت سنگھ کی بندوق پیچھے سے پھٹ گئی اور خود اپنی بندوق
کی ضرب سے مرگیا۔ چڑت سنگھ کے مرنے سے حقیقت سنگھ اور جے سنگھ
کی کمر ٹوٹ گئی۔ پس حقیقت سنگھ نے خلعت بھلی سے جھنڈا سنگھ کے
خدمتگار کو ہزار ہا روپیہ لالچ دیا اور جھنڈا سنگھ کے قتل پر آمادہ کیا چنانچہ
اُس نمک حرام نے اپنے آقا کو فرصت کے وقت قتل کیا۔ پس جھنڈا سنگھ
کے مرنے سے بھنگیوں کی کمر ٹوٹ گئی۔ پس راجہ رنجیت دیو اور برج راجدیو
نے امداد سے ناامید ہوکر آپس میں صلح کر لی۔

چڑت سنگھ کے بعد اُس کا بیٹا مہان سنگھ ریاست پر مقرر ہوا اور مہان سنگھ
اور گنڈا سنگھ کے درمیان صلح ہوگئی۔ اس اثنا میں بادشاہ کابل کی طرف
سے تکلم خاں ملتان کا صوبہ ہوکر آیا۔ اور پہلا صوبہ معزول کیا گیا۔ پہلے صوبہ
نے گنڈا سنگھ کو امداد کے لیئے طلب کیا۔ پس گنڈا سنگھ اور مہان سنگھ دونو
ہمراہ ہوکر ملتان میں پہونچے اور تکلم خاں مقابلہ کی تاب نہ لاکر ملتان سے کابل
کو چلا گیا۔ پس دونوں نے ملتان کے قلعہ میں لشکر سمیت داخل ہوکر پہلے
صوبہ کو گرفتار کرکے قلعہ کی کلید حاصل کی۔ تمام خزائن اور اموال پر قبضہ
کرکے شہر کو لوٹا۔ اور جمعیت سنگھ کو اپنی طرف سے قلعہ دار کرکے کچھ فوج اسکے
پاس چھوڑی۔ وہاں سے واپس ہوکر موضع ہڑارا کو لوٹا اور احمد آباد کو فتح کیا۔
گنڈا سنگھ ان دنوں میں اپنے غرور میں مست تھا اور مہان سنگھ ابھی گویا
اُس کا زیردست تھا۔ اِن دنوں میں سردار ہمیشا سنگھ بھنگی پٹھان کوٹ کا حاکم
مرا۔ اور اس کی زوجہ نے تارا سنگھ حقیقت کا بھائی اپنا نائب کیا۔ پس
تارا سنگھ پٹھان کوٹ کا سردار ہوا اور گنڈا سنگھ نے اس بات کو اپنی بیعزتی

جان کر بہمراہ لشکر کثیر پہونچ کر پٹھان کوٹ کا محاصرہ کیا اور چند روز جنگ قایم رہا۔ آخر ایک بندوق گنڈا سنگھ کے سر میں لگی اور مر گیا۔

اور اس کا چھوٹا بھائی دیسو سنگھ اُس کی جگہ سردار ہوا۔ اس اثنا میں تیمور شاہ بن احمد شاہ نے ملتان میں پہونچ کر بھنگیوں کے صوبہ دار کو ملتان سے نکال دیا۔ اور نواب شجاع خان کو ملتان کی صوبہ داری پر قایم کر کے کابل کو واپس گیا۔

دیسو سنگھ عیش و عشرت میں مست ہو کر ملک کی پروا نہ رکھتا تھا۔ پس مہاں سنگھ پسر چڑت سنگھ نے فرصت پا کر وقت کو غنیمت جانا اور دیسو سنگھ سے علیحدہ ہو کر اپنی مثل میں ملک گیری پر ہمت باندھ کر کوشش کرنے لگا۔ پنڈی بھٹیاں اور ساہی وال اور موسے خیل اور عیسے خیل اور علاقہ جھنگ کو لوٹتا ہوا نذرانے وصول کرتا ہوا سب کو اپنے ماتحت کیا اور جب اس نے پنڈی بھٹیاں اور ساہی وال کو دیسو سنگھ کے قبضہ سے نکال کر اپنے قبضہ میں کیا اور دیسو سنگھ کو کچھ خیال نہ آیا۔ تو مہاں سنگھ نے سمجھا کہ اسی طرح تمام ملک فتح کروں گا۔ اُس وقت گوجر سنگھ سرگروہ مثل بھنگیوں کا تھا۔ ثلث لاہور اور تمام علاقہ گجرات اور علاقہ چناب کا زیر حکم رکھتا تھا پس صاحب سنگھ پسر گوجر سنگھ مہاں سنگھ کے ہمراہ ہو کر بخلاف اپنے باپ کے گجرات پر قابض ہوا اور مکانات و قصبات مقبوضہ اپنے باپ کے زیر تصرف کر لیئے۔ پس گوجر سنگھ لاہور سے چڑھا اور صاحب سنگھ اپنے بیٹے کو قلعہ گجرات میں گھیر لیا باپ اور بیٹے میں جنگ قایم ہوا۔ چنانچہ دو سو آدمی فریقین سے مارے گئے۔ پس مہاں سنگھ نے درمیان میں آکر صلح کرائی پس مہاں سنگھ قلعہ دار شادی وال کو قید کر کے قلعہ پر قبضہ کر لیا پھر روہتاس اور قصبہ کوٹلی کو ماتحت کر کے قصبہ رام واس پور میں اپنی حکومت کا سکہ جمایا وہاں دو مہینے رہکر چڑت سنگھ و میاں سنگھ وغیرہ بائیس سرداروں کو ملاقات کے لئے بلا کر قید کیا اور حسب حیثیت ہر ایک سے نذرانہ اور مال لیکر آزاد کیا۔ پھر رسول نگر میں پیر محمد خان کا محاصرہ کیا تین مہینے تک جنگ رہا۔

مہاں سنگہ نے دیکھا کہ طرفین سے بہت آدمی مارے گئے - گرنتھ کے ایک
ورق پر اپنی مہر لگا کر پیر محمد خاں کے پاس بھیجا کہ اگر تو قلعہ سے باہر آکر ملاقات
کرے - تو تیرے حق میں ہیں کوئی دغا بازی نہ کروں گا - پیر محمد خاں نے گرنتھ
کی قسم پر مطمئن ہو کر اور مہاں سنگہ کے دھوکا میں آکر قلعہ کا دروازہ کھولا - جب
باہر نکلا تو مہاں سنگہ نے اُس کو قید کر لیا - اور شہر میں غارت گری کا بازار گرم
کر دیا - اور تبرکات اسلامی جو پیر محمد خاں کے پاس تھے لوٹ کر گوجرانوالہ میں محفوظ
رکھا دیئے - انہی دنوں میں تولد فرزند نرینہ کی خوشخبری رانی جنید کی دختر کے
پیٹ سے جو مہاں سنگہ کی زوجہ تھی - گجرانوالہ سے مہاں سنگہ کو پہونچی پس
مہاں سنگہ نے بڑی خوشی سے بہت خیرات کی - اور رسول نگر کو رام نگر اور
علی پور کو اکال گڑھ نام رکھا - اور بیٹے کا نام رنجیت سنگہ مقرر کیا - رنجیت سنگہ کا تولد
سمت ۱۸۳۷ میں ہوا اور رنجیت سنگہ والی جموں سمت ۱۸۳۹ میں مرا اور برج راج اُسکی
جگہ جانشین ہوا اور اپنے چھوٹے بھائی دلیل سنگہ کو قید کر کے خود عیش و
عشرت میں مشغول ہوا - اور ملک کے حال سے غافل ہو گیا - مہاں سنگہ نے موقعہ
پا کر لشکر بے شمار ہمراہ لے کر جموں پر چڑھائی کی - برج راج دیو مہاں سنگہ کی
خبر سنکر پہاڑوں میں بھاگ گیا - اور جموں کے لوگ مہاں سنگہ کے سلامی ہوئے
اور زر کثیر پیشکش کی - مہاں سنگہ نے کہا کہ ہم جموں میں حکومت کے لئے
آئے ہیں غارت کے لئے نہیں آئے پس اس فریب سے جموں میں داخل ہو کر
شہر کو ایسا لوٹا کہ بڑے بڑے دولتمندان پارہ کے محتاج ہو گئے تین روز لوٹ
قایم رہی - اور بہت خلقت قتل ہو گئی - جو باقی رہے کنگال ہو گئے - پھر رام نگر
میں آیا اور سمت ۱۸۴۴ میں دیوالی پر نہانے کے لئے امرتسر میں پہونچا اور جے سنگہ
کھنیاں بھی وہاں غسل کے لئے آیا ہوا تھا - پس دونوں میں مقابلہ شروع ہوا
پس جے سنگہ شکست کھا کر دوابہ بست جالندھر میں جا پہونچا اور وہاں سے لشکر
کثیر جمع کر کے دوبارہ مقابلے کو آیا - پس مہاں سنگہ نے جتا سنگہ کو جو جے سنگہ
کے ہاتھ سے ستلج کے پار آوارہ حال پھر رہا تھا امداد کے لئے طلب کیا جتا سنگہ
اپنی مثل کے ہمراہ روانہ ہوا اور گوربخش سنگہ مصاحب جے سنگہ اُس کا سدراہ

ہوا اور جنگ میں مارا گیا۔ پس گوربخش سنگھ پسر جے سنگھ فوج کے ہمراہ اس کا سدراہ ہوا اور یہ دوسرا گوربخش سنگھ بھی جنگ میں قتل ہوا۔ پس جے سنگھ لشکر لے کر مہاں سنگھ سے آن بِلا اور مقام نوشہرہ میں جنگ شدید واقعہ ہوا آخر جے سنگھ شکست کھا کر بھاگا اور مہاں سنگھ نے تعاقب کر کے قلعہ نور پور میں اُس کو محصور کیا اور مہاں سنگھ وہاں سے دینا نگر میں راجہ سنسار چند کی ملاقات کو آیا اور راجہ مذکور نے قلعہ کانگڑہ کی فتح کے واسطے جو جے سنگھ کے قبضہ میں تھا۔ مہاں سنگھ سے امداد مانگی۔ اور فتح کے بعد دو لاکھ روپیہ مہاں سنگھ سے وعدہ کیا۔ مہاں سنگھ نے گوجرانوالہ میں آکر دیارام اور محمد صالح کو ایک ہزار سوار دیکر قلعہ کانگڑہ کے محاصرہ پر بھیجا۔ چند روز کے بعد مہاں سنگھ کے سواروں نے خرچ سے تنگ آکر مہاں سنگھ سے خرچ طلب کیا۔ پس مہاں سنگھ نے راجہ سنسار چند کو لکھا۔ اُس نے ایک کوڑی نہ دی اور کہا کہ فتح سے پہلے خرچ دینے کا میں ذمہ وار نہیں ہوں۔ پس راجہ مذکور اور مہاں سنگھ کے سواروں میں دشمنی ہوگئی اور مقابلہ شروع ہوا۔ چنانچہ محمد صالح اور کئی سوار اس مقابلہ میں مارے گئے اور دیارام باقی سواروں کو لے کر مہاں سنگھ کے پاس پہونچا۔ مہاں سنگھ نے راجہ مذکور کی زبردستی خیال کر کے خاموشی اختیار کی۔ ان دنوں مہاں سنگھ نے جموں کی آبادی شنکر ناگہاں جموں پر حملہ کیا اور مال و اسباب اور نقد زر و جواہر و ہتھیار اور توپیں اور گھوڑے اور ہاتھی وغیرہ لوٹ کر شہر کو بالکل جلا دیا اور بالکل بیخ و بنیاد سے اکھاڑ کر کوہستانی راجاؤں سے نذرانے لیتا ہوا واپس آیا۔ اس سفر میں رنجیت سنگھ بھی باپ کے ہمراہ تھا۔ اور اثنائے راہ میں رنجیت سنگھ کو چیچک یعنے سیتلا نکلی۔ پس مہاں سنگھ جلدی رام نگر میں پہونچ کر صدقے اور خیرات کرنے لگا۔ رات دن برہمنوں کو بید خوانی پر اور عالموں حافظوں کو قرآن خوانی میں مشغول کیا۔ ہزاروں روپے اور قیمتی کپڑے اُن کو دیئے۔ چنانچہ اکیسویں روز رنجیت سنگھ نے صحت کا غسل کیا مگر جب آنکھ کھولی تو یک چشم تھا۔ پس رنجیت سنگھ کی صحت یابی کی مبارکباد دینے کے واسطے تمام علاقوں کے سردار دور اور نزدیک سے مہاں سنگھ کے پاس حاضر ہوئے

اسی اثنا میں جے سنگھ بھی آیا تھا اس نے رابطۂ اتحاد دائمی کے واسطے مہاں سنگھ سے التجا کی پس مہاں سنگھ نے مہتاب کور دختر گوربخش سنگھ جے سنگھ کی پوتی کا ناطہ رنجیت سنگھ کے لئے مانگا۔ جے سنگھ نے بھی خوشی سے قبول کیا۔ پس شادی کا جشن بڑے دھوم دھام سے ۱۷۸۶ء میں کیا گیا۔ اور جسا سنگھ کو جو جے سنگھ کا جانی دشمن تھا۔ یہ امر ناگوار معلوم ہوا۔ اور کہا کہ جے سنگھ کے ساتھ سرکار کا پورا تعلق ہو گیا ہے مجھے اب رخصت فرماویں۔ مہاں سنگھ نے زور سے اس کا بازو پکڑا اور جسا سنگھ کو جے سنگھ سے ستلج کے پار کا علاقہ دلوا کر دونوں میں صلح کرا دی۔ جسا سنگھ اگرچہ بظاہر دوست ہو گیا لیکن دل سے ویسا ہی رہا۔ پھر مہاں سنگھ نے جسا سنگھ کو رام نگر میں چھوڑ کر خود ملک کے دورہ کا ارادہ کیا پس جسا سنگھ جودہ سنگھ رام گڑھیا اور جودہ سنگھ کلال والیہ کو ہمراہ لے کر اپنے لشکر کے ساتھ مہاں سنگھ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ مہاں سنگھ کو خبر ہوئی۔ اور فریقین نے مقابلہ پر صفیں آراستہ کیں جنگ عظیم ہوا۔ چنانچہ جودہ سنگھ کلال والیہ مارا گیا اور جودہ سنگھ رام گڑھیا شکست کھا کر بھاگ گیا اور جسا سنگھ واپس آن کر ملا اور سردار گوجر سنگھ بھنگی اسی اثنا میں مر گیا۔ اور صاحب سنگھ اس کا بیٹا جانشین ہو کر لاہور پر قبضہ کرنے کے لیئے چلا۔ مہاں سنگھ نے صاحب سنگھ کا لشکر سوہدرہ کے قلعہ میں گھیر لیا۔ وہ اندر سے دروازہ بند کر کے جنگ کرنے لگے انہیں دنوں میں مہاں سنگھ بیمار ہوا۔ اور اس کے جینے کی امید نہ رہی۔ رنجیت سنگھ کو دس سال کی عمر میں ریاست کی دستار سر پر باندھی۔ اور دل سنگھ کالیاں والہ کو مصاحب اور اتالیق رنجیت کا بنایا اور قلعہ سوہدرہ کے فتح کرنے کی تاکید کی اور خود گوجرانوالہ میں آیا۔ اور رنجیت سنگھ جنگ میں مشغول ہوا پس سردار کرم سنگھ اور دل سنگھ اور جودہ سنگھ بھنگی اور جسا سنگھ وجودہ سنگھ رام گڑھیا لشکر بے شمار لے کر صاحب سنگھ کی امداد کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مقابلہ پر آئے اور رنجیت سنگھ نے چونکہ لشکر بہت نہ رکھتا تھا۔ لاچاری سے محاصرہ چھوڑا۔ اور ان کے مقابلہ سے کھسک کر کوٹ مہاراجہ کے پاس جنگ شروع کیا۔ چتر سنگھ کلال والیہ قتل ہو گیا۔ اور دوسری ہجوم نے بھاگنا شروع کیا۔ پس رنجیت سنگھ نے تین

کوس تک اس کا تعاقب کیا۔ بہتیروں کو قتل کیا۔ اور توپ خانہ بھنگیوں کا اور
دوسرے اسباب وسامان جنگ ہتھیار اور تنبو گھوڑے اور ہاتھی وغیرہ رنجیت سنگھ
کے ہاتھ لگے۔ یہ تمام سامان گوجرانوالہ میں بھیجا اور خود کوٹ مہاراجہ میں اقامت
اختیار کی۔ کہ ناگاہ پنجم بیساکھ سمت ۱۸۴۹ بکرمی مہان سنگھ کے مرنے کی خبر پہونچی۔ مہاراجہ
سنگھ گوجرانوالہ میں پہونچا اور اپنے باپ کی لاش کو داغ دے کر رسومات ماتم میں
مشغول ہوا پس پدر کی جگہ قایم مقام کیا گیا۔ لیکن رنجیت سنگھ کی والدہ نے
لکھپت نام کھتری کو کلّی مختار کر دیا۔ اور امور حکومت میں بیٹے کو دخل نہ دینے دیتی
تھی۔ اور لکھپت بھی رنجیت سنگھ کی تجویز کو توڑ دیتا تھا۔ اور اس کا حکم جاری نہ
ہونے دیتا تھا۔ بلکہ لکھپت کا حکم رنجیت سنگھ کے حکم کا ناسخ تھا۔

جب شاہ زمان احمد شاہ دُرّانی کا پوتا جو پنجاب میں ۱۷۹۶ء میں آیا اور لاہور
میں پہونچ کر شاہنچی خاں کو صوبہ دار لاہور کا کرکے خود کابل کو واپس گیا تو شاہنچی
مذکور نے لشکر اور توپ خانہ سے رام نگر کا محاصرہ کیا۔ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ
اپنے لشکر سمیت اور سردار بلگھا سنگھ نیڈی والہ اور بدھ سنگھ ورن سنگھ سرائے
کالا والہ اور جودھ سنگھ اٹاری والہ۔ اور دھرم سنگھ جلالیہ وغیرہ بہت سے سرداروں
کو ہمراہ کر کے شاہنچی خاں کے مقابلہ پر پہونچا۔ جنگ سخت ہوا آخر شاہنچی خاں
کمزور ہو کر گجرات کو بھاگا اور صاحب سنگھ پانچ سو سوار لے کر اس کے مقابلہ کو
گجرات سے نکلا اور اسکے پیچھے سے بھی لشکر بے شمار پہونچا گویا دو لشکروں
کے درمیان شاہنچی خاں گھیر اگیا۔ پس بحکم ضرورت بارہ ہزار سوار کے ساتھ
شاہنچی خاں نے جنگ کیا اور جان توڑ کر لڑا آخر وہیں مارا گیا اور وہیں مدفون ہوا
اس کا مقبرہ چار میل کے فاصلہ پر جانب گجرات سے واقع ہے۔ اور دُرّانی
لشکر شاہنچی خاں کے مارے جانے سے بعد بھاگ کر وطن کو چلے گئے اور
مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پنجاب پر قبضہ کرنا چاہا۔ لیکن لکھپت اور اس کی والدہ
اس کو بے دخل رکھتے تھے لہذا خاموش تھا اور اس کو دس روپیہ روزانہ
مدد معاش کے لیئے لکھپت دیا کرتا تھا۔ پس ایکدفعہ رنجیت سنگھ شکار کے لیئے
شکار گاہ میں گیا تھا کہ حشمت خاں حاکم قوم چٹھہ نے جو رنجیت سنگھ کے دشمنوں

سے تھا - ناگاہ آن کر رنجیت سنگھ کو تلوار ماری لیکن رنجیت سے خطا ہو کر گھوڑے
کی زین پر لگی چنانچہ زین دو ٹکڑے ہو گئی - پس رنجیت سنگھ نے ہوشیار
ہو کر ایسی تیغ اُس کے سر پر ماری کہ سر اُس کا زمین پر آ رہا - بعدہ قوم چھٹہ
کے لوگ رنجیت سنگھ کے فرمانبردار ہو گئے - اسی اثنا میں سُدھ کنور زوجہ گوروبخش
ابن جے سنگھ جو رنجیت سنگھ کی ساس تھی اُس نے قاصد بھیجا کہ جبا سنگھ میرا
مُلک چھین لینے کے خیال میں ہے آپ امداد کو پہونچیں - پس رنجیت سنگھ
روانہ ہوا اور سُدھ کنور کی فوج کو ہمراہ لے کر میانی کا جو ریاست گاہ رام گڑھیوں
کی تھی چھ مہینے تک محاصرہ کیا - آخر جب دریا کی طغیانی نے چاروں طرف
سے میانی کا محاصرہ کیا - رنجیت سنگھ وہاں سے سُدھ کنور کے پاس پہونچا سُدھ کنور
نے سمجھایا کہ تیری والدہ تجھکو حکومت میں دخل دینے نہیں دیتی اور لکھپت
جو ایک تیرے نوکروں سے ہے تمام ریاست اُس کے ہاتھ میں ہے - اُس کی
بابت تجھے اندیشہ کرنا چاہیئے -

پس رنجیت سنگھ ہوشیار ہوا - اور زمینداروں کو حکم کر کے لکھپت کو مروا ڈالا

پس ان دنوں میں زمان شاہ شاہنچی خان کا انتقام لینے کے لیئے پھر لاہور
میں آیا - اور کچھ روز رہکر کابل کو واپس گیا - سکھوں نے چاہا کہ اُس پر حملہ کر کے
اس کے لشکر کا اسباب لوٹیں - رنجیت سنگھ نے منع کیا - اور اُس کو چھیڑنے
سے سکھوں کو روک لیا - زمان شاہ جب دریا کو عبور کرنے لگا - تو دس توپیں
اُس کی دریا میں غرق ہو گئیں - پس جب دریا کی طغیانی کا موسم گذرا تو رنجیت
سنگھ نے وہ توپیں بڑی تکلیف سے نکلوائیں اور گڈیوں پر سوار کر کے زمان
شاہ کے پاس کابل بھیج دیں - پس زمان شاہ نے نہایت راضی ہو کر ریاست
لاہور کی مہاراجہ رنجیت سنگھ کو باستقلال عنایت کی - پس رنجیت سنگھ نے
اپنی ساس سُدھ کنور سے مشورہ کیا کہ لاہور تین حصے ہو گیا ہے اور وہاں تین
حاکم رہتے ہیں لاہور میں کس طرح دخلیابی کرنی چاہیئے - ابھی سُدھ کنور نے
کوئی جواب نہ دیا تھا - کہ لاہور کے معززین کی طرف سے کاغذ پہونچا - کہ ہم تین
حاکموں سے لاچار ہیں - اگر لاہور میں قدم رنجہ فرماؤ تو لاہور آپ کا ملک ہے

پس شدہ کنور بمعہ فوج رنجیت سنگھ کے ہمراہ ہوئی اور مہاراجہ رنجیت سنگھ بمعہ اپنے لشکروں کے لاہور میں پہونچ کر باغ میں جا اُترا - لاہور کے سرداروں نے تمام دروازے شہر کے بند کر لئے اور شہر کے لوگوں نے پیغام بھیجا کہ کل آپ لوہاری دروازہ پر بمعہ فوج کے آجاویں - پس دوسرے روز مہاراجہ رنجیت سنگھ لوہاری دروازہ پر بمعہ فوج گیا - لاہور کے حاکم بھی فوجیں لیکر دروازے کے اندر مہاراجہ کے مقابلہ پر جمع ہوئے -

مگر محکم دین جو دروازے پر محافظ تھا - اُس نے اُن کو کہا کہ مہاراجہ بمعہ فوج کے اس دروازے پر آیا تھا - لیکن میں نے اُسکو بندوقوں اور توپوں سے ایسا بیتاب کیا کہ دوسرے دروازے کو چلا گیا - آپ دوسروں دروازوں پر جائیں ایسا نہ ہو کہ دروازہ توڑ کر اندر آجائے پس حاکم سادہ دل دوڑتے ہوئے دوسروں دروازوں پر پہونچے - اور محکم دین نے وقت پاکر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے لیئے دروازہ کھول دیا - پس مہاراجہ رنجیت سنگھ معہ افواج ہمراہ شدہ کنور کے لاہور میں داخل ہوا - شہر کو لوٹنے سے امان دی - اور شہر کے لوگوں کو دلاسا دیا - اور خاطرداری سے پیش آیا - دشمن تمام دہلی دروازہ سے نکل کر بھاگ گئے - مگر چیت سنگھ بھنگی قلعہ میں جاکر اندر سے دروازہ بند کر کے قلعہ گیر ہوا - رنجیت سنگھ نے چاہا کہ قلعہ کا محاصرہ کرے لیکن شدہ کنور نے کہا کہ محاصرہ کی حاجت نہیں بے خرچی سے خود ہی تنگ ہو کر عاجز ہوگا - پس ایسا ہی ہوا کہ دوسرے دن چیت سنگھ نے امان مانگی اور رنجیت سنگھ نے منظور کی - اور چیت سنگھ قلعہ سے باہر نکل کر چلا گیا - پس سکھوں نے حسد سے جمع ہو کر آپس میں اتفاق کیا - اور لشکر عظیم جمع کر کے لاہور میں ایک عظیم جلسہ کیا گلاب سنگھ بھنگی اس جلسہ کا میر مجلس تھا - آخر یہ صلاح ٹھہری کہ گلاب سنگھ بمعہ لشکر اور توپخانہ کے متصل قصبہ بھسین کے جو لاہور سے مشرق کی طرف دس کوس پر ہے بمعہ تمام سکھوں کے جا اُترا رنجیت سنگھ کے پاس اُس وقت کوئی خزانہ جمع نہ تھا تنگ دستی اور بے خرچی سے بہت

لاچار اور حیران ہوا آخر خداوند کی طرف سے امداد ہوئی - اور بخت و اقبال باکمال نے اپنے جوہر دکھانے شروع کئے ناگاہ ایک مرد نہایت بوڑھا خمیدہ پشت رنجیت سنگھ کے پاس آیا - اور اُس کو کہا کہ تجھے اس وقت خرچ کی ضرورت ہوگی - معین الملک صوبہ دار نے ایک جگہ پر بڑا عظیم خزانہ دفن کیا ہوا ہے اور مجھے اُس کا پتہ ہے بوڑھے نے اُس جگہ کا نشان دیا وہ جگہ کھودی گئی تو بے شمار خزانہ نکلا - پھر ایک اور جگہ دکھلائی کہ یہاں توپ خانہ مدفون ہے - جب وہ جگہ کھودی گئی تو بڑا بھاری توپ خانہ برآمد ہوا - پس مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اُس خزانہ اور خداداد توپوں کو نکال کر قصبہ بھسین سے ایک کوس پر جاکر ڈیرا جمایا - چند روز فریقین معطل رہے - ایک رات گلاب سنگھ نے لشکریوں کو حکم دیا کہ علے الصباح حملہ کر کے رنجیت سنگھ کا کام تمام کر دینا چاہئے پھر ایک اور امداد غیبی دیکھو کہ اُس رات گلاب سنگھ نے شراب تیز بہت سا پی لیا - جب صبح کو تمام لشکر جنگ پر کمربستہ تیار ہوئے - اور گلاب سنگھ کو جگانے لگے تو وہ ایسا سویا ہوا تھا کہ جس کا جاگنا ممکن نہ تھا - یعنے مرا ہوا پایا پس لشکر کے سردار اکثر تو بھاگ گئے - اور باقی سکھ بمعہ خیموں اور ہاتھیوں اور گھوڑوں اور ہتھیاروں اور توپوں اور نقدوں کے سب تابع رنجیت سنگھ کے ہوئے - رنجیت سنگھ نے سب کو ملازمت کی سلک میں منسلک کر کے لاہور کو واپس آکر تخت نشینی کا جشن کیا -

اور ادہر سے ایک اور خوشخبری گوجرانوالہ سے آئی کہ پسر نرینہ رنجیت سنگھ کا تولد ہوا ہے - یہ خبر سنکر فقیروں مسکینوں محتاجوں کو خیرات اور صدقے بانٹے اور اہل دربار کو بڑے بڑے انعام بخشے - اور اُس کا نام کھڑک سنگھ رکھا جب اُس کے تولد سے ایک مہینہ گذرا - تو دور و نزدیک سے سردار اور نمبردار تمام علاقہ جات کے جمع کئے اور ایک بڑا جشن منعقد کیا - اس مجمع عظیم میں ایک خاص برہمن نے رنجیت سنگھ کے ماتھے پر صندلی اور زعفرانی تلک لگایا اور چاروں طرف سے اس قدر بلند آواز سے مبارکباد دی کی صدا بلند ہوئی کہ گنبد افلاک

گونج اُٹھا پس مہاراجہ نے حکم دیا کہ تمام درباری اور ملازم لوگ اور رعایا کے اراکین و معززین خطوں میں رنجیت سنگھ کے نام سے پہلے مہاراجہ کا لفظ لکھا کریں اور تمام لاہور کے عالموں کو حاضر کیا اور درجہ بدرجہ ہر ایک کو انعام و خلعتیں بخشیں اور حکم دیا کہ ایک بیت فارسی ایسا لکھیں۔ جس میں نانک اور گورو گوبند کا نام آجائے پس عالموں نے جمع ہو کر ایک بیت لکھا۔

بیت

دیگ و تیغ و فتح و نصرت بیدرنگ
یافت از نانک گورو گوبند سنگھ

یہ شعر بہت پسند ہوا اور مہاراجہ نے انعام دیا۔
حضرت مصنف مدظلہ فرماتے ہیں کہ اس شعر میں کئی غلطیاں ہیں خدا جانے اُس وقت کے لوگوں نے کیوں اِس کو پسند کیا بالکل لچر اور مہمل بیت ہے۔
پھر فاضل مصنف فرماتے ہیں کہ اگر ہم وہاں حاضر ہوتے تو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی مہر کا سجع اس طرح کہتے۔

بیت

داد از پے فتح ولایت بے دریغ
نانک گورو گوبند برنجیت سنگھ تیغ

اور یا ایسا کہتے۔

ع

شد رنجیت سنگھ آئینہ در دست
ورا نانک گورو گوبند داد دست

اور یا اس طرح کہتے۔

ع

دولتے رنجیت سنگھ در ہند یافت
از گورو نانک گورو گوبند یافت

اور یا اس طرح کہتے۔

دولت وشمشیر ونگیں داد وخنک
نانک وگوبند برنجیت سنگھ

اور مہاراجہ کے سکہ پر اس طرح سیح لکھتے۔

از گورو نانک گورو گوبند باقدر فخیم
سکہ زد مہاراجہ رنجیت سنگھ بزروسیم

ترجمہ

بیشک اگر حضور مصنف جیسا فاضل کامل اور شاعر بے مثل اس وقت ہوتا اور یہ سیحے جواب فرمائے ہیں اس وقت فرماتا تو مہاراجہ سے بے تعداد انعام پاتا اور اس کی نہایت قدردانی ورتبہ افزای ہوتی۔ مگر یہ وقت اہل علم کی بے قدری کا ہے۔

وقت کے بادشاہ اگرچہ کوئی ہزار قصیدے اِن کی مدح میں لکھے کچھ قدر شناسی نہیں کرتے۔ اور اگر بڑی مہربانی فرماویں تو اُن کے پاس حروف تہجی کا خزانہ موجود ہے۔ اُس میں سے دو تین حرف نکال کر دے دیتے ہیں۔ کے۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ اور سی۔ ایس۔ آئی۔ بنا دیتے ہیں اور وہ اِن حرفوں کو لے کر جاموں میں پھولا نہیں سماتا۔

افسوس کہ مصنف مدظلہٗ اگر کسی قدردان حاکم کے وقت ہوتا۔ تو بڑا قدر پاتا۔

القصہ اسی دن ٹکسال جاری کرنے کا حکم ہوا روپیہ کی ایک طرف یہ بیت اور دوسری طرف مہاراجہ رنجیت سنگھ مضروب الضرب ہوا۔

پس صاحب سنگھ بھنگی نے گجرات میں لشکر جمع کر کے لاہور پر چڑھائی کا پختہ ارادہ کیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے بھی لشکر جمع کئے اور لاہور سے روانہ ہو کر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ چند روز توپوں اور بندوقوں کا مقابلہ رہا آخر کار صاحب سنگھ نے دیکھا کہ اس صاحب اقبال مہاراجہ کے آگے میرا کچھ زور پیش نہیں جاتا ایک

بڑا نذرانہ دے کر جان چھوڑائی اور صلح کی۔ مہاراجہ لاہور کو واپس گیا۔ پس دل سنگہ
اور صاحب سنگہ نے اتفاق کر کے مہاراجہ سے صلح کی بات ٹھہرائی۔ مہاراجہ نے
سُنکر دل سنگہ کو لکھا کہ اگر تم دونوں میرے خیر خواہ اور معاون بن جاؤ تو فتوحات
ملکی سے نصف میرا اور نصف تمہارا ہو گا۔ پس دل سنگہ نے فتوحات کے طمع پر
لاہور کا ارادہ کیا۔ جب لاہور کے قریب پہونچا تو مہاراجہ نے اُس کا استقبال کیا۔
دونوں بڑی محبت سے ملے مہاراجہ اُس کو اپنے ہمراہ لے کر قلعہ میں لایا۔ اور
نظر بند کر دیا اور خود لشکر لے کر اکالگڑھ پر قبضہ کرنے کے لیئے روانہ ہوا۔ پس دل سنگہ
کی زوجہ نے جب سُنا کہ مہاراجہ نے اُس کے خاوند کو قید کر لیا اور شہر پر چڑھائی
کر کے آیا ہے تو شہر کے دروازے بند کر کے مہاراجہ کے لشکر پر توپیں چلانی
شروع کیں۔ چنانچہ چند روز توپوں اور بندوقوں کا جنگ رہا۔ اور کبھی کبھی میدان
میں آکر تلوار کا جنگ بھی کرتی تھی۔ پھر اُس نے جودہ سنگہ وزیرآبادی اور
صاحب سنگہ گجراتی کو امداد کے واسطے طلب کیا۔ مہاراجہ کو خبر پہونچی اور سوچا
کہ اگر وہ دونوں لشکر لے کر آئیں گے تو معاملہ مشکل ہو گا۔ اس لئے قلعہ کا محاصرہ
چھوڑ کر گجرات میں چلا آیا۔ چنانچہ تین روز میدان میں آکر صاحب سنگہ نے
جنگ کیا۔ اور چوتھے دن قلعہ گیر ہو کر توپوں سے جنگ کرنے لگا۔ پس صاحب سنگہ
بیدی جو گورو نانک جی کی اولاد سے تھا۔ صاحب سنگہ بھنگی کی طرف سے رنجیت
سنگہ کے پاس آیا۔ اور طرفین میں صلح کرائی۔ پس مہاراجہ نے جنگ کا خرچ
اُس سے لے کر صلح کی۔ اور لاہور پہونچ کر دل سنگہ کو چھوڑ دیا وہ اکال گڑھ
میں پہونچ کر بیمار ہوا اور مر گیا۔ پس مہاراجہ نے اکالگڑھ کو خالی دیکھ کر بمعہ فوج
اُس کے فتح کا ارادہ کیا۔ اور وہاں پہونچ کر اکالگڑھ سے باہر اترا۔ اور دل سنگہ
کی عورت کو پیغام بھیجا کہ ہم دل سنگہ کی ماتم پرسی کو آئے ہیں۔ دل میں کچھ فکر
نہ کریں۔ اگر اجازت ہو تو سرکار اندر آکر ماتم پرسی کر کے واپس چلا جاوے دل سنگہ
کی عورت نے اس بات پر یقین کر کے صاحب سنگہ بیدی کو درمیان میں
ڈال کر اندر آنے کا اذن دیا۔ پس مہاراجہ بمعہ لشکر شہر کے اندر داخل ہوا
توپخانہ اور بارود خانہ اور قلعہ کے دروازوں اور خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ اور

دل سنگھ کی عورت اور بچوں کو قید کر لیا اور تمام علاقہ کو اپنے ماتحت کر لیا۔ مگر دو شہر دل سنگھ کے متعلقین کی مدد معاش کے لیئے چھوڑ دیئے پھر سب سردار علاقہ جات کے خدمت میں حاضر ہوئے۔ مگر سردار فتح سنگھ اہلووالیہ نے اپنے باپ کے ماتم کا عذر کیا۔ مہاراجہ خود اُس کے پاس ماتم پرسی کے لیئے گیا وہ استقبال کے لیئے دوڑا اور مہاراجہ کو شہر میں لایا۔ پس مہاراجہ نے اپنی دستار اُتار کر اُس کے سر پر رکھی اور اُس سے سلوک برادرانہ کیا۔ وہ بہت راضی ہوا۔ مہاراجہ نے اُس کو اپنے ہمراہ لے کر قلعہ ڈسکہ پر حملہ کیا۔ جب قلعہ فتح ہوا تو مہاراجہ واپس لاہور چلا گیا۔ پس پنڈی بھٹیاں کے لوگوں نے مہاراجہ کے پاس پہونچ کر کرم سنگھ کے ظلم سے فریاد کی۔ اور چنیوٹ کے لوگوں نے جسّا سنگھ بھنگی کے ہاتھ سے واویلا کیا۔ اور کہا کہ سرکار چنیوٹ کو اپنے سایہ عاطفت میں لاوے۔ پس مہاراجہ نے قلعہ چنیوٹ کا محاصرہ کر کے جنگ شروع کیا تھا کہ ناگاہ نظام الدین حاکم قصور کے باغی ہونے کی خبر پہونچی۔ پس مہاراجہ نے فتح سنگھ اہلووالیہ کو بلا کر لشکر کے ہمراہ قصور کی نواحی میں بھیجا۔ فتح سنگھ نے نظام الدین سے جنگ شدید کیا آخر نظام الدین قلعہ میں گھبرا گیا۔ اور لڑائی کی تاب نہ لا کر تابعداری اختیار کی۔ قلعہ چنیوٹ کے محاصرہ میں مہاراجہ نے جسّا سنگھ بھنگی کو جو قلعہ گیر تھا۔ پیغام بھیجا کہ تم سرکار کی ملاقات کو آؤ۔ ملک بدستور تفویض کیا جاوے گا۔ جسّا سنگھ نے اپنے وفادار مصاحب میاں سلطان سے مشورہ کیا اُس نے کہا کہ رنجیت سنگھ آپ کو ضرور قید کرے گا۔ اس وقت جانا مناسب نہیں۔ لیکن جسّا سنگھ محاصرہ سے گھبرایا ہوا تھا۔ اس واسطے سرکار کے ملنے پر مستعد ہوا۔ مگر چلتے وقت کہتا گیا کہ جب میں جاؤں قلعہ بند کر دینا اور میری نشانی دیکھنے کے سوا قلعہ نہ کھولنا۔ جب جسّا سنگھ مہاراجہ کے پاس پہونچا تو مہاراجہ نے اُس کو بالاخانہ کے اُوپر آتے دیکھ کر پہچان لیا۔ اور خود مہاراجہ دوسرے زینہ کے راستہ سے نیچے چلا گیا اور حکم دیا کہ جسّا سنگھ کو قید رکھو۔ بدیں خیال کہ شاید جسّا سنگھ کے قید کرنے سے قلعہ جلدی فتح ہو جاوے گا۔ مگر برخلاف اس کے قلعہ ویسا ہی مضبوط رہا اور لڑائی بدستور جاری رہی۔ مورچوں پر خوب بندوبست تھا۔ مہاراجہ کو معلوم

نہ تھا کہ فوج اندرونی کس مدد اور انتظام سے لڑ رہی ہے ۔ عرصہ کے بعد مہاراجہ نے بڑی حیرانگی سے دریافت کیا کہ کیا باعث ہے کہ حاکم قید ہے اور مورچے بدستور جاری ہیں ۔ میاں سلطان کے مخالفوں نے مہاراجہ کو خبر دی کہ قلعہ میں میاں سلطان جبا سنگھ کا مصاحب موجود ہے ۔ اور وہ اندرونی فوج کو کہتا ہے کہ کچھ فکر نہ کرو ۔ اگر سونے کی گولی چلانے کی حاجت ہوئی تو چلاؤں گا اور جب تک جان میں جان ہے لڑوں گا ۔ اس واسطے قلعہ فتح نہیں ہوتا مہاراجہ نے سوچا کہ قلعہ بدوں صفائی فتح ہونا محال ہے ۔ جبا سنگھ سے وعدہ کیا کہ کل علاقہ شامل چنیوٹ اپنے پاس رکھو اور وضع سپاہیانہ اپنی سکونت اختیار کرو ۔ اس وعدہ کے بعد جبا سنگھ نے اپنی انگشتری بطور نشانی کے قلعہ میں میاں سلطان کے پاس بھیجی ۔ بمجرد دیکھنے انگشتری کے میاں سلطان نے قلعہ کھول دیا ۔ دروازہ کھلنے کے بعد مہاراجہ بسواری فیل جبا سنگھ کی فوج کا جائزہ لینے کے واسطے قلعہ کے دروازہ پر جا کھڑا ہوا ۔ میاں سلطان قلعہ سے نکلا ۔ اور مہاراجہ کے آگے کچھ زر و نقد بطور نذرانہ پیش کیا ۔ مہاراجہ نے دیکھ کر پوچھا ۔ یہی بابا سلطان ہے ۔ میاں سلطان نے کہا ہاں سرکار ۔

مہاراجہ نے کہا کہ تمہیں سرکار کو سونے کی گولی مارنے پر آمادہ تھے ۔ عرض کیا کہ سونے کی گولی تو ایک مجازی لفظ تھا ۔ مگر مراد اس سے یہ تھی کہ اگر سرکار تمام عمر مقابلہ کرتی تو بدوں رضامندی جبا سنگھ کے قلعہ نہ دیتا ۔ مہاراجہ نے کہا کہ تو سرکار کا دشمن ہے ۔ عرض کیا کہ جس کا نمک خوار تھا ۔ اس کی نمک حلالی میں جان تک دریغ نہ کیا ۔ مہاراجہ نے فرمایا کہ اب سرکار کے ساتھ کس طرح پیش آؤ گے ۔ عرض کیا کہ اب سرکار کے نمک کا حق ادا کروں گا ۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ ان باتوں سے نہایت خوش ہوا ۔ اسی وقت خلعت بیش بہا سے سرفراز فرمایا ۔ اور اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کیا ۔

میاں سلطان کے پانچ بیٹے تھے پانچوں سرکار والا اقتدار کے پاس اعزاز و اکرام بے شمار سے معزز و مفتخر رہے ۔ اور مقامات مختلفہ پر خدمات سرکاری ادا کر کے سب نے سندات خوشنودی اور انعامات جاگیرات و مواضعات

جاگیرات میں شامل تھے۔

۱۲۲۱ ہجری میں میاں سلطان فوت ہوا۔ اور مہاراجہ نے میاں سلطان کے بیٹوں کو کہا کہ میں میاں سلطان کو بابا کر کے بلاتا تھا۔ اس کے ترکے میں بھی کچھ لوں گا۔ ایک تین سونے کی سرکار میں داخل کرو۔ چنانچہ پسران میاں سلطان نے بعد بہت ذرہ تین مبلغ گیارہ ہزار روپیہ نقد سرکار کے پیش کش کیا۔

ابتدائے عملداری انگریزی میں میاں سلطان کی اولاد کے جاگیرات صرف ناموں پر پہنچ گئے۔ جن کے ناموں میں عطا ہوئے تھے۔ ان کے فوت ہونے پر ضبط ہو گئے اور بعض اضافات جو پشت بہ پشت تھے اب بھی بحال ہیں اور اس خاندان کے پاس جو چٹھیات گورنمنٹ کی تھیں۔ وہ اب بھی موجود ہیں۔

میاں سلطان ذات کے ترکھان قوم مگون تھے۔ ان کی اولاد بحالت عزت رئیس شہر چنیوٹ کی ہے۔ چنانچہ اب بھی میاں عبدالرحیم نمبردار ان کی یادگار ہے۔

کمہانہ میں دو موضع اور چند چاہات متعلق جھنگ اور دو موضع اور چند چاہات دیگر جاگیر عطیہ سرکار ان کے پاس ہیں۔ میاں سلطان محمود صاحب مگون رئیس چنیوٹ کے قبضہ میں تین مواضعات اور چند چاہات جاگیر عطیہ سرکار موجود ہیں۔ چنگڑانوالہ - کالووال - محمد محمود - یہ رئیس بڑا نیک نام اور سخاوت و مہمان پروری میں مشہور ہے۔

القصہ مہاراجہ نے چنیوٹ فتح کر کے قبضہ کر لیا۔ اور جبا سنگھ منہ دیکھتا رہ گیا۔ میاں سلطان اور اس کی اولاد کا بڑا رسوخ مہاراجہ کے دربار میں ہو گیا گویا ریاست چنیوٹ کی میاں سلطان کے گھر آ گئی۔

ان دنوں میں رانی سدھ کنور نے راجہ سنسار چند والی کانگڑہ کے ظلم سے تنگ آ کر مہاراجہ سے امداد طلب کی۔ پس مہاراجہ فتح سنگھ کو ہمراہ لے کر راجہ سنسار چند کے مقابلہ پر پہنچا۔ لیکن راجہ مذکور پہاڑوں میں چھپ گیا اور کانگڑہ کو فتح کر کے مہاراجہ سجان پور میں پہونچا۔ بدھ سنگھ و سنگت سنگھ کو قلعہ میں گھیر کر ایک روز میں فتح کر لیا۔ چار سو توپیں جو ان کے پاس تھیں اور

مال و اسباب [illegible] گیا اور بڑی مشکلوں سے اُن کی جان بخشی
کی پھر معہ فوج ستلج [illegible] ملک کو ماتحت کیا۔ اسی اثنا میں ناگاہ ایک
سوار خبر لایا کہ پٹھانوں نے نظام الدین خان کو قتل کر کے قطب الدین خاں کو قصور
کا حاکم کیا ہے۔ اور نظام الدین خاں مقتول کے متعلقین کو پٹھانوں نے قید کر دیا
ہے۔ وہ سرکار سے مدد مانگتے ہیں پس مہاراجہ نے اسی وقت فتح سنگھ اہلووالیہ
کو کپورتھلہ سے اور باقی فوجوں کو لاہور سے بلا کر خود معہ افواج قصور میں آیا اور
شہر کا محاصرہ کیا۔ تین مہینے سکھوں اور پٹھانوں میں سخت قتال جاری رہا۔ آخر
قطب الدین خان نے بے خرچی سے تنگ اور لاچار ہو کر نظام الدین مقتول
کے متعلقین کو قید سے نکالا اور اُن کا مال و اسباب جو چھین لیا تھا۔ سب
واپس دے دیا۔ اور نذرانہ لے کر مہاراجہ کے پاس اطاعت مان کر حاضر ہوا۔
مہاراجہ نے اُس کی اطاعت مان لینے سے راضی ہو کر صلح کی اور اُس کی
جان بخشی فرمائی۔ اور قطب الدین خاں کو اپنے ہمراہ لے کر مہاراجہ نے معہ
افواج کثیرہ ملتان پر چڑھائی کی۔ اور ملتان کے قریب پہونچ کر مظفر خان حاکم
ملتان کی طرف خط لکھکر قطب الدین خاں قصوری کے ہاتھ بھیجا جس کا مضمون
یہہ تھا۔

کہ جب پنجاب کو خداوند تعالےٰ نے ہمارے ماتحت کر دیا ہے اور خزائن
زر و سیم سے لبالب ہیں تو ملتان کے فتح کرنے پر ہم کسی طمع کے لیئے نہیں
آئے بل کہ ہم چاہتے ہیں کہ تمھارے ساتھ دوستی کا رابطہ قایم ہو اور اعانت
و امداد کا طریقہ فریقین میں جاری رہے۔ یہہ خط پڑھ کر مظفر خاں والی ملتان
نے جواب لکھا۔ اور قطب الدین خاں قصوری کے ہاتھ میں دیا۔ اُس کا مضمون
یہہ تھا۔

کہ خداوند تعالےٰ نے ہر ایک آدمی کو بموجب قسمت ایک نصیب عطا
کیا ہے پس دانا کی یہ نشانی ہے کہ خداداد قسمت پر راضی رہے۔ پس ہم کو خدا
نے یہہ تھوڑا سا علاقہ ملتان کا دیا ہے اور ہم اس قسمت پر راضی اور شاکر ہیں
اور سرکار کو ملک پنجاب معہ خزاین لبالب کے بخشا اور سرکار ابھی نیم سیر اور خدا

کی قسمت سے ناراض ہے اور ملتان لینے کا طمع دامنگیر ہے لیکن جب تک جان میرے بدن میں ہے ملتان اپنے ہاتھ سے نہ دوں گا۔

مہاراجہ نے مظفر خان کا جواب سنکر فوجوں کے ہمراہ ملتان پر چڑھائی کی مظفر خان نے دیکھ کر افغانی فوج کے ہمراہ شہر کے باہر مقابلہ کیا۔ جنگی غازیوں اور بہادر پٹھانوں نے سکھوں پر وہ تلوار چلائی کہ کُشتوں سے پُشتے لگ گئے مگر جب سکھوں نے توپوں کی باڑھ چلائی اور گولے تڑاتڑ پڑنے لگے تو پٹھان قلعہ کے اندر چلے گئے۔ پس سکھوں نے توپوں کے گولوں سے شہر کا دروازہ توڑ دیا۔ اور شہر میں داخل ہوئے اور قتل و غارت پر کوچہ بکوچہ اور خانہ بہ خانہ ہاتھ کھولا۔ چنانچہ پردہ دار عورتوں اور شریف خاندانوں کی مستورات کو گرفتار کر کے سکھوں نے بے حرمت کیا۔ اور اُن کے زیور اتارے۔ پس مظفر خان نے جو رعایا پر بڑا شفیق اور اپنی قوم پر بڑا مہربان تھا یہ حال پُر وبال دیکھ کر نذرانہ معقول دے کر مہاراجہ کی خدمت میں وکیل دوڑائے اور اپنی اطاعت ظاہر کر کے سکھوں کا ہاتھ غارت و قتل اور لوٹ مار سے کوتاہ کیا۔ اور قیدیوں کو چھوڑایا۔

اُس وقت سے اب تک ملتان میں جو افغان لوگ رہتے ہیں مظفر خان کے خاص خاندان اور اُس کے رشتہ داروں سے بہت لوگ موجود ہیں جو افغان خاکوانی کہلاتے ہیں۔ چنانچہ رب نواز خان صاحب جاگیر دار۔ اور احمد خان خلف عبدالخالق خان افغان خاکوانی اُس شریف خاندان سے اس وقت زندہ موجود ہیں۔

القصہ ملتان کو فتح کر کے مہاراجہ امرت سر میں آیا۔ اور سردار گوردت سنگھ پسر گلاب سنگھ بھنگی کے ساتھ محاربہ شدید کر کے فتح حاصل کی اور دشمنوں کو شہر سے نکال دیا پس اُس دن سے بھنگیوں کی طاقت نابود ہو گئی۔ پھر مہاراجہ نے جھنگ پر حملہ کیا اور احمد خان سیال والی جھنگ نے مردانہ مقابلہ کیا۔ آخر بھاگ کر مظفر خان ملتانی کے پاس چلا گیا۔ اور مظفر خان نے اُس کو وجہ معاش مقرر کر کے اپنے پاس رکھا۔

پھر مہاراجہ جب لاہور میں پہنچا۔ تو سنسار چند نے پچاس ہزار روپیہ نذرانہ دے کر سرکار سے امداد چاہی کہ مجھے فوج گورکھی نے گھیر لیا ہے۔ اگر مجھے بچا لو تو یہ نذرانہ ادا کروں گا۔ پس مہاراجہ کانگڑہ میں گیا۔ اور فوج گورکھی کو محاصرہ سے ہٹایا اور پچاس ہزار روپیہ لے کے واپس آیا۔

اثنائے راہ میں مبارکبادی تولّد دو فرزندوں کی ایک شکم سے پہنچی کہ ایک کا نام شیر سنگھ اور دوسرے کا نام تارا سنگھ رکھا گیا ہے۔ پس مہاراجہ نے خوشی سے جشن مقرر کیا۔ اور خیرات بانٹی۔

پھر قطب الدین خان نے بغاوت شروع کی۔ مہاراجہ نے فوج کثیر سے قصور کا محاصرہ کیا۔ قطب الدین خان بے خرچی سے قلعہ میں عاجز آیا۔ چنانچہ مویشی ذبح کر کے کھاتے رہے۔ اور سپاہیوں نے اپنے گھوڑے ذبح کر کے کھائے۔ آخر ذبح کرنے والی چیز بھی کوئی نہ رہی۔ دو مہینے تک محاصرہ رہا شہر کے لوگ اور سپاہی اکثر بھاگ گئے۔ قطب الدین خان لاچار ہو کر نکلا۔ اور مہاراجہ کے پاؤں پر جا گرا۔ مہاراجہ نے اس کا قصور معاف کر کے دریائے ستلج کے کنارہ پر ایک شہر اس کو مدد معاش کے لیے بخشا۔ اور فوج قصور میں داخل ہوئی اور لوٹ مار شروع کی جو کچھ ظلم اس وقت سکھوں کے ہاتھ سے مسلمانوں پر ہوئے وہ ناگفتہ بہ ہیں اور چونکہ قطب الدین کو امداد دینے کی سازش مظفر خان والی ملتان کی طرف سے مہاراجہ نے سنی تھی دوبارہ ملتان پر چڑھائی کی اور مظفر خان نذرانہ معقول لے کر حاضر ہوا۔ اور عہد آئندہ کی اطاعت کا معاہدہ ہو کر الزام رفع ہوا۔

پھر مہاراجہ بہاولپور میں گیا۔ بہاول خان نے معقول نذرانہ پیش کیا اور اظہار فرمانبرداری خالصہ جی کا کر کے اپنے ملک کو غارت کی تشویش سے بچایا اور وہاں سے مہاراجہ لاہور کو آیا۔

اس کے بعد مہاراجہ نے مالیر کوٹلہ فتح کیا اور وہاں سے نراین گڑھ کو محاصرہ اور جنگ سے فتح کر کے پٹھان کوٹ کو آیا۔ اور محاصرہ کر کے فتح کیا وہاں سے جسروٹہ کو آیا اور فتح کرتا ہوا جنبہ میں پہنچا۔ اسکو فتح کر کے پھر سیالکوٹ

میں پہونچا - یہاں جیون سنگھ سے سخت لڑائی ہوئی اور شہر فتح کرکے گجرات میں آیا - اور صاحب سنگھ کو اپنا مطیع کرکے لاہور میں پہونچا -

پھر قلعہ شیخوپورہ کی رعایا کے لوگ مہاراجہ کے پاس فریادی آئے - کہ شیخوپورہ میں اربیل سنگھ اور امیر سنگھ دو قلعہ دار ہیں وہ سخت ظلم اور رات دن لوٹ مار کرکے علاقہ کو ویران کرتے ہیں - پس مہاراجہ نے کھڑک سنگھ کو چار توپیں اور چار ہزار جنگی سوار دے کر روانہ کیا - اور چونکہ کھڑک سنگھ لڑکا تھا ھکماں سنگھ کو فوج کا افسر کیا - قلعہ شیخوپورہ کے قریب پہونچ کر توپیں چلانی شروع کیں - لیکن قلعہ نہایت محکم تھا - توپ کا گولہ کاٹ نہ کرتا تھا - لہذا چند روز کے بعد کھڑک سنگھ نے مہاراجہ سے لشکر اور توپوں کی امداد کے واسطے عریضہ لکھا - مہاراجہ نے احمد شاہی توپ جو صاحب سنگھ بھنگی کے پاس تھی اور اُس سے مہاراجہ کو ملی تھی اور اب بھی بھنگیوں کے نام سے مشہور ہے بمعہ لشکر کثیر روانہ کی - اور بعدہٗ خود بھی کھڑک سنگھ کی امداد کو پہونچا - اور شیخوپورہ کو فتح کیا - چونکہ شیخوپورہ کھڑک سنگھ کے نام پر فتح ہوا اس لئے شیخوپورہ کا علاقہ کھڑک سنگھ کو دیا گیا -

پھر صاحب بہادر ایجنٹ دہلی اس بات پر مستعد ہوا کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ اور انگریزوں میں عہد ملکی قائم ہو اور درمیان میں کوئی خرخشہ باقی نہ رہے - پس مسٹر مٹکاف صاحب بطریق وکالت ہمراہ فوج دہلی سے امرتسر میں آیا - مہاراجہ رنجیت سنگھ بھی امرتسر میں تھا - مسٹر مٹکاف سے ملاقات ہوئی - اور شہر سے باہر ان کے تنبو لگائے گئے - اتفاقاً محرم کے ایام آئے - اور دہلی کی فوج جو شیعہ مذہب کے لوگ تھے - امامین کی تعزیت میں مشغول ہوئے - اور دسویں روز عاشورہ کے دن ایک تابوت نہایت شان و شوکت سے مع توپ خانہ اور نقاروں و شتریوں ہمراہ پھیرانا شروع کیا - سکھوں نے جب وہ مال اور تجمل دیکھا تو لوٹ لینا چاہا - اور دہلی کی فوج نے بڑی دلیری اور بہادری سے سکھوں کو قتل کرنا شروع کیا چنانچہ جس قدر سکھ وہاں تھے کوئی بھی قتل اور جراحت سے خالی نہ رہا - مہاراجہ نے سُنا

اور جلد ہی سے دہلی کی فوج میں پہونچا۔ اور مسٹر مٹکاف [illegible]
جاکر فوج دہلی کا ہر یہ اپنی گرہ سے ادا کیکے رخصت کیا۔
اور چندروز کے بعد مہاراجہ فریدکوٹ کو گیا۔ اُس کو فتح کرکے مالیر کوٹلہ
میں آیا اور نواب سے پچاس ہزار روپیہ لے کر بھٹنڈہ کا محاصرہ کیا اور فتح کرکے
لوٹ مار کرتا ہوا پٹیالہ میں پہونچا۔ اور وہاں سے [illegible] نذرانہ لیا۔
پھر سُنا کہ انبالہ کا رئیس مر گیا ہے وہاں جاکر اُس کے [illegible] اور علاقہ پر
قبضہ کیا۔ پھر وہاں سے غارت کرتا ہوا لاہور میں پہونچا اور قلعہ [illegible] پناہ اور
خندق ۱۵ گز چوڑی اور ۱۵ گز گہری مرتب کی۔
پس ان دنوں میں ستلج کا شرقی علاقہ انگریزوں کی [illegible] میں آ گیا
پس نواب گورنر جنرل بہادر نے مسٹر مٹکاف کو لکھا کہ مہاراجہ کو اطلاع ہو کہ ستلج
سے شرقی علاقہ زیر سایہ عاطفت صاحبان بہادر داخل ہو گیا ہے۔ چنانچہ
بمقام لدہانہ چھاونی بنائی گئی ہے پس مہاراجہ کو اگر ہمارے ساتھ صلح منظور
ہے تو ستلج سے شرقی طرف کچھ دست اندازی اور مزاحمت نہ کریں۔ ورنہ انجام
نیک نہ ہوگا۔ پس مہاراجہ انگریزوں سے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھ کر اُس ارادہ
سے دست بردار ہوا۔
پھر قلعہ کانگڑہ پر قبضہ کیا۔ اور چند آدمی پوربی جو انگریزی فوج سے [illegible]
انگریزی طرز سے سیکھ آئے تھے اُن کو اپنی فوج میں نوکر رکھا۔ اور انہوں نے
تمام فوج کو اُسی طرز کی قواعد سکھائی۔ اور تمام فوج انگریزی طرز پر قواعد کے
پوری ماہر ہو گئی۔ اور ستلج کے کنارہ پر ایک قلعہ تعمیر کیا۔ جو انگریزوں سے
حد ملکی کا نشان تھا۔
پھر علاقہ جموں میں ڈیڈو نام ڈوگرا حاکم تھا۔ اس پر فوج بھیج کر اُس کے
علاقہ کو فتح کیا۔
پھر وزیرآباد میں آیا اور جودھ سنگھ سے ۵۴ ہزار روپیہ نذرانہ لیا۔
پھر قلعہ مہادر اور جلال پور اور منگلان گلاب سنگھ سے لے کر [illegible]
تاراج کیا۔ اور گجرات میں پہونچکر صاحب سنگھ کا تمام اسباب [illegible] لیا۔

پھر وہاں سے مہاراجہ علاقہ خوشاب میں وارد ہوا - اور فتح خاں حاکم کچھی کو قلعہ
میں محصور کیا اور اُس کا تمام مال واسباب لوٹ کر فتح خاں کو قید کر کے قلعہ گوبندگڑھ
میں بھیجا -

اور وہاں سے حسن ابدال میں گیا - اثنائے راہ میں شاہ شجاع الملک سے
ملاقات ہوئی - جو کابل سے بسبب نمک حرامی ملازموں کے نکالا گیا تھا شاہ
شجاع الملک نے مہاراجہ کو جواہرات بے بہا اور زیورات قیمتی پوشاکیں بطور
تحفہ پیشکش کیں مہاراجہ نے بھی اُن تحایف کا عوض اور تحایف دیئے
اور شجاع الملک کو تلنبہ میں رہنے کے لئے مکان دیا - اور خرچ کے واسطے بہت
سا روپیہ عنایت کیا - اور حسن ابدال سے عزیز الدین کو فوج کے ہمراہ قلعہ بھمبر
کو بھیجا - چنانچہ اُس نے فتح کر کے پھر سلطان خان والی قلعہ کو قلعہ دے دیا
اور نذرانہ معقول لیا -

پھر قلعہ پلول فتح کیا اور جودھ سنگھ کو وزیر آباد سے نکال کر قلعہ وزیر آباد
میں اپنا تھانہ قایم کیا -

پھر مہاراجہ راولپنڈی میں گیا - اور شاہ زمان بادشاہ کابل جو نمک حرام
وزیروں کے ہاتھ سے آنکھوں میں میل پھیر کر نابینا کیا گیا تھا - مہاراجہ کی
ملاقات کو آیا - مہاراجہ نے شاہ زمان کا خرچ راول پنڈی کی آمدنی سے
مقرر کیا -

پھر مہاراجہ امرتسر میں آیا اور محکم چند کو جالندھر میں بدھ سنگھ کی گرفتاری
کے لیے جو مہاراجہ سے باغی ہو گیا تھا - روانہ کیا - چنانچہ بدھ سنگھ شدید
لڑائیوں کے بعد بھاگ گیا اور قلعہ و تمام اسباب اُس کا مہاراجہ کے قبضہ
میں آیا - اور انہی دنوں میں مہاراجہ نے اپنے بیٹے کھڑک سنگھ کی شادی
سردار جیمل سنگھ کھنیان کی لڑکی مسمات چند کنور کے ساتھ بڑی دھوم دھام
و احتشام سے کی اور رؤسا و راجاؤں کو بلایا - یہاں تک کہ ایجنٹ نواب
گورنر جنرل بہادر کا لدھیانہ سے شریک شادی ہوا اور لاکھوں روپیہ مہاراجہ
کے خرچ ہوئے -

پھر مظفر خاں ملتانی نے خراج بھیجنے میں دیر کی مہاراجہ نے دل میں ٹھانا
کہ پہلے ... نہ سے گذرا - پھر اسی ... میں گیا اور محاصرہ کر کے
سادات اور شہریوں کو ایسا لوٹا کہ نان پارہ کے محتاج ہو گئے پھر ملتان
میں آکر نواب مظفر خاں سے پچاس ہزار روپیہ نذرانہ لے کر وہاں سے
کوٹ کمالیہ پر حملہ کیا اور اس کو فتح کر کے پھر لاہور میں پہونچا - اور دیوان ٹوڈرمل
وزیر فتح خاں کا جو مدار المہام بادشاہ کابل کا تھا - مخالف ہے یہ کہلا بھیجا
اور کہا کہ عطا محمد خاں صوبہ کشمیر جو شاہ کابل کی طرف سے حاکم کشمیر تھا باغی
ہو گیا ہے اس کی سرکوبی کے لئے کابل سے لشکر آتا ہے آپ بھی امداد فرمائیں
پس مہاراجہ نے دیوان محکم چند کو دس ہزار فوج اور دو توپ خانے اپنے پاس
سے دے کر اور کئی راجوں کو بمعہ افواج امداد کے لئے وزیر فتح خاں کے ہمراہ
کر کے کشمیر کو بھیجا - جب کوہ پیرپنجال پر پہونچے تو وہ راجے جو امداد کو گئے تھے
سب بلا اطلاع وزیر فتح خاں کے واپس آ گئے - اور محکم چند وزیر فتح خاں کے
ہمراہ کشمیر کو چلا گیا - جب ہری پور کے پاس پہونچے تو عطا محمد خاں کی فوجیں مقابلہ
پر آئیں - اور عطا محمد خاں نے شاہ شجاع الملک کو تابینہ سے اپنی مدد پر بلایا تھا -
اس موقع پر جنگ شدید ہوا - آخر عطا محمد خاں اور شاہ شجاع الملک قلعہ شیر گڑھ
میں داخل ہوئے اور محکم چند نے بحکم وزیر فتح خاں قلعہ کا محاصرہ کیا دو روز کے
بعد عطا محمد خاں اور شاہ شجاع الملک محکم چند کے پاس آئے اور کہا کہ اگر ہماری
جان بخشی مہاراجہ کی طرف سے ہو تو قلعہ اٹک مہاراجہ کے حوالہ کر دیں گے پس
محکم چند نے دونوں کو اپنے پاس رکھا - ہر چند کہ وزیر فتح خاں اُن کے بازو مانگتا
تھا - محکم چند نے نہ دیئے اور قلعہ اٹک کا وعدہ محکم چند نے مہاراجہ کو لکھا اور
شاہ شجاع الملک کی بیگم نے مہاراجہ کے پاس وکیل بھیجا کہ وزیر فتح خاں قدیم
سے ہمارے خاندان کا دشمن ہے - اگر شجاع الملک کو اُس کے ہاتھ سے بچاویں
اور ہم کو لاہور میں بلاویں تو کوہ نور ہیرا شجاع الملک سے لے کر آپ کو دیا جاوے
گا - پس مہاراجہ نے لاکھ روپیہ عزیز الدین کو دے کر بمعہ فوج روانہ کیا - اور
عزیز الدین نے وہ لاکھ روپیہ عطا محمد کو دے کے قلعہ اٹک پر قبضہ کیا اور محکم چند کو

حکم ہوا کہ عطا محمد خاں اور شجاع الملک کے بازو وزیر محمد خاں کے حوالہ نہ کرسکے۔ بلکہ اپنے ہمراہ لاہور میں لاوے چنانچہ دیوان محکم چند دونوں کو لاہور میں لایا پس مہاراجہ نے شجاع الملک کو مبارک خاں کی سرا میں اوتارا اور خدمت و خاطرداری بوجہ احسن کرنی شروع کی۔ پس مہاراجہ نے حسب وعدہ جواہر کوہ نور طلب کیا۔ پس شاہ مذکور نے اس لیئے کہ جواہر کوہ نور بیبہا اور کئی کروڑ روپیہ کا مال ہے مہاراجہ کو مفت دینا مناسب نہ سمجھا اور کئی عذر پیش لانے لگا پس مہاراجہ نے کہا کہ پچاس ہزار روپیہ نقد اور تین لاکھ کی جاگیر لے کر کوہ نور دیدو پھر بھی شجاع الملک نے سر پھیرا۔ پس مہاراجہ نے اس کے دروازے پر پہرے تعینات کر دیئے اور پانی اور کھانا منع کر دیا۔ چنانچہ تین دن تک پانی اور کھانا نہ ملنے سے بادشاہ اور اس کے عیال و اطفال بھوک اور پیاس سے نیم جان ہو گئے۔ پس لاچار ہو کر شجاع الملک نے مہاراجہ کو بلایا اور کوہ نور حوالے کیا۔ مہاراجہ نے کوہ نور کو ہاتھ میں لے کر پوچھا کہ ایں راچہ قدر قیمت است۔ شاہ شجاع الملک نے جواب دیا۔ کہ تازیانہ۔ مہاراجہ نے پوچھا تازیانہ چگونہ۔ بادشاہ نے فرمایا کہ بزرگان ما از مالکان جواہر بتازیانہ گرفتہ بودند و مہاراجہ نیز از من بتازیانہ گرفتہ است۔ و تو مہاراجہ چوں دیگر کسے خواہد گرفت۔ بتازیانہ خواہد گرفت۔ پس قیمت ایں تازیانہ است۔ مہاراجہ یہ بات سنکر ہنسا اور کہا کہ بیشک راست گفتی۔

پھر مہاراجہ نے کشمیر کے فتح کرنے کا ارادہ کیا اور لشکر کثیر ہمرکاب کر کے شاہ شجاع الملک کو بھی ساتھ لیا۔ جب پیر پنجال کے پاس پہونچے تو راستہ برف سے مسدود تھا۔ مہاراجہ نے کشمیر کا ارادہ فسخ کر کے شاہ شجاع الملک کو لاہور میں بھیجا اور خود بھی پیچھے سے لاہور میں آن پہونچا۔ لاہور میں آن کر سنا کہ راستہ میں شاہ شجاع الملک پر سکھوں کی فوج نے حملہ کیا تھا اور وہ بیچارہ جان بچا کر لاہور میں پہونچا ہے۔ مہاراجہ نے اُن سکھوں کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے شجاع الملک پر کس واسطے حملہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ شاہ شجاع الملک کے پاس جواہرات ہیں اور وہ انگریزوں کے ہاتھ فروخت

کرتا ہے۔ پس مہاراجہ نے بادشاہ کو پیغام بھیجا کہ تمھارے پاس کوئی اور بھی
جواہرات ہیں۔ بادشاہ نے انکار کیا۔ پس مہاراجہ نے پھر اُس پر پہرے
مُقرر کئے اور بادشاہ کے پاس کسی کا آنا جانا منع کر دیا۔ پس سکھ عورتوں کو
بادشاہ کے حرم سرا میں بھیجا اور اُنھوں نے بڑی جستجو سے ہر ایک چیز کی تلاشی
لی اور جواہرات کو ڈھونڈھ نکالا اور جو کچھ زر و زیورات و ملبوسات قیمتی طلا و زر سے
چھین کر داخل خزانہ مہاراج کے کیا۔ اور شاہ شجاع الملک کو نظر بندی میں رکھ کر
دم بدم جور و ستم بڑھانے لگا۔ پس بادشاہ نے ایک کھتری کشن چند نام کے ساتھ
مال کثیر دے کر سازش کی اور راتوں رات بادشاہ کے حرم سرا کی مستورات
کو سکھ عورتوں کا لباس پہنا کر ایک گدی پر سوار کر کے لدھیانہ کو پہونچا۔ جب کپتان
برچ صاحب اسسٹنٹ ریزیڈنٹ بہادر لدھیانہ نے بادشاہ کے قبائل کے آنے
کی خبر پائی۔ تو ساحل دریا تک استقبال کیا اور ہمراہ اپنے لیجا کر بڑی عزت
و احترام سے مکان مناسب میں اُتارا۔ اور بڑی خدمت نہایت احترام سے
کرنے لگا۔ اور مہاراجہ نے خبر پا کر بادشاہ کے دروازہ پر توپ خانہ کی چوکی
مُقرر کی۔ پس پندرہ روز کے بعد بادشاہ نے اندھیری رات میں دیوار سے
چھال لگا کر لدھیانہ کا راستہ لیا۔ مگر اندھیری رات میں راستہ بھول کر جموں
کی طرف چلا گیا۔ اور وہاں سے کشتوار میں جا پہونچا۔ کشتوار کے والی نے اپنی
دختر شاہ کے نکاح میں کر دی اور اُن کے ہمراہ ہو کر کشمیر پر حملہ کیا۔ مگر جب
تقدیر موافق تدبیر کے نہ تھی۔ کشمیر سے بلا نیل مرام واپس آیا اور کشتوار میں پہونچ کر
سپاٹو کے رستے لدھیانہ میں پہونچا۔ پس صاحب بہادر نے خرچ روزمرہ بادشاہ
کا اپنے ذمہ لیا۔ آخر انگریزوں نے بڑی ہمت کر کے کابل فتح کیا۔ اور بادشاہ
کو کابل کی مسند پر بٹھایا۔ پھر ایک دو دفعہ ارادہ کشمیر کا کیا اور راہ میں بھی
موانع پیش آئے۔ پھر ایک مرتبہ دل سنگھ کو بھیجا۔ وہاں پٹھانوں سے سخت لڑائی
ہوئی۔ چنانچہ صدہا فریقین سے لقمہ نہنگ تیغ کے ہوئے۔ آخر پٹھانوں نے
سکھوں کی فوج کو پہاڑوں سے گرایا۔ بعض دل کو گرفتار کر کے ساتھ لے گئے
پس مہاراجہ نے منکیرہ میں لشکر بھیجا اور نواب حاکم منکیرہ نے [illegible]

کر کے اپنا مُلک سکھوں کی تاراج سے چھوڑ دیا۔ اسی اثنا میں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ایک جشن عظیم مقرر کیا تمام روسا کو اوس جشن میں بلایا۔ مجمع عام میں کھڑک سنگھ کو اپنے ہاتھ سے تخت پر بٹھایا اور اپنی دستار اُس کے سر پہ باندھی ولیعہد اور قایم مقام اپنا بنایا۔ پھر موتی رام کو مظفر خاں والی ملتان کے پاس بمعہ فوج بھیجا۔ اور کہا کہ مظفر خاں دو باتوں سے ایک بات منظور کر لے۔ یا ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ دیوے یا قلعہ کی کلید ہمارے حوالہ کرے پس نواب نے منت و زاری سے عذر افلاس اور ناداری کا کر کے موتی رام کو چالیس ہزار روپیہ دے کر باقی اسی ہزار روپیہ مہلت پر دینے کے اقرار سے اقرار نامہ لکھا موتی رام لاہور میں آیا۔ مہاراجہ سُنکر ناراض ہوا۔ اور نواب کے وکیل کو بُلا کر کہا کہ کابل کے بادشاہ صوبہ ملتان سے دو لاکھ دس ہزار روپیہ سالانہ لیتے تھے پس اگر نواب کو اس قدر دینا منظور ہو تو جلدی ادا کرے ورنہ ملتان سے دست بردار ہو جائے وا لّا اُس کے حق میں بہتر نہ ہو گا۔ پس نواب کے وکیل نے نواب کو خبر پہونچائی۔ پھر نواب نے اپنی عجز کے بارہ میں ایک عرضی لکھ کر بھیجی۔ مہاراجہ نے بجائے جواب کے دیوان رام دیال کو جنگی فوج کے ہمراہ روانہ کیا اور کہا کہ اگر نواب دو لاکھ اور دس ہزار روپیہ دیوے تو بہتر ورنہ بہر وجہ ملتان نواب کے ہاتھ سے لے لیویں پس نواب رام دیال کے پہونچنے پر زر مذکور کے دینے سے انکاری ہوا اور اپنی فوج کو آراستہ کر کے جنگ کے لیئے کمر ہمت باندھی۔ چنانچہ کچھ دن توپ اور بندوق کا جنگ رہا۔ پس رام دیال نے مہاراجہ سے مدد مانگی۔ پس مہاراجہ نے دیوان بھوانی داس کو بمعہ لشکر بے شمار رام دیال کی مدد کو بھیجا۔ دیوان بھوانی داس نے ملتان میں پہونچ کر سکھوں کے ہمراہ ملتان کو لوٹا اور قلعے کا محاصرہ کیا۔ لیکن ملتانی افغان بہ سبب پختگی قلعہ کے کچھ خوف نہ کرتے تھے اور قلعہ مدت تک فتح نہ ہوا۔ پس مہاراجہ نے سُنکر بھنگیوں کی توپ ملتان میں پہونچائی۔ پس سکھوں نے بھنگیوں کی توپ کے گولے چلانے شروع کیئے اس توپ کے گولوں نے قلعہ کی دیواروں میں سوراخ کر دیئے

اور بڑے بڑے راہ اور درے ہو گئے۔ پس نواب نے دو ہزار [illegible] بھوائی داس کو دے کر قلعہ سے محاصرہ برخاست [illegible] جب بھوائی [illegible] معہ افواج لاہور میں پہنچا۔ تو مہاراجہ رنجیت سنگھ [illegible] بھوائی داس معرض عتاب شدید کا ہوا۔

پھر مصر دیوان چند کو فوج کا افسر اور کھڑک سنگھ [illegible] چھ پلٹنیں اور دو توپ خانے اور دو رجمنٹیں ملتان کو روانہ کر دیں۔ جب نواب کو خبر ہوئی تو اس نے شہادت کا ارادہ مصمم کیا اور [illegible] مسلمان جہاد و غزا کی نیت پر اطراف سے نواب کے پاس پہونچے۔ جب سکھ [illegible] واپس گئے تو فریقین سے توپ کا جنگ شروع ہوا۔ رات کے وقت اکثر غازی آگ سکھوں کی فوج پر حملہ کر کے ان کا بہت نقصان کیا [illegible] رہا۔ ایک دن نواب نے چند آدمی ہر ایک [illegible] پاس کھڑے [illegible] آ کے دوسری طرف سے جنگ کر رہا تھا۔ کہ سادھو سنگھ [illegible] شکستہ دیوار کے درہ سے نواب کے آدمیوں کو قتل کرتا ہوا قلعہ میں داخل [illegible] اور مصر دیوان چند [illegible] قلعہ کی ایک شکستہ دیوار سے [illegible] قتل کرتا ہوا داخل ہو گیا۔ پھر تو سکھوں کی فوج ہر ایک طرف سے مانند [illegible] کی داخل ہو گئی اور قتل پر ہاتھ کھولا۔ نواب مظفر خان نے سبز لباس پہنا۔ [illegible] فرزندوں اور [illegible] ہزاروں کے میدان آ کر مقابلہ کیا۔ چنانچہ اول اس کے ملازم ایک ایک [illegible] اور بہت سے سکھوں کو کھیتی کی طرح [illegible] یہاں تک کہ ان مقابلے سکھوں کے دانت کھٹے ہو گئے۔ اور [illegible] آخر نواب کے فرزندان سے محمد شاہ نواز خان اور محمد شاہ باز خان و محمد حق نواز خان اور نواب کا بھتیجا محمد خیر اللہ خان شہید ہو گئے۔ اور نواب کا بیٹا محمد سرفراز خان قید ہوا۔ پس نواب مظفر خان خود بذاتہ دروازہ خضری کے پاس گھوڑا میدان میں لایا۔ ہر چند سکھوں نے اس پر حملہ کیا مگر وہ پکڑا نہ جاتا تھا۔ اور سکھوں کی جس فوج میں جاتا وہ پریشان اور متفرق ہو جاتی۔ نواب نے سینکڑوں سکھ تلوار سے کاٹے جس طرح کسان کھیت کاٹتا ہے اس طرح سکھوں کو تلوار سے کاٹتا جاتا تھا اور

کوئی سکھ اُن کے قریب نہ آسکتا تھا۔ چنانچہ کنارہ بام سبع سموات سے ملائکہ نے
تحسین و آفریں کا آوازہ بلند کیا۔ آخر وہ جام شہادت کا پیاسا اور زلال رضا الٰہی
کا تشنہ لب جام شہادت کبریٰ کا نوش فرما کر جنت میں پہونچا۔

پس کھڑک سنگھ نے قلعہ میں آکر توپوں اور ہتھیاروں اور قیمتی متاعوں
اور اسباب خزانہ سے جو کچھ ہاتھ لگا سب پر قبضہ کر لیا۔

پھر سکھوں نے تمام شہر میں آکر ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا۔ پھر لوٹے
اور پھر بازار جاری ہوا یہاں تک کہ مردوں اور عورتوں کے تن سے اتار لیتے تھے اور
لوٹ کر اُنہیں برہنہ کر کے چلے جاتے تھے بہت عورتوں کو قید کر کے لشکر میں
لے آئے۔ اور بہت پردہ نشین عورتوں کو بے پردہ کیا۔ بہتیری عفت مآب
عورتوں نے ہتک عصمت کے ڈر سے خودکشی کر لی۔ گویا ملتان کے لئے
وہ دن قیامت کا نمونہ تھا۔ چنانچہ اب بھی ضرب المثل کی طرح سختی کے زمانہ
کو اُس دن سے مثال دیتے ہیں۔

پس کھڑک سنگھ نے بعد فتح قلعہ ملتان آکر نواب کے کل مملوکات پر تصرف
کر لیا اور قلعہ شجاع خان میں فوج روانہ کر کے جو کچھ ذخیرہ اور اسباب نواب کا
وہاں تھا لوٹ کر وہاں سے منگایا چنانچہ سونے اور چاندی کے برتن قیمتی چار
لاکھ روپیہ سوائے توپوں اور گھوڑوں اور قیمتی کپڑوں کے اور تمام ہتھیار و متاع و
اسباب لے کر لاہور میں پہونچے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے نواب سرفراز خاں
سے بہ تعظیم ملاقات کی اور دو ہزار و پانچ سو روپیہ نذرانہ پیش کیا اور دوسرے
اسباب جو نواب کے ضروریات سے تھے عطا کر کے موضع شرقپور مدد معاش
میں نواب کو بخشا اور کل علاقہ ملتان کا سکھ دیال کھتری کے حوالہ کیا۔

پھر مہاراجہ نے کابلیوں کے فساد و فتنہ کی خبر سنی جو اُنھوں نے آپس میں
برپا کیا ہوا تھا۔ اور کشمیر کا والی بھی اُس مہم میں کابل کو گیا ہوا تھا۔ مہاراجہ بھی پشاور
اور کشمیر کی طرف لشکر کثیر کے ساتھ روانہ ہوا۔ اور اٹک سے لشکر اور توپخانہ
پار پہونچایا۔ اور پٹھانوں نے رستہ میں مقابلہ کیا۔ لیکن توپوں کے سامنے
ٹھیر نہ سکے۔ پس مہاراجہ نے پشاور کو اپنے قبضہ میں کیا۔ تین روز پشاور میں

رہکر چوتھے دن جہاندار خاں کو پشاور کی حکومت عطا فرمائی - اور وہاں سے اولٹا پھرا - پھر اٹک سے گذر کر پار پہونچا تو راستہ میں سُنا کہ لدہیانہ سے شاہ شجاع الملک نے پشاور کو فوج کشی کی ہے اور خیبر کے درہ میں پٹھانوں نے باشارہ محمد عظیم خاں بادشاہ کا مقابلہ کیا ہے - پھر شاہ مذکور ان کے مقابلہ سے بھاگ کر ڈیرہ غازیخان کو روانہ ہوگیا ہے - مگر بعدہ سُنا گیا کہ شجاع الملک ڈیرہ سے واپس آکر لدہیانہ میں پہونچ گیا ہے - جب مہاراجہ لاہور میں پہونچا تو بیربر پنڈت جو مدار المہام جبار خاں حاکم کشمیر کا تھا - اُس سے ناراض ہوکر مہاراجہ کے پاس پہنچا اور وہاں کے سرداروں اور عدو کشمیر کے سرگروہوں کی طرف کاغذات و عرضیاں اس مضمون کی پیش کیں کہ اگر حضور کشمیر کا علاقہ فتح کریں تو ہم سب اطاعت مانیں گے اور دل وجان سے آپ کی حکومت پر راضی ہوں گے -

پس مہاراجہ جو کئی برس سے یہ آرزو اپنے دل میں رکھتا تھا - بخت بیداری کی فال جان کر جلدی سے کھڑک سنگھ کو فوجوں کا پیشوا مقرر کیا - اور مصر دیوان چند کو کھڑک سنگھ کا وزیر مقرر کرکے ہمراہ بھیجا اور خود بھی اُن کے پیچھے فوج کثیر لیکر روانہ ہوا - اثنا راہ میں کوہ پیر پنجال وغیرہ مقامات پر پٹھانوں سے مقابلے ہوئے لیکن پیادوں اور توپوں کے زور سے ان کو رستہ سے ہٹاتا ہوا میدان کشمیر میں جا پہنچا اور کشمیر کے افغانوں سے مقابلہ ہوا - چنانچہ چاشت سے ظہر تک توپوں کا جنگ رہا اُس کے بعد فریقین نے تلوار کا جنگ کیا - غروب آفتاب تک مہردل خاں اور صمد خاں سردار ان لشکر شہید ہوئے - پس لشکر بدون پیشوا کے حیران ہوکر بھاگ گئے پس مہاراجہ مظفر و منصور ہوکر داخل کشمیر ہوا اور چند روز وہاں رہکر انتظام ضروری اور بابجہی درست و راست کیا اور مصر دیوان چند کو کشمیر میں اپنا نایب کرکے خود مہاراجہ لاہور میں آیا - اور دیوان موتی رام کو کشمیر میں بھیجا اور دیوان چند کو لاہور میں بُلایا -

اُس کے بعد مہاراجہ ملتان کو گیا - وہاں سے بہاول پور میں اور بہاول پور سے پھر ملتان میں آیا اور نواب منکیرہ والہ سے ایک سپید گھوڑا جو کئی ہزار روپیہ قیمت رکھتا تھا - جبراً چھین لیا اور واپس لاہور چلا آیا - پھر علاقہ ہزارہ میں اُس طرف کی ہزارول نے بڑی شورش اور فساد برپا کیا تھا - مہاراجہ نے فوج عظیم بھیجکر اُن کے فساد کو

مٹایا۔

پھر سردار ہری سنگھ کو جو بڑا دلیر اور بہادر تھا مہاراجہ نے کشمیر بھیجا اور موتی رام کو لاہور میں بُلایا۔ سردار ہری سنگھ نے کاشمیر میں جاکر انتظام نہایت عمدہ کیا۔ اور کئی مکانات غیر مفتوحہ فتح کیئے۔ اور اپنے نام پر سکہ جاری کیا۔ چنانچہ ہری سنگھ کی ضرب سکھوں کی عملداری میں پنجاب میں جاری تھی اور اَب بھی کشمیر میں ہری سنگھ کا روپیہ مروج ہے اور چونکہ کوہستانی علاقہ میں بہ سبب ڈیڈو باغی کے ملک دامن کوہ میں ہمیشہ فساد برپا رہتا تھا۔ مہاراجہ نے پانچ سوار جنگی کی نئی فوج نوکر رکھ کے اُن کی سرکوبی کے لیئے مُقرر کی اور دوسری طرف سے کسور سنگھ راجپوت کو لشکر کا سردار کر کے اوس کے بیٹے دھیان سنگھ اور سوچیت سنگھ اور گلاب سنگھ امیر کبیر کئے۔ آخر کسور سنگھ کو راجگی کا خطاب ملا۔ اور جموں کی حکومت پر سرفراز ہوا چنانچہ راجہ کسور سنگھ نے بامداد اپنے بیٹے گلاب سنگھ کے ڈیڈو کو قتل کیا۔ اور بعد راجہ کسور سنگھ کے راجہ گلاب سنگھ نے راجگی کا خطاب پایا۔ اور جموں کی حکومت پر ممتاز ہوا۔ اور راجہ دھیان کو وزیر بنایا اور اختیار کل امور مملکت کے اُس سے متعلق کیئے اسی سال میں کھڑک سنگھ کا بیٹا رانی چند کنور کے پیٹ سے تولد ہوا اور بڑی دھوم دھام کا جشن منایا گیا اور اُس کا نام نونہال سنگھ رکھا گیا۔ اور اس کے بعد رانی سُندر کنور مہاراجہ کی ساس فوت ہوئی اور اُس کی جاگیر ماتحت قلمرو سرکار مہاراجہ کے ہوئی۔ پھر ریاست قصور اور ملتان اور خاندان گھنیان اور رام گڑھ اور بھنگیاں وغیرہ سب مہاراجہ نے اپنے ملک میں داخل کر لیں لیکن منکیرہ نواب کی ملکیت میں رہا۔ لیکن پہلے نواب کے پاس لشکر کثیر اور توپیں اور مال و اسباب بہت تھا۔ پھر مہاراجہ نے اُس سے زرنذرانہ سال بسال اور زرجرمانہ پے درپے وصول کر کے اُس کو تہیدست کر دیا۔ چنانچہ اکثر اُس کی فوجیں نوکری چھوڑ کر چلی آئیں۔

پس مہاراجہ نے ہری سنگھ کو بمعہ افواج کشمیر سے طلب کیا اور اُس کو ہمراہ لیکر مہاراجہ نے بھکھر میں جو نواب کی جاگیر تھی پہونچ کر غارت و تاراج اس حد پر کیا کہ رعایا کو کنگال کر دیا۔ اور دل سنگھ کو فوج کے ہمراہ ڈیرہ اسماعیل خان میں بھیجا۔ دیوان نانک چند نواب کا گماشتہ مقابلہ کے لیئے پیش آیا۔ لیکن لڑائی کی تاب نہ لا سکا۔ آخر پاؤں پر گرا

دل سنگھ نے ڈیرہ کو فتح کیا - اور جتنا اسباب اور نواب کا خزانہ ڈیرہ میں تھا
سب پر قبضہ کرکے مہاراجہ کی خدمت میں بھیجدیا - مہاراجہ آخر فوجیں جمع کرکے
منکیرہ میں پہونچا اور محاصرہ کردیا - مگر نواب کا قلعہ ایسا مضبوط اور مستحکم تھا کہ توپوں
کے گولے کچھ کاٹ نہ کرتے تھے - اور لشکر کی جگہ پانی نہ تھا - اونٹوں اور چھکڑوں
پر دور سے پانی لاتے تھے جو لشکر کے لئے کفایت نہ کرسکتا تھا - اس لئے مہاراجہ
نے کنواں کھودنے کا حکم دیا - مزدوروں نے چار روز میں [illegible]
لشکر کے لئے پانی کافی میسر ہوگیا - پچیس روز توپیں چلاتے رہے [illegible]
اور قلعہ کی دیواروں کو خبر بھی نہ ہوئی - اگر پانچ سال تک محاصرہ رہتا [illegible]
زیان خرچہ اور ہرج لشکر اور نقصان گولہ و بارود کے مہاراجہ کو کچھ سود اور بہبود نظر نہ
آتا - مگر اقبال اور بخت کی زبردستی نے جو دولت خداداد تھی اپنا زور دکھایا اور
مسبب الاسباب نے ایک سبب بنایا کہ ایک گروہ منافقوں اور نمک حراموں کا
قلعے سے باہر آیا اور مہاراجہ کے پاس پہونچ کر قلعے کا حال بیان کیا اور ایک ایسا
موقعہ بتایا کہ اس کے مقابل اگر توپیں چلائی جاویں تو قلعہ فتح ہوجاوے - مہاراجہ
نے اس موقع پر توپیں چلانی شروع کیں - نواب آگ کی بارش سے تنگ آکر وکیل
بھیجنے پر مجبور ہوا اور امان مانگ کر مہاراجہ سے ملاقی ہوا - مہاراجہ نواب کے استقبال
کے لیئے اٹھا اور بڑے ادب سے اپنے پاس بٹھایا اور بڑی تعظیم و تکریم سے پیش
آیا - اور ڈیرہ اسمٰعیل خاں سے نواب حافظ احمد خان والی منکیرہ کو مدد معاش میں عطا
کیا - اور سردار امیر سنگھ سندھانوالیہ کو منکیرہ اور سب ملک مضبوط نواب کا سونپ
دیا - پھر وہاں سے بہاول پور میں آیا اور پانچ لاکھ روپیہ نواب بہاولپوری سے
نذرانہ لے کر لاہور کو واپس پھرا -

لاہور سے پھر اٹک کا ارادہ کیا اور سنا کہ محمد عظیم خان بارک زئی جو کابل
میں مدار المہام تھا - فوج بے شمار فراہم کرکے موضع نمکری میں جو اٹک سے مغرب
کی طرف اٹھارہ کوس ہے آن اترا ہے اور ملک افغانی میں غزا کے لیئے منادی
کردی ہے - چنانچہ ہزارہا افغان جہاد کی نیت پر جمع ہوئے اور ہوتے جاتے
ہیں اور محمد عظیم خاں کا ارادہ ہے کہ اٹک اور پشاور سکھوں کے قبضہ سے نکال کر خود

قابض ہو جائے۔ پس مہاراجہ بڑی دھوم دھام سے اٹک پر پہونچا اور جاسوسوں نے اطلاع دی کہ افغانوں کا ہجوم مقام تھڑی میں ہے اور خود محمد عظیم خاں شہرہ میں ملازموں اور غازیوں کو جمع کر رہا ہے۔ پس بہت جلدی تھڑی میں آ کر بڑے مجمع اور ہجوم کثیر کے ساتھ دریا کے کنارہ پر آئے گا۔ پس مہاراجہ نے چاہا کہ محمد عظیم خاں کے آنے سے پہلے ہمارا لشکر دریا سے پار گزر جائے مگر موسم بہار کا تھا اور دریائے اٹک طغیانی پر آیا ہوا تھا۔ اس لئے کشتیاں نایاب تھیں اُس وقت ایک عجیب حیرت انگیز بات واقع ہوئی کہ مہاراجہ نے سوار ہوکر گھوڑا دریا میں ڈالدیا۔ چنانچہ دریائے اٹک اُس کے گھوڑے کی رکاب سے نیچے تھا۔ پھر لشکر کو کہا کہ چلے آؤ۔ اور مہاراجہ نے وسط دریا میں گھوڑا کھڑا کر دیا اور تمام لشکر دریا سے گذرنا شروع ہوا۔ سب کے لئے پانی پایاب تھا جب مہاراجہ دریا سے باہر آیا تو دریا کا وہی جوش خروش ہو گیا اور لہریں مارنے لگا چونکہ ابھی پانچسو سوار دریا میں تھے اور کنارہ پر نہ پہونچے تھے دریا کی موجوں سے غرق ہو گئے یہ قصہ تواتر سے مروی اور منقول چلا آتا ہے۔
حضرت مصنف نے اس کا باعث مہاراجہ کا اخلاص اور ارادت سندی بجناب غوث الثقلین حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ العزیز بیان کیا ہے اور ہم بھی اس سے انکار نہیں کرتے۔ لیکن جب دریائے سندھ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ کی کرامت سے پایاب ہوا تھا۔ اور تمام مریدوں اور ہمراہی آنجناب قدس اللہ سرہ کے گذرے تھے تو انہوں نے اُس وقت فرمایا کہ دریا کا پایاب ہونا کوئی بڑی بات نہیں۔ دریائے اٹک رنجیت سنگھ کے استدراج سے پایاب ہو گیا تھا تو حضرت کی اس کلام سے واضح ہوتا ہے کہ جو کافر سے خارق عادت ظہور میں آوے وہ استدراج ہے اور جو ولی اہل اسلام سے ظاہر ہو اُس کا نام کرامت ہے۔
القصہ مہاراجہ دریا سے گذر کر قلعہ جہانگیر آباد میں داخل ہوا۔ اور فوج سکھی تھڑی کے اردگرد جا پہونچی۔ پس مہاراجہ نے جنرل ونتورہ صاحب کے مشورہ سے جو اعلےٰ افسر مہاراجہ کی فوج کا تھا۔ اُسی دن آٹھ پلٹنیں اور دو توپخانہ

محمد عظیم خاں کے روکنے کے لئے ہمراہ جنرل ونتورہ کے بطرف نوشہرہ روانہ کئے اور فوج کے سواروں کو شہر تہری کی پشت سے قایم کرکے کمیدان گورسہاے سنگہ اکالیا فوج کے افسر اور کرنیل مہاں سنگہ اکالیا کو شہر پر چڑھ کرنے کا حکم دیا جب دونوں افسر شہر اور قلعے کی طرف جو پہاڑ کی چوٹی پر نہایت بلند تہا مع فوج سمیت چڑہنے لگے تو پٹھانوں نے قلعہ اور شہر سے پتھروں اور گولیوں کی بارش برسادی اکثر فوج قتل ہوگئی اور کمیدان گرامین کی ضرب سے اور کرنیل خنجر کے زخم سے زین سے نکل کر زمین پر پڑ چکے جب سپاہ کے افسر مارے گئے تو سب کے چھکے چھوٹے اور بہاگنا شروع کیا۔ پٹھانوں نے اُن کا تعاقب کیا۔ اور پیچھے سے پہونچکر بہت سے سکھوں کو قتل کردیا۔ جب بھولا سنگہ میدان پر پہونچے تو بھولا سنگہ بمعہ فوج پٹھانوں کے مقابلہ پر کھڑا ہوگیا۔ فریقین میں تلوار کا جنگ ہوا آخر بھولا سنگہ قتل ہوا۔ اور فوج اُس کی بھاگی۔ پٹھانوں نے تعاقب کرکے بہتیروں کو قتل کیا تاکہ خاص مہاراجہ کے لشکر تک پہونچے۔ پس مہاراجہ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ جمع ہوکر پٹھانوں پر حملہ کریں۔ پس فریقین میں سخت جنگ ہوا۔ مگر پٹھان سکھی لشکر کے درمیان گھیرے گئے۔ جب طاقت جنگ کی نہ رہی تو ایک طرف سے بھاگنا شروع کیا۔ سکھوں نے تعاقب کرکے ایک ایک کو قتل کیا اور پہاڑوں اور جنگلوں سے ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر ذبح کیا اور محمد عظیم خاں نے پٹھانوں کا مارا جانا سنکر طاقت مقاومت کی نہ دیکھی اور مایوس ہوکر اسطرف سے مونہ پھیرا اور کابل کو چلا گیا۔ اور مہاراجہ پشاور میں آیا اور محمد یار خاں والی پشاور سے ایک گھوڑا نہایت خوب صورت کمیت رنگ میانہ قد خوش رفتار گوہر بار نام بمعہ ایک لاکھ روپیہ کے نذرانہ لیا۔ اور پچیس ہزار روپیہ گھوڑے کی قیمت دے کر لاہور میں آیا۔

پس عزیز الدین کو لشکر سمیت پہاڑی راجاؤں سے نذرانے وصول کرنے کے لئے بھیجا۔ ان دنوں میں نواب حافظ احمد خان جاگیردار ڈیرہ اسماعیل خان فوت ہوا اور نواب شاہ نواز خاں پسر نواب متوفی مسند نشین ہوا۔ کھڑک سنگہ بحکم مہاراجہ ڈیرہ میں آیا اور نواب شاہ نواز خاں سے پچیس ہزار روپیہ نذرانہ لیا اور بنوں کے خانوں

سے مقابلہ کر کے تابعدار کیا - اور اُن سے اپنی اطاعت منوائی۔
اور جب نواب گورنر جنرل بہادر کوہ شملہ پر رونق افروز ہوئے تو مہاراجہ نے رابطہ اتحاد بڑہانے کے لیئے تحایف نفیسہ شاہانہ بہدست دیوان موتی رام و فقیر عزالدین کے بخدمت لارڈ گورنر جنرل بہادر ارسال کیئے اور ایک خیمہ کلان اور قنات پشمینہ قسم اول واعلے بھیجے اور عرض کیا کہ خیمہ اور قنات مہاراجہ کی طرف سے بخدمت شاہ انگلستان پہونچاویں - اس تحفہ کے پہونچنے پر چند ایام کے بعد مہاراجہ کو خبر پہونچی کہ شاہ انگلستان کی طرف سے کپتان برنس صاحب بہادر تحایف لیکر آتے ہیں - پس مہاراجہ نے دیوان اجودہیا پرشاد پسر دیوان گنگا رام کو ملتان میں استقبال صاحب مذکور بھیجا - اور پھر گورنمنٹ انگریزی کی طرف سے مہاراجہ کو اطلاع پہونچی کہ سفیر انگریزی لفٹنٹ الگزنڈر برنس بہادر سندھ کی سرحد پر پہونچے ہیں لیکن سندہ کے امیر اپنے ملک سے ان کو گذرنے نہیں دیتے پس مہاراجہ کسی وجہ سے اُن کو سندھ سے اس طرف پہونچا وے کہ مبادا سندھ کے امیروں سے تحایف شاہانہ یا صاحب موصوف کی ذات کو کچھ آسیب پہونچے۔

پس مہاراجہ نے جرنیل ونتھورہ صاحب کو بمعہ پلٹنوں اور توپ خانوں کے سندھ کو روانہ کیا - چنانچہ ملک سندھ زیر حکم مہاراجہ کے ہوا اور جابجا تہانے مہاراجہ کے قایم ہوئے اور سفیر انگریزی سلامتی سے سندھ کا عبور کر کے اُچ میں داخل ہوا پس نواب بہاول پور نے صاحب موصوف کی خدمت میں پہونچ کر حقوق ضیافت و مہمانداری کے ادا کیئے اور آخر ظاہر کیا کہ ہمارا ملک سکھوں کی لوٹ مار سے ویران ہو گیا ہے اگر ہمارا ملک مہاراجہ کی تحت سے نکل کر انگریزی حکومت کے نیچے آجاوے تو ہماری عین مراد ہے سفیر انگریزی اس بشارت اور مژدہ دولت ناگہانی کو سنکر نہایت خوش ہوا - اور نواب کو دلا اور تسلی دے کر رخصت کیا اور خود لاہور میں پہونچا - جب لاہور کے قریب پہونچا تو مہاراجہ نے سنکر تین میل کے فاصلہ پر راجہ دھیان سنگھ اور راجہ خوشحال سنگھ اور شہزادہ کھڑک سنگھ کو استقبال کو بھیجا دو روز کے بعد ویڈ صاحب بہادر ایجنٹ انگریزی بھی بحکم نواب گورنر جنرل بہادر لاہور میں آیا پس باغ حضوری

میں دربار مرتب ہوا اور مہاراجہ سے سفیر صاحب کی ملاقات ہوئی - چار گھوڑیاں
اور ایک نر گھوڑا نہایت خوب صورت لائق تحفہ شاہان اور گراں قیمت سفیر نے
بطریق تحفہ و ہدیہ پیش کئے - چنانچہ مہاراجہ بہت خوش ہوا - بعد چند ایام کے سفیر
انگریزی اور ویڈ صاحب بہادر روانہ ہوکر بخدمت نواب گورنر جنرل بہادر شملہ میں
پہونچے اور سفیر نے نواب بہاول پور کی آزردگی کا مژدہ ظاہر کیا - ان دنوں میں
لارڈ ہٹنگ صاحب بہادر گورنر جنرل کشور ہند تھے - ان کے خیال میں مہاراجہ
رنجیت سنگھ سے دوستی کا رابطہ بڑھانا نہایت مناسب معلوم ہوا اور ویڈ صاحب
بہادر ایجنٹ رزیڈنٹ کو مہاراجہ کی خدمت میں بھیجا - انہوں نے نہایت تقریرات
محبت انگیز اور فقرات شوق خیز ظاہر کرکے نسیم عنبر شمیم محبت قلبی اور اخلاص
صاحبان انگریزی سے مہاراجہ کا دماغ معطر کردیا - پس بلبلان خوش الحان شیریں
زبان دیوان موتی رام اور سردار ہری سنگھ و فقیر عزیز الدین اظہار مدعا معلوم
کے ترانہ سے دربار گورنر جنرل بہادر کے گلزار میں رطب اللسان ہوئے - اور
ملاقات کا مقام روپڑ مقرر کیا - چنانچہ مہاراجہ نے بھی اس بات کو پسند کیا پس
مہاراجہ لاہور سے سوار ہوکر امرت سر کے راستے سے بمعہ فوج دریا موج و دو توپخانہ
اور چھ ہزار پیادہ اور دس ہزار سوار کے نہایت تزک و احتشام سے مقام کاٹھہ
گڑھ کنارہ غربی دریائے ستلج پر جا اترا اور طرف ثانی سے نواب گورنر جنرل
بہادر نے بدولت و اقبال و حشمت و اجلال ہمراہ دو دستہ انگریزی نیزہ داروں
کے اور ستاویں رسالہ بادشاہی اور ایک پلٹن گورا اور دو پلٹنیں ہندوستانی
اور اٹھ توپوں کے ہمراہ نہایت شان و شوکت سے شملہ سے اتر کر مقام روپڑ پر
جو کنارہ شرقی دریائے ستلج کا ہے نزول فرمایا - اور خیمے گاڑے گئے - اور
گورنر جنرل بہادر نے مہاراجہ کی خدمت میں میجر جنرل رامزی صاحب بہادر سپہ سالار
ہند کو مزاج پرسی اور خبر رسانی کے لیئے بھیجا پس دوسرے دن علے الصباح مہاراجہ
نے شہزادہ کھڑک سنگھ کو بہمراہی راجہ گلاب سنگھ و سردار ہری سنگھ و راجہ
سنگت سنگھ و سردار عطر سنگھ و شام سنگھ کے مزاج پرسی کو بھیجا پس مہاراجہ نے
بروز مقررہ آٹھ سو سوار کو لباس زردی زرق برق اور امیران دربار کو دستاریں

گلرنگ اور کمربند سونہری اور تلواریں جواہر دار مرصع بجواہر زرین قبضہ اور سپر
دوش پر پہنا کر اور گھوڑوں پر سوار کر کے کنارہ شرقی پر صف در صف کھڑا کر دیا
اور خود مہاراجہ لباس شاہانہ پہن کر مانند بدر منیر کی برج عماری زرین مکلل گوہر
آبدار میں جس سے آفتاب کی طرح رشمیں چھوٹتی تھیں سفید ہاتھی پر سوار ہوا - اور
فیل سفید کے پہلو بہ پہلو درمیان دو رویہ صفوں گورنری کے کہ یہاں سے تا دروازہ
خیمہ نواب گورنر جنرل بہادر کھڑی تھیں - سفید ہاتھی پر بہ اجابت سلام دو طرفہ
جارہا تھا کہ نواب گورنر جنرل بہادر فیل کوہ تمثال پر زرین عماری میں نہایت
زیب و زینت اور چمک دمک سے مہاراجہ کے استقبال کو نکل کر آگے سے پہنچکر
دونوں عماریوں کو برابر کیا اور ہاتھ سے ہاتھ ملایا اور نہایت خندہ پیشانی و مرسر
القلبی سے ایک دوسرے کی خیریت پوچھی اور مہاراجہ اپنی عماری سے نواب
گورنر جنرل بہادر کی عماری میں اتر آیا گویا قران السعدین ہو گیا - مہاراجہ نے دیکھا
کہ میدان فوجوں سے بھرا ہوا ہے گویا دریا لہریں مار رہا ہے اور صدہا خیمے نصب
ہیں اور درمیان دربار وسیع کھینچا ہوا ہے اور اس کی زمین پر فرش بچھا ہوا ہے
ریاحین اور گلہائے رنگا رنگ کے گملے اس کے اردگرد نہایت خوشنمائی کا
جلوہ دکھا رہے ہیں اور اس کے درمیان ایک خرگاہ نہایت بلند پا بطناب
ہے جس کی خوشنمائی کو دیکھ کر عقل حیران ہوتی تھی - اس عالیشان خیمہ کے
اندر دونوں جانب سیمین کرسیاں دو رویہ بچھی ہوئی تھیں - اور دو کرسیاں زرین
مرصع بجواہرات شاہانہ اس کے درمیان تھیں - کچھ دیر دونوں صاحبوں نے آپس میں
بڑی گرمجوشی اور دلی محبت سے باتیں کیں - آخر نواب گورنر جنرل بہادر نے دو
گھوڑے شاہانہ نہایت خوب صورت اور ایک ہاتھی سفید ملک برما کا اور
اکانویں کشتیاں ملبوسات و جواہرات و زیورات شاہی سے لبالب تحفہ دوستانہ
مہاراجہ کے آگے نذرانہ گذرانا - مہاراجہ نے بڑی خوشی اور خورسندی سے قبول
فرمایا - اور دونوں صاحب برجعت قہقری اپنے اپنے خیموں میں چلے گئے پس
دوسرے دن علی الصباح نواب گورنر جنرل بہادر بعزم ملاقات مہاراجہ فیل
کوہ پیکر کی عماری میں جلوہ فرما کر تشریف لائے - رجنٹ بادشاہی قانونی پہرہ لانے کو

اور قواعد پریٹ کے قاعدے پر بدستور شائستہ پاشند کو جب قدم بقدم گئے چلے اور انگریزی باجے فوج کے آگے ایسے خوش آواز سے بج رہے تھے کہ سننے والوں کے ہوش کا طائر آشیانہ دماغ سے اڑاتے تھے۔ اور تانسین کی تان کو بھلاتے تھے پس شہزادہ کھڑک سنگھ و شیر سنگھ نواب صاحب بہادر کے استقبال کو نکل کر پانچ تار راہ جا ملے جب نواب صاحب بہادر ستلج کے پار آن پہونچے تو مہاراجہ ہاتھی پر سوار ہو کر نواب صاحب بہادر کے استقبال کو پہونچے اور دونوں عماریاں مقابل جا ہوئیں۔ اور دونوں صاحبوں نے آپسمیں ہاتھ ملائے۔ اس دھوم دھام اور اجلال شاہانہ سے کہ شاہان زمانہ نے خواب میں بھی نہ دیکھا ہوگا۔ مہاراجہ کی منزل پر پہونچے۔ مہاراجہ کی طرف سے نواب صاحب بہادر کی سلامی میں توپیں چلائی گئیں۔ جن میں بھنگیوں کی توپ بھی شامل تھی۔ اور ان کی آواز سے رعد پر خروش کی طرح ہوش بے ہوش ہوتا تھا دونوں اتر کر دربار خاص میں داخل ہوئے اور زرین کرسیوں پر جو جواہرات سے مرصع تھیں دونوں آن بیٹھے۔ پھر مہاراجہ نے نواب صاحب بہادر کا ہاتھ پکڑ کر بڑی عزت واکرام سے تخت پر بٹھایا۔ اور سیمین کرسیوں پر جو صف بصف دو رویہ قایم تھیں شاہزادے اور ارکان سلطنت مہاراجہ کی کرسی اور نواب صاحب بہادر کے تخت کا پایہ چوم کر بیٹھ گئے۔ پس درمیان دونوں صاحبوں کے محبت آمیز باتیں ہونے لگیں۔ رابطہ اتحاد اور ضابطہ وداد کو آپس میں مربوط و مضبوط کیا تمام اہل مجلس نقش دیوار کی طرح خاموش تھے۔ آخر مہاراجہ نے چار گھوڑے عربی بزین زرین مرصع مزین اور دو ہاتھی سفید اور ایک سو کشتی ملبوسات جواہرات و زیورات شاہانہ سے لبالب نواب صاحب بہادر کی خدمت میں پیشکش کیں۔ پس نواب صاحب بہادر نے بڑی خوشی سے یہہ تحایف قبول کئے اور تو دو داستحاد کے محکم وعدے کر کے شملہ کو تشریف لے گئے اور مہاراجہ صاحب لاہور میں تشریف لائے۔

ان ایام میں شاہ شجاع الملک نے فوجیں جمع کیں اور مہاراجہ نے بھی شاہ شجاع الملک کو امداد دینے کا وعدہ کیا۔ لیکن پھر مہاراجہ نے سوچا کہ اگر شجاع الملک

کابل کو فتح کر لے گا تو یقین ہے کہ زر و جواہرات جو ہم سے چھین لیے تھے اور کوہ نور وغیرہ چھین لینے میں اس پر کی ہیں اُن کا بدلہ و انتقام ہم سے لے گا۔ اس لیے مہاراجہ نے شاہ شجاع الملک کے چلے جانے کے بعد دوست محمد خان والی کابل کو لکھا کہ شاہ شجاع الملک کابل کو فتح کرنے کے ارادہ پر آتا ہے۔ وہ انگریزوں سے ملکر عیسائی ہو گیا ہے اس کا مذہب اب کرسٹان ہے اگر اس نے کابل فتح کر لیا تو اس تمام علاقہ میں مذہب عیسائی کو رواج دے گا اور دین محمدی کو نابود کرنے پر زور لگا دے گا۔ پس جب کابلیوں نے یہ خبر سنی تو فوجی اور شہری اور تمام جنگلی لوگ دوست محمد خان کے پاس جمع ہوئے اور غزا کے ارادہ پر شہادت کے امیدوار ہو کر شجاع الملک کے لشکر پر ٹوٹ پڑے۔ مقابلہ شدید اور جنگ عظیم ہوا کابلی لوگ بھی اکثر مارے گئے مگر ہزیمت شاہ شجاع الملک کے لشکر کو ہوئی۔ اور اس کا بہت لشکر مارا گیا۔ باقی لشکر کو لے کر شاہ شجاع الملک لدھیانہ میں پہونچا۔

ان دنوں میں نواب گورنر جنرل بہادر سابق تبدیل ہوئے اور اُن کی جگہ لارڈ اکلنڈ صاحب بہادر شملہ میں پہونچے پس مہاراجہ نے چیت سنگھ اور کرم سنگھ کے ہاتھ تحائف گران بہا اور ہدایائے قیمتی لارڈ صاحب جدید کی خدمت میں ارسال کیے پس میکناٹن صاحب بہادر سفیر انگریزی اور ویڈ صاحب ایجنٹ گورنر صاحب بہادر تحایف شریفہ لے کر مہاراجہ کی خدمت میں پہونچے اور ظاہر کیا کہ سرکار انگریزی بموجب درخواست شاہ شجاع الملک کے کابل پر تاخت لانے اور حملہ شدید کرنے کی عازم ہے تاکہ شجاع الملک کو کابل کے تخت پر بٹھایا جاوے کہ وہی ملک کا وارث اور حقدار ہے اور دوست محمد خاں اور دوسرے وزیروں کو برخواست کر دینے کا ارادہ ہے پس مہاراجہ بھی سرکار کی امداد کرے۔ اور شکارپور سے سندھ کے علاقہ تک مہاراجہ بیدخلی کی سند لکھ دے اور دوستی و اتحاد کے راہ سے اپنی فوج بھی سرکاری فوج کے ہمراہ بھیجے۔ مہاراجہ نے طوعاً و کرہاً اس بات کو منظور کیا پھر نئے لاٹ صاحب نے مہاراجہ کی ملاقات کے واسطے لکھا اور مقام ملاقات کا فیروزپور مقرر کیا۔ مہاراجہ صاحب امرتسر میں تشریف لائے اور گورنر جنرل بہادر جدید کو لکھا کہ امرتسر میں ملاقات کے واسطے تشریف ارزانی فرماویں

چنانچہ لاٹ صاحب بہادر بھی امرت سر میں رونق افروز ہوئے۔ مہاراجہ نے رسوم مہمانداری بوجہ احسن ادا کیں اور تین دن تک امرت سر میں قیام کر کے چوتھے روز ہمراہ لاٹ صاحب بہادر کے لاہور میں تشریف لائے شالامار باغ میں عیش و عشرت کے جلسے ہوتے رہے رات کو چراغان ہوتے رہے اور آتشبازیاں چھوٹتی رہیں۔ تقدیراً انہیں روز دن میں مہاراجہ کو لقوہ اور فالج کی بیماری لاحق ہوئی۔ چنانچہ زبان بالکل بولنے سے رہ گئی۔ اشاروں سے باتیں سمجھاتا تھا۔ چوتھے روز لاٹ صاحب نے سرکار انگریزی کی فوج گزرنے کے لئے مہاراجہ سے اجازت مانگی۔ مہاراجہ نے اشارہ سے سمجھایا کہ اس شرط پر فوج انگریزی کو لاہور سے گذرنے کی اجازت دیتا ہوں کہ یہاں گاؤکشی نہ کریں۔

پس ویڈ صاحب بہادر بہ معہ شاہزادہ تیمور پسر شجاع الملک انگریزی فوج لے کر وارد لاہور ہوئے اور مہاراجہ نے فوج کثیر انگریزوں کی مدد کے واسطے ہمراہ شاہزادہ نونہال سنگھ بافسری جرنیل ونتورا صاحب کے عنایت کی اور تمام فوجیں جمع ہو کر پشاور کو روانہ ہوئیں۔

اس کے بعد مہاراجہ کی بیماری دن بدن بڑھتی گئی اور زندگانی کی امید منقطع ہو گئی۔ پس مہاراجہ نے تمام افسران و سرداران فوج کو جمع کر کے اشارہ سے حکم دیا کہ کھڑک سنگھ کو تمام امور سلطنت کے سونپے جاویں اور اپنے ہاتھ سے راجگی کا تلک کھڑک سنگھ کے ماتھے پر لگایا۔ اور دھیان سنگھ کو خلعت وزارت کے عطا فرما کر اشارہ سے حکم دیا کہ آپ دھیان سنگھ کو کل امور سلطنت کا مدار المہام سمجھا جاوے۔

اس کے بعد پھر مہاراجہ پر غشی طاری ہوئی چار دن میں کبھی ہوش میں آتا اور کبھی بے ہوش ہو جاتا۔ ان دنوں میں بائیس لاکھ روپیہ نقد اور پچیس لاکھ روپیہ کا اسباب خیرات کیا گیا۔ آخر بروز پنجشنبہ ۵ ماہ ساون سمت ۱۸۹۶ غروب آفتاب کے قریب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس جہان فانی سے انتقال کیا دوسرے روز بعد مہاراجہ کا بوان دروازہ مغربی لاہور کے باہر کنارہ دریا پر لے گئے۔ دو رانیاں گیارہ کنیزیں مہاراجہ کے ہمراہ ستی ہوئیں اور کھڑک سنگھ نے داغ دیا۔ پس

بوقت سعید اور نیک طالع کے شاہزادہ کھڑک سنگھ اپنے باپ کے ممالک مملوکہ کا مالک ہوا۔ اور دھیان سنگھ مدارالمہامی اور وزارت کبرائے کی کرسی پر متمکن ہوا کچھ دنوں تک اسی طرح کام چلتا رہا۔ پھر کھڑک سنگھ نے امور سلطنت کی باگ سردار چیت سنگھ کے ہاتھ میں دی۔ چنانچہ کھڑک سنگھ اور دھیان سنگھ اب نام کے راجہ اور وزیر تھے اصل حکومت سردار چیت سنگھ کی تھی۔ کنور نونہال سنگھ نے اپنے باپ راجہ کھڑک سنگھ کو بہت سمجھایا کہ امور سلطنت سے بے اعتنائی نہ کرنی چاہئے اور اور انتظام جدید کرکے مُلک کو سمبالنا مناسب ہے مگر کھڑک سنگھ نے بیٹے کی ایک نہ سُنی۔ پس کنور نونہال سنگھ نے اراکین دربار کی تجویز سے چیت سنگھ کو مثمن برج میں قتل کر دیا۔ مہاراجہ کھڑک سنگھ اپنے بیٹے کی اس حرکت پر ناراض ہوا اور تخت سے علیحدہ ہوکر گوشہ نشینی اختیار کی اور کنور نونہال سنگھ نے بیس سال کی عمر میں مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوکر دھیان سنگھ کو خلعت وزارت عطا کی۔

ان دنوں میں انگریزوں نے کابل کو فتح کرکے شاہ شجاع الملک کو تخت کابل پر بیٹھایا۔ اور پشاور و ڈیرہ جات کو کابل سے ملحق کرنے کی کوشش میں تھے کہ کھڑک سنگھ سخت بیمار ہوکر مرگیا۔ اُس کو چتا میں رکھ کر واپس آرہے تھے کہ کنور نونہال سنگھ اور راجہ ادہم سنگھ جو قلعہ کی دہلیز اول میں داخل ہوئے تو اُن کے سر پر ایک پُرانی دیوار قلعہ کی گری اور وہیں پس کر مر گئے اور باپ کی چتا کے ساتھ بیٹے کی چتا بھی جلائی گئی۔ نو لونڈیاں اور دو رانیاں ان کے ساتھ ستی ہوئیں۔ پس سندہانوالیہ سرداروں کے مشورہ سے رانی چند کنور مسند نشین ہوئی اور کل امور سلطنت وحکومت اُس کے متعلق ہوگئے۔ راجہ دھیان سنگھ اُس کا نایب اور وزیر مُقرر ہوا۔ اور شہزادہ شیر سنگھ و سردار لہنا سنگھ و سردار عطر سنگھ مشیر و ارکان دربار کئے گئے۔

ان دنوں میں دوست محمد خاں والی کابل انگریزوں کے ہاتھ میں قید ہوکر ہندوستان میں لایا گیا۔

پس شہزادہ شیر سنگھ ناراض ہوکر بٹالہ کو اور دھیان سنگھ جموں کو چلا گیا

پس شیر سنگھ نے دھیان سنگھ اور انگریزوں کے ساتھ سازش کر کے لاہور پر لشکر کشی کی۔ پس سندھانوالیہ سکھوں نے شیر سنگھ کے مقابلہ پر فوجیں جمع کر کے چڑھائی کی۔ مگر تمام فوجیں شیر سنگھ کے ساتھ مل گئیں۔ اور شیر سنگھ دہلی دروازہ سے لاہور میں داخل ہوا۔ اور دروازہ سے قلعہ تک مکانات جلا دیئے اور مال و اسباب سب لوٹ لیا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ تین دن تک قلعہ پر توپیں چلاتا رہا آخر چوتھے روز دھیان سنگھ جموں سے پہونچا اور صلح سے دروازہ کھولا گیا شیر سنگھ نے قلعہ میں داخل ہوتے ہی جو کچھ سامان و اسباب قلعہ میں موجود تھا سب لوٹ لیا۔ اور سندھانوالیہ سکھوں کو چن چن کر قتل کیا۔ مگر سردار عطر سنگھ و اجیت سنگھ مفرور ہو کر نکل گئے۔ اور ستلج سے گذر کر انگریزوں سے جا ملے۔

ان دنوں میں کابلی پٹھانوں نے شورش برپا کر کے شاہ شجاع الملک کو شہید کر دیا۔ اور انگریزوں کی فوجیں واپس آئیں۔

ادھر راجہ شیر سنگھ نے مستقل تخت نشین ہو کر دھیان سنگھ کو اپنا مدار المہام اور وزیر اعظم مقرر کیا۔ اور شاہزادہ پرتاب سنگھ کو معہ دھیان سنگھ کے تحایف قیمتی دے کر ہمراہ افواج کشیر کے لارڈ النبر صاحب بہادر گورنر جنرل کی ملاقات کو بھیجا۔ چنانچہ انگریزوں سے راجہ شیر سنگھ کی دوستانہ راہ رسم قایم ہوئی۔

انہیں دنوں میں دوست محمد خاں امیر کابل انگریزوں کی قید سے چھوٹ کر کابل کے ارادہ پر لاہور میں وارد ہوا۔

انہیں دنوں میں رانی چند کنور کا انتقال ہوا۔ اور شیر سنگھ نے دھیان سنگھ کو مدار المہامی سے معزول کر کے بھائی گورمکھ سنگھ کو اس کی جگہ قائم مقام کیا اور سردار عطر سنگھ و اجیت سنگھ کو بھی شیر سنگھ نے انگریزوں کے پاس سے بلا لیا اور لاہور میں ان کو اعلے منصبوں پر قایم کیا۔

پس دھیان سنگھ نے عطر سنگھ و اجیت سنگھ کے ساتھ سازش کر کے شیر سنگھ کے قتل کی تجویز ان سے ٹھیرائی۔ چنانچہ ایک دن شیر سنگھ بلاول شاہ کے باغ میں کچہری لگا کر بیٹھا ہوا تھا۔ کہ سردار اجیت سنگھ ایک عمدہ قرابین ہاتھ

میں لیئے شیر سنگھ کے پاس آیا - اور دوسرے کہا کہ یہ قرابین سرکار کے لائق ہے جب شیر سنگھ نے قرابین کی طرف ہاتھ دراز کیا تو اجیت سنگھ نے قرابین سیدھی کرکے پیچھے سے گھوڑا دبایا اور گولی شیر سنگھ کے سینہ سے گذر گئی وہیں گر کر ڈھیر ہو گیا اور اسی باغ میں شیر سنگھ کا بیٹا پرتاب سنگھ فقیروں اور محتاجوں کو خیرات و صدقات تقسیم کر رہا تھا کہ لہنا سنگھ تلوار کھینچکر اُس پر دوڑا - محتاجوں اور فقیروں کا جمگھٹا منتشر ہو گیا - اور پرتاب سنگھ ننگی تلوار دیکھ کر لہنا سنگھ کے پاؤں پر گرا اور عجز و نیاز سے جان بخشی کا خواستگار و ملتجی ہوا - مگر لہنا سنگھ کو رحم نہ آیا - اور ایک ضرب شمشیر سے اس کا کام تمام کر دیا - پس سندانوالیہ سردار بڑی خوشنودی سے قلعہ میں داخل ہوئے اور اندر جاتے ہی قرابین سے دھیان سنگھ کو قتل کر دیا - اور برج مثمن میں سردار دلیپ سنگھ کو حکومت کی مسند پر بٹھایا -

پس ہیرا سنگھ پسر دھیان سنگھ نے اپنے باپ کے مارے جانے کی خبر سنکر فوجی افسروں کو مال و زر کثیر کا طمع دے کر سندھانوالیہ سکھوں کے قتل پر آمادہ کیا - پس آدھی رات کے وقت ہیرا سنگھ نے قلعہ کا محاصرہ کرکے گولہ باری شروع کر دی - سندھانوالیہ سرداروں سے لہنا سنگھ و اجیت سنگھ مارے گئے اور سردار عطر سنگھ معہ پسر خود گوہر سنگھ کے فراری ہو کر انگریزوں کے پاس جا پہونچا - ہیرا سنگھ نے دلیپ سنگھ کو ہی گدی نشین رہنے دیا اور خود اُس کا وزیر مُقرر ہوا - اور اپنے مصاحب پنڈت جلّا کو دلیپ سنگھ کا مدار المہام مُقرر کیا -

پس رانی جنداں دلیپ سنگھ کی والدہ اور سردار جواہر سنگھ دلیپ سنگھ کے ماموں کو ہیرا سنگھ کی وزارت اور پنڈت جلّا کی مدار المہامی سخت ناگوار گذری - اور سوچیت سنگھ ہیرا سنگھ کا چچا بھی ناراض تھا - کیونکہ وہ اپنے دست پروردہ برادر زادہ کے ماتحت نہیں رہنا چاہتا تھا - پس سوچیت سنگھ بلا اجازت جموں کو چلا گیا - اور جواہر سنگھ نے چاہا کہ انگریزوں کے علاقہ میں چلا جاوے - ہیرا سنگھ کو خبر ہوئی - اُس نے جواہر سنگھ کو قید کر لیا اور بہت دنوں کے بعد رانی جنداں کی سفارش سے اُس کو قید سے خلاص

کیا اور سوچیت سنگھ نے جموں سے دلیپ سنگھ کے فوجی افسروں اور درباری امیروں کو مخفی پیغام بھیجکر ہیرا سنگھ کے معزول کرا دینے پر سازش کی اور خود اُس کی جگہ وزیر بننے کی تجویز ٹھیرائی۔

اور ملک فتح خاں قوم ٹوانہ ساکن مٹھ ٹوانہ جو دھیان سنگھ کی عنایات و الطاف سے معزز و ممتاز بنکر درباری امیروں میں شمار کیا جاتا تھا۔ اِن مفسدہ کے ایام میں سندھانوالیہ سکھوں کا ہمراہی بنکر قتل دھیان سنگھ کے مشورہ میں اُن کا ساتھی رہا۔ اور جب دھیان سنگھ اجیت سنگھ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ تو یہ بھی وہاں حاضر تھا۔ مگر اُن کے روبرو اُف نہ کرسکا۔ اور جب سرداران سندھانوالیہ مارے گئے تو ملک فتح خاں لاہور سے بھاگ کر ڈیرہ اسماعیل خاں میں پہونچا۔ اور راجہ سوچیت سنگھ کے اغوا سے بہمراہی پسر ساون مل ناظم ملتان مفسدہ شروع کیا اور ملک فتح خاں و راجہ سوچیت سنگھ نے کشمیرا سنگھ و پشورا سنگھ کو اس بات پر اُٹھایا کہ وہ سیالکوٹ میں قبضہ حاصل کریں۔ چنانچہ اُنہوں نے وہاں فساد عظیم بپا کیا۔ آخر راجہ گلاب سنگھ جموں سے فوج عظیم لیکر اُن کی سرکوبی کے لیے سیالکوٹ میں پہونچا۔ اور مفسدوں کا جمگھٹا تمام متفرق و آوارہ ہوگیا اور ایسے بھاگے کہ پھر نظر نہ آئے۔

القصہ راجہ سوچیت سنگھ لشکر کثیر جمع کرکے لاہور میں پہونچا مگر لشکر کو مقام شاہدرہ میں چھوڑکر اراکین دربار اور ایکسو سوار کے ہمراہ لاہور میں مقام میاں وڈا صاحب کے قریب اُترا۔ اور افسران فوج کو بلاکر پوچھا کہ آپ تمہاری کیا مرضی ہے تمام نے یک زبان ہوکر امداد سے انکار کیا اور ایک پہر رات باقی تھی۔ کہ ہیرا سنگھ نے سوچیت سنگھ کا محاصرہ کیا صبح تک راجہ سوچیت سنگھ معہ ہمراہیوں کے توپوں کی باڑہ سے مقتول ہوگیا۔ پس ہیرا سنگھ نے اُس کی نعش کو لاہور میں لاکر چتا میں جلایا۔ اور اُس کی رانیاں اُس کے ساتھ ستی ہوگئیں۔ پس عطر سنگھ جو انگریزوں کے پاس گیا ہوا تھا۔ کسی قدر فوج جمع کرکے بھائی بیر سنگھ کے پاس پہونچا۔ اور بھائی بیر سنگھ اُس کا ممد و معاون ہوا اور وعدہ کیا کہ میں تجھے وزارت کا عہدہ لے دونگا۔ چونکہ بھائی بیر سنگھ سکھوں کا گورو اور صاحب

تعظیم عظیم سکھوں میں مانا جاتا تھا۔ اس لئے ہیرا سنگھ کو اس خبر سے خوف پیدا ہوا اور لشکر کثیر عطر سنگھ کی سرکوبی کے لیئے بھیجا۔ پس لشکر نے بھائی بیر سنگھ کے مقام پر پہونچ کر عطر سنگھ کے بازو مانگے۔ بھائی مذکور نے مرشدی کے دعوے پر بازو دینے سے انکار کیا۔ پس فوجی افسروں نے ایک وکیل کو قتل کی سازش کر کے عطر سنگھ کے پاس بھیجا۔ اثنائے کلام میں وکیل نے عطر سنگھ کے قتل پر تلوار کھینچی۔ عطر سنگھ نے سعادم کر کے پیش دستی سے وکیل کو قتل کر ڈالا۔ سکھوں نے جب وکیل کے قتل ہو جانے کی خبر سنی تو مقام کے ارد گرد توپوں سے محاصرہ کر کے گولہ اندازی سے ایک ساعت میں مقام کو مسمار کر کے کفدست کی طرح صاف کر دیا خود بھائی صاحب بھی ایک توپ کے گولہ سے مقتول ہو گئے۔ تمام چیلے و صاحب لوگ بے گناہ مارے گئے اور مال مویشی وسامان بھائی بیر سنگھ کا جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گیا۔ اور عطر سنگھ بھی وہیں مارا گیا۔ سکھی فوج نے اگرچہ اس مقابلہ میں کامیابی کے سبب خوشی و فرحت حاصل کی۔ مگر بہ سبب ندامت و شرمساری قتل بھائی بیر سنگھ کے تاہم سب سرنگون تھے۔ اور کشمیرا سنگھ پسر مہاراجہ رنجیت سنگھ کا بھی اس ابتری میں مقتول ہو گیا۔

پس ہیرا سنگھ سوچیت سنگھ اور کشمیرا سنگھ کے مارے جانے سے خوش وقت اور مطمئن ہوا کیوں کہ یہی اس کے دلی بدخواہ اور اس کی وزارت سے ناراض تھے۔ مگر اس زمانہ میں خالصہ جی کی فوج اس قدر بیباک و شوخ چشم تھی کہ اپنے خیال میں ہر ایک سپاہی بجائے خود خود مختار و فرمان روا تھا۔ حاکمی اور محکومی و نمازی و بندوئی کا لحاظ فوجی لوگوں سے اٹھ گیا تھا۔ بلکہ حاکم وقت ان سے کانپتے اور خوف کھاتے تھے جس کو چاہتے تخت سے اتارتے اور جس کو چاہتے قتل کر ڈالتے حاکم ایک نام کا حاکم ہوتا تھا جس راستہ سے سکھوں کی فوج ایک دفعہ گذر جاتی تھی کئی سالوں تک وہ علاقہ غیر آباد رہتا۔ عصر کے وقت فوجی لوگ بازار سے گذرتے تو شیرینی فروشوں کے دوکان سے مٹھائی کے خوانچے اٹھا کر چلے جاتے۔ اور سبزی فروشوں کے ٹوکرے سبزی کے خالی کر کے چلے جاتے۔ کسی کو دم مارنے کی طاقت نہ تھی۔ اگر کوئی ذرہ بھی انکار کرتا تو فی الفور قتل کیا جاتا۔ ملک میں بدامنی کا طوفان اٹھا ہوا تھا۔ نہ کوئی

قانون تھا نہ کوئی عدالت کا طریق تھا۔ شہروں اور علاقہ جات میں خون ناحق ہوتے تھے اور کوئی پوچھتا نہ تھا۔ اگر کوئی قاتل گرفتار ہو جاتا۔ تو مقتول کے وارثوں کی حق رسی کا خیال حاکمان وقت کو نہ تھا۔ بلکہ قاتل کے وارثوں سے زر کثیر لے کر قاتل کو چھوڑا جاتا اور قتل کا قصاص نہ ملنے سے مقتول کے وارث پھر اپنا بخار نکالتے اور متواتر قتل کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔

القصہ اُس خونخوار زمانہ کے ظلم اور ستم شمار نہیں کئے جاتے۔

چونکہ پنڈت جلا نہایت بدزبان و زشت کلام اور ترش خو اور تند طبیعت تھا اس لئے تمام اہل دربار اُس کی طبیعت سے متنفر اور اُس کی بداخلاقی سے ناراض تھے۔ چنانچہ گلاب سنگھ اُس کے ہاتھ سے آٹھ آٹھ آنسو روتا۔ اور لہنا سنگھ مجیٹھیا اُس کے ہاتھ سے تنگ آکر دربار سے تیرتھ کو چلا گیا۔ اور مصر لال سنگھ بھی دربار سے برکنار ہوا اور رانی جنداں اور جواہر سنگھ بھی پنڈت کے ہاتھ سے دل افگار اور غمناک تھے پس رانی جنداں اور جواہر سنگھ نے خالصہ جی کی فوج سے سازش کر کے پنڈت جلا کی معزولی پر پختہ تجویز ٹھیرائی۔ ہیرا سنگھ نے جب یہ خبر سُنی تو خالصہ جی کے خوف سے کانپا اور جان لیا کہ اب فوجی لوگوں کے ہاتھ سے میرا بچنا بھی محال ہے۔ لہذا پنڈت جلا اور میاں سوہن سنگھ و میاں لابھ سنگھ کو ہمراہ لے کر خزائن لاہور سے اشرفیوں اور جواہرات سے بے شمار قیمتی اموال نکال کر ہاتھیوں پر لاد کر راتوں رات جموں کو روانہ ہوا دوسرے دن خالصہ جی (فوجی سکھوں) کو خبر ہوئی سکھوں کی پلٹنیں مع توپ خانہ اُن کے پیچھے روانہ ہوئیں۔ اور راوی کے کنارہ پر اُن کو پہونچکر جا گھیرا۔ تمام مال لوٹ کر ہیرا سنگھ اور پنڈت جلا کے سر کاٹ کر لاہور میں لائے اور سوہن سنگھ و لابھ سنگھ کی نعشوں کے گوشت کتوں اور گیدڑوں نے کھائے ان دونوں کے سروں کو مکان پلید میں دفن کیا۔ اور لاہور کے لوگ وہاں پیشاب کرتے تھے پس جواہر سنگھ وزیر مدار المہام ہوا اور مصر لال سنگھ کو خطاب راجگی کا عطا ہوا۔

ان دنوں میں دیوان ساون مل ناظم ملتان ایک اپنے سپاہی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور اُس کا بیٹا مولراج اُس کی جگہ مقرر ہوا۔ اور پشورہ سنگھ پسر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے سیالکوٹ میں لشکر جمع کر کے اپنا قبضہ جمایا اور قلعہ اٹک کو اپنے تسلط میں لایا

پس چتر سنگھ اٹاریوالہ جو دلیپ سنگھ کا سسر تھا۔ پشورہ سنگھ کی سرکوبی پر معین ہوا اور جواہر سنگھ و فتح خاں ٹوانہ میں دوستی بدرجہ کمال تھی۔ لہٰذا جواہر سنگھ نے فتح خاں ٹوانہ کو سردار چتر سنگھ کی امداد پر بھیجا۔ دونوں نے جا کر قلعہ اٹک کا محاصرہ کیا لاہور کے سکھوں نے کہا کہ پشورہ سنگھ اصل مالک لاہور کا ہے اس کو لاکھ روپیہ آمدنی کا ایک علاقہ دے کر اس سے صلح کرنی چاہیئے۔ اگرچہ جواہر سنگھ کو یہ بات منظور نہ تھی مگر خالصہ جی کے خوف سے منظور کر لیا۔ پس فوجی سکھوں نے یہ مضمون پشورہ سنگھ کو لکھا۔ اس نے منظور کر کے قلعہ کی کلید فتح خاں ٹوانہ کے ہاتھ میں دی۔ پس فتح خاں نے جواہر سنگھ کی سازش سے پشورہ سنگھ کو راتوں رات قتل کر کے اس کا مردہ دریائے اٹک میں ڈال دیا۔ اور کسی کو خبر نہ ہوئی۔ پس جواہر سنگھ اس خدمت سے فتح خاں ٹوانہ پر بہت خوش ہوا۔ اور ملک سندھ کا بہت سا علاقہ اس کے نام پر کر کے اس کو دریائے سندھ کے کنارہ کا کلی مختار بنا دیا۔ پس فوج خالصہ جی کو جواہر سنگھ کی سازش سے پشورہ سنگھ کے مارے جانے کی خبر ہوئی۔ اور اس بات سے سخت ناراض ہو کر جواہر سنگھ کے مخالف ہوئے۔ پس جواہر سنگھ ہاتھی سوار ہوا اور دلیپ سنگھ کو اپنے آگے بٹھایا۔ اور رانی جنداں کو پہلے پہلو میں بٹھا کر فوج خالصہ جی سے معافی مانگنے کو آیا۔ پس فوج خالصہ جی مانند اجل ناگہانی اور مرگ مفاجات کے اس کے ہاتھی پر ٹوٹ پڑی اور دلیپ سنگھ کو اس کے آغوش سے نکال کر خیمہ میں لے گئے اور جواہر سنگھ کو ہاتھی کی پشت پر ہی قتل کر ڈالا۔ پس رانی جنداں بھائی کی نعش کو قلعہ میں لائی۔ دوسرے دن چتا جلائی۔ جواہر سنگھ کی دو عورتیں اور چار لونڈیاں ستی ہوئیں جس وقت اس کی عورتیں اور لونڈیاں چتا کی طرف جاتی تھیں سکھی فوج نے ان کی سخت بے حرمتی اور بے عزتی کی ان کے کانوں کی بالیاں کانوں سے کھینچیں اور کان کاٹ کر لے گئے۔ ان بیچاریوں کے کانوں سے خون کے فوارے چلتے تھے اور کسی کو رحم نہ آتا تھا۔

جواہر سنگھ کے بعد سکھوں کی فوج کی افسری اور وزارت کے عہدہ کو کوئی قبول نہ کرتا تھا یہ عہدہ موت کے برابر نظر آتا تھا۔ لاچاری سے رانی جنداں کارروائی کرتی تھی اور امور مملکت انہی کے ہاتھ سے سرانجام پاتے تھے۔ لیکن رانی مذکور اور اس کا

فرزند دلیپ سنگھ اور دوسرے اراکین دربار خالصہ جی کی فوج سے سہم ترساں
ولرزاں رہتے تھے اور ہر ایک دم کو دم آخرین جانتے تھے پس رانی جنداں اور
دوسرے اراکین دربار نے آپس میں مشورہ کیا کہ زبردست سکھوں کی فوجوں کو زیر
دست کرنا سوائے انگریزوں کے کسی اور کا کام نہیں پس ان کی فوجوں کو جو
غرور وتکبر کے نشہ میں چور ہیں اور ہر ایک متنفس ان میں سے فرعون کا ثانی اور شداد
ستم کا باقی ہے۔ انگریزوں کے مقابلہ میں ٹکرا کے پامال کرنا چاہئے۔ رانی جنداں
نے اپنے دربار میں افواج سکھی کو بلا کر کہا کہ انگریز لوگ خالصہ جی کے ہاتھ سے ملک
لے کر اپنے قبضہ میں لانا چاہتے ہیں تمام افواج خالصہ نے نہایت غضبناک ہو کر
بڑے جوش وخروش سے کہا کہ انگریزوں کی کیا طاقت اور کیا مجال ہے کہ
ہمارے ہاتھ سے ملک چھین کر اپنے قبضہ میں لا دیں۔ بلکہ دارا وسکندر وفریدوں
وجمشید جو بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہیں اگر آج ہوتے تو ہمارے زبردست
ہاتھوں کو دیکھ کر تمام زبردستیاں بھول جاتے اور ہمارے آگے عجز ونیاز سے جھک
جاتے۔ انگریز بیچارے ہمارے آگے کیا چیز ہیں ان کو تو ہم آج چاہیں تو ہندوستان
سے نکال دیں تو نکال سکتے ہیں تمام ملک خالصہ جی کا اور تمام ہندوستان ہمارا ہی ہے
کسی کو دم مارنے کی طاقت نہیں۔

پس واہگورو کی فتح اور خالصہ جی کی جے کے آوازے بلند ہوئے اور نہایت
جوش وخروش میں آکر افواج سکھان نے اسباب حرب وسامان جنگ
فوق الحاجت جمع کر کے لدھیانہ اور فیروزپور کی تیاری کی۔ پس نواب گورنر
جنرل بہادر نے انبالہ میں کمانڈر انچیف صاحب بہادر سے تجویز کر کے ستر ہزار
سپاہ اور اٹھتر توپیں لدھیانہ اور فیروزپور میں جمع کیں اور لارڈ ہارڈنگ صاحب
بہادر قلعہ لدھیانہ کے استحکام میں مشغول ہوئے اور لارڈ گف صاحب بہادر
چالیس ہزار فوج بمعہ توپخانہ لے کر افواج سکھوں کے مقابلہ پر مستعد ہوئے
اور فوج سکھی کے افسر سردار تیج سنگھ اور راجہ لال سنگھ و سردار شام سنگھ اٹاری والہ
تھے سکھی فوج کی تعداد انگریزوں کی فوج سے زیادہ تھی۔ جب خالصہ جی کی فوج
پہونچی تو ایک مقابلہ بمقام مدکی واقع ہوا اس مقابلہ میں تیس ہزار فوج سکھی بسپہ سالاری

راجہ لال سنگھ آٹھ ہزار سوار اور بائیس ہزار پیادہ معہ بتیس توپوں کے فوج انگریزی کے مقابلہ میں آئی ظہر کے وقت گولہ رانی شروع ہوئی - انگریزی فوج نے توپوں کی باڑھ سے میدان دھواں دھار کر دیا - مگر سکھوں کی فوج کا قدم آگے ہی بڑھتا تھا - ہتھیلی پر جان رکھ کر کمال چالاکی سے شجاعت دلیری کے جوہر دکھاتے تھے عصر کے وقت راجہ لال سنگھ سپاہ سالار افواج سکھی نے دیکھا کہ فتح خالصہ جی کی فوج کو ہوگی - اگر ایک ساعت اور لڑیں گے تو انگریزی فوج کو سخت ہزیمت ہوگی - سکھوں کی فوج نے ذرا دم نہ ہارا تھا اور فوج انگریزی کے چھکے چھوٹ گئے تھے لیکن راجہ لال سنگھ کا مطلب سکھی فوج کو ذلیل کرنا تھا - اور فتح انگریزی فوج کی چاہتا تھا - لہذا آٹھ ہزار سوار لے کر پچھلے پاؤں بھاگا اور قدرے پیادے بھی اس کے پیچھے چلے گئے مگر گیارہ ہزار پیادہ میدان میں لڑ رہا تھا - آخر جب ان پیادوں نے اپنا سپہ سالار نہ دیکھا اور تمام سوار بھی بھاگ جاتے ہوئے نظر پڑے تو ان پیادوں کے دل بھی ہار گئے اور انگریزی فوج نے ان پر متواتر حملے کئے اور ادھر سے وقت بے وقت ہو گیا یعنے دن ڈوبنے لگا تو فوج سکھی نے توپوں کو میدان میں ہی چھوڑ کر بھاگنا شروع کیا - انگریزی فوج نے ان کا تعاقب کر کے بہ تعداد کثیر سکھوں کو قتل کیا اور اندک جان سلامت لے کر نکل گئے - اس مقابلہ میں انگریزوں کی طرف سے چھ سو ستانویں آدمی زخمی ہوئے اور دو سو بارہ آدمی معہ مسٹر براڈ فٹ صاحب ایجنٹ سرکاری کے مارے گئے -

اور دوسرا مقابلہ بمقام بھائی پھیرو میں ہوا - بارہ پلٹنیں اور دس رجمنٹ سوار فوج سکھی نے بمعہ سو توپ کے مقابلہ کیا - سردار تیجا سنگھ فوج کا افسر تھا اور انگریزی فوج کے سپہ سالار سر ہیو گف صاحب بہادر اور لارڈ ہارڈنگ صاحب گورنر جنرل بہادر تھے - جنگ نہایت شدید ہوا - اور یہاں بھی امید تھی کہ سکھوں کی فوج فتح یاب ہوتی مگر تیجا سنگھ سپہ سالار فوج سکھی بمعہ سواران میدان سے بھاگ نکلا پس تمام فوج نے بیدل ہو کر بھاگنا اختیار کیا - اور تمام توپیں انگریزوں کے ہاتھ آگئیں اس مقابلہ میں چھ سو چورانویں آدمی انگریزوں کے مارے گئے اور ایک ہزار سات سو زخمی ہوئے -

تیسرا مقابلہ لدھیانہ کے متصل ہوا - ایک دستہ فوج سکھی ماتحت سردار رنجودہ سنگھ مجیٹھیہ اور ایک فوج سردار نہال سنگھ اہلووالیہ اور راجہ چیت سنگھ لاڈووہ والیہ کے ہمراہ لدھیانہ کے متصل اُترے ہوئے تھے ناگہ فوج انگریزی بسپہ سالاری جنرل سمتھ صاحب بہادر سکھی فوج کے آگے سے گذری - پس فوج سکھی نے انگریزی فوج پر توپیں چلانی شروع کیں - پس جنرل بہادر نے فوج کو مقابلہ پر آراستہ کرکے قایم کردیا - آخر بسبب قلت فوج اور کثرت سکھوں کے تمعہ لدھیانہ میں داخل ہوئی - اس مقابلہ میں انہتر ۶۹ آدمی فوج انگریزی سے مقتول اور ستر زخمی ہوئے - اور ہیرن صاحب اسسٹنٹ سارجنٹ معہ چند گوروں کے سکھوں نے گرفتار کرکے لاہور میں بھیج دیئے - رانی جنداں نے جب انگریزوں کی شکست فاش کی خبر سُنی تو شتر سوار بھیجکر گلاب سنگھ کو جموں سے منگایا - اور دلیپ سنگھ کا وزیر مقرر کرکے امور سلطنت اُس کے متعلق کر دیئے -

چوتھا مقابلہ مقام علیوال میں ہوا - جب فوج انگریزی شکست کھاکر لدھیانہ میں پہونچی تو اور فوجیں معہ توپ خانہ امداد کو آئیں اور مقابلہ شروع کیا - عین جنگ کی حالت میں سردار رنجودہ سنگھ نے پیٹھ دی اور سکھی فوج نے بھی بھاگنا شروع کیا - انگریزی فوج نے تعاقب کرکے متواتر گولہ باری سے اُنکو دور تک ہزیمت کی حالت میں پہونچایا - آگے دریا لہریں مارتا ہوا دکھائی دیا اور پیچھے سے انگریزی فوج نے دھاوا کیا - سکھوں نے دریا میں چھالیں لگائیں اور تمام غرق ہوگئے - مگر قلیل آدمی بچکر ساحل تک پہونچے اس مقابلہ میں ایک سو اکیس آدمی انگریزوں کے مقتول اور چار سو تیرہ زخمی اور پچیس آدمی مفقود ہوئے اور فوج انگریزی کو بے شمار غنیمتیں سکھوں کی فوج سے حاصل ہوئیں -

پانچواں مقابلہ مقام سبھراؤں میں ہوا تیس ہزار جنگی سوار اور پیادہ معہ اٹھاسٹھ توپ کے انگریزوں کے مقابلہ پر نکلے - سردار تیج سنگھ سپہ سالار تھا - طرفین سے گولہ باری شروع ہوئی - پس عین معرکہ جنگ میں سردار تیج سنگھ

کچھ سوار ہمراہ لے کر میدان سے بھاگ نکلا۔ تمام فوج سکھی حیران تھی کہ ہمارے افسروں کو کیا ہو جاتا ہے کہ بھاگنے پر زور دیتے ہیں اس کے بھاگنے کا خیال نہ کر کے فوج سکھی جنگ میں مشغول رہی۔ جب دوسرا افسر اُن کا شام سنگھ مارا گیا تو سکھوں کو شکست ہوئی۔ اور فوج انگریزی نے اُن کا تعاقب کر کے دریا تک پہونچایا جو کنارہ پر سے اُن کو قتل کیا۔ اور جو دریا میں گرے وہ سب غرق ہو گئے۔

اَب سکھی فوج کا خاتمہ ہو گیا اور اُن کی لن ترانیاں خاک میں مل گئیں۔ پس نواب گورنر جنرل بہادر نے بیس ہزار فوج لے کر مقام قصور کے قریب تنبو لگائے اور رانی جنداں کی طرف سے گلاب سنگھ وکیل ہو کر جناب نواب گورنر جنرل بہادر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور سرکار انگریزی کی خیر خواہی و دلی عقیدت ظاہر کی۔ آخر یہ بات مُقرر ہوئی کہ دریاے ستلج و بیاس کا علاقہ انگریزی قبضہ میں رہیگا اور خرچہ جنگ کی بابت دلیپ سنگھ ایک کروڑ روپیہ ادا کرے اور وہی رابطہ اتحاد سرکار انگریزی سے قایم رہے جو مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت تھا۔ پس گلاب سنگھ نے یہ باتیں منظور کیں اور اقرار نامے لکھے گئے۔

پس نواب گورنر جنرل بہادر مع فوج داخل لاہور ہوئے اور تمام دروازوں پر انگریزی پہرے قایم ہو گئے اور جابجا انگریزی عمل دخل ہوا۔ اَب دلیپ سنگھ نام کا راجہ رہ گیا۔

اور چوں کہ کروڑ روپیہ دلیپ سنگھ کے ذمہ تھا اور خزانہ میں روپیہ کی کمی تھی آخر بات یہ ٹھیری کہ علاقہ جموں اور ملک کوہستانی معہ تبت وغیرہ لاہور کی حد تک کوئی شخص اجارہ پر لیوے اور مُلک کی آمدنی سے روپیہ حسب قسط مقررہ سال بسال سرکار انگریزی میں ادا کرتا رہے اور دلیپ سنگھ اس روپیہ سے بری الذمہ و سبکدوش ہو۔

پس راجہ گلاب سنگھ نے یہ کروڑ روپیہ اپنے ذمہ پر لیا۔ اور مُلک مذکور اپنی ملکیت میں کر لیا۔

پس نواب گورنر جنرل بہادر نے گلاب سنگھ کو راجگی کا خطاب عطا کیا۔ اور

خلعت فاخرہ عنایت کرکے جموں میں روانہ کیا - اور راجہ لال سنگھ رانی جنداں
کی مرضی سے مدارالمہام لاہور کا مقرر ہوا -

گورنر جنرل بہادر واپس تشریف لے گئے اور رزیڈنٹ صاحب بہادر نے
انارکلی میں فوج کے لیئے چھاونی مقرر کی -

ان دنوں میں امام الدین ناظم کشمیر تھا اُس کو رزیڈنٹ صاحب نے لکھا
کہ کشمیر گلاب سنگھ کے حوالہ کرکے خود لاہور میں آجانا چاہیئے - امام الدین نے
راجہ گلاب سنگھ کے واسطہ دار کو درشت کلامی سے واپس کیا اور رزیڈنٹ کے
کہنے پر عمل کرنے سے انکار کیا - رزیڈنٹ صاحب فوج ہمراہ لیکر امام الدین
کی سرکوبی کے لیئے کشمیر پر چڑھائی کی - جب رزیڈنٹ کی فوج کشمیر میں پہونچی
تو امام الدین رزیڈنٹ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور راجہ لال سنگھ کا
لکھا ہوا کاغذ پیش کیا کہ ہرگز ہرگز کشمیر کا علاقہ راجہ گلاب سنگھ کو نہ دینا - پس
رزیڈنٹ صاحب نے کشمیر کا علاقہ راجہ گلاب سنگھ کے حوالہ کیا اور امام الدین
کو ہمراہ لیکر لاہور میں لائے - رزیڈنٹ صاحب نے راجہ لال سنگھ سے اُس
کاغذ کی بابت پوچھا - اُس نے انکار کیا مگر کاغذ کے کاتب نے اقرار کیا اور کہا
کہ کاغذ میں نے راجہ لال سنگھ کے حکم سے لکھا تھا - پس راجہ لال سنگھ کو رزیڈنٹ
صاحب نے وزارت سے معزول کرکے اکبرآباد میں بھیج دیا -

پھر وزارت کا عہدہ کونسل سے مُبدل ہوا - چنانچہ سردار تیج سنگھ اور دیوان
دینا ناتھ اور سردار شیر سنگھ اٹاریوالہ اور فقیر نورالدین یہ چاروں ممبر کونسل مقرر
ہوئے - ہرایک کام پولٹیکل امور سے ان کی رائے کے موافق جاری ہوتا اور
انصرام پاتا تھا - لیکن رزیڈنٹ کی منظوری اُس کام میں لی جاتی تھی - جب
نو مہینے حسب وعدہ گذر چکے اور رزیڈنٹ بمعہ فوج کوچ کرنے پر تیار ہوا - تو
ممبران کونسل اور اراکین دربار نے سکھوں کے فساد سے خوف کھا کر رزیڈنٹ سے
دلیپ سنگھ کے بالغ ہونے تک لاہور میں انگریزی فوج کے قایم رکھنے کی استدعا
کی - آخر بڑی دقت سے رزیڈنٹ نے منظور فرمایا اور فوج کی تنخواہ کا خرچ
بائیس لاکھ روپیہ سالانہ لاہور کے خزانہ سے دلیپ سنگھ کے نام مقرر ہوا اور رزیڈنٹ

صاحب نے سردار رنجھودھ سنگھ و بھائی نرائن سنگھ و سردار عطر سنگھ کالیانوالیہ و سردار شیر سنگھ سندھانوالیہ کو نائب السلطنت و اہالیان دربار مقرر کرکے حکم دیا کہ جس تجویز کو یہ چاروں صاحب متفق الرائے ہو کر سوچیں رزیڈنٹ کی منظوری سے وہ کام سرانجام پاوے پس یہ انتظام رانی جنداں کو سخت ناگوار ہوا کیونکہ وہ حکمرانی میں خود شامل ہونا چاہتی تھی۔ اس لیئے وہ اہالیان دربار و ممبران کونسل کی دشمن ہوگئی۔ اور بدمعاشوں سے سازش کرکے ان کے قتل کرانے پر آمادہ ہوئی۔ مگر تقدیر سے ممبران کونسل کو خبر ہوگئی۔ انہوں نے رزیڈنٹ کی منظوری سے رانی جنداں کو شیخوپورہ میں بھیجدیا اور وہیں اس کی سکونت مقرر ہوئی۔ جب کرنیل لارنس صاحب بہادر رزیڈنٹ کی تبدیلی پر مسٹر کری صاحب بہادر رزیڈنٹ مقرر ہوئے۔ تو رانی جنداں نے کاہن سنگھ اور گنگا رام اپنے نوکروں کے ذریعہ سے سکوٹ کے خانساماں سے سازش کرکے رزیڈنٹ بہادر مسٹر کری صاحب کو زہر دلانے کی تجویز کی۔ لیکن تقدیر سے راز فاش ہوگیا اور دونوں ملازم رانی جنداں کے سولی پر چڑھائے گئے اور رانی جنداں نہایت ذلت سے جلاوطن کی گئی۔

ان دنوں میں مولراج ناظم ملتان نے ملتان کی حکومت سے استعفا لکھ بھیجا تب اسسٹنٹ رزیڈنٹ معہ سردار کاہن سنگھ مان اور مسٹر انڈرسن صاحب کے ملتان میں تشریف لے گئے۔ مولراج نے ان کا استقبال کیا۔ اور بڑے اعزاز و اکرام سے قلعہ میں لایا۔ لیکن پھر اس کی نیت بدل گئی اور اپنے سپاہیوں کو اشارہ کرکے ان تینوں صاحبوں کو سخت مجروح کرادیا اور خود بر ملا باغی ہو بیٹھا پس بحکم رزیڈنٹ راجہ شیر سنگھ پسر چتر سنگھ اٹاریوالہ اور شیخ امام الدین و سردار شیر سنگھ سندھانوالیہ و عطر سنگھ کالیانوالیہ نے افواج کثیرہ لے کر باشمول کپتان اڈورڈس صاحب بہادر ملتان میں پہونچ کر شہر اور قلعہ کا محاصرہ کیا اور مولراج بھی شہر سے نکل کر دلیرانہ جنگ کرتا تھا بہت مدت تک جنگ شروع رہا اور یہی حال تھا کہ چتر سنگھ اٹاریوالہ نے بغاوت اختیار کرکے فساد برپا کیا اور اٹک و پشاور کو معہ دیگر علاقہ جات کے چناب کی حد تک قابض ہوگیا

بہت سے سکھ جو دربار لاہور سے معزول ہوئے تھے اُس کے ساتھ مل گئے اور قریباً لاکھ آدمی اُس کے ہمراہ جمع ہوگیا۔ اور نیز چتر سنگھ نے دوست محمد خان امیر کابل کو لکھا کہ اگر پنجاب سے انگریز نکالے جاویں تو پشاور و ڈیرہ جات ملحق ریاست کابل کئے جاویں گے۔ لہذا ہم کو امداد دینی چاہیئے۔ اب انگریزوں کو دو طرف سے خرخشہ نمودار ہوا۔ چتر سنگھ کے مقابلہ پر ہندوستان سے اور مولراج کی سرکوبی کے لیئے کراچی سے فوجیں منگائی گئیں۔ اور نواب بہاولپور نے بھی ملتان میں اپنی فوج امداد کے واسطے بھیجی۔ پس مولراج نے انگریزوں کی اطاعت منظور کی اور ملتان پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا۔ اور جو فوجیں چتر سنگھ کے مقابلہ پر آئی تھیں اُن کا مقابلہ سکھوں سے بمقام رسول نگر واقع ہوا اس مقابلہ میں چتر سنگھ و شیر سنگھ دونوں باپ بیٹا حاضر نہ تھے۔ مگر سکھوں نے کمال جوانمردی و شجاعت سے جنگ شدید کیا۔ چنانچہ انگریزوں کا بہت نقصان ہوا اور کیورٹن صاحب فوج کا افسر قتل ہوگیا۔

پھر سکھوں کی فوجیں سعد اللہ پور میں پہونچیں اور دوسرا مقابلہ سعد اللہ پور میں واقع ہوا۔ اس جنگ میں چتر سنگھ و شیر سنگھ بھی موجود تھے۔ فریقین سے سینکڑوں آدمی مارے گئے۔ پس سکھوں کی فوجیں یہاں سے موضع رسول میں پہونچیں اور تیسرا مقابلہ جو سب مقابلوں سے بڑھ کر تھا۔ اس مقام پر ہوا۔ جنگ برابر ایک مہینہ تک رہا۔ ہزار ہا آدمی فریقین سے مارے گئے پھر چتر سنگھ و شیر سنگھ وہاں سے گجرات میں پہونچے اور چوتھا مقابلہ گجرات میں ہوا۔ سکھوں نے بڑے جوش و خروش سے انگریزی فوج پر حملے کئے اور بڑے زور شور سے ہلے اور دھاوے کر کر دوڑے۔ لیکن انگریزی فوج بڑے تحمل اور وقار سے پاؤں جما کر استقلال سے قایم رہی۔ جب سکھی فوج دوڑ دھوپ سے تھک گئی اور اپنی تیزیاں دکھا دکھا کر کوفتہ و کمزور ہوگئی تو دفعتہً انگریزی فوج نے میدان میں نکل کر آتش حرب کو ایسا بھڑکایا کہ سکھی فوج کی آنکھوں میں جہان تاریک ہوگیا اور مقابلہ کی تاب نہ لا کر میدان سے بھاگ گئے۔ مال و اسباب بمعہ توپ خانہ اور ہتھیاروں و گھوڑوں کے میدان میں اپنی جان کا صدقہ چھوڑ کر

چلے گئے۔

چتر سنگھ و شیر سنگھ و دیوان حاکم رائے گرفتار ہوکر لاہور میں پہنچے گئے۔ اور رزیڈنٹ صاحب نے بمنظوری نواب گورنر جنرل بہادر ان تینوں کو جلا وطن کردیا۔ اور سکھی سلطنت کے ضبط کا حکم نافذ ہوا۔

دلیپ سنگھ کو چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ سالانہ پنشن مقرر کرکے کچھ مدت ہندوستان میں رکھ کر پھر لنڈن کو بھیجدیا۔ اور وہاں وہ بہت مدت رہ کر ۱۸۹۴ء میں مر گیا۔ یہ مہاراجہ خردسال ۱۸۴۹ء میں بعہد حکومت لارڈ ڈلہوزی گورنر جنرل کشور ہند لنڈن میں بھیجا گیا۔ اور ضبطی حکومت سکھان عمل میں آکر سرکار انگریزی کی طرف سے انتظام ملک پنجاب کا ضلع بندی و تقرری تحصیلوں وغیرہ سے ظہور میں آیا ضلعوں میں ڈپٹی کمشنر اور قسمتوں میں کمشنر مقرر ہوئے اور تمام علاقہ جات ہندوستان و پنجاب سے ہتھیار لوگوں سے چھینے گئے۔ اور تمام خزائن مہاراجہ رنجیت سنگھ کے سرکار انگریزی کے قبضہ میں آئے جو زر و نقود بے شمار سے لبالب تھے اور جواہرات بے بہا جن میں کوہ نور ہیرا شاہ شجاع الملک والا شامل تھا۔ سب حضور ملکہ معظمہ قیصرہ ہند دام اقبالہا کی خدمت میں بھیجے گئے۔ سکھوں کا خاندان پنجاب سے منقطع ہوا اور سلطنت سرکار انگریزی نے استحکام پکڑا۔

بیان غدر ۱۸۵۷ء

یہ فساد عظیم تمام ہندوستان میں برپا ہوا تھا جو جو فساد تمام شہروں میں واقع ہوئے وہ اگر تفصیل لکھے جاویں تو دفاتر طویل اُن کی تحریر کے لیے درکار ہیں۔ علاقہ جات ہند میں بے امنی کا طوفان برپا ہوا تھا۔ اس فساد بے بنیاد کی کوئی ٹھیک بنیاد معلوم نہیں ہوتی محض جاہل لوگوں کا بلوہ تھا جو تمام ہند میں عالمگیر وبا کی طرح پھیلا۔ لیکن بظاہر لباس قصہ کارتوس کا مبدء فساد کا

ہوا اور وہ قضیہ نامرضیہ اس طرح وقوع میں آیا کہ سنہ مذکور میں نئی بندوقیں
از قسم انفیلڈ رائفل ہندوستان میں فوجوں کے واسطے آئیں۔ ان کے چلانے
کے لیے کارتوس کا ہونا ضروری تھا۔ اور چونکہ کارتوس چربی والے تھے اور
ٹھیکہ داروں نے اُن کو مجرب کر کے بھیجا تھا۔ ہندوستانی افواج میں یہ بات
مشہور ہوئی کہ جو کارتوس مسلمانوں کو دیتے ہیں اُن پر خوک کی چربی لگی ہوئی
ہے۔ اور جو کارتوس ہندوؤں اور سکھوں کو دیتے ہیں اُن پر گائے کی چربی
ہوتی ہے۔ اور سرکار کی غرض دونوں کو اپنے اپنے مذہبوں سے بے دین کرنا
ہے۔ یہ خیال خاص و عام کو مرکوز خاطر ہو گیا۔ اور سب لوگ اپنی اپنی جگہ
سرکار انگریزی سے مکدر و ناراض ہوئے۔ سرکار کو خبر ہوئی کہ چند مسلمان سپاہی
جو کارتوسوں کو دانتوں سے توڑ کر بندوقوں میں لگاتے ہیں تو باعث چربی
کے اُن کو سخت شبہ دامنگیر ہوا ہے۔ اور اس بدظنی میں وہ سخت ناراض معلوم
ہوتے ہیں۔ اس لیے سرکار نے اس ظن کو رفع کرنے کے لیے حکم جاری کیا
کہ ہر ایک سپاہی اپنے ہاتھوں سے روغن زرد خرید کر کارتوسوں کو چرب
کیا کرے اور تمام سپاہیوں کو ایک ایک روپیہ روغن زرد کی خریداری
کے واسطے دیا گیا اور تجویز نکالی گئی کہ کارتوس دانت لگانے کے
سوا ہاتھ سے کھولے جاویں اور تمام افسران فوج کو سمجھایا گیا کہ یہ شبہ فوجی سپاہیوں
کے دل سے رفع کریں اور اس بدظنی کو دفاتر خاطر سے محو کر ڈالیں۔ لیکن
چونکہ اُن بدظنوں کے دلوں میں مدت مدید سے شکوک رذیلہ جاگزیں ہو چکے
تھے۔ نصائح سے اُن کو کچھ نفع نہ ہوا۔ اور اُن کا کوئی شبہ رفع نہ ہوا تمام
افواج ہند نے آپس میں خط و کتابت کر کے بغاوت و فساد پر کمر باندھی
آپس میں عہد و پیمان محکم کیے اور تاریخ مقرر کر کے تمام لشکروں نے یہ
سوچا کہ ایک تاریخ کی ایک ساعت میں سارے ہندوستان کی فوجیں ہر
ایک چھاؤنی سے شہروں پر حملہ کر کے یک دم انگریزوں پر ٹوٹ پڑیں
اور ولایت ہند کو انگریزوں سے خالی کر کے بادشاہ معزول دہلی کے حوالہ کریں
اور شاید کہ بادشاہ دہلی بھی اس مشورہ میں شامل ہوا ہو اور اس فساد انگیزی

...شریک ... کا ہو مگر بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ سادہ لوح بادشاہ اگرچہ دل
سے ہم راضی نہ ہوگا۔ مگر لوگوں کی ہاں میں ہاں ملانے سے اس کو چارہ نہ تھا۔ وہ بیچارہ
گوشۂ عافیت میں امن سے بیٹھا تھا۔ مفسدوں نے خواہ مخواہ اس کو اپنے ساتھ
شامل کرکے خراب کیا۔ القصہ تاریخ مقررہ پر تمام فوجوں نے بغاوت کی اور شدید فساد
برپا کرکے انگریزوں کو قتل کرنا شروع کیا۔ شہروں میں لوٹ مار کرکے اموال کثیرہ
جمع کرکے دہلی کی طرف دھاوا کیا۔ جو انگریز افسر آگے آتا۔ اس کو قتل کرتے چنانچہ
انیسویں رجمنٹ برہامپور میں باغی ہوئی۔ صاحبان پریٹ اور کرنیل صاحب بہادر نے
گیارہواں رسالہ اور توپوں کے قریب پریٹ کے لاکر فوجی سپاہیوں سے ہتھیار
چھین لئے اور تمام سامان و اسلحہ بارکپور میں بھیج دیئے۔ کرنیل ہیری نے توپخانہ
کو انگریزی فوج کے حوالے کرکے ہندوستانی سپاہیوں کو یک قلم موقوف کر دیا۔
اور انبالہ میں ہندوستانی فوج نے بغاوت کی تو وہاں بھی انگریزوں نے انتظام ٹھیک
ٹھاک کر لیا۔ باغیوں کو پوری سزا دی۔ اور تابعدار سپاہیوں کو خلعت انعام
و اکرام سے سرفراز فرمایا۔

میرٹھ میں سپاہ نے سرکشی کرکے چند انگریزوں اور میموں کو معہ انکے اطفال
خردسال کے قتل کرکے مکانات کو آگ لگا کر خاکستر کر دیا۔ اور جو کچھ ہاتھ لگا
لوٹ کر بلا مزاحمت کسی کے داخل دہلی ہوئے۔ پس فوج ہندوستانی جو دہلی میں
تھی میرٹھ کی فوج آنے سے قوی دل ہوئی اور کمرہمت کی فساد و بغاوت پر باندھ کر
اکثر انگریزوں اور میموں اور ان کے بچوں کو قتل کرنے لگے۔ مکانات کو آگ لگادی
خزائن و آلات حربیہ پر قابض ہو کر شہر اور گرد نواح دہلی کو لوٹ مار سے پامال کر دیا
ان دنوں میں دہلی کے اندر تین رجمنٹ افواج باغی جمع ہوئیں۔ ایک رجمنٹ آگے
دہلی میں تھی اور ایک رجمنٹ میرٹھ سے آئی اور ایک رجمنٹ متفرق ہندوستانی
باغیوں کی جمع ہوگئی۔ دہلی سے باہر بے شمار باغی اطراف سے جمع ہو کر علی گڈھ
اور آگرہ کو روانہ ہوئے۔ اور بجلی کی طرح اطراف میں پھیل کر دولتمندوں کو لوٹ مار سے
کنگال کر دیا پس اطراف کی غارت اور خزانہ کرنیل صاحب سے جو مقام بلاسپور میں
تھا اور خود دہلی کے خزانہ سے اکیس لاکھ چوراسی ہزار روپیہ نقد بادشاہ دہلی کے پاس

جمع ہوا پھر ایک رجمنٹ علیگڈھ سے اور ایک سو پچاس سوار مین پوری سے اور چند سپاہی بے ہتھیار آگرہ سے اور ایک رجمنٹ و دو سو سوار ہانسی حصار سے اور چند سپاہی بے ہتھیار انبالہ سے اور دو سو سوار اور دو کمپنیاں متھرا سے اور چھٹا رسالہ اور دو رجمنٹ جالندہر سے اور دو رجمنٹ مع توپ خانہ نصیر آباد سے تھوڑے دنوں میں دہلی کے اندر باغیوں کے ساتھ ملحق ہوئیں اور متفرق مقامات سے خزائن جمع ہو کر دہلی میں لائے گئے چنانچہ بادشاہ دہلی نے چار آنہ فی پیادہ اور ایک روپیہ فی سوار یومیہ مقرر کیا۔ ان دنوں میں کانپور میں بغاوت کا بڑا زور تھا۔ چنانچہ نانا صاحب باغیوں کا پیشوا ہوا اور انگریزوں اور میموں کو پکڑ پکڑ کر توپوں کے آگے اڑاتے تھے بے شمار انگریزوں کو کشتیوں میں سوار کر کے دریا میں غرق کیا اور بہتوں کو تلوار سے قتل کیا چھوٹے بچوں کو ان کے والدین کے روبرو دیواروں میں میخوں سے گاڑتے اور برچھیوں سے پیٹ چاک کرتے تھے عورات کو برہنہ کر کے سخت بے حرمتی سے بازاروں میں پھراتے اور سخت ظلم سے قتل کرتے تھے آٹھ سو سوار اور پیادہ دہلی سے رہتک میں وارد ہوا۔ خزانہ سرکاری کو لوٹ لیا۔ شہر کو تاراج کیا۔ انگریزوں کے ملازم مفسدوں کے ہمراہ مل گئے۔ تھانہ دار اور انگریز فراری ہوئے اور نواب جھجر کے نوکر سب جان سلامت لے جانے کو غنیمت جان کر بھاگ نکلے۔ کلکتہ میں ہندوستانی فوج سے ہتھیار لے کر ان کی جگہ گورہ فوج تعینات کی گئی اور جس نے سر اوٹھایا اُس کو سزا دی گئی۔ لھذا کلکتہ میں نقصان رونما نہ ہوا اور انبالہ میں سے جو فوج مسلح سہارنپور کو بھیجی گئی تھی وہ راہ سے پھر کر دہلی کے مفسدوں میں شامل ہو گئی اور بعض ان میں سے فراری ہو گئے۔ اور لکھنؤ میں ایک ہزار پانچسو مفسد پریٹ میں جمع ہوئے۔ جب گورہ فوج پریٹ میں پہونچی تو ہندوستانی سپاہی جو انگریزوں کے ہمراہ تھے نمک حرامی سے مفسدوں کے ساتھ مل گئے۔ اگرچہ گورہ فوج اور انگریز افسروں نے اُن کو دست اندازی سے روکا لیکن بہ سبب کمی فوج کے مفسدوں کو گرفتار نہ کر سکے اور نہ اُن سے ہتھیار لے سکے پس باغی لوگ لکھنؤ سے چند میل کے فاصلہ پر جمع ہو کر شہر لکھنؤ کے لوٹنے پر آمادہ ہوئے پس انگریز افسر گورہ فوج لے کر مفسدوں کے مقابلہ کو روانہ ہوئے۔ مگر اثنار راہ میں باغی لوگ درختوں کے انبوہ میں چھپے بیٹھے تھے ناگہاں اٹھ کر سرکاری فوج پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے

اگرچہ گورہ فوج کچھ دیر تک میدان میں بڑی دلیری سے قائم رہی لیکن آخر لاچار ہوکر وہاں سے بھاگے اور بڑی مشکل سے لکھنؤ میں پہونچے مفسدوں نے لکھنؤ کا محاصرہ کیا اور روز بروز ان باغیوں کے ہمراہ اور مفسد شامل ہوتے گئے۔ چند ہزار جنگی آدمی جمع ہوئے اور توپیں بھی ان کے ہاتھ آگئی تھیں اس لیئے چاروں طرف سے شہر پر گولہ باری شروع کی۔ انگریزوں کی کوٹھیاں اُڑا کر مسمار کردیں اور شہر پناہ کی دیوار کو جابجا سے سرنگیں لگا کر بارود سے اڑا دیا۔ توپوں کے گولوں سے چند انگریزوں اور میموں اور خردسال بچوں اور اُن کے ملازموں اور لواحقوں کو اُڑایا مگر گورہ فوج پھر بھی باوجود تھوڑی مقدار اپنی کے اور کثرت افواج دشمنوں کے میدان میں جمی رہی۔ چنانچہ تین ماہ تک یہی حال رہا۔ آخر جب فوج کمک وامداد کو پہونچی تب دشمنوں پر فتح پاکر انکو پامال کیا اور مفسدوں کا سرغنہ ناناصاحب چند سپاہیوں کے ہمراہ دہلی میں پہونچا اور امدادی فوج نے محصور انگریزوں کو تکلیف سے چھوڑایا اور محاصرہ کرنے والے مفسدوں کو گرفتار کرکے بعضوں کو سولی پر چڑہایا اور بعضوں کو بڑی ذلت سے دہلی میں پہونچایا۔ شملہ میں گورکھی فوج اور روڑکی میں ہندوستانی فوج باغی ہوئی تھی۔ لیکن انگریز افسروں نے حکمت عملی سے فساد کو بڑہنے نہ دیا اور جنگ تک نوبت نہ پہونچی۔

گوالیار میں فوج باغی ہوئی۔ اور انگریزی افسروں کا کچھ بس نہ چل سکا لہذا تمام انگریز صاحبان معہ عیال واطفال بامداد راجہ صاحب گوالیار کے آگرہ میں پہونچے اور وہاں پہونچکر امن میں ہوگئے۔ مگر چند میموں کو ان کے اپنے ملازموں نے مار ڈالا۔

اور کوہ منصوری و برہامپور میں بھی فتنہ اُٹھا۔ مگر صاحبان بہادر کی تدابیر صائبہ سے آخر صلح ہوگئی۔

اور کوہ نینی تال میں مفسدوں نے بغاوت کی مگر سب باغی گرفتار ہوکر قتل کیئے گیئے اور باقی سب ڈر کر تابع فرمان ہوگئے۔

اور ملتان میں بھی مفسدوں نے فساد برپا کیا۔ مگر وہاں بھی مفسدوں کو گرفتار کرکے توپوں کے آگے اُڑایا گیا۔ اور جو جنگ پر آمادہ ہوئے۔ اُن کو قتل کیا گیا۔

اور احمد خاں کھرل بھی انگریزوں کے مقابلہ پر اُٹھا اس کے سرکوبی کے لیئے ایک

فوج ملتان سے اور ایک فوج لاہور سے پہونچی۔ اُس کو گرفتار کر کے قتل کیا گیا۔ اور اُس کی قوم گرفتار ہو کر سزایاب ہوئی۔ اور فیروزپور میں بھی فساد عظیم برپا ہوا وہاں بھی گورہ فوج نے مفسدوں کو قتل کیا اور جو باقی رہے وہ دہلی کو بھاگ گئے۔

اور حصار میں مفسد لوگ ہانسی سے آکر لوٹ مار میں مشغول ہوئے اور مکانات کو آگ لگا کر بے تحاشا قتل شروع کیا۔ حصار کے لوگ بھی باغیوں کے ہمراہ ہو گئے اور تمام خزانہ سرکاری اور آلات جنگی وسامان فوج لے کر مفسدوں نے دہلی کو روانہ کر دیا اور انگریزوں کے مکانات سب جلا کر خاکستر کر دیئے۔ اور شاہزادہ محمد عظیم بیگ نے حصار میں داخل ہو کر منادی کرا دی کہ ملک بادشاہ کا اور حکم شاہزادہ صاحب کا ہے سب کو معلوم ہونا چاہیئے اور اکثر انگریزوں اور میموں و تحصیلداروں اور تھانہ داروں کو قتل کر دیا۔ پس جنرل کوٹ لنڈ صاحب بہادر فوج جرار لے کر پہونچا اور مفسدوں کو گرفتار کر کے پھانسی دینا اور توپوں کے آگے اڑانا شروع کیا۔ اور مفسدوں کے دیہات کو تاراج کر کے آگ لگا کر ویران کر دیا۔

اور مراد آباد و لاہور اور دیوگڈھ۔ و فتح گڈھ اور آگرہ و جہلم اور نصیر آباد۔ و سیالکوٹ۔ و شاہجہان پور اور بریلی و الہ آباد و جالندہر اور بنارس میں بھی فساد برپا ہوا اگرچہ نقصان جان و مال انگریزوں کا ہوا۔ اور تکلیفیں شدید پہونچیں۔ لیکن آخر مفسدوں کی سرکوبی بوجہ احسن ظہور میں آئی اور باغیوں نے قرار واقعی سزا پائی۔ اور باقی مفسد بھاگ کر ملحق افواج دہلی ہوئے اور قدرے حالات سزا و سرکوبی مفسدوں کی بابت ملک جہان خان صاحب ٹوانہ کے حالات میں جو اس کتاب کی تصنیف کے باعث ہیں بیان کئے جاویں گے۔

القصہ جب انگریزوں نے دہلی کے محاصرہ کا ارادہ کیا تو کرنال میں فوجیں جمع کرنے کا حکم دیا چنانچہ پہلے بہت سی فوجیں کرنال میں جمع ہوئیں پھر ایک فوج میرٹھ سے دہلی کو روانہ ہوئی اور کرنال کی فوجیں بھی دہلی میں پہونچیں پس تاریخ ستائیسویں ماہ مئی ۱۸۵۷ء میرٹھ سے چلی ہوئی فوج تیسویں مئی کو دہلی میں پہونچی۔ اس تاریخ کو دہلی سے مفسدوں کی فوجیں نکل کر مقابلہ پر آئیں بعد سخت جنگ کے باغیوں کی فوجیں پسپا ہو کر دہلی میں داخل ہوئیں اور چار توپیں مفسدوں کی انگریزوں کے

ہاتھ لگیں۔ پھر ساتویں ماہ جون کو انگریزی فوج دہلی میں آئی اور آٹھویں جون کو انگریزی فوج نے مفسدوں پر حملہ کیا۔ چنانچہ دہلی کے بیرونی مکانات مفسدوں سے چھوا کر ۲۶ ضرب توپیں اُن سے چھین لیں اور ایک دستہ فوج براہ سڑک کلاں اور ایک دستہ چھاونی کی طرف سے آکر مفسدوں پر محاصرہ کیا۔ اور چند توپیں بلند مقامات پر نصب کیں۔ پھر متواتر مقابلے شروع ہوئے چنانچہ نویں اور بارہویں[۱۲] و پندرہویں[۱۵] اور انیسویں اور بیسویں اور تیئسویں[۲۳] اور ستائیسویں[۲۷] اور تیسویں[۳۰] ماہ جون اور نویں[۹] تاریخ جولائی اور چودھویں[۱۴] اور ستارہویں[۱۷] اور چھبیسویں[۲۶] اور اکتیسویں[۳۱] ماہ مذکور اور بارہویں[۱۲] اور چودھویں[۱۴] اگست کو سخت مقابلے اور صعب مقاتلے ہوئے۔ ان تاریخوں میں فریقین کا نقصان بے حد ہوا۔ آخر بیسویں ماہ ستمبر کو مفسدوں نے گریز اختیار کیا اور انگریز مظفر و منصور دہلی میں داخل ہوئے اور بادشاہ دہلی کو قید کر لیا اور اُس کے بیٹوں اور اقارب کو جرعہ نوشِ خم خانہ عدم کا کیا اور انتظام مملکت میں انگریزوں نے مفسدوں کو چن چن کر گرفتار کیا اور توپوں کے آگے اُڑا یا۔ سکھوں کے وقت ہند کی حکومت کمپنی بہادر کے ہاتھ میں تھی اور بعد فتح دہلی کے ہند کی سلطنت تحت حکم ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے ہوئی۔

تفصیل ذکر انساب فرقہ بفرقہ و قوم بقوم

پہلے ہم قوم افغان کا بیان لکھتے ہیں

پٹھان لوگ بنی اسرائیل میں سے ہونے کا دعوٰے کرتے ہیں چنانچہ صولت افغانی جو پٹھانوں کے حالات میں لکھی گئی ہے اُس میں لکھا ہے کہ پٹھان لوگ حضرت خالد بن ولید کی اولاد سے ہیں جو رسول اکرم صلعم کے اصحاب میں سے تھا۔ اور اپنی بڑی بہادری و شجاعت کے سبب اُس نے رسول اکرم مخدوم عالم صلعم سے خطاب سیف اللہ کا پایا تھا۔ بہرحال یہ قوم بھی ہمارے قول کے منافی نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے

کہ حضرت خالد سیف اللہ اسرائیل کی اولاد سے ہوں۔ ہاں مگر اتنا ضرور ہے کہ صولت افغانی کا مصنف لکھتا ہے کہ افغان لوگ افغنہ نام ایک شخص کی اولاد سے ہیں جو حضرت خالد کا جد اعلیٰ تھا اور وہ افغنہ ملک طالوت کی اولاد سے تھا جو بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ گذرا ہے جس کا ذکر قرآن شریف میں آتا ہے کہ اس نے جالوت بادشاہ کو قتل کیا تھا۔ تو یہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ افغان بنی اسرائیل کی قوم سے ہیں واللہ اعلم بالصواب۔

بقول مصنف صولت افغانی حضرت خالد ولید جب اسلام لائے تو ان کی قوم افغان جو پہاڑوں میں رہتی تھی سب ان کی ترغیب سے داخل اسلام ہوئے۔ اور بعد فتح مکہ ان کا سردار عبدالرشید نام حضرت کے ہمراہ تھا۔ حضرت نے اس کے حق میں دعا فرمائی اور بالہام الٰہی فرمایا کہ تیری پشت سے بڑی قومیں پیدا ہوں گی اور زیادتی قبائل میں تمام قبائل پر تیری اولاد کو فوقیت حاصل ہوگی۔ اگرچہ یہ حدیث کتب احادیث میں کہیں مروی نہیں مگر تاریخی طور پر ہم نے صولت افغانی سے نقل کی ہے۔

اس عبدالرشید کے تین بیٹے تھے ہر ایک سے بڑی بڑی قومیں اور قبائل پیدا ہوئے۔

شجرہ نسب عبدالرشید کا چوبیس[۲۴] واسطے سے افغنہ کو پہونچتا ہے اور سینتیس[۳۷] واسطے سے حضرت ابراہیم کو اور ترسٹھ[۶۳] واسطے سے حضرت آدم علیہ السلام کو ملحق ہوتا ہے چنانچہ قیس بن عیص بن سلول بن عتبہ بن مرہ بن جلندر بن سکندر بن زمان بن عنیین بن مہلول بن شلم بن صلاح بن تارود بن عثم بن فہلول بن کرم بن عمال بن حذیقہ بن نہال بن فس بن علیم بن اشمویل بن ہارون بن قمرود بن ابی بن صہیب بن طلل بن لوی بن عامیل بن تارج بن اشند بن مندول بن سلم بن افقہ بن ارمسا بن ساردل ملقب بملک طالوت بن قیس بن عتبہ بن عیص بن رویئل بن یہودا بن مہتر یعقوب علیہ السلام بن مہتر اسحاق بن مہتر ابراہیم علیہ السلام بن تارخ مشہور بآزر بن ناخور بن ارغون بن فالغ بن ابرخ بن بردہ بن بارود بن مہابل بن قیهان بن انوسن بن

مہترروغ بن ساروغ بن مہتر ہود علیہ السلام بن غابر بن شالح بن ارفخشد بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن مہتر ادریس بن مہلائیل بن نوش بن مہتر شیث بن آدم علیہ السلام۔

عبدالرشید کی اولاد اسلامی بادشاہوں کے ہمراہ فتوحات ملکی میں ہمرکاب رہکر مردانگی اور دلیری دکھاتی رہی اور مورد ہزار آفرین وتحسین کی ہوئی اور سرحد پنجاب وہندوستان میں خراسان کے کوہستان میں مغربی بادشاہوں کی طرف سے اُن کو سکونت عطا ہوئی کیوں کہ وہ خراسان اور ہندوستان میں ہر طرف امداد وستکتے تھے اور وجہ تسمیہ اخوند کی یہ ہے کہ ایک مرد خجند سے غوغشتی قوم میں وارد ہوا اور حضرت بہاءالدین ذکریا ملتانی سے خلافت حاصل کی اور قوم غوغشتی میں اُس نے شادی کی اُس کی اولاد کو خجندی کہتے تھے رفتہ رفتہ یہ لفظ بگڑ کر اخند اور اخوند ہوا پس اب صاحب علم استاد کو اخوند بولتے ہیں چنانچہ اخوند صاحب سوات وغیرہ۔

پٹھانوں میں ایک قوم کرزانی کے نام سے مشہور ہے اُس کا اصل یہ ہے کہ ایک شخص لاولد کو ایک گنج عظیم ہاتھ لگا۔ اُس نے دیوار میں مدفون کیا اور ایک لڑکا خورد سال خرید کر اُس کا نام کرزر رکھا جب وہ بالغ ہوا تو اُس کی شادی کی اور وہ گنج عظیم کا مالک ہوا اُس کرز سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ کرزانی پٹھان کہلاتے ہیں۔

اور نیز افغانوں میں ایک قوم شیرانی ہے جو اصل میں سادات ہیں مگر سید نہیں کہلاتے بلکہ افغان کہلانے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں اس کا اصل یہ ہے کہ موضع ادیس علاقہ بغداد سے ایک سید محمد اسحاق بن جعفر پٹھانوں کے علاقہ میں وارد ہوا اور انہیں رہکر ایک عورت سے شادی کی جو قوم شب ران (یعنے رات کو دعا کرنے والی قوم) سے تھی اُس سے ایک بیٹا تولد ہوا جس کا نام نجتیار تھا اُس کی اولاد شیرانی افغان کہلاتے ہیں۔

ایک قوم کا نام کاکڑ ہے (جو شاید کسی جد اعلےٰ کے نام سے منسوب ہیں) اور شروانی افغان شہر شروان کی طرف منسوب ہیں جیسے کابلی اور بدخشانی وغیرہ۔

ایک قوم پٹھانوں میں خاکوانی کے نام سے مشہور ہے اس قوم کے لوگ بڑے شریف نیک طبع اور نیک اعمال ہوتے ہیں۔ سلطان محمود کے وقت خاکوانی پٹھان ہندوستان میں آئے اور بعض نے یہیں سکونت اختیار کی جو اس وقت بھی علاقہ جالندھر وغیرہ شہروں میں حال خال پائے جاتے ہیں اور مظفر خان شہید والی ملتان اسی قوم سے تھا۔ اس کے رشتہ داروں کی اولاد سے اب بھی ملتان میں خاکوانی افغان موجود ہیں چنانچہ عبدالخالق خاں مرحوم خاکوانی افغان ایک اعلے رئیس گذرا ہے جس کا فرزند احمد خاں خاکوانی اس وقت زندہ موجود ہے۔

جب قوم افغان نے کسی زمانہ میں قوت پکڑی تو دوسرے بادشاہوں کی متابعت سے سر پھیر کر خود مستقل حکمران ہوئے چنانچہ گروہ سدوزیی میں سلطنت رہی۔ پھر اُن سے منتقل ہو کر فرقہ بارک زئی میں حکومت قایم ہوئی۔ یہ لوگ اکثر علاقہ جات سے لوٹ مار کر کے غنیمتیں حاصل کرتے اور اپنے علاقہ میں واپس چلے جاتے تھے۔

پس احمد شاہ ابدالی سریر سلطنت پر متمکن ہوا تو ایک فقیر مجذوب نے اُس کو کہا کہ تجھے اپنا نام دُرِ دوران رکھنا چاہیئے یعنے گوہر زمانہ احمد شاہ نے اپنے بھائیوں سے ڈر کر اپنا نام دُر دُران (یعنے موتیوں کا موتی) رکھا پس کثرت استعمال سے لفظ دُران مشہور ہوا۔ اور اُس کی قوم کے افغانوں کا نام دُرانی پٹھان مشہور ہوا۔

بیان انساب قوم ٹوانہ کی شاخوں کا

جاننا چاہیئے کہ حضرت نوح علیہ السلام کے چار بیٹے تھے۔
ایک کنعان جو طوفان میں غرق ہو۔
اور باقی حام و سام و یافث تھے۔

حام کو ہند بخشا۔
اور سام کو عراق۔
اور یافث کو چین اور ترکستان وسقلاب کا ملک عنایت ہوا۔
اور نوح علیہ السلام کو بہتر زبانیں خداوند تعالےٰ کی طرف سے سکھائی گئی تھیں۔ انہوں نے سولہ زبانیں حام کو اور انیس زبانیں سام کو اور سینتیس بولیاں یافث کو سکھائیں۔
سام بن نوح کے بارہ بیٹے پیدا ہوئے۔
ارشد۔ ارفخشد۔ شمود۔ عاد۔ قبط۔ قبطان۔ سالک۔ فارش۔ عراق۔ پہلو۔ شام۔ سنان
اور حام کے سات پسر تھے۔
ہند۔ سند۔ زنج۔ حبش۔ نوبہ۔ کوش۔ بربر۔
(ان کے نام پر ولایتیں آباد ہیں)
اور یافث کے نو بیٹے تھے۔
سقلاب۔ روس۔ خزر۔ ترک۔ نیشخ۔ چین۔ کماری۔ یاجوج۔ ماجوج۔
پس حام متوجہ ارض جنوب کا ہوا اور اس ملک کی آبادی میں شاغل ہوا
اس کے بیٹے ہند کے چار بیٹے ہوئے۔
پورب۔ بنگ۔ دکن۔ نہروان۔
جو ملک ان کے نام سے مشہور ہیں ان کے آباد کرنے والے یہی ہیں۔
اور دکن بن ہند کے تین بیٹے تھے۔
بہراج۔ کہناج۔ مالراج۔ انہوں نے بھی شہر آباد کئے۔
اور بنگ کا ایک بیٹا تھا جس کے نام پر بنگالہ آباد ہوا۔
اور پورب بن ہند کے بیالیس بیٹے ہوئے اور تھوڑی مدت میں اس کی اولاد بکثرت اطراف میں پھیلی۔ اس کے بیٹوں سے کشن نام تخت حکومت پر مسند نشین ہوا اور انتظام ملک داری میں مشغول ہوا۔ (یہ کشن وہ شخص نہیں جو

بنود کا معبود بنایا ہوا ہے اور حکایات واہیات و قصص خرافات اس سے
روایت کرتے ہیں۔)
یکشن ایک بڑا عاقل و ہوشیار اور شجاع و بہادر خوبصورت اور عظیم
الجثہ اور انسان تھا وہ ایسا تھا کہ کوئی گھوڑا اس کو اٹھا نہ سکتا تھا اس لئے اس نے وحشی
ہاتھیوں کو پکڑوا کر اپنا رام کیا اور ہلایا پھر ان پر سواری کرنے لگا۔ اور برہمن نام
ایک مرد کو جو بنات کی اولاد سے بڑا عقلمند و زیرک تھا اپنا وزیر بنایا۔
کشن کے سینتیس بیٹے پیدا ہوئے۔
کشن طہورث بادشاہ ایران کا معصر تھا۔ اس کی عمر جب چار سو سال
ہوئی تو جہان سے گذرا۔ اور اس کا بیٹا مہاراج تخت نشین ہوا انتظام امور مملکت
میں باپ سے بڑھکر لیاقتیں ظاہر کیں۔ اور اولاد پورب کو امارت پر لگایا اور
اپنے باپ کے وزیر برہمن کی اولاد کو وزارت و منشی گری اور علم نجوم و طبابت
پر مقرر کیا اور دوسروں کو زراعت و کشتکاری و تجارت و پیشہ وری پر نصب
کر کے ہندوستان کی زمین کو آباد کیا۔ بادشاہان ایران وغیرہ سے طریقہ و
سلوک دوستانہ رکھتا تھا۔ اس کے راج میں ملک ہند نے بڑی آبادی اور
کمال رونق پائی اس کی آخر عمر میں اس کا بھتیجا اس سے ناراض ہو کر فریدوں
بادشاہ ایران کے پاس داد خواہ اور امداد کا خواستگار ہوا پس فریدوں نے
اپنے امیر کبیر گرشپ کو لشکر بیکراں دے کر ہندوستان کو روانہ کیا۔ مہاراج کا
بھتیجا ہند کی سرحد پر گرشپ کو جا ملا اور دس سال تک دیار ہند میں لوٹ مار کر کے
آبادیوں کو ویران کر دیا۔ پس مہاراج تیز ہوش نے اپنے بھتیجے کو کچھ ملک کا
حصہ دے کر راضی کر لیا۔ اور گرشپ کو تحایف گوناگون اور ارمغان بوقلمون
ہدیہ بھیجکر صلح کر لی۔
اس کے بعد کیشوراج راجگی سے موصوف ہوا اور اس کے بعد برہمان تخت
پر بیٹھا۔ اور اس کے دو بیٹے ہوئے۔ وِچِہ اور اُتر۔
برہمان کے بعد اُتر راجہ ہوا اور وِچِہ کا بیٹا سورج نام پیدا ہوا۔ اور اُتر
کا بیٹا چندر نام اُتر کے بعد تخت نشین ہوا۔ خاندان سورج بنسی اور چندر بنسی

انہیں راجاؤں سے منسوب ہیں۔

چندرمان کے بعد اس کا بیٹا پرورو راجہ ہوا۔ پرورو کا دارالخلافہ الہ آباد تھا اس کے بعد اس کا بیٹا ابوجنیٹھ راجہ ہوا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ ہکلہ اور چھتیر۔

پس باپ کے بعد ہکلہ راجہ ہوا۔ اس کے پانچ بیٹے تھے۔

یدو اور انو اور ترابس اور دہی اور پورو۔

ہکلہ کا ولیعہد یدو تھا مگر یہ باپ کے روبرو مرگیا۔

اور اس کے بعد پورو راجہ ہوا اس کی وفات کے بعد اس کا بیٹا بھرت تخت نشین ہوا اسی راجہ بھرت سے خاندان پورنسی کا آغاز ہوا۔

اس کے بعد راجہ ہستی تخت حکومت پر بیٹھا اور اپنا دارالخلافہ ہستناپور کو مقرر کیا اس کے بعد شانتن اس کا بیٹا راجہ ہوا اس کے چار بیٹے تھے۔

بھیشم۔ پچھتر۔ چترا۔ انگلد۔

پس باپ کے بعد بھیشم راجہ ہوا۔

اس کے بعد پچھتر تخت پر بیٹھا۔

اس کے بعد چتر راجہ ہوا۔ اسکو انگلند نے قتل کردیا۔ اور چتر کا بیٹا پچھتیر راجہ ہوا اس کے بعد اس کا بیٹا ارجن تخت پر بیٹھا۔

اور اس کے بعد ابھن راجہ ہوا اور اس کے بعد پرچھت تخت پر بیٹھا۔

اس کے بعد راجہ جنمیجہ تخت نشین ہوا

اس کے بعد اس کا بیٹا اسمند تخت پر بیٹھا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا ادھن سریر آرا ہوا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا مہاجی راجہ ہوا۔

اس کے بعد اس کے بیٹے راجہ جسرتھ نے حکومت کو سنبھالا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ وسشیدان راجہ ہوا۔

اس کے بعد اس کے بیٹے راجہ ادیسین نے راج کو سنبھالا۔

اس کے بعد راجہ سورسین راج پر بیٹھا۔

اس کے بعد راجہ سورستین اس کا بیٹا راجہ ہوا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا ستمی مالک تخت و تاج ہوا۔
اس کے بعد راجہ پرتھیپل اس کا فرزند راجہ ہوا۔
اس کے بعد راجہ سوہنہ پال اس کے پسر نے راج کو سنبھالا۔
اس کے بعد راجہ زہردیو راجہ ہوا۔
اس کے بعد راجہ سوجرت اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا۔
اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ بھوتپ تخت نشین ہوا۔
اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ سوہتن راج کا مالک ہوا۔
اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ مدھاوی تخت پر بیٹھا۔
اس کے بعد راجہ سروبچر اس کا بیٹا راجہ ہوا۔
اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ بھیکم تخت نشین ہوا۔
اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ پدارتھ تخت کا مالک ہوا۔
اس کے بعد راجہ وجسوان اس کا بیٹا راجہ ہوا۔
اس کے بعد راجہ ادتی پاٹ اس کا بیٹا راجہ ہوا۔
اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ امنی برہن راج پر بیٹھا۔
اس کے بعد راجہ وندپال تخت نشین ہوا۔
اس کے بعد راجہ وڑپال اس کا بیٹا تخت پر بیٹھا۔
اس کے بعد اس کا بیٹا انپال راج سے نامزد ہوا۔
اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ کھیم تخت پر بیٹھا۔
اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ کھیمن راجہ ہوا۔ اس راجہ پر سلطنت پانڈو کا سلسلہ منقطع ہوا۔

اس کے بعد راجہ جمید راجہ ہوا اس راجہ کی حکومت مالوہ میں تھی اور یہی راجہ راجہ جگدیو کے نام سے مشہور ہے۔

اس کے بعد راجہ اودت اس کا پسر راجہ ہوا اس کی حکومت اوجین میں تھی اور یہی راجہ پنوار ہے۔

اس کے بعد اس کا بیٹا کیرو راجہ ہوا اس کی حکومت دھارنگر میں تھی۔

اس کے بعد اس کا بیٹا پچو راجہ ہوا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا دھرکھ تخت پر بیٹھا۔

اس کے بعد راجہ سہری کلک راجہ ہوا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ تہید راج کا مالک ہوا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ اند تخت نشین ہوا۔

اس کے بعد راجہ کرن اس کا بیٹا سریر کی رونق ہوا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا کام دیو راجہ ہوا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا راجہ جیدہر ہری رونق افزائے سریر ہوا۔

اس کے بعد رائے مونگر راجہ ہوا۔

اس کے بعد رائے برال اُس کا بیٹا تخت کا مالک ہوا۔

اس کے بعد اُس کا بیٹا راجہ لوانہ تخت پر رونق بخش ہوا۔

اس کے بعد راجہ وسند اس کا فرزند تخت وتاج کا مالک ہوا

اس کے بعد راجہ جودھرا تخت نشین ہوا۔

اس کے بعد راجہ وڑا اس کا لخت جگر تخت کا زیب ہوا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا جسپال تخت پر بیٹھا۔

اس کے بعد راجہ میں پال نے حکومت کو سنبھالا۔

اس کے بعد رائے میلو اس کا بیٹا تخت کا مالک ہوا - راجہ رائے میلو کا دار السلطنت دھارنگر میں تھا - اور اس زمانہ میں ہندوستان کے اندر ایک اور بڑا زبردست راجہ حکمران تھا جو رائے میلو کی دختر پر غائبانہ عاشق ہوگیا تھا اور اُس سیم بدن ماہ لقا کے شہرہ آفاق حسن وجمال کی خوبی سُنکر ہزار جان سے شیفتہ و فدا ہوا تھا - پس وہ راجہ رائے میلو سے دختر کے ناطہ کا خواستگار رہا - راجہ رائے میلو نے بظاہر تو انکار نہ کیا کیونکہ اُس راجہ کی زبردستی و جنگجوئی سے ڈر گیا - مگر دل سے ناطہ دینے پر راضی نہ تھا - اس لئے اُس راجہ کے سفیروں سے کہا کہ راجہ صاحب میرے ملک میں تشریف لاویں قاصدوں نے خبر پہنچائی اور تاریخ مقررہ راجہ کے تشریف لانے کی ٹھرائی - ادہر راجہ رائے میلو نے یہ تجویز کی کہ اپنے تمام قبائل اور رشتہ داروں کو ساتھ لیکر شہر دہلی میں روانہ کئے۔

اور اس راجہ کے راستہ میں سرنگیں کھدوا کر بارود بھر دیا اور آپ پہلے راستہ ہموار کر کے
خود معہ ارکان سلطنت کے اس راجہ کے استقبال کو نکلا۔ جب راجہ جیل رسیدہ ان
سرنگوں کے موقعہ پر پہونچا تو رائے میلو کے لوگوں نے بارود کو آگ لگا دی جس سے
راجہ اور اس کے تمام ہمراہی بارود سے جل کر غبار کی طرح اڑ گئے اور وہاں سے رائے
میلو فیروز شاہ بادشاہ دہلی کے پاس پہونچا۔ تقدیراً اس روز فیروز شاہ نے ایک میلہ
تیراندازی کا مقرر کیا تھا اور ایک نشانہ پر تیر لگانے کے لئے ہزار دل تیرانداز حاضر
تھے بادشاہ نے حکم دیا تھا کہ جو کوئی اس نشانہ پر ٹھیک تیر پہونچائے گا وہ منہ مانگا
انعام پائے گا۔ اور جس چیز پر ہاتھ رکھے گا اس کو وہ چیز مل جائے گی۔ تمام تیراندازوں
کے تیر خطا ہوئے مگر راجہ رائے میلو کے بیٹے کا تیر ٹھیک نشانہ پر لگا۔ پس فیروز شاہ
نے رائے میلو کو کہا کہ جو چیز تم چاہو مجھ سے مانگو۔ رائے میلو نے شاہی باورچی بادشاہ
سے مانگا۔ بادشاہ نے فی الفور دیدیا اور خود اور خانساماں طلب کرلیا۔ مگر پہلا
خانساماں نہایت لائق اور مطعومات لذیذ کے پکانے میں بڑا استاد تھا اس لئے بادشاہ
کو ایسا لائق باورچی دے کر بڑی مشکل پیش آئی۔ لہذا وزیر سے مصلحت کر کے رائے میلو
سے باورچی واپس کرنے کی تجویز ٹھہرائی رائے میلو نے واپس دینے سے انکار کیا۔
لہذا بادشاہ سے اس کی ان بن ہوگئی۔ اور وہاں سے لاہور کو چلا آیا۔ یہاں فیروز شاہ
کا ماموں حکمران تھا۔ اس نے رائے میلو کی بہت عزت کی مگر پھر اس سے بھی ان بن
ہوگئی اور اس سے مقابلہ شروع ہوا۔ رائے میلو نے فیروز شاہ کے ماموں کو جس کا نام
ولی شاہ تھا قتل کردیا۔ اور لاہور سے فراری ہو کر مغرب کی طرف بھاگ چلا۔ پیچھے سے
لشکروں نے تعاقب کر کے رائے میلو کو جا گھیرا مگر رائے میلو نے سخت مقابلہ کیا اور
لشکروں کے ہاتھ سے نکل کر بھاگ گیا۔ اور حضرت شیخ فریدالدین شکر گنج قدس اللہ سرہ
العزیز کی خدمت میں جا پہونچا۔ اور وہاں سعادت اسلام سے مشرف ہوا۔

اس کے ہمراہ قوم سیال اور کھرل اور ہرل اور کلیرہ ڈکانجہ و منج۔ اور
ڈھوڈھی و پھیرو اور بھٹی و کھیڑا اور چدھڑ وغیرہ لوگ تھے جو سب اس کے
ہمراہ مشرف باسلام ہوئے اور پنجاب میں مختلف مقامات پر ان قوموں نے سکونت
اختیار کی اور رائے میلو ڈیرہ اسماعیل خان ہوت رئیس ڈیرہ کے پاس چلا گیا۔ ہوت

نے راے سیلو کو دریا خان جاگیر میں عنایت کیا۔ دریا خان کے علاقہ کو راے سیلو نے خوب آباد کیا اور وہیں جان بحق تسلیم ہوا۔
چونکہ حضرت شیخ المشائخ قبلہ شیخ فریدالدین عطار نے کثرت اولاد اور برکت کی دعا راے سیلو کے حق میں کی تھی لہذا اُس مستجاب الدعوات کی۔ ... اطراف پنجاب میں راے سیلو کی اولاد بکثرت بڑہی اور جس جس جگہ موجود ہے بڑی ... و ریاست و آسودہ حالی کی حالت میں ہے۔ خداوند تعالے کے فضل ... دولت واقبال اس خاندان میں قیامت تک پائدار رہیگا۔
راے سیلو کے تین بیٹے تھے۔ جیتو۔ لکھو اور وتو۔ راے سیلو کے بعد جیتو باپ کی مسند پر بیٹھا۔
اور لکھو ہندوستان میں جاکر اسلام سے مرتد ہوکر کسی سکھ سے پاہل لیکر سکھ بن گیا۔ اور اب تک اُس کی اولاد سے سکھ موجود ہیں۔
اور وتو علاقہ سندھ ملک بہاولپور میں چلا گیا وہاں اب تک اس کی اولاد موجود ہے۔
اور جیتو کے بعد اُس کا بیٹا مل خان ریاست کی گدی پر بیٹھا۔
اور وتو کا بیٹا مارخ خاں علاقہ ہٹاڑی میں گیا وہاں اُس کا بیٹا گھیبہ نام پیدا ہوا جس کے نام پر ملک گھیبی اور پنڈی گھیب نامزد ہے اور قوم گھیبہ سب اُسی کی اولاد سے ہیں۔ چنانچہ مورث اعلے ٹوانہ پسر راے برال کے نام پر راے سیلو کی اولاد کو ٹوانہ کہا جاتا ہے۔ ایسا ہی قوم سیال باسم جد اعلے جو سیال پسر سنگر پسر کہک پسر ریوی پسر بجدی پسر کام دیو سب سیال پکارے جاتے ہیں۔
اور یہ روایت جو مشہور اور افواہ عوام میں شہرت یاب ہے کہ مل خان سے ٹیئو اور سیئو اور گھیئو تین بیٹے ہوئے۔ ٹیئو سے ٹوانہ اور سیئو سے سیال اور گھیئو سے قوم گھیبہ کے لوگ ہوئے اور یہ قول بعض اکابر نے اپنی تصانیف میں بھی درج کیا ہے کذب محض اور اختراع خالص اور سفید جھوٹ ہے ہرگز اس کا کوئی اصل نہیں۔
مل خان کے بعد اس کا بیٹا پھیرو مسند نشین ہوا اور اُس کے بعد اس کا بیٹا

اودر باپ کی گدی پر بیٹھا۔ یہ مرد تیز مزاج زود رنج آتش زبان سنگدل اور درشت طبع تھا۔ جو رعایا پر ظلم کرتا اور ہر کوئی اس سے ناراض تھا۔ رعیت پر بیگار یں ٹکسیں اور کارواںیوں اور مسافروں سے اجرت آب نوشی اور خوفناک راہ پر مسافروں کو بدرقہ دیکر پر اُجرت لینا یہ سب اُسی کی بنا نہادہ بدرسمیں ہیں جو اب تک ملک تھل اور کوہستانی علاقوں میں رائج ہیں۔

اودر کے تین بیٹے تھے۔

بخاری خان اور سدہاری خان ایک والدہ سے اور تیسرا شاہزادہ نام ایک والدہ سے۔ یہ تینوں بھائی اتفاق سے کارگذاری کرتے تھے۔ چنانچہ بجائے باپ کے بخاری خاں مقدمات فیصلہ کرتا۔

اور سرکاروں درباروں میں سدہاریخاں آمدورفت رکھتا تھا۔

اور امور خانگی کا انتظام شاہزادہ کے ہاتھ میں تھا۔

بخاری خان کے تین بیٹے ہوئے۔ علی۔ رحمت اور راجڑ۔

اور سدہاری خان کے بہو اور عالم دو بیٹے تھے۔

اور شاہزادہ کے بھی پنیلو اور مالہ دو بیٹے ہوئے۔

تینوں بھائیوں کی وفات کے بعد ان کی اولاد میں بے اتفاقی اور خصومت پیدا ہوئی۔ اس بے اتفاقی کا ثمرہ یہ ہوا کہ سب تنگدست اور کنگال ہو کر محتاج نان شبینہ کے ہوئے۔

پھر شاہزادہ کی اولاد سے ایک شخص امیر خان نام نے معہ چند ہمراہیوں کے موضع جھال اور وڈو کو آباد کیا۔

اور راسنگ خان جو سدہاری خاں کی اولاد سے تھا سورت میں گیا چنانچہ ابتک اُس کی اولاد وہاں موجود ہے۔

اور شیر خاں جو بخاری خاں کی اولاد سے تھا۔ اور سہیل خاں جو سدہاری خاں کی نسل سے تھا۔ اُنہوں نے موضع راہداری کو آباد کیا۔ وجہ تسمیہ راہداری کی یہ ہے کہ مسافروں سے اُجرت لے کر اُن کی حفاظت کرتے اور بدرقہ دیکر اُن کو منزل مقصود تک پہونچاتے تھے۔ اس لئے اس گانوں کا نام راہداری مشہور ہوا۔ کچھ

مدت کے بعد پھیرو خاں اور خیر محمد خاں بخاری خاں کی اولاد سے اور شیخ پنجہ اور سالار خاں سدہاری خاں کی اولاد سے موضع راہداری سے نکل کر موضع آدہی کے مقام پر آئے - یہاں پر موضع آدہی کو آباد کیا - کچھ مدت کے بعد اُکھلی موہلہ کے مقام پر جہاں تھانہ ہوت رئیس ڈیرہ اسمٰعیل خاں کا تھا اس کے شمال جانب تخمیناً ایک میل پر ایک گاؤں آباد کیا - چونکہ اکثر وہاں شیخ پنجہ کی اولاد کے لوگ رہتے تھے - لہذا وہ موضع شیخانوالہ کے نام سے موسوم ہوا - اور وجہ تسمیہ اُکھلی موہلہ کی یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ موضع پہلے کھوکھر آباد مشہور تھا - اور اکثر قوم کھتری وہاں سکونت رکھتی تھی - پھر نگر گھٹہ کے نام پر مشہور ہوا - اور کیلو و چھتہ وہاں سردار تھے - ایک کھتری نے اپنی بیٹی کی شادی کی اور اس کو چاندی کا ہاون و دستہ جہیز میں دیا - اس لئے اُکھلی موہلہ کے نام سے وہ گاؤں موسوم ہوا -

بعد وفات حسین خاں کے میر عالی خاں جو شہزادہ کی اولاد سے تھا - جہال سے نکل کر متصل تلو کے آیا وہاں ایک موضع آباد کیا - مگر چونکہ وہاں کا پانی تلخ تھا اس جگہ سے بھی نقل مکان کیا - اور مٹھہ ٹوانہ کے موقع پر گاؤں آباد کیا - چونکہ اس جگہ کا پانی شیریں تھا اس لیئے مٹھہ ٹوانہ کے نام سے موسوم ہوا - اور لنگا خاں بخاری خاں کے پوتے نے موضع بجار اور خیر محمد خان نے بدتالہ - اور ہیرو خان نے موضع کنجرا آباد کیا - اور شیخوں نے تھانہ دار ہوت کو نکال کر تھانہ پر خود قبضہ کیا - چنانچہ اب تک اُکھلی موہلہ میں شیخ لوگ موجود ہیں اور عوان لوگ جو سردار کو ملک کہتے ہیں ان کو بھی ملک کے نام سے پکارنے لگے -

ملک چنوں نے شیخانوالہ سے نکل کر اقوام کلیرہ اور بھٹی و ڈھوڈہی کو ہمراہ لے کر ایک شہر کی نیو ڈالی اور پہاڑی عوانوں نے اس پر تنازع شروع کیا اور اور کوہستانی اعوان جیتی اور چنگلی اور ناڑہ وہاں سے جمع ہو کر مقابلہ کو نکلے چنوں خاں کی کمک پر بجار اور مٹھہ ٹوانہ اور اُکھلی موہلہ اور کنجرا کے لوگ پہنچے - طرفین سے مقابلہ شدید اور مقاتلہ صعب واقع ہوا - چنانچہ مُردوں سے انبار اور کشتوں سے پشتے لگ گئے - اعوان لوگ بہت مارے گئے اور باقی مجروح اُفتاں و خیزاں اپنے وطن کو پہونچے - چونکہ مدت دراز تک وہاں مُردوں کی ہڈیوں کے ڈھیر اور

اتر آئے تھے۔ اس لئے شہر کا نام ہڈالی موسوم ہوا اور شہر ہاں آباد کیا گیا۔

بعد وفات چنوخاں کے ملک مونداقوم کا سردار ہوا۔ موضع تلی اور علاقہ سون کے لوگوں نے جمع ہوکر ہڈالی کے مویشی چراگاہ سے اکٹھے کرکے ہانک لیئے اور کوہستان کو لے چلے۔ موندا خاں نے اپنی برادری سمیت اُن کا تعاقب کرکے اُن کو راستہ سے جاگھیرا۔ اپنے مویشی چھڑا لیئے اور اُن کو مار کر ایسا ذلیل و خوار کیا کہ پھر کسی کو موندا خاں کے مقابلے کی تاب نہ رہی اور سب علاقہ کے دانت کھٹے ہوگئے۔

اُس کی وفات کے بعد اُس کا بیٹا ملک شیر خان باپ کا قایم مقام ہوا اور قوم بالی و موہل و تلہ و جھجل و لولہ و کلیار اور ٹیٹو و انگرا و گنڈی کو اپنے ماتحت آباد کیا۔ مٹھ ٹوانہ کے لوگوں نے شیر خاں کی روز افزوں ترقی اقبال دیکھ کر حسد کیا۔ ایک روز شیر خاں مٹھ ٹوانہ کی ایک شادی میں شریک تھا کہ ناگہ ہجوم خلقت میں کسی دشمن بداندیش نے تفنگ چلا کر شیر خاں کو بیجان کردیا۔ اس کے بعد ملک مبارز خاں اس کا بیٹا مسندنشین ہوا اقوام بھسین و ڈھانکا و بھوچھال اور اعوان و بھچر اور جوتڑا و دیسی کو اطراف سے لاکر شامل ہڈالی کے آباد کیا۔ اور اپنے باپ کے خون کا بدلہ لینے پر دل میں عزم مصمم رکھتا تھا۔ ایک دن ملک نور ولد علی اور ملک داد و خان کا بیٹا ملک یارو اُس جنگل میں جہاں اب شہر بنج آباد ہے ہرن کا شکار کرکے پچاس سواروں کے ہمراہ کیا یا کر رہے تھے کہ ناگاہ ملک مبارز خاں پندرہ سواروں کے ہمراہ ان پر ٹوٹ پڑا اور دونوں کو قتل کردیا۔ پچاس سوار مونہہ دیکھتے رہ گئے اور کسی کو طاقت پیش آنے کی نہ تھی۔ چند روز کے بعد ملک شاہنواز خاں ہوکر سے مٹھ ٹوانہ کو آرہا تھا کہ ملک مبارز خاں نے اُس کو روز روشن میں قتل کردیا۔ پس مٹھ ٹوانہ کے ملکوں نے اس طریق پر صلح کی کہ ملک شیر خاں کے خون کے عوض ملکانی بخت بھری بنت ملک بگھو مبارز خاں کو نکاح کرکے دی جاوے اور ان تینوں مقتولوں کے خون کے عوض ملکانی خانو بنت ملک شیر رئیس ہڈالی ملک قادر بخش ولد ملک لکھی کے نکاح میں دی جاوے۔

پھر شیر خاں رئیس مٹھہ ٹوانہ نے عنایت اللہ خاں رئیس جھنگ سے مدد طلب کی وہ چڑھائی کر کے خوشاب میں آیا۔ مبارز خاں نے خوشاب میں آ کر عنایت اللہ خاں سے ملاقات کی اور معاملہ عداوت کا بیان کیا۔ عنایت اللہ خاں نے سمجھ کر کہا کہ آپ قلعہ کی کلید میرے حوالہ کریں کہ میرا آنا اور تہیدست واپس جانا شرمساری کا باعث ہوگا اس لیئے مبارز خاں نے کلید قلعہ کی اُس کے حوالہ کی۔ اور خود لعل خاں بلوچ رئیس خوشاب کے پاس بمعہ برادری کے مُقیم ہوا۔ اور اپنے بھائی ملک چراغ خاں کو ہمراہ مال مویشی چراگاہ بولہ میں چھوڑا۔ چند روز کے بعد شیر خاں کسی طرح آگ میں جل کر مر گیا۔ مبارز خاں نے سنکر قلعہ ہڈالی کو محاصرہ کر کے فتح کر لیا۔ پس ملک خان ٹوانہ نے اس افسوس سے ایک دن مبارز خاں اور دوسرے ہڈالی والوں کے مال مویشی جمع کر کے مٹھہ ٹوانہ کی طرف ہانک لیئے۔ مُبارز خاں نے سُنکر تعاقب کیا اور اپنے مال مویشی اُن سے واپس کیئے اور سخت مقابلہ سے اُن کو بھگا دیا۔ پھر لعل خان خوشابی نے مقام بھال میں قلعہ بنا کر کے وہاں اپنا تھانہ قایم کیا اور چونکہ بھال کا مقام ملک مُبارز خاں کی حد میں تھا۔ لہذا مُبارز خاں نے چڑھائی کر کے لعل خاں کے قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اُس کے تھانہ دار کو قتل کر دیا پس لعل خاں لڑائی کی تیاری کر کے آیا اور مقام بولہ سے مبارز خاں کے مویشی ہانک لیئے مُبارز خاں نے تعاقب کر کے اپنے مویشی چھڑا لیئے اور فریقین میں خوب لاٹھی چلی آخر مُبارز خاں کو فتح ہوئی اور لعل خاں عاجز ہو کر بھاگ گیا۔

ایک دن ملک مُبارز خاں راجہ مہان سنگھ کی ملاقات کو گیا ہوا تھا کہ ملک خان ٹوانہ نے جنڈانوالہ کی زمین میں ایک پختہ قلعہ تعمیر کیا اور اُس میں اپنے سوار تعینات کیئے چونکہ یہ جگہ ہڈالی کی حد میں داخل تھی۔ لہذا ہڈالی کے لوگوں نے اندھیری رات میں آکر قلعہ کو بیخ و بنیاد سے اوکھاڑ ڈالا اور سواروں کو قتل کر دیا اور قلعہ کی تمام اینٹیں راتورات اونٹوں پر لاد کر ہڈالی میں پہونچا ئیں۔ القصہ ایک ہی رات میں ایسا صفا کر دیا کہ کفدست میدان نظر آتا تھا۔ صبح کو جب ملک خاں آیا تو دیکھا کہ نہ قلعہ ہے اور نہ قلعہ کی اینٹیں ہیں پس ملک خان نے سخت غصہ میں آکر نور پور اور بھکھور و لکسین و پھڈیال اور خرہ و بلوچ اور جویہ

وغیرہ سے امدادی لوگ اپنے کمک پر جمع کیے۔ اور فتح شاہ سید کو جو بڑا نامور اور بہادر اور لڑائی کا دھنی مشہور تھا۔ کھائی ماڑی سے بُلایا۔ اور ملک مُبارز خاں پر چڑھائی کی۔ جب فوجیں ہڈالی میں آئیں تو ملک مُبارز خاں نے مورچہ بندی سے اُن کا ناک میں دم کر دیا۔ لہذا ملک خاں نے چراگاہ پوٹ سے مویشی ہانک لے جانے پر کفایت کر کے مقابلہ سے مونہہ پھیرا۔ پس ملک مُبارز خاں نے اپنی برادری کی مرضی سے مخالف تیرہ سوار بہادر لے کر اُن فوجوں کا تعاقب کیا۔ جو شمار میں پانچہزار سوار سے کچھ زیادہ تھے پیچھے سے پہونچ کر نیزہ اور تلوار سے اکثر بہادروں اور ناموروں کو میدان میں مار کر گرا دیا۔ اور ہڈالی سے مُبارز خاں کے بھائی بھی پہونچ گئے۔ اور جنگ کر کے فوجوں کو بھگا دیا۔ ملک مُبارز خاں نے فتح شاہ سید کو پیچھے سے آواز دیا بھاگتا ہوا کھڑا ہو کر پیچھے لوٹا اور مُبارز خاں کو صلح کے طور پر آن ملا۔ مُبارز خاں اُس کو واپس ہڈالی میں لایا۔ اور تین روز مہمان رکھ کر چوتھے روز خلعت فاخرہ دے کر رخصت کیا۔

پھر ایک دن ملک خان ٹوانہ نے مُبارز خاں کے مویشی ہانک لانے کیواسطے سوار روانہ کیے۔ چنانچہ جانب جنوب ہڈالی سے سواروں نے اونٹ جمع کر کے مٹھ ٹوانہ کی طرف ہانک لیئے۔ پس ملک مُبارز خاں ایک اکیلا اُن کے پیچھے گھوڑا دوڑا کر پہونچا اور جاتے ہی دو آدمیوں کو قتل کر دیا۔ پس سوار مویشی چھوڑ کر بھاگ گئے اتنے میں ہڈالی سے مُبارز خاں کی امداد بھی پہونچی اور تالاب نظری والہ کے پاس مُبارز خاں کے گھوڑے کا پاؤں کیچڑ میں پھسلا اور زین سے زمین پر گرا۔ اور بیہوش ہو گیا۔ سواروں نے یہ حال دیکھ کر غنیمت سمجھا اور دوڑ کر مُبارز خاں کی طرف آئے مگر ملک چراغ خاں اور دوسرے بھائی مُبارز خاں کے پہونچ گئے اور اُس کو بچا لیا۔ اگرچہ صاحباں اور لکھی خاں اُس کے چچازاد بھائی زخمی ہو گئے مگر مُبارز خاں پر آنچ نہ آنے دی۔ اس حملہ میں ہنبل جوان مٹھ ٹوانہ کے اور پانچ جوان ہڈالی کے سواروں سے مقتول ہوئے۔

پھر کچھ مُدت کے بعد ملک خان ٹوانہ نے ہڈالی کو لشکر بھیجا مُبارز خان نے شہر سے باہر اُن کا مقابلہ کیا آخر ملک خان کے لشکر کو شکست ہوئی۔

پھر موضع چنگی اور جتی کے لوگ جمع ہوکر ٹڈالی پر حملہ آور ہوئے - اور ٹڈالی کے مویشی جمع کرکے ہانک لیئے چلے ملک مبارزخاں نے عقب سے پہونچ کر شہر شاہ لودی کے تالاب پختہ پر مقابلہ کیا اور اپنے مویشی اُن سے چھوڑا کر واپس لایا -

پھر ایک دفعہ ملک مبارزخاں ایک ضروری کام کے لیئے چند سواروں کو ہمراہ لے کر پنڈ دادنخاں کو گیا ہوا تھا کہ ملک احمد یار خاں رئیس مٹھ ٹوانہ نے بہمراہی سردار گلاب سنگھ ٹڈالی پر حملہ کیا - ٹڈالی کے لوگ نہایت بے دل ہوئے - مگر ملکانی بلوچ خاتون دختر ملک بھگو نے سب کی کمر ہمت بند ہوائی اور مورچہ بندی کرکے اہل ٹڈالی نے دشمنوں کو بھگا دیا -

پھر ایک دفعہ ملک مبارزخاں کسی کام کے واسطے گیا ہوا تھا کہ ناگاہ مٹھ ٹوانہ سے ایک کثیر التعداد لشکر تیار کرکے ٹڈالی پر ٹوٹا - ٹڈالی کے لوگوں نے مقابلہ کیا - مگر چند آدمیوں کے مارے جانے سے اہل ٹڈالی دل شکستہ ہوکر بھاگے اور میدان مٹھ ٹوانہ والے لوگوں کے ہاتھ رہا -

آخر مٹھ ٹوانہ کے لوگ مبارزخاں سے دل تنگ ہوکر صلح کرنے پر آمادہ ہوئے - اور آدمی بھیج کر صلح کی خواستگاری کی وہ سادہ دل دشمنوں کے کہنے پر راضی ہوگیا اور بزرگان قدیم کے اس قول کو نہ سوچا کہ ؎

برتواضع ہائے دشمن تکیہ کردن ابلہے است
پابوس آب ازپا افگند دیوار را ؎

پس مبارزخاں نے اُن کے اخلاص پر دل رکھ کر اپنے دل سے وسوسہ بھلا دیا اور اپنے دشمنوں کو دلی دوست خیال کرلیا - اُن کے جھک جھک کر سلام کرنے اور اُن کی زبانی تعظیم وتکریم کے دھوکہ میں آکر پرانے قتال وجدال بھول گیا اور افسوس کہ اس نے اس بیت کے مضمون کو نظر انداز کردیا - ؎

اگر دشمن دوتا گردد بتعظیمش مشو غافل -
کماں چند انکہ خم گردد خدنگش کار گر آید

ایک دن ایسی دوستی ومحبت کے دھوکہ میں اکیلا اُن کی ملاقات کو مقام بولہ میں گیا وہاں دشمنوں نے اسکو غافل پاکر قید کرلیا اور بجانب خنجر خاں وگھیبا خاں

کے اُن کے فرزند ملک شاہ نواز خاں اور اُس کے چھوٹے بھائی ملک چراغ خاں کو
ہڈالی سے باہر بلاکر قتل کر دیا - اور ملک خاں ٹوانہ کو خبر پہونچائی کہ تیرا دشمن ہم نے
گرفتار کر لیا ہے - ملک خاں نے اس قبضہ شدہ شہر ولا ور کو شہید کر دیا اس وقت
ملک مبارز خاں شہید کا بیٹا غلام محمد دس برس کا اور چھوٹا بیٹا ملک غلام حسین
شیر خوارہ تھا - ان کی والدہ ملک خاں ٹوانہ کے خوف سے لعل خاں بلوچ رئیس خوشاب
کے پاس اپنے بیٹوں کو لے کر گئی اُس نے ان کو بڑی عزت سے رکھا پھر موضع راجڑ
میں آکر رہی - اور تھوڑے دنوں کے بعد رانی ملوین کے پاس اپنی فریاد لے گئی
رانی نے لشکر کثیر لے کر مٹھ ٹوانہ پر چڑھائی کی - اور آتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا لیکن
بباعث بارش و سیلاب کوہی کے رانی کا لشکر تنگ آگیا اور مٹھ ٹوانہ کو فتح کرنا
رانی صاحبہ نے کسی اور موقع پر ڈال کر وہاں سے کوچ کیا -

اب بباعث خردسالی صاحبزادگان ملک غلام محمد و غلام حسین ہڈالی سے
جلاوطن ہوئے اور غضنفر خاں و کھیبا خاں پسران ملک بھگو ذات ٹوانہ معروف
بستیال جو اپنے مورث اعلےٰ مستی خاں کی طرف منسوب ہیں - ہڈالی میں خود اختیار
حکمران ہوئے - ان کے ساتھ بھی مٹھ ٹوانہ اور اطراف کے لوگوں سے جنگ اور مقابلے
ہوتے رہے - مگر ملک مبارز خاں کی تلوار اور بہادری کو یاد کرتے تھے اور دشمنوں
پر اُس کی فتح یابیاں دلوں پر منقش تھیں -

کچھ مدت کے بعد ملک غلام محمد خاں شاہ صاحب رئیس شاہپور کے پاس آیا
وہاں تھوڑی مدت رہکر دونوں بھائی فتح خاں رئیس ساہیوال کے پاس آئے -
خان مذکور نے انکو موضع ڈھکو اور صابو وال وجہ معاش کے طور پر جاگیر دیئے
دونوں بھائی خان مذکور سے ہمیشہ جنگوں میں شامل ہونے کے لئے التجا کرتے تھے
مگر بنظر خوردسالی فتح خاں اُن کو جنگ کرنے کی اجازت نہ دیتا تھا - اتفاقاً ایک
دن فتح خاں کے مویشی فوج کے ہمراہ موضع نتوال سے آرہے تھے کہ سورہ خاں
بن کالو خاں جو مشہور بہادر تھا اور ہمیشہ خان مذکور کی فوج کو شکست دیا کرتا تھا -
اپنے بہادر سوار لے کر عقب سے پہونچا - فتح خاں کی فوج نے گریز کا ارادہ کیا
مگر ملک غلام محمد خاں نے نعرہ مار کر اپنی فوج کو دلیر کیا اور بھاگنے سے روک کر

میدان میں قائم رکھ کے خود حملہ کر کے مسورہ خاں پر بجلی کی طرح جا پڑا اور نیزہ مار کر زین سے زمین پر گرا دیا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر فتح خاں کے پاس ساہیوال میں لایا۔ فتح خاں غلام محمد خاں سے نہایت خوش ہوا اور مسورہ خاں کو کہا کہ باوجود اتنی بڑی دلاوری اور تجربہ کاری کے تو نوآموز طفل سے کس طرح پکڑا گیا۔ مسورہ خاں نے کہا کہ اس بہادر لڑکے شیر کے بیٹے نے مجھے زور بازو سے گرفتار کیا ہے اور طرفۃ العین میں مجھے جا پکڑا اور میرا کچھ پیش چل سکا۔ پس فتح خاں نے مسورہ خاں کو خلعت دے کر رخصت کیا اور فریقین میں دوستی کا رابطہ مستحکم ہوا۔

جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے خوشاب کو فتح کیا تو جعفر خاں خوشاب کا رئیس مفرور ہو کر موضع نلی میں جا رہا۔ پھر مہاراجہ نے قلعہ ساہیوال کا محاصرہ کیا اور فتح خاں رئیس ساہیوال معہ ملک غلام محمد خاں و ملک غلام حسین خاں کے قلعہ میں محصور تھے چونکہ ملک غلام محمد خاں کو کچھ دنوں سے سگ دیوانہ نے کاٹا تھا۔ اس لئے محاصرہ کے دنوں میں اُس کا دل بیقرار تھا۔ اپنے بھائی غلام حسین خاں کو کہا کہ مہاراجہ کی فوج کمال غلبہ میں ہے۔ اور امان نظر نہیں آتی۔ لہٰذا خداوند کی امداد پر توکّل اور بھروسہ کر کے یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ پس اپنی برادری کے تیس سواروں کے ہمراہ دونو بھائیوں نے دروازہ پر پہونچکر حملہ کیا۔ سکھوں کی فوج متفرق ہوئی۔ اور رستہ چھوڑ دیا ملکوں نے نکل کر اپنے گاؤں صابووال اور ڈھکو کا راستہ لیا۔ ان کے نکلنے کی دیر تھی کہ فتح خاں کی فوج بھی انکے پیچھے ہی نکلی قلعہ میں سکھوں کی فوج داخل ہوئی۔ اور ملک غلام محمد خاں موضع ڈھکو میں پہونچ کر سمت ۱۸۶۶ میں رہگرائے عالم جاودانی ہوا۔

پس ملک غلام حسین خاں اپنے بھائی کی وفات کے بعد تنگی سفر اور جلاوطنی سے تنگ آکر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حضور لاہور میں مشرف ہوا اور اپنی مصیبتیں اور حوادث بیان کر کے مہاراجہ سے امداد کا خواستگار ہوا اور ملک مبارز خاں شہید کے تعلقات سرکار کی طفلی کے وقت کے ظاہر کیئے۔ مہاراجہ نے بنظر علو خاندان ملک صاحب اور بلحاظ تعلق دیرینہ ملک مرحوم کے خلعت فاخرہ اور ایک جفت کنگن طلائی اور فرمان سرکاری مسجل بمہر خاص عنایت کر کے وعدہ فرمایا کہ تھوڑی

مدت تک تم کو ڈہڈالی میں آباد کیا جاوے گا - جاؤ اب تسلی کرو - ملک غلام حسین خاں مہاراجہ کے وعدہ سے نہایت خوش دل ہو کر وطن کو واپس آیا اور رات دن مہاراجہ کے ایفائے وعدہ کا منتظر رہا تاکہ رنجیت سنگھ نے نورپور اور مٹھہ ٹوانہ کو سمت ۱۸۷۳ کو فتح کیا اور قابض ہو کر سردار جوند سنگھ موکل کو ہمراہ شیر باز خاں پسر ملک پہاڑ خاں کے مٹھہ ٹوانہ کے تھانہ میں حاکم کیا - اور ملک غلام حسین خاں کو ڈہڈالی میں مسند نشین حکومت کرکے سردار جوند سنگھ کو اس کا بازو سونپا اور حکم دیا کہ تمام کاروبار متعلقہ علاقہ ہذا ملک غلام حسین خاں کی مرضی اور مشورہ سے کیا کریں -

ملک احمد یار خاں مورث ملک فتح شیر خاں اس بات کی خبر سنکر راتوں رات بھاگ کر موضع گولے والی میں چلا گیا - جب خبر واپسی سردار صاحب کی سنی تو مٹھہ ٹوانہ میں آکر قلعہ بندی کی - اگرچہ ملک میر باز خاں اور کٹا خاں متعینہ قلعہ نے چند روز مساوی مقابلہ کیا - مگر آخر صلح کرکے قلعہ کی کلید ملک احمد یار خاں کو دے کر خود ڈہڈالی میں چلے گئے - اس وقت ملک احمد یار خاں نے اپنی لیاقتیں دکھا کر اپنے باپ ملک خاں ٹوانہ سے ولیعہدی کی دستار باندھ لی تھی اور خود مالک دستار ہو گیا تھا -

جب قوم اعوان سکنہ موضع نلی نے جعفر خاں بلوچ رئیس خوشاب کو نلی میں قتل کیا تو ملک غلام حسین خاں سمت ۱۸۷۳ میں بسبب خشک سالی و تنگی چارہ کے اپنے مویشیوں کو ٹھٹی کلر کی چراگاہ میں لے گیا - کچھ مدت وہاں استقامت کرکے چراگاہ پر قبضہ کر لیا اور رفتہ رفتہ پکا قابض ہو گیا - خوشاب کے رئیسوں نے سوچا کہ ٹوانوں کو اس جگہ سے بیدخل کرنا چاہیئے ایسا نہ ہو کہ پھر یہ خود مالک بن جائیں اور خود مختاری کا دم ماریں -

لہذا خوشابی لوگ جمع ہو کر جنگ پر آمادہ ہوئے طرفین سے گیارہ آدمی زخمی ہوئے آخر خوشابیوں نے شکست کھائی اور ملک غلام حسین خاں نے فتح پائی -

موضع نلی اور علاقہ سون کے لوگوں نے سمت ۱۸۷۳ میں ملک غلام حسین خاں سے جنگ کرکے شکست کھائی تھی - اس افسوس سے دوسری دفعہ ڈہڈالی کے مویشی ہانک لے گئے ملک اپنی فوج ان کے تعاقب میں لے گیا اور راستہ سے جنگ کرکے مویشی چھوڑا کر واپس لایا اور چند یوم کے بعد ملک غلام حسین خاں میانی علاقہ بھیرہ میں سردار ہری سنگھ کی خدمت میں حاضر ہو کر امداد کا خواہاں ہوا ہری سنگھ نے اپنی فوج ملک کے ہمراہ دی اور

راتوں رات پہونچ کر علی الصباح تلی میں تفنگ رانی شروع کی۔ پس اس جنگ ناگہانی سے تلی کے لوگ بے اختیار ہو کر سب گھروں کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ ملک غلام حسین خاں نے شہر کو لوٹا اور پھر گھروں کو آگ لگادی اور فوج کو واپس روانہ کرکے خود گھر میں آیا اور اسباب غنیمت کا برادری میں تقسیم کیا۔

سمت ۱۸۷۳ میں جب سردار جوند سنگھ علاقہ مٹھہ ٹوانہ کی کارداری پر مقرر ہو کر خوشاب میں پہونچا تو ملک غلام حسین خاں رئیس ہڈالی استقبال کو حاضر ہوا۔ اور ملک احمد یار رئیس مٹھہ ٹوانہ یہ خبر سنکر موضع جبی میں چلا گیا۔ سردار جوند سنگھ نے مٹھہ ٹوانہ میں پہونچکر اس کی گرفتاری کی تیاری کی۔ ملک غلام حسین نے نیک نیتی سے اس کی دشمنیوں پر نظر نہ کرکے پیارا خاں اپنے ملازم کے ذریعہ اس کو جوند سنگھ کے ارادہ سے خبر پہونچائی۔ یہ خبر سنکر ملک احمد یار نواب صاحب بھکر کے پاس چلا گیا۔ پیارا خاں نے واپس آکر جوند سنگھ کو احمد یار کے بھاگ جانے کی اطلاع دی۔ سردار جوند سنگھ نے مٹھہ ٹوانہ کے قلعہ میں اپنی طرف سے تھانہ مقرر کیا اور وہ واپس لاہور چلا گیا۔

جب سردار جوند سنگھ سمت ۱۸۷۴ میں لاہور کو واپس چلا گیا اور ملک احمد یار نواب صاحب بھکر کے پاس پناہ گیری کے ارادہ پر حاضر ہوا تو نواب صاحب بھکر نے اس کے حال پر کچھ خیال نہ فرمایا بلکہ اس کے پرانے انتقام لینے کی نیت پر قلعہ نور پور کا محاصرہ کرکے تمام اسباب اس کا تاراج کر لیا۔ اور ملک مذکور پسپا ہو کر مٹھہ ٹوانہ کے علاقہ سے راتوں رات خفیہ طور پر چھپ کر گذرا اور علاقہ ہڈالی میں ایک مقام موسوم بہ چوہیہ پر بولے سے مشرقی جانب ایک میل جا اترا اور ایک آدمی کو اشیا خوردنی لینے کے لیئے محمد اعظم خاں پسر ملک خنجر خاں کے پاس بھیجا محمد اعظم خاں نے انکار کیا اور ملک غلام حسین خاں کو اطلاع ہوئی وہ اگرچہ احمد یار خاں کا قدیمی دشمن تھا مگر بسبب نیک نیتی کے اس کی تباہی سنکر اس نے چند گوسفند اور تین چار من آٹا اور کچھ روغن زرد وغیرہ اپنے نوکروں کے ہاتھ بھیجا۔

ملک احمد یار خاں نے ایسی حالت میں ملک غلام حسین خاں کی ہمدردی دیکھ کر آفرین اور تحسین سے زبان کھولی اور کہا کہ محمد اعظم خاں جو امید کی جگہ تھی اس نے بھی مصیبت میں میری دستگیری نہ کی اور غلام حسین خاں نے جو اگر چاہتا تو مجھ سے انتقام قدیم عداوتوں کے لے سکتا تھا مگر اس نے مروت جوانمردی کو کام فرمایا اور مجھ پر بڑا احسان کیا جو انمردی

اور شرافت اسی کا نام ہے۔

القصہ دوسرے دن ملک احمد یار خاں موضع چاچڑ میں آیا اور وہاں اپنے عیال کو چھوڑ کر خود مہاراجہ رنجیت سنگہ کی خدمت میں مشرف ہوا اور اپنی مصیبت کو بیان کیا مہاراجہ نے اس کو چاچڑ جاگیر میں عنایت کیا۔

سمت ۱۸۸۲ میں علاقہ کے لوگوں نے ملک غلام حسین خاں سے استغاثہ کیا۔ کہ دیوان پرسارام شاخ شماری کی رقم وصول کرنے میں ہم پر بڑی تعدی کرتا ہے ملک نے فرمایا کہ تمہاری حق رسی کس طرح ہوسکتی ہے۔ لوگوں نے کہا۔ اگر گائوں اور بھیلوں کی سہ سالہ ترنی معاف ہو تو انصاف ہے۔ ملک صاحب نے برغما برادری کاردار سے کہا اُس نے بھی بات کو ٹالا لہذا سائلوں نے ملک صاحب کو ہمراہ لے کر لاہور جانے کا ارادہ کیا مگر جب خوشاب میں پہونچے تو سب لوگوں کا ارادہ فسخ ہوگیا اور ہمراہ جانے سے جواب دے دیا ملک صاحب موصوف خود دار السلطنت لاہور میں تشریف لے گئے وہیں کاردار علاقہ کا اور دیوان پرسارام بھی تھا۔ مگر کاردار ملک صاحب سے بکشادہ پیشانی نہ ملا۔ اس لیئے ملک غلام حسین خاں خوشحال سنگہ جمعدار کو جا ملے اور ایک مہار شتر نذرانہ گذار کر اپنا حال بیان کیا۔ جمعدار موصوف ملک صاحب کو بحضور مہاراجہ رنجیت سنگہ لے گیا۔ مہاراجہ صاحب نے حال پوچھا۔ ملک صاحب نے اپنے پہلے تعلقات یاد دلائے اور ملک غلام محمد خاں برادر کلاں کی خدمات اور سرکار کی ابتدائی سلطنت میں۔ ٹڈالی کی مسند نشینی کی عطا اور عنایت شاہانہ یاد دلا کر تقریر دلپذیر سے مہاراجہ کو بخوبی اپنی طرف متوجہ کیا۔ استماع اس ماجرا سے مہاراجہ امیروں اور وزیروں کی طرف جو اجلاس میں حاضر تھے مخاطب ہوکر فرمانے لگا کہ ان کا تعلق اتحاد ہمارے والد صاحب مرحوم کے وقت سے چلا آتا ہے اور تمام درباریوں سے فرمایا کہ یہ بڑے نامور خاندان سے ہیں اور دیر تک اُن کے بزرگوں کی کمال شجاعتیں زبان گوہر افشان سے بیان فرماتا رہا۔ پھر پوچھنے لگا کہ ملک غلام حسین اب تو کس کام کے لیئے یہاں آیا ہے۔ ملک صاحب نے عرض کیا کہ روبروے سردار ہری سنگہ کاردار کے بیان کروں گا۔ چنانچہ تیسرے دن سردار ہری سنگہ دربار مہاراجہ میں بلائے گئے اور مہاراجہ صاحب نے آمدنی ملک کا حال پوچھا۔ ملک صاحب نے معاملہ بریج معاملہ خریف اور حصہ چہارم آمدنی مویشی علاقہ غیر ہے اور دہ ترتہ وآمدنی

ٹک کوہی اور ترنی شتران - اور ترنی گوسفندان اور ترنی گاؤ و میشان کا بیان کیا اور
کہا کہ ایک اور بات ہے مگر کہنے کے لائق نہیں گستاخی ہے اگر معافی ہو تو عرض کروں
مہاراجہ نے معافی بخشی - ملک صاحب نے عرض کیا کہ اہل ہنود گئو ماتا (دودھ کا [illegible])
کا لحاظ کرنا چاہیئے - مہاراجہ نے انگشت بدندان ہو کر فرمایا کہ یہ سخن تو ازل ہی کہنے کا نہ تھا
مگر چونکہ سچ ہے - اس لیئے معاف ہے پس مہاراجہ نے ملک صاحب کو بذریعہ سردار ہری سنگھ
کاردار کے ہاتھ میں دیگر بیلوں کی ترنی کی معافی کا حکم ہمیشہ کے لیئے اور دو گائیوں کی ترنی کی
معافی سہ سالہ کا حکم صادر فرمایا - سردار ہری سنگھ ملک صاحب کو اپنے ڈیرہ پر لایا اور بابت
معافی ترنی بیلوں کے بات چیت کرتے رہے - پھر رخصت کرنے کے لیئے مہاراجہ
صاحب کی خدمت میں لے گیا - مہاراجہ صاحب نے ملک صاحب کو خلعت شاہانہ سے
سرفراز فرمایا - اور سردار صاحب ہری سنگھ ملک صاحب کو اپنے دورہ کے ہمراہ ٹیلہ ڈلہ
علاقہ ضلع جہلم تک لایا - یہاں سے ملک صاحب رخصت ہو کر وطن میں تشریف لائے
اور علاقہ مٹھہ ٹوانہ کے لوگوں کو خوشخبری دی چنانچہ اب تک بیلوں کی ترنی کی معافی
کا احسان اس علاقہ کے لوگوں پر ملک صاحب مرحوم کی طرف سے ایک بڑی
یادگار چلی آتی ہے -

سمت ۱۸۹۵ میں مٹھہ ٹوانہ کا علاقہ زیر کارداری لعل داس اور کاہن سنگھ تھانہ دار کے
تھا اور ہر دو حاکم بحکم سردار ہری سنگھ اور بمشورہ ملک غلام حسین خاں کے کارروائی
کرتے تھے - تقدیراً ملک صاحب اور کاردار ساہیوال کے درمیان کسی سبب سے کدورت
واقع ہوئی - علاقہ کچھی شیخو وال اور مٹھہ ٹوانہ کے لوگ کاردار ساہیوال کے ساتھ ملک
صاحب کی اجازت سے جنگ پر مستعد رہتے تھے - چنانچہ ایک جانب شمال گرد ٹ
مقابلہ واقع ہوا - ملک صاحب نے اپنے سواروں کو مغلوب جانکر گھوڑے کی باگ
اُٹھائی اور دلیرانہ حملہ کر کے دشمن کی صف میں جا پڑا فریق مخالف کے لوگ متفرق و
پریشان ہو گئے اور ملک صاحب اپنے سواروں کو دشمنوں سے سلامت نکال کر لائے
کاہن سنگھ تھانہ دار ملک صاحب کی دلاوری اور عالی ہمتی دیکھ کر آفرین آفرین پکارنے
لگا - اور ملک صاحب کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرتا تھا علاقہ کے حاکموں نے خوشنودی اور مبارکبادی
کے پروانے لکھے اور حاکم وقت نے انعام اور خلعت شاہانہ عطا کی -

موضع کنڈان اور کرپالکا کے درمیان ایک قلعہ تھا جو قلعہ کنڈان کے نام سے مشہور تھا اور بجر سنگھ چالیس جوانوں کے ہمراہ وہاں رہتا تھا۔ چوں کہ ابتدائے عملداری مہاراجہ رنجیت سنگھ میں علاقہ دار بطمع ماتحت کرنے بلاد متصلہ علاقجات کے آپس میں کشاکش اور خلش رکھتے تھے۔ لہذا بجر سنگھ مذکور مددگار علاقہ کنڈان کا ہو کر مالکان موضع کرپالکا پر دست تعدی دراز کر کے اُن کو جان بلب رکھتا تھا اور اُنکی مقبوضہ زمینوں پر قابض ہو گیا تھا پس سنہ ۱۸۰۸ء میں بڈھا خاں قطبی تنگ دل ہو کر ملک صاحب کی خدمت میں پہونچا اور عرض کیا کہ لاہور جانے کا ارادہ رکھتا ہوں ملک صاحب نے اُس کو تسلی دی اور کہا کہ ہم جنگ کریں گے۔ تیسرے روز قلعہ کنڈان کا محاصرہ کیا اور بجر سنگھ جو مرد ہوشیار اور دلیر تھا ملک کے لشکر کو قلعہ کے پاس نہ آنے دیتا تھا ملک صاحب نے چوبی تختے منگا کر چھ چھ جوانوں کو ایک ایک تختہ دے کر ایک حملہ سے قلعہ فتح کر لیا۔ اور بجر سنگھ وغیرہ کو قتل کر دیا۔ ملک صاحب کے چار آدمیوں کو حملہ کے وقت گولیاں لگیں جو تختوں سے گذر کر ان پر پہونچیں وہ چاروں مر گئے ملک صاحب نے مقتولوں کو ڈیرہ پر پہونچا کر کنڈان کے لوگوں سے صلح کی۔ اور اطاعت مان کر واپس چلے گئے۔

علاقہ چول اور موہاڑ (کوہستان) میں فصل ربیع کی کاشت کا رواج نہ تھا سنہ ۱۸۲۰ء میں ملک صاحب نے سردار ہری سنگھ سے عرض کی کہ اگر تیسرا حصہ سرکار کاشتکاروں پر لگا دے تو فصل ربیع کا تردد کرایا جاوے۔ سرکار نے منظور کیا۔ ملک صاحب نے اسی منظوری پر علاقہ کے لوگوں سے فصل ربیع کی کاشت شروع کرائی جو اب تک جاری ہے۔

مہتہ لعل داس کی کارداری کے زمانہ میں سنہ ۱۸۲۴ء میں خوشاب کے لوگ بڈالی کے اونٹ پکڑ کر لے گئے ملک غلام حسین خاں اپنے ملازموں کو ہمراہ لے کر تالاب محمد والہ پر جو خوشاب سے دو کوس مغرب کی طرف ہے اُن کے تعاقب میں پہونچا چالیس دلاور جوانوں کو ہمراہ کر کے باقی فوج کو وہاں بٹھا دیا کے کنارے قلعہ کے پاس جہاں اونٹ زانو بستہ بیٹھے تھے۔ پہونچکر خلاص کرا لیئے خوشابیوں نے پیچھے سے پہونچکر دو تین حملے کئے لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ خوشابیوں سے چند آدمی زخمی اور تین آدمی

مقتول ہوئے اور ملک صاحب کی طرف سے بہت آدمی مجروح ہوئے اور تالاب پر
جو فوج بیٹھی تھی وہ اس وقت پہونچی جب تمام شاہی واپس چلے گئے اور ملک صاحب
ڈیروں کو لے کر گھر کو چلے آئے۔

سنہ ۱۸۵۸ء میں سردار ہری سنگھ [illegible] علاقہ [illegible] میں آیا اور [illegible]
[illegible] علاقہ [illegible] سنگھ اور لالہ اشتاق رائے سردار صاحب [illegible]
[illegible]
تبھی سرکار سے اشتاق رائے کی کارروائی سے تنگ ہوئے اور [illegible]
ٹھالی اپنے متعلقین و تابعداروں سمیت مہتہ لعل داس کے طرفدار ہوئے اور اس کی
بحالی کی درخواست کی۔ دوسرے روز سردار صاحب نے مہتہ لعل داس کے قائم رہنے
پر فرمان جاری کیا۔ ملک غلام حسین خاں نے سردار ہری سنگھ کی خدمت میں پہونچ
کر لالہ اشتاق رائے کی تقرری اور مہتہ لعل داس کی معزولی کا دستی پروانہ حاصل کیا اور
کامیاب ہو کر واپس آیا چوں کہ لالہ اشتاق رائے نوسیدہ ہو کر وان بھچراں کو چلا گیا تھا
ملک صاحب نے سوار بھیج کر اس کو راتوں رات واپس بلایا اور [illegible] حسب منشا
حکم حاصل کر کے اس کو علاقہ کے انتظام پر لگایا۔ بدھا خاں جو مہتہ لعل داس [illegible]
شرمندہ ہوا اور ملک غلام حسین خاں کا بول بالا ہوا۔

سنہ ۱۸۶۶ء میں غلام حسین خاں سندیال اور ملک محمد اعظم خاں مستیال دونوں [illegible]
لڑکوں کی کھیل دیکھ رہے تھے ایک طفل جوایا نام ولدیارو قصاب کی آنکھیں کپڑے
سے باندھ کر لڑکوں نے مارا وہ رونے لگا اور کہتا تھا کہ مجھے ملک غلام حسین خاں کے
طرفدار لڑکوں نے مارا ہے اُس کا باپ یارو مارنے والے لڑکوں کے والدین کو گالیاں
دینے لگا۔ لوگوں نے اُس کو منع کیا مگر وہ باز نہ آتا تھا آخر محمد اعظم قصاب کی طرفداری
کر کے ملک غلام حسین خاں کے طرفداروں کو گالیاں دینے لگا۔ ملک غلام حسین خاں
نے سُن کر منع کیا اور سمجھایا کہ لڑکوں کی باتوں میں آنا نادانی ہے۔ مگر ملک محمد اعظم
اپنے غصہ کو بڑھاتا گیا اور شور و غوغا سے بند نہ ہوا۔ آخر ملک غلام حسین خاں کو بھی
غصہ آگیا۔ تلوار کھینچ کر احمد الدین و طانو ذات سملی اور خاں قوم انگرا وغیرہ چند
آدمیوں کو اس بازیچہ طفلاں کی طفیل قتل کر دیا اور ملک محمد اعظم کچھ آدمیوں کو ہمراہ

لے کر لالہ اشتاق [illegible] پاس پہونچ کر تھانہ کی فوج اور مٹھ ٹوانہ کے لوگ ہمراہ لے کر
[illegible] میں آیا اور تمام کوچوں کو روک لیا کہ مبادا غلام حسین خان نکل جاوے۔ لالہ
اشتاق رائے نے ملک صاحب کے حاضر ہونے کے لئے آدمی بھیجے۔ ملک صاحب
[illegible] ہونے سے انکار کیا اور لالہ مذکور نے علاقہ مٹھ ٹوانہ اور کوہستان سے امداد
[illegible] منگائی۔ ملک غلام حسین خان نے خبر پاکر اپنے ہمراہیوں کو خوشاب میں بھیجدیا
اور خود سوار ہو کر ایک کوچہ سے نکل جانے پر متوجہ ہوا۔ یار وقصاب جو فساد کا بانی تھا
اس نے ستیاں کو کہا کہ ملک غلام حسین خان فلاں کوچہ سے بارادہ قتال
آرہا ہے اس کوچہ کے سر پر جو لوگ بیٹھے تھے وہ خبردار ہوگئے۔ لیکن جب ملک
نے ان پر حملہ کیا تو ہیبت کے مارے سب وہاں سے ہٹ گئے اور ملک کو رستہ
دے دیا۔ ملک صاحب نے وہاں سے گھوڑا دوڑایا اور لوگ ان کے پیچھے دور
تک دوڑے گئے آگے جنگل میں ملک کے گھوڑے کی زین کا دوال ٹوٹا۔ اور
ملک زین سے زمین پر گرا مگر بباعث کثرت گرد وغبار اور تاریکی رات کے اسکو
دشمنوں نے گرتے ہوئے نہ دیکھا وہ سب واپس چلے گئے اور ملک بحالت لاچاری
پا پیادہ خوشاب میں پہونچا اور لالہ اشتاق رائے نے ملک کے آدمیوں کو قید
کرکے اس کے مکانات کو لوٹ کر آگ لگادی۔ اور اسناد وکاغذات انعام بادشاہی
تاراج کرکے لے گیا ملک صاحب خوشاب سے چوٹ علاقہ میانی میں بخدمت سردار
ہری سنگھ حاضر ہوئے اور فریق ثانی بھی بعد لالہ اشتاق رائے ان کے پیچھے ہی پہونچے
دونوں نے اپنا اپنا حال ظاہر کیا سردار ہری سنگھ نے لالہ اشتاق رائے کو نہایت زجرو
توبیخ سے ڈانٹا۔ اور فریقین پر تین ہزار روپیہ جرمانہ کیا۔ یہ لڑائی کی ایک بات کی طفل
بازی کا شعبدہ ہے۔

سمت ۱۸۹۱ کی بات ہے کہ کنور نونہال سنگھ نے شیخ فوراحمد وشیخ احمد سے پوچھا کہ علاقہ
مٹھ ٹوانہ میں اگر کوئی [illegible] لایق ہو تو اس کو عالی منصب پر سرفراز کیا جاوے انہوں
نے ملک غلام حسین خان کی لیاقت و کمال نیکی بیان کی۔ سردار نے اس کے حاضر
کرنے کا حکم دیا۔ [illegible] اگرچہ [illegible] ان کے کاروں کی معرفت حاضر کرنے کا حکم لکھا
ملکوں نے ہرچند پروانہ جات بنام ملک غلام حسین خاں بھیجے وہ اس خوف سے کہ مبادا

آخر یہی ہوا کہ اثنا میں رات کا اندھیرا ہو گیا اور سکھوں کی فوج نا امید ہو کر واپس چلی گئی۔ ملک صاحب اندھیری رات میں راستہ سے بے راہ منزل قطع کرتا ہوا موضع دیوال کے جنگل میں پہنچا وہاں جوانوں کی ایک قوم نے راستہ روک لیا۔ ملک نے بصلاح وقت مویشی اور اونٹ ان کو دے کر پیچھا چھوڑ دیا اور موضع لوکریاں پہنچ کر بیگ لے اونٹ اس کے حوالے کئے۔ اور خود اپنے گھر میں آیا۔ اور یہ بات ملک صاحب موصوف موجب آفرین و تحسین کا ہوا۔

سنہ ۱۸۴۵ء میں جب مٹھہ ٹوانہ کا علاقہ تحت حکومت سردار ہری سنگھ کے تھا اور اسکی جانب سے محبوب رائے کاردار تھا اور یہ دونوں کارروائی انتظام علاقہ جات کی مشورہ ملک غلام حسین کے کرتے تھے تو گروٹ کے زمیندار جو ملک سے ناراض اور مکدر رہتے تھے اور ملک بھی اُن سے ناراض رہتا تھا فساد انگیز ہوئے۔ ملک غلام حسین خاں مٹھہ ٹوانہ سے سواروں کی فوج لے کر گروٹ کی چراگاہ میں گیا اور اُن کے مویشی ہانک کر مٹھہ ٹوانہ کی طرف لے چلا گروٹ کے لوگ معہ پلٹن پوربیوں کے جو قلعہ گروٹ میں مقیم تھی مویشی چھڑانے کے لئیے تعاقب کر کے مٹھہ ٹوانہ کے راستہ میں پہونچ کر ایک نشیب میں مخفی ہو بیٹھے جب ملک کے سوار وہاں سے گذرنے لگے تو ایک شخص نے پہلے بندوق چلائی اُس کی گولی ملک غلام حسین خاں کی ران سے گذر کر دوسری طرف سے نکل گئی۔ ہمراہیوں نے ملک کے گھوڑے کی باگ پکڑ کر آہستہ آہستہ چلانا شروع کیا کہ ناگہاں مرگ مفاجات کی طرح فوج کمین گاہ سے نکل کر مویشی کو چھین لے چلی۔ اور بندوق رانی شروع کر دی ملک کی فوج متفرق ہو گئی۔ ڈالی کے جوانوں نے کہا کہ مٹھہ ٹوانہ کے لوگ بھاگ چلے ہیں اور پلٹن ہمارے سر پر آن پڑی ہے۔ ملک غلام حسین اگرچہ دردِ ستے لاچار تھا مگر دل قوی کر کے ہمراہ جوانان ڈالی کے تلوار نکال کر بجلی کی طرح پلٹن کے افسر پر جا گرا اور ایک ضرب شمشیر سے اُس کا کام تمام کر دیا۔

پھر فوج کا صوبہ دار تلوار کھینچکر ملک پر پہونچا اور تلوار چلائی مگر اُس کا وار خطا گیا ملک نے اُس کو گردن سے پکڑ کر گھوڑے کی زین سے زمین پر گرا دیا صوبہ دار نے گرتے وقت تلوار مار کر ملک کے گھوڑے کا پانو زخمی کر دیا۔ عالم خاں حسین ملک صاحب کی امداد کو پہنچا اور عالم خاں ٹوانہ معروف سبلی نے نیزہ سے صوبہ دار کا شکم چاک

کر دیا پس ملک صاحب کی فوج نے پوربیوں کی پلٹن کو اس طرح کاٹا کہ ان سے ایک بھی بچکر نہ گیا۔ میدان میں مُردوں کے ڈھیر لگ گئے۔

ملک غلام حسین خاں کو ران کے درد سے ایسی تکلیف محسوس ہوئی کہ سواری کی طاقت نہ رہی اور چار پائی پر اٹھا کر گھر کو لائے۔ سردار ہری سنگھ نے خوشنودی کا پروانہ معہ خلعت گراں بہا کے پہونچایا اور سونے کے کنگن اور پچیس روپیہ سالانہ اور پچیس روپیہ بابت گھوڑے کے جو زخمی ہوا تھا سالانہ مقرر ہوا اور علاقہ کچھی بشمول سہلہ میں عطا ہوا اور سند اس کی ملک کو عطا ہوئی۔ چنانچہ ملک صاحب نے وسندر تلا کھتری سکنہ مجبور کو اپنی جانب سے مختار کار کرکے تردد و آبادی پہ مستقر کیا۔

سمت ۱۸۵۹ میں جب حسب منشا کارداران علاقہ مٹھہ ٹوانہ کے ملک فتح خاں ٹوانہ معہ عیال و اطفال کے موضع آدہی سرگل میں سکونت پذیر ہوا تو پنجکوٹہ کے لوگ قدیم دشمنی سے جو ملک فتح خاں کے ساتھ رکھتے تھے۔ فتح سنگھ مان اور جمعیت سنگھ سندھانوالیہ سے مدد لے کر ایک تاریخ معین پر پنجکوٹہ اور فوج سکھاں کی کمک جمع کرکے ناگہانی شبخون کے ارادہ پر چڑھائی کرکے فتح خاں کی طرف چلے۔ اس دن ملک غلام حسین خاں بھی اپنی ہمشیرہ کی خبرگیری کے واسطے آدہی میں آیا ہوا تھا کہ ناگاہ لشکر کے آمد آمد کی خبر مسمی پیارا اعوان نے پہونچائی اور ملک غلام حسین خان کو کہا کہ ہمارا اس شور و فساد کے درمیان سے نکل جانا بہتر ہے ملک نے کہا کہ یہ کام مردوں کا نہیں اور اسی وقت ملک فتح خاں کو خبر کی ملک فتح خاں سر سے ننگا اسی وقت دوڑتا ہوا ملک غلام حسین خاں کے پاس آیا اور کہا کہ کیا کرنا چاہیئے ملک غلام حسین خاں نے کہا کہ سوائے جوانمردی و دلیری کے اور کوئی تدبیر نہیں خدا پر توکل کرو۔ پس پہلے مالداروں کو کہا کہ اپنے اپنے مویشی شہر میں بند رکھیں اور خود سواروں کو جو ستر تھے اپنے ساتھ لے کر اور پیادوں کو جو ایک سو تھے جانب جنوب شرقی متصل شہر کے مخفی کرکے کہا کہ جب سوار حملہ کریں تو تم یکدم بندوقیں چلاؤ۔ پھر ننگی تلواریں لے کر سواروں کے ہمراہ ہو جاؤ۔ خود ملک صاحبان شہر سے باہر شرق کی طرف ایک بلند مقام پر چڑھ کر بیٹھے۔ صبح صادق کے وقت پنجکوٹہ کی فوج نمودار ہوئی۔ سکھوں کے سواروں نے ملکوں کی طرف حملہ کیا اور پیادوں نے شہر کی طرف موہنہ کیا۔ ملکوں نے سواروں سے مقابلہ کرنا شروع

گیا اور شہر کے مخفی شدہ پیادوں نے تڑا تڑ تفنگ رانی شروع کر دی اور جب شمشیر کی نوبت آئی تو شہر کے پیادے اور ملکوں کے سوار بجلی کی طرح سکھوں پر ٹوٹ پڑے امداد غیبی سے سکھوں کی فوج اس طرح کاٹی گئی کہ مُردوں کے ڈھیر لگ گئے۔ اور میدان میں کاٹے ہوئے سر تربوزوں کی طرح بے شمار پڑے تھے۔ بعد اختتام جنگ امداد علاقہ مٹھہ ٹوانہ کی پہونچی اور ملک غلام حسین خاں گھر میں تشریف لائے۔

قلعہ آدھی کوٹ میں نھانہ پنچکوٹہ کا رہتا تھا۔ ٹوانوں کی فوج نے محاصرہ کیا اور قلعہ کی فصیل سے محافظوں نے بندوقیں چلائیں۔ اس کے بعد ملک فصیل سے چڑھ کر قلعہ کے اُپر پہونچے اور قلعہ کے لوگوں پر بندوقیں چلانے لگے اندرونی سپاہی لڑائی سوار ہے گئے اور بڈالی کے لوگوں سے نور خاں بھین اور احمد خاں ملک غلام حسین خاں کے بھائیوں سے قتل ہوئے۔ اور قلعہ فتح ہو گیا۔

سمت ۱۸۸۹ میں مٹھہ ٹوانہ کے علاقہ سے لوگ جمع ہو کر شہر جنبڈانوالہ کے جنگ پر مستعد ہوئے جو پنچکوٹہ کی حد میں ہے۔ جب نزدیک پہونچے تو وہاں چند سائیسوں کو دیکھا بعضوں کو قتل کیا اور بعضوں کو قید کر لیا ایک ان میں سے بھاگ کر نکل گیا اور اس نے اپنے سرداروں کو خبر پہونچائی۔ اتفاقاً سندھوالیہ سردار وہیں تھے۔ پس جنبڈانوالہ کے سردار بمعہ سواری اپنی کے ایک سو سوار سکھوں کا ہمراہ کر کے دو سو قدم کے فاصلہ پر جا اُترے۔ مٹھہ ٹوانہ کے لوگ بوقت ظہر بھاگنے پر مستعد ہوئے۔ راجہ غلام خاں اور کاہن سنگہ سرداران جنبڈانوالہ نے پہلے خیال کیا کہ ان کا بھاگنا کسی حکمت عملی سے خالی نہیں پھر سمجھے کہ شاید ڈرے ہوئے بھاگے جا رہے ہیں ان کے قتل پر اٹھے ملک غلام حسین خاں اور بدھ خاں قطبی اور نور خاں وحاجی قوم اوتیرا پیادوں کی پشت پناہی پر پکڑے تھے۔ حاجی اور نور خاں زخمی ہوئے اور مخالف لوگ زخمیوں کے مارنے پر زور کر کے دوڑے مگر ملک غلام حسین خاں نے زخمیوں کو بچا کر گھوڑوں پر سوار کر کے میدان سے علیحدہ کر دیا اور خود اکیلا میدان میں رہ گیا اب اس طرف کے سواروں نے دیکھا کہ ملک غلام حسین خاں ایک اکیلا میدان میں رہ گیا ہے حملہ کر کے آئے مگر محمود خاں اور حامد خاں سرداران جنبڈانوالہ جو ملک کے جنگ سے واقف تھے اس سے

کنارہ کر کے فراریوں کے قتل پر زور کرنے لگے اور احمد خاں جو ملک کا پیادہ تھا اُسکے قتل کرنے پر دوڑے اور قریب تھا کہ آہن ربا کی طرح اُس کو اُڑا کر لے جاویں کہ ناگاہ ملک غلام حسین خاں نے اُس کو اُٹھا کر اپنے پیچھے بٹھالیا - اور وہ کوہ تک لے گیا جب رات ہوئی تو مخالفوں نے شبخون کر کے تخمیناً آٹھ سو جوان علاقہ مٹھ ٹوانہ سے قتل کیے اور یہ لوگ ذلیل ہو کر واپس آئے -

سمت ۱۸۸۹ میں سردار ہری سنگھ کی طرف سے ملک غلام حسین خاں علاقہ مٹھ ٹوانہ کے انتظامات اور حفاظت مویشی علاقہ وتجویز کارروائی پر مختار کُل تھا - ایک دن ملک نے نو کوس جانب شمال موضع وان بھچران سے موسے خیل کے مویشی ہانک کر براہ بنیال روانہ کیے مالکان مویشی مقابلہ پر دوڑے - جب علاقہ وان بھچران میں پہونچے تو ملک غلام حسین خاں نے اپنے سواروں کو اُن پر حملہ کرنے کا حکم دیا - چنانچہ موسی خیل کے لوگ کچھ قتل ہوئے اور کچھ بھاگ گئے - پھر ملک صاحب کے سواروں پر ملک فتح خاں بھچر کے سوار دوڑے اور مویشی مغصوبہ اُن سے چھین کر موضع وان بھچران میں بھیج دیئے اور خود بارادہ جنگ ملک غلام حسین خاں کا راستہ روک بیٹھے ایک سوار نے ملک غلام حسین خاں کو خبر پہونچائی کہ بھچروں نے وہ مویشی ہم سے چھین لیے ہیں اور اب جنگ کے لیے آپکا راستہ روک کر بیٹھے ہیں معتبر لوگوں نے صلاح دی کہ بھچروں کی فوج سے جنگ مناسب نہیں اس رستہ کو چھوڑ کر جنوبی راہ سے جانا چاہیئے کیونکہ بھچروں کی فوج بڑی جنگ باز ہے ملک علی خاں وگھیبا خاں ساکنان بڈالی نے کہا کہ ملک صاحب ہم پر ہمیشہ کے لیے بھچروں سے ڈر جانے کا طعنہ قایم رہے گا ملک صاحب نے کہا ہاں ٹھیک ہے ڈرنا نہ چاہیئے - القصہ جب بھچروں کی فوج پر پہونچے تو حملہ کر کے اُن سے راستہ چھوڑا لیا بھچروں کی فوج متفرق ہو کر ان کے پیچھے ہو گئی اور تفنگ رانی شروع کر دی - بڈھا ولا غلاموں واحمد یار ولد چراغ وبہادر محمد خیل نے ملک غلام حسین خاں کے پیچھے قتل کے ارادے پر تعاقب کیا - علی خاں نے اُن کا راستہ روکا اور اُن کو پیچھے ہٹا رکھا مگر اُس کی زین کا دوال ٹوٹ گیا وہ گھوڑے سے اُتر کر دوال کی درستی میں مشغول ہوا اور اس سبب سے وہ بہت پیچھے رہ گیا ملک صاحب نے پھر دیکھا اور پوچھا کہ علی خاں کیوں پیچھے رہ گیا ہے -

سہالت قوم گھیو سردار موضع چن نے تمام حال اُس کے پیچھے رہ جانے کا بیان کیا۔ ملک صاحب نے فرمایا کہ بکھیڑوں کو روکنا نہ تھا۔ اگر مجھ تک پہونچتے تو ایک بھی بچکر نہ جاتا۔

اسی سمت ۱۸۸۹ میں سردار ہری سنگھ کی صلاح سے مٹھ ٹوانہ کے علاقہ سے کمک لے کر ملک غلام حسین خان نے قلعہ ہرنولی کے فتح کرنے پر فوجکشی کی قلعہ کو فتح کر کے کارداران سندھ نوالیہ متعینہ قلعہ کو تباہ کر گئے متاع و اسباب قلعہ اور شہر ہرنولی کو تاراج کر کے لب دریائے سندھ کے اکثر دیہات کو لوٹا۔ اس علاقہ کے لوگوں سے ہتھیا چھین لیئے جب آدہی کوٹ اور نواں جنڈانوالہ و دیگر علاقہ ریگستان علاقہ کچھی سے گذرے تو پنجکوٹ کے ایک قریہ سردار پڈالہ کے پاس جنگ کے ارادہ پر آن پہونچے۔ اور وہیں اُن سے مٹ بھیڑ ہو گئی۔ چند آدمی پنجکوٹ سے اور بعضے جوان ٹوانوں سے قتل ہو گئے اور سردار قوم وڈھل سکنہ پڈالی بھی مارا گیا۔ ملک صاحب نے اُس کی لاش کو پڈالی میں پہونچایا اور علاقہ کے لوگ شکست کھا کر چلے گئے اشیاء غارت کردہ سے چوتھا حصہ سردار ہری سنگھ لیتا تھا اور تین حصے فوج ملکی کو ملتے تھے۔ (سکھوں کی بادشاہی کا بھی عجیب انتظام تھا)۔

سمت ۱۸۹۰ میں بماہ اسوج سردار ہری سنگھ پشاور سے مٹھ ٹوانہ میں پہونچا تمام روساء و سردار اُس کے سلام کے لیئے حاضر ہوئے سب سے ملاقات کرتا رہا مگر ملک غلام حسین خاں کو بڑی عزت و اکرام سے ملا مٹھ ٹوانہ کے لوگوں نے اس قدر ملک غلام حسین خاں صاحب کا تقرب سردار ہری سنگھ صاحب سے دیکھ کر سفارش کے لیئے عرض کی کہ ہم سرحد کے لوگوں سے نوکران سرکاری کی طرح لڑتے ہیں اور ہمیشہ تنگ دست رہتے ہیں اگر سرکاری معاملہ میں سردار صاحب تخفیف فرماویں تو عین عنایت ہوگی۔ ملک صاحب نے حسب منشاء لوگوں کے سردار صاحب سے عرض کی۔ سردار صاحب نے فرمایا کہ اس سے پہلے مہاراجہ صاحب سے شاخشماری معاف ہوئی اب معافی معاملہ کی چاہتے ہو یہ عرض نامنظور ہے۔ ملک صاحب خاموش ہو گئے اور لوگوں کو خبر کی لوگوں نے کہا کہ ہم اس ملک میں نہ رہیں گے۔ ملک صاحب نے کہا کہ آگے جب میں لاہور چلا تھا تو تم نے خوشاب میں جا کر جواب دے دیا۔ اب اس سفارش کے نامنظور

ہونے سے مجھے رنج پہونچا اور مجھے تمھارے پر کچھ اطمینان نہیں پر شاید مجھ پر ہی شکایتیں
کرنے لگو۔ رات کے وقت مع اسباب اور متعلقین کے راجہ غلام خاں حاکم پنچکوٹہ کے
پاس چلا گیا اس نے ملک صاحب کو بڑی عزت و احترام سے رکھا۔ اس زمانہ میں سخت
قحط پڑا تھا۔ بڑالی وٹھہ ٹوانہ کے لوگ بسبب قحط سالی جنگلی گھاس موسوم بہ مرکن کھا کر
گزارہ کرتے تھے۔ یہی گھاس خداوند تعالیٰ نے لوگوں کی زندگی کا سبب بنا دیا تھا۔
اور سمت ۱۹۰۱ مرکن والہ سال آجتک پنجاب میں زبان زد عوام ہے۔ موسم سرما تو لوگوں نے
اس گھاس کو کھا کر کاٹا۔ ابتداء موسم گرما میں بارشیں بہت ہوئیں اور فصلوں کی امیدیں
لگ پڑیں۔ مٹھہ ٹوانہ کے لوگ راجہ غلام خاں کے مویشی ہانکنے کو آئے ملک غلام حسین
خاں نے بوجہ وطن داری کے ان کا لحاظ کیا۔ وہ مقابلہ پر آمادہ ہوئے تو ان کو ٹال دیا۔
مگر جب وہ شرارت سے باز نہ آئے اور مویشی ہانک لئے چلے تو ملک نے پانچ چھ
جوانوں کو زخمی کیا۔ اور دو آدمیوں کو قتل کر کے مویشی چھین کر واپس لایا اس وقت
ملک آوہی کوٹ میں آکر سکونت پذیر ہوا تھا۔ دو آدمیوں کے قتل کرنے کا قصہ سردار
ہری سنگھ کے پاس پہونچا اس نے ایک پروانہ بنام کاردار مٹھہ ٹوانہ بدیں مضمون لکھا
دیکہ قبل اس کے جنگ بڑالی میں تو نے کس قدر خون کیے اور کلمات گستاخی معافی شاخ
شماری میں بحضور مہاراجہ صاحب لاہور میں کہے تو ہم نے کچھ نہ کہا۔ پھر آپ معافی
معاملہ کی اندک بات سے ناراض ہو کر چلا گیا۔ ہم کو لحاظ تمھاری خاندانی کا بہت ہے
اور لحاظ تمھارے بزرگوں کی حسن خدمات کا ہے اس لیئے ہم نے تمھارے حق میں
کبھی بیجا کلمہ نہیں کہا اور نہ کہونگا"۔)

یہ پروانہ سردار صاحب کا جب کاردار مٹھہ ٹوانہ کو پہونچا تو اس نے ملک عالم شیر
ولد ملک خاں ٹوانہ اور ملک فتح خاں نون اور ملک بڈھا خاں قطبی اور حاجی خاں
اوتیرا اور نور خاں محمود خاں سکنہ انگلی موہلہ اور زمان شلولی اور زمان اعوان اور
محمود خاں موہل کو ہمراہ لیا اور آدہی کوٹ میں ملک صاحب کے پاس پہونچا۔
ملک صاحب نے بسلوک دوستانہ ان کی امیرانہ دعوت کی۔ کاردار نے دعوت سے
فراغت پاکر آہستگی سے پروانہ سردار صاحب کا ملک صاحب کو دیا۔ ملک صاحب نے
پڑھ کر منظور کیا اور خود واسطے حصول اجازت راجہ غلام خاں حاکم پنچکوٹہ روانہ ہوا۔

اور برادری کے لوگوں اور ملازموں کو تیاری کا حکم دیا بعد حصول اجازت کاردار مٹھہ ٹوانہ کے ہمراہ سمت ۱۸۹۱ میں واخل ڈھالی ہوا۔ مٹھہ ٹوانہ کے کاردار نے سردار صاحب کی خدمت میں لکھا کہ ملک غلام حسین خاں نے آپ کا فرمان پڑھ کر وطن میں آنے سے کچھ عذر نہیں کیا اور فی الفور ہمارے ہمراہ ڈھالی میں آگیا بدوں حکم حضور کے میں نے اُس سے کوئی سلوک نہیں کیا پس سردار صاحب نے خلعت خاص اور پروانہ خوشنودی ملک صاحب کو بھیجکر نوازش قدیمانہ سے سرفراز و ممتاز فرمایا۔

سمت ۱۸۹۱ میں سردار ہری سنگھ کی طرف سے علاقہ مٹھہ ٹوانہ کا کاردار جینبہ سنگھ مقرر ہوا ملک غلام حسین خاں کسی بات سے اُس پر ناراض ہوا۔ اور ڈھالی سے روانہ ہو کر موضع سندرال میں جا رہا۔ اس اثنا میں باشندگان گرڑتلو کر نے آپس میں مشورہ کیا کہ ڈھالی کے لوگ ہمارے مویشی ہانک لے گئے تھے۔ اب ہم اس بات کا بدلہ لیں چونکہ ہمارے علاقہ میں آئے ہیں ہم اُن کے مویشی چھین لائیں۔ ایک دن گرڑتلو کر کے لوگوں نے جمع ہو کر سندرال میں حملہ کر کے ملک صاحب کے مویشی ہانک لیئے۔ اور اپنے شہر میں لائے۔ ملک صاحب نے بمعہ اپنے سواروں اور پیادوں کے انکا تعاقب کیا وہ ایک خام قلعہ میں جو تلوکر کی حد میں واقع تھا پناہ گزین ہوئے ملک صاحب نے بمشورہ ہمراہیاں قلعہ پر چڑھ کیا۔ اور ایک ہی حملہ سے قلعہ کو فتح کر لیا اُن لوگوں سے چند آدمی زخمی ہوئے اور اُن کے تمام ہتھیار ملک صاحب نے چھین لیئے۔ اور موضع سندرال میں واپس آئے چند ایام کے بعد ملک خدایار خاں پسر ملک خاں ٹوانہ اور ملک بخش پسر ملک نظر سکنہ ہوکہ ملک غلام حسین خاں کی ملاقات کو آئے انکی معرفت جینبہ سنگھ کاردار نے ملک کو راضی کرنے کے لیئے ایک سفارشی جرگہ بھیجا جس کے سرگروہ عالم شیر ولد ملک خاں ٹوانہ و محمود خاں قوم مُہل اور زمان عوان وغیرہ چند آدمی مٹھہ ٹوانہ کے تھے انہوں نے ملک کو بڑی منت سماجت وچاپلوسی سے راضی کیا۔ پس ملک بمعہ لواحقین سندرال سے مقام کرپالکا میں آرہا اور حسب الحکم کے جو جرگہ کے لوگوں سے کیا تھا جوایا قوم دھودی کو ہمراہ لیکر مٹھہ ٹوانہ میں جینبہ سنگھ کی ملاقات کو گیا۔ جینبہ سنگھ نے ملک غلام حسین خاں اور جوایا دھودی کو قید کر لیا۔ اور ملک عالم شیر کو فوج کے ہمراہ ملک غلام حسین خاں کے مویشی لانے کے واسطے روانہ کیا۔ عالم شیر تمام مویشی ملک کے

منڈراں سے ہانک لایا۔ اور ملک کے بھائی انتقام لینے کے ارادہ سے خوشاب کی حدیں مقام شاہداد میں عارسہتے کبھی مٹھ ٹوانہ کے علاقہ سے اور کبھی بوتالہ سے مویشی ہانک لاتے اس بات سے چنبہ سنگھ ملک غلام حسین خاں کو قید میں تنگ کرتا تھا۔ ایک دن ملک کے سواروں نے شہر مٹھ ٹوانہ سے رات کے وقت اونٹ جمع کر کے ہانکنے کا ارادہ کیا کہ تھانہ کی سپاہی اور مٹھ ٹوانہ کے سوار اُن کے مزاحم ہوئے اور فریقین میں مقابلہ ہوا۔ صبح کے وقت مٹھ ٹوانہ کے سوار موضع سنگور کے پاس بیٹھے تھے ملک کے سواروں نے اُن پر حملہ کیا اور وہ لاچار ہو کر وہاں سے بھاگے ملک فتح خاں ملک غلام حسین خاں کے برادرزادہ نے اوتھرن نام قوم چھینا کو جو مٹھ ٹوانہ میں بڑا نامور جنگ باز تھا زخمی کیا وہ ایسا بیدل ہو کر بھاگا کہ موضع محمد شاہ میں ایک سید کے گھر جا چھپا اور مستورات کے خاص کمرہ میں داخل ہو کر مخفی ہوا ملک فتح خاں بلحاظ مستورات سادات اندر جانے سے رُک گیا اور دروازہ سے واپس ہوا۔ پھر ملک عالم شیر ولد ملک خاں ٹوانہ کو معہ چند معتبروں کے گرفتار کیا تیسرے دن ملک خدایار اور ملک بخش نے درمیان میں آکر صلح کرائی اور ملک عالم شیر وغیرہ کو خلاص کرا کر مٹھ ٹوانہ کو واپس کیا۔ پھر ملک غلام حسین خاں کے بھائیوں نے کرایا کا سے روانہ ہو کر موضع ناڑی میں مقام کیا۔ ایک چنبہ سنگھ نے سمجھا کر ملک کے سوار شاید ملک کے حکم سے مٹھ ٹوانہ پر حملہ کرتے ہیں اس لئے ملک سے پوچھا ملک نے کہا کہ وہ صرف اپنے مال کے درد سے ایسے حملے کرتے ہیں اگر اجازت ہو تو میں اپنے متعلقین کو ہڈالی میں منگالوں چنبہ سنگھ نے کہا کہ اگر تو یہ کام کرے تو میں تجھے قید سے خلاص کر دوں گا اور تمہارا مال بھی تم کو واپس دیدوں گا۔ پس ملک نے اپنے متعلقین کو ہڈالی میں واپس بلا لیا مگر چنبہ سنگھ نے اپنے قول پر وفاداری نہ کی اور ملک کو پہلے سے بھی تنگ کرنے لگا اور ایسے تنگ تھانہ میں ڈال دیا کہ وہاں وہ قریب المرگ ہو گیا اور ملک کے مویشی بھی خرد برد کر کے کھا گیا جب ملک غلام حسین کا حال قید میں نہایت ذلت کو پہونچا تو ملکانی صاحبہ اہلخانہ ملک غلام حسین خاں چار ملازموں کے ہمراہ لاہور میں تشریف لے گئیں اور سردار ہری سنگھ کی خدمت میں پہونچکر چنبہ سنگھ کے ظلم کا حال بیان کیا سردار صاحب سنکر حیران ہوئے اور کہنے لگے کہ اب تک مجھے خبر نہیں پہونچی اُسی وقت پروانہ بنام کاردار لکھ کر دیا۔ اور پارچات ابریشمی جو لائق مستورات کے ہوتے ہیں تیار کروا کر پیش کش کئے ملکانی صاحبہ

سے نے مٹھہ ٹوانہ میں پہونچکر سردار ہری سنگھ کا پروانہ چنیہ سنگھ کو دکھایا چنیہ سنگھ نے اُسی وقت ملک صاحب کو قید سے نکالا تمام برادری کے لوگ جو متفرق ہو گئے تھے ملک غلام حسین خاں کے ہمراہ پھر آن کرہڈالی میں آباد ہوئے۔

اسی سنہ ۱۸۹۱ میں ایک غازیوں کا گروہ جو سکھوں کے ساتھ غزا اور جہاد کے ارادہ پر نکلا تھا اِن کا سرگروہ حیات خاں نام تھا جب وہ کچھی کے علاقہ میں اُسے تو اکثر لوگ علاقہ کچھی کے اُن کے ہمراہ ہوئے اور میانوالی اور واں بھچراں اور وان کیلا سے بہت لوگ اُن کے ساتھ ہو کر جہاد پر کمربستہ ہوئے جب مٹھہ ٹوانہ کے پاس پہونچے تو ملک غلام حسین خاں اور ملک عالم شیر خاں کو وکیل بھیجا کہ ہم کفار کے ساتھ جہاد کرنے کے ارادہ پر نکلے ہیں آپ لوگوں پر ہماری امداد کرنا لازم ہے۔ ابھی ملک صاحبوں نے وکیل کو کوئی جواب نہ دیا تھا کہ عوام میں یہ بات مشہور ہوئی کہ غازی لوگ قوم ٹوانہ کی غارت کے ارادہ پر آئے ہیں اور اِن کا ارادہ ہے کہ مستورات قوم ٹوانہ کو تاراج کرکے لیجاویں اس لیئے ملک صاحب غازیوں سے بدظن ہو گئے اور سکھوں کے ہمراہ غازیوں پر ایسا حملہ کیا کہ اٹھارہ ہزار غازی جو بڑی طمطراق سے جمع ہو کر آئے تھے دیکھتے ہی کانپ گئے جب اُنکے پاؤں اکھڑے تو تعاقب کرکے سکھوں نے اُن کو قتل کرنا شروع کیا تین تین سو آدمی کو ایک ایک پلہ میں کاٹ جاتے تھے اسی طرح دو فرسنگ تک اُن کا تعاقب کرکے سب کو قتل کر دیا۔

سنہ ۱۸۹۴ میں سردار ہری سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی طرف سے سپہ سالار مقرر ہو کر علاقہ پشاور اور کابل کی فتح پر مع افواج خالصہ روانہ ہوا کوہستانی علاقوں سے افغان جمع ہو کر مقابلہ کو نکلے اور قریب قلعہ جمرود کے ایک بلند ٹیلہ پر جو درہ خیبر کے حد میں واقع ہے نوبت جدال کی واقع ہوئی سردار صاحب کو ایک گولی لگی اور ۹ ماہ بیساکھ سنہ ۱۸۹۴ کو مر گئے۔

سردار ہری سنگھ کے فوت ہو جانے کے بعد سنہ ۱۸۹۵ میں ملک فتح خاں اور ملک قادر بخش خاں بحکم راجہ دھیان سنگھ و گلاب سنگھ علاقہ مٹھہ ٹوانہ کے اماتی کاردار مقرر ہوئے اور سرحدی علاقوں کے روساء کے انتظام پر کارروائی چلانی شروع کی۔

اس کے بعد سمت ۱۸۹۶ میں از جانب سرکار مہاراجہ رنجیت سنگھ شیخ نور احمد کاردار علاقہ مٹھہ ٹوانہ اور خوشاب کا مقرر ہوا اس نے ملک غلام حسین خاں رئیس ہڈالی کو اپنا ہم صلاح مقرر کیا اور ملک فتح خاں اور ملک قادر بخش خاں ان کے ماتحت ہوئے ان دونوں کو ملک غلام حسین کے افعال پر حسد ہوا اور شیخ نور احمد کے ساتھ ملک غلام حسین خاں کا باہمی سلوک اور ہم مشورہ ہونا ان کے لیئے سخت ناگوار اور دلی سوزش کا باعث تھا اور ملک غلام حسین خاں کا شیخ احمد کاردار کے دربار میں اس قدر تقرب تھا کہ ایک شخص مسمی خانا نے ایک اپنے برادری کے آدمی مسمی اعظم خاں سکنہ اکھلی موہلہ کو قتل کر دیا۔ اور جب وہ شیخ صاحب کے پاس گرفتار ہو کر آیا تو شیخ صاحب نے اس کو پھانسی کا حکم دیا چونکہ خانا مذکور ملک غلام حسین خاں کا دوست تھا عین پھانسی کے موقعہ پر ملک صاحب نے اس کو خلاص کر کے شیخ صاحب سے سفارش کر کے قدر قلیل خبر یہ دیکر اس کی جان بخشی کرائی اور اس کو خلاص کرا دیا۔

سمت ۱۸۹۷ میں علاقہ مٹھہ ٹوانہ کی کارداری ملک فتح خاں کے سپرد ہوئی اور بحکم مہاراجہ رنجیت سنگھ شیخ نور احمد سے کارداری کا چارج لیا گیا۔ چونکہ ملک فتح خاں ملک غلام حسین خاں کا دلی دشمن تھا ملک غلام حسین خاں نے ہڈالی سے قطع تعلق کر کے موضع ناڑی میں سکونت اختیار کی۔ ملک فتح خاں بڑا منصوبہ باز آدمی تھا اس نے سوچا کہ ملک غلام حسین خاں سینہ زوری اور مقابلہ سے تو کبھی زیردست نہ ہوگا کسی طرح دوستی اور موافقت کا دام پھیلا کر اس کو دیبو کہ دینا چاہیئے اور حکمت عملی سے اس کا کام تمام کرنا چاہیئے۔ تیجر خاں اور کھیا خاں جو ملک کے والد سے قدیمی عناد رکھتے تھے ان کی سازش سے اس منصوبہ کی انجام دہی کو سوچا ملک غلام حسین خاں کے ہمشیرہ زادہ ملک فتح خاں نون کو بلا کر پوچھا کہ ملک غلام حسین صاحب ہڈالی سے موضع ناڑی میں کس لیئے چلے گئے ہیں۔ فتح خاں نون نے کہا کہ آپ کی عداوت سے ڈر کر۔ ملک فتح خان نے کہا۔ اللہ کی قسم رسول کی قسم تمام انبیا کی قسم ہے میں ان سے کسی وجہ سے عداوت نہ کروں گا انکو پیغام بھیجو کہ اپنے وطن ہڈالی میں واپس تشریف لاویں اور مجھ سے جو ان کو ہر طرح سے دوست رکھتا ہوں کسی قسم کا اندیشہ دل میں نہ لاویں۔ فتح خاں نون نے موضع ناڑی میں پیغام بھیج کر ملک غلام حسین خاں کو واپس بلوایا اور اپنے ہمراہ مٹھہ ٹوانہ میں کاردار فتح خاں کے

پاس لے گیا ملک فتح خاں نے بطور ظاہر داری نہایت عزت و اکرام سے ملاقات کی اور کمال چرب لسانی اور شیریں بیانی سے پیش آیا۔ اور فتح خاں ٹوانہ کو کہا کہ میں اپنی ہمشیرہ کا ناطہ ملک غلام حسین خاں کے فرزند ملک عزت خاں کے لیئے پیشکش کرتا ہوں ملک صاحب منظور فرماویں اور تمام ناراضی اور کدورت قدیمہ و عداوت دیرینہ اور بدظنی دل سے محو اور منسی فرماویں ملک صاحب نے دل کی صفائی سے معاملہ کی صفائی سمجھ کر رضامندی ظاہر کی۔ اور ملک عزت خاں اپنے فرزند کی شادی کے خواستگار ہوئے فتح خاں سگار نے چند روز شادی کے لیئے مقرر کیئے۔ ملک غلام حسین خاں نے زر معافی کی بابت درخواست کی جو معافیداروں کو معرفت کارداروں کے وصول ہوا کرتی تھی۔ اور بابت سال گذشتہ تین ہزار روپیہ آتا تھا فتح خاں نے سندات معافی کے کاغذات منگائے جو فی الفور پیش کئے گئے دیکھ کر کہنے لگا کہ ان کی نقل کر کے مبلغات شادی کے روز ادا کیئے جاویں گے ایک ہفتہ تک آپ ملک عزت خاں اپنے فرزند کی منگنی کر جاویں۔ ملک غلام حسین خاں اپنے فرزند کی شادی میں جا کر مصروف ہوا اور ادہر خنجر خاں اور گھسیا خاں قتل کی تجویز سوچنے لگے ہفتہ تک ملک عزت خاں کی منگنی کے لیئے ملک صاحب مٹھہ ٹوانہ میں آئے تو دشمن موقع کی تلاش میں ہتھیار پوشیدہ لئے کر پھرتے تھے مگر کوئی موقعہ دست اندازی کا انکو نہ ملا جب فتح خاں نون اور ملک غلام حسین خاں فتح خاں کاردار کے ڈیرہ پر گئے تو اس نے فتح خاں سکنہ اوکھلی موہلہ کو جس کا بھائی محمد اعظم خاں مسمی خانا نے قتل کیا تھا اور ملک غلام حسین خاں نے خانا کو پھانسی سے بچایا کوچہ سے باہر مع چند آدمیوں کے موقعہ پا کر قتل کرنے کے لیئے بھیجا عشا کے وقت ملک غلام حسین خاں نماز ادا کرنے کے لیئے فتح خاں کے گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ فتح خاں نے مسمی ممنہ قوم ٹوانہ سکنہ آدہی سرکل کو ملک صاحب کے ہمراہ بھیجا اور خود فتح خاں کاردار کے پاس پہنچا تقدیراً ممنہ مذکور نے سستی کر کے ملک کے ہمراہ جانے سے تساہل کیا اور ایک ضروری عرض کے لیئے جو اس سے فتح خاں کاردار سے ایک مطلب کے لیے کرنی تھی باہر نکلا ہوا پھر اندر داخل ہوا اور وہیں بیٹھ گیا۔ فتح خاں نون کو بھی کچھ خوف اور بدظنی نہ تھی ملک صاحب کے اکیلا جانے سے کچھ اندیشہ نہ کر کے ان کی حفاظت سے پہلو تہی کی۔ فتح خاں شیخ ساکن اکھلی موہلہ اور رزاقہ قوم چوہیہ اور چند آدمی جو راہ میں چھپے بیٹھے تھے تلواریں نکال کر

ملک صاحب پر ٹوٹ پڑے اور وہیں کوچہ میں اُن کو شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

فتح خاں نون جب کوچہ میں نکلا تو ایک بقال نے اُس کو خبر دی کہ ایک شخص کوچہ میں قتل ہوا پڑا ہے جب جا کر دیکھا تو ملک غلام حسین خاں صاحب تھے چار پائی پر اُٹھا کر گھر لے گیا اور ہڈالی میں اس واقعہ ہولناک کی خبر بھیجی۔ ملک عزت خاں اس خبر وحشت اثر کو سنکر فتح خاں کار دار سے سخت خوف زدہ ہوا اور سمجھا کہ اب وہ مجھے بھی بغیر قتل نہ چھوڑے گا اسی خیال سے موضع جلالپور سیداں میں چلا گیا وہاں پہونچ کر پھر خیال کیا کہ اپنے والد مکرم کی نعش کو بیگانہ شہر خوف جان سے چھوڑنا نامردی اور ہمیشہ کے لیئے بدنامی کا کلنک ناصیۂ عزت پر لینا ہے دشمنوں کا طعنہ دوام کے لیئے مجھ پر رہے گا یہ سوچ کر مٹھ ٹوانہ میں گیا اور والد کی نعش کا صندوق بکرانہ میں روانہ کیا۔ جب بوتالہ کے جنوب کی طرف پہونچا تو اپنی برادری کے لوگ ہڈالی سے آتے ہوئے اُس کو ملے اُن کے ہمراہ اپنے بزرگوں کے گورستان میں پہونچکر والد ماجد کا صندوق دفن کیا۔ ملک غلام حسین خاں عید قربان کی رات کو شہید ہوئے اور عید کے دن دفن کیئے گیئے۔

جب شیخ نور احمد اور شیخ احمد سنہ ۱۸۹۷ کے اختتام پر مہاراجہ رنجیت سنگھ کی طرف سے علاقہ کچھی کلان کی کارداری پر سرفراز ہوئے تو موضع رو کھڑی میں پہونچے وہاں سکھوں کی فوج مقیم تھی۔ فتح خاں ٹوانہ جو شیخوں کا دلی دشمن تھا اُس نے ایک جعلی پروانہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی طرف سے بدیں مضمون لکھا (رو کھڑی میں جا کر شیخ نور احمد و شیخ احمد کو فوج کی معرفت گرفتار کر کے لاؤ) یہ پروانہ لے کر فتح خاں کار دار لے کر موضع رو کھڑی میں پہونچا اور سپہ سالار کو پروانہ دکھایا۔ سپہ سالار نے اُن کو گرفتار کیا۔ شیخ نور احمد نے ہر چند سپہ سالار کو کہا کہ یہ پروانہ جعلی ہے آپ ہمارے بازو اس کے حوالہ مت کرو کیونکہ ہمارے بازو کوئی لاکھ کی قیمت رکھتے ہیں اگر بالفرض اس پروانہ کو آپ سچا جانتے ہیں تو ہم کو لاہور میں پہونچاؤ۔ مگر سپہ سالار نے ایک نہ سنی اور فتح خاں ٹوانہ جو بڑا چرب باز اور زبان دراز آدمی تھا اُس نے سپہ سالار کو باز و دینے پر راضی کر لیا اور شیخ صاحبان کو قید کر کے مٹھ ٹوانہ کو روانہ ہوئے جب وان بھچراں کے پاس پہونچے تو قریب تالاب

میاں احمد کے پہونچکر شیخ نور احمد اور شیخ احمد اور تیسرے ایک آدمی کو جو شاید اُن کا رشتہ دار تھا قتل کر کے وہیں دفن کر دیا۔

ملک غلام حسین خان مغفور کی شہادت کے بعد **ملک عزت خان** رئیس ششم اپنے والد ماجد کی مسند پر جلوہ افروز ہوا اور اپنے بزرگوں کے طریقہ پر انتظام رعایا اور سلوک سرکار میں ساعی و کمربستہ ہوا جب مہاراج کنور نونہال سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کا پوتا سپاہ سالار افواج پنجاب علاقہ لکی و بنوں کے معاملات کی وصولی کر کے واپس علاقہ ٹھٹھ ٹوانہ میں تشریف لایا تو اُس نے روسار علاقہ سے امداد طلب کی ملک عزت خاں رئیس ہڈالی اور ملک نواب خاں مستیال ہمراہ بیس سواروں کے بذریعہ ملک صاحب خاں کے جو عمہ زاد بھائی ملک عزت خاں کا تھا مشرف خدمت ہو کر بجا آوری خدمات میں مصروف ہوئے اور ہر ایک قسم کی عمدہ کارگذاری اور احسن خدمات سرکاری سے خوشنودی مہاراج کی حاصل کر کے ملک عزت خاں نے فرمان خوشنودی اور پروانہ نیک خدمت کا لیکر خلعت خاص سے سرفرازی پائی۔

جب سمت ۹۸ میں مہاراجہ شیر سنگھ فرزند مہاراجہ رنجیت سنگھ انگریزی فوج کی کابل سے واپسی کے وقت استقبال کو آیا تو رسد رسانی کی خدمت **ملک جہان خان** فرزند رشید **ملک غلام حسین خان شہید** رئیس ہڈالی اور ملک جہان خاں نون کے حوالہ ہوئی۔ یہ دونو سرکاری فوج میں شامل تھے۔ جہلم سے مشرق کی طرف زیر کمان جوند سنگھ موکل کے سپہ سالاروں کے احکام پر لاہور سے عبور کر کے فیروز پور میں پہونچے اور پھر واپس ہو کر چھاونی میانمیر بہتنو لگائے۔ مہاراجہ شیر سنگھ نے لارڈ صاحب بہادر کی خدمت میں فوج کا جائزہ کرایا اور قواعد خدمت بجالایا۔ اسی اثنار میں راجہ دھیان سنگھ وزیر اعظم مہاراجہ شیر سنگھ نے بذریعہ لہنا سنگھ و جیت سنگھ سندھانوالیہ مہاراجہ شیر سنگھ اور کنور پرتاب سنگھ اُس کے فرزند کو قتل کرا دیا۔ چند روز کے بعد وہی لہنا سنگھ و جیت سنگھ دھیان سنگھ کے پاس آئے اور ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ایک مشورہ ضروری سوچنا ہے اسوقت ملک فتح خاں ٹوانہ پاس تھا۔ اس نے ان دونوں کے چہرہ سے آثار بدی معلوم کیئے اور خود چونکہ دھیان سنگھ کا نمک خوار اور دست پروردہ تھا۔ درمیان سے کھسک کر چلا آیا۔ جب دھیان سنگھ قلعہ سمن میں پہنچا تو نامبردوں نے اُس کو وہیں قتل کر دیا

جب اُس کے بیٹے ہیراسنگھ نے اپنے والد کے قتل ہونے کی خبر سُنی تو افواج کے افسروں کو انعامات فاخرہ اور عطائے بیکراں سے اپنا مسخر کر کے قلعہ کا محاصرہ کیا - اور قلعہ کو فتح کر کے والد کے قاتلوں کو گرفتار کر کے قتل کیا - اور خود حکمران ہوا - ملک فتح خاں ٹوانہ فراری کی شرمساری سے مٹھ ٹوانہ میں پہونچا اور ملک قادر بخش ٹوانہ معہ عیال و اطفال علاقہ ملتان میں بوسیلہ دیوان ساون مل اقامت رکھتا تھا سردار جلا پنڈت بحضور راجہ ہیراسنگھ بڑا مقبول اور منظور سخن تھا - افواج کے جائزہ لینے کے وقت سپہ سالاروں کو برا بھلا کہتا اور اُن کو خفت کی نظر سے دیکھتا تھا - چونکہ افواج خالصہ جی بڑی زبردستی کے اختیارات رکھتی تھیں - پنڈت جلا سے تمام سپہ سالار ناراض ہو گئے اور ہیراسنگھ سے اُس کا بازو مانگنے لگے ہیراسنگھ نے انکار کیا تو چھاؤنی میانمیر کی فوجیں ہیراسنگھ سے باغی ہو گئیں اور ہیراسنگھ نے شاہدرہ کی فوج سے مدد چاہی اُنھوں نے اقرار کیا - جب ہیراسنگھ اُن کے پاس پہونچا تو سب باغی ہو گئے اور مدد سے صاف انکار کیا - ہیراسنگھ حیران ہو کر ملک جموں کو روانہ ہوا فوج نے تعاقب کر کے ہیراسنگھ اور پنڈت جلا کو راہ میں قتل کیا -

جس وقت سرکار انگریزی کی فوج لاہور میں داخل ہوئی اس وقت مُلک بار میں شور اور فساد کا دریا اُمڈا ہوا تھا - بار کے قزاق لوگ خود مختار اور بے لگام بنے ہوئے تھے اُنکی سرکوبی اور گوشمالی کے لیئے کرنیل جواہر سنگھ بہمراہی ملک صاحب خاں و ملک عزت خاں و ملک جہان خاں پنڈدادن خاں سے ۹ ضرب توپیں لے کر فوج کشی پر روانہ ہوا پہلے موضع مونا میں ڈیرہ کیا - موضع بُسال کے سردار معرفت ملک عزت خاں کرنیل صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ بوسال میں ڈیرہ نہ ہو ہم تاوان ادا کرتے ہیں - یہ بات اُن کی منظور ہوئی مگر سوڈھی نونہال سنگھ نے انکا تاوان نامنظور کرا کر بوسال میں ڈیرہ کرنا کرنیل صاحب سے منظور کرایا - ملک صاحب خاں نے بوسالوں کو اس بات کی خبر کی بوسالوں نے ڈیرہ کے اُترنے سے انکار کیا اور فوج کی حفاظت سے مُنکر ہو کر ڈیرہ سے باہر چلے گئے - دوسرے دن صبح کو فوج بوسالوں کے قریب جا اُتری ملک صاحب خاں نے پھر کرنیل صاحب کو صلح کے لیئے عرض کی جو منظور ہوئی اور ملک صاحب خاں نے شرف خاں سوار کو بوسالوں کے بُلانے کے واسطے بھیجا - لیکن اس طرف سے کرنیل سکندر خاں فرزند جرنیل الٰہی بخش ساکن لاہور توپخانہ

کے افسر نے توپ رانی شروع کی جب توپیں چلنی شروع ہوئیں تو سوار مذکور خوف سے واپس
ہوا بوسالوں نے حکمت عملی کر کے شہر سے باہر میدان میں ایک خندق بقدر قد آدم
عمیق کھودی جو دور سے معلوم نہ ہوتی تھی اور اُس میں چھپ کر بیٹھ رہے توپ کا گولہ
اُن پر کارگر نہ ہوتا تھا۔ بلکہ اُن کے سر سے اوپر گذر جاتا تھا۔ پس کرنیل صاحب نے
ایک توپ ملکوں کو اور ایک مبارا خاں بلوچ ساہیوال والہ کو دی اور سات توپیں سکھوں
کے حوالہ کیں چنانچہ ٹوانے اور خان مذکور توپیں لے کر جانب شمال سے نکلے اور سکھوں
کی فوج مغرب کی طرف سے نمودار ہوئی۔ میدان صاف معلوم ہوتا تھا اور کوئی مورچہ
بندی کا نشان دکھائی نہ دیتا تھا۔ فوج آہستہ آہستہ خندق کے پاس پہونچی چھپے ہوئے
جوان دفعتہً ناگاہ خندق سے اُٹھے اور بندوقیں چلانی شروع کیں ٹوانوں اور سکھوں
کے بہت آدمی اور گھوڑے مجروح ہوئے اور باعث مجروح ہونے گولہ اندازوں
کے فوج نے وہیں توپیں چھوڑ کر گریز اختیار کیا۔ ملک صاحب خاں نے کرنیل صاحب
سے حملہ کرنے کی اجازت مانگی کرنیل صاحب نے منع کیا اور کہا کہ پہلے توپوں کو واپس لانا
لازم ہے سکھوں نے خیال کیا کہ ہم سے پہلے اگر صاحبان ٹوانہ حملہ کریں تو اس میں ہماری بدنامی
ہے مگر صاحبان ٹوانہ نے باجازت کرنیل صاحب بوسالوں سے جنگ شروع کیا بوسالونکے
جوان مورچوں سے نکلے ٹوانوں نے یک دفعہ حملہ کیا اُن کے پاؤں اُکھڑے اور واپس
مورچوں میں داخل ہوئے اتنے تک شام ہوگئی ملک صاحبان شامل فوج ہوئے اور
کرنیل صاحب نے رات کی حفاظت کے خیال سے اپنی فوج کے اردگرد دیوار تیار کرائی
اُدھر بوسالوں نے کنوئیں کے پانی پر قبضہ کرلیا۔ صبح کو جب سکھ صاحبان پانی کو گئے۔ تو
پانی سے جواب ملا تمام فوج پانی کے نہ ملنے سے سخت لاچار ہوئی کرنیل صاحب نے ملک
صاحب خاں کو انتظام آبرسانی کا امر فرمایا۔ ملک جہان خاں صاحب نے کنوئیں کے محافظوں
کو ہٹا کر چاہ کے اردگرد دیوار چوبی لگائی اور اپنے سپاہی بہادر قوم ٹوانہ سے اُس پر
بیٹھائے اگلی رات کو بوسالوں نے اردگرد کے علاقجات سے امدادی فوجیں جمع کیں اور
کرنیل صاحب نے ملک جہان خاں ٹوانہ کے مشورہ سے علاقہ کونڈ اور لکی سے امدادی
فوجیں منگائیں صبح کو فوج شہر کے محاصرہ پر قایم ہوئی زمیندار بوسالوں کے مکانوں
کو خالی کر کے نکل گئے ٹوانہ صاحبان نے ہاتھیوں کے حملہ سے شہر کی دیواریں گرادیں

اور مکانات کو تاراج کرکے آگ لگادی سمت ۱۹۰۲ میں شہر بوسال فتح ہوا اور کرنیل جواہر سنگھ نے بوسال کی فتح سے فراغت پاکر موضع کاندیوالہ میں ڈیرہ کیا وہاں سے دو تین توپیں ہمراہ لے کر مقام بارسلوہکا میں پہونچے وہاں سے مویشی بے شمار ہانک کر جمع کیئے اور مقام کاتواں لالی میں ڈیرہ کیا مقام بارسلوہکا کے زمینداروں نے آکر مبلغ پانچ ہزار روپیہ جرنیل صاحب کی خدمت میں پیش کیا اور اپنے مویشی خلاص کراکر واپس لے گیئے پس فوج کا ڈیرہ تالاب کوہ کڑاناں پر ہوا پھر وہاں سے کوچ کرکے موضع دھریمہ کے پاس تینوں جالگائے موضع لک کے زمیندار سلام کرنے کو حاضر ہوئے جرنیل صاحب نے اُن سب کو قید کرلیا اور فوج کو اُن کے مویشی ہانک لانے کا حکم ہوا فوج نے جاکر اُن کے سب مویشی جمع کئے اور ہانک کر جرنیل صاحب کی خدمت میں لائے جب موضع لک کے زمینداروں نے اپنے مویشی دیکھے تو مبلغ چار ہزار روپیہ ادا کرکے مویشیوں کو واپس لیا۔ پھر وہاں سے کوچ کرکے موضع کوٹ بھائی خاں میں جاکر خیمے استادہ کیئے۔

علاقہ موضع سیگھ کا تحت حکومت کارداری شمشیر سنگھ میں تھا اور بیربل کا علاقہ مصر امیر چند ساکن پنڈدادنخاں کے ماتحت تھا مسمی بخشائین رئیس بیربل کسی خوف سے بھاگ کر شمشیر سنگھ کاردار کے پاس جاکر پناہ گیر ہوا اُس نے برج سیگھ کے سپاہیوں کے پاس اُس کی رہایش کردی ایک دن کرنیل جواہر سنگھ کوٹ بھائی خاں سے دریا پر نہانے کے واسطے تشریف لے گیئے جب بُرج سیگھ کے پاس سے گذرے تو مجا سنگھ افسر فوج سیگھ سے بخشائین کے بازوطلب کیئے سیگھ کے سپاہیوں نے کہا ہم بلا حکم شمشیر کے نہیں دے سکتے جواہر سنگھ کو اس بات سے غصہ آیا اور حکم دیا کہ ہمارے سوار جاکر اُس کے بازو زور سے لاویں۔ ملک صاحب خان اور ملک جہان خاں صاحبان ٹوانہ معہ چند سواروں کو برج کے پاس پہونچے افسر برج نے بخشائین کے بازو کرنیل صاحب کو دیدیئے اور کرنیل صاحب نے ملک صاحب خاں کو وہاں سے واپسی کا حکم دیا مگر صاحب نے عرض کی کہ ہم اس بُرج کو گرادینے کے بغیر واپس نہ آویں گے برج کے افسر نے کہا کہ کرنیل صاحب کو اختیار ہے بُرج کو گرادیں یا رکھیں تمہارا کیا واسطہ ہے ہٹ جاؤ تمہاری طاقت نہیں کہ ہم سے مُقابلہ کرو۔ ملک صاحب خاں کو غصہ آگیا اپنے موجود الوقت سواروں کو للکارا ملک

جہان خاں اگرچہ اُس وقت لڑکے تھے مگر خاروں کی باڑ سے چھال لگا کر پار جا اترے
اور حملہ حیدری سے برج کا دروازہ اوکھاڑ کر رکھ دیا اور مثل شاہ مردان شیر یزدان
کے ایسا نعرہ بلند کیا کہ مقیمان برج کے دل کانپ گئے اور اپنے ہمراہیوں کے پہونچنے
سے پہلے مجا سنگھ افسر برج کو تلوار سے مجروح کر دیا۔ پس دوسرے سپاہیوں نے جو برج
میں مقیم تھے تمام ہتھیار اُتار کر رکھ دیئے اور برج فتح ہوا۔ کرنیل صاحب تشریف لے گئے
اور پوچھا کہ کس جوانمردی کی دلیری سے یہ برج فتح ہوا اور کس نے مجا سنگھ کو مجروح کیا
ملک صاحب خاں نے کہا کہ سب کارروائی اور حسن خدمت اس لڑکے کی ہے کرنیل
صاحب نے فرمایا ملک جہان خاں اس لڑکپن کی عمر میں ایسا دلاور ہے کہ اس کی نظیر
کم دیکھی گئی ہے۔

ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات

یعنے لائق اور ہونہار آدمی چھوٹی عمر میں ہی پہچانے جاتے ہیں اور اُن کے علامات اُنکی
لیاقت کے گواہ ہوتے ہیں۔

پھر کرنیل صاحب جواہر سنگھ نے فرمایا کہ میں نے اس لڑکے کی کارروائیاں لوسال
کے جنگ میں ہی دیکھ لی تھیں اور اس کی کمال بہادری کو وہیں بھانپ لیا تھا مگر آج
تو اس نے بہادری کا ایک بے مثل نمونہ پیش کر دیا۔ پس کرنیل صاحب نے ڈیرہ پر پہونچکر
سخشا مین کو قتل کر دیا اور قلعہ سیگھ حضور کرنیل صاحب کی طرف سے ملک صاحب خاں
کو جاگیر ہوا۔

اور کرنیل صاحب نے ملک جہان خاں اور ملک عزت خاں کے احسن خدمات پر
نظر کر کے نتیجہ نیک خدمتی اور خوشنودی مزاج کا پروانہ تحریر فرما کر جاگیر جھوک رنگہ
جو لب دریائے جہلم پر واقع ہے عنایت کی ملک صاحب خاں نے خیال کیا یہ دونوں
جاگیر لے کر مجھ سے جُدا ہو جاویں گے کرنیل صاحب کی خدمت میں عرض کی کہ میری
شوکت اور حشمت انہیں دو بھائیوں کے ساتھ وابستہ ہے ان کو میرے پاس ہی رہنے
دیجئے کہ ان کا مجھ سے دور ہو جانا میری کمزوری کا باعث ہوگا۔ کرنیل صاحب نے ان
دونوں سے پوچھا انہوں نے رضامندی ظاہر کی پس کرنیل صاحب نے جاگیر کا پروانہ
لکھا ہوا چاک کر دیا۔

سمت ۱۹۰۴ میں کرنیل جواہر سنگھ بعد فتح برج میگھ شاہ پور کے راہ سے معہ فوج اور توپخانہ کے کوچ کیا اور جھنگ نور شاہ والہ میں پہونچ کر ڈیرہ کیا اور ملک فتح خاں خود بخود لاہور چلاگیا اس حال سے مصرا امیر چند حاکم کو پنڈ دادن خاں میں خبر ہوئی اُس نے لالہ نسبت کو کاردار اور ملک صاحب خاں اور ملک عزت خاں کو تھانہ دار علاقہ مٹھ ٹوانہ کا مقرر کیا یہ تینوں باہمی مشورہ سے باتفاق ہمدگر کارروائی کرتے تھے جب ملک فتح خاں لاہور میں پہونچا تو ملک فتح خاں ٹوانہ اور ملک شیر محمد بھی وہاں موجود تھے راجہ لعل سنگھ کے دربار میں بابت علاقہ مٹھ ٹوانہ کے چند روز تکرار رہا۔ مگر حسب سفارش جناب سلطان محمد خاں افغان کابلی برادر امیر دوست محمد خاں کابلی کے پروانہ بنام ملک فتح خاں ٹوانہ کی جاری ہوا اور ملک فتح خاں ٹوانہ اُس زمانہ میں راجہ لعل سنگھ کا بڑا منظور نظر تھا فوراً راجہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پروانہ سابقہ مجریہ بنام فتح خاں ٹوانہ کی منسوخی کے واسطے عرض کی جو منظور ہوئی اور پروانہ تقرری بہ نسبت علاقہ مذکور بنام ملک شیر محمد خاں کو حاصل کیا پس یہ خبر سنکر ملک فتح خاں ٹوانہ راجہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپس میں ٹوانہ صاحبان کے مباحثہ اور تکرار واقع ہوا راجہ صاحب نے رفع فساد کے واسطے علاقہ مٹھ ٹوانہ اور وندا کا کارداری کی حکومت میں اور موہاڑ وکچھی مغربی ملک شیر محمد اور ملک صاحب خاں اور فتح خاں ٹوانہ کے ماتحت مقرر کی پس ملک فتح خاں نے بحکم راجہ لعل سنگھ کے ستو سوار بسپہ سالاری ملک جہان خاں سکنہ ہڈالی کے اپنے پاس نوکر رکھا اور ملک شیر محمد خاں ٹوانہ نے بھی بافسری صاحب خاں قوم لیدھرا اپنے مختار کے ستو سوار نوکر رکھا اور تلک بار کے سرکشوں کی سرکوبی اور گوشمالی کے لیئے ملک جہان خاں نے بمقام جھبیل اور صاحب خاں نے بمقام کنجیانہ ڈیرہ کیا۔ چونکہ صاحب خاں بڑا جابر اور انتقام کش آدمی تھا کنجیانہ کی رعایا اُس سے تنگ ہوگئی اور ملک جہان خاں حیا چشم نیک نیت اور ہوشمند تھا علاقہ جھبیل کے سب لوگ اُس سے خوش اور رضامند ہوئے اور کوئی فساد اس علاقہ میں نرہا لہذا دوسرے علاقے موہاڑ اور کچھی اور میانوالی کے جو ملک فتح خاں ٹوانہ اور صاحب خاں وملک شیر محمد خاں کو عطا ہوئے تھے جہان خاں کو عطا ہوئے۔

جب مہاراجہ دلیپ سنگھ اور راجہ لعل سنگھ اور رانی جنداں سمت ۱۹۰۲ میں سرکار انگریزی کی

قید میں محبوس ہوئے تو ملک فتح خاں ٹوانہ نے ملک فتح شیر خاں اپنے فرزند کو اس واقعہ سے خبر کی اور دروغ آمیز خبر یہ لکھی کہ میں نے شیر و ملک فتح خاں نون کو اپنے اختیار سے گرفتار کر کے اپنے ڈیرہ پر محبوس کیا ہے تم کو لازم ہے کہ ملک صاحب خاں کو قید کرا یا علاقہ موہاڑ سے نکال دو۔ ملک فتح شیر خاں نے باپ کا خط پڑھ کر ملک صاحب خان کو بذریعہ وکلا کے کہا کہ راجہ لعل سنگھ کو سرکار نے قید کر لیا۔ اور ملک شیر محمد و ملک فتح خاں نون کو میرے باپ نے قید کر لیا تم علاقہ ماتحت سے نکل جاؤ ورنہ سامان جنگ کا تیار کرو۔ ملک صاحب خاں نے جواب دیا کہ بدوں پروانہ راجہ دلیپ سنگھ یا اُس کے وزیروں کے ہم علاقہ سے ہرگز باہر نہ جائیں گے اور تمھاری دھمکی جنگ کی محض بیہودہ ہے۔ ملک فتح شیر خاں یہ سخت جواب سنکر غضبناک ہوا اور علاقہ ہمات سے افواج امدادی جمع کر کے جبی کی طرف مستعد ہو بیٹھا پھر ملک غلام محمد ملک خان بیگ کے پوتے معہ فوج ہڈالی کی طرف اور چند سواروں کو کنڈ اور نلی کی جانب روانہ کیا سواروں نے موضع کنڈ اور نلی کے سرداروں کو کہا کہ ملک فتح شیر خاں کی طلب کے وقت ملک جہان خاں وغیرہ کے مال و متاع اور بازو حاضر کرنا تمھارے ذمہ ہوگا جب ملک مذکور کے متعلقین موضع کنڈ میں تھے لہذا معرفت شمشیر نام خدمت گار کے ملک جہان خاں وغیرہ کو بمقام جبی میں اطلاع دی گئی۔ ملک جہان خاں خوشاب میں ملک صاحب خان اور ملک عزت خاں کے پاس گیا اور تمام حال بیان کیا اس صورت میں چند مردوں نے علاقہ چھوڑ دینے کا مشورہ دیا اور ملک اجل خاں سکنہ موضع لاوا نے علاقہ سون میں چلے جانے کی صلاح دی۔ مگر جہان خاں اور ملک احمد یار خاں نے بڑی دلاوری سے کہا کہ بدوں حکم سرکار ہم کس طرح علاقہ کو چھوڑیں سب نے ان کی رائے کو پسند کیا۔ چنانچہ ملک جہان خاں معہ احمد یار خاں معہ چند سواروں کے موضع کنڈ میں گئے اور ملک فتح شیر خاں کے سواروں کو گرفتار کر کے موضع نلی میں جا کر راتوں رات دو برج اُس کے فتح کیے اور اُن میں اپنے سپاہی بیٹھا کر وہاں سے زمینداروں کو گرفتار کر کے موضع جبی میں جو وہاں سے بائیس کوس دور ہے ملک صاحب خاں کے پاس پہونچا دیے مگر ملک صاحب نے فتح شیر خاں کے سواروں معہ گھوڑوں اور ہتھیاروں کے مٹھہ ٹوانہ کی طرف روانہ کیا پس ملک فتح شیر خاں نے کچھ کوشش نہ کی پھر ملک شیر محمد خاں اور فتح خاں نون

کا خط خیر خیریت کے متعلق لاہور سے پہونچا اور تسلی ہوئی پس ملک فتح شیر خاں کو اپنے باپ کے جھوٹے خط سے اطلاع ہوئی -

---

رام سنگھ چھاپہ والہ نے بنوں میں فتح خاں ٹوانہ کو قتل کرکے سکھوں کی باغی فوج میں ملنے کے ارادہ پر کوچ کیا جب مقام کیلا میں پہونچا تو ملک شیر محمد خاں ٹوانہ اور ملک جہان خاں رئیس ہڈالی نے سنا اور خیال کیا کہ سکھوں کی فوج کثیر التعداد ہے اور ہم قلیل و بے سامان ہیں اُس کے مقابلے کی ہمیں طاقت نہیں اس خوف سے یہ اپنا مٹھ ٹوانہ سے روانہ ہوکر جبی کے راستہ سے موضع ورکال علاقہ سون میں پہونچ کر قیام کیا۔ جب رام سنگھ کے خوشاب میں پہونچنے کی خبر آئی تو وہاں سے واپس آکر موضع ڈھوکری کے راستہ سے دامن کوہ موضع جبی میں جا پہونچے اور وہاں یہ خبر سُنی کہ اٹھارہ سوار اور بیس پیادے معہ خزانہ نو ہزار روپیہ کے مٹھ ٹوانہ میں جانب مشرقی قلعہ کے اُترے ہوئے ہیں اس خبر کے سُننے سے ملک شیر محمد خاں نے خزانہ لوٹنے کے ارادہ پر اکثر لوگوں کو برانگیختہ کیا مگر کسی نے اُس کا ساتھ نہ دیا اور ملک جہان خاں اپنی دلاوری سے کمر ہمت کی باندھ کر اپنے ہمراہیوں سمیت موضع بوتالہ سے ایک میل مشرق کی طرف جا اُترا۔ پس ملک عالم شیر خاں ستال سکنہ ہوکہ اور ملک عالم شیر خاں نندیال معہ اپنے ہمراہیوں کے ان کے ساتھ آملے۔ چنانچہ کل ساٹھ سوار کمین گاہ ڈھاب میں پوشیدہ چھپ کر بیٹھے ملک جہان خاں کچھ اور پیادے لانے کے واسطے ہڈالی میں گئے اُن کے جانے کے بعد عیسٰی خیل کے شتربان جو سکھوں کی بیگار میں خوشاب سے لشکر کی باربرداری پہونچا کر واپس آرہے تھے اور دو سپاہی رام سنگھ کے اُن اونٹوں پر سوار تھے وہاں سے گذرے ملک جہان خاں کے ہمراہی اُن کے مزاحم ہوئے پس وہ سپاہی اونٹوں سے اُتر کر راتوں رات خزانہ کی گارد کے پاس پہونچے اور اُن کو خبر پہونچائی۔ گارد مذکور مٹھ ٹوانہ کے قلعہ میں داخل ہوئی۔ ملک جہان خاں کے سوار تمام رات منتظر رہے علی الصباح اُن کو خبر ہوئی کہ گارد قلعہ میں داخل ہوگئی ہے اُسی وقت مٹھ ٹوانہ میں پہونچ کر قلعہ کا محاصرہ کیا۔ ملک شیر محمد خاں جبی سے پہونچا۔ اور جہان خاں نے معہ اپنے سواروں کے ٹھاکر دوارہ میں ڈیرہ کیا ملک شیر محمد خاں کے نوکروں نے قلعہ کو سرنگ لگانی شروع کی مگر اندرونی

سپاہیوں نے اطلاع پاکر ایک آدمی کو مجروح کر دیا اس لیئے شیر محمد خاں کے سوار سب ڈر گئے اور قلعہ کے پاس نہ جاتے تھے آخر ملک جہان خاں نے بڑی دلاوری سے کہا کہ توکل برخدا ہم سرنگ تیار کریں گے اگر اندرونی سپاہی نکلیں گے تو اُن سے جنگ کریں گے پھر کہا۔ عالم خان سیتال اور عالم شیر سیدیال اُن کے ہمراہ ہوئے اندرونی سپاہیوں نے قلعہ کے اندر سے گفتگو کا آواز سنکر بندوقیں چلانی شروع کیں ملک جہاں خاں صاحب نے بڑی احتیاط اور دلیری سے تین دن میں سرنگ تیار کی۔ اندر کے سپاہیوں نے معلوم کرکے معرفت سید ہاشم شاہ ساکن وان کیلا کے وکالت کی چنانچہ ملکوں نے قلعہ میں داخل ہوکر تمام ہتھیار اور خزانہ لیکر سمت ۱۹۰۵ میں اُن کو امان جان کی دیکر رخصت کیا اور ملک جہان خاں اپنے دولت خانہ میں تشریف لائے۔

اسی سمت ۱۹۰۵ میں شورش ملتان کی برپا ہوئی باوا مہاراج سنگھ جو سکھوں کا پیر تھا۔ دیوان مولراج کو جنگی امداد دینے کے لیئے براہ جھنگ سیال روانہ ہوا سرکار انگریزی کو لاہور میں خبر ہوئی ملک صاحب خاں وہاں تھا اُس کو حکم ہوا کہ مہاراج سنگھ کو دیوان مولراج کی فوج میں شامل ہونے سے پہلے ہی گرفتار کرنا چاہیئے۔ ملک موصوف نے روانہ ہوکر جنگ کا سامان مہیا کیا اردگرد سے امدادی فوج جمع کی اور ایک سو کوہستانی جوان ملازم رکھ کر ملک جہان خاں رئیس ہڈالی کے ماتحت کیا اور بیس سوار ماتحت ملک فتح شیر خاں برادر خورد ملک مذکور کے ہوئے چنانچہ یہ سب امداد ملک صاحب خاں کی ہوکر منزل بہ منزل علاقہ جھنگ میں پہونچی اور دریا کے کنارہ پر ڈیرہ کیا۔ مہاراج سنگھ بھی وہیں تھا اُس نے ملک صاحب خاں کو کمزور سمجھکر حملہ کیا ملک کے سوار و تمنی لشکر بیکران مہاراج سنگھ کا دیکھ کر گریز اختیار کی مگر قلیل جوان کوہستانی جو نئے نوکر ہوکر آئے تھے کھڑے رہے۔ اور ملک کو عرض کی کہ برادری کے لوگ جو امدادی طور پر آئے تھے سب فراری ہوگئے اور ہم نے ابھی ایک تنخواہ بھی اس ملازمت سے نہیں لی ہم کس طرح جان کو رائیگان ضایع کریں ملک نے اُن پر کمال شفقت کی اور گھوڑے سے اُتر کر اُن کے ہمراہ ہوا کوہستانی جوان ملک صاحب خاں کی پشت پناہی پر کمال بہادری سے جنگ پر آمادہ ہوئے ایک دلیرانہ حملہ کرکے سکھوں کو مجروح کیا مقابلہ طرفین سے شروع ہوا کوہستانی جوانوں نے سینکڑوں سکھوں کو مجروح و مقتول کیا مہاراج سنگھ کی فوج کے پاؤں اُکھڑے

اور ملک کے سواروں نے اُن کا تعاقب کیا آگے دریا تھا مہاراج سنگھ کی فوج دریا، میں غرق ہونے لگی پیچھے سے ملک صاحبان مانند شاہبازوں کے چڑیوں پر پہونچے فوج باواکی معہ باواکے غرق ہوئی۔ مالی سنگھ تحصیلدار علاقہ جھنگ جس کو ملکوں کی امداد کرنے کا حکم تھا وہ ہرگز شامل امداد نہ ہوا۔ ملک صاحب خاں ٹوانہ فتح پاکر بموجب حکم ملتان روانہ ہوا اور سرکار سے انعام واکرام معہ ایک تلوار زرین قبضہ کے ملک صاحب خاں کو عطا ہوا۔

اس کے بعد جناب ملک جہان خاں صاحب ملک فتح خاں نون کے بُلانے پر مقام موضع نمل علاقہ بھکر میں پہونچے اور ناظم علاقہ کچھی کلان کے مقرر ہوئے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ سمت ۱۹۰۵ء میں ملک جہان خاں صاحب اٹھارہ سال کی عمر میں تھے ابتداے عملداری سرکار انگریزی میں جناب تلیر صاحب بہادر کا عہد تھا۔ ملک صاحب بباعث کمال ہوشمندی وہوشیاری اور لیاقت ذاتی کے ناظم مقرر کئے گئے اس علاقہ میں بڑے بڑے فساد برپا رہتے تھے ملک صاحب نے تمام سرداروں کو بلا کر حکمت عملی سے اپنا مسخر بنالیا اور ہر ایک کی طبیعت سے واقفیت پیدا کرکے تابعداروں کو انعام واکرام سے سرفراز فرمایا اور سرکشوں کو سرکوبی وسزادہی اور گوشمالی واجبی دیتا وان سے خوب سیدھا کرکے اپنا رعب داب جمایا اور زمینداروں کے اراضی مقبوضہ میں جو جو تنازعات پیش ازین برپا تھے اپنے فیصلجات سے ان کا رفع فساد کردیا اور ایسی تجویزیں فرمائیں کہ پھر کوئی تکرار اُن کا آپس میں نہ رہا۔ مثلاً مددخاں وفتح خاں وغیرہ افغانوں کے باہمی فسادوں کو جو بڑی مدت سے برپا تھے ایسا مٹایا کہ پھر کوئی تنازع اُن کا آپس میں نہ رہا۔ تمام رعایا کے لوگ ترددِ آبادی میں مشغول ہوکر آسودہ حال وفارغ البال ہوئے۔

حسب تجویز ملک شیر محمد خاں ٹوانہ سمت ۱۹۰۵ء میں ناظم علاقہ بھکر کا فتح خاں نون مقرر ہوا اور منظوری وحکم تلیر صاحب بہادر سے اس کام پر لگایا گیا۔ موضع نمل کے زمینداروں کی کسی بات سے ناراضی ہوئی اور فتح خاں سے تکرار کرتے ہوئے مقابلہ کو اُٹھے فتح خاں اپنی جان کے خوف سے نمل کے قلعہ میں داخل ہوا اور ملک شیر محمد کو مٹھ ٹوانہ میں اطلاع دی اور بنام ملک جہان خاں امداد کے واسطے موضع روکھڑی میں لکھا چنانچہ

امدادی فوج علاقہ سے جمع ہوئی - پھر فتح خاں کی طرف سے کاغذ پہونچا کہ ملک شیر محمد میری امداد کو پہونچ گیا ہے آپ واپس ہو جاویں - ملک جہان خاں صاحب امدادی لوگوں کے ہمراہ واپس ہو کر چاہ منڈوالہ پر پہونچے اور امدادی لوگوں کو رخصت کر کے خود بمقام روکھڑی چلے گئے -

جنگ ملک صاحب خاں بمقام چاچڑ

جب ملک صاحب خاں سکھوں کے جنگ سے فتح پا کر چنیوٹ سے پانچ سوار کے ہمراہ جاگیر میں آیا سکھوں کی فوج ایک ہزار سوار اور پلٹن معہ آٹھ زنبوروں کے موضع بھادری میں ڈیرہ وار تھی ملک صاحب خاں کی آمد سنکر فوج نے بھادری سے کوچ کر کے موضع چاچڑ میں ڈیرہ کیا - ملک نے بھی کمر ہمت باندھ کر اپنی فوج کو تین حملوں پر نامزد کیا -

پہلا حملہ اپنے ذمہ پر رکھا -

دوسرا حملہ ملک جہان خاں اپنے برادر کلان کے ذمہ -

تیسرا حملہ اپنے چھوٹے بھائی فتح خاں کے ذمہ پر مقرر کیا -

پہلے سکھوں نے زنبورہ رانی شروع کی اور کثرت گولہ باری سے ملک صاحب کی فوج تنگ آئی ملک نے حملہ کر کے مخالفوں کی فوج کو پراگندہ و پریشان کر دیا پھر ملک جہان خاں نے حملہ کیا اس کے بعد ملک فتح خاں نے دھاوا کیا اور ملکوں کی فوج نے کمال جان فشانی سے سکھوں کی فوج کو شکست دی بقدر پانچسو سوار سکھوں کے مقتول اور دریائے جہلم میں غرق ہوئے - مردان علی شاہ سکنہ ہندیال ملک کی طرف سے لڑ رہا تھا کہ اس کی پنڈلی گولی کی ضرب سے مجروح ہوئی - اور پہلوان علی شاہ ساکن ہندیال نے دو تین سکھوں کو قتل کیا ملک صاحب نے اُن کی جان فشانی کا صلہ ایک گھوڑی نہایت خوبصورت اور اخراجات جراحت وغیرہ انکو عطا کیئے -

ذکر تحصیلداری ملک جہان خان صاحب ٹوانہ رسالدار میجر سردار بہادر رئیس ہڈالی جہان آبادی

ابتدائے عملداری سرکار انگریزی ماہ جون ۱۸۴۸ء میں جنگ ملتان کے موقعہ پر ہاہلن صاحب بہادر کے آنے سے پہلے ملک جہان خاں رئیس ہڈالی علاقہ کچھی کلان میں باقبال بخت بلندی و یاوری طالع ارجمند تحصیلدار مقرر ہوئے اور وصول زر معاملہ میں کارروائی فرماتے تھے۔

ذکر خدمت گذاری ملک جہان خان رسالدار میجر سردار بہادر مفسدہ ہندوستان میں

جب مفسدہ ہندوستان میں سرکار انگریزی نے روسا پنجاب سے امداد طلب کی تو بموجب حکم ہونسلی صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع شاہ پور نے ملک فتح شیر خاں اور شیر محمد خاں رئیسان مٹھہ ٹوانہ سے چالیس چالیس سوار مانگے ملک فتح شیر خاں نے ملک جہان خاں اور ملک فتح خاں نون سے امداد مانگی چنانچہ ملک جہان خاں نے سات سوار دینے کا اقرار کیا اور چند سواروں کا اقرار ملک فتح خاں نون نے کیا۔ مگر ان کے سے پہلے تین پروانے بنام رئیسان علیحدہ صادر ہوئے کہ فوج سے امداد سرکاری عذر ہندوستان میں فرماویں اس حکم کے صدور سے ملک جہان خاں صاحب بیس سوار ہمراہ لے کر ہونسلی صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہونسلی صاحب ملک جہان خاں صاحب کے پیش ازیں بھی روشناس تھے۔ اور ملک صاحب خاں نے بھی ان کے اوصاف حمیدہ بیان کیئے اور ملک سلطان محمود ٹوانہ نے بھی ان کے خصایل نیک و محاسن کی تشریح کی صاحب بہادر نے

ملکوں کی فوج کو معمولی ہتھیار دیئے اور ملک جہان خاں کو شمشیر فولادی قسم اعلیٰ نہایت قیمتی عنایت فرمائی ملک فتح شیر خاں نے کہا کہ ملک جہان خاں صاحب میرے ہمراہ آدیں اور ملک صاحب خاں اُن کی شمولیت اپنے ساتھ چاہی ملک جہان خاں نے طرفین کا لحاظ کر کے ملک شہادت خاں اپنے بڑے بھائی اور ملک فتح شیر خاں اپنے چھوٹے بھائی کو سات سات سواروں کے ہمراہ ملک فتح شیر خاں کی فوج میں شامل کیا اور خود معہ تیس سواروں کے بعہدہ جمعداری ہمراہ ملک صاحب خاں کے ہوا۔ ملک صاحب خاں نے اپنی فوج لے کر بھیرہ میں پہونچا۔ اور ملک جہان خاں کو حکم دیا کہ پنڈ دادن خاں سے دس تلواریں جونسلی صاحب سے لے آوے۔ ملک جہان خاں دس تلواریں صاحب بہادر سے لے کر شہر میانی میں اپنی فوج کے ساتھ جا ملا چونکہ ملک صاحب خاں کو لاہور جانے کا حکم ہوا اور اس کے قائم مقام ملک جہان خاں بخدمت بردن صاحب ڈپٹی کمشنر جہلم کے اپنے رسالہ کے ساتھ جہلم میں رہا۔ چند ایام کے بعد ملک صاحب خاں واپس آیا۔ صاحب موصوف نے ملک جہان خاں اور ملک صاحب خاں کو حکم دیا کہ فردا راول پنڈی سے توپخانہ آوے گا اور فوج باغی سے ہتھیار لیئے جاویں گے۔ اگر وہ دینے سے انکار کریں گے تو لڑائی کرنی پڑے گی آپ اپنا رسالہ تیار رکھیں۔ پس دونوں ملکوں نے جنگ کی تیاری کی اور دوسرے دن علے الصباح پریٹ پر باغیوں کی فوج سے جنگ کرنے کے لیئے افواج جنگی کے شریک ہوئے اور حفاظت بنگلہ ہائے سرکاری اور عیال و اطفال صاحبان انگریز کی ان کے ذمہ ہوئی۔ اور جمعدار فوج باغیوں کی وکالت بھی یہی ملک یعنے ملک جہان خاں و صاحب خاں کرتے تھے اور انہیں ملکوں نے بعض باغیوں سے حکمت عملی کر کے ہتھیار لے کر گرفتار کروا دیا اور جو باغی جنگ سے گریز کر کے فراری ہو گئے تھے اُن کا تعاقب کر کے انہیں ملکوں نے اُن کو گرفتار کیا۔ القصہ پہلے پہل ایسے ہولناک معاملہ غدر میں جو پیشدستی احسن خدمات سرکار انگریزی کی جوان ٹوانہ صاحبان نے ادا کی موجب ہزار آفریں کی ہوئی اور تفصیل اس جنگ کی مجموعہ حالات میں شرح وار مذکور ہے۔ جب باغیوں کی فوج لاہور سے فراری ہوئی تو رات کے وقت نگہداشت اور رستہ روکنے پتن دریاے جہلم کے

حکم سرکاری صادر ہوا ملکوں کے سوار راتوں رات گذر گاہوں پر پہونچے اور دوپہر کے وقت ملک جہان خاں اور ملک صاحب خاں ہمرکاب کوپر صاحب بہادر کے گذر دریا سے راوی پر روانہ ہوئے دیکھا کہ باغی لوگ دریا کے پار جمع بیٹھے ہیں پس ملک جہان خاں ہمراہ چند سواروں کے اُن کے پاس کشتی میں سوار ہو کر گئے اور اُن کو دلاسا دے کر صاحب موصوف کے پاس لانے کے لیئے اُن کو ترغیب دی اور کشتی پر چڑھا کر اُن کو صاحب کے پاس لائے اور اُن کے قتل ہونے تک زیر نظر حفاظت اپنی کے رکھا اس خدمت کے ادا کرنے پر ملکوں کو ایک سو روپیہ انعام دوامی سرکار انگریزی سے ملنے کا حکم ہوا۔

پھر ملک جہان خاں موضع جوُرائیں جو کنارہ دریا جمنا پر واقع ہے بحکم جان انخلو صاحب بہادر کے باغیوں کی تلاش وتجسس کے واسطے مقرر ہوا۔ وہاں گشت کر رہا تھا کہ باغیوں کی فوج اُس پر ٹوٹ پڑی۔ ملک جہان خاں نے اُن کا مقابلہ کر کے اُنکو ہزیمت دی اور جان انخلو صاحب بہادر سے خوشنودی کی چٹھی حاصل کی جواَب بھی موجود ہے۔

اُس محاربہ عظیم یعنے غدر میں تمام گذر گاہوں پر باغیوں نے قبضہ کر لیا ہوا تھا۔ ملک صاحبوں نے یہ عظیم خدمت اختیار کی ہوئی تھی کہ راتوں رات انگریزوں کو گذرگاہوں سے پار چڑھا دیتے اور شہروں سے بحفاظت تمام لے جاتے۔ سب کشتیاں باغیوں کے ہاتھ میں تھیں۔ ملک جہان خاں نے سو تکلیف اور ہزار مشقت سے اس عظیم خدمت کو نباہا اور اس عالیشان قابل قدر کارگذاری کو دکھا کر قابل ہزار آفریں وتحسین کا ہوا ہیکری صاحب بہادر نے خوشنودی کی چٹھی عطا فرمائی۔ جواَب بھی موجود ہے اور ان تمام خدمتوں کے مفصل حالات کی تفصیل علیحدہ ایک کتاب میں لکھی گئی ہے جس کا نام مجموعہ حالات جہان آبادی ہے۔

اور جنگ وفتح کالپی میں ملک جہان خاں کی دلاوری وشجاعت رستمانہ کے کارنامے جو طاقت انسان سے خارج ہیں اُسی کتاب میں مُفصل بیان کیئے گیئے ہیں اور نمک حلالی وجان فشانی اُس کی اسناد موجودہ سے واضح ہو سکتی ہے اور جنگ گوالیار وفتح مرار اور فتح شہر سپکر میں جناب ملک صاحب کی دلاوری اور بہادری

کی کارروائیاں ظہور میں آئیں اُن کی تفصیل بھی اُسی کتاب میں کی گئی ہے اور اسناد موجودہ سے واضح ہوسکتا ہے کہ شانزدھم ماہ جون ۱۸۵۸ء سے بائیسویں ماہ مذکور تک ملک جہان خاں سے جو خدمتیں اور جانفشانیاں وقوع میں آئیں حیرت انگیز اور تعجب خیز کارروائیاں ہیں۔

اور جنگ جورا۔ علی پور میں جو کچھ ملک جہان خاں صاحب سے اعلےٰ خدمات سرکاری واقعہ ہوئیں اُن کی تفصیل بھی اُسی کتاب میں لکھی گئی ہے اور اسناد خدمتگذاری موجود ہیں۔

اور جو کچھ جنگ قلعہ پور میں ملک صاحب نے بغاوت راجہ مان سنگھ نرورکوٹ والہ کے موقعہ پر خدمات شاقہ اور جاسوسیوں اور مورچہ بندیوں سے اور اسباب وسامان کی گاڑیوں کے لوٹ لانے اور افواج گورہ کو ایک لق ودق جنگل کے مغاکوں اور غاروں میں چھپانے اور باغیوں سے جنگ شدید کرنے اور کئی دن تک بے خوراک اور بیخواب رہنے سے کامل ثبوت نمک حلالی اور وفاداری اور کمال استقلال و دلاوری کا دیا اُس کی تفصیل بھی کتاب مذکور میں مشروحاً مذکور ہے۔ اس کارروائی سے انگریزی افسران سے ملک صاحب مورد عنایت وافرہ اور الطاف متکاثرہ کے ہوئے۔

اور شاہزادہ فیروزشاہ کے تعاقب کرنے میں جو کچھ کارروائی ملک جہان خاں سے ظہور میں آئی اور کار سرکار میں اخلاص مندی اور پوری جانفشانی ظاہر ہوئی اور شہر رنود کے فتح کرنے میں جو جو بہادریاں اور شجاعتیں ملک صاحب نے دکھائیں اگر رستم اور اسفندیار موجود ہوتے تو آفرین اور تحسین کہتے۔ بلکہ ملک مذکور کو دیکھ کر دعوی بہادری و جوانمردی کا ترک کرتے۔ اس جنگ میں ملک صاحب کو پانچ زخم شمشیر کے لگے تھے۔ چنانچہ قصہ جنگ اور تعاقب ملک مذکور کا اُسی کتاب میں مفصل مذکور ہے اور اسناد موجودہ سے ظاہر ہے۔ پس بعد صحت وتندرستی اور شفایابی ملک مذکور کے جناب میجر اسمٹ صاحب بہادر نے چھاونی مرار میں نقشہ عہدہ اور ناموری ملازمان ملک مذکور کا طلب کیا اور اپنے ہاتھ سے حسب ذیل مرتب کر کے داخل کیا۔

ملک جہان خاں خلف ملک غلام حسین خاں رئیس ٹہڈالی۔ رسالدار میجر سردار

بہادر اور ملک عزت خاں برادر کلاں مذکور رسائیدار اور ملک فتح شیر خاں
اُس کا چھوٹا بھائی نائب رسالدار اور سید جلال شاہ سکنہ شاہ پور نائب رسالدار
اور ملک فتح خاں داماد حیدر خاں ٹوانہ معرفت وڈہل جمعدار اور سلطان خاں
سکنہ ہڈالی جمعدار اور وریام خاں کورٹ دفعدار اور سید مبارک علی شاہ سکنہ
بندیال ہیڈ دفعدار اور ایک سو پانچ سوار باز گیر ملک مذکور کے تھے"
اور ملک عزت خاں سال سے کچھ مدت کم فوت ہوا اور سید جلال شاہ بھی فوت ہوا
پس بجائے ملک عزت خاں رسائیدار سرفراز ہوا پس ملک جہان خاں رسالدار اپنے
بھائی ملک عزت خاں کی نعش کو صندوق میں ڈال کر گھر میں لایا اور بعد مراجعت
انگریزوں نے اُس کی احسن خدمات اور عمدہ وپسندیدہ کارروائیاں منظور فرمائی
تھیں اور ملک جہان خاں کی احسن کارروائیاں اور نیک خدمات پسند فرمائی تھیں
اس لیئے ملک صاحب موصوف کو لاٹ صاحب نے اپنا مصاحب مقرر کیا
اور جنرل بہادر کے لقب سے اُن کو مشتہر کیا اور اس نام سے آرڈر کیا گیا چنانچہ سندیں
اس بارہ میں مختلف تاریخوں کی موجود ہیں پس بعد مدت ملک موصوف کی پنشن ماہواری
ایک سو پچیس روپیہ یعنے ساٹھ بابت سرداری اور پچیس بابت ہیجری اور چالیس بابت رسالداری
کے مقرر ہوا۔

جاننا چاہیئے کہ خاندان ملک جہان خاں کا رائے میلو سے شاخ نسب ملک
موصوف تک بیان ہوچکا اور اولاد امجاد ملک مذکور کی نقشہ میں دکھلائی جاوے
گی اب رائے میلو سے جو انساب کی شاخیں اب تک پھیلی ہیں بیان
کی جاتی ہیں اور ہر ایک شاخ کو مفصل بیان کریں گے۔

تذکرہ شاخ مستیال

ملک چنوں کا ملک شیر خاں بیٹا تھا جو بعد وفات اپنے باپ کے باپ کا قائمقام
ہوا اور دوسرا بیٹا اُس کا بہادر اُس کا بیٹا مستی نام تھا اس کے نام پر قوم مستیال اُس کی
اولاد کے لوگ موسوم ومشہور ہیں اس دمستی کے دو بیٹے تھے۔ بگھو اور جعفر۔

اور بھکو کے بیٹے خنجر اور گھیبہ اور صاحب تھے ۔
خنجر کے چار بیٹے ہوئے ۔ احمد یار ۔ عالم خاں ۔ جو دونوں لاولد مرے ۔ اور
تیسرا بیٹا اس کا سلطان خاں تھا جس کا بیٹا فتح خاں لاولد فوت ہوا ۔ اور چوتھا بیٹا
ملک محمد اعظم اس کے تین بیٹے تھے ۔
ملک نواب خاں ۔ اس کے دو بیٹے ہوئے ۔ عالم خاں ۔ اللہ یار خاں ہر دو تاحال
زندہ ہیں ۔
دوسرا بیٹا ملک محمد اعظم کا ملک امیر خان تھا ۔ اس کے تین بیٹے ہوئے ۔ محمد خان
غلام محمد خاں ۔ احمد خاں ۔ تینوں اب زندہ موجود ہیں ۔
تیسرا بیٹا ملک محمد اعظم کا ملک سرور تھا ۔ جس کے چار بیٹے ہوئے ۔ سلطان خاں
فضل دین ۔ جہانا ۔ عالم شیر ۔ یہ چاروں موجود ہیں ۔
گھیبا ولد بھکو کے دو بیٹے تھے ۔ غلام علی جو اب موجود ہے ۔ اور غلام حسین
جو لاولد فوت ہوا ۔
صاحب ولد بھکو کے تین بیٹے تھے ۔ خان بیگ اس کے دو بیٹے تھے ۔
عالم شیر جو لاولد فوت ہوا ۔ اور طاہر جو اب موجود ہے ۔
اسکے دوسرے بیٹے کا نام گلو اور تیسرے کا نام نوشن تھا ۔ یہ دونوں لاولد
فوت ہوئے ۔
اور جعفر ولد مستی کے تین بیٹے ہوئے ۔ نادان ۔ سرخرو ۔ احمد یار تینوں
لاولد فوت ہوئے ہیں ۔

تذکرہ میری خیل

تیسرا بیٹا چنو کا ملک میر اتھا اس کی اولاد اس کے نام پر مشہور ہے اس کے
تین بیٹے تھے ۔ حیاتا جو لاولد فوت ہوا ۔
دوسرا بیٹا عنایت جس کا بیٹا مانک تھا جو لاولد فوت ہوا ۔
تیسرا بیٹا اس کا گل تھا ۔ اس کے دو بیٹے تھے ۔ شادو کہ اس کے بیٹے مسمی
جو آیا ۔ خان بیگ ۔ علی تھے کہ تینوں لاولد فوت ہوئے ۔ خان محمد کا پسر قادا

تھا اس کا بیٹا عالو لاولدت فوت ہوا۔

دوسرا بیٹا عمتو تھا اس کا بیٹا گھیبا نام تھا اور دوسرا سلطان تھا یہ بھی لاولد فوت ہوئے۔

تیسرا بیٹا اس کا گاماں۔ اس کے بیٹے جہانا اور فتو ہوئے جو کہ اب تک زندہ ہیں۔

تذکرہ قوم خان

چوتھا بیٹا چنو کا ملک دولہ تھا۔ اس کا بیٹا شاہ عالم ہوا۔ پھر اس کا بیٹا نور ہوا جو لاولد فوت ہوا۔ اور پہاڑ جس کا بیٹا چراغ تھا جو لاولد فوت ہوا۔

دوسرا بیٹا دولہ کا شیرا تھا اس کا بیٹا خان نام ہوا کہ قوم اس کے نام پر مشہور ہے خان کا پسر شاہنواز لاولد فوت ہوا۔ اور نور محمد کا بیٹا فتح خاں تھا۔ اس کا بیٹا محمد خاں جو لاولد فوت ہوا۔ اور دوسرا بیٹا اس کا شیر محمد۔ اور تیسرا شاہنواز جو اب تینوں موجود ہیں۔ اور ملک عالم خاں پسر چہارم فتح خاں کے بیٹے خان محمد خاں اور غلام محمد۔ و جہان خان۔ اور فتح محمد خاں ہوئے جو اب زندہ موجود ہیں۔

تذکرہ قوم مشہور بہ واچھڑی

پنجہ خاں کا بیٹا محمد خاں تھا اس کا بیٹا جعفر خاں اور اس کا بیٹا سلطان اور اس کا بیٹا خانہ اور اس کے بیٹے احمد خاں اور لعل خاں ہوئے جو اب موجود ہیں۔ اور خانا کے پسر محمد خاں اور طانا اور عالو تینوں اب زندہ ہیں۔

دوسرا بیٹا سلطان کا سوہارا تھا۔ اس کا بیٹا جعفر خاں اور حاکم خاں ہوئے جو اب تک موجود ہیں۔

جعفر کا دوسرا بیٹا شیر خاں اور تیسرا بیارو تھا کہ دونوں لاولد فوت ہوئے۔

اور چوتھا پسر جعفر کا پہاڑ تھا کہ اس کا بیٹا بڈہا تھا اور اس کے بیٹے۔ دمعدو اور لدہو اور جندا تینوں زندہ موجود ہیں۔

پانچواں بیٹا جعفر کا نور خاں تھا۔ اس کا بیٹا شاہو اس کا بیٹا کچھو تھا جو لاولد فوت ہوا
دوسرا بیٹا نور خاں کا چراغ تھا اس کا بیٹا عالم خاں تھا جو لاولد فوت ہوا۔ اور
فتح خاں اب موجود ہے۔
اور جہان خان کا پسر کالو اور الہ یار دونوں موجود ہیں۔
محمد خاں دوسرا بیٹا عاقل خاں تھا اس کا بیٹا ہوت اور اس کا بیٹا متوں اور اسکا
بیٹا سلطان تھا جو لاولد فوت ہوا۔
دوسرا بیٹا عاقل خاں کا بلوچ نام تھا اس کا بیٹا فاضل اور اس کا بیٹا بخش اور دوسرا
میرو ہوا جو اب زندہ ہیں۔
تیسرا بیٹا عاقل خاں کا فتح خاں ہوا اس کا بیٹا خان اور اس کا بیٹا خدایار اور اسکے
بیٹے جانا اور ولی بیگ اور بخت جمال ہوئے جو اب تینوں زندہ موجود ہیں۔
اور چوتھا پسر خدایار کا داؤد تھا۔ اس کے بیٹے سلطان و حاجی و محمد۔ کریا۔
اور بوتی۔ اور سوہارا ہوئے جو سب زندہ موجود ہیں۔ دوسرا بیٹا خان کا احمد خاں
تھا اس کا بیٹا نواب لاولد فوت ہوا۔ دوسرا پسر اس کا چراغ تھا اس کا بیٹا شیرا
اب زندہ موجود ہے۔
چوتھا پسر عاقل خاں کا عظمت خاں تھا اس کا بیٹا عزت خاں اور اس کا
بیٹا مستا خاں تھا جو لاولد فوت ہوا۔
تیسرا بیٹا خاں کا عالو تھا اس کا بیٹا محمد خاں لاولد فوت ہوا۔ اور احمد خاں
بن خاں کا دوسرا بیٹا میرو تھا اسکے بیٹے سراب و دراب اب زندہ موجود ہیں۔

تذکرہ قوم حمزہ خانی و لعل خانی

ملک پنجہ خاں کا دوسرا بیٹا حمزہ خاں تھا اس کا بیٹا لعل خاں اور اس کا بیٹا
پہاڑ خاں اور اس کا بیٹا سرخرو اور اس کا بیٹا قادا تھا جو لاولد فوت ہوا۔
دوسرا بیٹا پہاڑ خاں کا فتح خاں تھا اور اس کا بیٹا خان اور اس کے بیٹے کریہ
اور نور اور بوتی اور بخشا و سب یہ سب اب زندہ موجود ہیں۔

دوسرا پسر حمزہ خاں کا بہتر خاں تھا جو لاولد فوت ہوا۔

تذکرہ قوم سمیلی

تیسرا بیٹا ملک پنجہ خاں کا سمیل خاں تھا کہ اُس کی اولاد اُس کے نام پر مشہور ہے سمیل خاں کا بیٹا طاہر خاں اور اُس کا بیٹا نظیرا خان تھا ۔ جو لاولد فوت ہوا۔

دوسرا بیٹا اُس کا حسین خاں تھا اُس کا بیٹا دلّو تھا جو لاولد فوت ہوا۔

تیسرا بیٹا اُس کا میر خاں تھا اُس کے بیٹے ہوت اور بلوچ ہر دو لاولد فوت ہوئے۔

میر خاں کا تیسرا بیٹا صاحب خاں تھا۔ اُس کا بیٹا داد اور اس کا بیٹا سلطان تھا ۔ اور دوسرا بیٹا صاحب خاں کا نورا اور اُس کا بیٹا عالو جو باپ بیٹا زندہ ہیں۔

چوتھا بیٹا سمیل خاں کا لالو خاں تھا اُس کا بیٹا جیون خاں اور اُس کا بیٹا عزت خاں اور اُس کا بیٹا میر باز خاں تھا جو لاولد فوت ہوا۔

دوسرا پسر اُس کا محرم اور تیسرا بیٹا محمد ہوئے جو اب موجود ہیں۔

جیون خاں کا دوسرا بیٹا محمد یار تھا جو لاولد فوت ہوا۔

تیسرا بیٹا اُس کا یارا خاں تھا اُس کا بیٹا بخش اور اس کا بیٹا بوٹی خاں ہوا جو اب موجود ہے۔

یارا خاں کا دوسرا بیٹا قادا خاں تھا اُس کے بیٹے حاجی خاں اور محمد یار و فتح خاں ہوئے جو اب تینوں زندہ موجود ہیں۔

تیسرا بیٹا یارا خاں کا شیر خاں ۔ اور چوتھا غلام علی ہوئے جو ہر دو اب زندہ موجود ہیں۔

پانچواں لاولد فوت ہوا۔

سمیل خاں کا پانچواں بیٹا حسن خاں تھا اُس کا بیٹا شیر خاں اور اُس کے بیٹے بخش اور سلطان ہوئے۔

تیسرا پسر صاحب خاں کا اعظم خاں اُس کا بیٹا میاں فتا اور اُس کے بیٹے انور خاں اور عالو اور حاجی خاں جو تینوں اَب زندہ موجود ہیں۔
دوسرا بیٹا حسن خاں کا پھلو خاں تھا اُس کا بیٹا گوڈر خاں تھا جو لاولد فوت ہوا۔
دوسرا بیٹا پھلو خاں کا طیب خاں تھا اُس کا بیٹا حکیم خاں اور اُس کا بیٹا پہاڑا خاں اور اُس کا بیٹا چراغ خاں اور پسر اُس کا خان اور اُس کا بیٹا اینو تھا جو لاولد فوت ہوا۔
پسر دوسرا پہاڑا کا سلطان تھا اُس کا بیٹا زمان خاں اور اُس کا بیٹا بدہو اور دوسرا شدہو جو کہ دونوں لاولد فوت ہوئے۔
دوسرا بیٹا سلطان کا فتح خاں تھا اُس کا بیٹا احمدیار لاولد فوت ہوا۔ اور محمد یار اور شاہو اور ولی اور کرم علی۔ ہر چاروں زندہ موجود ہیں۔
دوسرا پسر طیب خان کا ہمایوں تھا اُس کا بیٹا ہموں تھا جو لاولد فوت ہوا اور دوسرا بیٹا اُس کا عظمت تھا اُس کے بیٹے سلطان اور عزت خاں دونوں لاولد فوت ہوئے۔
تیسرا بیٹا عظمت کا یارو تھا اُس کا بیٹا گھیبا تھا۔ جو لاولد فوت ہوا۔
یارو کا دوسرا بیٹا بخش تھا اُس کا بیٹا فتح خاں تھا جو لاولد فوت ہوا۔
بخش کا دوسرا بیٹا گلو ہوا جو اَب بھی زندہ موجود ہے۔
چوتھا بیٹا عظمت کا جانو تھا اُس کا بیٹا خدایار اُس کے بیٹے یارا خاں اور عارف اور کالو تینوں زندہ موجود ہیں
پانچواں پسر عظمت کا خان تھا اُس کا بیٹا گلو تھا اور اُس کا بیٹا محمد اور یارا موجود ہیں۔
دوسرا پسر خان کا احمد تھا اُسکے بیٹے جانا اور فتو اَب موجود ہیں۔

تیسرا پسر خان کا نوزن تھا اس کا بیٹا دولت ہوا جو اب موجود ہے۔

تذکرہ قوم منسوب با ہیرو

ہیرو کا ایک بیٹا پنجہ خاں مذکور ہوا۔

دوسرا بیٹا ہیرو کا خمیسہ تھا اس کی اولاد بنام گوتھی مشہور ہے۔

خمیسہ کا بیٹا تمر نام تھا اس کا بیٹا عیسلے اور اس کا بیٹا وصیلا تھا جو لاولد فوت ہوا۔

عیسلے کا دوسرا بیٹا لال بیگ تھا اسکا بیٹا پھیلا لاولد فوت ہوا۔

دوسرا بیٹا لال بیگ کا یاری تھا اس کا بیٹا ستی لاولد فوت رہا۔

تیسرا بیٹا لال بیگ کا متوں تھا اس کا بیٹا جانو اور اس کا بیٹا نوزن اور اسکا بیٹا پٹھان تھا جو لاولد فوت ہوا۔

دوسرا بیٹا اس کا شاہنواز ہوا جو اب زندہ موجود ہے۔

تیسرا بیٹا اس کا ریحاتا تھا اس کا بیٹا فتو ہوا جو اب موجود ہے۔

تمر کا دوسرا بیٹا موسیٰ تھا اس کا بیٹا بلوچا تھا اس کا بیٹا محرم اور اس کا بیٹا گاماں ہوا جو اب زندہ موجود ہے۔

اور محرم کا دوسرا بیٹا قطبا لاولد فوت ہوا۔

بلوچا کا دوسرا بیٹا سلطان تھا اس کے بیٹے زبان۔ سلیمان۔ رمضان و عالو ہوئے جو اب زندہ موجود ہیں۔

دوسرا پسر خمیسہ کا عمر تھا اس کا حسن اس کا بیٹا عالو اور اس کا بیٹا احمد اور اس کا بیٹا محمد اور اس کا بیٹا اکبر اور اس کے بیٹے انور۔ اور سرور لاولد فوت ہوئے۔

اور اکبر کا دوسرا بیٹا سوہارا اور تیسرا ناماں اب زندہ موجود ہیں۔

احمد کا دوسرا بیٹا اعظم تھا اس کا بیٹا لنگا تھا اس کے دو بیٹے گاماں اور احمد یار اب موجود ہیں۔

اور عمر بن خمیسہ کی اولاد کے لوگ قوم ممک کے نام سے مشہور ہیں۔

ہیرو کا تیسرا بیٹا لنجھ نام تھا اُس کا پسر کرم علی اور اُس کا پسر بخاری اور اُس کا بیٹا شیب اور اس کا بیٹا عزت اور اُس کے بیٹے فتو اور رتو اور امون تھے جو لاولد فوت ہوئے۔

ہیرو کا چوتھا بیٹا پوبھت تھا اُس کا بیٹا گھوگھر اور اس کا بیٹا حاجی تھا کہ اُس کی اولاد بنام حاجی گھوگھر مشہور و موسوم ہے۔

حاجی کا پسر حکیما اور اُس کا بیٹا ممتوں اُس کا بیٹا گاماں اور اُس کا پسر احمد ہوا جو اَب زندہ ہے۔

گاماں کا دوسرا بیٹا وریام تھا اُس کے بیٹے نورماہی اور سلطان اور خان اور عالو ہوئے جو چاروں اَب موجود ہیں۔

حکیما کا دوسرا بیٹا شیرا تھا جو لاولد فوت ہوا۔

اور حاجی کا دوسرا بیٹا سایل تھا اُس کا بیٹا نظرو اور اُس کا بیٹا مبارز اور اُس کے بیٹے احمد اور ممنا و لدھا تھے تینوں لاولد فوت ہوئے۔

سایل کا دوسرا بیٹا گل تھا اُس کا پسر جوایا اور اُس کا پسر خیرا اور دوسرا گاماں اَب زندہ ہیں۔

سایل کا تیسرا بیٹا بھورا تھا اُس کا پسر فتو اُس کا پسر جانا اور اُس کا بیٹا طاہر ہوا جو اَب زندہ ہے۔

فتو کا دوسرا پسر ممنا اور اُس کا بیٹا سلطان ہوا جو باپ بیٹا اَب زندہ موجود ہیں۔

بھورا کا دوسرا بیٹا شادو تھا اُس کا پسر خدایار اُس کا بیٹا گاماں جو اَب زندہ موجود ہے۔

دوسرا بیٹا اس کا محمود تھا جو لاولد فوت ہوا۔

شادو کا دوسرا بیٹا احمد تھا اُس کے بیٹے موتمارا ۔ اور خان ہوئے جو اَب زندہ ہیں۔

شادو کا تیسرا بیٹا بھگو تھا اُس کے بیٹے گھیبا ۔ اور خاناں اور شام

ہرسہ اَب زندہ موجود ہیں۔
یوسف کا دوسرا بیٹا لوکر تھا جولاولد فوت ہوا۔

تذکرہ قوم بجاری

بجاری خاں کا بیٹا راجڑ تھا اُس کا بیٹا شیر خاں اُس کا بیٹا ہیرو تھا جو مذکور ہوا۔

دوسرا پسر اُس کا ویرو تھا اُس کا بیٹا خضر اور اُس کا بیٹا پھلا اُس کا بیٹا حکیم اُس کا بیٹا پہاڑ اُس کا بیٹا عظیم اُس کا بیٹا غلام رسول اُس کا چراغ تھا جولاولد فوت ہوا۔

عظیم کا دوسرا بیٹا غلام علی تھا اُس کا بیٹا فتا اور دوسرا سلطان احمد تھا اُسکا بیٹا رمضان ہوا جواَب زندہ ہے۔

پہاڑ کا دوسرا بیٹا گکھو اُس کا بیٹا جوایا اُس کا بیٹا زمنہ ہوا جواَب زندہ موجود ہے۔

جوایا کا دوسرا بیٹا سلطان تھا اُس کا بیٹا غلام محمد ہوا جواَب زندہ موجود ہے۔

جوایا کا تیسرا بیٹا خان اُس کے بیٹے احمد اور محمد اور غلام محمد جواَب زندہ موجود ہیں۔

پھلا کا دوسرا بیٹا مقیم تھا اُس کا بیٹا فتح خاں اُس کا بیٹا نور اُس کا بیٹا جوایا اور اُس کا بیٹا ممنہ اُس کا بیٹا بوٹی ہوا جواَب زندہ موجود ہے۔

مقیم کا دوسرا بیٹا میر تھا اُس کا بیٹا یارو اُس کا بیٹا فتح خاں اُس کا بیٹا محمد خاں اور اُس کا بیٹا احمد خاں تھا جولاولد فوت ہوا۔

محمد خاں کا دوسرا بیٹا سلطان تھا اُس کا بیٹا غلام محمد ہوا جواَب زندہ موجود ہے۔

فتح خاں کا دوسرا بیٹا احمد تھا اُس کا بیٹا صاحب ہوا جواَب زندہ موجود ہے۔

اور یارو کا دوسرا بیٹا عالم خاں ہوا جو لاولد فوت ہوگیا۔
اور دوسرا بیٹا میر کا جانو تھا جس کا بیٹا سلطان لاولد فوت ہوا۔
اور دوسرا بیٹا اس کا جعفر تھا اور اُس کا بیٹا جانا ہوا جو اَب موجود ہے۔
اور جعفر کا دوسرا بیٹا عالم تھا جس کا بیٹا محمد اَب زندہ ہے۔

تذکرہ قوم گھگھی

شیر خاں کا تیسرا بیٹا ستی تھا کہ اُس کی اولاد بنام گھگھی مشہور ہے۔
ستی کا پسر سوبھا اُس کا بیٹا چاند جو لاولد فوت ہوا۔
اور دوسرا بیٹا اُس کا ہندال تھا اُس کا بیٹا متوا اُس کا بیٹا کبیرا اسکا بیٹا عظیم
اُس کا بیٹا محرم اُس کا بیٹا سوجھیلا تھا جو لاولد فوت ہوا۔
محرم کا دوسرا بیٹا فتا اُسکا پسر عالو ہوا جو اَب موجود ہے۔
متوا کا دوسرا بیٹا حکیم تھا اُس کا بیٹا ممتول اور اُس کا بیٹا احمد اُس کے بیٹے
بگھو اور یاری اور ممنا ہوئے جو تینوں لاولد فوت ہوئے۔
ہندال کا دوسرا بیٹا بھلی اُس کا بیٹا سونا اُس کا بیٹا حیات اُس کا بیٹا عزت
اُس کا بیٹا لوزا اُس کے بیٹے محمد۔ اور بخشادر اور زمان ہوئے جو اَب زندہ
موجود ہیں۔
عزت کا دوسرا بیٹا بخشا لاولد فوت ہوا۔

تذکرہ قوم قطبی

شیر خاں کا چوتھا بیٹا خیرا تھا اُس کا بیٹا دتہ اُس کا بیٹا قطب تھا کہ اولاد
اس کی اُس کے نام پر مشہور ہے۔
قطب کا بیٹا حکیم تھا اُس کا بیٹا اللہ یار اُس کا بیٹا محمد اُس کا بیٹا ایک بیت اور
دوسرا حشمت دونوں زندہ ہیں۔

حکیم کا دوسرا بیٹا روشن تھا اُس کا بیٹا نور اُس کا بیٹا فتح خاں اُس کا بیٹا احمد اُس کا بیٹا شاہو ہوا جو اَب زندہ موجود ہے۔

فتح خاں کا دوسرا بیٹا اللہ یار تھا اُس کے بیٹے خدا یار اور محمد یار اور احمد یار ہوئے جو اَب زندہ موجود ہیں۔

تیسرا پسر اُس کا پہاڑ تھا اُس کے بیٹے عالم خاں اور جانا ہوئے جو اَب زندہ موجود ہیں۔

حکیم کا تیسرا بیٹا عارت تھا اُس کا بیٹا مبارز اُس کا بیٹا بڈھا اُس کا بیٹا لعل اُس کا بیٹا ابراہیم ہوا جو اَب موجود ہے۔

بڈھا کا دوسرا جمال پسر تھا اُس کا بیٹا جلال ہوا جو اَب موجود ہے۔

قطب کا دوسرا بیٹا لدھا تھا اُس کا بیٹا حسن تھا اُس کا بیٹا فتا تھا جو لاولد فوت ہوا۔

اور دوسرا بیٹا اُس کا نظیرا تھا اُس کا بیٹا اعظم تھا جو لاولد فوت ہوا۔

حسن کا دوسرا بیٹا میرا تھا اُس کا بیٹا ممنا اُس کا بیٹا خدایار ہوا جو اَب زندہ موجود ہے۔

میرا کا دوسرا بیٹا مبارز تھا اُس کا پسر خدایار اُس کا بیٹا جانو اُس کا بیٹا چراغ اُس کا بیٹا شیر محمد ہوا جو اَب موجود ہے۔

خدایار کا دوسرا بیٹا احمد یار تھا اُس کا بیٹا وزیرا ہوا۔ جو اَب زندہ موجود ہے۔

تیسرا بیٹا اُس کا بخت جمال تھا اُس کا بیٹا ہمت خاں تھا۔ جو لاولد فوت ہوا ہے۔

چوتھا بیٹا اُس کا اوچھڑ تھا اُس کا بیٹا ایک فتو دوسرا سائیل ہوئے جو اَب زندہ موجود ہیں۔

میرا کا تیسرا پسر ملک نظیرا تھا اُس کا بیٹا ملک بخش اُس کا بیٹا ہمت خاں اُس کا بیٹا احمد اور دوسرا محمد خاں جو دونوں اَب زندہ موجود ہیں۔ ۱۲

ملک بخش کا دوسرا بیٹا عالم شیر تھا اُس کے بیٹے ملک صاحب اور خان محمد

ہیں جو زندہ موجود ہیں۔
ملک بخش کا تیسرا بیٹا فتح خاں اُس کا بیٹا ملک سلطان محمود اور اُس کا بیٹا ملک خدا بخش دام ظلہ جو اَب بڑے اعلےٰ رتبہ پر ممتاز و سرفراز ہے۔
فتح خاں کا دوسرا بیٹا عالم خاں اور اُس کے بیٹے فتح خاں اور سلطان اور غلام محمد ہوئے جو تینوں زندہ موجود ہیں۔
حسن کا تیسرا بیٹا نور تھا اُس کا بیٹا شیر اُس کا بیٹا خان اُس کا بیٹا عالم خاں اُس کا بیٹا عالم شیر اور اُس بیٹا فتح خاں جو اَب موجود ہے۔
عالم شیر کا دوسرا بیٹا سلطان تھا اُس کا بیٹا محمد خاں ہوا جو اَب زندہ موجود ہے۔
حسن کی یہ اولاد جو اُس کے چار بیٹوں سے ہوئی قوم حسنال کے نام سے مشہور ہے۔

تذکرہ قوم ساونی

خیرا کا دوسرا بیٹا جوایا تھا اُس کا بیٹا ساون اس کی اولاد اس کے نام پر ساونی مشہور ہے۔
ساون کا بیٹا میرا اُس کا بیٹا نادر اُس کا بیٹا شیرا اُس کے بیٹے قطبہ اور چھتہ و چراغ تینوں اَب زندہ موجود ہیں۔
پسر دوسرا عالم کا برخوردار ہوا جو اَب زندہ موجود ہے۔
پسر دوسرا میرا کا باقر ہوا اُس کا پسر بہادر اُس کا پسر بڈھا جو اَب زندہ موجود ہے۔
اور باقر کے بیٹے سلطان ۔ سپارس ۔ محمد ۔ ہر سہ زندہ موجود ہیں۔
میرا کا تیسرا بیٹا بہادر تھا اُس کا بیٹا ایک سوہارا دوسرا محمد دونوں زندہ موجود ہیں۔

تذکرہ قوم دوم بخاری

بخاری خاں کا دوسرا بیٹا علی خاں تھا اُس کا بیٹا لنگاہ خاں اُس کا بیٹا شیخو اُس کا بیٹا وساوا اُس کا بیٹا محرم اُس کا بیٹا یارا اور دوسرا چراغ اُس کا بیٹا جیون اور اُس کے بیٹے شیرا - احمدیار - خدایار - نامدار - سردار پانچوں زندہ موجود ہیں -

چراغ کا دوسرا بیٹا گیون تھا اُس کا بیٹا خان گل ہوا جواَب زندہ موجود ہے -

محرم کا دوسرا بیٹا برخوردار ہوا اُس کا بیٹا خان بیگ اُس کا بیٹا نعل اُس کا زمان ہوا جواَب زندہ موجود ہے -

محرم کا تیسرا بیٹا الہ یار تھا اُس کا بیٹا غلام محمد اُس کا بیٹا خدایار ہوا جواَب زندہ موجود ہے -

الہ یار کا دوسرا بیٹا سرخرو تھا اُس کا بیٹا عالم خان ہوا جواَب زندہ موجود ہے -

وساوا کا دوسرا بیٹا شاہ عالم تھا اُس کا بیٹا پٹھان ہوا اُس کا بیٹا ڈڈھا اُس کا بیٹا عالم شیر اُس کے بیٹے بختاور اور مراد اور دادو اور احمد چاروں اَب زندہ موجود ہیں -

شاہ عالم کا دوسرا بیٹا جوایا تھا اُس کا بیٹا اعظم اُس کے بیٹے فتح خاں اور سلطان دونوں زندہ موجود ہیں -

وساوا کا تیسرا بیٹا محمد تھا اُس کا بیٹا زمان اُس کا بیٹا شیر اُس کا بیٹا حسن ہوا جواَب زندہ موجود ہے -

شیخو کا دوسرا بیٹا بہادر تھا اُس کا بیٹا احمد اُس کا بیٹا فتح محمد اُس کا بیٹا احمد خاں اُس کا بیٹا میر احمد اُس کے بیٹے فاضل اور جیون ہر دو زندہ موجود ہیں -

احمد خاں کا دوسرا پسر محمد یار تھا جو لاولد فوت ہوا۔
فتح محمد کا دوسرا بیٹا بختاور تھا اُس کا بیٹا فتح خاں اُس کا بیٹا عالم خاں تھا جو دونوں زندہ ہیں۔
تیسرا بیٹا اُس کا اللہ یار ہوا جو اب موجود ہے۔
بخاری خاں کا تیسرا بیٹا رحمت تھا اُس کا بیٹا گکو اوس کا بیٹا پیرو اُس کا بیٹا راجا اُس کا بیٹا یوسف اُس کا بیٹا خوشحال تھا جو لاولد فوت ہوا۔
یوسف کا دوسرا بیٹا لعل تھا اُس کا بیٹا موسٰے اُس کا بیٹا وریام اُس کا بیٹا صاحب اُس کے بیٹے لقمان۔ اور بختاور ہوئے جو اب زندہ موجود ہیں۔
وریام کا دوسرا بیٹا بخش تھا جو لاولد فوت ہوا۔
موسٰی کا دوسرا بیٹا سلطان تھا اُس کا بیٹا بختاور اُس کے بیٹے اللہ دتہ اور غلام محمد ہر دو موجود ہیں۔
لعل کا دوسرا بیٹا عیلٰے تھا جو لاولد فوت ہوا۔
پیرو کا دوسرا بیٹا وڈھا تھا اُس کا بیٹا حمل اُس کا بیٹا نورنگ اُس کا بیٹا حسین اُس کا بیٹا عبداللہ اُس کا بیٹا سارنز اُس کا بیٹا جوایا اُس کے بیٹے علی۔ برخوردار وچراغ تھے جو تینوں لاولد فوت ہوئے۔
جوایا کا چوتھا بیٹا گھو تھا اُس کے بیٹے زمان اور سلطان ہوئے جو اب زندہ موجود ہیں۔
پانچواں بیٹا اُس کا محمد یار تھا اُس کے بیٹے خالق داد اور اللہ داد ہوئے جو ہر دو زندہ موجود ہیں۔
حسین کا دوسرا بیٹا علی تھا اُس کا بیٹا بانا اُس کا بیٹا بختاور تھا جو لاولد فوت ہوا۔
بانا کا دوسرا بیٹا شکھا تھا اُس کے بیٹے احمد اور محمد۔ ہر دو زندہ موجود ہیں۔

حسین کا تیسرا بیٹا نور تھا اس کا سلطان اس کا بیٹا فتح خاں ہوا جو اب زندہ موجود ہے۔

حسین کا چوتھا بیٹا میہوں اس کا بیٹا بڈھا اس کے بیٹے اعظم۔ شاہ بیگ اور وریام۔ نظام ہوئے چاروں اب زندہ موجود ہیں۔

میہوں کا دوسرا بیٹا دوتان تھا اس کے بیٹے بختاور اور گاماں اور شاماں تینوں زندہ موجود ہیں۔

میہوں تیسرا بیٹا روشن تھا اس کے بیٹے عالم شیر اور نورا ہوئے۔

حسن کا پانچواں بیٹا فاضل تھا اس کا بیٹا احمد اس کے بیٹے نور اور نواب اور بختاور ہرسہ زندہ موجود ہیں۔

حسن کا دوسرا بیٹا دتہ تھا اس کا بیٹا احمد اس کا بیٹا عزت اس کے بیٹے سلطان اور خان ہر دو لاولد فوت ہوئے۔

عزت کا تیسرا بیٹا وریام تھا اس کا بیٹا گاماں اب موجود ہے۔

عزت کا چوتھا بیٹا بختاور ہوا جو اب زند موجود ہے۔

دتہ کا دوسرا بیٹا حسن تھا اس کا بیٹا علی اس کا بیٹا عبداللہ اس کا بیٹا خیرا اس کا بیٹا سلطان اس کا بیٹا لدا اس کا لنگر اس کا بیٹا حکیم اس کی اولاد راہداری کے نام پر مشہور ہیں۔

حکیم کا پسر گلو تھا جو لاولد فوت ہوا۔

دوسرا بیٹا حکیم کا باقر اس کا پسر عمر اس کا بیٹا بختاور اس کا بیٹا خانہ اس کے بیٹے غلام حسین اور غلام محمد اور شاہ عالم تینوں زندہ موجود ہیں۔

عمر کا دوسرا بیٹا سلطان تھا اس کا بیٹا گلن ہوا جو اب موجود ہے۔

باقر کا دوسرا بیٹا جعفر تھا جو لاولد فوت ہوا۔

تیسرا بیٹا باقر کا محمود تھا اس کا بیٹا گاماں اس کا بیٹا سرور اس کا بیٹا انور ہوا جو اب زندہ موجود ہے۔

گاماں کا دوسرا بیٹا زاہد ہوا جو اب زندہ موجود ہے۔

محمود کا دوسرا بیٹا یارو تھا اس کا بیٹا بہادر تھا جو لاولد فوت ہوا۔

محمود کا تیسرا بیٹا عالم شیر لاولد فوت ہوا۔
محمود کا چوتھا بیٹا شیر تھا اُس کا بیٹا جاتا اُس کا بیٹا خانا لاولد فوت ہوا۔
شیر اکا دوسرا بیٹا وڈا تھا اُس کا بیٹا محمود لاولد فوت ہوا۔
وڈا کا دوسرا بیٹا حکیم ہوا جو اَب موجود ہے۔
محمود کا پانچواں کا بیٹا نورا تھا اُس کا بیٹا سیلے اُس کا بیٹا نورا جو اَب زندہ موجود ہے۔
پیرو کا چوتھا بیٹا جگو تھا اُس کا بیٹا الیاس اُس کا بیٹا یعقوب اُس کا بیٹا غلام حسین اُس کا بیٹا فتا اُس کا بیٹا احمد تھا جو لاولد فوت ہوا۔ اور خضر و غلام ہر دو بحال موجود ہیں۔
پیرو کا پانچواں بیٹا نوجا تھا اُس کا بیٹا بلو اُس کا بیٹا بیڑا اُس کا بیٹا بہادر اُس کا بیٹا صدیق اُس کا بیٹا قبول اُس کے بیٹے محمد۔ احمد و الہ یار۔ ہر سہ زندہ موجود ہیں۔
صدیق کا دوسرا بیٹا پناہ تھا اُس کا بیٹا بشارت ہوا۔ جو اَب زندہ موجود ہے۔
صدیق کا تیسرا بیٹا ملوک تھا اس کا بیٹا جانا ہوا جو اَب زندہ موجود ہے
بہادر کا دوسرا بیٹا امین تھا اُس کا بیٹا سلطان لاولد فوت ہوا۔
امین کا دوسرا بیٹا خان تھا اُس کا بیٹا نواب ہوا جو اَب زندہ موجود ہے۔
پیرو کا چھٹا بیٹا باجہ تھا اُس کا بیٹا کریم بخش لاولد فوت ہوا۔
باجہ کا دوسرا بیٹا ہمایوں تھا اُس کا بیٹا محرم اُس کا بیٹا حاجی اُس کا بیٹا قبول اُس کا بیٹا چراغ اُس کے بیٹے احمد یار۔ خدا یار۔ پیر بخش ہر سہ زندہ موجود ہیں۔
قبول کا دوسرا بیٹا خان تھا اُس کے بیٹے شیر محمد۔ عالم خان۔ فتح شیر ہر سہ موجود ہیں۔
حاجی کا دوسرا بیٹا ملکا تھا اُس کا بیٹا سلطان اُس کا بیٹا گل حسن ہوا جو اَب زندہ موجود ہے۔

ملکا کا دوسرا بیٹا صاحب تھا اُس کا بیٹا گاماں ہوا جو اب موجود ہے۔
ملکا کا تیسرا بیٹا سکھا تھا اُس کا بیٹا بڈھا لاولد فوت ہوا۔
اس کا دوسرا بیٹا چندا تھا اُس کا بیٹا برخوردار ہوا جو اب زندہ موجود ہے۔
جیند کا تیسرا بیٹا کنوں اس کا بیٹا یکہ اُس کا بیٹا حسین اُس کا بیٹا بلوچ اُسکا بیٹا بختاور۔

ذکر اقوام گھیبہ و ٹوانہ

پسر رائے میلو کا جیتو تھا اُس کا پسر تلی اور اس کا بیٹا بیر اور اُس کا بیٹا ادور اور اُس کا بیٹا سدھاری اور اُس کا بیٹا بھو اور اُس کا بیٹا سمایل اُس کا بیٹا سالار اُس کا بیٹا اروڑا اُس کا بیٹا محمدؐ اُس کا بیٹا گوہر اُس کا بیٹا شادو اُس کا بیٹا سرور لاولد فوت ہوا۔
اروڑا کا دوسرا بیٹا احمد تھا اُس کا بیٹا یارو تھا۔ اُس کا بیٹا بابا لاولد فوت ہوا۔
سالار کا دوسرا بیٹا یارو تھا اُس کا بیٹا موسیٰ اُس کا بیٹا میر اُس کا بیٹا فاضل اُس کا بیٹا ہاموں اُس کا بیٹا بختا اُس کے بیٹے گل محمدؐ و غلام حسین اور بہادر زندہ موجود ہیں۔
ہاموں کا دوسرا بیٹا حیدر تھا اُس کا بیٹا غلام محمدؐ جو اب زندہ موجود ہے۔
فاضل کا دوسرا بیٹا کالو لاولد فوت ہوا اور دوسرا بیٹا عادل اُس کا بیٹا فتا اُس کا بیٹا ملوک لاولد فوت ہوا۔
فتا کا دوسرا بیٹا نور تھا اُس کا قبول لاولد فوت ہوا۔
میر کا تیسرا بیٹا پہاڑ لاولد فوت ہوا۔
موسیٰ کا دوسرا بیٹا سمائیل اُس کا بیٹا شاہ عالم لاولد فوت ہوا۔

اور سمائیل کے چار بیٹے فاضل - بڈھا - شاہ عالم - آڈھا - زندہ موجود ہیں -

اور سمائیل کا ایک بیٹا روشن نام تھا اُس کا محمد نام تھا اُس کے بیٹے میہون - خدایار - چراغ - احمدیار چاروں زندہ موجود ہیں -

دوسرا بیٹا روشن کا اللہ یار تھا اُس کے بیٹے کمال - اور برخوردار دونوں لاولد فوت ہوئے -

تیسرا بیٹا روشن کا میر تھا اُس کا بیٹا گاماں اُس کا بیٹا محمد اب زندہ موجود ہے -

سالار کا تیسرا بیٹا وساوا تھا اُس کا بیٹا ذکریا اُس کا بیٹا حیات اُس کا بیٹا پہاڑ اُس کا بیٹا فتح خاں اُس کے بیٹے نور ماہی - احمدیار - گاماں ہر سہ زندہ موجود ہیں -

وساوا کا دوسرا بیٹا عبداللہ تھا اُس کا بیٹا لعل اُس کا بیٹا حسن اُس کا بیٹا تذر اُس کا بیٹا خان جو اب موجود ہے -

لعل کا دوسرا بیٹا عاقل تھا اُس کا بیٹا جانو اُس کا بیٹا سوہا اس کا بیٹا لعل اب موجود ہے -

لعل کا تیسرا بیٹا جعفر لاولد فوت ہوا -

وساوا کا تیسرا بیٹا رحمت تھا اُس کا بیٹا خیرا اُس کا بیٹا یارو لاولد فوت ہوا -

خیرا کا دوسرا بیٹا بہادر اُس کا بیٹا خان اُس کا بیٹا نورا جو اب زندہ موجود ہے -

بہادر کا دوسرا بیٹا ممنہ تھا اُس کے بیٹے گل محمد - سلطان احمد - نور احمد تینوں زندہ موجود ہیں -

خان کا دوسرا بیٹا خدایار اب زندہ موجود ہے -

بہادر کا تیسرا بیٹا سلطان تھا اُس کا بیٹا حیدر ہوا اُس کے بیٹے فتح خاں اور جہان خاں دونوں موجود ہیں -

رحمت کا دوسرا بیٹا محکم تھا اُس کا پسر جہان خاں اُس کا پسر احمد ہوا جسکے تین بیٹے شیر - عالو - فتو موجود ہیں -

جہان خاں کا دوسرا بیٹا نعل تھا اس کا بیٹا شاہ بیگ اس کا بیٹا بخت ہوا جو اب موجود ہے -

نعل کا دوسرا بیٹا گھیبا ہوا اس کے بیٹے محمد اور احمد جو اب زندہ موجود ہیں -

جہان خاں کا تیسرا بیٹا سہراب اور چوتھا بیٹا خان تھا - جو لاولد فوت ہوئے -

محکم کا دوسرا بیٹا نور تھا - اس کے بیٹے دتہ - اور گگڑ جو دونوں زندہ موجود ہیں -

محکم کا تیسرا بیٹا عزت تھا اس کے بیٹے ممنہ اور گاماں جو دونوں زندہ موجود ہیں -

محکم کا چوتھا بیٹا پٹھان خاں تھا اس کا بیٹا فتح خاں اس کا بیٹا خدا داد اور اس کا بیٹا حاکم علی اب موجود ہے -

پٹھان خاں کا دوسرا بیٹا اکبر تھا اس کا بیٹا چراغ ہوا -

وساوا کا چوتھا بیٹا نورا تھا اس کا بیٹا فتح خاں اس کا بیٹا پہاڑ اس کا بیٹا برخوردار اس کا بیٹا ممنہ ہوا جو اب موجود ہے -

فتح خاں کا دوسرا بیٹا دلہ تھا جس کا بیٹا عزت ہوا - جو اب زندہ موجود ہے -

فتح خاں کا تیسرا بیٹا نظر تھا اس کا بیٹا خان ہوا اس کے بیٹے قادا اور سلطان دونوں زندہ موجود ہیں -

فتح خاں کا چوتھا بیٹا سلطان تھا اس کا بیٹا مستی جو اب زندہ موجود ہے -

فتح خاں پانچواں بیٹا شیر تھا جو اب زندہ موجود ہے -

نورا کا دوسرا بیٹا امیر تھا اس کا بیٹا احمد اس کا بیٹا خنجر اس کے بیٹے بارہ اور شاہنواز ہوئے جو موجود ہیں -

خنجر کا دوسرا بیٹا خدایار تھا اُس کا بیٹا احمد اُس کا عزت ہوا جواَب زندہ موجود ہے۔

امیر کا دوسرا بیٹا رحمت تھا اُس کا بیٹا بخشا لاولد فوت ہوا۔

یہ سب اولاد وسّاوا کی جو لکھی گئی ہے بنام قوم وڈّہل مشہور ہے۔

تذکرہ قوم شیخ

سمایل کا دوسرا بیٹا شیخ پنجہ تھا اُس کا بیٹا مرالی اُس کا بیٹا احمد اُس کا بیٹا یعقوب اُس کا بیٹا عاقل ہوا جو لاولد فوت ہوا۔

یعقوب کا دوسرا بیٹا فاضل تھا اُس کا بیٹا زمان اُس کا بیٹا محمد یار اُس کے بیٹے بوٹا۔ عالم خاں ہوئے جو موجود ہیں۔

زمان کا دوسرا بیٹا احمد یار تھا جو لاولد فوت ہوا۔

اور تیسرا بیٹا زمان کا خدایار تھا اُس کا بیٹا شمشیر ہوا۔ جواَب زندہ موجود ہے۔

فاضل کا دوسرا بیٹا خان تھا اُس کا بیٹا سلطان اُس کا بیٹا سہالت ہوا جواَب زندہ موجود ہے۔

خان کا دوسرا بیٹا گاماں تھا اُس کا بیٹا محمد یار۔ اُس کا بیٹا احمد یار ہوا جواَب زندہ موجود ہے۔

خان کا تیسرا بیٹا غلام محمد تھا جو لاولد فوت ہوا۔

مرالی کا دوسرا بیٹا لعل تھا جس کا بیٹا ہاشم لاولد فوت ہوا۔

لعل کا دوسرا بیٹا قاسم تھا اُس کا بیٹا طیب۔ اُس کا بیٹا بکھو اُس کا بیٹا غلام محمد تھا جو لاولد فوت ہوا۔

بکھو کا دوسرا بیٹا جانو تھا اُس کے بیٹے نکا۔ عالم خاں جو دونوں زندہ موجود ہیں۔

قاسم کا دوسرا بیٹا طاہر تھا اُس کا بیٹا محمد اُس کا بیٹا جوایا اُس کا بیٹا خانا

اُس کا بیٹا اِبی ذر اَب موجود ہے۔

جوایا کا دوسرا بیٹا پناہ اُس کے بیٹے احمدیار اور زاہد ہردو موجود ہیں۔

جوایا کا تیسرا بیٹا جانا تھا جو اَب زندہ موجود ہے۔

طاہر کا دوسرا بیٹا احمد تھا اُس کا بیٹا بلوچا اُس کا بیٹا جانو اُس کے بیٹے شاہ اور عالم خاں ہردو لاولد فوت ہوئے۔

بلوچا کا دوسرا بیٹا گھیبہ تھا اُس کا بیٹا غلام محمد لاولد فوت ہوا۔

احمد کا دوسرا عظمت تھا اُس کا بیٹا شیرا اُس کے بیٹے محمد۔ مظفر۔ احمد ہرسہ زندہ موجود ہیں۔

مرالی کا تیسرا بیٹا ہندال اُس کا بیٹا سمائیل اُس کا بیٹا شیرا اُس کا بیٹا احمد اُس کا بیٹا چراغ اُس کے بیٹے خان اور جانا ہردو لاولد فوت ہوئے۔

چراغ کا تیسرا بیٹا نیک اَب زند موجود ہے۔

شیرا کا دوسرا بیٹا ممنا تھا اُس کا بیٹا علی اُس کا بیٹا شبیر ہوا۔ جو اَب زندہ موجود ہے۔

ممنا کا دوسرا بیٹا حیدر تھا جو لاولد فوت ہوا۔

ہندال کا دوسرا بیٹا گگلو تھا اُس کا بیٹا خیرا اُس کا بیٹا دلیل اُس کا بیٹا سہات لاولد فوت ہوا۔

دوسرا بیٹا دلیل کا عظمت تھا اُس کا بیٹا فتح خاں اس کا بیٹا لعل اُس کے بیٹے غلام محمد۔ عالم شیر۔ خان محمد ہرسہ زندہ موجود ہیں۔

تیسرا بیٹا دلیل کا شہادت تھا جو لاولد فوت ہوا۔

دوسرا بیٹا گگلو کا بہادر تھا اُس کا بیٹا خدایار اُس کا بیٹا سلطان اُس کا بیٹا سردار ہوا جو اَب موجود ہے۔

دوسرا بیٹا خدایار کا پناہ تھا جو لاولد فوت ہوا۔

تیسرا بیٹا خدایار کا فتح خاں تھا اُس کا بیٹا مہر ہوا جو اَب موجود ہے۔

دوسرا بیٹا فتح خاں کا لنگر خاں اَب موجود ہے۔

خدایار کا چوتھا بیٹا محمد اعظم تھا اُس کا بیٹا احمدیار اُس کا بیٹا شیر بہادر اُس کا

بیٹا سرفراز جو اَب باپ بیٹا زندہ ہیں۔

محمد اعظم کا دوسرا بیٹا اللہ یار اَب زندہ موجود ہے۔

بہادر کا دوسرا بیٹا محمد یار لاولد فوت ہوا۔

چوتھا پسر شہدال کا حسن تھا اُس کا بیٹا حکیم اُس کا بیٹا عبد اللہ اُس کا شیخ احمد اُس کا بیٹا فتح خاں اُس کا بیٹا نور محمد تھا جو لاولد فوت ہوا۔

دوسرا بیٹا عبد اللہ کا نور احمد تھا جو اَب موجود ہے۔

پسر دوسرا حکیم کا فضل تھا جو لاولد فوت ہوا۔

پانچواں پسر شہدال کا الیاس تھا اُس کا بیٹا مستی اُس کا بیٹا سلطان اُس کا بیٹا بڈھا بچھال موجود ہے۔

پسر دوسرا مستی کا رحمان لاولد فوت ہوا۔

تذکرہ قوم کوکر

سدھاری کا دوسرا بیٹا عالو تھا اُس کا بیٹا عمر اُس کا بیٹا جوہری اُس کا بیٹا شدہو اُس کا بیٹا بدہو اُس کا عبد اللہ اُس کا بیٹا جوایا اُس کا بیٹا سلطان اُس کا بیٹا محرم لاولد فوت ہوا۔

جوایا کا دوسرا بیٹا بھی سلطان تھا اُس کا بیٹا قطبا اُس کے بیٹے عالم خاں اور فتح خاں ہر دو موجود ہیں۔

پسر دوسرا عمر کا حسن تھا اُس کا بیٹا محمود اُس کا دوبڈا اُس کا بیٹا طیب اسکا بیٹا میر اُس کا بیٹا حمر اُس کا بیٹا حامد اُس کا بیٹا بخش اُس کے بیٹے محمد یار و اللہ یار تھے اللہ یار کا بیٹا خدایار ہرسہ موجود ہیں۔

حامد کا دوسرا بیٹا غلام محمد تھا جو لاولد فوت ہوا۔

نوبلا دوسرا بیٹا میر احمد تھا اُس کا بیٹا سوہارا اُس کا بیٹا زمان ہوا۔ جو اَب زندہ موجود ہے۔

پسر دوسرا طیب کا راجہ تھا اُس کا بیٹا فاضل لاولد فوت ہوا۔

دوہڈا کا دوسرا بیٹا خلیل لاولد فوت ہوا۔
دوھڈا کا تیسرا بیٹا محمد اُس کا بیٹا فاضل اُس کا بیٹا کالو لاولد فوت ہوا۔
فاضل کا دوسرا بیٹا شادو اُس کا بیٹا زمان اُس کا بیٹا گامان لاولد فوت ہوا۔
زمان کا دوسرا بیٹا شیر تھا جو اب زندہ موجود ہے۔
محمد کا دوسرا بیٹا حسن تھا اُس کا بیٹا رانو اُس کا بیٹا غلام محمد اُس کے بیٹے محمد یار و اللہ یار ہر دو زندہ موجود ہیں۔
پسر دوسرا حسن کا شیرا اُس کا بیٹا سلطان اُس کا بیٹا اکبر اُس کا بیٹا زمان بحال موجود ہے۔
سلطان کا دوسرا بیٹا اذکر لاولد فوت ہوا۔
سلطان کا تیسرا بیٹا زمان اُس کا بیٹا خان اب بھی موجود ہے۔
محمد کا تیسرا بیٹا یکہ اُس کا بیٹا سہراب اُس کا بیٹا شاہو اُس کا بیٹا صاحب جو اب موجود ہے۔
عالو کا دوسرا بیٹا امیر تھا اُس کا بیٹا عیسے اُس کا بیٹا رتہ اُس کا بیٹا محرم اُس کا بیٹا رحمت اللہ اُس کا بیٹا یعقوب اُس کا بیٹا فتح خان اُس کا بیٹا خدایار اُس کے بیٹے سلطان و دھا و سرخرو تینوں زندہ موجود ہیں۔
یعقوب کا دوسرا بیٹا سلطان اُس کے بیٹے عالم خان و فتح خان اور فتح خان کا بیٹا گتو بحال موجود ہے۔
پسر دوسرا عالم خان کا عالم شیر تھا جو اب موجود ہے۔
یعقوب کا تیسرا بیٹا فقا تھا اُس کا بیٹا کمال اُس کا بیٹا بلوچ اُس کا بیٹا جوایا اُس کا بیٹا گلو لاولد فوت ہوا۔
جوایا کا دوسرا بیٹا دلو تھا اُس کے بیٹے برخوردار ۔ لعل ۔ جمال ہر سہ زندہ موجود ہیں۔
جوایا کا تیسرا بیٹا بھتا وہ اُس کا بیٹا خان محمد اور اُس کا بیٹا سکھا بحال موجود ہیں۔

پسر دوسرا فتا کا قتال اُس کا بیٹا حسین اُس کا بیٹا فتح محمد پسر اُس کا فتنہ اُس کا بیٹا خان پسر اُس کا غلام محمد بحال موجود ہے۔

پسر دوسرا حسین کا بلوچا اُس کا بیٹا شاہ عالم پسر اُس کا گلن بحال موجود ہے۔

پسر چوتھا جوایا کا یارو اُس کا بیٹا دادن بحال موجود ہے۔

پسر دوسرا یارو کا ماون اُس کے بیٹے خان - موہرو - فتا ہر سہ بحال موجود ہیں۔

پسر چوتھا سدہاری کا رسے سنگھ لاولد فوت ہوا۔

پسر تیسرا یارو کا شاہزادہ اُس کا بیٹا ماھلا تھا۔

تذکرہ قوم کوکڑی

ماہلا کا پسر جلا تھا اُس کا پسر حسین اُس کا پسر میر عالی اُس کا بیٹا حامد اُس کا بیٹا فتح خاں اُس کا پسر نیاہو اُس کا بیٹا خنجر اُس کا بیٹا صاحب لاولد فوت ہوا خنجر کا دوسرا بیٹا بھنگی تھا اُس کا بیٹا خدایار اُس کا بیٹا عالو بحال موجود ہے۔ اور بھنگی کے دو بیٹے چوہڑ اور احمد یار لاولد فوت ہوئے۔

دوسرا بیٹا حامد کا پہاڑ تھا اُس کا بیٹا اکبر اُس کا پسر احمد یار اُس کا بیٹا فتح شیر اور دوسرا پسر سلطان بحال موجود ہے۔

پہاڑ کا دوسرا بیٹا اعظم پسر اُس کا عالم خاں اُس کا بیٹا گھیبہ اُس کا بیٹا نور محمد بحال موجود ہے۔

پسر عالم خان کا قادا دشا ماں ہر دو لاولد فوت ہوئے۔

پسر چوتھا عالم خاں کا علی اُس کا پسر بوٹی بحال موجود ہے۔

دوسرا بیٹا میر عالی کا ملک میر احمد تھا اُس کا بیٹا ملک میر اور اُس کا بیٹا ملک سلطان اُس کا بیٹا ایک فتح خاں اور دوسرا ملک اشرف ہر دو لاولد فوت ہوئے۔

پسر دوسرا ملک سلطان کا ملک لعل اُس کا پسر ملک شاہنواز ہر دو لاولد

فوت ہوا۔

پسر دوسرا ملک لعل کا ملک ہو آیا تھا اس کا بیٹا ملک فتح خاں لا ولد فوت ہوا۔

پسر دوسرا اچھایا کا ملک غلام حسین سجال موجود ہے۔

پسر تیسرا ملک لعل کا ملک جعفر اُس کا بیٹا ملک مقرب لاولد فوت ہوا۔

پسر دوسرا ملک جعفر کا ملک یارو اس کے بیٹے ملک برخوردار۔ ملک احمد یار۔ ملک مہر ابہار زندہ موجود ہیں۔

دوسرا پسر ملک میر احمد کا ملک بھگو اس کا بیٹا ملک لکھی اُس کا بیٹا ملک شہادت اور ملک قادر بخش ہر دو لاولد فوت ہوئے۔

پسر تیسرا ملک میر احمد کا ملک دادو اس کا پسر ملک جہان خاں لا ولد فوت ہوا۔

پسر دوسرا ملک دادو کا ملک پہاڑ اس کے بیٹے ملک گل بیگ و ملک دتہ ہر دو لاولد فوت ہوئے۔

ملک پہاڑ کا تیسرا بیٹا ملک یارو اُس کا بیٹا ملک فتح خاں اُس کا بیٹا ملک فتح شیر خاں سجال موجود ہے۔

چوتھا پسر اُس کا ملک کٹو اُس کا بیٹا ملک محمد یار پسر اُس کا ملک غلام محمد سجال موجود ہے۔

پانچواں بیٹا اس کا ملک احمد یار تھا اس کا بیٹا ملک سرخرو اس کا بیٹا ملک جلال سجال موجود ہے۔

چھٹا پسر اُس کا ملک برخوردار تھا اُس کا بیٹا ملک سلطان سجال موجود ہے۔

ساتواں بیٹا اس کا ملک میر باز تھا اُس کا بیٹا ملک شاہنواز اور دوسرا ملک شیر سجال موجود ہیں۔

دوسرا بیٹا ملک میر باز کا ملک غلام محمد سجال موجود ہے۔

آٹھواں پسر اُس کا ملک خدایار تھا اُس کا بیٹا ملک عالم شیر سجال موجود ہے

دوسرا پسر ملک خدایار کا ملک بخشش تھا اس کے بیٹے ملک غلام محمد و خان محمد و ملک حیات ہر سہ موجود ہیں۔

تیسرا بیٹا ملک خدایار کا ملک زمان خان بحال موجود ہے۔

پسر چوتھا ملک خدایار کا ملک فتح خان لاولد فوت ہوا۔

پسر تیسرا ملک پہلوان کا ملک جہان خان تھا اس کا پسر فتح خان اس کے بیٹے ملک سلطان اور ملک احمد اور ملک سردار اور ملک افضل اور ملک عالم ہر پنج بحال موجود ہیں۔

پسر دوسرا ملک دادو کا ملک فتح خان لاولد فوت ہوا۔

پسر تیسرا ملک دادو کا ملک شیر خان اس کا بیٹا ملک قادر اس کا بیٹا ملک چراغ اس کا بیٹا ملک غلام حسین اس کا بیٹا ملک شیر لاولد فوت ہوا۔

پسر دوسرا ملک غلام حسین کا ملک میرزا اس کا بیٹا ملک فتح [illegible] اس کا بیٹا ملک محمد خان بحال موجود ہے۔

پسر دوسرا ملک چراغ کا ملک غلام علی لاولد فوت ہوا۔

پسر دوسرا ملک خان کا ملک فتح خان تھا اس کا پسر ملک الہ داد بحال موجود ہے۔

پسر تیسرا ملک خان کا ملک عالم شیر تھا اس کا پسر ملک فتح شیر بحال موجود ہے۔

پسر چوتھا ملک خان کا ملک خدایار اس کا پسر ملک فتح خان اس کے بیٹے ملک فتح شیر خان۔ اور ملک عالم شیر۔ اور ملک شیر بہادر۔ اور ملک احمد خان ہر چہار موجود ہیں۔

پسر پانچواں ملک فتح خان کا ملک سلطان خان لاولد فوت ہوا۔

پسر دوسرا ملک خدایار کا ملک سردار لاولد فوت ہوا۔

پسر پانچواں ملک خان کا ملک احمد یار اس کے بیٹے ملک فتح خان و ملک عالم خان ہر دو بحال موجود ہیں۔

پسر تیسرا ملک احمد یار کا ملک صاحب خان تھا اس کا بیٹا

ملک عمر حیات خاں بحال موجود ہے۔
پسر چوتھا ملک احمد یار کا ملک جہان خان اُس کا بیٹا ملک محمد خاں تھا۔ جو زندہ موجود ہے۔
پسر پانچواں ملک احمد یار کا ملک قادر بخش اُس کا پسر ملک شیر محمد اُس کے بیٹے ملک دوست محمد اور ملک غلام جیلانی ہر دو بحال موجود ہیں۔
پسر دوسرا ملک شیر کا ملک خان بیگ تھا اُس کا بیٹا ملک عالم شیر پسر اس کا ملک فتح خاں بحال موجود ہے۔
دوسرا بیٹا ملک خان بیگ کا ملک خدایار اس کا بیٹا ملک عالم خان اوس کا بیٹا ملک مہر اوس کا بیٹا ملک شیر اُس کا بیٹا ملک امیر ہر سہ زندہ موجود ہیں۔
پسر دوسرا ملک خدایار کا ملک بخش تھا اُس کا بیٹا ملک غلام حسین لاولد فوت ہوا اور دوسرا بیٹا اُس کا ملک شیر بحال موجود ہے۔
پسر تیسرا ملک خدایار کا ملک غلام محمد بحال موجود ہے۔
پسر پانچواں ملک دادو کا ملک یارو تھا اُس کے بیٹے ملک چراغ ملک خنجر۔ ملک شاہنواز ہر سہ لاولد فوت ہوئے۔
پسر چوتھا ملک میر احمد کا ملک یارو تھا اُس کے بیٹے عاقل اور ملک فاضل ہر دو لاولد فوت ہوئے۔
پسر پانچواں اُس کا ملک علی اُس کے بیٹے ملک نور اور ملک یارو ہر دو لاولد فوت ہوئے۔
پسر تیسرا ملک علی کا حسین اُس کا بیٹا قاسم لاولد فوت ہوا۔
پسر دوسرا شاہزادہ کا پھلو تھا۔

تذکرہ قوم ڈھوری

پھلو کا پسر ستھنہ تھا اُس کا پسر پھیرو اُس کا پسر امیرا اُس کا پسر طاہر اس کا پسر

فتا اس کا پسر محمد یار اُس کا بیٹا گاماں بجالی موجود ہے۔
پسر دوسرا فتا کا ممنہ اُس کا پسر کالا اُس کا پسر شیر دست اور دوسرا زاہد ہر دو موجود ہیں۔
پسر دوسرا طاہر کا لنگر اُس کا پسر فاضل اُس کا پسر خدا یار اُس کے بیٹے سلطان اور خان ہر دو موجود ہیں۔
پسر دوسرا فاضل کا یارن تھا۔ اُس کے بیٹے فتح خاں وجانا ہر دو موجود ہیں۔
پسر تیسرا فاضل کا احمد یار اُس کا بیٹا شیر بجال موجود ہے۔
پسر دوسرا لنگر کا سلطان پسر اُس کا صاحب اُس کا بیٹا بوٹی بجال موجود ہے۔
اور پھیرو کے تین بیٹے متا۔ چِٹا۔ تھا۔ لاولد فوت ہوگئے۔

تذکرہ قوم گھیبہ

جو علاقہ پنڈی گھیب میں رہتے ہیں۔
دوسرا بیٹا جیتو کا طاہر خاں تھا اُس کے دو بیٹے تھے راجہ اور ساہو دونوں لاولد فوت ہوئے۔
تیسرا پسر اُس کا ملک ہیبو تھا اس کا پسر ملک سرفراز اُس کا بیٹا ملک شاہباز خاں اُس کے بیٹے سنگر خاں اور دریا خاں اور وریشہ خاں اور ساہیل اور مخدومی تھے ان پانچ بیٹوں میں جو اولاد ہوئی وہ شاہباز پور اور انگولہ اور وندا وسنگریال میں موجود ہے اور اُس کے دو لڑکوں سے جو ہیبت خاں اور عزیز محمد نام تھے کوئی اولاد نہیں ہی۔
پسر چوتھا ملک طاہر کا ملک کمالی تھا اُس کے بیٹے ملک موسے اور ملک عیسے۔ اور ملک جلال تھے۔ اولاد ملک عیسے اور ملک موسے کی موضع کمیال میں موجود ہے۔
اور ملک جلال کی اولاد غیر معلوم ہے۔
طاہر کے پسر پانچویں ملک ہیبو کی بھی اولاد غیر معلوم ہے۔
ملک طاہر کا چھٹا بیٹا ملک ستا تھا اس کا بیٹا غازی تھا اُس کی اولاد موضع

چونترہ میں آباد ہے۔

اور ملک ستار کا دوسرا بیٹا محمد حسن ملک تھا اُس کا بیٹا ملک الٰہ بخش اس کا بیٹا ملک گل محمد اُس کا بیٹا ملک دلاور اُس کا بیٹا ملک سلطان اس کا بیٹا ملک محمد خاں اُس کا بیٹا ملک سمندر خاں تھا اُس کی اولاد گڑھ میں آباد ہے۔

دوسرا بیٹا ملک سلطان کا ملک احمد تھا اُس کی اولاد موضع وتال میں موجود ہے۔

پسر ساتواں ملک طاہر کا آتو تھا اُس کی اولاد اوال میں موجود ہے۔

آٹھواں پسر ملک طاہر کا ملک میرو تھا اُس کی اولاد موضع میرزال میں موجود ہے۔

نواں بیٹا ملک طاہر کا ملک سنگر اُس کا بیٹا ملک مجید اس کا بیٹا ملک عبداللہ اُس کا بیٹا شاہ بیگ اُس کا بیٹا ملک نامدار اُس کا بیٹا ملک شہادت اُس کا بیٹا ملک سمندر اُس کا بیٹا لعل خاں اور اس کا بیٹا سرفراز۔ اس کے بیٹے احمد اور نواب ہر دو موجود ہیں۔

اور ملک سمندر کے تین اور بیٹے تھے۔ ملک سرور خاں۔ مہدی اور صوبہ جو ہر سہ موجود ہیں۔

اور پانچواں بیٹا ملک سمندر کا ملک امیر خاں تھا۔ اُس کا بیٹا جہان خاں اُس کے بیٹے ملک عبداللہ ملک لعل اور ملک سمندر اور ملک سلطان اور ملک ملائی خاں یہ پانچوں زندہ موجود ہیں۔

چھٹا پسر ملک سمندر کا ملک عبداللہ تھا اُس کا بیٹا ملک سرور اور دوسرا ملک محمد خاں یہ ہر دو موجود ہیں۔

ساتواں پسر ملک سمندر کا ملک سرفراز تھا اُس کا پسر اللہ یار جوان زندہ موجود ہے۔

دوسرا بیٹا ملک شہادت کا ملک محمد حیات تھا اس کا پسر خاں سگا اُس کا بیٹا مہر جنگ اور دوسرا بیٹا حشمت ہر دو زندہ موجود ہیں۔

دوسرا بیٹا ملک محمد حیات کا ملک رحمت خاں اس کے بیٹے لعل خاں اور سعداللہ خاں اور نظیر اب تک زندہ موجود ہیں۔

تیسرا بیٹا شہادت خاں کا ملک ہمت اور چوتھا ملک افضل خاں اور پانچواں ملک نظیرا

ہر دو زندہ موجود ہیں ۔
دوسرا بیٹا ملک نادار کا ملک ورآیت اور تیسرا ملک شاہ بیگ تھا ان دونوں کی اولاد نامعلوم ہے ۔
پسر دوسرا شاہ بیگ کا ملک خان محمد تھا اس کی اولاد نامعلوم ہے ۔
پسر دوسرا عبداللہ کا سمائیل تھا اس کا بیٹا ملک ستی اس کا بیٹا ملک روشن تھا اولاد اس کی نامعلوم ہے ۔
پسر دوسرا ملک ستی کا ملک ہمت پسر اس کا ملک اللہ یار اس کا بیٹا ملک اعتبار بحال موجود ہے ۔
تیسرا بیٹا ملک ستی کا ملک جہان خان اس کا بیٹا ملک بہادر اس کا حال نامعلوم ہے ۔
پسر دوسرا ملک جہان خاں ملک خان محمد اس کا پسر ملک اولیا پسر اس کا ملک اللہ یار پسر اس کا ملک عبداللہ بحال موجود ہے ۔
پسر دوسرا ملک اللہ یار کا ملک احمد خاں اس کا بیٹا ملک اعتبار خاں بحال موجود ہے ۔
پسر دوسرا ملک سمائیل کا ملک بشارت اس کا بیٹا ملک نور خاں اس کا بیٹا ملک سرور خان اس کے بیٹے احمد خاں و فتح خاں ہر دو موجود ہیں ۔
پسر تیسرا ملک سمائیل کا ملک اللہ یار اس کا بیٹا شیخ احمد اس کا بیٹا افضل خاں اس کا بیٹا محمد خاں اس کا بیٹا سرفراز بحال موجود ہے ۔
پسر تیسرا سرور کا سرفراز اس کے بیٹے جلال ۔ و عبداللہ ۔ و حمزہ تینوں موجود ہیں ۔
پسر دوسرا ملک اللہ یار کا ملک کرم خاں اس کا بیٹا ہتیم خاں اس کا بیٹا شہامد خاں اس کا بیٹا اللہ یار اور دوسرا طوطا دونوں بحال موجود ہیں ۔
پسر دوسرا ملک ہتیم کا محمد خاں ۔ پسر اس کا چنو خان بحال موجود ہے ۔
پسر تیسرا ملک ہتیم کا خیرن خاں پسر اس کا محمد یار بحال موجود ہے ۔

پسر دوسرا ملک کرم خاں کا بہادر خاں پسر اُس کا روبیلہ پسر اُس کا اللہ یار بحال موجود ہے۔

پسر تیسرا عبداللہ کا ملک ستار اُس کا بیٹا عالم شیر اُس کا بیٹا ملک زمان اُس کا بیٹا شیر خاں اُس کا بیٹا نغز خاں اُس کا بیٹا احمد خاں بحال موجود ہے۔

پسر دوسرا اُس کا عبداللہ پسر اُس کا ولایت بحال موجود ہے۔

پسر تیسرا اُس کا محمد خاں پسر اُس کا شیر خاں بحال موجود ہے۔

پسر دوسرا ملک شیر خاں کا حسن اُس کے بیٹے جلال - لعل - نواب - بڈھا - چاروں موجود ہیں۔

پسر دوسرا ملک عالم شیر کا ملک معظم اُس کا بیٹا شکور خاں اُس کا بیٹا درویش محمد اُس کا بیٹا بہادر اُس کا بیٹا احمد خاں اُس کے بیٹے محمد خاں اور لعل خاں ہر دو موجود ہیں۔

پسر دوسرا بہادر کا ناصر خاں اُس کے بیٹے فضل خاں اور مواز خاں ہر دو موجود ہیں۔

پسر تیسرا بہادر کا معظم خاں اُس کا بیٹا دراز خاں اُس کے بیٹے جہانا اور طورا ہر دو موجود ہیں۔

پسر دوسرا معظم کا کرم اُس کے بیٹے سعد اللہ - کلا - خواجہ - ہر سہ زندہ موجود ہیں۔

اور معظم کے بیٹے صوبہ اور سرور اور شیر زمان ہر سہ زندہ موجود ہیں۔

پسر دوسرا درویش محمد کا محمد حیات تھا اُس کا بیٹا نواب اُس کے بیٹے کرماں اور عبداللہ اور بڈھا اور اکبر ہر چہار زندہ موجود ہیں۔

پسر دوسرا حیات محمد کا عطر اُس کے بیٹے جہانا اور طورا بحال موجود ہیں۔

پسر تیسرا حیات محمد کا مبارز اُس کے بیٹے احمد اور سمند ہر دو موجود ہیں۔

پسر چوتھا حیات محمد کا سرفراز اُس کا بیٹا نامعلوم ہے۔

پسر پانچواں حیات محمد کا بڈھا اُس کا بیٹا سرفراز اُس کے بیٹے مہدی اور جہانا بحال موجود ہیں۔

پسر چھٹا حیات محمد کا محمد خاں تھا اُس کا بیٹا لعل اُس کے بیٹے اسد یار اور احمد خاں

ہر دو زندہ موجود ہیں ۔

پسر دوسرا محمد خاں کا فتح شیر خاں اس کا اعتبار بحال موجود ہے ۔

پسر تیسرا محمد خاں کا افضل خاں بحال موجود ہے ۔

تذکرہ قوم سیال

دوسرا بیٹا راج کا دیو کا بجلی تھا اس کا بیٹا ریوی اس کا بیٹا سنگری اس کا بیٹا سیال اس کا بیٹا کوہلی اس کا بیٹا پھوپتی اس کا بیٹا اپل اس کا بیٹا اچل اس کا بیٹا ویرا اسکا بیٹا دھول اولاد اسکی کوٹ میں آباد ہے ۔

دوسرا بیٹا اچل کا دیال تھا

تیسرا بیٹا اچل کا دھراج اس کا بیٹا ودھون اور دوسرا دلو تیسرا گھگسلا چوتھا چلا پانچواں اموں چھٹا نانک ساتواں بہمن آٹھواں ہشو ہر ایک کی اولاد علیحدہ آباد اور اس کے اطراف میں منتشر اور آباد ہے ۔

نواں بیٹا دھراج کا جیتو اس کا بیٹا شیخو اس کا بیٹا چلا اس کا بیٹا پھیرو اس کا بیٹا میر سیال خاں جو بغاوت میں مارا گیا ۔

دوسرا بیٹا پھیرو کا مہریاں تھا اس کا بیٹا شاہرگ اس کا بیٹا چتا اس کا بیٹا ملک اس کا بیٹا فرید اس کی اولاد موجود ہے ۔

ملک کا دوسرا پسر دھانہ اس کا پسر رنگا اس کی اولاد گھانہ کے لقب سے مشہور ہے چنانچہ فرید کی اولاد فردانہ کے نام پر شہرت رکھتی ہے ۔

دوسرا پسر شاہرگ کا کمتا اس کا پسر واسو اولاد اوس کی واسوانہ کے نام پر مشہور ہے ۔

تیسرا پسر پھیرو کا جھانیا اور چوتھا باجہ ان کی اولاد بھی موجود ہے ۔

پسر چوتھا اچل کا اپیا اس کا بیٹا صاحب اس کا بیٹا کچھی اس کی اولاد کچھانہ کے نام بلقب مشہور ہے ۔

صاحب کا دوسرا بیٹا سادہ تھا اس کے بیٹے چویا ۔ رتنا ۔ پچھا ۔ دلو ۔ کالو ۔ تھے

ان کی اولاد جھوانہ اور پوتانہ اور پٹھانہ اور دلوانہ اور کالوانہ - کے نام پر مشہور ہے -

پسر چھٹا سادہ کا ماجھی خاں تھا اُس کا کلک اس کا بیٹا ڈول اس کا بیٹا چھیتا اُس کا بیٹا محمد اولاد اُس کی محمدانہ کے نام پر مشہور ہے -

پسر دوسرا کلک کا سلطان ہے اُس کا بیٹا جمال تھا اُس کا بیٹا پہاڑ اس کی اولاد اطراف مین خال خال ہے -

پسر تیسرا کلک کا بوسال اُس کا بیٹا لانی اور دوسرا لکی ان کی اولاد لانیانہ اور لکیانہ کے نام پر مشہور ہے -

ساتواں پسر سادہ کا راے جتی اُس کا پسر بیلا اور دوسرا دوھتھے ان کی اولاد بیلیانہ اور دوھوانہ کے نام پر مشہور ہے -

پسر تیسرا راے جتی کا بھتت اُس کا بیٹا امام اس کا بیٹا چھتر اُس کا بیٹا سندر یا اُس کا جاتی اُس کا بیٹا ہمتو اُس کا بیٹا بدہا اُس کی اولاد قوم بدہانہ کے نام پر مشہور ہے -

چوتھا بیٹا راے جتی کا گھوگھا اُس کے بیٹے چاوا اور ستی اور مانک اور عیسے اور موسی ان کی اولاد چاوانہ اور ستیانہ اور مانکیا اور عیسیانہ اور موسیانہ کے نام پر نامزد اور مشہور ہے -

آٹھواں پسر سادہ کا بھوانہ اوس کی اولاد بھوانہ کے نام پر نامزد ہے -

پسر تیسرا صاحب کا راے ولچی تھا اُس کے پسر لالا اور کھوکھر تھے - کھوکھر کا بیٹا وھیدو اُس کا بیٹا بلو اس کی اولاد سے راے ستن ہوا ہے جس کے نام کی نسبت سے قوم ستیانہ مشہور و نامزد ہے -

پسر تیسرا راے ولچی کا جوہلا اُس کا پسر منصور اُس کا پسر بتھان اُس کا بیٹا سنگو اُس کی اولاد سنگوانہ کے نام پر مشہور ہے -

چوتھا پسر اُس کا بودھن - اور پانچواں بیٹا جوہرا اُن کی اولاد ملقب بہ قوم بودہیانہ اور جوہرانہ حیدرآباد سندھ مین آباد ہے -

چوتھا پسر صاحب کا سیان اُس کے بیٹے بیا اور ملکھا او ر فتو اور کلاس ان چاروں کی اولاد موجود ہے -

دوسرا بیٹا سیال کا چوٹ اُس کا بیٹا چو چک ، باپ ہیر (معشوقہ رانجھا) کا تھا یہیں جھنگ سیال کا
اُس کی اولاد چوچکانہ کے نام پر مشہور ہے ۔
پسر دوسرا چوٹ کا اللہ دتا اُس کا بیٹا بیو اُس کا بیٹا خیرا اُس کا بیٹا ہیرو اُس کا بیٹا دریا اسکا
بیٹا رجیب تھا اُس کی اولاد رجیانہ کے نام سے ملقب و نامزد ہے ۔
پسر دوسرا ہیرو کا شمیر تھا کہ اوس کی اولاد شمیرانہ کے نام سے معروف ہے ۔
بیو کا دوسرا بیٹا شراب تھا اُس کی اولاد سرابانہ کے نام سے نامزد ہے ۔
اللہ دتہ کا دوسرا بیٹا جس ڈھول تھا اُس کا بیٹا راموں اُس کا بیٹا جانجی تھا اس کی
اولاد بہت کم ہے ۔
چوٹ کا تیسرا بیٹا پتھر تھا اُس کا پسر جس ڈھول اور دوسرا گگھا اور تیسرا نترانہ چوتھا
پاتو پانچواں جھلی تھا پہلے دو کی اولاد بہت کم ہے ۔ اور نترانہ اور پاتوانہ اور جھلوانہ یہ
تینوں قومیں پچھلے تین بھائیوں کی اولاد سے اطراف پنجاب میں بہت پھیلی ہوئی
ہیں ۔
پتھر کا چھٹا بیٹا میگھ تھا اُس کے بیٹے تھرپال اور کدن اور اچھر دوسرا اور تیسرا لاولد
فوت ہوئے ۔
تھرپال کا بیٹا رجا نام تھا اُس کی اولاد رجانہ کے نام سے معروف ہے ۔
میگھ کا چوتھا بیٹا شاہزادہ تھا اس کی اولاد بہت کم ہے ۔
پانچواں بیٹا میگھ کا گگو تھا اُس کا بیٹا جنگو اُس کا بیٹا چھوہاری اور دوسرا بھامیرا تیسرا
چھیتا چوتھا بدال ان چاروں کی بہت اولادیں ہوئیں ۔
پسر پانچواں جنگو کا بتا اُس کے بیٹے موسلے اور چھتو اور بجن تھے ۔
اور بجن کے بیٹے شمیر اور ملک اور مراد اور پروز تھے اُن کی اولاد شمرانہ اور ملکانہ اور
مرادانہ اور پروجانہ کے نام پر مشہور ہے ۔
پسر چوتھا بتا کا ماچھی خاں تھا اُس کی اولاد مچھیانہ کے نام پر مشہور ہے ۔
جنگو کا چھٹا بیٹا کرپال تھا اُس کی اولاد کرپالانہ کے نام پر معروف ہے ۔
پتھر کا چھٹا بیٹا مل خاں نام تھا اُس کا بیٹا دولت خاں اُس کا بیٹا غازی خاں اُس کا بیٹا
جلال خاں اُس کے بیٹے اختیار خاں ۔ سعید خاں ۔ سلطان ۔ جاند خاں ۔

اور حامد خاں کے بیٹے - مہان خاں - سلطان محمود -

اور سلطان محمود کا بیٹا محمد خاں اُس کا بیٹا غازی خاں اُس کے بیٹے - خضر خاں قاسم خاں - سلطان محمد خاں - لعل خاں - محرم خاں تھے -

اور محرم خاں کا بیٹا الہداد خاں تھا اس کا بیٹا خانا خان ہے

اور محرم خاں کا دوسرا بیٹا براہیم اُس کا بیٹا شیر خاں اُس کے بیٹے شہادت خاں اور عنایت اللہ خاں - اس کے بیٹے سلطان محمود اور صاحب خاں یہہ ہر دو اخیر لا ولد فوت ہوسے اور یہہ ایک باقی مذکورہ سے اولادیں موجود ہیں -

اور غازی خاں کے دوسرے بیٹے رشید خاں - غلام علی - دولت علی تھے انکا حال نامعلوم ہے -

جلال کے دوسرے بیٹے جتو اور جھتو تھے -

اور غازی اعلی کے دوسرے بیٹے - عمر خاں - خیر خاں - حاجی خاں تھے -

حاجی خاں کا پسر پہاڑ خاں تھا -

دوسرا بیٹا دولت خاں کا مل خاں ملنہ اُس کا بیٹا گگن تھا

اور مل خاں کا دوسرا بیٹا علی خاں تھا اُس کی اولاد علیانہ کے نام سے معروف ہے -

اور مل خاں کا تیسرا بیٹا لونگ اور چوتھا جان لدھ تھا -

پچھر کا ساتواں بیٹا لعل نام تھا اُس کی اولاد للیانہ کے نام سے مشہور ہے -

تیسرا بیٹا سیال کا جسمہ تھا اس کے بیٹے آہلو اور پیرو اور کمو تھے - چوتھے بیٹے کا نام جودھا تھا اس کا بیٹا امیر تھا -

اچل کا پانچواں بیٹا مچلی تھا اُس کا بیٹا سادھو اسکے بیٹے صلاحی اور شاہ شاہ کی نسبت سے اُس کی اولاد قوم شاہیانہ کے نام سے معروف ہے -

صلاحی کا دوسرا بیٹا طیبہ تھا اُس کے بیٹے گھوگھا اور کلاس اور اپل تھے ان کی اولاد کے نام گھوگھیانہ اور کلسانہ اور اپلانہ کے نام پر معروف ہیں -

کلاس کا دوسرا بیٹا سنگو تھا اُس کا بیٹا دبر تھا اُس کی اولاد کے لوگ قوم دبرانہ کے نام سے نام زد و معروف ہیں -

دوسرا بیٹا سنگو کا مالو تھا اُس کا بیٹا لدھا اُس کا بیٹا ماڈل اُس کا بیٹا اندو اس کا بیٹا

ظاہر تھا ـ

اور لدھا کا دوسرا بیٹا تورنگ تھا اس کا بیٹا فیروز اور اس کا بیٹا چھتا تھا اس کی اولاد چھتیانہ کے نام سے نامزد ہے ـ

فیروز کا دوسرا بیٹا قتا تھا اس کی اولاد علاقہ ... میں قتیانہ کے نام سے نامزد ہے قتا کے بیٹے محبت ـ محمد علی ـ اور لدھا وسلیما تھے ـ

لدھا کا تیسرا بیٹا ہیت تھا اس کا بیٹا پہاڑ تھا ـ اس کی اولاد پہڑانہ کے نام پر معروف ہے ـ

سکلاس کا تیسرا بیٹا مانتا تھا اس کی اولاد کے اگ متانہ کے نام سے معروف ہیں ـ

صلاحی کا تیسرا بیٹا کھوٹا تھا ـ

اور مچھی کا دوسرا بیٹا کرڑو تھا اس کی اولاد کرڑانہ کے نام سے نامزد و معروف ہے ـ

اچل کا دوسرا بیٹا بینہ تھا اس کا بیٹا بھون اس کا بیٹا کوہلی اس کا بیٹا دیسا اس کا بیٹا ستدہ تھا ـ

تیسرا بیٹا اچل کا نہر ولا ولد فوت ہوا ـ

اور بھری کا دوسرا بیٹا بھانہ تھا اس کا بیٹا گلتن اس کا پسر کالجن اس کا بیٹا چیلہ اس کا بیٹا گبن اس کا بیٹا کھندر اور دوسرا صاحب اس کا بیٹا امیر اس کا بیٹا سلطان اس کا بیٹا مہری اس کا بیٹا عنایت اس کا بیٹا ٹلہ اس کا بیٹا ہیبو اس کا بیٹا سلیم اس کا بیٹا منصور اس کا بیٹا سمائیل اس کا بیٹا شاہ بیگ اس کا بیٹا خان بجال موجود ہے ـ

پسر دوسرا صاحب کا فیروز اس کا بیٹا چھا اور دوسرا ہستی تھے ان کے نام کی نسبت سے ان کی اولاد قوم چھیانہ اور ہستیانہ معروف ہے ـ

تیسرا بیٹا فیروز کا چھتا اس کا بیٹا ہیرو تھا جس کی اولاد ہیروانہ کے نام سے معروف ہے ـ

اور چھتا کا دوسرا بیٹا مل تھا اس کا بیٹا نانک تھا ـ اس کے بیٹے واصل اور راہن اور سادھن تھے ـ

فیروز کا چوتھا بیٹا دوتو اس کا بیٹا لکو تھا ـ

پانچواں بیٹا فیروز کا بھتت تھا اس کا بیٹا محبت اس کا بیٹا شیخو اس کا بیٹا موسے تھا

اس کی اولاد قوم بھیانہ کے نام پر معروف ہے۔
بکھتی کا تیسرا بیٹا سدہاری تھا جس کے نام کی نسبت سے اُس کی اولاد قوم سدہیانہ کے
نام سے معروف ہے۔
چیلہ کا دوسرا بیٹا برکھنی اُس کا بیٹا جیگہ اس کی اولاد جیگانہ کے نام سے معروف ہے۔
بھری کا تیسرا بیٹا وسووصا تھا اُس کا بیٹا چیتل اُس کا بیٹا سدہ۔ اُس کا بیٹا مرالی تھا جس کے
نام کی نسبت سے اُس کی اولاد قوم مرالی کے نام سے موسوم ہے۔
بھری کا چوتھا بیٹا پتر تھا اُس کا بیٹا ہنسی اُس کا بیٹا منگلی تھا اُس کی نسبت سے اُسکی
اولاد کا نام قوم منگیانہ معروف ہے۔ اور بعض شاہپور کے علاقہ میں سکونت رکھتے ہیں۔
بھری کا پانچواں بیٹا کولہ اس کا بیٹا کھنیس اس کے نام کی نسبت سے قوم کھنیس اس کی
اولاد کا نام معروف ہے۔
چھٹا بیٹا بھری کا اچرٹ تھا اُس کا بیٹا صیدن اُس کا بیٹا بھتی اُس کا بیٹا سنپال
اُس کے بیٹے متا۔ ماٹا۔ وچھو۔ ٹھراج۔ ہرچو۔ مہرو تھے۔ مہرو کا بیٹا وھور
تھا ان سب کی اولادیں موجود ہیں ماٹا لاولد فوت ہوا۔
آٹھواں بیٹا سنپال کا گرگنج تھا اُس کا بیٹا کیو اُس کا بیٹا ہاسو تھا جسکے نام پر اُس کی
اولاد قوم ہاسوانہ کے نام سے معروف ہے۔
گرگنج کا دوسرا بیٹا پھرال تھا اُس کے بیٹے دونی اور نارنگ تھے ان دونوں
کی اولادیں موجود ہیں۔
تیسرا بیٹا گرگنج کا مولی تھا اس کے بیٹے کرن اور سیسر تھے۔
سیسر کے بیٹے راجہ۔ اور دھماں۔ گووا۔ عثمان اور دریام تھے۔ ان کی
اولاد بہت کم ہے۔
مولی کا تیسرا بیٹا داؤد تھا اُس کا بیٹا رتھا لاولد فوت ہوا۔
داؤد کا دوسرا بیٹا بھٹ تھا اُس کے بیٹے ہیرو۔ دیرو۔ بیبت۔ دراج۔
دراج کے بیٹے کرموں اور دوست۔
کرموں کا بیٹا ڈھنڈی ان کی اولادیں ڈھنڈیانہ اور دوستانہ موجود ہیں۔
بھٹ کا پانچواں بیٹا شیر خاں تھا اُس کا بیٹا راجو تھا۔ اُس کی اولاد راجوانہ کے

نام سے معروف ہے ۔

چھٹا بیٹا بھٹ کا تریہ تھا اُس کا بیٹا خاتوں اس کے نام کی نسبت سے اُس کی اولاد
خاتوانہ کے نام سے معروف اور موجود ہے ۔

ساتواں بیٹا بھٹ کا یعقوب تھا اُس کا بیٹا ہاشم اُس کا بیٹا شادی جس کے نام
کی نسبت سے اُس کی اولاد قوم شادیانہ سے معروف ہے ۔

بھٹ کا دوسرا بیٹا کمال تھا اُس کا بیٹا سارنگ تھا اُس کے نام کی نسبت سے سارنگانہ
قوم اُن کی اولاد کہلاتی ہے ۔

کمال کا دوسرا بیٹا پیرو تھا اُس کے نام سے اُس کی اولاد پیرواتہ کے نام سے
نامزد ہے ۔

کمال کا تیسرا بیٹا قاضی تھا اُس کی اولاد کملانہ کے نام سے منسوب ہے کمال
کہلاتی ہے ۔

آٹھواں بیٹا بھٹ کا چوڑا تھا اُس کا بیٹا نوہا تھا اُس کی اولاد نوہانہ کے نام سے
معروف ہے ۔

نواں بیٹا بھٹ کا پہلوان تھا اُس کا بیٹا گاگو تھا جس کے نام پر اُس کی اولاد کے لوگ
قوم گاگیانہ کے نام سے معروف ہے ۔

دسواں بیٹا بھٹ کا ناتگ تھا ۔ اُس کی اولاد تنگیانہ کے نام سے معروف
ہے ۔

تیسرا بیٹا داؤد کا گگرہ تھا اُس کا بیٹا حامد تھا ۔ اُس کے نام پر اُس کی اولاد حمدانہ کے
نام سے معروف ہے ۔

گگرہ کا دوسرا بیٹا حمزہ تھا اُس کے نام پر اُس کی اولاد حمزانہ کے نام سے
معروف ہے ۔

گگرہ کا تیسرا بیٹا ابراہیم تھا اُس کا بیٹا داؤد اُس کی اولاد داؤدانہ کے نام سے
معروف ہے ۔

چوتھا بیٹا گگرہ کا دالکھو تھا اُس کا بیٹا سندا اور پیچھا تھے ان کی اولاد کے لوگ سندرانہ
اور پیچوانہ کے نام سے معروف ہیں ۔

پھتی کا دوسرا بیٹا ساہجو تھا اُس کا بیٹا ہکی اس کا بیٹا شہر اُس کا بیٹا چھل اُس کا بیٹا کبیا شتی اُس کا بیٹا عالی تھا جس کے نام کی نسبت سے اُس کی اولاد قوم علیانہ کے نام سے معروف ہے۔

دوسرا بیٹا شہر کا مالہ اُس کا بیٹا چادا اُس کا بیٹا ارتال تھا اُس کے بیٹے فتو اور تلہ اور بلا اور وڈو اور شخدو اور دوست ان کی اولادیں فتوانہ اور تلیانہ اور بلیانہ اور وڈوانہ اور شخدانہ اور دوستانہ کے نام سے معروف ہیں۔

پسر دوسرا مالہ کا مہتانہ تھا جس کی اولاد کے لوگ مہتانہ قوم سے معروف ہیں۔

پسر دوسرا اچھر کا گوندسن تھا اس کا بیٹا دیرو اُس کا بیٹا اجرا اُس کا بیٹا بھدر اس کا بیٹا بوسال اس کے بیٹے شہر اور سنتو اور شاہو۔ شاہو کا بیٹا راجہ ودلو اور لولو۔ لولو کا بیٹا ابو اور بھیم۔

راجہ کے اور بیٹے کلس - بلو - اہل - دھجل - اور نتو تھے - بلو کے سوا تمام اولاد پسران راجہ کو راجبانہ بولتے ہیں۔

بوسال کا چوتھا بیٹا تھوتھا

اجرا کا دوسرا بیٹا باہو اُس کا بیٹا وھنا۔

تیسرا بیٹا اجرا کا اچھر تھا۔

وھنا کا پسر لہی اس کا بیٹا پاچھی اس کے بیٹے کاکا اور کلا - اپو - جنید - بسپال - عمر -

عمر کا بیٹا گوپہ تھا۔

ساتواں بیٹا بھرمی کا سادو تھا اس کا بیٹا ٹھلا اس کا بیٹا جلو کہ اس کا بیٹا دیگواس کے بیٹے گونہ - چکو - ملک تھے۔

پانچواں بیٹا سیال کا صتی تھا اس کا بیٹا پاندھو اور دوسرا لکھو اور تیسرا بجرو بیرت لاولد فوت ہوئے۔

صتی کا چوتھا بیٹا موگلو اس کا بیٹا سنکا اس کا بیٹا کلس اس کا بیٹا بیلم اس کا بیٹا کوڑا تھا اس کے نام پر اس کی اولاد قوم کوڑیانہ کہلاتی ہے۔

پسر دوسرا ابلیم کا ھندو تھا اُس کا بیٹا پورب تھا۔

پسر تیسرا ابلیم کا سندھ تھا اُس کا بیٹا لھچ اُس کا بیٹا سندو اُس کا بیٹا بڑھان اُن کا بیٹا مانگو اُس کا بیٹا سہتی اُس کا بیٹا ھکواخاں اُس کے بیٹے شمیر و سلطان تھے۔

سہتی کا دوسرا بیٹا اروڑا اُس کا بیٹا اللہ دا۔

سہتی کا تیسرا بیٹا داسو تھا

ہکواخاں کا دوسرا بیٹا فیروز تھا۔

مانگر کا دوسرا بیٹا اچوانہ تھا اُس کا بیٹا سجن۔

مانگر کا تیسرا بیٹا سنگی اُس کا بیٹا دولت۔

سندو کا دوسرا بیٹا مل تھا اور تیسرا بیٹا عجائب۔ اور چوتھا تھان۔ اُس کا بیٹا درویش۔

پانچواں بیٹا اُس کا اجو اُس کا بیٹا ڈھن اُس کے بیٹے اجو۔ بکو۔ نتا اُس کا بیٹا حمزہ اُس کا بیٹا طاہر دوسرا پسر کھچ اور تیسرا بیو چوتھا ساہو پانچواں وڈو چھٹا نرسنگ

سندھا کا دوسرا بیٹا بھرو اور تیسرا بلوچو۔

بھرو کا بیٹا گگ تھا اور دوسرا موجدین اُس کا بیٹا ہاتو اور دوسرا ستھیا اور تیسرا بھیا ان کی اولادیں ہاتوانہ اور ستھانہ اور بھیانہ کے نام سے معروف ہیں اور صاحب دلکو اُس کا بیٹا راگھو تھا۔

ہیرو کا تیسرا بیٹا ولجی اُس کا بیٹا عمر اوس کا بیٹا اللہ دا۔

ولجی کا دوسرا بیٹا موگھا اُس کا بیٹا حمزہ اُس کا بیٹا راجو اُس کا بیٹا بدہو اُس کا بیٹا لنگاہ اُس کا بیٹا سانگ اُس کا بیٹا جمال اُس کے بیٹے گاجی۔ سوگھا۔ جیون۔ قطب صالح۔ ان سب کی اولادیں موجود ہیں۔

صالح کے بیٹے باقر اور عادل اور یارا اور شاہ بیگ تھے۔ شاہ بیگ کے بیٹے شمیر۔ کبیر۔ عمر۔ سلطان۔ سرور۔

پسر دوسرا سکندر کا کمال تھا اور تیسرا جانو اُس کا پسر بلو اس کی قوم بلوانہ کے نام سے معروف ہے۔

لنگاہ کا دوسرا بیٹا سمائیل تیسرا رسالو۔

اور پدمیرہ کا دوسرا بیٹا اہان تھا

راجوکا دوسرا بیٹا جمت تھا اس کا بیٹا منڈال ۔

دوسرا بیٹا چیرہ کا ڈنگ

اور گکھا کا دوسرا بیٹا ستھا اس کا بیٹا چہڑیا اس کے نام کی نسبت سے اس کی اولاد

چہڑیانہ کے نام پر مشہور ہے ۔

کلس کا دوسرا بیٹا ککتن تھا اس کی اولاد ککھانہ کے نام سے معروف ہے ۔

خاتمہ حالات متفرقہ میں

حضور ملکۂ معظمہ وکٹوریہ قیصرہ ہند دام اللہ حشمتہا ۲۴ ماہ مئی ۱۸۱۹ء کو پیدا ہوئیں اور ۲۸ ماہ جون ۱۸۳۸ء کو سریر آرائے عدالت ہوئیں اس حساب سے اُن کی عمر اس وقت سینتیس ۳۷ سال تھی۔ پھر ۱۰ فروری ۱۸۴۰ء میں اُن کی شادی پرنس البرٹ کے ساتھ ہوئی اور ۲۲ نومبر ۱۸۴۰ء کو حضور ملکہ کے بطن اشرف سے شاہزادی وکٹوریہ اڈی لیڈ میری لیوپا تولد ہوئی۔ پھر ۹ ماہ نومبر ۱۸۴۱ء کو شاہزادہ عالی تبار حضور البرٹ اڈورڈ پرنس آف ویلز تولد ہوئے۔ اور ۲۵ اپریل ۱۸۴۳ء کو شاہزادی ایلیس ماڈ میری کا تولد ہوا۔ اور ۱۶ اگست ۱۸۴۴ء کو شاہزادہ الفرڈ البرٹ ڈیوک آف اڈنبرا نورافزائے عینین والدین ہوئے۔ پھر ۲۵ مئی ۱۸۴۶ء کو شاہزادی ہیلینا آگسٹہ وکٹوریہ تولد ہوئیں۔ اور ۱۸ مارچ ۱۸۴۸ء کو شاہزادی لوئیسا کیرولین البرٹا تولد ہوئیں۔ اور یکم مئی ۱۸۵۰ء کو شاہزادہ ولیم پیٹرک البرٹ ڈیوک آف کناٹ پیدا ہوئے۔

اور ۷ اپریل ۱۸۵۳ء کو شاہزادہ لیوپولڈ جارج ڈنکن البرٹ ڈیوک آف البنی تولد ہوئے اور ۱۴ اپریل ۱۸۵۷ء کو شاہزادی بٹرس میری وکٹوریہ فیوڈور کا تولد ہوا۔

اور ۲۵ جنوری ۱۸۵۸ء کو پہلی دختر حضور قیصرہ ہند کی شاہزادی وکٹوریہ اڈی لیڈ میری کی شادی شاہزادہ فریڈرک ولیم ملک پرشیا کے ساتھ ہوئی۔ اور ۱۴ دسمبر ۱۸۶۱ء کو شاہزادہ پرنس البرٹ راہگرائے عالم جاودانی ہوئے۔ اور ۱۰ مارچ ۱۸۶۳ء میں شاہزادہ البرٹ اڈورڈ کی شادی الگزنڈرا ڈنمارک کی دختر سے ہوئی اور اس کی اولاد سے شاہزادہ البرٹ وکٹر کرسچن اڈورڈ ۸ جنوری ۱۸۶۴ء میں اور شاہزادہ جارج فریڈرک ارنسٹ البرٹ ۳ جون ۱۸۶۵ء اور شاہزادی لوئیسی وکٹوریہ الگزنڈرا ۲۰ جنوری ۱۸۶۷ء کو اور شاہزادی وکٹوریہ الگزنڈرا الکا میری ۶ جولائی ۱۸۶۸ء کو اور شاہزادی ماڈ چارلٹ میری وکٹوریہ ۲۶ نومبر ۱۸۶۹ء کو پیدا ہوئے۔ اور یکم جولائی ۱۸۶۲ء شاہزادی ایلیس ماڈ میری شاہزادہ لوئیسی کے ساتھ بیاہی گئی۔ اس کے سات بیٹے بیٹیاں پیدا ہوئے مگر اس کو حیاتی نے وفا نہ کیا اور بہت جلد

فوت ہوگئی اور ۱۸۸۶ء میں شاہزادی ہیلنا آگسٹا وکٹوریا شاہزادہ کرسچن کے ساتھ بیاہی گئی۔ اور اُسکی اولاد پانچ تک پہنچی اور ۲۱ مارچ ۱۸۷۱ء میں شاہزادہ آرتھر ولیم پیٹرک البرٹ کی شادی شاہزادی لوئیسی کے ساتھ ہوئی اور اپریل ۱۸۸۲ء میں شاہزادہ لیوپولڈ جارج ونکن البرٹ ڈیوک کی شادی شاہزادی ہیلن کے ساتھ ہوئی مگر افسوس کہ دو بیٹے چھوڑ کر دونوں فوت ہوگئے۔

اور ۲۳ جون ۱۸۸۵ء میں شاہزادی بیٹرس میری وکٹوریا کی شادی شاہزادہ ہنری کے ساتھ ہوئی اور اُس سے ایک دختر نیک اختر پیدا ہوئی۔

۲۰ جون ۱۸۹۷ء میں چونکہ حضور ملکہ معظمہ کی تخت نشینی کو پورے ساٹھ سال گذرے۔ اور سلاطین انگلستان سے کسی بادشاہ نے اس قدر حکمرانی وکامرانی نہیں کی۔ لہذا یہ جشن شصت سالہ تمام ممالک مقبوضہ میں بڑے زور شور سے منایا گیا۔ رات کو چراغ جلائے گئے جس سے تمام ملک جگمگاہٹ سے نورٌ علےٰ نور ہوگیا اور بڑی بڑی اعلےٰ دعوتیں دی گئیں چنانچہ ایک عالیشان دعوت کا ذکر کیا جاتا ہے جو لنڈن میں دی گئی۔

جشن شصت سالہ حکومت کی تقریب مبارک پر محتاجوں اور مساکین کی جو شاہانہ دعوت ہوئی اُس میں پانچ لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف ہوئے۔ غالباً ایسی عظیم الشان دعوت کبھی نہیں ہوئی ہوگی۔ چالیس میل کے طول میں میزیں اور کرسیاں بچھائی گئی تھیں جن پر مختلف اقسام کے کھانے چُنے ہوئے تھے اور مہمانوں کی تعداد تین لاکھ تھی جنہوں نے ایک ساتھ بیٹھ کر کھانا نوش کیا۔ پندرہ ہزار خدمتگار اُن کے کھانا کھلانے پر حاضر تھے ۲۰ لاکھ چھری کانٹے اور ۲ لاکھ پچاس ہزار رکابیاں۔ قابیں اور پیالے تھے۔ اس دعوت میں ۹۰ ٹن آلو اور ستر ٹن سبز ترکاری اور پچاس ٹن گوشت خرچ ہوا (ایک ٹن ۲۸ من پختہ کا ہوتا ہے) چالیس ہزار گیلن بیر شراب تھی تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر نان پاؤں کے ڈھیر لگے ہوئے تھے جو لنڈن میں ایک بڑے نان پز کے کارخانہ میں تیار کئے گئے تھے۔ خدمتگاروں نے اس میں سے ایک حبّہ نہیں لیا تھا۔

صرف کانٹے چھری اور برتنوں کے کرایہ میں ۷ ہزار پونڈ صرف ہوئے (ایک پونڈ اٹھارہ روپیہ آٹھ آنہ کا ہوتا ہے) اگر ہندوستان کے اُمرا اس دعوت کے سامان اور لوازمات کو دیکھتے تو حیران رہجاتے واقعی اتنی بڑی دعوت اور اُس میں کسی طرح کی بدنظمی کا نہ ہونا ایک حیرت انگیز بات ہے۔ شراب کا گویا دریا بہہ رہا تھا۔ محتاجوں نے دعوت کھا کر۔ جنابہ

ہز مجسٹی ملکہ انگلستان و قیصرہ ہندوستان کی دعائے خیر میں جب نعرہ ہائے مسرت بلند کیے تو یہہ سماں بھی نہایت اثر انداز اور قابل دید تھا۔

الغرض ہز مجسٹی کا راج ہندوستان میں رحمت الٰہی کا نمونہ ہے رعایا خوش و فرحان و شادان ہے جس قدر امن اس سلطنت میں ہے کسی سلطنت میں نہ دیکھا نہ سنا گیا۔

ایں قدر اقبال بخت دایں قدر عمر کثیر ۔ نیت نیکش بود کایں چنیں آورد بار
شاہ و زی وکٹوریا با دولت و جاہ و حشم ۔ با عدل ثابت قدم اندر جہاں کوہ وقار
تا دم افشاند اندر باغہا باد خزاں ۔ تا کند باد بہاری در چمن نقش و نگار
شاخ اقبالت بماند سبز و مثمر دائما ۔ روضہ عیش و سرورت باد دائم پر بہار

عدالت کی کچہریاں کھلی ہیں مستغیثوں کی فریادیں اور استغاثے سنے جاتے ہیں۔ دودھ سے پانی اور پانی سے دودھ جدا کرکے دکھایا جاتا ہے حقداروں کو حق پہونچائے جاتے ہیں ظالموں لوٹیروں مکاروں دغابازوں جعلسازوں چوروں بدمعاشوں کو واجبی سزائیں دیجاتی ہیں۔ جس سے بدامنی اور بدانتظامی کا نام نہیں اس حکومت سے پہلے پنجاب میں یہ حال تھا کہ چار کوس تک کوئی جنگل میں اکیلا نہ چل سکتا تھا۔ مالداروں کے مال مویشی وغیرہ غاصب لوگ چھین لیجاتے تھے اور وہ بیچارے کنگال اور فقر و فاقہ میں پامال ہو جاتے تھے خطرناک مواقع جہاں سے کاروان بلا بدرقہ نہ چل سکتے تھے اور پیادے و سوار اجرتی ہمراہ لے کر وہاں سے گذرتے تھے اب وہاں سے اکیلی عورتیں زیور پہنے ہوئے بلاخوف و خطر گذرتی ہوئی دیکھی جاتی ہیں۔ اس مشاہدہ سے سرکاری رعب کا اعجاز نظر آتا ہے اور اس امن و امان میں رعایا کے لوگ مرفہ الحالی اور فارغ البالی میں معاش کرتے ہیں۔ اس سے پہلی حکومتوں میں قحط پڑنے سے لوگ ایک ملک سے اجڑکر دوسرے ملکوں کو چلے جاتے تھے اور وہاں بھی جاکر قحط پھیلاتے تھے اس مبارک سلطنت میں کبھی کوئی اپنے ملک سے ویران نہیں ہوا۔ کثرت تجارت اور صنعت و حرفت کے رواج سے سب لوگ مرفہ الحال ہو گئے ہیں جنگل کے وحشی لوگ اچھی خوراکوں اور عمدہ پوشاکوں اور پختہ عمارتوں کے عادی ہو گئے ہیں۔ بار کی عورتیں جو مثل بندروں اور ریچھوں کے برہنہ بدن ویران جنگلوں میں وحشیانہ طور پر پھرتی تھیں آج وہ بہ سبب اجرائے انہار و آبادی اراضی زیورات سے لدی ہوئی سونے چاندی کی پتلیاں بنی ہوئی ہیں۔ اگلے قحط جو سکھوں

کے راج میں پڑتے تھے موجودہ راج میں اُن سے بڑھ کر گرانی و قحط رہتا ہے مشتاقؔ [illegible]
کا سال جو قحط سالی میں ضرب المثل ہے اُس میں گیارہ سیر انگریزی غلہ گندم کا نرخ تھا [illegible]
لوگوں نے اُس میں آدمیوں کو مار مار کر کھایا بھوک سے سینکڑوں آدمی مر گئے لیکن اس مبارک
عہد کا یمن ہے کہ چھ سات سیر کا قحط تو اکثر رہتا ہے مگر کبھی کسی کو معلوم بھی نہیں ہوا کہ
قحط ہے یا کیا ہے روپیہ کی کثرت ہے ہر ایک مزدور علاوہ مزدوری پاکر خوش گذران [illegible]
ہے اور ریلوے کے سبب غلہ ہر ملک میں پہونچ جاتا ہے اس لئے قحط کسی کو محسوس
نہیں ہوتا۔ سڑکوں کی صفائی اور دو رویہ درختوں کی صف پر مسافروں کے لئے کس قدر
آرام ہے شہروں میں کمیٹیوں کا مقرر ہونا اور اسپتالوں کے قیام سے ہزارہا بیماروں
کے مفت علاج ہونا اور محتاجوں مسکینوں بیماروں کو وہاں سے مفت کھانا ملنا اسی سلطنت
کی خوبی ہے۔ مطابع کے قیام سے کتابوں کا ارزاں ہونا اور نایاب کتابوں کا آسانی
مل جانا اور پوشش کے سامان خوبصورت کم قیمت سے ملجانا کس قدر رعایا کے لئے غنیمت
ہے اسی قسم کی ہزارہا آسائشیں ہمکو ملی ہیں۔ جن کے شمار کرنے کے لئے ایک طول تحریر
درکار ہے۔ اور اس مبارک سلطنت کے شکریہ میں ہمارے پاس الفاظ نہیں کہ ہم اُس کا
پورا شکر ادا کریں ہاں مگر یہی ہم پر لازم ہے کہ اس غیر متعصب سلطنت کے لئے دل سے
دعا کریں۔ فقط۔
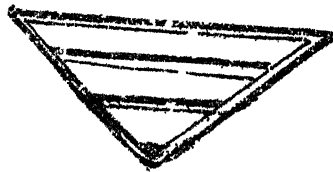
بیان ضلع شاہپور

پہلے ضلع شاہپور کی بنا بر تجویز کمیٹی شہر شاہپور سے مغرب کی طرف دریاے جہلم
کے کنارہ پر قایم کی گئی تھی - دریا کی طغیانی سے تمام سرکاری بنگلے مسمار و نابود ہو گئے
اور ہزاروں روپیہ کا نقصان سرکار کا ہوا - پھر بہ تجویز کونسل سرکار و منظوری صاحبان
عالی وقار ضلع بنا دامن بار میں قصبہ عاقل شاہ سے مشرق کی طرف
جو بلند مقام اور سیلاب و طغیانی سے مامون و محفوظ
ہے قایم کی گئی پہلے برچ صاحب بہادر ڈپٹی
کمشنر تشریف لائے پھر
درجہ بدرجہ تبدیل
ہوتے رہے
چنانچہ نقشہ
ذیل میں
مرقوم
ہیں

نقشہ ڈپٹی کمشنران ضلع شاہپور

نمبر شمار	اسامی	تاریخ تقرری	مدت قیام	تاریخ تبدیلی	کیفیت
۱	میجر برچ صاحب بہادر	۱۰ - مارچ سنہ ۱۸۴۹ع	سات سال آٹھ ماہ ۱۷ یوم	۲۵ دسمبر سنہ ۱۸۵۶ع	
۲	میجر ہانگس صاحب بہادر	۲۶ - دسمبر سنہ ۱۸۵۶ع	پانچ ماہ ۴ یوم	۳۰ مئی سنہ ۱۸۵۹ع	
۳	میجر اوزلی صاحب بہادر	۳۱ مئی سنہ ۱۸۵۶ع	تین سال ۲ ماہ اور ۱۵ یوم	۱۴ - اگست سنہ ۱۸۵۹ع	
۴	مسٹر جونس صاحب بہادر	۱۵ - اگست سنہ ۱۸۵۹ع	ایک ماہ ۲۹ - یوم	۱۴ - نومبر سنہ ۱۸۵۹ع	
۵	میجر اوزلی صاحب بہادر	۱۵ - نومبر سنہ ۱۸۵۹ع	ایک ماہ ۲۵ - یوم	۹ - مارچ سنہ ۱۸۶۰ع	
۶	مسٹر مکنیب صاحب بہادر	۱۰ - مارچ سنہ ۱۸۶۰ع	پانچ ماہ ۱۰ - یوم	۲۰ - اگست سنہ ۱۸۶۱ع	
۷	کپتان اسمیلی صاحب بہادر	۲۱ - اگست سنہ ۱۸۶۱ع	چار ماہ ۴ یوم	۲۵ - دسمبر سنہ ۱۸۶۱ع	

نمبر شمار	اسامی	تاریخ تقرری	مدت قیام	تاریخ تبدیلی	کیفیت
۸	کپتان ہارز صاحب بہادر	۲۶ - دسمبر سنہ ۱۸۶۱ء	سات ماہ ۲۹ - یوم	۲۵ جولائی سنہ ۱۸۶۲ء	
۹	کپتان ڈیوس صاحب بہادر	۲۶ - جولائی سنہ ۱۸۶۲	پانچ سال ۴ ماہ ۲۶ - یوم	۱۱ - دسمبر سنہ ۱۸۶۷ء	اس ڈپٹی کمشنر نے ضلع میں نہریں جاری کیں اور ضلع کو بڑا آباد کیا
۱۰	کپتان جانس صاحب بہادر	۱۲ - دسمبر سنہ ۱۸۶۷ء	دو سال پانچ ماہ ۵ - یوم	۱۷ مئی سنہ ۱۸۷۰	
۱۱	کپتان گارڈن صاحب بہادر	۱۸ - مئی سنہ ۱۸۷۰ء	۵ - ماہ ۲۷ - یوم	۱۹ - نومبر سنہ ۱۸۷۰ء	
۱۲	کپتان کاربین صاحب بہادر	۱۰ - نومبر سنہ ۱۸۷۰ء	ایک سال ۳ ماہ ۱۸ یوم	۸ - مارچ سنہ ۱۸۷۲ء	
۱۳	کپتان نسبٹ صاحب بہادر	۹ - مارچ سنہ ۱۸۷۲	۸ - ماہ ۹ - یوم	یکم - دسمبر سنہ ۱۸۷۲ء	
۱۴	کرنیل ڈویر صاحب بہادر	۲ - دسمبر سنہ ۱۸۷۲	دو سال ۹ ماہ ۱۷ یوم	۱۹ - ستمبر سنہ ۱۸۷۵ء	
۱۵	کلارک صاحب بہادر	۲۰ - دسمبر سنہ ۱۸۷۵ء	دو - ماہ ۸ - یوم	۱۸ - نومبر سنہ ۱۸۷۵ء	قایمقام

نمبر شمار	اسامی	تاریخ تقرری	مدت قیام	تاریخ تبدیلی	کیفیت
۱۶	کرنیل ڈوبیہ صاحب بہادر	۱۹- نومبر ۱۸۷۵ء	چار ماہ ۱۵- یوم	۲۶- مارچ ۱۸۷۶ء	دوسری دفعہ اپنی جگہ پر آیا-
۱۷	کپتان کاربین صاحب بہادر	۲۷- مارچ ۱۸۷۶ء	ایک سال ۱۱ ماہ ۲۶- یوم	۲۷ فروری ۱۸۷۸ء	دوسری دفعہ آیا
۱۸	کپتان مارتھل مو صاحب بہادر	۲۸- فروری ۱۸۷۸ء	۲۰ یوم	۲۰ مارچ ۱۸۷۸ء	قایمقام
۱۹	کپتان کاربین صاحب بہادر	۲۱- مارچ ۱۸۷۸ء	ایک سال ۵ ماہ ۲۷- یوم	۱۸- ستمبر ۱۸۷۹ء	تیسری دفعہ اپنی جگہ پر آیا-
۲۰	میجر پارکر صاحب بہادر	۹- ستمبر ۷۹ء	تین ماہ	۱۲- دسمبر ۱۸۷۹ء	
۲۱	مسٹر فریزر صاحب بہادر	۱۳- دسمبر ۱۸۷۹ء	دو سال ایک ماہ ۲ یوم	۱۵ جنوری ۱۸۸۲ء	
۲۲	کرنیل کاربین صاحب بہادر	۱۶ جنوری ۱۸۸۲ء	دو سال ایک ماہ ۳ یوم	۱۹ - فروری ۱۸۸۴ء	
۲۳	مسٹر کاروتر صاحب بہادر	۲۰- فروری ۱۸۸۴ء	دو سال ۸ ماہ ۱۰ یوم -	۲۱- اکتوبر ۱۸۸۶ء	

نمبر شمار	اسامی	تاریخ تقرری	مدت قیام	تاریخ تبدیلی	کیفیت
۲۴	مسٹر جے ولسن صاحب بہادر	۲۲- اکتوبر سنہ ۱۸۸۶ء	ایک سال ۸ ماہ ۲۶ یوم	۱۸- جولائی سنہ ۱۸۸۸ء	
۲۵	مسٹر ڈوائیر صاحب بہادر	۱۹- جولائی سنہ ۸۸ء	۴ ماہ ۲۹ یوم	۱۷- دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء	
۲۶	مسٹر جے ولسن صاحب بہادر	۱۸- دسمبر سنہ ۱۸۸۸ء	ایک سال ۳ ماہ ۲۶ یوم	۱۳- اپریل سنہ ۹۰ء	دوسری دفعہ آیا
۲۷	کپتان الجرٹن صاحب بہادر	۱۴- اپریل سنہ ۹۰ء	۶- ماہ ۱۴- یوم	۲۸- اکتوبر سنہ ۹۰ء	قائمقام
۲۸	مسٹر جے ولسن صاحب بہادر	۲۹- اکتوبر سنہ ۹۰ء	ایک سال ۸ ماہ ۲- یوم	۲۳- جون سنہ ۹۲ء	تیسری دفعہ اپنی جگہ پر آیا۔
۲۹	لفٹنٹ ٹامسن صاحب بہادر	یکم جولائی سنہ ۹۲ء	ایک ماہ	۳۱ جولائی سنہ ۹۲ء	قائمقام
۳۰	مسٹر جے ولسن صاحب بہادر	یکم- اگست سنہ ۹۲ء			چوتھی دفعہ آیا

اس ضلع میں تین تحصیلیں ہیں - شاہ پور - خوشاب - بھیرہ - ان میں سب سے رونق دار اور آباد بھیرے کی تحصیل ہے اور سب سے کم خوشاب کی -

شاہ پور کی تحصیل کے شمال میں جہلم کا ضلع ہے مشرق میں بھیرہ کی تحصیل جنوب میں جھنگ کا ضلع اور مغرب میں خوشاب کی تحصیل اس کا رقبہ ۱۰۳۲ مربع میل ہے اور آبادی ۱۲۲۶۴۳ شاہپور اور ساہیوال اس تحصیل کے قصبے ہیں اس تحصیل کے روساء ملک عمر حیات خان صاحب ساکن کالرہ اور ملک مبارز خان صاحب خلف ملک جہان خان سردار بہادر ساکن جہان آباد اور چراغ خان بلوچ ساکن ساہیوال اور ملک خدا بخش خان ساکن خواجہ آباد ہیں - شہر شاہ پور ۵۴۲۴ آدمیوں کی بستی ہے اس میں چنداں رونق نہیں چھوٹا سا بازار ہے قصبہ سے ۳ میل مشرق میں صدر ہے اس کی آبادی ۲۴۲۸ ہے - صدر بازار صاف ستھرا اور خوب صورت ہے راستے سیدھے اور فراخ ہیں سڑکوں پر سایہ دار درخت لگے ہوئے ہیں صاحب ڈپٹی کمشنر اور دیگر حکام یہیں رہتے ہیں - ضلع کی کچہری اور کچی تحصیل - تھانہ - خزانہ جیل خانہ - شفاخانہ - مدرسہ - پولیس کی لین سب یہیں ہیں - ان کے سوا ایک سرا ے دو تالاب اور تین باغ قابل دید ہیں - یہاں ہر سال گھوڑوں کی نمایش کا میلہ ہوتا ہے - جن کے گھوڑے عمدہ ہوں اُن کو انعام ملتا ہے -

باشندگان ضلع کی معاش دریائے جہلم کے تالوں پر کاشتکاری اور چارات وسیلابہ زمین پر مزارعت کرنا اور چند گاؤں متعلقہ بار کے لوگ چوری پیشہ بھی ہیں - اس تحصیل میں قصبہ ساہیوال بڑا مشہور شہر ہے یہ قصبہ شاہ پور سے ۲۲ میل جانب جنوب واقع ہے ۸۰۰۰ آدمیوں کی آبادی ہے رئیس خاندان بلوچ سے ہیں اور باشندے اکثر ہندو اور جولاہے و دردگر بڑھئی اور دبہ گر اور مسگر ہیں - ہاتھی دانت اور لکڑی کی ایسی ایسی نفیس چیزیں یہاں تیار ہوتی ہیں جن کے نمونے عجایب خانوں میں رکھے گئے ہیں اور لنڈن تک اُن کے تحفے پہونچائے گئے ہیں - سجی بھی اس علاقہ میں بہت تیار ہوتی ہے -

بھیرہ کی تحصیل کے شمال میں جہلم کا ضلع ہے مشرق میں گجرات اور گوجرانوالہ کے ضلعے جنوب میں جھنگ کا ضلع اور مغرب میں شاہ پور کی تحصیل اور کچھ حصہ ضلع جہلم کا - اس کا رقبہ ۱۰۸۱ مربع میل ہے اور آبادی ۱۶۷۲۶۰ ہے شہر کا کوئی خاص رئیس نہیں میونسپل کمیٹی کے ممبر معززین و متمول لوگ منتخب کئے جاتے ہیں باشندے اکثر ملازمت پیشہ اور تاجر و دکاندار اور طبیب

یہاں اچھے اچھے گذرے ہیں عالم فاضل یہاں بکثرت ہیں اور ہو گذرے ہیں یہ شہر بباعث نامور
آدمیوں کے تمام انڈیا میں مشہور ہے قدرتی طور پر مردم خیز شہر ہے یہاں کے علما و فضلا اور
حکما اور پلیڈر و بیرسٹر وکیل اور بی۔ اے و ایم۔ اے شمار کئے جاویں تو ایک علیحدہ رسالہ
تیار ہو کچھ زمین نالوں سے سیراب ہوتی ہے اور اکثر چاہی کاشتکاری پر عوام کا گذارہ ہے علاقہ
بار کے لوگ چوری پیشہ ہیں خاص شہر کی آبادی ۱۶۵۰۵ ہے حرفت تجارت آبادی کی جو رونق
یہاں ہے ضلع بھر میں کہیں نہیں بازار صاف ستھرے مکانات پختہ خصوصاً محلہ ساہنیاں والہ
تو ایک لندن کا کوچہ دکھائی دیتا ہے چند قدیم عمارات ایسی ہیں کہ ان میں لکڑی کا کام بڑا
نایاب بنا ہوا ہے۔

کسی زمانہ میں یہاں راجہ راج کرتا تھا شیش محل کے کھنڈر جو ابھی تک باقی ہیں اس زمانے کی
یادگار ہیں شہر کے گرداگرد فصیل ہے کچھ کچی اور کچھ پکی۔ اس کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے
لاہوری اور تھانوالہ مشہور ہیں۔ شہر کے باہر کئی خوش وضع باغ ہیں۔ ضلع کا سب سے بڑا مدرسہ
یہیں ہے اس کے قریب تحصیل تھانہ۔ شفاخانہ۔ ڈاک گھر۔ کمیٹی گھر۔ سب ایک جگہ ہیں۔
لاہوری دروازہ کے اندر ڈیوس گنج بڑی خوبصورت منڈی ہے۔ اس تحصیل کے عجائبات سے جو
تاریخی یادگار رہنے کے قابل ہو سکے وہ ایک مرد میاں سردار نام قوم بلوچ تھا۔ جو ۱۳۰۰ ہجری
میں فوت ہوا۔ خاص شہر بھیرہ سے پانچ میل پر چھاونی میاں سردار ایک گاؤں اس کا آباد
شدہ ہے یہ شخص زاہد عابد پرہیزگار ہونے کے علاوہ ایک طاقت مافوق طاقت انسانی رکھتا
تھا۔ لدا ہوا اونٹ ایک ہاتھ کے زور پر اس نے کتنی دفعہ لوگوں کے سامنے اٹھا لیا۔ جو
گرانبار چیزیں دو دو سو آدمی نہ اٹھا سکتے تھے وہ اکیلا اٹھا لیتا تھا اس کی شجاعتوں کی بڑی
بڑی کہانیاں علاقہ بار میں مشہور ہیں مگر اتنی بات ہے کہ گپ باز نہ تھا اور اپنی زور کی نمایش
نہ کرتا تھا۔ اپنی عمر میں نہ اس نے کسی پہلوان سے کشتی کی اور نہ اپنا زور جتلایا بڑے بڑے نواب
بلاتے رہے مگر یہ جانے سے انکاری رہا۔

شہر بھیرہ میں بڑھئی و عمارت کا کام اچھا ہوتا ہے۔ لوہاروں کا کام دور دور تک مشہور ہے
ایک جولاہا یہاں کا چادروں میں عربی فارسی سنسکرت خوشخط حروف بُنتا اور بادشاہوں
کے پاس تحایف لیجاتا تھا قسطنطنیہ اور مصر عراق تک اس کی چادریں جن پر یاسین و آیۃ الکرسی
و سورۃ فاتحہ نہایت خوش قلم زیب رقم تھیں پہونچی ہیں یہ بھی ایک یادگار زمانہ تھا جو شاید

اَب فوت ہوگیا ہے ۔ کپڑوں کے اوپر بطور کشیدہ حروف منقش کرنا ایک آسان بات ہے بطور بافندگی خوشخط حروف کا کپڑے کے اندر بننا ایک ایسا مشکل فن ہے جس سے بڑے بڑے کاریگر اور اُستاد بافندے حیران رہجاتے ہیں جب وہ مہاراجہ جموں کے پاس دو چادریں حروف سنسکرت سے بنی ہوئی لے گیا تھا تو تمام کشمیری خوشخط پنڈت اور بڑے بڑے نامور اُستاد شالباف حیران رہ گئے تھے کہ اس نے کیا غضب کیا ہے اس کاریگر کا نام اللہ یار تھا ۔

خوشاب کی تحصیل کے شمال میں جہلم کا ضلع ہے ۔ مشرق میں شاہپور کی تحصیل جنوب میں ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور جھنگ کے ضلع کا کچھ حصہ اور مغرب میں ڈیرہ اسمٰعیل خاں اور میانوالی کے ضلعے اس کا رقبہ ۲۴۷۰ مربع میل ہے اور آبادی ۱۲۱۶۱۵ ہے ۔ خوشاب اور گروٹ اس تحصیل کے قصبے ہیں ۔ اور نوشہرہ ۔ کنڈ ۔ مٹھہ ٹوانہ ۔ قدپور ۔ راجڑ ۔ پیل ۔ کھبکی ۔ کٹھا ۔ ڈہالی ۔ جمالی بلوچاں بڑے بڑے گاؤں ہیں ۔

خوشاب شہر میں سردار اعظم بہادر خان قوم بلوچ رئیس ہے شہر میں ریشمی لنگی کا کام بہت عمدہ ہوتا ہے ۔ خوشاب شیر شاہ بادشاہ کا آباد کیا ہوا ہے ۔ تاریخ بنائے شہر لفظ خوشاب سے نکلتی ہے یعنے ۹۰۹ ہجری جس میں تعمیر و آباد کیا گیا تھا ۹۸۰۹ ۔ آدمیوں کی آبادی ہے اس کے گرد کچی فصیل ہے شہر کی وضع چنداں خوبصورت نہیں مگر بازار فراخ اور چوپٹ کی طور پر نہایت خوش وضع ہے دریائے جہلم کے بالکل کنارے پر شہر آباد ہے شاہپور صدر سے ۸ میل مغرب میں واقع ہے شہر میں نواب احمد یار خاں صاحب اور سید احمد و سید محمود کے مزارات قابل دید ہیں ۔ شہر سے باہر بادشاہ صاحب کا روضہ جو فقیر کامل گذرے ہیں ۔ قابل دید ہے ۔ تحصیل ہذا کے اعظم رؤسا ملک فتح شیر خان ودوست محمد خان ٹوانہ اور جناب **ملک مبارز خان** خلف جناب **ملک جہان خان ٹوانہ** سردار بہادر سکنہ ڈہالی ادامہ اللہ تعالےٰ مراتب اعلےٰ ہیں ۔

اس تحصیل کی زمین پانچ قطعوں میں ہے ۔
ایک قطعہ سون کا جو پہاڑ کے اوپر واقع ہے ۔
دوسرا قطعہ موہاڑ جو دامن کوہ میں واقع ہے ۔

تیسر قطعہ تھل جو ریگستان ہے وہاں پیداوار بہت کم ہوتی ہے - تربوز وغیرہ بہت پیدا ہوتے ہیں -

چوتھا قطعہ ونڈا جو موہاڑ اور ریگستان کے درمیان ہے - یہ بھی متوسط قسم کی زمین ہے -

قطعہ پانچواں لب دریائے جہلم یہاں چاہات وسیلابہ زمینوں پر زمیندار کاشتکاری کرتے ہیں -